

اِنَّ الْاَكْبَرَ الَّذِي تَعْبُدُ وَاِنَّ الْفَخْرَ الَّذِي تَحْكُمُ

الحمد لله اس زمان سعادت اقران سلسلہ ۱۲۸۳ ہجری نبوی میں

حزینۃ الاسراء
رحمۃ
محالسن الاسراء

حسب ارشاد ہدایت بنیاد مولانا مولوی محمد قطب الدین انصاری کی بحال تصحیح

میں صفائی میں محمد حسن خان کی ہتمام سے



بسم الله الرحمن الرحيم

شرح کتاب ہونین سائید نام اللہ بخش کرتی والی مہربان کی

الحمد لله الذي رفع اقدار العلماء بمقدار معرفته كتابه المحكم ثم هدى المحدثين بمصابيح

سبب ترفیہ ہی اوس خدا کی لئی کہ بلند کین قدرین علماء کی موافق معرفت کتاب اپنی کی جو مضبوطی پیر ہدایت کیا محدثین کو ساتھ چراغون

المصباح من شبه الظلم وجعل علم الكتب كالعلم لمن تقدم من اصحاب الائمة واصبح

روشن کی اپنی حدیثون کی تاریک شبہات سی اور گردانا علم کتاب کو مانند نشان کی اوکی لئی کہ آگ کی گذری امتون میں اور پہنچائی

عليهم سوانح النعم يعرفانه بمصابيح السنة والعرفان المقدم واعزهم في الدارين

پوری نعمتیں اپنی معرفت کی سنت کی چراغون پہلی گذری ہوئی سی اور اولکون دین و دنیا میں عزت و

واكرم واجتزم على العلمين في سابق القدم بالقران الاحكم فقال الذين يجتنبون

ہم اکر ام کیا اور حرمت بخشی تمام عالم پر اذل میں قرآن استوار سی اور ارشاد کیا جو لوگ بچیں ہیں

كبار الاشرار والفواحش الا اللهم فسبحان من يعلم الحكم فيمن اخروا قدم احده حمد عاجز

بڑی گناہوں کی اور فحاشی کی کاموں سی مگر کچھ صغیرہ سو پاک ذات ہی جو سکھانا ہی حکمتیں پہلے اور پچھلے کو میں اوکی حمد کرتا ہوں عاجز کسی

شكروا اولاه من عظيم النعم واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا

کہ شکر کرو اولادہ من عظیم النعم واشہد ان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ واشہد ان محمد اور گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کی وہ اکیلا ہی اوکا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد

عبده ورسوله الاكرم المبعوث الى جميع الامة تسئل الله ان يختم لي كتاب العلم ربنا اذ نختمه صل

اوسکا بندہ ہی اور اوسکا بزرگ رسول ہی بھیجا ہوا تمام امتون کی طرف ہم اللہ سے مانگتی کہ پوری کری ہماری عمل کی تمامہ میں فی ہر ہم ختم کرن رحمت

الله تعالى عليه وعلى اله وصحبه وسلم الذين هم اهل الفضل والحكم ما عيبد الله احدا احرم هذا

نازل کری اللہ تعالیٰ اوپر اور او کی آل پر اور اوسکی بارون پر اور سلام کہ اہل فضل اور صاحب حکمت ہیں جب اللہ کی بندگی پر جو محمود ہی اور حرمت ایہ

المكتوب بالقلم شرح بعض اصحاب الحديث المعظم وبعض الحسان للفخيم من

کتاب لکھی ہوئی قلم کی شرح چند صحیح حدیثون بزرگ کی اور چند حسن حدیثون بزرگ کی کتاب صلیت

الظلم دافع الهم والالم جمعت له بعض اخوان الاخرة مع صلبه ام

الظلم میں سی دور کرنے والی ہم اور اللہ کی ہی پہنچی اسکو واسطی بعضی بھائیوں اخرو کی اور اور معصومین میں میں سے عا کر جن کیا

من التفسير والحديث والفقه والكلام وتصوف الخيرة وأبائن ما فيه من الاعتقادات

نفس اور حدیث اور فقہ اور عقائد اور بیک لوگوں کی تصوف کی اور بیان کردوں کا اوسمیں صحیح اعتقادات

الصديقي في ان الاخرة واحترما فيه من استمداد القبول وغيره من فعل الكفرة واهل

ربعا آخرت کی اور برائی بیان کرونگا اوسمیں قبول سی مدد مانگتی کی اور سوا اوکی افعال کفار اور

لفظ احیاء
الحديث غلط
معلوم یقیناً
شاید کہ لفظ صحیح
لایتی کہ
بین لفظ احیاء
لوگوں کے بیان

المجلس التاسع في لزوم الاتباع للنبي صلى الله عليه وسلم فيما جاء به وفيه تحقيق المجلس العاشر

[illegible]

شیخ یحییٰ ذہبی
شیخ یحییٰ ذہبی

یعنی زمین پر
اسکا کہ زمین پر
رسول کا داخل ہوگا
بہشت میں اور خدا
اونکا نہیں داخل ہوگا

فی بیان الفرق بین المؤمن والمسلم و بین المجاهد والمهاجر **المجلس الحادی عشر**

بیج بیان فرق کی درمیان مؤمن اور مسلم کی اور میان مجاہد اور مہاجر کی مجلس گیارہویں

فی بیان افضل الذکر وافضل الدعاء **المجلس الثانی عشر** فی بیان اسعد الناس بشفاۃ

بیج بیان افضل ذکر اور افضل دعا کی مجلس بارہویں

النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم القيمة **المجلس الثالث عشر** فی بیان اخلاص التوحید

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ہی مجلس تیسرہویں

سبب الحرمة النار **المجلس الرابع عشر** فی بیان ایمان المنجی لصاحبه یوم القيمة **المجلس**

سبب ہولی ہی حرم ہولی آگ جہنم کی مجلس چودھویں

الخامس عشر فی بیان ان کل مولود یولد علی فطرة الاسلام وفيه تفصیل **المجلس السادس عشر**

پندرہویں

فی تحقیق السعید والشقی و بیان اقسام الکفر وغیرہ **المجلس السابع عشر** فی بیان عدم جواز

بیج تحقیق نیکیجنت اور نیجنت کی اور بیان اقسام کفر وغیرہ کی مجلس سترہویں

الصلوة عند القبور والاستعداد من اهلها واتخاذ السروج والشموع علیها **المجلس الثامن عشر**

نماز کی باس قبروں کی اور نہ جائز ہونی مدد مانگنے کی رودوسی اور نہ جائز ہونی چراغ اور شمع روشن کرنی قبروں پر مجلس اٹھارہویں

فی اقسام البدع وحکامها وغیرها من الامور المهمة **المجلس التاسع عشر** فی بیان بدعة

بیج قسموں بدعتوں کی اور احکام اوکیکی اور سوائے امور ضروریہ سے مجلس انیسویں

صلوة النوافل بالجماعة كالرغائب وغيرها **المجلس العشرون** فی بیان فضائل الجہد والبرور و بیان

نماز نفل کی جماعت سے نماز صلوٰۃ رغائب وغیرہ کی مجلس بیسویں

البدعة فيه **المجلس الحادی والعشرون** فی بیان فضائل الزکوة وغوائل ترکها **المجلس الثاني والعشرون**

بدعت کی حج میں مجلس اکیسویں

فی بیان فضائل الصوم مطلقا **المجلس الثالث والعشرون** فی بیان فضيلة صوم شعبان **المجلس**

بیج بیان فضائل مطلق روزہ کی عہ مجلس تیسویں

المجلس الرابع والعشرون فی بیان فضيلة احياء ليلة البراءة على وجه السنة والاحتذاء عن البدعة المذكورة

چودھویں

المجلس الخامس والعشرون فی لزوم طلب رؤية هلال رمضان و كراهة صوم يوم الشك

بیج لازم ہونی تلاش روت جانہ رمضان کی اور کراہت روزی یوم شک کی مجلس چھبیسویں

المجلس السادس والعشرون فی بیان فضيلة رمضان وعلاية حقه وتعظيم شأنه **المجلس**

حس چھبیسویں

المجلس السابع والعشرون فی بیان كيفية التوبة وما يفسد الصوم وما لا يفسد وما يلزم به الكفارة

بیج بیان کفیت توبہ کی اور اوکھڑی کہ توڑی ہی روزی کو اور جو نہیں توڑی اوکو اور جو مستلزم ہی کفارہ کو سنا بیسویں

وما لا يلزم **المجلس الثامن والعشرون** فی بیان كيفية التزويج و فضيلتها **المجلس التاسع والعشرون**

اور جو نہیں مسلم مجلس اٹھارہویں

بیج بیان کفیت تراویح کی اور فضیلت تراویح کی مجلس انیسویں

بیج زیادہ مرتبہ
شفاۃ الناس
کون شخص سے

ص

صلوة غایب
رجب کی پہلی
تاریخ کی شب
بین بعضی پرستی
ہیں جماعت سے
وہ بدعت ہی
است
عہ خواہ
نفل ہو خواہ
فرض ہو

بیج زیادہ مرتبہ
شفاۃ الناس
کون شخص سے

فی بیان فضیلة تاخیر السجود و تعجیل الافطار و غیره المجلس الثالثون فی بیان غائلة من
 سج بیان فضیلت تاخیر سحر کی اور تعجیل کرنی افطار کی اور غیر اسکی مجلس تیسویں سج بیان گناہ اداسکی
 افطریوما من رمضان فیما یجب فیہ الکفارة المجلس الحادی والثلاثون فی بیان سبب
 کرافطار کرفیکو رمضان من اوس حال من ارجب ہوا ومن کفارہ سلا مجلس اکیسویں سج بیان سنت ہونی
 الاعتکاف و طلب لیلۃ القدر فیہ و فضیلۃ المجلس الثاني والثلاثون فی بیان صدق
 اعتکاف کی اور طلب کرنی شب قدر کی اور من اور فضیلت اور کیکسی مجلس بیسیویں سج بیان صدق
 الفطر و احکام العیدین و بیان البدع فیہ المجلس الثالث والثلاثون فی بیان فضیلة
 فطر کی اور احکام عیدین کی اور بیان بدعتوں کی عیدین مجلس تینیسویں سج بیان فضیلت
 صوم شوال و عدم جواز التشاؤم بہ المجلس الرابع والثلاثون فی بیان فضیلة
 روزوں شوال کی سلا اور یہ کہ شوال کو منحوس سمجھا جائز نہیں ہی مجلس چونتیسویں سج بیان فضیلت
 ایام العشر الاول من ذی الحجة المجلس الخامس والثلاثون فی بیان فضیلة هرقة
 اول دہرہ بقرہ عید کی مجلس بیسیویں سج بیان فضیلت بیانی
 دم القربان فی ایام النحر و نوعه و کیفیة ذبحه المجلس السادس والثلاثون فی بیان
 خون قربانی کی ایام قربانی میں اور بیان اقسام قربانی کی اور کیفیت ذبح کی مجلس چونتیسویں سج بیان
 فضیلة شہر اللہ المحرم و صوم یوم عاشوراء المجلس السابع والثلاثون فی بیان فضیلة
 فضیلت مہینہ خدائی کہ محرم ہی اور بیان روزی روز عاشوراء کی مجلس سینتیسویں سج بیان فضیلت
 یوم عاشوراء و بیان ما یفعل فیہ من البدع المکروہة المجلس الثامن والثلاثون
 روز عاشوراء کی اور بیان اول بدعات مکروہات کا جواب و سمین کجائی میں مجلس اہتیسویں
 فی بیان عدم سراریۃ المرض و عدم جواز الطیرة و عدم وجود الغول المجلس التاسع والثلاثون
 سج بیان نہ لگ جانی بیماری کسیکی کیو اور نہ جائز ہونی شگون بدکی اور نہ ہونی جنوں کی مجلس انتالیسویں
 فی ذم الطیرة و الفال المذموم و افساھما و مدح فال المسنون و انواتہ المجلس الاربعون
 سکون اور فال بدکی بیان میں اور اسکی اقسام میں اور فال مسنون کی مدح اور اسکی اقسام میں مجلس چالیسویں
 فی بیان استحسان التاتی فی عمل الدنیا دون عمل الاخرة المجلس الحادی والاربعون فی
 بیان میں خوبی درنگ کرنی کی دنیا کی کار بار میں سواء عمل آخرت کی اکن لہدین مجلس چالیسویں
 بیان سبب نزول البلیات و سبب دفعہا من التوبة و الدعوات المجلس الحادی والاربعون فی بیان
 بیان میں سبب بلاؤں کی اور ترقی کا اور بیان میں سبب اسکی دفع کی جواز اور دعائی مجلس چالیسویں
 فی بیان دفع الدعاء البلاء حین نزول البلاء و بعد النزول المجلس الحادی والاربعون فی بیان
 اس بیان میں کہ دعا روک دیجائی بلا کو اور ترقی دقت اور بعد اور ترقی کی مجلس چالیسویں
 فی بیان مسنونۃ الصلوة عند ظهور الایة الخوفۃ و الاشتغال بالامور المذمومة المجلس
 اس بیان میں کہ مسنون ہی نماز جب کوئی امر خوفناک ظاہر ہو اور مشغول ہوا ایسی زمین حورہ کی مجلس چالیسویں
 الرابع والاربعون فی بیان صلوۃ الکریم و خسوف و ظہور الخوف و الخوف فی المجلس الخامس
 چونتیسویں مجلس بیان میں نماز سورج کہیں چپکہیں کی اور ظہور اور خوف کرکس مجلس پچاسویں

سج بیان غائلة من افطار کرافطار کرفیکو رمضان من اوس حال من ارجب ہوا ومن کفارہ سلا مجلس اکیسویں سج بیان سنت ہونی

سج بیان غائلة من افطار کرافطار کرفیکو رمضان من اوس حال من ارجب ہوا ومن کفارہ سلا مجلس اکیسویں سج بیان سنت ہونی

وفضيلة الاسترجاع عندها المجلس الثاني والستون في بيان تحقيق قوله عليه السلام
 اور فضيلت ان الله طانا اليه راجعون پر مبنی کی اور سوقت باسٹھویں مجلس بیان میں تحقیق اس حدیث کی
 اغتنتم خمساً قبل خمس الحديث وما يفرغ عليه المجلس الثالث والستون في بيان محاسبة
 غنیمت جانوں پہنچنے کو پہلی پانچ سی آخر تک اور اسکی تفویضات تریسٹویں مجلس بیان میں حساب
 العبد يوم القيمة والمناقشة في الحساب المجلس الرابع والستون في بيان محاسبة العبد
 بندہ کی قیامت کی دن اور جو مناقشہ ہوگا حساب میں چوسٹویں مجلس بیان میں حساب بندہ کی
 نفسه قبل ان يحاسب ويناقش في ذلك المجلس الخامس والستون في بيان حثالة
 اپنی ذات سے پہلے اس کی کاوسی حساب لیا جاوی اور مناقشہ ہو کہ ہمارے بھائی بیسٹویں مجلس میں بیان رغبت دلائی امرت
 على التوبة ووجوبها على الفور ونحقيقها بالمعاني الثلاثة المجلس السادس والستون
 توبہ پر اور توبہ واجب ہونا توبہ کا اور تحقیق توبہ کی تینوں معانی کا چھٹا سٹویں مجلس میں
 في بيان قوله عليه الصلوة والسلام ان الله يقبل توبة العبد ما لم يغفر المجلس السابع و
 بیان قول علیہ السلام کہ اللہ توبہ بندہ کی قبول کرتا ہی جب تک نزع کو نہ پہنچی سترہویں مجلس میں
 الستون في بيان حال الكيس وحال لاحق المجلس الثامن والستون في بيان فضيلة
 بیان حال وانا اور لاحق اٹھسٹویں مجلس میں بیان
 التقوى وحسن الخلق وحققتها المجلس التاسع والستون في بيان لزوم طلب
 تقوی اور حسن خلق کی فضیلت کا اور ان دونوں کی حقیقت اونیسٹویں مجلس میں بیان اسکا کہ تالاش
 سبب التحلل والاطيب من المكاسب واقبح منها المجلس السبعون
 حلال پیشہ کی لازم ہی اور کونسا پیشہ اچھا ہی اور کونسا برائی سترہویں مجلس
 في بيان حرمة الاحتكار وسائر ما يتعلق به من الاحكام الشرعية
 میں بیان احتکار کی حرمت کا اور جو احکام شرعی اس سے متعلق ہیں
 المجلس الحادى والسبعون في بيان ائى تاجر يحشر يوم
 اہتر دین مجلس اس بیان میں کہ کونسا تاجر
 القيمة فاجرا والى صادق المجلس الثانى والسبعون
 قیامت کو جر محشور ہوگا اور کونسا صادق بہتر دین مجلس
 في تحريض التاجر على ملازمة الصدق والامانة في جميع اقواله
 مادہ کرنین تاجر کی ملازمت صدق وامانت پر اپنی جملہ اقوال
 وافعال المجلس الثالث والسبعون في بيان حقيقة الربوا
 وافعال میں مجلس بہتر دین بیان میں سود کی حقیقت
 واحكامه ائله المجلس الرابع والسبعون في بيان حقيقة السلم واحكامه
 اور اسکی نقصاتی مجلس چوتھریں بیان میں حقیقت بیع سلم اور اسکی احکام کی
 وخبره من انشاء العقود المجلس الخامس والسبعون في بيان سوال المحرم والوعيد
 اور سوال اسکی انواع خود مجلس پچھتر دین اس بیان میں کہ سوال حرام ہی اور وعید سزا موعود ہی

مجلس السبعون في بيان
 سترہویں مجلس میں بیان
 اسکا کہ تالاش

عقوبت کی عین
میں سے

فیه وفي ای موضع يجوز المجلس السادس والسبعون في بيان حقوق المملوك

اور کس مقام پر جائز ہے مجلس چہتر دہن بیان میں حقوق غلاموں کی

على المولى وغيره من الاحكام المجلس السابع والسبعون في بيان حرمة اللواطه

مالک پر اور سوا اسکی جو احکام ہیں مجلس ستر دہن بیان میں حرام ہونی لواطت کی

وعقوبتها وغيرها المجلس الثامن والسبعون في بيان حرمة الخمر وبيان عقوبتها

اور اسکی عذاب کی اور سوا اسکی مجلس اہتر دہن شراب کی حرمت اور اسکی عذاب

وسائر المنكرات المجلس التاسع والسبعون في بيان حرمة القتل ووجوب التقسيم

اور جملہ ممنوعہ کی بیان میں مجلس اٹالی غلول کی حرام ہونی بیان میں ورہہ کہ تقسیم کرنا

بين الغائبين المجلس الثمانون في بيان ظهور الفتن وما يخالف الشرع وكيف يعمل حينئذ

غیمت کر نہ والوں میں ضروری ہے مجلس اسی فتنوں کی ظہور کی بیان میں اور جو مخالف شرع ہے اور کس طرح کیا جاوی اور وقت

المجلس الحادي والثمانون في بيان احكام القضاء واخذة بالاشقة وحكمه

مجلس اسی بیان میں احکام فقہائینی قاضی ہونی کی اور اسکی لکھنا رسد کیا اور حکم کرنا

بشهادة الزور المجلس الثاني والثمانون في بيان من يجوز له الودع لئلا يجر

جہوئی گواہ ہونی مجلس بیاسی بیان میں اوس شخص کی بساؤ و عطا کرنا جائز ہے اور جو کہ نہیں جائز

وطايفرغ عليه المجلس الثالث والثمانون في بيان ان لا يرد على بيعت هذه الامعة

اور اسکی تقریحات مجلس تراسی بیان میں سہات کی کہ اسے فقہانی اور نہ نامی اس امت کی کہی

على رأس كل سنة من يجدد الدين المجلس الرابع والثمانون

سورس کی شروع پر مجلس جورا سی ہر شخص کو کہ تازہ کری دین کو

في بيان كيفية السلام وافضلية من بدأ به المجلس الخامس والثمانون

بیان میں کیفیت سلام کی اور پڑائی پہل سلام کر نیوالی کی مجلس کجاسی

في بيان هجران اخيه المسلم فوق ثلثة ايام المجلس السادس والثمانون

بیان میں ترک کرنی کسی مسلمان بھائی کی تین روزی زیادہ مجلس جیاسی

في بيان التحذير من سوء الظن وهي التجسس المجلس السابع والثمانون

ڈرائی کی بیان میں ہر گمانی سی اور وہ غیر کی حال کی تلاش مجلس ساسی

في بيان النهي عن المصاحبة والمواكلة مع الفاسق المجلس الثامن والثمانون

اس بیان میں کہ ممنوع ہی مصاحبت اور کھانا فاسق کی ساتھ مجلس اٹھاسی

في بيان افضل الاعمال المحب في الله والبغض

اس بیان میں کہ افضل اعمال ہی محبت خدا کی راہ میں اور بغض خدا کی راہ میں

المجلس التاسع والثمانون في بيان لزوم متابعة

مجلس نواسی اس بیان میں کہ لازم ہی متابعت

الرسول عليه السلام في الامر والنهي ولا يجوز المخالفة

رسول علیہ السلام کی امر و نہی میں اور نہیں جائز ہی مخالفت مجلس نوی

في

فی بیان سبق رحمة الله وغلبتها على غضبه وما هيتهما المجلس الحادى والتسعون فى بيان
 رحمت الہی کی سبقت اور غلبہ کی بیان میں غضب پر اور دلوں کی حقیقت مجلس اکابرین اس بیان میں

ان الشيطان يجري من الانسان مجرى الدم المجلس الثانى والتسعون فى بيان عدم المواخاة
 کہ شیطان پھر تہی انسان میں سہاى خون کی مجلس قانون اس بیان میں کہ سوسہ کلاس لفظہ

بالوسوسة ما لم تعمل بها وتتكلم المجلس الثالث والتسعون فى بيان ان للشيطان لملة
 تہین جہنک اکبر علی نوری یا موندہ سی تہی مجلس ستانویں اس بیان میں کہ شیطان کو قرب ہوتا ہى

بابن ادم وللملك لملة له المجلس الرابع والتسعون فى بيان ظهروا لاسلام غريبا وسيعون
 بنی آدم کی ساتھ اور فرشتہ کو قرب ہوتا ہى مجلس چورانویں اس بیان میں کہ اسلام پیدا ہوا تھا غریب اور پھر ہوجا تھا

غريبا كما ظهر المجلس الخامس والتسعون فى بيان نعمة الصحة والفرغ وبينان مغبونية
 غریب جیسا ظاہر ہوا تھا مجلس پچانویں بیان میں نعمت تندرستی اور فراغت کی اور غبن میں ہونى

صاحبها المجلس السادس والتسعون فى بيان غنى من اكل ما فيه راحة كريمة من دخول المسجد
 صحیح وفاق کی مجلس چھیانویں اس بیان میں کہ جو شخص کھاوی ایسی چیز جس میں بدلہ ہو وہی تو مسجد میں نہ جاوی

المجلس السابع والتسعون فى بيان لزوم ترك ما لا يعنيه من القول والفعل المجلس الثامن
 مجلس ستانویں اس بیان میں کہ لازم ہى ترک بیفائدہ قول اور فعل کا مجلس اٹھانویں

والتسعون فى بيان الوصية فى حق النساء حال المعاشرة بهن المجلس التاسع والتسعون
 بیع بیان وصیت کی عورتوں کی حق میں اور انکی ساتھ گزاران کی حالت مجلس ستانویں

فى بيان تحقيق قوله عليه السلام استوصوا بالنساء خيرا الى اخره المجلس المائة فى بيان لزوم
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قول کی تحقیق میں کہ استوصوا النہ مجلس سوویں اس بیان میں کہ لازم ہى

رعاية حق الزوج على زوجته وبينان الوعيد عند عدمها المجلس الاول فى بيان تمثيل من
 حق شناسی اپنی خاوند کی بلای کو اور بیان سزا کا جبکہ بیہ نہو دی ہئی مجلس بیع مثال بیان کرنی اوس شخص کی

بدن کر رہے ومن لم يذكره بالحى والميت وفى بيان معرفة ذكر الله تعالى قال رسول
 کہ اپنی رب کی یاد کرتا ہى اور جو اوسکی یاد نہیں کرتا ساتھ زندہ اور مردہ کی اور بیان میں ذکر اللہ کی فرمایا رسول

الله صلى الله عليه وسلم مثل الذى يذكر ربه والذي لا يذكر ربه كمثل الحى والميت هذا الحديث
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی حال اوس شخص کا کہ بکی یاد کر باہی اور اوس شخص کا جو اپنی رب کی یاد نہیں کرتا جیسی زندہ اور مردہ یہ حدیث

من صحاح المصابيم رواه ابو موسى الاشعري فانه عليه السلام جعل فيه الذكر مثل الحى مع
 مصابیح کی صحاح میں ہى ابو موسی اشعری کی روایت سی سو بیغیر صلی اللہ علیہ وسلم اسمین یاد کر نیوالی کو مانند زندہ کی شہر یا یاد کر نیوالی

كونه حيا لان المراد بالحى من له حياة حقيقية ابدية وهى انما تحصل بذكر الله تعالى لان
 وہ زندہ ہى ہوتا ہى الہی کہ زندہ ہى وہ مراد ہى جسکو حقیقی اور دائمی زندگی حاصل ہى اور ایسی زندگی بجز یاد الہی کی حاصل نہیں ہوتی کہ حقیقی

الذكر يحيى قلوب التاكرين ويوجب لهم الاستعداد لمعرفة رب العالمين والوصول الى الحياة الا
 ذکر التاكرين کا دلوں کو زندہ کر دیتا ہى اور بالضرورة انکی الہی سامان رب العالمین کی معرفت کا تیار کر دیتا ہى اور بہشت کی حیات ابدی کی لاپن یاد دیتا ہى

فى دار النعيم ومن كان خاليا عن الذكر فهو بمنزلة الميت لكونه خاليا عما يحيى قلبه وعما يوجب
 اور جو شخص یاد الہی نہیں کرتا وہ مردہ کی مانند ہى کیونکہ وہ اوس بات سی ظالی ہى جس سی دل زندہ ہوتی اور خدا کی

له المعرفة والحیوة الابدیة لان شرف الانسان وفضيلته التي بها فاق جميع اصناف الخلق

معرفت اور دائمی زندگی پیدا ہو کیونکہ انسان کی شرافت اور فضیلت جسمی تمام اقسام مخلوقات پر فائق ہو رہی

لیکن باستعداد معرفۃ الله تعالى وانما ليستعد لمعرفة الله تعالى بقلبه لا بجارحه من

بجہ استعداد معرفت الہی کی نہیں ہی اور استعداد معرفت الہی کی

جوارحه بل الجوارح له اتباع وخدم ليستخدمها استخدام المالك للرعايا وليستعملها استعمال

اعضائی کچھ علاقہ نہیں بلکہ تمام اعضا دل کی تابع اور خدمت گزار ہیں ان اعضا کی اسطور کار لیتا ہی جیسی بادشاہ رعیت کی اور ایسی برتتا ہی

السيد للعبيد وهو انما يطمن بدنكر الله تعالى كما قال الله تعالى الا بدنكر الله تطمنن

جیسی مولیٰ غلاموں کو اور دل کو طمئنیت صرف یاد الہی ہی ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی یا رہی اللہ ہی کی یا رہی دل جین باقی ہیں

القلوب بفضل الذكر على ما ورد في الحديث لا اله الا الله فلا بد للعبد المكلف ان يشتغل

اور سب سے بہتر ذکر موافق مضمون حدیث کی لا الہ الا اللہ ہی اب بندہ عاقل بالغ کو ضروری کہ اس ذکر میں

بهذا الذكر حتى يطمنن قلبه ويستعد لمعرفة الله تعالى لكن قبل اشتغاله به يجب عليه

مشغول رہی تاکہ اس کا دل طمئن ہو اور معرفت الہی کی استعداد حاصل کری لیکن اس مشغول سے پہلی اوسپر واجب ہی

ان يحصل من علم الكلام ما يصح به اعتقاده على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز

کہ اتنا علم عقاید سیکھی جس سے اس کا اعتقاد موافق اہل سنت و جماعت کی ہو سیکے ہو جاوی اور

به عن شبه المبتدعة لان القلب ما دام مكدرًا بظلمة البدعة الاعتقادية لا ينير انوار

اہل بیعت کی شبہات سے بچ جاوی کیونکہ جب تک دل اعتقادی بدعت کی تاریکی میں گم رہتا ہی تو اس میں طاعت کی روشنی نہیں چمکتی

الظلمة ويجب عليه ايضا ان يحصل من علم الفقه ما يصح به اعماله على وفق الشريعة المطهرة

اور اوسپر بہتر ہی واجب ہی کہ اتنا علم فقہ سیکھی کہ اس سے اس کے اعمال موافق شریعت پاک کی ہو سکیں

والا فالتقدم لمعالی الامور قبل اتقان وصولها وضبط طرفها عجلة شيطانية وشهوة نفسانية

اور نہیں تو بڑی کام کریشنا بغیر حکم کرنی اصول کی اور ٹھیک ریاضت کرنی طریقوں کی شیطانی جھپٹ اور نفسانی شہوت میں

توجب لصاحبها الفضيحة في الدنيا والاخرة اذ قد يغتر صاحبها بالتحيلات النفسانية

داخل ہی جو ایسی شخص کو دنیا اور آخرت دونوں میں ذلیل کر چھوڑتی ہی اس کی کہ ایسا جاہل کہی فریب میں اگر نادانی سے خیالات نفسانی

والتليست الشيطانية ويظنها اكرامات وهي في الحقيقة استدراج وزيادة له في انواع

اور شبہات شیطانی کو کرامت تصور کر لیتا ہی اور اصل میں وہ استدراج ہوتا ہی اور اس کی حق میں طرح طرح کی

الضلالات لان من اشتغل بالذكر والريضة قبل ان يحصل من علم الكلام ما يصح به الاعتقاد

گمراہی زیادہ ہوتی ہی کیونکہ جو شخص مشغول ذکر اور ریاضت کا اختیار کرتا ہی بدون سیکھی علم عقاید کی کہ جتنی میں اس کا اعتقاد

على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز به عن شبه المبتدعة ومن علم الفقه ما يصح

اہل سنت و جماعت کی مذهب پر صحیح ہو جاوی اور بدعتیوں کی شبہات سے بچ جاوی اور بدون سیکھی علم فقہ کی جتنی میں

به اعماله على وفق الشريعة المطهرة لا يبعد ان يقع له كشف حتى لبعض الاشياء او امر خارق

اس کی اعمال مطابق شریعت پاک صحیح اور درست ہو جاویں تو کیا بعید ہی کہ اس کو بعض عسلیات کا کشف ہونی لگی یا کوئی بات کرامت کی سی

من خوارق العادات بمقتضى الرياضة او امارة الشيطان كما حكى كثير من ذلك عن بعض الكفرة

خلاف عادات میں سی ریاضت کی موافق یا شیطانی جو کچھ ہی ہو جاوی چنانچہ ایسی بہت کہانیاں بعضی کفار

للزنا صین فیظن انه ولاية وكرامة وهو في الحقيقة مكر واستدراج لا كرامة ولا ولاية
 ریاضت منش کی مشہور ہیں، پھر یہ نادان خیال کرتا ہی کہ یہ ولایت اور کرامت ہی اور اصل میں وہ مکر اور استدراج ہوتا ہی، شکر امت ہی اور نہ ولایت
 اذ قد يحصل الكشف والامر بالخارق لبعض الرهبان وغيرهم ممن يعتنقون بزيادة الرياضات
 اسلٹی سر کشف اور امر خارق کہی کہی بعضی ایسی راہب وغیرہ کی ہی ہو جاتی ہی جو بڑی ریاضت اختیار کرتی ہیں
 مع فساد العمل والاعتقاد ولا اعتداد به لانه تعالى قد جعل الرياضة سببا للتصفية
 باوجودیکہ اوکلی عمل اور اعتقاد فاسد ہوتی ہیں پھر اسکا کیا اعتبار ہی اسلٹی کہ اسد تعالیٰ بیشک ریاضت ہی لول کو الیہ صاف کر دیتا ہی
 القلوب بحيث يوصل بها الى الكشف ونحوه من الخوارق ولا يدل ذلك على رضائه تعالى
 کہ جس سی کشف اور کشف کی مانند اور خوارق ہوتی لکن ہی اور اس ہی اسد تعالیٰ کی یقینی رضامندی
 بذلك السبب البتة ومن المعلوم قطعا ان الخوارق ليست فحصة بالمجرة والكرامة
 اوس سبب پر معلوم نہیں ہوتی اور یہ بات یقینی معلوم ہی کہ خوارق کو کچھ مجرہ اور کرامت ہی ہی خصوصیت نہیں ہی
 بل قد تكون استدراجا ايضا فمتى صدرت من فيه خلل على الاعتقاد يحكم بكونها
 بلکہ بعضی وقت استدراج ہی ہوتا ہی پھر اگر یہہہ امر خارق ایسی شخص سی پیدا ہو دی جسکا عمل یا اعتقاد باطل ہی تودہ
 استدراجا لا كرامة لان الكرامة ظهور امر خارق للعادة على يد عبد صالح ظاهر صلا
 استدراج ہی سمجھا جاوے گا کرامت نہیں ہوگی کیونکہ کرامت تودہ ہی کرامت عادت کی خلاف ایسی صالح آدمی کی ہاتھ سی ہو جسکی نیک کردار ہی ظاہر ہی ہو
 وهذا القيد الاخير للاحتراز عن الاستدراج وهو ظهور امر خارق للعادة على يد الاشقياء
 اور یہہہ پہلی قید استدراج سی احتراز کی لئی ہی کیونکہ استدراج وہ ہوتا ہی کہ امر خارق عادت اشقیاء کی ہاتھ پر پیدا ہو
 كالدرجال وفرعون والجهلة الصالين المضلين فان الخوارق كما تظهر على يد الاتقياء تظهر
 جیسی درجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کرنیوالی کیونکہ خوارق جیسی پیر پیر گارون کی ہاتھ پر ہوتی ہیں
 على يد الاتقياء ايضا فما يظهر من ذلك على يد من كان تحت سياسة الشرع يصير
 اشقیاء کی ہی ہاتھ پر ہوجاتی ہیں سو جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتھ پر ظاہر ہو جو شرعی حکومت کا مطیع ہی تو
 سببا لمزيد مجاهدته في عبادته وما يظهر من ذلك على يد من لم يكن تحت سياسة الشرع
 اوسکی مجاہدہ عبادت کو زیادہ بڑا دیگا اور جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتھ پر پیدا ہو جو شرعی حکومت کا مطیع نہیں
 يصير سببا لمزيد بعده وغرورة ولا يزال الشيطان يغويه حتى يخلصه ربة الاسلام
 تودا اوسکو اور ہی دوری اور غرور بڑھے گا اور شیطان ہمیشہ اوسکو بہکا تا رہی گا آخر کو اسلام کی رشتی اوسکی گردن میں سے نکال کر
 من عنقه بانكار الحدود والاحكام والحلال والحرام فعلى هذا يجب على العبد الناكر
 حدود اور احکام اور حلال اور حرام کا منکر بنانا ہی اسلٹی بندہ ڈاکر کو یہہہ واجب ہی
 ان يجعل جميع اعماله موافقا لاحكام الشرع مادام حيا عاقلا ولا يجوز له ان يعمل عملا مخالفا
 کہ اپنی تمام اعمال جیتک ہوش حواس میں ہی احکام شرعی کی موافق رکھی اور اوسکو یہہہ جائز نہیں ہی کہ کہی ہی کسے وقت کوئی عمل
 للاحكام الشرع في وقت من الاوقات واحكام الشرع على قسمين قسم يتعلق بالظاهر وهو البدن
 احکام شرعی کی مخالفت عمل ہرے لادی اور شرع کی احکام دو قسم پر ہیں ایک وہ قسم جو ظاہر یعنی بدن ہی متعلق ہی
 وقسم يتعلق بالباطن وهو القلب وكل واحد من القسمين على نوعين احدهما يجب فيه الفعل
 اور ایک قسم وہ جو باطن یعنی دل سی متعلق ہی کہی ہیں اور یہہہ دونو قسمیں دوطرح کی ہیں ایک وہ جسکا کرنا واجب ہی

والآخر يجب فيه التزك فجملة احكام الشرع اربعة فمن النوع الذي يتعلق بالظاهر ويجب
 دوسری وہ جسکا ترک واجب ہی پس تمام احکام شرعی چار طرح کی ہوتی پہر وہ قسم جو بدن سی متعلق اور اسکا عمل میں لانا واجب ہی
 فيه الفعل التكلم بكلمتي الشهادة واقامة الصلوة وايتاء الزکوة وصوم رمضان وحج
 دونو کلمی شہادت کی پڑھنی اور نماز قائم رکعتی اور زکوٰۃ ادا کرنی اور رمضان کی روزی اور
 البيت وجهاد الکفار والامر بالمعروف والنهي عن المنکر وغير ذلك من الفرائض والواجبات
 کعبہ کا حج اور کفار پر جہاد اور نیک بات بیان کرنی اور بدی سی روکنا اور سوار اسکی اور فرائض اور واجبات
 ومن النوع الذي يتعلق بالظاهر ويجب التزك القتل والزنا واللواطه والسرقه ونشر الخمر
 اور وہ قسم جو بدنی متعلق اور اسکا ترک واجب ہی خون برتنی اور بیکاری اور اغلام اور چوری اور شراب خوری
 والغيبه والفيمة والكذب والنظر الى ما حرم نظره واستماع ما حرم استماعه وغير ذلك من
 اور غیبت اور سخن چینی اور چوٹ پڑھنا اور نیکوئی ایسی چیز کا جسکا دیکھنا حرام ہی اور ایسی آواز سنی جسکا سنا حرام ہی اور سوار اسکی
 المحرمات والمكروهات ومن النوع الذي يتعلق بالباطن ويجب فيه الفعل التوبه والاخلاص
 اور محرمات اور مکروہات اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور عمل کرنا واجب ہی توبہ اور اخلاص
 والتوکل والصبر والشكر والخوف والرجاء وغير ذلك من الاخلاق الحميده والخصال الجميلة
 اور توکل اور صبر اور شکر اور خوف اور امید داری اور سوار اسکی اور نیک عادتیں اور پسندیدہ خصلتیں
 ومن النوع الذي يتعلق بالباطن ويجب فيه التزك الكبر والعجب والرياء والحسد وغير ذلك
 اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور ترک واجب ہی تکبر اور خود پسندی اور ریاء یعنی دکھلانا اور حسد اور سوار اسکی
 من الاخلاق الذميمة والخصال القبيحة فمن خالف حکما واحدا من هذه الاحكام الاربعة
 اور بد خوئیان اور قبیح خصلتیں سو جو شخص خلاف حکم کا ان چاروں حکموں میں سی
 عصي الله تعالى واستحق عذابه فلا يكون من اهل الولاية والكرامة وبعض الناس في هذا
 وہ خدا کا نافرمان ہی اور اسکی عذاب کا سزاوار وہ ولی اور کرامت والا کب ہوکتا ہی اور بعض لوگ اس
 الزمان يدخلون الخلوة ثلثة ايام واكثر ثم يخرجون منها واذا فعلوا ذلك مرة او مرتين
 زمانی میں تین دن کا یا زیادہ کا جلد کہیں کر پھر فارغ ہو جاتی ہیں اور جب ایک یا دو بار جلد کر چکی
 يتبعون نيل الاحوال والوصول الى مقامات الرجال مع انهم يرتكبون ما يخالف الشرع الشريف
 تو دعوی کرتی کی کہ ہم کو سب حالات کہیں گئی اور عمدہ لوگوں کا درجہ پایا باوجودیکہ شرع شریف کی مخالفت کئی جاتی ہیں
 واذا انكر عليهم ما ارتكبوه يقولون حرمة ذلك في العلم الظاهر وانا اصحاب العلم الباطن وانه
 اور جب انہی انکی اعمال کی برائی بیان کرو تو کہیں گئی میں میان بہر علم ظاہر میں حرام ہی اور ہم تو باطنی علم والی ہیں سو بہر علم
 حلال فيه وان الوصول الى الله تعالى لا يكون الا برفض العلم الظاهر وانكم تآخذون من
 اس علم میں حلال ہی اور قربت الہی بدو چھوڑنی علم ظاہری کی نہیں ملتی تم
 الكتاب السنة وانا بالخلوة وهمة الشيخ نضل الى الله تعالى فينكشف لنا العلوم فلا نحتاج
 قرآن اور حدیث سی فائدہ لیتی ہو اور ہم جلد اور پیر کی مدت سی خدا کی درگاہ میں جاتی ہیں بہر ہم سب علوم کہیں جاتی ہیں ہم کو
 الى مطالعة الكتاب والقراءة على الاستاذ واذا صدر منا مكروه او حرام ننهي عنه في المنام ہی
 کتابوں کی مطالعہ کی اور استاد سی پڑھنی کی کچھ حاجت نہیں ہی اور ہم سی جب کوئی مکروہ یا حرام علم میں آجاتا ہی تو خواب میں ہم کو مانعت ہو جاتی

فنعرف الحلال والحرام وما قلتم انه حرام لم ننه عنه في المنام فعملنا انه ليس بحرام

سو ہم حلال اور حرام کو سمجھ رہے ہیں اس جیسے کہ ہم نے بتایا ہے کہ وہ حرام نہیں ہے سو ہم نے کیا سوہنی جان لیا کہ یہ حرام نہیں ہے

ونحو ذلك من الترهات التي كلها الحاد وضلال اذ فيه ازدراء للملة الحنيفية والشفعة

اور اس طرح کی ترہات باتیں جو سراسر الحاد اور گمراہی کی ہیں کیونکہ اس میں ملت خفی اور شریعت نبوی

النبوية وعدم الاعتماد على الكتاب والسنة واجماع الامم فالواجب على كل من سمع

کی حقائق ہی اور بی اعتمادی قرآن وحدیث اور اجماع امت کی سو واجب ہی اوسپر جو ایسی باطل گفتگو سنی

امثال تلك الاقاويل الباطلة الانكار على قائله والجزم بطلان كلامه بلا شك ولا تردد

کہ بلا شک اور بی تردد اور بغیر توقف قائل کی اس کلام کو بیہودہ و اہمیت سمجھی

ولا توقف والا فهو يكون من جملة من يجزم عليه بالزندقة فانهم لما كانوا في الاعتقاد

اور نہیں توقف ہی اوی گروہ میں داخل ہی اور اوسپر حکم کفر کا ہوگا کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد جب

هذه المرتبة كان بينهم وبين الشيطان مناسبة فيهم في بعض الازمان اشياء

اس نوبت کو پہنچا تو انہیں اور شیطان میں ایک رابطہ پیدا ہو گیا پھر وہ شیطان اونکو بعض دفعہ کچھ تجلی وغیرہ دکھاتا

من الانوار وغيرها فيغترون بها ويظنون انهم محسنون وعند الله مكرمون ولا يعلمون

پس یہ قوم دھوکھا کھا کر یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم کیا خوب عمل کرتے ہیں اور خدا کی نزدیک ہم عزت والی ہیں اور یہ نہیں

المن الشيطان لا يزال يحسن لاهل الخلوة واسر باب الرياضة ان يعملوا بجوارحهم ثم يرونها

کہ شیطان ہمیشہ اہل خلوت اور ریاضت کی نظر میں یوں پکارتا ہے کہ اپنی توہمات اور خلوں کی توفیق

من غير تحكيم الشرع فيها فيقولون القلب اذا كان محفوظا مع الله تعالى يكون خاطرة

بدون موافقت شرع کی عمل کیا کریں پھر یہ کہتی ہیں کہ دل جب اللہ کی طرف سے محفوظ ہوتا ہے تو اوسکی سب خطرات خطاسی

معصومة عن الخطاء وهذا من اعظم كيد العدو فيهم لان الخواطر ثلاثة انواع رحمانية

بچی ہوئی ہوتی ہیں اور یہ اونکی حق میں دشمن کا بڑا ہی دھوکھا ہے کیونکہ خطرات تین طرح کی ہوتی ہیں رحمانی

وشيطانية ونفسانية فلو بلغ الانسان ما بلغ من الرياضة والمجاهدة فبعضه شيطانه

اور شیطانی اور نفسانی ہے ہر انسان کیسی ہی ریاضت اور مجاہدہ کیا کری پر شیطان

ونفسه لا يفارقانه الى الموت والشيطان يجري منه مجرى الدم والعصمة ليست

اور نفس اونکی ساتھ ہی رہتی ہیں مرنے تک جدا نہیں ہوتی اور شیطان اوس میں ایسی بہر تاہی جیسی بدن خون اور عصمت صرف

الارسل الذين هم وسائط بين الله تعالى وبين خلقه في تبليغ امره ونهيه ووعدة

انبیاء صلوات اللہ علیہم کا خاصہ ہی جو کہ درمیان پاک پروردگار اور اوسکی خلقت کی واسطہ ہیں واسطی پہنچا دینی امر اور نہی اور جزا

ووعيده ومن عداهم ليس بمعصوم ومن ظن انه ليستغني عما جاء به الرسول بما يلقيه

اور سزا اور سوار انبیاء کی کوئی معصوم نہیں ہے اب جو شخص یہ خیال کری کہ مجھ کو احکام نبوی کی کچھ حاجت نہیں مجھ کو وہ ہی کافی ہے

في قلبه من الخواطر فهو من اعظم الناس كفرا لان ما يلقي في القلب يحتمل ان يكون من

جو دین خدات آتی ہیں سو وہ بڑا ہی کافر ہے اسلی کہ دین جو خطرہ آتا ہے تو شاید کہ

القاء النفس والشيطان فلا عبرة به ولا التفات اليه حتى يعرض على ما جاء به الرسول

وہ نفس یا شیطان کی طرف سے آیا ہو پھر اوسکا کیا اعتبار ہی اور نہ اوپر توجہ کہ احکام نبوی کی مقابل ہو سکی

ويشهد له بالموافقة اذ ليس كل ما يراه الانسان في النوم واليقظة صحيحاً بل قد تكون بعضه

اور اوسكى نئي موافقت کا شاہد چاہی کیونکہ آدمی جو خواب یا بیداری میں معلوم کرتا ہی وہ سب درست نہیں ہو کرتا بلکہ بعضی

من الخواطر النفسانية وبعضه من الوسوس الشيطانية وبعضه من الله تعالى بالهام

خطرات نفسانی بعضی دوسوسہ شیطانی ہوتی ہیں اور بعضی اللہ کی طرف سے بواسطہ

ملك الرؤيا فلا بد من التميز بين هذه الثلاثة ليعلم ان ما يراه من اى نوع هو فاذا تعين

فرشتہ خواب کی ہی ہوتی ہیں پھر ان تینوں میں تمیز کرنی ضرور چاہی جس سے معلوم ہو کہ ہر خطرہ کس قسم کا ہی جب یہ ثابت ہو جائے

انه من الله تعالى فلا بد من عالم يعلم المراد منه فان المراد منه ان كان ظاهراً لاحتاج

کہ اللہ کی طرف سے ہی تب ایسا عالم چاہی کہ اوستی مراد کو سمجھی کیونکہ آدمی مراد اگر ظاہری تو

الى التاويل بل انما يحتاج الى التنبيه وان كان غير ظاهر يحتاج الى التاويل فياويل بتاويل

تاویل کی کچھ حاجت نہیں بل صرف تنبیہ کی حاجت ہی اور اگر مراد ظاہر نہیں ہی تو تاویل کی حاجت ہی پھر صحیح تاویل کرنی چاہی

صحيح كما ان الكتاب والسنة لا شبهة في كونهما من الله تعالى ورسوله لكن المراد منهما

چنانچہ قرآن اور حدیث بلاشبہ اللہ اور رسول کی کلام ہیں پر اوستی مراد

قد يكون ظاهراً فلا يحتاج الى التاويل وقد يكون غير ظاهر فيحتاج الى التاويل وقد صرح

بعضی جگہ ایسی ظاہر ہوتی ہی کہ تاویل کی کچھ حاجت نہیں ہوتی اور بعضی جگہ مراد ظاہر نہیں ہوتی تو ان تاویل کی حاجت پڑتی ہی اور

العلماء بان الهام وكذلك الرؤيا في المنام ليس شيء منهما من اسباب المعرفة بالاحكام

علماء کا کہنا ہے کہ الہام اور ایسی ہی نید کی خواب ان دونوں سے معرفت احکام کی حاصل نہیں ہوتی

خصوصاً اذا خالف كل منهما كتاب الله وسنة رسوله عليه الصلوة والسلام فان عمر

علی الخصوص جبکہ یہہ دونوں کتاب اللہ اور سنت رسول سے برخلاف ہوں حضرت عمر

بن الخطاب رضي الله عنه سبب الملهدين والمحدثين كان اذا وقع في قلبه الخواطر لا يلتفت

بن الخطاب رضی اللہ عنہ باوجودیکہ اہل الہام اور محدثین کی پیشوائی تو یہی جب اوستی دل پر کوئی خطرہ آتا تو اس پر توجہ

اليها ولا يحكم بها ولا يعمل بها حتى يعرضها على الكتاب والسنة فهو لاء الجهلة قد يرى

نکرتی اور نہ اس پر یقین کرتی اور نہ اوستی موافق عمل کرتی جب تک اس کو کتاب اور سنت کی مطابق نہ لیتی اور یہ جہال جب

احدهما ادنى شيء فيحكم فيه خواطره على الكتاب والسنة ولا يلتفت اليهما والمحققون من

کوی ادنی بات معلوم کرتی ہیں تو اس ہی پر اپنی خطرات کو پکائی ہیں اور کتاب اور سنت کی طرف کچھ توجہ نہیں کرتی اور طریقت کی محقق

علماء الطريقة قد تمسكوا بالكتاب والسنة ووزنوا بهما افعالهم ومجاهداتهم ومكاشفاتهم

علماء کتاب اور سنت ہی سے سند لیتی تھے اور اپنی افعال اور مجاہدہ اور مکاشفات کو انسی تول کر پورا کرتی تھے

فما وجدوه غير موزون بهذين الميزانين وغير ثابت بهذين الشاهدين لم يعتبروه ولم يلتفتوا

پھر جس عمل کو ان دونوں ترازو میں کتاب و سنت میں کم یا اور ان دونوں شاہد کی کو ایسی ثابت نہوا تو اس کا اعتبار نہیں

اليه قال ابو سليمان الداراني ربما يقع في قلبه نكته من نكته القوم فلا قبلها الا بشاهدين عدلين

ابو سليمان دارانی فرماتی ہیں ایک نکتہ اس قوم کی نکات میں سے اکثر میری دلیل آتا ہی سو میں اس کو سکو بدوان کو ایسی دو شاہد عدل

من الكتاب والسنة وقال ابو سعيد الخزاز كل باطن يخالفه الظاهر فهو باطل وقال ابو حفص

کتاب اور سنت کی نہیں ملتا اور ابو سعید خزاز کہتی ہیں جو الہام ظاہر شرع کی برخلاف ہو سو وہ باطل ہی اور ابو حفص کبیر فرماتی ہیں

الکلم

الکبیر من لیمیزن افعاله واقواله واحواله بمیزانی الكتاب والسنة ولم یتهم بخواطره فلا تعدده
 جو شخص اپنی افعال اور اقوال اور احوال کو کتاب اور سنت کی ترازو میں نہ تولی اور اپنی دلی خطروں کو بجا نہ جانی تو اس کو
 فی دیوان الرجال وقال ابو یزید البسطامی لو نظرتم الی رجل اعطی انواعاً من الکرامات حتی ترع
 مردوں میں شمار ست کرو اور ابو یزید بسطامی فرماتی ہیں اگر تم ایک شخص کی طرح طرح کی کرامتیں دیکھو
 فی الهراء ومشی علی الماء فلا تغزوا به حتی تنظر واکیف تجدونه عند الامر والنهی وحفظ
 پالتیاری بیٹھا ہو یا پانی پر پہرے تار ہو تو بھی اس کی فریب میں نہ آؤ جب تک یہ نہ جانچو لو
 الحدود واداء احکام الشریعة وقال الجنید البغدادی الطرق الی الله تعالی بعدد انفس
 حدود اور احکام شرعی میں کیسا ہی اور جنید بغدادی فرماتی ہیں اللہ کی ان کی رستی اتنی ہیں جتنی نفوس
 الخلائق وکلها مسدودة علی الخلق الاعلی من اکتفی اثر الرسول وحکی انه اکتفی بقتل الحلاج
 خلقت کی اور وہ سب خلقت پر بند ہیں بجز اس کی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کری اور کہتی ہیں کہ جنید فی
 لاجل ما صدر عنه من قوله انا الحق فانظر ایها العاقل الطالب للحق ان هؤلاء الکرام مع
 فتویٰ انا الحق کی کہنی پر دیا تھا اسباب ہوشیار حق کی طالب دیکھو تو کہ ان تمام بزرگوں کی !
 کونهم عظماء مشائخ الطريقة وکبراء ارباب الحقیقة قد تمسکوا بالشریعة ولم یخالفوها
 وجودیکہ طریقت کی بڑی بڑی مشائخ اور حقیقت کی بڑی بڑی بزرگ لوگ ہیں کیسا شریعت ہی تمسک کیا اور کسی بات میں
 فی شیء اصلاً فعلی هذا یجب علی العبد المشتغل بالذکر ان یتمسک بالشریعة فی جمیع اقواله
 اصلاً مخالفت نہیں کی بائیں لحاظ شخص ذکر شاغل پر واجب ہی کہ اپنی تمام اقوال اور افعال اور احوال میں شریعت ہی تمسک
 وافعاله واحواله ولا یخالفها فی شیء اصلاً لکن ینبغی ان یعلم ان الموشر النافع من الذکر هو الذکر
 کیا کریں اور شریعت کی اصلاً مخالفت نہ کیا کریں لیکن یہ بھی سمجھ لینا چاہی کہ ذکر موشر اور مفید وہ ہی جو
 علی الدوام مع حضور القلب فاما الذکر مع ذہول القلب فهو قلیل الجدی لان للذکر
 ہمیشہ اور دائمی دلی توجہ ہی ہو اور جو ذکر دلی غفلت کی سادہ ہوتا ہی وہ فائدہ خوب نہیں دیتا کیونکہ ذکر کا
 اولاً و آخراً اوله یوجب الانس والحب و آخره یوجبہ الانس والحب والمطلوب ذلک الانس
 ایک ابتدا ہی اور ایک انتہا ابتدا میں ذکر ہی محبت اور انس ہوتا ہی اور انتہا میں ذکر کو انس اور محبت پیدا ہوا ہی اور مقصود یہ ہی انس
 والحب لان الذکر فی ابتداء امره یمکن متکلفاً فی صرف قلبه عن الوسوس الی ذکر الله
 اور محبت ہوتی ہی کیونکہ ذکر اول حال میں تو اپنی دل کو بزرور تکلف وسوسوں کی شہاک ذکر کی طرف نکالتی
 فان وفق للمداومة انس به وان غرس فی قلبه حب المذکور وصار مضطراً الی کثرة ذکره
 پہر اگر اس کو مداومت کی توفیق ہوئی تو اسی مانوس ہو جاتا ہی اور اسی دلین وہ محبت چڑھ کر طبعی ہی اور کثرت ذکر کی طرف مہیوار ہو جاتا ہی
 بحيث لا یصبر عنه لان من احب شیئاً اکثر ذکره ومن اکثر ذکر شیئاً ولو تکلفاً یقع فی
 ایسا کہ ذرہ صبر نہیں آتا کیونکہ جو شخص کسی شیئ کو محبوب کہتا ہی تو اس کا ذکر بہت کیا کرتا ہی اور جو شخص کسی شیئ کا ذکر بہت کرتا ہی اگرچہ تکلف ہی ہو
 قلبه حبه والحاصل الاول الذکر یمکن بالتکلف الی ان یترا انس بالمذکور والحب له ثم
 اس کی دلین محبوب ہو جاتی ہی حاصل یہ ہی کہ ابتدا میں ذکر تکلف ہی ہوتا ہی آخر کو ایسا مانوس اور محبوب ہو جاتا ہی کہ
 یمتنع الصبر عنه فیصیر الموجب موجباً والشر ممتراً ثم اذا حصل للذاکر الانس بذکر الله
 اس ہی صبر و شہاد ہو جاتا ہی پہر تو بالعکس یعنی عاشق معشوق ہو جاتا ہی اور طالب مطلوب پہر جب ذکر کو یاد آتی ہی محبت ہو جاتی ہی

ینقطع عن غیر الله ویجد کمال فائدتہ بعد الموت لانه یفارق ماسوی الله تعالی عند الموت
تذکرہ کسی الگ ہو جاتا ہی اور اس کا کمال فائدہ موت کی بعد حاصل ہوتا ہی کیونکہ مرنے دم تمام ماسوی اسدی الگ ہو جاتا ہی

ولایبقی معہ فی القبراہل ولا مال وانما یبقی معہ فیہ ذکر الله تعالی فان کان قد انس بہ
اور اسکی ساتھ گورین نہ اہل ہوتا ہی اور نہ مال وہاں صرف وہ ذکر ہی باقی رہ جاتا ہی سو اگر یہہذا کر اوتی مانوس ہوتا

یتمتع بہ ویبتلذذ بانقطاع العوائق الصارفة عنہ لان ضرورت الحاجات کانت تصدہ
توفائدہ کیجیگا اور مزہ پاویگا کردہ تعلقات جو ذکر اسدی باز رکھتی تھی جاتی رہی کیونکہ ضروری کام باریک ذکر اسدی یاد رکھتی تھی

عن ذکر الله تعالی ولا یبقی بعد الموت عائق فکانہ خلی بینہ و بین محبوبہ وتخلص من
اور موت کی بعد کوئی رکھتی والا باقی نہیں رہتا اب گو بیکرہ کو محبوب کی ساتھ خلوت ملی اور ایسی

السجن الذی کان فیہ ممنوعا عما بہ انسہ و بہذا الانس یتلذذ العبد بعد الموت الی ان
قیدی چھوٹ گیا جسیمن اپنی محبوب سی روکا جاتا تھا اور اس انس سی موت کی بعد آدمی نرا اوٹھا کر آخر

ینزل فی جوار الله تعالی ویترقی من الذکر الی اللقاء اذ لا مقصود لہ بقولہ لا اله الا الله
جوار الہی من جا پہنچتا ہی اور ذکر سی مرتبہ بڑھ کر نسبت دیدار کی مل جاتی ہی کیونکہ غرض تو اسکو لا اله الا الله کی ذکر سی

سوی الله تعالی اذ کل مقصود معبود وکل معبود الہ وبالملازمة علی ذکر لا اله الا الله
سوائے الله تعالی کی اور کچھ نہیں تھی کیونکہ جو مقصود ہوتا ہی وہ معبود ہی اور جو معبود ہی وہ الہ ہی اور لا اله الا الله کی دائمی ذکر سی

یفتری فی جمیع المعبودات الباطلة ولذلک فضل علی سائر الاذکار و ذکر المطلق فی بعض
تمام باطل معبود جاتی رہتی ہیں اس ہی واسطی اس ذکر کو تمام اذکار پر فضیلت ہی اور بعضی روایت میں مطلق ذکر مذکور ہی

المواضع فی بعضها مقید بالصدق والاخلاص کما روی عن زید بن ارقم انہ علیہ الصلوۃ و
اور بعضی روایت میں صدق اور اخلاص کی قید ہی چنانچہ زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ و

السلام قال من قال لا اله الا الله فخلص ادخل الجنة ومعنی الاخلاص مساعداۃ الحال
سلم فی فرمایا جسنی لا اله الا الله اخلاص سی کہا وہ بہشت میں داخل ہوا اور اخلاص کی معنی مطابق ہونا حال کا

للمقال فمن قال لا اله الا الله بلسانہ ولم یسأد حالہ لمقالہ لا یكون فیہ شیء من
قول سی پھر جسنی لا اله الا الله زبان سی تو کہا اور اسکا حال مطابق قول کی نہوا تو اس میں نہ ہی

الاخلاص فیکون امرہ فی مشیئة الله تعالی ولا یؤمن فی حقہ الحظر المجلس الثاني
اخلاص نہیں ہی اسکا معاملہ مثبت الہی میں ہی اندیشہ سی صاف نہیں ہی دوسری مجلس

فی بیان فضیلة الذکر من کل اعمال البر و بیان اقسامہ قال رسول
ذکر کی فضیلت میں تمام نیک اعمال سی اور اقسام کی بیان میں فرمایا رسول

الله صلی اللہ علیہ وسلم لا انبئکم بخیر اعمالکم وازکاها عند ملیکم وارفعها فی درجاتکم
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہو تو بتاؤں کو ایک بڑا نیک عمل اور انک کی حضور میں بہت پاکیزہ اور تمہاری درجات کا بلند کرنے والا

وخیر لکم من انفاق الذہب والورق وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم تضرہوا عناقکم
اور تمہاری حق میں بہتر سونا چاندی اللہ بانشی سی اور تمہاری حق میں بہتر جہاد سی دشمن سی مقابلہ کر کی تم کوئی سر کاٹو

ویضربوا اعناقکم قالوا بلی یا رسول الله قال ذکر الله هذا الحدیث من حسان المصابیہ
اور وہ تمہاری سر کاٹیں عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا اللہ کا ذکر یہہذا حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی

ويعاهدتهم احكام الشريعة فهم الصوفية المتشرعون والافهم الحكماء الاشرافيون وهم
 اور مجاہدہ کرتے ہیں تودہ صوفی باشرع ہیں نہیں توحکماء اشراقی ہیں اشراقی ہیں
 قوم من الفلاسفة اختاروا طريق افلاطون وماله من الكشف والعيان ولم يكونوا من
 ایک قوم فلاسفہ کی ہی جنہوں نے طریق افلاطون کشف اور عیان کا اختیار کیا ہی یہ سادہ گو ہیں
 اهل الايمان فعلى هذا يكون لكل طريق طائفتان فيكون المؤمنون العارفون بالله قسمين
 صاحب ایمان نہیں ہیں اس بیان کے موافق ہر ایک طریقہ میں دو طرح کی لوگ ہیں سو مؤمن عارف باللہ دو قسم کی ہوتے ہیں
 احدهما اهل الاستدلال والبرهان وثانيهما اهل المشاهدة والعيان لان عرفانهم به تعالى
 ایک استدلال اور برہان والی اور دوسری مشاہدہ اور عیان والی اسلئے کہ معرفت الہی
 ان كان بالاستدلال بالدلائل العقلية والنقلية فهم من اهل العلم الظاهر والبرهان
 اگر ان کا استدلال دلائل عقلی اور نقلی کی واسطہ سے حاصل کی ہی تودہ علم ظاہر اور برہان والی ہیں
 وان كان عرفانهم به تعالى بالمشاهدة بعين البصيرة فهم من اهل العلم الباطن والعيان
 اور اگر معرفت الہی چشم بصیرت کی مشاہدہ سے حاصل کی ہی تودہ علم باطنی اور عیان والی ہیں
 وحاصل الطريق الاول الاستكمال بالقوة النظرية والترقي في مراتبها وحصول الطريق الثاني الاستكمال بالقوة
 اور طریق اول کا فائدہ ترقوت نظری کی امداد سے حاصل کرنا اور اس کی درجات میں ترقی کرنی اور خلاصہ دوسری طریق کا قوت عمل کی زور سے کامل ہونا
 العملية والترقي في درجاتها فهذه هي الكرامة الحقيقية التي تظهر من اولياء الله تعالى اذ غاية الكرامة
 اور اس کی درجات میں ترقی کرنی اور کرامت حقیقی یہی ہوتی ہی جو اولیاء اللہ سے ظاہر ہوا کرتی ہی کیونکہ انجام کرامت کا تو
 حصول الاستقامة والوصول الى كمالها والله تعالى لم يعط العبد من الكرامة مثل ان يعنيه
 یہی راستی کا حاصل ہونا اور کمال پیدا کرنا ہی اور اللہ تعالیٰ نے کسی بندہ کو اس سے بہتر کرامت نہیں دی کہ تقویٰ
 على ما يحبه ويرضاه من التقوى والاستقامة واما الكرامة بمعنى ظهور امر خارق للعادة فلا عبرة
 اور استقامت پر اپنی مرضی اور خواہش کی موافق اعانت فرما دی اور یہی وہ کرامت کہ امور خلاف عادت ظاہر ہو جائیں کریں
 به عند المحققين من اولياء الله تعالى لظهوره من الكفرة المرتاضين وغيرهم من اهل الرياسة
 محقق اولیاء اللہ کی نزدیکی اس کا کچھ اعتبار نہیں ہی کیونکہ ایسی امور تو کفار ریاضت کیش وغیرہ سے جو ریاضت کیا کرتے ہیں بھجائی ہیں چکی ہیں عمل سبکی سے
 مع فساد العمل والاعتقاد وسبب ذلك على ما ذكره بعض المدققين انه تعالى قد وضع سببا وانا لها
 اور نہ اعتقاد درست ہوتا ہی اور اس کا سبب موافق بیان بعض مدققین کی یہی کہ اللہ تعالیٰ اسباب پیدا کر کے ان کی ساتھیہ
 مسبباتها واجرى عاداته ان لا يتخلف مسبب عن سببه كالا حترق عند النار ومن جملة
 مسببات متعلق کر دیتی ہیں اور عادات یوں جاری رکھی ہی کہ کوئی مسبب اپنی سبب سے جدا نہ ہو دی ساتھیہ ہی رہی جیسی جلانا آگ کی ساتھیہ ہی
 ذلك الرياسة فانه تعالى جعلها سببا لتصفية القلوب وانا طهاها بحيث يوصل بها الى
 ایسی ہی ریاضت ایک سبب ہی کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے صفاء قلب کا سبب بنایا ہی اور اسی سے متعلق کر دیا ہی
 الكشف ونحوه من الخوارق ولا يدل ذلك على رضائه تعالى بذلك السبب الذي هو الرياسة
 کہ کشف وغیرہ خوارق پیدا ہو جائیں کریں پر اس کشف وغیرہ سے رضا مندی اللہ تعالیٰ کی اس ریاضت پر ثابت نہیں ہوتی
 اذ من المعلوم قطعا ان الخوارق ليست مقصورة على المعجزة والكرامة بل قد تكون استكناجا
 کیونکہ یقینی معلوم ہی کہ خوارق کو معجزہ اور کرامت سے کچھ خصوصیت نہیں ہی بلکہ بعضی اوقات استدراج ہی ہوتا ہی

ايضا فتى صلات من اخل في عمله واعتقاده يحكم بكونه استدارا لان الكرامة ظهروا من خارق
 پھر اگر ایسی شخص سی پیدا ہوئی کہ جسکی عمل اور اعتقاد میں خلل ہی تو استدرج ہی کہلا و لگا کیونکہ کرامت تو ایسی ہر صالح کی اہم ہے
 للعادة على يد عبد صالح ظاهر صلاحه وهذا القيد لا يخرج الاستدراج لان ظهروا من خارق
 پیدا ہوتی ہی جسکا تقویٰ ظاہر ہوگا اور اس میں بچہ قیدی استدرج الگ ہو گیا کیونکہ استدرج وہ خارق
 للعادة على يد الاشقياء كالرجال وفرعون والجهالة الضالين المضلين فان الخوارق كما تقع من الانبياء
 عادت ہوتا ہی جو اشقیاء کی ہوتی ہے ہودی جیسی رجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کرنیوالی بیشک خوارق جیسی القیاسی ہوتی ہیں
 تقع من الاشقياء فما يظهر من ذلك على يد من كان تحت سياسة الشرع يعتبر سببا لمزيد مجاهدة في عبادة
 اشقیاء دسی ہی ہوتی ہیں پھر خوارق ایسی شخص سی ہوں جو شرع کا مطیع ہی تو باعث زیادت عبادت اور مجاہدہ کا ہوگا
 وما يظهر من ذلك على يد من لو يكن تحت سياسة الشرع يصير سببا لمزيد بعدة
 اور جو خوارق ایسی شخص سی ہوں جو شرع کا مطیع نہیں ہی تو شرع سی اور دور ہوتا جاوے گا
 ولا يزال الشيطان يقويه حتى يخلع ربة الاسلام من عنقه بانكار الحدود والاحكام
 اور شیطان ادسکو بہکا تا رہیگا آخر اسلام کی رسی اسکی گردن میں سی نکال کر حدود اور احکام
 والحلال والحرام ولهذا قال ابو يزيد البسطامي لو ان رجلا مشى على الماء او يربح في الهواء فلا
 اور حلال اور حرام کا منکر چھوٹے اور سپیلے ابو یزید بسطامی فرماتی ہیں اگر کوئی شخص پانی پر دستہ چلی یا اوہر میں چارواں ہو بیٹھی تو
 تعتروا به حتى تنظر كيف تجدونه في الامر والنهي وما عات الشريعة وقيل له فلان
 ہی اوکی فریب میں نہ آؤ جیتک ادسکو امر و نہی اور رعایت شرعی میں نہ جانچو کہ کسی اونی عرض کیا کہ
 يمر في ليلة الى مكة فقال الشيطان يهر في لحظة من المشرق الى المغرب وهو في لعة الله
 ایک رات میں مکہ چلا جاتا ہی آپ فی فرمایا شیطان لحظہ بہر میں مشرقی مغرب تک چلا جاتا ہی پھر ہی وہ ملعون ہی
 فعلى هذا كل من يظهر فيه شيء من الخوارق لا يجوز ان يظن انه من اولياء الله تعالى لانه
 اس بیان کی موافق جس شخص سی کچھ خوارق ظاہر ہو کریں تو ادسکو اولیاء اللہ میں سی تصور کر لینا نہیں چاہی کیونکہ
 لما يجوز ان يكون من اولياء الله تعالى يجوز ان يكون من اعداء الله تعالى لاحتمال كون ظهورها
 خوارق تو جیسی اولیاء سی ہوتی ہیں و ایسی ہی کفار دشمنان خدا سی ہی ہوتی ہیں شاید کہ بہ
 فيه بمقتضى الرياضة او اراءة الشيطان فان الشيطان يخيل للانسان الامور بخلاف ما هي
 باعث ریاضت اور شیطان دھوکے کی ہوا ہو کیونکہ شیطان امور غیر واقعی انسان کو دکھا دیتا ہی
 عليه ويؤريه الاشياء الباطلة في صورة الحق فمنهم من ياتهم بعض الاشخاص فتخاطبهم
 اور امر باطل کو حق کی صورت میں بتا دیتا ہی بعض ایسی شخص میں کہ اوکی پاس انسان کی صورت بن کر باتیں کرتا ہی
 ويقتل لهم ويظنونها ملائكة وهي اجن والشياطين وكان اول من ظهر له من هؤلاء
 وہ ادسکو فرشتہ خیال کرتی ہیں اور حقیقت میں وہ جن یا شیطان ہوتی ہیں پہلی پہل اسلام میں ایسا شخص
 في الاسلام المختار ابن ابي عبد الله الثقفي الذي اخبر به النبي عليه الصلوة والسلام في الحديث
 مختار ابن عبد اللہ ثقفی ہوا ہی جسکی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی صحیح حدیث میں
 الصحيح وقال سيكون في ثقيف كتاب وقيل لابن عمر وابن عباس ان المختار زعم
 ثابت ہوئی ہی آپ فی فرمایا ہی نزدیک ہی کہ ثقیف میں ایک جہوٹا پیدا ہوگا کسی فی ابن عمر اور ابن عباس سی عرض کیا کہ مختار یہ کہبتا ہی

انه ينزل عليه فقال لا صدق قال الله تعالى ان الشياطين ليوحون الى اوليائهم ليجادوا لوكم
 کہ مجاہد پر وحی آتی ہی جواب دیا جہڑا ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور شیطان دین دالتی میں اپنی دوستوں کی کوشش جیکڑا کریں
 وقال الله تعالى هل انبئكم على من تنزل الشياطين تنزل على كل فالك اثم وكثير من ينسب
 اور فرمایا اللہ تعالیٰ میں بتاؤں تمکو کسپر اترتی ہیں شیاطین اترتی ہیں ہر جہڑی گنہگار پر اور بہت لوگ
 الى الاسلام في الظاهر وهو برئ منه في الباطن يكون له نصيب من هذه الاحوال الشيطانية
 ظاہر کی مسلمان اور باطن میں اسلام سی بی بہرہ ہیں کہ انکو ایسی ایسی شیطانی حالات میں سی
 بحسب مولاته للشيطان ومعاداته للرحمن ويصير فتنة بين الانام وبعضهم وان كانوا
 موافق اختلاط شیطانی اور عداوت رحمان کی حصہ دہی اور خلقت کوفتہ میں مبتلا کرتی ہیں اور بعضی شخص اگرچہ
 صادقین في معاملتهم وكان لهم عبادة واجتهاد في العمل لكنهم لقلة علمهم بمحقق الايمان
 اپنی معاملہ میں سچی ہیں اور عبادت اور مجاہدہ علی ہی کرتی ہیں لیکن چونکہ حقائق ایمانی سی کم واقف ہیں
 وعدم تمييزهم ما هو من احوال الشيطان وما للرحمن يبتليس عليهم لئلا يعرفون في شدة
 اور حالات شیطانی اور امور رحمانی میں فرق نہیں کر سکتی لاجار اونپر وہ لطیفہ پوشیدہ رہ جاتا ہی اور شیطان کی حال میں ہرگز
 الشيطان ويدعون كشفنا قضا العقل والشرع ويقولون قد ثبت عندنا في الكشف
 ایسی کشف کا دعویٰ کرتی گئی ہیں جو نہ عقل میں آوی اور شرع کی برخلاف ہو اور کہتی ہیں کہ ہمکو کشف میں وہ امر ثابت ہوا ہی
 ماينا قضا صريح العقل والشرع وهم قوم لا يتعمدون الكذب لكن يخيّل اليهم اشياء يتفق
 جو عقل اور شرع سی صاف مخالف ہی یہ وہ لوگ ہیں جو عمداً جہڑے نہیں بولتی بہاؤ کی خیالات میں وہ جہڑے ہیں آتی ہیں
 وجودها في الخاسر ويظنونها من كرامات الصالحين ولا يعرفون انها من تلبيس الشياطين
 جو خارج میں نادر الوجود ہیں گاہی گاہی ہوتی ہیں انکو صالحی کی کرامات سمجھ لیتی ہیں اور یہ نہیں سمجھتی کہ یہ شیطانون کی دغا بازی ہیں
 فان كثيرا من الناس يظنون انهم من اولياء الله تعالى وهم ليسوا من اولياء الله تعالى بل هم
 بیشک اکثر لوگ یوں گمان کر لیتی ہیں کہ وہ اولیاء اللہ ہیں اور وہ اولیاء اللہ نہیں ہوتی بلکہ
 من اولياء الشيطان فان اولياء الله تعالى هم الذين وصفهم الله تعالى في كتابه وقال الا ان
 شیطان کی دوست ہوتی کیونکہ اولیاء اللہ تو وہ لوگ ہوتی ہیں جنکی اللہ تعالیٰ فی اپنی کتاب میں یہ تعریف کی ہی فرمایا ہی جو لوگ
 اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين امنوا وكانوا يتقون وقال في آية اخرى ان
 اللہ کی دوست ہوتی ہیں نہ ڈر ہی اونپر نہ وہ غم کھا دیں جو لوگ ایمان لائی اور ہر ہیز گاری کرتی رہی اور ایک اور آیت میں فرمایا نہیں ہیں
 اولياء الا المتقون قبيح سبحانه وتعالى في هاتين الايتين ان اولياءه هم المتقون وليس
 دوست او سکی سوای پرہیز گاروں کی سو اللہ سبحانہ تعالیٰ فی ان دون آیتوں میں بیان فرمایا کہ او سکی اولیاء پرہیز گار ہوتی ہیں اور
 لهم في الظاهر من الامور المباحة شيء يميزون به عن الناس فلا يميزون بلباس دون لباس
 ظاہر میں مباح چیزوں میں سی کوئی ایسا نشان نہیں ہی جس سی فرق کر کر اور لوگوں سی الگ پہچان دین نہ کوئی ایسا خاص لباس ہی کہ لباس
 اذا كان كل منهما مباحا بل يوجدون في جميع اصناف امة محمد اذالم يكونوا من اهل البدعة
 مباح ہووین بلکہ وہ لوگ یعنی اولیاء امت محمدی کی تمام اقسام میں ہوتی ہیں اگر بہ عتی
 واهل الفجور وليس من شرط الولي ان يكون معصوما بحيث لا يغلط ولا يخطأ وهذا لا يجوز
 اور بدکار نہیں اور ولی کی شرط کچھ معصومیت نہیں ہی کہ او سکی کہیں نہ غلطی ہو نہ خطا
 اور اسکی اور کچھ چیزیں

له ان يعتمد على ما يلقى اليه في قلبه ولا على ما يقع له مما يراه الها ما وخطابا من الحق بل يجب
 که جو اوسکی دل پر خطرہ گذری
 عليه ان يعرض ذلك كله على ما جاء به النبي عليه الصلوة والسلام فان وافقه يقبله
 اور جو مخالف ہو اوسکو رد کری
 وان خالفه لا يقبله وان لم يعلم انه موافق او مخالف يتوقف فيه والناس في هذا الباب
 اور اگر موافق اور مخالف کچھ معلوم نہ ہو تو اس میں توقف کری انکے توفیق سے یا جس میں اکثر لوگ علیٰ کھدائی ہیں
 يغلبون كثيرا ويظنون في شخص انه ولي ويعتقدون ان الولي يقبل منه كل ما يقول
 بعضی شخصکو ولی قرار دی کر یہ اعتقاد کر لیتی ہیں کہ ولی کا کہا سنا سب مقبول ہے
 يسلم اليه في كل ما يفعل وان خالف الكتاب والسنة ويوافقون ذلك الشخص في مخالفتهم
 اگرچہ قرآن و حدیث سے مخالف ہو اگر کسی یہ اس شخص کی تطبیع ہو جاتی ہیں اور
 بعث الله به رسوله الذي فرض على جميع الخلق تصديقه فيما اخبر وطاعته فيما امر فيجزيهم
 رسول کی ارشادات سے خلاف کرتے ہیں جسکی خبر کی تصدیق اور حکم کی اطاعت تمام عالم پر فرض ہے جسکی یہ ہر آدمی کو
 مخالفتهم للرسول وموافقته لذلك الشخص او الى البدعة والعصيان واخر الى الكفر والطغيان
 رسول کی مخالفت اور اس ولی موبہوم کی موافقت پہلی تو بدعت اور نافرمانی کی طرف کچھ بھٹاتی ہے اور آخر کو نوبت کفر اور سرکش کی پہنچتی ہے
 ويكونون من الذين قال الله تعالى فيهم ويوم بعض الظالم على يديه يقول ليتني اتخذت مع
 بہرہ دی لوگ ہو جاتی ہیں جسکی حق میں اللہ تعالیٰ پیرا شاد فرماتا ہے اور جسکے ساتھ کٹ کٹا گیا گنہگار اپنی ہاتھ کیسے کا سیرج میں بی پکڑی ہوئی
 الرسول سبيلا يوبلتي ليتني لم اتخذ فلانا خليلا لقد اضلني عن الذكر بعد اذ جاءني وكان
 رسول کی ساتھ راہ ای خرابی میری کہیں نہ پکڑی ہوئی میں نے فلاں کی دوستی بہکا دیا جسکو نصیحت سے جب کہ مجھ تک آچکی اور یہی
 الشيطان للانسان خذ ولا يل يكونون صشا بهين للنصارى الذين قال الله تعالى فيهم اتخذوا
 شیطان آدمی کو دعا دینی والا بلکہ وہ لوگ نصاریٰ کی مثال ہیں جسکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 احبارهم و رهبانهم امر يا با من دون الله قال عدی بن حاتم للنبي عليه الصلوة والسلام ما عبدت
 اپنی عالموں اور درویشوں کو خدا سوا اللہ کی
 فقال النبي عليه الصلوة والسلام اطاعوهم فمن طاع احدا فيا لم ياذن به الله تعالى فقد عدا
 سونہی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا نصاریٰ کی اونکی اطاعت کی اور جس شخص نے برخلاف حکم الہی کی کسی اطاعت کی اوسنی اوسکی عبادت کہ
 واتخذوا سربا فاذن كل من خالف شيئا مما جاء به الرسول مقلدا في ذلك لمن يظن انه ولي وان لو
 اور اوسکو اپنا رب بنایا سو اب جسنی شیخ کی کچھ بھی خلاف کیا کسی پیروی کی لحاظ سے ولی جان کر اس وہم سے کہ ولی کی کپی اور کئی کا
 لا يخالف في شيء مما يصدر عنه من الاقوال والافعال فهو ضال وعده هؤلاء في ذلك انهم يرون
 خلاف نہیں ہو سکتا
 قد يقع من شخص مكاشفة في بعض الحالات او شيء من خوارق العادات مثل ان يطير في الهواء او يشق
 کسی شخص سے بعضی حالات مکاشفہ یا کوئی خارق عادت دیکھتی ہیں جیسی ہوا میں اوڑنا
 على الماء ويجذرونهم بحال غائبهم او بما سرق لهم او غير ذلك وليست تدون بهذه الامور على ولايته
 پانی چھلنا یا غیب کی خبر بتانی یا چور کا بتا دینا اور اور سوا اسکی اولیسی نہ ہوتی اوسکی ولی مجھ کر

ولا يجوز ان مخالفته صغر ان تلك الامور وامثالها قد توجد في شخص لا يطهر الطهارة الشرعية
او كى مخالفت جازين نهين جاتى باوجوديكه اليسى اليسى باتين كيهى اليسى شخص سى هوياتي مين جسكو استخاكر نيكيا شعور نهين هوتا
ولا ينظف النظافة الدينية وقد روى انه عليه السلام قال ان الله نظيف يحب النظافة
اور نه موافق دين مذہب كى پاك هوتا هى اور حال به هى كه نبى صلى الله عليه وسلم سى به روايت هى كه الله پاكيزه هى دوست ركهتاي پاكيزگى كو
وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال ان الله طيب لا يقبل الا طيبا وذلك الشخص
اور نه حقايت مين هى كه نبى صلى الله عليه وسلم فرمايا الله پاك هى سواى پاكى كى قبول نهين كرتا اور نه شخص دلى موهوم
لا يغتسل ولا يتوضأ ولا يصلى الصلوة المكتوبة بل يكون ملابسا للنجاسات ومعاشر للكلاب
نه توهناى اور نه كيهى منه بهوتى اور نه كيهى فرض نماز اكرى بلكه نجاست مين لهتر اهورا اور كنهون مين ملاجلا
ويأوى المزابيل والمواضع النجسة التي يحبها الجن والشياطين فكيف يكون وليا فان الولي على ما
اور كوهى وغيره نجس مكانات مين پڑا هوا جسى سواى جن اور شياطين كى كوئى پسند نه كرى بهلاوه شخص كيهو كوهى هوتا هى دلى توهناى
ذكر في الكتب الكلاسية هو العارف بالله وصفاته المواظب على الطاعات المجتنب عن المعاصي
مضمون كنهتقا شكى وه هى جو خدا كو اوراوسكى صفات كو جاني مداى عبادت كرى اور كنهون
والمحرمات المعرض عن الانهماك في اللذات والشهوات لا الملايس للنجاسات ولا المعاشرة للكلاب
اور محرمات سى بچتار هى لذات اور شهوات سى نفرت كرى دلى وه نهين هى جو نجاسات نهيرا كنهون مين ملاجلا هى
ولا التارك للصلوة وسائر العبادات ولا المجنون المعلوم العقل المكشوف العوة العاري عن
اور نه نماز اور نه عبادت اور نه سترى بهوش اور نه ستر ننگ وهرنگ بدن بهرنگ
الثياب وبسبب عدم التميز بين اولياء الله تعالى والمتشبهين بهم من اولياء الشيطان وقم
نه الثياب اور چو كه اولياء الله اور اولياء شيطان مين تميز اور فرق نهين كرتى اسلى ايك عالم
الناس في البلاء فحسبوا كل خارق كرامة وولاية ولم يفرقوا بين كرامات الاولياء وما يشبهها من
اس ملا مين مبتلاى كه هر خارق كو كرامت اور ولايت سمجھ ليا هى اور اولياء كى كرامت اوراوسكى مثل
الاحوال الشيطانية ولا بد من فرق بينهما لئلا يقع الناس في البلاء وهو ان كرامات الاولياء
شيطاني احوال مين فرق نهين سمجھا اور ان دونو مين امتياز اور فرق كرنا ضروري تا كه خلق بلا مين نہاوى اور فرق به هى كى اولياء كى كرامت
سببها الايمان والتقوى على ما فهم من قوله تعالى الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون
ايمان اور بهر بيزگار سى ظاهر هوتى هى چنا چنا اس آيت سى معلوم هوتا هى ديكهو جو لوگ الله كى دوست مين نہ دور هى او پير اور نه وه غم كهادين
الذين امنوا وكانوا يتقون واما احوال الشيطانية فسببها ارتكاب ما نهى الله تعالى ورسوله
جو لوگ ايمان لائى اور بهر تيز كرتى نهى اور شيطاني احوال بسبب اختيار كرتى خلاف خدا اور رسول كى هوتى مين
فان الخوارق اذا كانت لا تحصل الا بما يحبه الشيطان من امور التي فيها الشرك والظلم وفعل
كيهو كه خوارق جب بدون عمل امور محبوبه شيطاني كى
الفواحش فهي من احوال الشيطانية لا من الكرامات الرحمانية فان اولياء الله تعالى هم المؤمنون
فحش هوتا هى نهو كى توده بهشك حالات شيطاني مين كرامات رحمانى نهين هى اسلى كه اولياء توه مؤمن
المتقون العارفون بالله المقتدون برسوله فيفعلون ما امر وينتهون عما حذرهم كرامات و
متقى عارف بالله رسول مقبول كى امر كى تابع اور نهى سى بيزار هوتى مين انين هى كرامت هوتى هى اور

کراماتهم حجة فی الدین حیث یكون حصولها ببركة اتباع رسول رب العالمین وهی فی الحقیقة
 یہ ہے کرامت دین کی حجت ہی کیونکہ رسول رب العالمین کی اتباع کی برکت ہی حاصل ہوتی ہے اور یہی کرامت حقیقت
 یكون من معجزاته علیه الصلوة والسلام بخلاف احوال الشیطانية فانها انما تحصل باتباع
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہی برخلاف شیطانی حالات کی سو یہ جن اور شیاطین کی اتباع ہی
 الجن والشیاطین کا حصلت لکثیر من حکیت عنہم هذه الاحوال منهم عبد الله بن صباد
 ہوتی ہیں چنانچہ یہ حالات بہت شخصوں کی ظاہر ہوئی ہیں انہیں ہی ایک عبد اللہ بن صباد ہی
 الذي ظهر فی ذمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وظن بعض الصحابة انه الدجال وتوقف النبی
 جہ نبی صلی اللہ علیہ کی زمانہ میں تھا بعض صحابہ نے اسکو دجال خیال کیا تھا اور نبی
 علیه الصلوة والسلام فی امره حتی تبین له انه ليس الدجال وانما هو من جنس الکهان والکهان یكون
 صلی اللہ علیہ وسلم کی اسکی حال میں توقف فرمایا آخر معلوم ہوا کہ دجال نہیں ہی کاہن ہی اور کاہنوں میں ہی
 لاحد من قرین من الجن یخبره بکثیر من المغیبات مما یسترقه من السمع مع خلط الصدق بالکذب
 کسیکا یا جن ہوتا ہی اکثر چوری چوری سنکر کچھ سچ کچھ جھوٹ ملا کر غی کی خبریں بتاتا کرتا ہی
 ومنہم الاسود بن العنسی الذي ادعی النبوة وكان له من الجن من یخبره ببعض الامور الغائبة فلما
 اور ایک اسود بن العنسی جسنی نبوت کا دعوی کیا اسکی پاس ہی ایک جن تھا بعضی خبریں غیب کی اسکو بتا دیتا تھا جب
 قابله المسلمون لیقتلوه خافوا من الشیاطین ان یخبروه بما یقولون فیه حتی اجانت علیه امراته
 مسلمان اسکی قتل کی لٹی مقابلہ گئی تو شیاطین ہی یہ خوف ہوا کہ یہاں کی گفتگو ہی اسکو مطلع نہ کر دیں آخر اسکی جورو کو
 حين تبین لها کفره فقتلوه ومنہم مسیلة الکذاب الذي کان معه من الجن من یخبره من
 جب معلوم ہوا کہ یہ کافر ہی تو اسنی مدت کی تب اسکو قتل کیا اور ایک مسیلة الکذاب ہی اسکی پاس ہی ایک جن تھا جو پوشیدہ باتیں اسکو
 الخفیات ویعینہ علی بعض الحاجات ومنہم الحارث الدمشقی الذي خرج بالشام فی زمن عبد الملك
 جنادیتا تھا اور اسکی بعضی حاجات روا کر دیتا تھا اور ایک حارث دمشقی جو شام کی ملک میں عبد الملک بن مروان کی عہد میں ظاہر ہوا
 بن مروان وادعی النبوة وكان شیطانہ یخرج رجله من القید ویبصر السلامان ینفذ فیه وکا
 نبوت کا دعوی کیا اسکا یا شیطان پانوں میں ہی نہ بچر الگ کر دیتا تھا اور کوئی ہستی اسکی بدن پر اثر نہ کرتا تھا اور
 یری الناس اشخاصا رکبانا فی الهواء ویقول هی المثلثة وانما هی الجن والشیاطین فلما امسک
 ہوا میں سوار دکھا کر کہتا یہ فرشتی ہیں اور حقیقت میں وہ جن اور شیاطین ہوتی ہی جب اسکو
 المسلمون لیقتلوه طعنه رجل بالرمح ولم ینفذ فیه الرمح فقال له عبد الملك انک لم تسم الله
 مسلمانوں کی قتل کی لٹی گرفتار کیا تو ایک شخصی اسکی پرچی ماری ذرہ ہی اثر نہ کیا تب عبد الملک نے کہا تو نے بسم اللہ پڑھ کر نہ ماری
 فسمی الله تعالی طعنه فقتله ومن غیر هؤلاء المدن کورین من یحله شیطانہ عشیة عرفة الی
 پیر اوسنی بسم اللہ پڑھ کر ماری تو ایک کوچہ میں مار ڈالا اور ان طائفہ مذکور کی سوار ایک اور شخص تھا کہ شیطان اسکو شب عرفة کو
 عرفات ولا یحی الی الشرع الذي امر الله ورسوله به حیث لا یحرم عند المیقات ولا یلبی فیه
 عرفات پر پہنچا رہتا تھا پھر وہ شخص موقوف شرع کی جسطور خدا اور رسول کا حکم اور انہیں کراتا کیونکہ نہ تو میقات پر ہی احرام باندھتا اور نہ لبیک پکارتا
 ولا یقف لزلقة ولا یطوف بالبيت ولا یسعی بین الصفا والمروة ولا یرمی الحجار بل یقف بثیابه ثم
 اور نہ مزلفہ پر دوق کرتا نہ بیت اللہ کا طواف کرتا اور نہ صفاء مہرہ کی بیچ میں سعی کرتا اور نہ رمی جمار کرتا بلکہ تھوڑا سا توقف کر کر

یخرج من لیلته وهو یصدركن یحضر الجمعة ویصلی بلا وضوء ومنهم من یستغیث بالخلق
 او یستغیث من یحضره انما یسأل حال ایسا تنہا جیسی کوئی جمعہ میں تو جاوی پر غازی وضو نہیں اور بعضی وہ لوگ ہیں جو مخلوق سے
 سواء كان المخلوق حیا او میتاً او مسلماً او غیر مسلماً ویتصور الشیطان بصورته ویقضى
 زندہ ہو یا مردہ مسلمان ہو یا کافر مدد مانگتی ہیں پر شیطان اسکی صورت بیکر متغیث کا پورا کر دیتا ہی
 حاجة من یستغیث به فیظن تلك المسلمین انه من استغاث به وليس كما ظن بل انما هو
 ارباب زکوٰۃ اس شبہ ہیں ڈالتا ہی کہ یہ وہ شخص ہی جس سے میں فی حاجت جا ہی تھی اسکا یہ خیال باطل ہوتا ہی بلکہ وہ
 الشیطان اصل لما اشرك بالله فان الشیطان یضل بنی ادم بحسب قدرته فانما اذا عاظم
 شیطان گراہ کر بیلا ہی جب اوسنی اسکا شریک پیدا کیا کیونکہ شیطان تو بنی آدم کو جہان تک بن آوی راہ سے بھلاتا ہی پر شیطان جب اوسکی
 علی مقاصدهم فهو یضربهم اضعاف ما ینفعهم فان من كان منتسباً الی الاسلام اذا استغاث
 مقصد پوری کرتا ہی تو اوسے زیادہ تر نقصان پہنچا دیتا ہی پھر جو شخص مسلمان ہو کر
 من یحسن به الظن من شیوخ المسلمین یحیی الیہ الشیطان فی صورة ذلك الشیخ فان الشیطان
 اپنی پیر ستم متفقہ فیسے فریاد کرتا ہی تو شیطان اوس پیر کی صورت بدل کر اوسکی پاس آتا ہی کیونکہ شیطان تو
 کثیر اما یحیی علی صورة الصالحین ولا یقدر ان یقتل بصورة رسول رب العالمین ثم ان ذلك
 اکثر صلحاء کی صورت بدل لیتا ہی ان پر یہ قدرت نہیں ہی کہ رسول رب العالمین کی صورت بدل سکی پھر وہ
 للشیخ المستغاث به ان كان من له علم لا یخیره الشیطان باقوال اصحابه المستغیثین
 پیر جسے فریاد کی تھی اگر صاحب علم ہوتا ہی تو شیطان اوسے مرید فریاد کر سیکالی حال بیان نہیں کرتا
 وان كان من لا علم له یخیره باقوالهم وینقل الیہم كلامه فیظن اولئك الجھلة ان الشیخ سمع
 اور اگر بی علم ہوتا ہی تو اوسکی حالتی حال کہہ دیتا ہی اور بعضیہ کلام نقل کر دیتا ہی وہ جہال مریدیوں سمجھتی ہیں کہ ہماری پیر فی اتنی دور سی
 اصواتهم واجابهم مع بعد المسافة وليس كذلك بل انما هو بتوسط الشیطان وقد روى عن
 ہماری بات سنکر جواب دیا اور حقیقت میں یہ سب غلط ہی بلکہ یہ بواسطہ شیطان کی ہی چنانچہ
 بعض المشائخ الذین قد جرى لهم مثل ذلك بصورة المكاشفة والمخاطبة انه قال یری لی شیء تراو
 بعضی مشائخ سے کہ انکو ایسا معاملہ مکاشفہ اور مخاطبہ کی صورت میں پیش آیا روایت ہی وہ کہتی ہیں کہ مجھ کو کوئی چکنی چیز
 مثل الماء والزجاج وینقل لی فیہ ما یتطلب منی من الاخبار فاخبر الناس به وهذا الوجه
 جیسی پانی یا شیشہ نظر آتا ہی اوسکی اندر جو چیز مجھے مطلوب ہوتی ہی منقش ہو جاتی ہی سو میں لوگوں کو بتا دیتا ہوں اور اسی طور
 یصل الی کلام من یستغیث لی من اصحابی فاجیبہ فیصل الیہ جوابی وکثیر من هذه
 مرید مستغیث کی بات مجھ تک آ جاتی ہی اور میں جو جواب دیتا ہوں تو اوسے مرید کو معلوم ہو جاتا ہی ایسی ہی
 الخوارق یحصل لکثیر من الشیوخ الذین لا یعلمون الكتاب السنة ولا یعلمون بهما فان
 خوارق اکثر مشائخ کو جو کتاب سنت سے ناواقف ہوتے ہیں اور نہ اون پر عمل کرتے ہیں جس سے آسمان تو
 الشیطان کثیراً ما یلعب بالناس ویرہم الانشیاء الباطلة فی صورة الحق فمن كان بصیراً للحقا
 شیطان بنی آدم سے اکثر ایسی ہی کھلا بیان کرتا ہی اور باطل کو حق کی صورت میں بنا کر دکھا دیتا ہی ہر جو شخص حقان ایمان سے
 الایمان وخیر البشر اثم الاسلام یعلم انه من مکر الشیطان ویستعید بالله تعالیٰ عنه
 واقف اور اسلامی نگاہ ہوتا ہی وہ جانتا ہی کہ یہ سب شیطان کا مکر ہی اور خدا سے پناہ مانگتا ہی

ومن لم يكن من اهل المعرفة واليقين يغتر به ويكون من الهالكين واعظم ما يقرب به

اور جو شخص صاحب معرفت اور اہل یقین نہیں ہی تو بہک کر ہلاک ہوتا ہی اور جہالت ہی بہ شیطانی حالات مضبوط اور

الحوال الشیطانية سماع الغناء اذ هو سماع المشركين الذين قال الله تعالى في حقهم وما

راسخ ہوجاتی ہیں وہ غنا کا مشغلہ کیونکہ سماع اون مشرکین کا کام ہی جسکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

كان صلاتهم عند البيت الامكاء وتصدية قال ابن عباس وغيره من السلف التصد

اونکی نماز کچھ نہ تھی کعبہ کی پاس مگر سینٹیان اور تالی بجانی ابن عباس وغیرہ مقدم فرماتی ہیں تصدیک ہی

التصديق باليد والمكاء الصغير وكان هذا مما اتخذ المشركون عبادة فمن يؤثر سماع

تالی بجانی اہتہ سی اور مکاء کی معنی سینٹی مشرکوں کی یہ عبادت مقرر کر رکھی تھی پس جیسی راگ ستا اختیار کیا

الغناء فهذا من علامته كونه من اولياء الشيطان لا من اولياء الرحمن اذ لم يجتمع النبي

تو بہ نشان اولیاء شیطان کی ہی اولیاء رحمان کی نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ

عليه السلام واصحابه على استماع الغناء قط بل جميع الصحابة والتابعين وسائر اكابر ائمة

وسلم کو اور صحابہ کو کبھی غنا سنتی کا اتفاق نہیں ہوا بلکہ تمام صحابہ اور تابعین اور تمام اکابر ائمہ

الدين لم يجعلوا هذا طريقا الى الله تعالى ولم يعدوه من القرب والطاعة بل عدوه من

دین میں ہی کسی غنا کو طریق اللہ تعالیٰ نہ بنایا اور اسکو قریب اور عبادت میں شمار نہیں کیا بلکہ

البدعة والمنكرات حتى قال ابن مسعود الغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء البقل فمن

بدعت اور گنہوں میں داخل کیا ہی چنانچہ ابن مسعود فرمایا ہی کہ غنا نفاق کو دلی اندر ایسا اگاتا ہی جیسی پانی تڑکاری کو پھر پھوٹ

كان من اهل المعرفة التي هي كمال الولاية يعرف ان للشيطان فيه نصيبا وافرا ومن كان من

اہل معرفت کامل ولایت والا ہی وہ جانتا ہی کہ اسمیں شیطان کا بڑا حصہ ہی اور جو شخص

المعرفة البعد يكون فيه نصيب الشيطان اكثر فانه بمنزلة الخمر يؤثر في النفوس اكثر من

معرفت ہی دور ہی اوسمیں اور بہی بڑا حصہ ہی کیونکہ غنا بمنزلہ شراب کی ہی نفوس کی لئے شراب سی زیادہ

تاثير الخمر ولهذا اذقوى سكر اهله ينزل اليهم الشيطان ويتكلم على السنة بعضهم ويحمل

تاثير کرتا ہی اسپیدی غنا مسکر جیسا کہ مست ہوجاتی ہیں تو دوسرے شیطان آکر بٹھاتا ہی بعضی کی زبانی بولتی لگتا ہی اور کہی

بعضهم في الهوى ويظن الجاهل ان هذا من كرامات الاولياء وليس كذلك بل انما هو من

ادہ میں اوٹھائی پڑتا ہی جاہل سمجھتی ہیں کہ یہ اولیاء کی کرامت ہی یوں نہیں بلکہ شیطانی

الاحوال الشيطانية ولذلك اذقوى هناك ما يطرده الشيطان مثل اية الكرسي وغيرها

حالات ہیں اسپیدی اگر اوسوقت وہاں وہ پڑ ہو جیسی شیطان بہاگ جاتا ہی جیسی آیت الکرسی وغیرہ

ينصرف عنه فيسقط كما جرى ذلك لغير واحد فان التوحيد يطرده الشيطان حتى حكي ان بعضهم

تو شیطان بہاگ جاتا ہی اور وہ شخص گر بٹھتا ہی چنانچہ بہت لوگوں کو ایسا اتفاق ہوا ہی کیونکہ توحید شیطان کو بہکا دیتی ہی کہتی ہیں کہ ایک شخص کو

حمل في الهوى فقال لا اله الا الله فسقط فلما كان الخوارق كثيرا ما ينقص بها درجة الرجل كان

ادہ میں اوٹھالیا اکی زبان سی لا الہ الا اللہ نکلا وہ ٹرت گر پڑا اور چونکہ ایسی خوارق سی کثرت سے آدی کا پست ہوجاتا ہی

كثير من الصالحين يفرقنها ويستغفر الله ويتوب اليه كما يستغفر من الذنوب ويتوب

بہت سے صالحین اس سے گریز اور اللہ سے ایسی استغفار اور توبہ کرتی ہیں جیسی کوئی گناہ سے توبہ اور استغفار کرتا ہی

عنها وقد كان تعرض على بعضهم فيسأل زوالها والمشاخ كلهم كانوا ينقرون المريدون السالكين
 اور بعضوں کو جو ایسی حالت پیش آئی تو اسے دعا کی کہ یہ علم موقوف ہو جاوی اور تمام مشایخ اپنی مریدوں کو ان خوارق سے

غاية التنفير من الميل اليها فان السالك القاصد لروية الاشياء وحصول الخوارق واقع في
 کمال لغزت دلالتی میں کیونکہ جو سالک ارادہ غیبی فی دیگرہ خوارق کا رکھتا ہی وہ

شبكة الشيطان فاللازم له ان يخلص نفسه من الميل اليها فلا طائل تحتها بل اذا وقعت
 شیطان کی جان میں پہنچتا ہی پس لازم ہی کہ اس کو اس کی اپنی دگر بچاوی کیونکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں ہی بلکہ اس کو اگر یہ

له بلا طلب منه يخاف عليه الاستدراج ولهذا قال بعض الكبار اذا دخل سالك في بستان
 بلا طلب پیش آوی تو استدراج کا اندیشہ ہی اور اس میں بعض بزرگوں کی فرمایا ہی جب کوئی سالک باغ میں جاوی

وقالت طيور اشجار ذلك البستان بالسنة فصيحة السلام عليك يا ولي الله فان لم يتفطن
 اور اس باغ کی درختوں پر ہی جانور صاف زبان ہی یہ کہیں السلام عليك یا ولی اللہ یہ وہ اس کو کہہ سکتی ہیں

انه مكر به فقد مكر وسم يشعر وهذا التنفير من المشايخ عند ختم انفا الكرامات فكيف اذا تعين كونها
 تو ہی خبر قریب میں آگیا اور مشایخ کی یہ دھوک ٹوک نہ ہی کہ اس کو کرامات جانتی ہوں اور اگر یہ ثابت ہووی

الحسن والسيطين وكثير من الناس لا يعرفونها من الجن والشیاطین بل يظنون انها من كرامات الصالحين فيفتنون بها ويكفون
 کہ جن اور شیاطین کا عرف ہی یہ دھوک ہی اور بہت لوگ یہ نہیں جانتے کہ جن اور شیطان کی طرف ہی بلکہ اس کو صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت جان کر فتنہ میں پہنچتی ہیں اور

من المحاسنين ولا يعلمون الكرامة الحقيقية انما هو حصول الاستقامة والوصول الى كمالها
 وال او ہمتی میں اور حقیقی کرامت ہی واقع نہیں ہوتی کہ وہ استقامت کا حاصل کرنا اور کمال کا پیدا کرنا ہی

ومرجعها الى امرين صحة الايمان بالله تعالى واتباع ما جاء به من رسول ظاهر او باطنا فالتواجب
 اور اس کی بنا دو چیز پر ہی ایک تو صحت ایمان کی العدہ اور دوسری رسول کا اتباع ظاہر و باطن ہی سو آدمی کو کمال ہی

على العبد ان لا يحرص الاعليما ولا يكون له همة الا في الوصول اليهما واما الكرامة بمعنى ظهور امر
 کہ سوائی ان کو تو جز کی اور کچھ خواہش نہ کری اور اپنی ہمت صرف انہیں کی پیدا کرنی میں صرف کری رہی کرامت جتنی خوف عادت

خارق للعادة فلا عبرة لها بل هي حيز الرجال وليس من يحصل له شيء منها اقل مرتبة من يحصل له شيء
 خوارق کا کچھ اعتبار نہیں ہی بلکہ وہ مردوں کا حیز ہی اور جو کو ذرہ بہر ہی امر خارق حاصل نہ ہو وہ نہ گزرتیہ میں کہیں میں ہو ہی کہیں

بل هو افضل والى انه لا يحتاج اليها الا من كان ضعيف اليقين فانه اذا حصل له شيء منها يقوى يقينه واما من كان
 بلکہ وہ ہی شخص افضل و راوی ہون ہی اس کی کہ امور خارق کا وہ ہی شخص آرزو مند ہوتا ہی جو یقین کامل نہیں ہوتا تاکہ اس کو یہی اس کا یقین قوی ہو جاوی اور جو شخص

كامل اليقين فلا يلتفت اليها الاستغناء عنها ولذلك كانت الخوارق في التابعين اكثر مما كانت
 کامل یقین والی ہیں او کو اور ہر توجہ نہیں ہوتی او کو کیا حاجت ہی اسی ہی طبقہ تابعین میں بہ نسبت صحابہ کی خوارق اکثر ہوتی تھی

في الصحابة المجلس الثالث في فضيلة الايمان ومن امن مطلقا قال رسول الله
 فی صحابہ المجلس الثالث فی فضیلتہ ایمان اور مطلق مؤمن کی فضیلت میں فرمایا رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم ان اهل الجنة يتراءون اهل الغرف من فوقهم كما تتراءون الكوكب الدري
 صلی اللہ علیہ وسلم نے منجھ اہل جنت کو نظر آدگی عود والی اوپر ہی حسا تھکتا ستارہ

الغابر في الافق من المشرق والمغرب ليتفاضلوا بينهم قالوا يا رسول الله تلك منازل الانبياء ائيلنا
 انہا کنارہ مشرق یا انہا کنارہ مغرب میں تاکہ فضیلت معلوم ہوجا کا جو انہیں ہی عرض کیا یا رسول اللہ یہ درجہ سوائی انبیاء کی اور کوں یا سکتا ہی

اور ان کا حاصل یہ ہوتا ہی

غیر ہم قال بلی والذی نفسی بیدہ رجال امنوا باللہ وصدقوا المرسلین هذا الحديث من صحاح
 فرمایا کہ ہوں نہیں قسم یہی اوس ذات کی جسکی قبضہ میں میری جان ہی وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی یہ حدیث مصابیح کی صحیح
 المضابیح رواہ ابوسعید وصعناہ ان اهل الجنة ينظرون الى اصحاب المنازل الرفیعة العالیة من
 حدیثوں میں ہی ابوسعید کی روایت سی مراد یہ ہے کہ اہل جنت دیکھیں گی بلذہ مرتبہ والوں کو
 فوقہم کما تنظرون انتم الى الکواکب المضحیة الباقی فی الافق من جهة المشرق والمغرب بعد انتشار
 او پس جیسی تم دیکھتی ہو چمکتا ستارہ انتہا کنارہ مشرق یا مغرب میں جب صبح پہل جاتی ہی
 الصبر لترائے درجاتہم علی غیرہم فانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لما بین مراتبہم بهذا الوجه قال
 بسبب بلندی مرتبہ کی غیروں پر جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی اونکا ایسا مرتبہ بیان فرمایا
 الحاضرون من الصحابة یا رسول اللہ تلك الغرف منازل الانبیاء لا یبلغها غیرہم فاجاب بان
 تو صحابہ فی جود ان موجود ہی عرض کیا یا رسول اللہ یہ مراتب انبیاء کی ہوں گی جنکو اور کوئی نہیں پاسکتا سو جواب دیا
 تلك المنازل یبلغها رجال امنوا باللہ وصدقوا المرسلین لان بلی لا یجاب النفی وانما قرت
 یہہ اون لوگوں کی مراتب میں جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی کیونکہ لفظ بلی نفی کو مثبت کر دیتا ہی اور قسم اس واسطی
 بالقسم لاستبعاد السامعین وصول المؤمنین منازل الانبیاء وفيہ اشارة الى ان الواصلین
 یا و فرمائی کہ وہ لوگ بہت بعید جانتی تھی کہ مومنوں کو انبیاء کا مرتبہ سیر ہو اور اس میں یہہ اشارہ ہی کہ
 الى منازل الانبیاء هم المؤمنون من هذه الامة لان تصدیق جمیع الرسل انما وقع منهم لا من
 انبیاء کا درجہ وہ لوگ پاویں گی جو اس امت کی مومن ہیں کیونکہ تمام انبیاء کی تصدیق اس ہی امت میں پائی جاتی ہی جو
 المعنی قبلہم وعلم من هذا ان الایمان باللہ الذی اتصف بہ المؤمنون من هذه الامة مرکب من
 پہلی لفظی ایسی ہیں جو ایسی مومن ہوں کہ اللہ پر ایمان جو اس امت کی مومنین کی صفت ہی
 جزوین الاول الایمان باللہ تعالی والثانی الایمان بجمیع الرسل والمراد من الایمان باللہ تعالی العلم
 دوسری مرکب ہی اول ایمان اللہ پر دوسری ایمان تمام انبیاء پر اور اس پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی کہ یقین کرنا
 لوجودہ وقدمہ وكونہ واحدا متصفا بالقدة والارادة والعلم والحیوة وسائر ما یلیق بہ من
 اللہ موجود ہی اور قدیم اور واحد اور قدرت والا اور ارادہ والا اور علیم اور حی اور اور جو جو صفات اور کو
 لصفات فان العلم بوجودہ تعالی وان کان ثابتا فی فطرة بنی آدم من صبا خلقتم بعقضى قلیح
 سزاوار ہیں اور علم وجود الہی کا اگرچہ بنی آدم کی طبائع میں ابتداء پیدایش سے ثابت ہو تا ہی جیسی مضمون میں
 فطرة اللہ التي فطر الناس علیہا لکنہ تعالی قدر شدہم الی وجودہ بایات منها قوله تعالی ان فی خلق
 یہہ تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو پر تو یہی اللہ تعالیٰ ہی اپنی وجود کی طرف کئی آیتوں میں راہ بتائی ہی ایک یہہ تحقیق
 السموات والارض واختلاف الیل والنهار لا یت وقوله تعالی افرایتم ما تسمون عانتم تخلقونہ ام نحن
 آسمانوں اور زمین کا بنانا اور دن کا بدلنے آنا البتہ نشان ہیں اور ایک یہہ پہلا دیکھو جو پانی ٹپکتا ہی ہو اب تم اوسکو بتاتی ہو یا ہم
 الخالقون وقوله تعالی افرایتم ما تخرثون عانتم تزرعونہ ام نحن الزارعون وقوله تعالی افرایتم
 بنائوالی ہیں اور یہہ پہلا دیکھو جو بولتی ہو کیا تم بولکو کرتی ہو کہتی یا ہم میں کہتی کرتی ہو اول یہہ پہلا دیکھو تو
 الماء الذی تشربون عانتم انزلتموہ من المن ام نحن المنزلون وقوله تعالی افرایتم الماء الذی تشرابون عانتم انزلتموہ من المن ام نحن المنزلون
 پانی جو پیتی ہو کیا تم اوتا را اوسکو پا لئی یا ہم میں اوتا را بنی ہو اور یہہ پہلا دیکھو تو جو آگ سلگاتی ہو کیا تم ہی اوتھا یا

شجرتها ام نحن المنشئون وعندها من الايات التي تدل على وجوده تعالى فان من يتامل
ادسکار وخت یا بزم او شجر نیوالی اور سواہ انکی اور بہت آیتیں ہیں جو وجود الہی پر دلالت کرتی ہیں بیشک جو شخص ان آیات کی

مضمون هذه الايات ويدبر فكمرة فيما ذكر فيها من خلق السموت والارض وفافيا من عجائب المخلوقات
مضمون میں یعنی آسمان اور زمین کی پیدائش اور جو جو اسکی اندر عجیب عجیب مخلوقات ہیں خود اور تامل کری وہ خود بخود یقین کر لیتا

يضطر الى الحكم بان هذه الامور لا يستغنى شئ منها عن صانع يوجده ويدبره وعلى هذا الاعتقاد
کہ یہ تمام اشیا صانع پیدا کر نیوالی اور مدبری یا پرواہ نہیں ہیں بلکہ محتاج ہیں کہ پیدا کرے اور شکر اور تمام ہی آدم کیا سکھ

جميع الناس كما يدل عليه قوله تعالى ولئن سألتهم من خلق السموت والارض ليقولن الله وانما كفر
یہ ہی اھتقاد رکھتی ہیں چنانچہ اس آیت سے ثابت ہی اور جو تو پوچھی اور کسی کسی بنائی آسمان اور زمین تو کہیں گے اللہ ہی ہر

من كفر بالاشراك ولدنك كان شان الانبياء دعوة الخلق الى التوحيد ليقولوا لا اله الا الله لا
جو لوگ کافر ہو گئے ہیں وہ شریک کی شامت سے ہیں اس لیے تمام انبیاء علیہم السلام توحید کی طرف دعوت کرتے تھے تاکہ لالہ الا اللہ کی قائل ہوں

الى ان يقول للعالم اله فاذن في فطرة الانسان ودلالة آيات القرآن ما يغني عن اقامة البرهان
یہ نہیں سکھاتی تھی کہ یہ کہہ کر وہ عالم کا معبود ہی اب طبیعت انسانی اور دلالت آیات قرآنی فی وجود الہی پر بران قلم کرتی کی تجربہ ضرورت نہیں کہی

على وجوده تعالى لكن العلماء بينوا اثبات وجوده تعالى دليلا عقليا وقالوا الدليل على وجوده تعالى
لیکن علماء فی توحید واسطی اثبات وجود الہی کی عقلی دلیل بیان کی ہے کہتی ہیں کہ دلیل وجود الہی کی یہی

حدوث العالم فبيان حدوثه انه اعيان واعراض والمراد بالاعيان الاجرام القائمة بذاتها
حدوث عالم کا ہی یہہ حدوث ہون معلوم ہوا کہ عالم یا اعیان ہیں یا اعراض اعیان ہی مراد اجسام ہیں جو بذات خود قائم ہیں

والمراد بالاعراض الصفات التي لا تقوم بذاتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا تنفك عنها وكل منهما
اور اعراض ہی مراد صفات ہیں جو اپنی ذات میں آپ قائم نہیں رہ سکتیں بلکہ اجسام کی سہارہ ہی اور اجسام کو لازم ہیں کہی الگ نہیں ہوتی اور یہ

حادث اما الاعراض فحدوث بعضها يعلم بالمشاهدة كالحركة بعد السكون والصنوع بعد الظلمة
حادث ہیں اعراض میں سے بعضی کا حدوث تو مشاہدہ ہی معلوم ہوتا ہی جیسی حرکت بعد سکون کی اور وحالا بعد اندہیری کی

والسواد بعد البياض وحدوث بعضها يعلم بالدليل وهو طريان العدم كما في اضداد ما ذكر واما الاجرام
اور سیاہی بعد سفیدگی اور بعضی کا حدوث دلیل ہی معلوم ہوتا ہی یعنی عدم کا آجانا جیسی ان متکورات کی ضدوں پر اور اجسام کی

فدليل حدوثها انها لا يخلو عن الحوادث وكل ما لا يخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم خلوها عن
حدوث کی یہہ دلیل ہی کہ اجسام حوادث ہی کہی خالی نہیں ہوتی اور جو شئی حوادث ہی خالی نہ ہوگا وہ ہی حادث ہوتی ہی اور اجسام کا حوادث ہی خالی ہونا

الحوادث فلا يخلو عن الحركة والسكون وهو ظاهر مذكور بالبدية والاضطرار فلا يحتاج فيه
یون ثابت ہی کہ اجسام حرکت اور سکون ہی خالی نہیں ہوتی اتنا تو ظاہر ہی خود بخود معلوم ہوتا ہی او میں کچھ نگرار اور تامل کی حاجت نہیں

الى تامل واقفا كمر فان من عقل جسم لا ساكنا ولا متحركا كان عن نفع العقل ناكبا ولمتن الجهل راكبا
کو کہو جو شخص کسی جسم خالی کی کہ متحرک ہو نہ ساکن نہ وہ شخص عقل کی مستحق گمراہ ہی اور جہالت کی پشت بر سوار

والحركة والسكون حادثان يدل على حدوثهما اتفاقا فيهما وانقضاء كل منهما عند وجود الآخر وذلك
اور حرکت اور سکون دونو حادث ہیں انکی حدوث پر انکی آگے بھی پیدا ہونا دلالت کرتا ہی اور حسب ایک پیدا ہوتا ہی تو دوسرا فنا ہو جاتا ہی

مشاهد في بعض الاجرام وطالم يشاهد فيه ذلك فاما من ساكن الا والعقل يقتضي مجاز حركته واما من
یعنی حرکت ہی سکون اور سکون ہی حرکت فنا ہوتی ہی یہہ حال بعضی اجسام میں تو مشاہدہ ہوتا ہی اور جہان نہیں ہی تو یہ کہہ سکتی ہیں کہ ساکن باعتبار تجرید عقل کا متحرک ہو

متحرك الا والعقل يقتضي بجواز سكونه فالطاري منهما حادث بطريقه والسابق حادث اذ لو كان
 اورم متحرك باعتبار تجويز عقل کی ساکن ہو سکتا ہی اب نو پیدا تو حادث ہی کیونکہ اب پیدا ہوا اور موجود سابق ہی حادث ہی کیونکہ اگر
 قدیم یا الاستحالة عومہ واما کون ما لا یخلو عن الحوادث حادثا فلا ینہ لو لم یکن حالتا لکان قدیم
 قدیم ہوتا تو اوسیر عدم ہرگز نہ آتا اور جوشی حادث سی خالی نہ ہو اوکی حادث کی یہ دلیل ہی کہ اگر وہ حادث نہ ہوگا تو بیشک قدیم
 ثابتاً فی الانزل فیلزم ثبوت الحادث فی الانزل وهو محال اذ یلزم ان یکون قبل کل حادث حادث مرتبة
 اور انزل من ثابت ہوگا اس سی لازم آتا ہی کہ حادث یعنی حرکت اور سکون انزل میں ثابت ہو اور یہ محال ہی کیونکہ اس سی یہ لازم آتا ہی کہ ہر حادث سی پہلی ہی انتہا حادث
 لا اول لها کما یقول الفلاسفة فی حرکات الافلاك واشخاص الحیوانات وغیرہا فانہم ومن تبعم
 چنکا ابتدا نہ پایا جاوی موجود ہوں جیسی فلاسفہ حرکات فلک اور اشخاص حیوانات وغیرہ میں قائل ہوئی ہیں فلک اور جو نام کی مثال
 من ینسب نفسه الی الاسلام ولس له منه نصیب قالوا ان العالم العلوی قدیم بذاتہ وصفاتہ
 اوکی تابع ہیں اور اسلام ہی بی نصیب وہ کہتی ہیں کہ عالم سماوی اپنی ذات اور صفات میں
 الاحركات فانها حادثۃ باشخاصها قدیمۃ بانواعها فلا حركۃ الا و قبلها حركۃ لا الی اول واما العالم
 سواء حرکات کی قدیم ہی حرکات جزئی البتہ حادث ہیں اور کل قدیم ہیں یعنی ہر حرکت سی پہلی حرکت ہی بی انتہا اور عالم
 السفلی الذی هو عالم الکون والفساد وهو ما تحت فلك القمر فقلوا ان هیولاه قدیمۃ وکل ما فیہ من
 سفلی کہ عالم کون اور فساد کہو تا ہی اور فلک قمر کی نیچی ہی سوا میں یہ کہتی ہیں کہ اسکا مادہ اور اصل قدیم ہی اور اسکی
 الصور ولا اعراض جزئی سب حادث ہیں اور کل نوعی قدیم ہیں پس جو بدلتا ہی سوا ہی ہی اور جو انداز ہی سو مرغی سی ہی
 ولا حاجة الا من بیضة ولا نزع الا من بزرا وهكذا الی غیر النہایۃ فیلزم علی قولہم ان یوجد حادث
 اور جو مرغی ہی سوانڈی سی ہی اور جو نبات ہی سوانج سی ہی ایسی ہی غیر نہایت تنگ اب اوکی قول کی موافق یہ لازم آتا ہی کہ ایسی حادث
 لا اول لها اذ ما من حادث علی قولہم الا و قبلہ حادث لا الی اول و علی تقدیر وجود حادث لا اول لها
 چنکا ابتدا نہ ہو کیونکہ اسکی موافق ہر حادث سی پہلی حادث ہوگا جسکا ابتدا نہ ملے اور جب حادث غیر متناہی ہوئی
 یلزم ان یکون قبل کل حادث من حرکات الافلاك واشخاص الحیوانات وغیرہا حادث مرتبة
 اور ہر حرکت فکلی سی اور ہر حیوان وغیرہ سی پہلی حادث غیر متناہی ہی مرتبہ موجود ہوگی جسکا
 لا اول لها فمالو یقض تلك الحوادث بجلتها لا تنتهی النوبة الی وجود الحادث الحاضر لان الحركة
 ابتدا نہیں پہرچہ تمام حادث بالکل گذر چکیں گی نوبت حادث حاضر حال کی وجود کی نہیں آوگی اسواسطی کہ حرکت
 الیومیۃ وجودہا مشروط بانقضاء ما قبلہا وكذلك الحركة التي قبلہا وجودہا مشروط بمثل ذلك
 یومیہ مشا آج کی جب ہو سکتی ہی کہ اوس سی پہلی کی نام حرکتیں گذر لیں اور ایسی وہ حرکت جواس سی پہلی کی ہی یعنی کل کی جب ہو سکتی ہی کہ اوس سی پہلی کی سب گذر لیں
 وھم جرا وانقضاء ما لا اول له محال بیانہ انک اذا لاحظت الحادث الحاضر ثم انتقلت الی ما قبلہ
 اور اسطرح ہر حرکت اور تمام ہو چکا غیر متناہی کا محال ہی تفصیل یہہ ہی جب تو حادث حاضر کو غور کری پہر اوسکی ما قبل کو
 ولا حظہ وھم جرا علی الترتیب لا یفضی الی نہایۃ حتی تجد طریقا الی وجود الحادث الحاضر فیلزم ان
 لحاظ کری اور اسی طرح اوس سی پہلی کو ترتیب وار تو ایسی نہایت نہایت کی کوئی طور حادث حاضر کی وجہ کا ہووی اس سی لازم آتا ہی
 یکون وجود الحادث الحاضر محال لکن وجود الحادث الحاضر ثابت فی بطل وجود حادث لا اول لها
 کہ حادث حاضر کا وجود محال ہی لیکن حادث حاضر کا وجود تو ثابت ہی پس وجود حادث غیر متناہی کا باطل ہی

اذ لا قدر شیء تشابه فیہ البہائم الانسان والحاصل ان المكلف لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل الا
 اسلئی کہ اوس چیز کی مانند نہیں ہے اور انسان یکساں ہوں حاصل یہہ ہی کہ انسان برزور عقل صفات الہی میں سی وہ ہی دریافت کر سکتا ہی
 مادل علیہ افعاله فما لم یدل علیہ افعاله کالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتہا لہ تعالی
 جبہ اس کی افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر افعال دلالت نہیں کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات
 تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی بالعقل فہو انہا صفات کمال ضد
 کہہ دلیل عقلی سی ثابت کرتی ہیں اور کہہ دلیل نقلی سی دلیل عقلی اون صفات کی ثبوت کی تویہہ ہی
 صفات نقصان واتصافہ تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافہ بصفات النقصان واجب فوجب
 نقصان کی صفات میں اور اسد تعالی کا صفات کمال سی موصوف ہوتا اور صفات نقصان سی بری ہونا واجب ہی پس
 اتصافہ تعالی بتلك الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی بالنقل فہو ان الشرع قد
 اب موصوف ہونا اللہ کا ان صفات سی واجب ہوا اور استدلال نقلی انکی ثبوت جیسہہ ہی کہ شرع یعنی کتاب و سنت
 ورد بثبوتہا لہ تعالی فوجب لقطع بثبوتہا لہ تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل
 انکی ثبوت پر ناطق ہی سواب الکی ثابت ماننا واجب ہوا اور اس باب میں نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی
 لان تلك الصفات لا تتوقف علیہا افعاله تعالی حتی یستدل علی ثبوتہا لہ تعالی وذاتہ تعالی
 کیونکہ ان صفات پر افعال الہی موقوف نہیں ہیں تاکہ افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور اس کی ذات
 لم یکن معلوما لا حد حتی یعلم انہا فی حقہ تعالی کمال یجب اتصافہ بها بحیث لو لم یتصف بها لیزم
 کیونکہ معلوم نہیں ہی تاکہ یہ معلوم ہو دی کہ یہ صفات اوکی حق میں صفات کمال میں انکا ثبوت ضروری ہی نہیں تو
 ان یتصف باضدادہا واذکر من کونہا کمالا انما ہو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشئ بالنسبة
 انکی حدین لازم آویگی اور یہہ جو کہتی ہیں کہ یہ صفات کمال میں تو کمال البتہ ہماری حق میں ہی اور ہماری حق میں کمال ہونی سی کیا ضروری ہی نہیں
 الینا کمالا ان یكون کمالا فی حقہ تعالی لا تری ان اللذة والالم مع کونہما کمالا بالنسبة الینا ممتنعان
 ذات الہی کی ہی کمال ہو کیا تکو معلوم نہیں کہ لذت اور الم ہماری حق میں کمال ہیں اور اسد تعالی کا نسبت ممتنع ہیں
 علی اللہ تعالی لکونہما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات تلك الصفات لہ تعالی التمسک
 کیونکہ یہ اجسام کی اوصاف ہیں اس بیان کی موافق لازم ہی کہ ان صفات کی اثبات کی ہی دستاویز
 بالنقل عن الانبیاء الذین تثبت نبوة کل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق عبدي
 انبیاء علیہم السلام سی نقل کیا دی جنکی نبوت ایسی معجزہ سی ثابت ہی جو قائم مقام اس ارشاد الہی کی ہو کہ میرا بندہ
 فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغہ بقولہ او فعلہ او سکوتہ لان المعجزة تصدیق فعلی من اللہ تعالی
 جو میری طرف سی احکام پہنچاتا ہی سب سچ میں برابر ہی کہ وہ تبلیغ قرنی ہو یا فعلی ہو یا سکوت سی ہو کیونکہ معجزہ اللہ تعالی کی طرف سی
 لرسولہ لکونہا فعلا من افعاله خارقا للعادة منزلا منزلة صدیق القول فی تصدیق رسولہ فی دعوی
 رسول کی حق میں فعلی تصدیق ہی اسلئی کہ معجزہ کوئی فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف اور صریح رسالت کی دعوی میں رسول کی
 الرسالة فانہ تعالی لما خلق امر خارقا للعادة علی یدہ عند ادعائه الرسالة صامرا کانہ قال صدق
 تصدیق کرتا ہی کیونکہ اللہ تعالی فی جب کوئی امر خارق رسول کی انتہ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا تویہہ ایسا ہی کہ فرما دیا
 رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغہ بقولہ او فعلہ او سکوتہ قال العلماء مثال ذلك ان رجلا
 میرا رسول سچا ہی میری طرف سی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول ہی ہو یا فعل سی ہو یا سکوت سی ہو علماء فی اسکی یہ مثال بیان کی ہی جیسی کوئی شخص

اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی الیکم یکنان وکذا من الشکالیف
 بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنے یوں کہی کہ میں اس بادشاہ کا ایلیجی ہوں تمہاری حق میں فلاں فلاں حکم جاری کرنا چاہتا ہوں
 فطلبوا منه التجهة تدل علی صدقه فقال ایتة صدق فی انی اطلب من الملک ان یخالف عادته ویقوم
 پھر اس جماعت نے تصدیق کی کہ ایسی حجت طلب کی اس شخص نے جواب دیا میری صدق کی یہ نشانی کہ میں بادشاہ کی کہتا ہوں کہ اپنی خلاف عادت
 من مقامہ ویقعد ثلث مرات ففعل الملک ذلك بطلبه فلا ریب ان ذلك الفعل من الملک
 اپنی جگہ سے تین بار کھڑا ہوا اور بیٹھ جا پھر بادشاہ نے اس کی کہنی سے وہ ہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہ حرکت ایسی ہی
 قلائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبذل عنی وصفید للعلم الضروری بصدقہ لمن شاهد
 جیسی زبان سے کہتا ہے کہ یہ شخص سچ کہتا ہے میری طرف سے جو جو حکم بیان کریں اور بادشاہ سے جس سے کام مشاہدہ کیا تو اس کو ایسا یقینی علم
 ذلك الفعل من الملک ومن لم یشاهد بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا شک ان هذا المثال مطابق
 حاصل ہو کہ جس میں دلیل کی کچھ حاجت نہیں ہے جس کو دیکھ کر اتفاق نہیں ہوا بلکہ ایسی بہت آدمیوں سے بالتواتر یہ حال سنا اس کو بھی اور بیشک یہ مثال
 لحال الرسل علیہم الصلوۃ والسلام فی افادة معجزتهم العلم الضروری بصدقہم لمن شاهدھا ومن
 انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کہ حال سے مطابق ہے کہ ان کی معجزہ سے ہی دیکھنی والوں کو
 لو یشاهدھا بل وصل الیه خبرھا بالتواتر اذا عرفت هذا فاعلم ان کل من یؤمن بالله وصدق الرسل
 تو اس سے سنی والوں کو علم یہی یقینی حاصل ہوتا ہے جس کو یہ سمجھ چکا تو یاد رکھ کہ جو شخص اللہ پر ایمان لاکر اور نبیوں کی تصدیق کرے
 اذا اراد ان یتوکل علی اللہ ان یشغل بالطاغوت ویجتزئ عن السیئات لان ایمان وحده
 یہ آرزو کرے کہ اہل عرف میں داخل ہو تو اس کو ضروری کہ عبادت میں مشغول اور ممنوعات سے بچتا رہے اس کی مثال
 وان کان ینجیہ من العذاب الموبد لکن لا یکفیه فی الفوز بالدرجات بل لا بد له من ضم العمل
 اگرچہ دائمی عذاب سے نجات دیکھ پر حصول درجات کی کئی کافی نہیں ہے بلکہ اس کی ساتھ نیک اعمال ہی چاہئیں
 الصالح الیہ کما یدل علیہ آیات القرآن من جلتها قوله تعالی وما اموالکم ولا اولادکم بالقی تقرکم
 چنانچہ کئی آیات قرآنی سے معلوم ہوتا ہے منجملہ ان کی ایک یہ آیت ہے اور تمہاری مال اور تمہاری اولاد ایسی نہیں کہ نزدیک کرے
 عندنا زلفی الامن من عمل صالحا فاولئک لهم جزاء الضعف بما عملوا وهم فی الغرفات امنون فذلک لایة
 ہماری پاس تمہارا درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور پہلے کام کیا سوا ان کو یہ دونا اون کی کئی چیز اور وہ جہر و کون میں بیٹھی ہیں خاطر جمع ہی اس سے علم ہو
 علی العمل الصالح لکونه اقبالا علی اللہ تعالی واشتغالا بطاعته یقرب العبد الی اللہ تعالی واما الاموال
 کہ عمل صالح کہ اللہ کی طرف متوجہ ہوتا اور اس کی طاعت کا شغل ہے بندہ کو اللہ تعالیٰ سے نزدیک کر دیتا ہے یہی مال
 والاولاد فذلکون کل منہما یشغل الانسان عن اللہ تعالی لا یقرب احدا الی اللہ تعالی الا المؤمنین
 اور اولاد کہ انسان کو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دیتی ہیں کیونکہ خدا سے نزدیک نہیں کرتی بجز صالح اور مؤمنین کی
 الصالحین الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ ویعلمون اولادہم الخیر ویربونہم علی الصلاح فانہم
 جو اپنا مال اللہ کی رضا میں خرچ کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو نیک عمل سکھاتے ہیں اور نیک اطواری پر پرورش کرتے ہیں ایسی اولاد کی
 با تصافہم ہا ذکر یرکون لهم جزاء الضعف بان یصاعف حسناتہم ویكون الواحدة عشر اضعافا فوقھا وھم فی غرف
 جو ان اوصاف سے موصوف ہیں اور نوا ثواب ہی اس طور کہ ان کی حسنات ہر ہفتی ہیں ایک سی دس گونہ ہوتی ہیں اس سے بھی زیادہ وہی لوگ
 الجنة امنون من جمیع المکارہ بما عملوا من الصالحات یرزقنا اللہ تعالی بلطفہ وکرمہ المجلس الرابع
 اعمال صالح کی سبب غرات میں تمام کمالات سے بھی رہنمائی
 اہی اپنی لطف و کرم سے ہمہ آسان کر چوتھے مجلس

فی لزوم محبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم من زیادة من والده وولده

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ تر لازم کرتی ہیں

اور اور

باب

والناس اجمعین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اكون احب الیہ

اور تمام لوگوں سے

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مؤمن نہیں ہووے گا کوئی تم میں سے جب تک کہ میں اس کو نہیں

من والده وولده والناس اجمعین

من والده وولده والناس اجمعین هذا الحدیث من صحیح المصاحیم رواہ انس ولبس المراد بالحب

اوسکی باپ اور اولاد اور تمام لوگوں سے یہ حدیث صحیح حدیثوں میں ہی انس کی روایت سے اور محبت سے مراد اس کی

الحب الطبیعی التابع للشہوت النفسانیة لانه خارج عن حد الاختیار فلا یؤخذ به الانسان

محبت طبعی نہیں ہے جو شہوت نفسا کی تابع ہوا کرتی ہے کیونکہ یہ محبت اختیاری نہیں ہوتی سو ہی اختیار ہی انسان کی کچھ نہیں ہے

لقلہ تعالی لا یتکلف اللہ نفسا الا وسعها بل المراد به الحب العقلی الاختیاری الذی هو الاشارة

خدا فرماتا ہے تکلیف نہیں دیتا اس کو مگر جس قدر اس سے ہوگی بلکہ عقلی اختیار ہی محبت مراد ہے یعنی اختیار کرنا اوس امر کا جس کو

العقل رجحانہ و لیستند علی اختیارہ وان کان علی خلاف الطبع الا ترى ان المریض یکرہ الدواء المرینفر

عقل غالب سمجھی اور اوسکی اختیار کو پسند کرے اگرچہ طبیعت کے برخلاف ہو تو جانتا نہیں کہ بیمار کو کڑوی دوا سے نفرت ہوتی ہے

عنه طبعه ومع ذلك یمیل الیہ باختيارہ ویقصد تناوله بمقتضى عقله لعلہ وظنه ان حمة

اور اوسکی طبیعت ہی ملتی ہے بہرہی با اختیار خود اپنی عقل سے یہ سمجھ کر کہ میری صحت اس سے میں ہی خواہش کر رہا ہوں

فیه وكذلك المؤمن اذا علم ان الرسول لا یافر ولا ینہی الامنافیہ صلاحہ فی الدنیا والاخرۃ

ایسی ہی مؤمن مسلمان جب یہ جان لیتا ہے کہ رسول وہ ہی فرماتا ہے جس میں دین دنیا کی بہلائی ہے

یرجع جانب الرسول علی جمیع الناس فیمثل امرۃ ویجتنب نہیہ وهذا ما لا یحصل الا بایمان الایہ

پھر خواہ مخواہ تمام لوگوں پر رسول کی جانب غالب رہے کہ اوسکی امر کی اطاعت اور نہی سے نفرت کرتا ہے اور یہ تو اتنا امر ہے کہ جس بغیر ایمان ثابت نہیں ہوتا

لان الایمان وان کان فی اللغة بمعنی التصدیق مطلقا لکنہ فی الشرعۃ بمعنی التصدیق مقیدا

اس نئی کہ ایمان اگرچہ لغت میں مطلق تصدیق کو کہتی ہیں پر شریعت میں مطلق تصدیق نہیں ہے

بامر مخصوص وهو تصدیق الرسول فی جمیع ما علم ضرورة انه من دینہ علیہ الصلوۃ والسلام

بلکہ خاص تصدیق ہی یعنی رسول کی تصدیق تمام دینی ضروریات میں

والمعتبر فی التصدیق الیقین والیقین لفظ مشترك یتعلق علی العینین احدهما عدم الشک فکل علم

اور تصدیق میں یقین معتبر ہے اور یقین مشترک لفظ ہے اسکی دو معنی ہیں ایک تو شک نہ ہونا سو جو علم

یکن فیہ شک وهو یقین وعلی هذا المعنی لا یوصف الیقین بالقوة والضعف لعدم التفاوت

بالبال فی حکم الیقین فی کونه ایمانا حقیقیا فان ایمان اکثر العوام من هذا القلیل وتحقیقه علی
 قائم مقام یقین کا ہرگز حقیقی ایمان کا حکم دیتی ہیں کیونکہ اکثر عوام کا ایمان ایسا ہی ہوتا ہے اور اس مقام کی تحقیق

ما ذکرہ الامام الغزالی فی الاحیاء ان میل النفس الی التصدیق لہ اربع مقامات الاول استواء
 موافق بلکہ امام غزالی کی احیاء میں یہ ہے کہ نفس کا میلان تصدیق میں چار درجہ پر ہوتا ہے اول یہ کہ

الطرفین عندک كما اذا سالت عن شخص مجهول الحال عندک هل یعاقب فی الآخرة ام لا
 تیری ہی میں دونوں جانب برابر ہوں جیسے کسی شخص کا حال جسکو تو نہیں جانتا تجھسی پوچھیں بتا دوں گا آخرت میں عذاب ہوگا یا نہیں

فانک لا تمیل الی الحكم علیه بشئ من نفی او اثبات بل یستوی عندک امکان الامرین بعد
 اب تو یقینے کچھ نہیں کہہ سکتا نہ انکار نہ اثبات بلکہ تیری عند یہ میں دونوں ممکن ہیں ایسی حالت کو

عنه بالشک والثانی مرجحان احد الامرین عندک مع الشعور بإمكان نقیضه امکان الامرین
 شک کہتے ہیں دوسرا درجہ یہ ہے کہ تیری رائے میں ایک جانب کا غلبہ ہو پر اسکی سادہ دوسری جانب بھی ایسی ممکن معلوم ہیں سی جانب

تدریج الاول كما اذا سئلت عن شخص تعرفه بالصلاح انه مات علی هذا الحال هل یعاقب
 اطلاع غیری قوت ہو جاوی جیسی تجھسی ایسی شخص کا حال پوچھیں جسکو تو یہ پیرکار جانتا ہے کہ اگر یہ شخص اسی حال پر مرے تو بتا دوں گا آخرت میں عذاب ہوگا

فی الآخرة ام لا فانک تمیل الی انه لا یعاقب اکثر من میلک الی عقابه لظهور علامات صلاحه
 یا نہیں اب تیری رائے ثواب کی طرف زیادہ ہوگی بہ نسبت عذاب کی کیونکہ تیری عند یہ میں صلاح کا نشانیاں ظاہر ہیں

عندک ومع هذا یجوز اخفاء امر موجب للعقاب فی باطنه وهذا التحویز غیر دافع لرجحانه و
 تو یہی یہ شبہ ہوتا ہے کہ کوئی بات اسکی دلیلی ہو شیدہ نہ ہو جسسی عذاب ہو جاوی لیکن یہ شبہ اسکی غلبہ کو نہیں اوجھاتا

یسمی جانب المراجحة ظنا وجانب المرجح وهما والثالث میلک الی الحكم بشئ بحیث یغلب علیک
 ایسی وقت جانب غالب کو ظن کہتے ہیں اور جانب مغلوب کو وہم تیسرا یہ درجہ ہے کہ تجھ کو کسی شے کا ایسا یقین حاصل ہو کہ اسکی نقیض

ذلک الحكم ولا یحظر ببالک نقیضه ولو خطر لنا بت عن قبوله لکن لیس ذلک الحكم عن معرفة
 تیری دلیلی ہرگز نہ آوی اور اگر نقیض کا خیال آوی ہی تو اسکو تو نہ مانی لیکن یہ یقین معرفت حقیقی سی نہ ہو

محقة بل عن مجرد السماع ویسمی هذا اعتقادا مقارنا للیقین وهو اعتقاد العوام فی الشرعیات
 بلکہ صرف سنی سنائی سی پیدا ہو اس طرح کی حالت اعتقاد مقارن للیقین کہلاتی ہی یعنی یقین سی ظاہر ہو عوام کا اعتقاد تمام شرعیات میں

کلها اذا مر سخر فی نفوسهم بمجرد السماع حتی ان کل حدیث بقصة مذهبه واصابة امامه ولو
 ایسا ہی ہوتا ہے جب کہ سنی سنائی او کئی دین پر ہوتا ہے جتنا ہی جتنا ہی شخص اپنی مذہب کی صحت اور اپنی امام کا صواب پر ہونا یقینی جانتا ہے

ذکر له امکان خطأ امامه یفر عن قبوله لکنه لو احسن التامل لتسعّت نفسه الی قبوله والرابع
 کوئی کہی کہ امام سی بھی غلط ہو سکتی ہی تو انک بہاگ جاوی کہی نہ مانی لیکن اگر وہ خوب سوچ بچار کریں تو البتہ انکا دل قبول کر سکتا ہے چوتھا درجہ یہ ہے

میلک الی الحكم بشئ علی طریق الجزم الذی لا یوجد معه الشک ولا یتصور فیہ التشکیک فکل
 کہ تو کسی شے کا ایسا یقین بالجزم کری کہ اصلا اسکی سادہ شک باقی اور کسی شک نہ لانی کا بھی تصور نہ ہی پس جو

علم کان علی هذا الوجه یسمی یقینا لان شرط الحلاق اسم الیقین علی العلم عدم الشک فکل علم
 علم اس درجہ کا ہوتا ہے اسکو یقین کہتے ہیں کیونکہ یقینی کہی کی یہ ہی شرط ہے کہ شک اصلا باقی نہ ہو پس اس علم میں

انتفی عنه الشک فهو یقین سواء حصل بالحس کالعلم بوجود الاشیاء المحسوسة استواء بغیرة العقل
 وہ ہی یقین ہی برابر ہی کہ بواسطہ حس کی حاصل ہوا ہو جیسی علم اشیاء محسوسہ کی وجود کا یا بواسطہ طبیعت عقل کی

شک ہوگا

کالعلم باستحالة حدوث حادث بلا سبب او بالتواتر کالعلم بوجوده مکة او بالتجربة کالعلم بکون جیسی علم محال ہونا وجود حادث کا بدون محدث کی

المطبوع مسہلا او بالذلیل کالعلم بوجود شئی قدیم کما اذا قيل لك هل فی الوجود شئی قدیم لا یمكنک مطبخ کی دست آور ہو نیکا یا ذلیل ہی جیسی علم ایک ذات قدیم کی موجود ہو نیکا چنانچہ اگر تجھی پوچھیں کیا کوئی ذات قدیم موجود ہی تو تجھی فوراً حکم کرنا

الحکم به بدلا لان القدیم لیس محسوسا کالشمس والقمر حتی یکن الحکم بوجوده بالحس ولا ضروریا مثل کیونکہ قدیم آفتاب مہتاب کی طرح تو محسوس نہیں کہ اس کو دیکھ کر کہہ دی

کون الواحد نصف لاثنين حتی یکن الحکم بوجوده بالضرورة بل حق غریزة العقل ان یتوقف عن ایک کو دو کا آدم جانتی ہیں تاکہ اس بدایت ہی اسکی وجود کا حکم کیا جاری بلکہ حق طبیعت عقلی کا یہ ہی کی کہ

الحکم بوجوده بالبداهة ثم من الناس من یحکم بوجوده بالسماع حکما جزما ویستمر علیه وهذا از روی بدایت کی حکم کر نہیں توقف کری پھر بعضی شخص توصف سکر یقین بالزمن کر لیتی ہیں اور اوس ہی پر قائم رہتی ہیں تو دیکھا

هو لا اعتقاد وهو حال جمیع العوام ومن الناس من یحکم بوجوده بالبرهان مثل ان یقول لولم ینکن اعتقاد کہنتی ہیں اور تمام عوام کا تو حال اعتقاد میں ایسا ہی ہوتا ہی اور بعضی شخص بران ہی اوسکی وجود کا یقین کرتی ہیں اسطور پر کہ اگر

فی الوجود قدیم بل کانت الموجودات کلها حادثا لثمة لکان حدوثها بلا سبب وهو محال والموردی الی موجودات میں کوئی ذات قدیم نہوی بلکہ تمام موجودات حادث ہوں تو وہ حادث بی سبب پیدا ہوگی یہاں محال ہی اور جس بات کی محال

المحال محال بیانہ ان الحادث لا یتصور وجوده بنفسه بل یحتاج فی وجوده الی غیره وهو ظاهر ہم آہمی وہ ہی محال ہوتا ہی اسکی تفصیل یہ ہی کہ حادث حسیل میں نہیں کہ خود بخود پیدا ہو جاوی بلکہ غیر کا محتاج ہوتا ہی اتنی بات تو ظاہر ہی

وکذا لا یتصور ایجادہ لغیره لانه فرغ وجوده فلما یخصر الوجود فی الحادث یلزم ان لا یوجد شئی من اور ایسی ہی ایک طرک کا دوسری حادث کو پیدا کرنا متصور نہیں کیونکہ پہلے وہ آتی پیدا ہوئی پس موجود اگر سبب حادث ہی ہوں تو لازم آتا ہی کہ اصل موجودات پہلے ہیں

الموجودات اصلا فی الضرورة یلزم ان یحکم العقل بوجود شئی قدیم موصوف بالقدرة والارادة و اب عقل صاف یقین کرتی ہی کہ ایک ذات قدیم ہی جو صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور

العلم والحیوة حتی یتأتی منه احداث المحدثات کلها لانه یولم ینکن فیہ تلك الصفات لکان علیم اور جی ہی تاکہ اوسی تمام محدثات کا پیدا کرنا ہو سکی کیونکہ اوس میں اگر یہ صفات نہوگی تو

عاجزا عن ایجاد شئی من الکائنات لان ایجاد اثر القدرة وتأثیر القدرة فی شئی من الاشیاء یتوقف کائنات میں سے ایک شئی بھی پیدا نہ کر سکیگا کیونکہ ایجاد تو قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شئی میں

علی ارادة ذلك الشئی و ارادة ذلك الشئی یتوقف علی العلم به لان الفصد الی ایجاد شئی من غیر العلم به بدون ارادہ اوس شئی کی نہیں ہوتا اور ارادہ کسی شئی کا بدون علم اوس شئی کی نہیں ہوتا کیونکہ قصد کسی شئی کی پیدا کر نیکا بی جانی ہو جی

محال ولا تصاف بهذه الصفات الثلاث یتوقف علی الحیوة لکونها شرط فیها فعلی هذا ینکون وجود العالم محال ہی اور یہ تینوں صفات بدون حیات کی نہیں ہو سکتیں کیونکہ حیات انہیں شرط ہی اب اس سبب تک موافق وجود عالم کا

من السموات وأقیها ومن الارض ومن علیها دلیلا قطعیا علی وجود شئی قدیم موضوع لهذه الصفات ساری آسمان اور جو زمین اور جو اوس پہوی یقینی دلیل ہی ایک ایسی ذات قدیم کی وجود پر جس میں یہ

الامر بجم وهو الله سبحانه تعالی ولهذا کان بعض اهل الیقین یقولون استدلالا بالاثار علی المونثار لایننا چارو صفات پائی پادین وہ ہی ہی اللہ سبحانہ تعالی اس ہی بعضی اہل یقین اثر سی مؤثر پر استدلال جاری کرتی ہوئی کہیں میں کہہنی

نشیئاً الا سارينا الله بعده فان كل ذرة من ذرات العالم تكونها حادثة مفققة الى من يحدتها لا توال
 جسمي يجر كوكبها تو فوالا اكي بعد اسكو كيكها كيو كوك عالم كا هر هر ذره باعتبار حدوث كي ايني موجود كا محتاج هي همیشه بان حال سي
 تنطق بكلام لا حرف فيه ولا صوت ان لها موجوداً قديماً واحداً متصفاً بالقدرة والارادة والعالم
 بهر كلام جسمين دعوت بكنهه آواز بولسا ي كه بارا موجود هي قدیم يكانه قدرت والا صاحب اراده عليم
 الحيوة وسائر ما يليق به من الصفات يسمع كلامها السامعون ولا يسمعه الذين هم عن السمع مغزولون
 هي اور تمام سزاوار صفات والا اور او ككي بهر كلام سمعني والي سب سني كوك نهين سني جو سمعني بيكار نهين
 والمراد من السمع الباطن الذي يسمع به كلام ليس بحرف ولا صوت ولا عربي ولا اعجمي السمع الظاهر
 اور سماعت مراد باطني سماعت هي جس سي ده كلام سني جاتي هي كه نه حرف هو اور نه آواز اور نه عربي هو نه عجمي سماعت ظاهري مراد نهين هي
 الذي لا يسمع به الا الاصوات وتشارك فيه صالها ثم الانسان اذ لا قدر لشيء تشارك فيه البهائم
 جس سي سواي آواز كي كچه نهين معلوم هوتا اور او سمع بهر هم هي شريك بين انسان كي كيو كوك او سمع كي كيا عزت هي جسمين بهر هم اور انسان بهر هم
 الانسان والحاصل ان العقل لا يعرف من صفاته تعالى الا ما يدل عليه افعاله وامام ما لا يدل
 حاصل بهر هي كه عقل صفات الهي مين سي ده هي دريافت كر سكتي هي جسر او ككي افعال دلالت كر تي هي اور جس صفت بهر
 عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فيستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل واجه
 او ككي افعال دلالت نهين كر تي جيسي سمع اور بصر اور كلام ايي صفات كهي تو عقل دليل سي ثابت كر تي هي اور كهي نقلي دليل سي
 الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالعقل فهو انها صفات كمال واذا دها صفات نقصان
 عقل دليل او ككي ثبوت بهر تو بهر هي كه سمع اور بصر اور كلام كمال كي صفتين هي اور او ككي ضد ين نقصان كي صفتين هي
 واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى
 اور الله تعالى كا صفات كمال سي موصوف هوتا اور صفات نقصان سي بهر هي هوتا واجب هي اب الله تعالى كا
 بتلك الصفات وامام وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالنقل فهو ان الشرع قد صرح بثبوتها
 ان صفات سي موصوف هوتا واجب هوا اور نقلي دليل او ككي ثبوت بهر بهر هي كه شرح يعني كتاب و سنت سي بهر صفات صحت ثابت بهر
 له تعالى فوجب القطع بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اولى من دليل العقل لان تلك
 اب او ككي ثابت ماننا واجب هي اور اس باب مين نقلي دليل عقل دليل سي بهر هي كيو كوك ان
 الصفات لا تتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته لم يكن معلوماً
 صفات بهر افعال تو موقوف نهين هي تاكه افعال سي ان صفات كي ثبوت بهر استدلال كيا جاوي اور ذات الهي كيو معلوم نهين هي
 للبشر حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم ان يتصف
 تاكه بهر معلوم هودي كه بهر صفات او ككي صفتين كمال مين انكا ثبوت واجب هي نهين تو او ككي ضد ين لازم او ككي
 باضدادها وما ذكر من كونها كمالاً انها هربا لاضافة اليها ولا يلزم من كون الشيء بالاضافة اليها
 اور بهر صفات بهر هي حق مين البتة كمال كي هي اور بهر هي حق مين كمال هوتي سي لازم نهين آتا
 كما لا ان يكون في حقه تعالى كمالاً الا ترى ان اللذة والالهم مع كونها بالاضافة اليها كمالاً مستعاد
 كه الله كي واسطي هي كمال كي هوتا كيا سمع معلوم نهين كه لذت اور الهم باوجود كيك بهر هي حق مين كمال هي
 على الله تعالى لكونها من عوارض الاجسام فعلى هذا يلزم في اثبات تلك الصفات له تعالى
 الله تعالى كي نسبت مستغني هي كيو كوك اجسام كي صفات هي اس بيان كي موافق ضروري كه ان صفات كي ثبوت كي لئي

التمسك بقول الرسول الذي ثبت رسالته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق عبدك

دست آورده ای رسول کی قول سی لجاوی جسکی رسالت معجزہ سی ثابت ہوئی ہو جو قائم مقام اس ارشاد الہی کی ہو میرا بندہ

في كل ما يبلغ عنى سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته لان المعجزة تصديق فعلي من الله

جو میری طرف سی احکام بتاتا ہی سب سچہ ہیں برابر ہی کہ وہ بتاتا قولی ہی ہو یا فعلی یا چپ رہتی سی کیونکہ معجزہ الہی کی طرف سی رسول کی حق میں فعلی تصدیق

لرسوله لكونه فعلا من افعاله تعالى خارقا للعادة منزلة منزلة صريح القول في تصديق رسوله

ہوئی ہی اسلئے کہ معجزہ خدا کی طرفی ایک فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف و صریح رسالت کی دعوی میں رسول کی تصدیق کرتا ہی

في دعوى الرسالة فانه تعالى لما خلق امر خارقا للعادة على يد رسوله عند اعائه الرسالة

کہونکہ اسد تعالیٰ فی جب ایک امر خارق رسول کی اہم پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا

صار كانه قال صدق رسولی في كل ما يبلغ عنى سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته

تو یہیہ ایسا ہی کہ فرما دیا میرا رسول سچا ہی میری طرف سی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی یا سکوت سی

قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اذا قام في مجلس يحضر جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني

علماء فی اسکی مثال یہ بیان کی ہی کہ کوئی شخص بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنے یہ بیان کری کہ میں اس بادشاہ کا ایلی ہوں مجھ کو

اليكم بكذا وكذا من التكاليف فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقي اني اطلب

تمہاری حق میں فلا فی حکم جاری کرے کہ کوئی بھیجی ہی اؤں جماعت فی تصدیق کی لئی اؤں ہی حجت طلب کی اؤں ہی جواب دیا میری صدق کی یہ نشانی ہی کہ میں

من الملك ان يخالف عاداته ويقوم من مقامه ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه

بادشاہ کو کہتا ہوں کہ اپنی عادت کی برخلاف اپنی مقام سی تین بار کھڑا ہو جا اور بیٹھ جا پھر بادشاہ دسوی گئی سی اور بیٹھا

فلا ريب ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عنى ومفيد

اب بیشک بادشاہ کی یہ حرکت ایسی ہی جیسی زندانی کہد یا کہ یہ شخص سچ کہتا ہی میری طرف سی جو جو حکم بیان کری اور بادشاہ کی

للعلم الضروري بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولم يشاهده بل وصل اليه خبره

جسنی یہ حال مشاہدہ کیا اوسکو ایسا علم یقینی حاصل ہو کہ جسین حاجت لیل کی نہیں اور جسکو دیکھنی کا اتفاق نہیں ہوا بلکہ اؤںی متواتر بہت آدینوں سی

بالتواتر ولا شك ان هذا المثال موافق لحال الرسول في افادة معجزته العلم الضروري بصدقه لمن

سنا اوسکو ہی اور بیشک یہ مثال رسول علیہ السلام کی حال سی مطابق ہی کہ اؤںکی معجزہ سی دیکھنی والوں کہ

شاهدها ولم يشاهدها بل وصل اليه خبرها بالتواتر والمعنى الثاني لليقين ان لا يلتفت

اور تواتر سی سنی والوں کو علم بدیہی یقینی حاصل ہوتا ہی اور یقین کی دوسری معنی یہ ہیں کہ شک کی نہوتی کا کچھ نہ ہو

الى عدم الشك بل الى استيلائه وغلبته على القلب بحيث يصير هو المتصرف فيه بالتحريض والمنع

نہ کہ یقین کا غلبہ اور تصرف دل پر اتنا ہو کہ تمام دلی لگاؤ اور مخالفت میں اؤںکی نظر ہو

على هذا المعنى يوصف اليقين بالقوة والضعف حتى يقال لمن لا يستعد للموت فلان ضعيف

ان معنوں کی لحاظ سی یقین قوی اور ضعیف ہو سکتا ہی ایسا کہ جو شخص موت کی سامان میں غفلت کری تو اؤںکو موت کا ضعیف

اليقين بالموت مع عدم شكه فيه اذ كبر في كون الناس سواء في القطع بالموت وعدم الشك

الیقین کہتی ہیں باوجودیکہ موت میں اصلا شک نہیں ہی کیونکہ موت کی یقینی اور بیشک ہوئی میں تمام بنی آدم برابر ہیں

فيه لكن فيهم من لا يلتفت اليه ولا يستعد له كانه لا يؤمن به ومنهم من يستولي خوفه

بر بعضی اوسکی طرف کچھ توجہ نہیں کرتی اور نہ اوسکا کچھ سامان کرتی ہیں گویا وہ لوگ موت کا یقین نہیں کرتی اور بعضی ایسی ہیں جسکی دل پر موت کا خوف

علی قلبه و لیستغرق همه بالاستعداد له ولا یغادر فیہ متبعاً لغيره كما هو شأن من یحاف عن
 ایسا غالب ہوتا ہی اور اسکی ہمت موت کی تیاری میں ایسی لگتی ہی کہ اسکی دل میں کسی چیز کی اصلاح یا غیش نہیں رہتی یہ حال ان لوگوں کا ہی جو دوزخ ہی
 الناس و یرجو الدخول فی دار القرار فعلى هذا یلزم للعاقل ان یصرف العناية الی تحصیل الیقین بالمعنیین
 ڈرہ فی بین اور بہشت میں جانی کی اگر ذکر کرتی ہیں اس بیان کی موافق ہر عاقل کو لازم ہی کہ ہمت اور ہر نگاہی کہ یقین یا اعتبار دوزخ و موت کی حاصل ہو
 وهما نفی الشک عن النفس ولا ثم تسلیط الیقین علیہا ثانیاً لکن ینبغي ان یعلم ان نفی الشک
 یعنی پہلی نفس میں ہی شک جاتا ہی بہر آخر کو یقین غالب آجادی لیکن سمجھنا چاہی کہ شک کا رفع ہونا
 وتسلیط الیقین لا یحصل الا بعد معرفة متعلقاتہ ومحاربه وهی المعلومات التي جاء بها النبو
 اور یقین کا غالب آنا بدون معرفت متعلقات اور ہکانون کی نہیں ہوتا یعنی وہ معلومات جو نبی صلی اللہ
 علیہ الصلوٰۃ والسلام من عند اللہ تعالیٰ فمن صدق بها فهو مؤمن ومع هذا الايمان ان انتفی
 علیہ وسلم خدا کی طرف سے لائی ہیں پر جسکی او کی تصدیق کی وہ مؤمن ہی اور باوجود اس ایمان کی اگر
 عن قلبه امکان الشک فهو موقن بالمعنی الاول وان غلب علی قلبه فهو موقن بالمعنی الثاني وبہ
 اسکی دل میں ہی احتمال شک ہی جاتا ہی تو وہ موقن ہی یعنی پہلی معنی یقین کی حاصل ہوئی اور اگر اسکی دل پر غلبہ ہو گیا تو موقن باعتبار دوسری معنیوں کی ہوا
 یحصل الامتثال بالاوامر والاجتناب عن النواهی فان من غلب علی قلبه ان من یعمل مثقال
 اطاعت اوامر کی اور منہیات ہی اجتناب اسہی ہی ہوتا ہی کیونکہ جسکی دل پر بدوہ اس آیت کا چھتا ہی سو جسکی ذرہ بہر
 ذرة خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرة شر یرہ وتیقن ان نسبة الطاعات الی الثواب كنسبة الطعام
 بہا لثی کی وہ دیکھ لیگا اور جسکی ذرہ بہر برائی کی وہ دیکھ لیگا اور اسکو یہ مرتبہ یقین کا ملا کہ طاعات بہ نسبت ثواب کی ایسی ہیں جیسی کھانا
 الی الشبع لاشک انہ کا یحصر علی تحصیل الطعام للشبع ویحفظ قلیلہ وکثیرہ كذلك یحصر علی
 واسطی حکم سیرک کی تو بیشک وہ جیسی طعام کی حرص کرتا ہی پیٹ بھر نی کی واسطی اور اسکا قلیل اور کثیر محفوظ رکھتا ہی ایسی ہی
 تحصیل الطاعات للثواب ویحفظ قلیہا وکثیرہا ومن تحقق ان نسبة المعاصی الی العقاب
 طاعات کو واسطی ثواب کی حاصل کر لیگا اور قلیل اور کثیر کو نگاہ کر لیگا اور جسکو بہ نسبت ہوا کہ نافرمانی بہ نسبت عذاب کی ایسی ہی
 كنسبة السموم الی الهلاك لاشک انہ كما یجتنب عن قلیل السم وکثیرہ خوفاً عن الهلاك کذا
 جیسی زہر واسطی ہلاک کی تو بیشک وہ جیسی زہر کی قلیل اور کثیر سی موت کی ڈر کا مارا بچتا ہی ایسی ہی
 یجتنب عن قلیل الذنوب وکثیرہا وکبیرہا وصغیرہا خوفاً من العقاب فان سبب ارتکاب المعاصی
 نافرمانی کی قلیل اور کثیر سی اور صغیرہ اور کبیرہ سی عذاب کی ڈر کا مارا بچ لیگا کیونکہ باعث معاصی
 والفجور ليس الا بسبب فساد العلم فان من علم ما فی المعاصی من المضرۃ حقیقة العلم لا یؤثرها الہی
 اور فجور کی اختیار کرتی پر سوائے فساد علم کی اور کچھ نہیں ہی اسلئے کہ معاصی کی مضرۃ جسکو حق الیقین کی مرتبہ میں ثابت ہی وہ معاصی کو کبھی نہیں اختیار
 ان من علم من طعام لذینا نہ مسموم لا یقدم علی تناوله فیعلم من هذا ان الايمان الحقیقی هو
 کہانا کیسا ہی مزہ دار لذین ہو جب معلوم ہو کہ اس میں زہر طاری تو کبھی نہیں کھا لیگا اب معلوم ہوا کہ حقیقۃ ایمان وہ
 الايمان الذی یحمل صاحبہ علی فعل ما ینفعہ فی الآخرة وعلی ترک ما یضر فیہا فاذا لم یفعل ما ینفعہ
 ہوتا ہی جو مؤمن کو اس کام کی رغبت دی جسکی آخرت میں نفع ہو اور اس کام ہی روکی جہ آخرت میں ضرر دی بہر اگر ایسی نافرمانی کو عمل میں نہ لائی
 فیہا ولم یرک ما یضرہ فیہا لا یكون ايمانہ حقیقیاً بل لسانياً لا قلبیاً فان المؤمن بالناظر حقیقة الايمان
 اور ایسی مضر کو نہ چھوڑی تو وہ حقیقی مؤمن نہیں ہی بلکہ صرف زبانی و دلی نہیں ہی کیونکہ دوزخ کا ایسا حقیقی مؤمن

حتى كانه يتركها لايستاك طريقها الموصول اليها فنادى السعي في تحصيل دخولها وان المؤمن في الجنة حقيقة الايمان
گويادونخ سامنی نظر آتای اوسکی رسته بخود دوزخ میں گرادی کہیں نہیں چلیگا چہ جائے کہ اوسکی وصول میں کوشش کری ایسی ہی ایسا حقیقی مؤمن جنت کا

حتى كانه يتركها لايترك طلبها بل يسعى في تحصيل دخولها وهذا امر مجده الانسان في نفسه عند سعيه
گوياجنت سامنی نظر آتای اوسکی طلب میں کہیں تصور نہ کرے گا بلکہ اوسکی دخول کی کوشش کرے گا اور یہ بات ہر شخص اپنی دلیلیں جانتا ہی

في امور الدنيا في دفع ما يضره وجلب ما ينفعه يسرنا الله من الاعمال ما يوافق رضاه المجلس الخامس
جب امور دنیاوی میں مضرت کو کسی کیسا اجتناب اور مفید باتوں میں کسی کی کوشش کرتا ہی اللہ تعالیٰ جبر وہ کام آسان کرے گا اوسکی رضا کی موافق میں پانچویں مجلس

في لزوم الايمان بما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم ولا يجوز
ایمان کی لزوم ہونی میں اول احکام پر جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لای ہیں اور اوسکی مخالفت

المخالفة فيه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفس محمد بيده لا يسمع بي
جائز نہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہی اوس ذات کی جسکی قبضہ میں محمد کی جان ہی جو سنیگا میری

احد من هذه الامة يهودى ولا نصراني ثم يموت ولم يؤمن بما ارسلت به الا كان من صفا
نبوت کو اس امت میں سی کوئی یہودی ہو یا نصرانی پھر وہ مری اس حال پر کہ ایمان نہ لایا ہو میری شریعت پر وہ دوزخی ہوگا

الناس هذا الحديث من صحيح المصاحيم رواه ابوهريرة وليس المراد بالامة ههنا امة الاجابة بتدليل
یہ حدیث مصاحیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور امت سی مراد اسجگہ امت حاجت یعنی اہل اسلام نہیں ہی اس

مكون اليهودى والنصارى المذكور فيه بل المراد بها امة الدعوة فعلى هذا يدخل فيه جميع اهل الملل
کہ اس حدیث میں یہودی اور نصرانی کا بھی ذکر ہی بلکہ مراد تمام امت دعوت ہی اس تقریر پر اس امت میں تمام اہل مذاہب والی ہی داخل ہیں

الباطلة وتخصيص اليهود والنصارى بالذكر ليعلم انهما مع كونهما اهل كتاب وصاحبى شريعة
اور یہود اور نصرانی کا خاص جو نام لیا تو اسلئے کہ یہ دونوں اہل کتاب اور صاحب شریعت ہوکر

اذا كانا من اهل النار بترك الايمان بما جاء به النبي عليه الصلوة والسلام فغيرهما من لم يكن له كتاب
جب شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائی سی دوزخی ہویا

ولا شريعة اولى بذلك فكانه عليه الصلوة والسلام قال اقسام بالله الذي نفسى بقدرته
اور نہ شریعت بطریق اولی دوزخی ہوں گی تو گویا نبی علیہ السلام فی

ان كل من يسمع بنبوتى ولا يؤمن بما جئت به من عند الله تعالى حتى يموت يكون من اهل النار
کہ بیشک جو جو میری نبوت کو سنیگا اور میری شریعت پر مرقی دم نہک

ويلعلم منه ان الايمان وان كان في اللغة بمعنى التصديق مطلقا لكنه في الشريعة تصديق الرسول
اور اس سی معلوم ہوتا ہی کہ ایمان اگرچہ لغت میں مطلق تصدیق کو کہتے ہیں پر شرع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کو

في كل ما علم ضرورة انه جاء به من عند الله واشتهر كونه من دينه عليه الصلوة والسلام بحيث
ہر حق میں ہر ایک حکام میں جو صاف معلوم ہوتی ہیں کہ یہہ احکام خدا کی طرف سے لای ہیں اور دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہر جگہ ہیں ایسا کہ

يعلم كل احد من غلبة افتقار في معرفته الى الاستدلال اصادا كدليل العقل ولا بدليل النقل وان كان
ہر شخص بدون استدلال کی سبھی غایت ظہوری نہ عقلی دلیل کی حاجت ہونہ نقل دلیل کی

في نفسه يتوقف معرفته على الاستدلال عليه بدليل من دليل العقل والنقل كوجوب الايمان
نفس الامم میں اوسکی معرفت عقل یا نقلی دلیل پر موقوف ہو جیسی صانع کا وجود

نفس الامم میں اوسکی معرفت عقل یا نقلی دلیل پر موقوف ہو جیسی صانع کا وجود

وجوب الصلوة وحرمة الخمر واحوال الآخرة فان كل واحد منها وان كان في نفسه يتوقف
اور نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال اور آخرت کی معرفت اگرچہ نفس الامری

معرفته على الاستدلال عليه اما بدليل العقل كوجود الباري تعالى وصفاته او بدليل النقل
استدلال پر موقوف ہی عقلی دلیل پر جیسی باری تعالی کا وجود اور اسکی صفات یا نقلی دلیل پر

كوجوب الصلوة وحرمة الخمر واحوال الآخرة لكن كونه من دينه عليه الصلوة والسلام
جیسی نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال لیکن ہر ایک کو صاف معلوم ہی کہ یہ دینی احکام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں

معلوم بالضرورة لكل احد من غير احتياج في معرفته الى الاستدلال عليه بدليل ويكفي
اسکی معرفت میں اصلاً کسی دلیل کی حاجت نہیں ہی اور جو احکام

الاجمال فيما يلاحظ اجمالاً وليشترط التفصيل فيما يلاحظ تفصيلاً احتي ان من لم يصدق بوجوب
بجمل لحاظ کی جاتی ہیں وہ ان اجمال کفایت کرتا ہی اور جہاں ملاحظہ تفصیلی چاہی وہ ان تفصیل شرط ہی اتنا کہ سوال کی وقت جو شخص وجوب

الصلوة عند السؤال عنها ومجرمة الخمر عند السؤال عنها لا يكون مؤمناً بل يكون كافراً الكون
نماز اور حرمت شراب کی تصدیق نہ کری وہ مؤمن نہیں ہی بلکہ کافر ہو گیا کیونکہ

كل منهما صاعداً علم بالتواتر انه من دينه عليه الصلوة والسلام والحاصل ان من اراد ان
یہ دونوں حکم تواتر سے معلوم ہو چکی ہیں کہ دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور حاصل یہ ہے کہ جو شخص ایمان لایا چاہی

يكون مؤمناً وقال بلسانه لا اله الا الله محمد رسول الله وصدق معناه بقلبه يكون مؤمناً
اور اپنی زبان ہی لا اله الا الله محمد رسول الله اور لسی اسکی معنوں کی تصدیق کری وہ مؤمن ہو جاتا ہی

وان لو يعرف الفرائض والمحرمات ثم اذا قيل الصلوات الخمس في كل يوم وليلة فرض عليك فان
اگرچہ اسکو فرائض اور محرمات معلوم نہ ہوں بہر اگر اسی کہا جاوی کہ ہر رات دن میں پانچ نمازیں تجہ پر فرض ہیں بہر اگر

صدقها وقيلها يكون ثابتاً على ايمانه وان انكرها ولم يقبلها يكون خارجاً عن الايمان كذلك
اوسنی اسکی تصدیق کی اور ان لیا تو وہ اپنی ایمان پر ثابت رہا اور اگر انکار کیا اور نہ مانا تو ایمان سے خارج ہوا اور لسی ہی

مسائل الفرائض والمحرمات الثابتة بدليل قطعي من الكتاب والسنة واجماع الامة وان اشكل
اور تمام فرائض اور محرمات جو دلیل قطعی کتاب اور سنت اور اجماع امت سے ثابت ہو چکی ہیں اور اگر اشکال

عليه مسألة من مسائل الايمان يجب عليه في الحال ان يعتقد على الاجمال ما هو الصواب عند
کوئی مسئلہ ایمان کی مسائل میں سے اوسپر مشتبہ ہو جاوی تو اسپر بالفعل تو یہ واجب ہی کہ مجمل بہر اعتقاد کری کہ جو اس کی نزدیک

بان يقول اعتقدت ما هو الصواب عند الله تعالى وهذا القدر يكفي الى ان يجد عالماً يعلم مسائل
حق ہی میں فی قبول کیا اور باسی کہی کہ جو اس کی نزدیک حق ہی وہ میں فی مانا جملاً اتنا اعتقاد تجب کفایت کرتا ہی اگر کوئی عالم دینی مسائل کا مستحق

الايمان فبمسألة مما اشكل عليه ولا يجوز له تأخير الطلب ليقوله تعالى فسلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون
اور سبکبازی پیراوس ہی وہ مسئلہ مشتبہ ہو جہدی اور جاہل نہیں کہ اسکی تلاش میں تاخیر کری کیونکہ اللہ تعالی فرمائی ہو جہد لو یاد رکھنی واللہ ہی اگر تم نہیں جانتی ہو

ولا يكون معذوراً بالتوقف فما اشكل عليه بل يكون كافراً بالتوقف ان كان ما اشكل عليه من ضرورية
اور اس مسئلہ مشتبہ میں توقف کی باب میں معذور نہیں ہوگا بلکہ اگر وہ مسئلہ ضروریات دینی ہی تو عموماً توقف کرنی ہی کافر ہو جاوے گا

الدين لان التوقف في المؤمن به يمنع التصديق فيكون كفراً من اشكل عليه وحدانية الله تعالى
الدين لان التوقف في المؤمن به يمنع التصديق فيكون كفراً من اشكل عليه وحدانية الله تعالى کیونکہ توقف کرنا ایمان کی بات میں تصدیق میں خلل پیدا کرتا ہی سو یہ کفر ہی مثلاً کسی شخص کو اس کی وحدانیت میں

او قدرته على شئ او علمه بكل شئ من الكليات والجزئيات او حشر الاجساد او حدوث العالم
يا اوستی قدرت من کسی شئی بر یا اوستی علم من تمام کلیات
او جزء یا است پر یا ابدان کی پیدایش من بعد منی کی یا عالم کی حادث ہونی میں
او خذ لك فقال اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالى يثبت ايمانه الاجالي لوجود التسليم والقبول
یا ایسی ہی کسی احداث میں شے واقع ہوا پر یہ قلیل ہو کر جو خدا کی نزدیک حق ہی میں فی مانا تو اسکا اجالی ایمان ثابت رہی گا کیونکہ اجالی قبولیت اور تسلیم موجود ہی
اجالا لكن ان لم يسئل عما اشكل عليه من هذه المذكورات بل انه اخر الطلب او لم يطلب اصلا
لیکن اگر وہی اس میں شے مسئلہ کو ان مذكورات میں سے ہی مثال رکھا دیر میں پوچھا یا کسی ہی نہ پوچھا تو اتنی تسلیم
لا يبقى مؤمنا بقوله اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالى بل يكون كافرا بترك السؤال و
اجالی سے کہ جو خدا کی نزدیک حق ہی وہ میں فی مانا مؤمن نہیں رہیگا بلکہ بسبب ترک سوال اور
الطلب لان هذه المذكورات من ضروريات الدين يعلمها كل عاقل نشاين المؤمنين في الحال
تلاش کی کافر ہو جائیگا کیونکہ یہ تمام مذكورات ضروریات دین سے ہیں انکو ہر ایک عاقل جو مسلمانوں میں پیدا ہوا ہی جانتا ہی خصوص یہ ہی
ان من اشكل عليه كون اله العالم واحد او متعدد او لم يعمل قلبه الى واحد منهما فيجب عليه
کہ جس شخص پر یہ مسئلہ مشتبہ ہو جاوی کہ یروردگار عالم کا ایک ہی یا کئی ہیں اور اوستی دل میں کوئی ایک جانب راسخ نہ ہو تو اوپر واجب ہی
ان يقول في الحال اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالى ثم يجب عليه الطلب والسؤال بلا توقف
کہ توڑا یہ کہی میں فی مانا جو اللہ کی نزدیک حق ہی پھر اوپر ترزت بلا توقف تلاش اور دریا یافت کرنا واجب ہی
ولا تاخير حتى لو اخر الطلب او تركه ولم يعتقد كون اله العالم واحدا لا يكون مؤمنا بل يكون
اننا کہ اگر اسنی اس تلاش کو مثال رکھا یا چھوڑ دیا اور یہ دگار عالم کو واحد نہ جانا تو مؤمن نہ ہوگا بلکہ کافر ہوگا
كافرا وكذا من توقف في يوم القيمة او في الجنة او في النار او في الميزان او في الحساب او في الصراط
ایسی ہی جو شخص قیامت کی دن یا بہشت یا دوزخ یا میزان یا حساب یا پل صراط
او في الصحائف التي كتب فيها اعمال العباد او في شفاعة الشافعين لا يكون مؤمنا بل يكون كافرا
یا نامہ اعمال جصین بندوں کی اعمال لکھی جاتی ہیں یا شفاعت شافعیں میں توقف کری مؤمن نہیں ہوتا بلکہ کافر ہوتا ہی
لان التوقف والتردد بينا في التصديق المفسر به الايمان وتحقيقه ان الايمان في اللغة التصديق وهو
اسنی کہ توقف اور تردد بجا اس تصدیق کی برخلاف ہی جسکو ایمان کہتی ہیں اسکی تحقیق یہ ہی کہ ایمان لغت میں تصدیق کو کہتی ہیں اور وہ
ذعان حكم المخبر وقبوله وجعله صادقا بعد العلم بصدقه ولم ينقل في الشرع الى معنى اخر بدليل
یقین کر کرمان لینا مخبر کی حکم کا اور اس مخبر کو سچا جان کر سچا ٹھہرانا اور شرع میں تصدیق کو اس معنی ہی اور معنی کی طرف نقل نہیں کیا دلیل ہی
نه عليه الصلوة والسلام خاطب العرب به وامتنل منهم من امتنل من غير استفسار ولا
لہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی عربی گفتگو میں تصدیق طلب کی اور جو انہیں سی مطیع ہوا تو اسنی تصدیق کی نہ معنی پوچھی نہ
فتقار الى بيان الاجسب المتعلق وهو ما يجب الايمان به فبينه عليه الصلوة والسلام وفصله
یاں طلب کیا یاں متعلق کا فرق ہوتا ہی یعنی جس پر ایمان لانا چاہی سور رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی اوسکو بیان فرمایا اور کچھ تفصیل کی
مض التفصيل حين جاءه جبريل عليه السلام على صورة رجل غريب الصحن الايمان فقال يا محمد اخبرني
جب کہ جبریل علیہ السلام فی ایک مرد مسافر کی صورت میں کہ ایمان کو دریافت کیا عرض کیا یا محمد بتاؤ
عن الايمان فقال عليه الصلوة والسلام الايمان ان تؤمن بالله وملكته وكتبه ورسله الى اخر الخ
ایمان یہ ہی کہ تو یقین کری اللہ کا اور اسکی فرشتوں کا اور کتابوں کا اور رسولوں کا آخر حدیث تک
یاں کیا ہی آپ فی فرمایا

فانه عليه الصلوة والسلام بين فيه معنى الايمان بهذا اللفظ تعويلا على ظهروا معناه عندهم
 رسول صلى الله عليه وسلم في ايمان كونه اللفظ سي بيان فرمايا
 اس بهر کسی که اسکی معنوی کوه خوب جانتی مین

ثم قال هذا جبريل اناكم يعلمكم دينكم فلو كان الايمان نقل الى معنى غير التصديق تبين نقله
 پیر آپ نے فرمایا یہ جبریل تھا تمکو دین سکھائی آیتھا
 پس اگر ایمان کی معنی سوای تصدیق کی اور کچھ منقول ہوتی تو وہ مشہور ہوتی

كما تبين نقل الصلوة والزكوة ونحوهما والا لكان هذا خطأ بالظن بالم يفهمه ولما صرح ان يكون تعليمهم
 جیسی منقول معنی صلوة اور زکوۃ وغیرہ کی مشہور مہی اور نہیں تو یہہ ارشاد اس امر کا ہوتا جس کو وہ نہیں سمجھتی اور یہہ تعلیم کب ہوتی

ولما صرح امتثالهم من غير استفسار فظهر ان الايمان لم يعتد فيه شرعا الا الخصوص باعتبار
 اور وہ لوگ ابغیر پوچھی کیونکر مان لیتی
 اب ظاہر ہو گیا کہ ایمان مین باعتبار شرع کی لغوی معنوں مین یعنی تصدیق مین صرف خصوصیت

متعلقه بعدا اريد به التصديق بالمعنى اللغوي وهو ما يعبر عنه في الفارسية بگرویدن وفي التركية
 متعلقات کی ہی مستبری
 جکرو فارسی مین گرویدن اور ترکی مین

بانا نطق ثم التصديق من ضرورته المعرفة واليقين فعلى هذا لا يتحقق تصديق الرسول الا بعد
 یا نا نطق کہتی مین پیر تصدیق مین معرفت
 اور یقین ضرورت چاہی اسکی موافق رسول کی تصدیق ثابت نہوگی

اثبات رسالته بالمعجزة الدالة على صدقه ودلالة المعجزة على صدقه تتوقف على العلم بكون المعجزة
 جب تک اسکی رسالت معجزہ سی جو اسکی صداقت پر دلالت کرتا ہو ثابت نہوگی اور معجزہ کی دلالت رسول کی صداقت پر اس علم پر موقوف ہی کہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالى خارق للعادة اظهر على يد رسوله عند دعائه الرسالة تصديقه فانه تعالى
 ایک فعل ہی افعال الہی عادت کی برخلاف کہ اسکو اللہ تعالیٰ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر وقت دعوی رسالت کی تصدیق کی واسطی ظاہر کرتا ہی ہوا تعالیٰ

يا اظهر المعجزة على يده صار كانه قال صدق رسول في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعلا
 یہہ معجزہ رسول کی آمد پر ظاہر کر کر گویا یہہ فرماتا ہی میرا رسول سچا ہی تمام احکام مین جو میری طرف سی پہنچا دی برابر ہی کہ وہ تبلیغ قیل سی ہوا فعل ہی

اوسكوته وقد مثل العلماء بشخص قام في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني
 یا سکوت سی علماء نے اسکی بہر مثال بیان کی ہی مثلاً ایک شخص بادشاہ کی دربار مین ایک جماعت کی سامنے کھڑا ہو کر کہی کہ میں اس بادشاہ کا ایلیج ہوں مجھ کو

اليكم بكذا وكذا من التكاليف فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال آية صدقي اني اطلب من
 تمہاری حق مین فہر نامہ افلا حکم دیا ہی بہر اوس جماعت نے اتنی صداقت کی سند طلب کی اوسکی کہامیری صداقت کی بہر نشانی ہی کہ میں بادشاہ کی کتاب

الملك ان يخالف عاداته يقوم من مقامه ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا شك ان
 کہ برخلاف اپنی عادت کی میری کہنی سی تین بار اٹھی اور بیٹھی
 بہر بادشاہ نے اوسکی کہنی سی وہ ہی کیا تو بیشک

ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الشخص في كل ما يبلغ عني ومفيد للعلم الضروري
 بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہی جیسی اوسنی بہہ کہا کہ یہہ شخص جو میری طرف سی بیان کرتا ہی سب سچ ہی اسی اوسکی صداقت کا یہہ علم حاصل ہوگا

بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم يشاهده بل وصل اليه خبره بالتواتر ولا ريب ان
 اوسکو جنہوں نے بادشاہ سی بہہ حرکت دیکھی اور جس شخص نے نہیں دیکھا اوسکو اور لوگوں سی سنتی حاصل ہوگا اور بیشک

هذا المثال مطابق لحال الرسول عليه الصلوة والسلام في افادة معجزته العلم الضروري بصدقه
 بہہ مثال رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی حال سی مطابق ہی کہ معجزہ دیکھنی والوں کو صداقت کا یقینی علم حاصل ہوتا ہی

لمن شاهدها ولمن لم يشاهدها بل وصل اليه خبرها بالتواتر وقد وصل اليها بالتواتر
 اوسکو تو اتنی سنکر حاصل ہوگا اور مجھ کو تو اتنی بہہ خبر آچکی ہی

انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ادعی النبوة واطهر المعجزة حتی جرى ذلک فجرى الشمس فی الظہور فوجب
 کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی نبوت کا دعوی کیا اور معجزہ ایسا دکھایا کہ آفتاب کی مانند روشن ہو
 علینا تصدیقہ فی جمیع ما جاء به من عند اللہ تعالیٰ من الاحکام التکلیفیۃ التي هی وجوب الواجبات
 بہرہو کی تصدیق تمام احکام تکلیفی میں جو جو خدا کی طرف سے لای ہیں واجب ہیں اور وہ احکام بہرہ میں واجبہ کا جائزہ
 وتذب المندوبات وابطاحہ المباحات وحرمة المحرمات وکراهة المکروہات ومنہ امور الاخرة التي اول
 اور مندوبات کا تذب اور مباحات کی ابطال اور محرمات کی حرمت اور مکروہات کی کراہت اور بعضی امین امور آخرت میں جسکی
 منزل من منازل القبر واحیاء المیت فیہ وسوال منکر ونکیر ثم کونه امارضة من ریاض الجنة
 منزل میں سے پہلی منزل قبری اور ایمین مردہ کا جینا اور منکر نکیر کا سوال بہرہ قبر یا چمن بہرہ جنت کی باغ کا
 او حفرة من حفر النار ثم البعث منه یوم القيمة الی العرصۃ ثم اعطاء الکتاب التي کتب فیہا اعمال
 یا گڑھا ہی دوزخ میں کا بہرہ دانی قیامت کی دن محشر کی میدان میں جانا بہرہ نامہ اعمال کا دینا جمیع تمام عمل بندگی کی کچھ بہرہ
 العباد فیوثی کتاب بعضهم بيمينہ وکتاب بعضهم بشمالہ او من وراء ظہرہ ثم الحساب ثم نصب
 ہوگی بہرہ کیو دہنی ہاتھ میں دیا جائیگا اور کیو بائیں ہاتھ میں یا پس پشت سے بہرہ حساب کا ہونا بہرہ
 المیزان لوزن الاعمال فمن ثقلت حسناته وخفت سيئاته فهو فی عيشة مراضية ومن خفت
 ترازو کھڑی کرنی اعمال تولی کی لئی بہرہ کی نیکیاں بہرہ کا یعنی زیادہ اور گناہ ہلکی یعنی کتر ہوگی وہ تو اچھی جین میں رہا اور جسکی نیکیاں کتر
 حسناته وثقلت سيئاته فامه هاوية ثم وضع الصراط علی متن جهنم لمرور الناس علیہ فیمر بعضهم
 اور گناہ زیادہ ہوئی توازن کا ٹھکانا گڑھا ہی بہرہ دوزخ کی اوپر صراط کا تان دینا آدمیوں کی جینی کی لئی بہرہ کوئی تو
 کا لبرق الخاطف وبعضهم كالرجم العاصف وبعضهم كالفرس الجواد وبعضهم يعد وعدا وبعضهم عیشو
 مثال پختی بجلی کی اور کوئی تند اور کوئی تند ہوگی اور کوئی مثل دوڑتی کہوڑی کی اور کوئی دوڑتا ہوا اور کوئی لپکتا ہوا تعالیٰ
 مشبیا وبعضهم یجربون وبعضهم یسقط الی النار ویلقونه الزبانية بالسلاسل والاغلال نسال اللہ
 اور کوئی کھٹکتا ہوا جائیگا اور کوئی دوزخ میں گرے گی اور دوزخ کی موکل اور کوئی زنجیرون اور طوق میں قید کرینگے الہی بہرہ
 ان یحفظنا من جمیع هذه الاهوال وقد تبین جمیع ذکران تصدیق الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یحقق
 ان تمام ہولوں سے محفوظ رہیں اس تمام تقریر سے ظاہر ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق
 الابد اثبات رسالتہ بالمعجزة الدالة علی صدقہ ودلالة المعجزة علی صدقہ تتوقف علی العلم بكون تلك المعجزة
 بدون ثبوت رسالت کی معجزہ سی جو اسکی صدق پر دلائل کرتا ہو متحقق نہیں ہوتی اور معجزہ کی دلتا اسکی صدق پر اس علم پر متوقف ہی کہ یہ معجزہ
 فعلا من فعلہ تعالیٰ والعلم بكونها فعلا من فعلہ تتوقف علی العلم بوجودہ تعالیٰ وكونہ قد یکا واحدا
 ایک فعل ہی افعال الہی سی اور معجزہ کا فعل ہونا افعال الہی سی اس علم پر متوقف ہی کہ اللہ تعالیٰ موجود قدیم واحد
 متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لانہا لكونها فعلا من فعلہ تعالیٰ یتوقف وجودہا علی وجہ
 قدرت والا ارادہ والا علیم حی ہی کہو کہ معجزہ جب فعل ہوا افعال الہی سی تو یتوقف اسکا عمل میں آنا وجود الہی
 وكونہ موصوفا بهذه الصفات والعلم بوجودہ تعالیٰ لا یکن ان یحصل بالحس لانه تعالیٰ لیس محسوسا بالشمس
 اور ان تمام صفات پر موقوف ہوگا اور علم وجود باری تعالیٰ کا ہر کسی وسیلہ سے حاصل ہونا ممکن نہیں ہی کہو کہ اللہ تعالیٰ آفتاب اور مہتاب کی طرح
 والقمر حتی یعلم وجودہ بالحس لیس العلم بوجودہ ضرور یا کا لعلہ بكون لاثنين اکثر من الواحد حتی یعلم
 تو محسوس نہیں ہی جو اس کی وسیلہ سے معلوم ہو جاوے اور نہ علم وجود الہی کا بسا بدیہی ہی کیجیسا ہم دو کو ایک سی بڑھتی جاتی ہیں تاکہ بدایت سی

وجوده بالبداية بل انما يعلم وجوده بالاستدلال من المصنوع الى الصانع ومن الاثر الى المؤثر كما روى ان
 معلوم بوجودی - عجب استدلال کی - مصنوع سی - صانع بر - اور اثر سی مؤثر پر کوئی طریق نہیں ہی چنانچہ تو

اعرابیاً سئل عن الدليل الدال على وجوده تعالى فقال البعرة تدل على البعير والروث على الحجير واذا اقلده
 کہ ایک عربی سی ایسی دلیل پوچھی جس سی وجود الہی ثابت ہو جاوی اور سنی جواب دیا کہ میٹگنی اونٹ پر اور لید گدی پر اور پاؤں کا نشان

على المسير فلا تدل السماء ذات ابراج وامرض ذات فجيج وبجارات احوال على الصانع القدير وروى ان ابا
 چنی والی پر دلالت کرتا ہی ہر کیا ہر جون والا آسمان اور رستوں والی زمین اور موج مارتا دریا صانع قدیر پر دلالت نہیں کرتی اور روایت ہی کہ

حنيفة كان سيفاً حاداً على الدهرية وكانوا ينتهضون الفرصة ليقتلوه فبينما هم قاعد في المسجد يوم
 امام ابو حنیفہ دہریوں کی حق میں مثل تیر تلواری کی تھی اور ہر یہ او کی قتل کی نئی فرصت کی تاک میں رہتی تھی ایک روز امام صاحب تنہا مسجد میں بیٹھے تھے

وحدة اذ هم عليه جماعة منهم يسوف مسلولة فها وبقتله فقال لهم اجيبوني عن مسألة ثم افعلا
 تنگ تلواریں کہیں کر قتل کی نئی چڑیا امام صاحب کی کہا میری ایک بات کا جواب دیدو ہر جو چاہو

ما شئتم فقالوا ما مسئلتك فقال لهم ما تقولون في رجل يقول اني رايت سفينة مشحونة بالاحمال
 سوکڑا بولی وہ کیا بات ہی امام کی کہا کیا کہتی ہو ایسی شخص کو جو یہ کہتا ہی میں نے ایک کشتی مال اسباب کی ہری ہوئی دیکھی ہی

ملوة بالاثقال قد احتوشتها في لجة البحر اموال متلاطمة ورياح مختلفة وهي من بينهما تجرى مستورة
 کہ دریا کی اندر موجوں کا طباہہ اور مختلف ہواؤں کا صدمہ اور پیر پڑتا ہوا برہہ کشتی

من غير ملأ يجريها ولا مدبر يدبر امرها هل يجوز هذا في العقل قالوا لا هذا شيء لا يقبله العقل فقال
 بدون ملأ کی جو تیر سیر سی او کی خبر داری کہ یہ برابر کی کھٹک چلی جاتی تھی آیا یہ بات عقل کی نزدیک ہو سکتی ہی وہ بولی اس بات کو عقل قبول نہیں کرتی ہر

الامام ابو حنيفة يأسبح ان الله ان سفينة اذالم يجوز في العقل ان تجري مستوية من غير ملأ
 امام صاحب کی کہا سبحان اللہ جب ایک کشتی عقل کی نزدیک بدون ملأ کی

يدبر امرها في جريانها فكيف يجوز في العقل قيام هذه الدنيا على اختلاف احوالها وتقدير اعمالها
 جو تیر سیر سی ملی چلی برابر سیر سی درست نہیں چل سکتی تو کیونکر عقل یہ قبول کرتی ہی کہ دنیا جسکی احوال مختلف اور اعمال متفرق

وسعتا طرفها وتباين اكنافها من غير صانع يدبر امرها وحافظ يحفظ حالها فلما سمعوا كلامه
 اطراف وسیع کناری الگ الگ بغیر صانع کی جو اسکی حال کو سنبھالی اور حفاظت کری قائم ہی یہہ کلام سنتی ہی

بكوا جميعاً فقالوا صدقت لتسويوهم وتابوا واسلموا بين يديه وروى ان بعض الزنادقة انكر الصانع
 سب کی سب دئی اور بولی آپ سچ فرماتی ہیں اور اپنی تروا بین میان کر لیں اور توبہ کر کرادی سامنی مسلمان ہو گئی اور روایت ہی کہ کسی زندقہ کی

عند جعفر الصادق فقال له جعفر هل ركبتم البحر قال نعم قال هل رايت احواله قال نعم قال هاجت
 حضرت جعفر صادق کی آگي خدا کا انکار کیا حضرت جعفر فی فرمایا تو فی دریا کا سفر ہی کیا ہی بولا ان ہر فرمایا اوس سفر کی سختیاں ہی بہگتی ہیں بولا ان

يوم اربك هالكة فكسرت السفينة واغرقت الملاحين فتعلقت بلوح ثم ذهب عني ذلك
 ایک روز ایسی تباہی چلی کہ کشتی ٹوٹ گئی اور ملأ ڈوب گئی میں ایک تختہ پر چڑھا گیا پھر وہ تختہ ہی چھوٹ گیا

اللوح وانا مدفوع في تلاطم الامواج حتى وقعت الى الساحل فقال جعفر كان اعتمادك اولا على السفينة
 اور میں موجوں میں غوطہ کھاتا ہوا کہتا رہا جالگا حضرت جعفر فی فرمایا مجھ کو پہلی تو کشتی

مع الملاح ثم على اللوح بانه ينجيك فلما ذهبت عنك تلك الاشياء هل اسلمت نفسك الى الهلاك
 اور ملأ پر ہر ہوا تھا پھر اوس تختہ پر ہر و سلا کہ یہہ بچا لیکا ہر جب تیری اہتہ سی یہہ سب چیزیں چھوٹ گئیں تو بول کیا تو فی اپنی جان موت کی حوالہ کی تھی

ام كنت ترجو سلامة بعد قال بل رجوت السلامة قال فمن كنت ترجوها فسكت الرجل فقال للجعفر
يا جعفر نجات کی امید باقی تھی بولا نجات کی امید باقی تھی فرمایا بہر امید کتنی تھی اب وہ زنجیق چپ ہو رہا ہے امام جعفر فی قویا
ان الصائم هو الذي ترجوه في ذلك الوقت من غير شعورك به وهو الذي انجاك من الغرق فلما
وہ ہی ہی خدا جستی تو اسوقت ہی نجات کی امید رکھتا تھا گو تجکو معلوم نہ تھا اور اوسہی فی تجکو ڈوبتی ہی بجایا جب
سمع ذلك الرجل هذا الكلام منه قبل قلبه فاسلم بين يديه فقد علم من هذا ان طريق معرفة
اوس شخص فی بہر بات سنی دل سے مان اوٹھا اور اوسکی سامنی مسلمان ہو گیا اس سے معلوم ہوا کہ معرفت الہی کا طریق
الله تعالى بالاستدلال الذي هو النظر في الدليل فيكون النظر واجبا لانه تعالى امر به فقال
استدلال ہی ہی یعنی دلیل میں غور کرنا سو نظر کرنا واجب ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہی
قل انظر اما في السموات والارض فمن تركه يكون اثما لانه تعالى اعطى الانسان نعمة العقل
تو کہہ نظر کرو کیا ہی آسمانوں میں اور زمین میں بہر جو شخص استدلال نہ کری وہ گنہگار ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فی انسان کو عقل کی نعمت اسی ہی دی ہی
ليستدل به على وجوده تعالى وقدمه و وحدته وسائر صفاته التي تدل عليها افعاله وهي القدرة و
کہ وجود الہی پر اور اسکی قدم اور وحدت اور تمام اوصاف پر جو افعال الہی سے ثابت ہوتی ہیں یعنی قدرت اور
الارادة والعلم والحياة فاذا لم يستدل به لا يكون مؤديا لشكر نعمة العقل فيكون اثما فان لم يغض
ارادہ اور علم اور حیات استدلال کیا کری بہر جب استدلال نہ کیا تو اسنی عقل کی نعمت کا شکر ادا نہ کیا سو بہر شخص گنہگار ہوگا اگر اوسکو اللہ تعالیٰ
الله له فانه وان كان عاقبته الجنة لكن بعد ان يعذب بقدر ذنبه فعلى هذا يجب على كل مؤمن
تواختیار ہی یہ شخص اگرچہ اوسکا انجام بہشت ہی پر گناہ کی موافق عذاب بہگت کر ایسے تقریر کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی
ان يعتنى في معرفة الله تعالى ومعرفة ما يجب عليه اعتقاده بالنظر والاستدلال حتى يخرج
کہ معرفت الہی اور تمام اعتقادی امور میں نظر اور استدلال کیا کری تاکہ اہل تقلید سے
من التقليد ويكون من اهل اليقين لان المقلد لا يفين له اصلا لانه هو الذي لم يتفكر في خلق
تقلد کر اہل یقین میں داخل ہو جاوی کہہ کہ مقلد کو یقین کا مرتبہ کہیں حاصل نہیں ہوتا کیونکہ مقلد تو وہ ہوتا ہی جو
السموات والارض واختلاف الليل والنهار حتى يعرف خالقه وسائر ما يجب عليه اعتقاده بل خبره
آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کی اختلاف میں منور اور فکر نہیں کرتا تاکہ ایسی حالت کو اور تمام اعتقادی امور کو دریافت کری بلکہ اوسکو
أحذ بها وصدقة فيها ففي صحة إيمانه اختلاف بين العلماء وأما الذين نشأوا في دار الاسلام وسمعوا
کسینی کچھ بنا دیا اوسنی تسلیم کر لیا سو ایسی شخص کی ایمان میں علماء اختلاف کرتی ہیں کہ صحیح ہی یا نہیں اور جو لوگ دارالاسلام میں پیدا ہوئے ہیں اور
معجزات النبي عليه الصلوة والسلام وتفكروا في خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار فلا دخل
معجزات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنی ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کی اختلاف میں فکر کرتی ہیں سو
في صحة إيمانهم لكنهم من اهل النظر والاستدلال ولا يشترط الاقتدار على التقرير والتحرير ومجادلة
ان کی ایمان میں اصلا اختلاف نہیں ہی کیونکہ وہ لوگ نظر اور استدلال والی ہیں اور تقریر اور تحریر اور
المخصوم ودفع شبهاتهم المجلس السادس في بيان من رضى بالله ربا وبالإسلام
بیان کی سادہ مناظرہ کرنا اور اسکا شہدہ کرنا کچھ شرط نہیں ہی چہٹی مجلس اس بیان میں کہ جو خوش ہو اللہ کو رب مان کر اور اسلام کو
دينا وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا ذاق طعم الإيمان قال رسول
دین جان کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سمجھ کر اوسنی ایمان کا مزہ چکھا فرمایا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاق طعم الايمان من رضی باللہ رباً وبلاسلام ديناً وبمحمد رسولاً هذا
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ایمان کا ذوق طعم الايمان من رضی باللہ رباً وبلاسلام ديناً وبمحمد رسولاً هذا
 الحديث من صحاح المصابيح رواه العباس بن عبد المطلب ومعناه ان من اطمن قلبه بكون
 حديث مصابيح کی صحیح حدیث من ہی عباس بن عبد المطلب کی روایت سی اسکی معنی یہ ہے کہ جسکی دل میں طمانینت ہوگی
 اللہ تعالیٰ ربہ ولم يطلب رباً غیرہ واكتفى بكون الاسلام دينه ولم يطلب ديناً غیرہ وقنع بكون محمد
 ربوبیت پر اور رسولاً ہوئی دوسرا رب تلاش نہ کری اور اسلام کو دین کافی جان کر دوسرا دین تلاش نہ کری اور رسالت محمدی
 صلی اللہ علیہ وسلم رسولہ ولم يطلب رسولاً غیرہ يتحقق فيه الايمان ومن لم يرض بواحد منها لا
 صلی اللہ علیہ وسلم پر قناعت کرے دوسرا رسول تلاش نہ کری ایسی شخص میں ایمان متحقق ہوتا ہی اور جو شخص ان امور میں سے کسی ایک پر ہی
 يوجد فيه الايمان لان الايمان في الشريعة هو التصديق بالمعنى اللغوي وهو اذعان حكم المخبر وقبوله
 راضی ہوگا اور میں ایمان کا پتہ نہیں کیونکہ شریعت میں ایمان تصدیق باعتبار معنی لغت کی ہی یعنی خبر کی حکم کا یقین کرنا اور ان میں
 وجعله صادقاً بعد العلم بصدقه لا مجرد العلم بصدقه اذ يلزم ان يكون كل عالم بصدق النبي عليه
 اور اسکو سچا جان کر صادق ہونا نہ علم صداقت کا مراد نہیں ہی نہیں تو جسکو علم صداقت ہی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو کر ہی
 الصلوة والسلام مؤمناً وليس كذلك لان كثيرا من الكفار لم يؤمنوا به مع كونهم عالمين بصدقه
 وہ مؤمن ہو کر ہی اور یہ امر غلط ہی اسلی کہ اکثر کفار جیسی یہود ایمان نہیں لائی اور نبی کو سچا جانتی تھی
 كما يدل عليه قوله تعالى في حق بعض الكفرة والذين اتينهم الكتب يعرفونه كما يعرفون ابناءهم فدل
 چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد جو بعض کفار کی حق میں نازل ہوا ہی اس دعوی پر دلالت کرتا ہی جسکو دی ہوئی کتاب وہ جانتی ہیں اسکو جیسی جانتی ہیں اپنے بچوں کو
 النص على ان التصديق ليس مجرد العلم بل هو اذعان لما علم وقبوله له بترك الجحود والعناد وبناء الاعمال
 اس آیت میں صاف معلوم ہوتا ہی کہ تصدیق صرف علم نہیں ہی بلکہ تصدیق کیا ہی یقین کرنا احکام معلومہ کا اور ایمان لینا انکار اور منکر لغت چھوڑ کر اور سچی پر عمل
 عليه وهذا امر نائذ على العلم لا يحصل في الغالب الا بعد العلم والعلم هو الجزم المطابق لما في نفس الامر
 کی بنا ہی اور یہ امر علم ہی جہاں اکثر اوقات یہ امر بعد حصول علم کی ہوتا ہی اور علم کیا ہی یقین کرنا نفس الامر کی مطابق
 بشرط ان يحصل ذلك الجزم بسبب واما الجزم الحاصل بغير سبب فليس بعلم بل هو اعتقاد وتحقير
 بشمطیکہ وہ یقین کسی دلیل ہی حاصل ہوا ہو اور جو یقین کی دلیل حاصل ہوتا ہی اسکو علم نہیں کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی اسکی تحقیق
 ذلك على ما ذكره الامام التنويسي ان الحكم الحادث ينشأ عن امر خمسة علم واعتقاد وظن وهم
 موافق تقریر امام تنویدی کی یہ ہی کہ حکم یعنی کوئی چیز مبتدا کو ثابت کرنی یا خبر مبتدا سی نفی کرنی یا نچ طرح پر ہوتا ہی علم اور اعتقاد اور ظن اور
 وشك لان الحاكم باهر على امر ثبتوا ونفيا امان ان يجد في نفسه جزماً بذلك الحكم اولا والاول الذي
 اور شک کیونکہ حکم کر نیوالا کسی خبر کا مبتدا پر باعتبار ثبوت کی ہو یا نفی کی یا تو اسکی دل میں اس حکم کا یقین جزی ہی یا نہیں ہی پہلی صورت میں
 هو وجود الجزم ان كان بسبب من ضرورة امر او برهان فهو علم وليسمى معرفة ويقينا ايضا وان كان بغير
 یعنی اگر یقین کامل ہو اگر وہ اقسام بابت سی حاصل ہوا ہی جیسی محسوسات کا یا دلیل سی حاصل ہوا ان دون صورت میں یہ حکم علم ہی اور اسکو معتبر اور یقین ہی کہتی
 سبب بل بتقليد محض فهو اعتقاد والثاني الذي لا هو عدم وجود الجزم ان كان راجحاً على مقابله فهو ظن
 دلیل ہی حاصل نہیں ہوا بلکہ صرف تقلید سی تو وہ اعتقاد کہلاتا ہی اور دوسری صورت میں یعنی اسکی دل میں یقین کامل نہیں تو وہ حکم ثبوت کا یا نفی کا اگر اپنی مقابل پر غالب
 وان كان مرجوحاً فهو وهم وان كان مساوياً فهو شك فالإيمان ان حصل من الأقسام الثلاثة الأخيرة
 اور اگر مغلوب ہی تو وہم ہی اور اگر برابر ہی تو شک ہی اب ایمان اگر ان تین پہلی قسم سی حاصل ہوا ہی جزم اور یقین کامل کی ہی

لغير الجرم وهي الظن والوهم والشك فالاجماع على بطلانه وان حصل من القسم الاول من قسمي الجرم
 يعني ظن اور وہم اور شک تو یہ بالاتفاق باطل ہی اور اگر پہلی قسم جرم کی دو نو قسم سی یعنی بدایت یا بدین عمل
 العلم والمعرفة فالاجماع على صحة القسم الثاني من القسمين الجرم وهو الاعتقاد فيقسم القسمين الجرمين الى قسمين احدهما مطابق لما في نفس المرء يسمى الاعتقاد الصحيح والثاني غير مطابق لما في نفس المرء يسمى الاعتقاد الفاسد او جهلاً مرکباً
 علم اور معرفت ہی تو بالاتفاق صحیح ہی اور جرم کی دوسری قسم جو اعتقادی اسکی دو قسم ہیں ایک تو نفس الامر کی مطابق یہہو تو اعتقاد صحیح کہلاتا ہی جیسی
 عاقلو منین المقلدین لائمة الدین والثانی غیر مطابق لما فی نفس الامر ویسعی اعتقاد فاسد او جهلاً مرکباً
 عام مسلمانوں کا اعتقاد جو ائمہ دین کی مقلد ہیں اور دوسرا نفس الامر کی برخلاف اسکو اعتقاد فاسد اور جہن مرکب کہتی ہیں
 کا اعتقاد کافة الکفرین المقلدین لائمة الکفر فالفاسد اجمعوا علی کفر صاحبہ وکونه مخلاً فی النار
 جیسی تمام کفار کا اعتقاد جو کفر کی پیشواؤں کی مقلد ہیں پس فاسد اعتقاد والا بالاتفاق کافر اور قدیم کو دوزخی ہی
 واختلاف فی الاعتقاد الصحیح الذی یحصل بحضرة التقلید والصحیح ان صاحبہ یکون مؤمناً لکنه یکون
 اور اختلاف ہی صحیح اعتقاد میں جو نری تقلید ہی اور صحیح مذہب یہہی کہ ایسی اعتقاد والا مؤمن ہوتا ہی پر وہ
 عاصياً بترك النظر والاستدلال فیبقى فی مشیئة الله تعالی ان شاء یعفو عنه ویدخله الجنة بلا عذاب
 نافر اور استدلال کی ترک کرنی سی گنہگار ہوتا ہی پس یہ اسد تعالیٰ مشیت میں ہی چاہی معاف کرے بلا عذاب جنت میں داخل کری
 وان شاء یعذب به بقدر ذنبه ثم یدخله الجنة فعلى هذا یجب علی کل مؤمن ان یتعلم کل مسألة من
 اور چاہی گناہ کی موافق عذاب دی بہر جنت میں داخل کری اس بیان کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ اعتقادی ہر مسئلہ ایمان کا
 مسائل عقائد الايمان بدلیل واحد حتی یکون فی دینہ علی بصيرة لان العقائد الحاصلة بالتقلید
 ایک ہی دلیل سی سیکھی تاکہ اپنی دین میں صاحب بصیرت ہو کیونکہ جو عقاید تقلید ہی حاصل ہوتی ہیں
 یخشى علی صاحبها الشک عند عرض الشبهات فان التصمیم علی العقائد من غیر تحصیلها بالادلة
 اوسمیں یہ خوف ہی کہ اگر کچھ شبہات پیش آویں تو مقلد کو شک پیدا نہ ہو جاوی کیونکہ تصمیم عقائد کی بدون دلائل کی جب ذرہ بہر شبہ پیش آوی
 لا یأمن صاحبها من زوالها عند عرض ادنی شبهة وعلى تقدير ان یقابل ذلك الشک والزوال
 تو یقین نہیں ہی کہ زوال سے بچتی اور یہ مانا کہ شک اور زوال کی مقابلہ میں
 بالتصمیم اللسانی فانی یتقعه والقلب الذی هو محل الايمان متحیر یقول لا ادری فیدخل فی زمرة
 تصمیم زبانے عمل میں آوی پر کیا فائدہ جس حال میں کہ دل جو ایمان کا گہری حیران ہو کر بہر کئی میں کیا جانو بہر تو منافقین کی زمرة میں داخل
 المنافقین الذین یقولون بافواههم صالین فی قلوبهم ولذلك قیل النفاق نوعان احدهما نفاق یعرفه
 جو منہ سی ایسی باتیں بتایا کرتی ہیں جو انکی دلیں نہیں ہوتی اسہی لئی کہتی ہیں کہ نفاق کی دو قسم ہیں ایک تو وہ نفاق جو منافق
 صاحبہ من نفسه وهو نفاق الدین یظہرون الاسلام بین الناس یرضون الکفر فی قلوبهم کنفاق الذین
 ہی دین سمجھتا ہی یہ نفاق اول شخصوں کا ہی جو ظاہر میں اوں کی سامنی اسلام ظاہر کرتی ہیں اور دین کفر چھپا رکھتی ہیں جیسی نفاق اول کا
 کانوا فی عهد النبی علیہ الصلوۃ والسلام ومن فی معنائهم من الزنادقة والملاحدة والثانی نفاق لا یعرف
 جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد میں تھی اور اور زندقہ اور ملحدوں کی مثل دوسرا وہ نفاق ہی کہ اسکو
 صاحبہ من نفسه وهو نفاق الدین یولدون بین المؤمنین فیسامعون منهم کلمات الايمان فیقولون
 منافق دین تیر نہیں کرتا یہ اول کا نفاق ہی جو مسلمانوں میں پیدا ہوتی ہیں یہ ادنیٰ ایمان کی باتیں سن سنا کر جیسی سنی
 مثل ما سمعوا اتباعاً وتقلیداً حتی انهم لو ولدوا بین اليهود والنصری لقالوا مثل قولهم ولفعلاوا مثل
 ویسی ہی تقلیداً بولنی لگی اتنا کہ اگر اتفاقاً یہود یا نصاری میں پیدا ہوتی تو انکی سی کہ کرتی اور ویسا ہی کیا کرتی

فعلہم اتباعاً وتقليداً من غیر ان یلاحظوا من ای شیء خلقوا ولا شیء خلقوا ليعرفوا خلقهم وما امرهم به
 بہ لحاظ نہیں ہوئے کہ ہم کہاں سے پیدا ہوئے اور کس الٰہی پیدا ہوئے تاکہ اپنی خالق کو جانے اور اسکی امر
 وما نهیہم عنہ بانزال الکتب وامر سال الرسل فیكونون من الذین یقولون اذا ماتوا ووضعو فی القبر
 اور نہی کو جو بواسطہ انزال کتب اور ارسال رسل پہنچے ہیں پہلے ہی کہ جب مگر قبر میں جاویں گی
 وسالہم منکر ونکیر لا یندری سمعنا الناس یقولون قولاً فقلناہ فانہم اذا اتاہم الملکان فی القبر ینطقون
 اور منکر نکیر اونی سوال کریں گی تو جواب دیں گی ہم کچھ نہیں جانتے ہم تو جو اور دوسری سنتی تھی وہ ہی ہم ہی کہتی تھی کیونکہ انکی پاس گور میں جب دوسری آویں گی
 بما عندہم من غیر زیادة ولا نقصان لان الانسان فی ذلك المحل لا یتزلک کما فی الدنیا ان یکلمہم بما لیس فی
 تو ہی کہہ دے گا ست فہم بل اولیٰ دین کی جو دین ہیں اسکی کہ انسان گور میں ایسا سخت ہوگا جیسا دنیا میں تھا کہ زبان پر کچھ اور اور دین کچھ
 قلبہ بل ان کان عالماً بالحق ینطق بہ وان کان شکاً فیہ غیر عالم بہ یقول لا ادری کما کان یقول بقلہ
 بلکہ اگر حق جانتا تھا تو ویسا ہی کہیگا اور اگر شک تھا تو کہیگا میں نہیں جانتا جیسا کہ جیتی جی دین کہتا تھا
 فی حال حیوۃ لا ادری وقد روی انہ علیہ السلام قال اذا کان یوم القیمة ینادی مناد من کان یعبد
 میں نہیں جانتا اور روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قیامت کی دن منادی پکارے گا جو شخص جسکو پوجتا تھا
 شیئاً فلیتبعہ فمن عباد الشمس اتبعہا ومن عبد الطواغیت اتبعہا فیتقی هذه الامۃ
 اب اسکی ساتھ رہی پھر جو آفتاب کی پوجا کرتا تھا اسکی ساتھ ہوگا اور جو گوروں کی پوجا کرتا تھا اسکی ساتھ ہوگا اور جو بتوں کی پوجا کرتا تھا اسکی ساتھ ہوگا پھر ہر امت
 وفیم منافعہم والمراد بالمنافقین فی هذا الحدیث لیس الذین عبدوا الاصنام فی منازلہم سیراً واظہاراً للنا
 مع اپنی منافقوں کی باقی رہ جاویں گی منافق سی راہ اس حدیث میں وہ لوگ نہیں ہیں جو اپنی گروں کی ان پر پوشیدہ بت برستی کرتے تھے اور مسلمانوں کی
 الاسلام فانہم یتبعون الطواغیت بمن اتبعہا لانہم کانوا یعبدونہا فیدہبون فی جہنم معہا بل المراد بہم
 سامنی اسلام ظاہر کرتے تھے یہ لوگ تو بتوں کی ساتھ ہو گئے کیونکہ یہ تو بتوں کو پوجتے تھے سوا اسکی ساتھ نہ دیکھتے تھے بلکہ منافق سی مراد
 الذین کان الریب فی قلوبہم وہم لا یعرفون ذلك اغلبة التقليد علیہم فان اکثر العوام بل اکثر من کان
 وہ لوگ ہیں جنکی دین تردید تھا اور تقلید کی غلبہ سی اسکو سمجھیں بیشک اکثر عوام بلکہ اس زمانہ میں اکثر ایسی شخص
 فی شکل العلماء فی هذا الزمان لا یعرف حال نفسیہ فیظن انہ فی درجۃ المعرفة والیقین مع انہ لم یتقن اجابہ
 جو علماء کی صورت میں ہیں اپنی حال سے خبر دار نہیں ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کو مرتبہ معرفت اور یقین کا حاصل ہو رہا ہے اور اصل میں الجہل
 ولولہ درجۃ التقليد بل بعض المقلدین ینطق بکلمتی الایمان من غیر ان یعرف معناہا ولا ان یمیز بین
 اگرچہ تقلید کی درجہ کا ہو بلکہ بعض مقلدوں کو کلی ایمان کی زبان سے تو پڑھتی ہیں پر اسکی معنی سے واقف نہیں ہیں اور نہ اللہ میں
 اللہ ورسولہ لان اکثر الناس فی هذا الزمان لیسوا فی درجۃ الاعتقاد التقليدی الصیح المطابق بل ہم
 اور اسکی رسول میں تمیز کرتے ہیں کیونکہ اس زمانہ کی اکثر لوگوں کو درجہ تقلیدی اعتقاد کا جو صحیح اور مطابق ہوئی حاصل نہیں ہے بلکہ اسکو
 فی درجۃ الاعتقاد التقليدی الفاسد الذی المطابق لما فی نفس الامر واذنك الا لا ندراس العلماء الراسخین
 تقلیدی فاسد اعتقاد کا درجہ برخلاف نفس الامر کی حاصل ہے اور یہ تمام خرابی اسکی ہے کہ علماء جنکی علم راسخ تھا
 فی العلم وکثرة الضالین المضلین من الدجاجة الذین ینضمون الی التصوف لقطع طریق الدین علی المسلمین
 ہو چکی اور خود گمراہ اور گمراہ کرنیوالی رجال صفت متصوف بن کر بہت بہیل گئی شیطانی جالی چپکار دین کی مسلمانوں پر
 بنصب حبائل الشیاطین لما روی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون
 راہ زنی کرتی ہیں چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں دجال کی مانند جھوٹی پیدا ہوں گی

یا تو نیکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباءکم فایاکم وایامکم لا یصلو نیکم ولا یفتنونکم فانه
ایسی حدیث روایت کریں گے کہ نہ تمہاری باپ دادانی سو تم دور رہو اوشی اور دور کرو انکو ایسی ایسا ہو کہ تم کو گمراہ اور فتنہ میں نہ لے
علیہ السلام بین فی هذا الحدیث ان جماعة من اهل المکر والتلبیس ینخرجون فی اخر الزمان

اس حدیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا کہ آخر زمانہ میں جماعت مکار اور فریب باز
بزی العلماء والمشائخ ویقولون للناس نحن علماء ومشاہد نعلمکم دینکم ونرشدکم الی

علماء اور مشائخ کی وضع پر پیدا ہوگی کہیں کہیں کہ ہم عالم اور شیخ وقت میں ہم مکاروں میں سکھائی میں اور راہ حق بتائی میں
الحق وهم کذابون یحدثونکم بالاحادیث الکاذبة یعلمونکم اعتقادات فاسدة ویبتدعون

اور اصل میں جھوٹی ہوگی اور رضی حدیث روایت کریں گے اور فاسد عقیدہ کی مکاروں کی اور نئی باطل
لکم احکاما باطلة فاحذروا عنہم ولا تقربوا عنہم کیلا یضلونکم ولا یوقعونکم فی الفتنہ فعلمی

احکام تمہاری ای گمراہ دینگی سوائی سچو اور نیک پاس نہ جاؤ مبادا تم کو گمراہ کر دیں اور فتنہ میں نہ پہنچا دیں اس
هذا کل من لم یجاهد نفسه فی هذا الزمان لتعلم علم الایمان یوت علی انواع البدع والکفر

مضمون کی موافق جو شخص اس زمانہ میں علم دین کی واسطی جان ہی کوشش نہ کرے گا تو وہ بھڑکھڑی بدعت اور کفریات پر گرے گا
وهو لا یشرع بها ویكون من الذين یقولون یوم القيمة ما حکى الله تعالى عنہم بقوله یوم یقو

لننفقون والمنفق للذين اصنوا انظروا کانتس من نورکم فانہم یقولون ذلك لکنہم
اور اس زمانہ میں داخل ہوگا جسکی قول کی قیامت کی دن اسد جل شانہ حکایت کرتا ہی جس دن کہیں

منافق مرد اور عورتیں ایمان والوں کو ہر دم یہی بلیں تمہاری روشنی ہی سب سے لوگ یہ یہی کہیں گے کیونکہ یہ
صناعة وکون المؤمنین علی رکاب تسرع بہم الی الجنة ونورہم بین ایدیہم وبایمانہم کما قال

بیادہ پاہونگی اور مؤمنین کھڑوں پر سوار کہ دوری جنت میں لی جاتی ہوگی اور انکی سامنی اور اسی روشنی ہوگی چنانچہ اسد
یوم نری المؤمنین والمؤمنات یسعی نورہم بین ایدیہم وبایمانہم واختلف فی ذلك النور فقیل

جس دن تو دیکھی ایمان والی مرد اور عورتوں کو دوری چلتی ہی انکی روشنی انکی آگ اور انکی دہنی اور اختلاف ہی اس نور میں کوئی کہتا ہی
المراد بہ الضیاء الذی ینتضیئون بہ علی الصراط علی ما روی عن ابن مسعود رآہ قال یوتون

نورسی مراد روشنی ہی جسی صراط پر روشنی ہو جاوگی ابن مسعود ہی یہ روایت ہی یہ کہتی ہیں کہ انکو
نورہم علی قدر اعمالہم فمنہم من یوتی نورہم کالنخلۃ ومنہم من یوتی نورہ کالرجل القائم وادناہم

اعمال کی موافق روشنی ملی گی بعضوں کو برابر کھجور کی درخت کی اور بعضوں کو بمقدار قد آدم اور کم ہی کم

نوراً من ینورہ علی اہام رجلہ ینطفی عتارۃ ویلمع اخری وقیل المراد بہ معرفة اللہ تعالیٰ
نور میں وہ ہوگا کہ اسکی پاؤں کی انکو ٹپ پر روشنی ہوگی کہیں چمکی کہیں بجی ہوگی انکو ٹپ کہتا ہی نورسی مراد اسد تعالیٰ کی معرفت ہی

فمقادیر الانوار یوم القيمة علی حسب مقدار المعارف الالہیۃ المكتسبۃ فی الدنیا فلا نور
بہر قیامت کی روشنی بلانازہ معارف الہی کی ہوگی جس قدر دنیا میں حاصل کی ہوگی

فی عرصة القيمة الانور الایمان والطاعة التي اكتسب فی الدنیا باستعمال الآلات البدنیۃ والقو
قیامت کی میدان میں سوار نور ایمان اور عبادت کی جو دنیا میں بوسیہ اعضاء بدنہ اور قوتی

الجسمانیۃ من الحواس الظاہرة والباطنة لتحصیل المعارف الربانیۃ فکل احد یعطى من النور یوم
جسمانی یعنی حواس ظاہر و باطن کی معارف ربانی حاصل کئی ہوں گی کوئی اور نور نہیں ہوگا بہر ایک کو قیامت کی دن اتنا نور دیا جاوگا

القيمة مقدار ما اكتسبه في الدنيا من المعارف اليقينية ومن لم يكتسب في الدنيا شيئا من المعارف
 حتى اوصى ربا من يقيني معارف حاصل هو كذا ^{او من} ربي معارف من سي كچه حاصل كذا هو كذا

الدنية تبقى يوم القيمة في ظلة بلا نور على ماروى عن ابي امامة انه قال يعيش الناس يوم القيمة
 نوره قياست كذا دن اندر پیری من بی نور و جاد کذا ^{و کچه} ابو امامه سی روایت هی و کچه من قیامت کی روز اوگون کو

ظلمة شديدة ثم يقسم النور بينهم فيعطى كل مؤمن نورة بقدر عمله بالله تعالى وعمله له ويترك
 تاریک اندر نور و اب کذا ^{و کچه} نور تقسیم ہوگا ^{سور مؤمن کو} بقدر معارف الیه کی نور ملے گا ^{او جو اس کی علم میں ہوگا} اور

الكافر والمنافق في ظلة لا يعطيان شيئا من النور بل يحال بينهما وبين المؤمنين بان يضرب بينهم
 کافر اور منافق تاریک اندر پیری من نور جاد کچھ نور نہ ملے گا بلکہ انکی اور مؤمنین کی بیچ میں

سور و دون جسر جهنم وفي الآية السابقة إشارة الى ان المراد بالمشفقين المذكورين فيهما هم الشاكرون
 ایک دیوار جسر جهنم سی وری فاصل ہو جاوے گی اور پہلی آیت میں یہاں اشارہ ہی کہ مشفقین سی مراد وہ لوگ ہیں جو شک اور تردد میں گرفتار

المرتابون الذين يضلون في المساجد ويدخلون مع اهل الايمان في ملاخل الاسلام ولذلك قال الله
 اور مسجدوں میں نماز ادا کرتے ہیں اور ایمان والوں کی سانسوئی مکانات میں آتی جاتی ہیں ^{اسی ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی}

ينادونهم ان كنتم معكم قالوا بلى ولكنكم فتنم انفسكم وترتبتم وارتبتم وغرتمكم الا ما لي حتى جاء
 یہہ اوگو پکارے گی کیا ہم تہی تمہاری ساتھ وہ کہیں گی البتہ پر تھی بچلا دیا آپ کو اور وہ دیکھتی ہی اور ہوگی میں پڑی اور یہی امید ہے آخر کیا

امر الله وغرهم بالله الغرور فذلت الآية على انهم لم يجبدوا صنابل كانوا مع المؤمنين لكن لم يكونوا
 حکم اللہ کا اور ہوگا بکا دیا اللہ کی نام سی غرور سی سو بہت دلات کرتی ہی کہ وہ لوگ بت پرست نہیں تھے بلکہ مؤمنین کی ہمراہ رہتے تھے پر انہوں کی

عاسرفين بما وجب عليهم معرفة حتى جاءهم امر الله الذي هو الموت فقال لهم يوم القيمة فاليوم
 جو انہر واجب تھا وہ معرفت الہی حاصل کی آخر حکم الہی یعنی موت آگئی اور کو قیامت کی دن یہ حکم ہوگا سو آج

لا يؤخذ منكم فدية ولا من الذين كفروا ما ولكم النار هي مولكم وبئس المصير فاذا كان كذلك ينبغي
 تمہاری نہیں قبول فدیہ اور نہ کافروں کی تمہارا ٹھکانا دوں گی وہ ہی تمہارا رفیق ہی اور پری بازگشت پس جب مراد یہ ہوئی تو

للمؤمن المقلدان لا يفتروا وليستدل بقوة تصميمه وكثرة عبادته انه على الحق لتوجه التقض عليه
 مقتدر مؤمن کو لایق ہی کہ ہر گز سستی نہ کری اور نہ اپنی تصمیم کی قوت اور کثرت عبادت سی یہہ استدلال کری کہ میں حق پر ہوں کیونکہ اسپر یہہ اعتراض ہوگا

بتصميم اليهود والنصارى على اباطيلهم تقليدا لا بائهم الضالين المضلين فان تصميم المقلد على كون
 کہ یہود اور نصاری ہی جھوٹی باتوں پر اپنی باپ دادا حائلین مضلین کی تقلید سی جم رہے ہیں اس ہی کہ مقلد کی تصمیم کسی

شي حقا وعدم رجوعه عنه ولونشر بالمناشير لا يدل على كونه في دينه على بصيرة لان جزمه
 شی کی حقیقت پر اور اوستی نہ ملنا اگرچہ اترہ سی چیرا جادی دلائل نہیں کرتی کہ وہ اپنی دین میں بصیرت پر ہی کیونکہ اسکا جزم

وتصميمه على كون شيء حقا ليس من حيث معرفته بكونه حقا بل من حيث نشأته بين قوم يدينون
 اور تصمیم کسی شی کی حقیقت کا باعتبار معرفت یقینہ حقیقت کی نہیں ہی بلکہ اس سبب سی ہی کہ وہ ایسی قوم ہیں پیدا ہوئی کہ وہ شی کی

به وللنشأة والمخالطة اثر عظيم في تصميم كون شيء حقا سواء كان حقا اولم يكن الا ترى ان مثل هذا
 اور پیدائش اور ملاپ کو اشیا کی حقیقت میں بڑا اثر ہوتا ہی برابر ہی کہ وہ حق ہو یا ناحق دیکھو ایسی ایسی

التصميم يوجب عامة من ذوي الجهل المركب كاليهود والنصارى ولهذا قال بعض العلماء من جزم في
 تصمیم تمام جہل مرکبوں میں ہوتی ہی جیسی یہود اور نصاری اسپیلی بعضی علماء کہتے ہیں جو شخص

بہ ہو کہ کسی شے کو حق یقین کرے اور اس یقین کی ایسی خاص دلیل معلوم ہو جس کی طرف رجوع کرے اور اس کی اندر بصیرت نہیں ہے

لا ملازمۃ بین الجرم الاعتقادی وكون ما جزم به حقا فاذ لم یکن بينهما ملازمۃ یجب علیہما ان

یاتی بما یكون به سفيما ملازمۃ لیتبر ما کان علیہ من الدلائل اھو حق ام لا حتی یكون فی دینہ علی

بصیرۃ وانما یحصل ذلك بالنظر الصغیر بالبرھان لا بالضرورة اذ قد جرت عادة اللہ تعالیٰ

ان یحصل بالبرھان لا بالضرورة اذ لو کان حصولہ بالضرورة لادرکہ جمیع العقلاء ویکنی فی

خروج المكلف من التقليد الدلیل الجملی الذی یحصل لہ فی الجملة العلم والطمانینۃ بعقائد

الایمان بحیث لا یقول بقلبہ لا ادری سمعت الناس یقولون قولا فقلتہ ولا یشرط القدرة علی

ترتیبه علی الوجه الذی یرتبہ العلماء ولا القدرة علی دفع المشبہۃ الواردة علیہ من جهة البتة

ولا القدرة علی التعبير عنه بل اذا فهمہ بحیث یخرج بہ عن التقليد فهو عارف وان لم یقدر ان

یعبّر عما فی ضمیرہ من ذلك الدلیل الجملی ولا ان یرد شبہۃ یردھا مبتدع علیہ لان کثیرا من

العلماء یعجزون عن التعبير عما فی ضمائرہم من العلوم المحققة عندهم فکیف بالعامۃ والحاصل

ان من اراد ان یعلم قدر نفسه من عقائد الایمان هل هو فی مرتبة المعرفة ام فی مرتبة التقليد

وهل هو مصیب فی عقائده ام غیر مصیب فیہا یلزمہ ان یسئل عن حقیقة المعرفة وعن حقیقة

التقلید لیتبر احدھما عن الآخر ویعلم ایھما حاصلہ فالمعرفة ہی الجرم الموافق لما عند اللہ تعالیٰ

بشرط ان یحصل ذلك الجرم بدلیل واما الجرم الحاصل بغير دلیل فلا یسمی معرفة بل یسمی اعتقادا

سواء کان موافقا لما عند اللہ تعالیٰ او لم یکن والتقلید هو الجرم بقول الغیر من غیر دلیل سواء کان

موافقا لما عند اللہ تعالیٰ او لم یکن والتقلید یقین کرنا غیر کی کہنی سی بلا دلیل برابر ہی

برابر ہی کہ موافق علم الہی کی ہوا ہو اور تقلید یقین کرنا غیر کی کہنی سی بلا دلیل برابر ہی

حقاً و باطلاً المقدر لا معرفة عنده وإنما عنده الجزم بقول الغير خاصة سواء كان حقاً أو باطلاً
 کہ حق ہو یا باطل سو مقدمہ کو معرفت کہی نہیں ہوتی اور کو صرف یقین غیر کی کہنی کا ہوتا ہے

فمن علم هاتين الحقيقتين ثم نظر الى ضميره ايها حاصل له فيه فانه يعرفها هو الحاصل له منها
 اب جو شخص ان دونہ الحقیقت کو سمجھی بہر اپنی دلیل سوچی تو جان لیگا کہ او کو دو یقین ہی کو سامہ تہ حاصل ہی

فان كان الحاصل له منهما هو التقليد لا المعرفة يجب عليه أولاً اقامة البرهان لتحصيل المعرفة
 پس اگر او کو مبنیہ تقلید کا ہی معرفت کا مرتبہ نہیں ہی تو او سپر وہ جا ہی کہ پہلی دلیل قائم کری تاکہ معرفت پہنچے

في عقائد الايمان وثانياً البحث عن العقائد الصحيحة حتى يعلم هل كان مصيباً في عقائده ام
 عقائد کی حاصل ہو بہر صحیح صحیح عقائد کی بحث کری تاکہ معلوم ہو کہ اپنی عقائد میں حق پر تھا یا نہیں

لم يكن فان وجد نفسه على الصواب فيما يشكر الله تعالى على هذه النعمة العظيمة التي لا يكا فيها
 نہ ہو اگر وہ اپنی آپ کو صواب پر پاوی تو اس نعمت عظیمہ پر جس کی برابر کوئی دنیا کی متاع نہیں ہی شکر اسد تعالیٰ کا ادا کری

من متاع الدنيا وان لم يجد لها على الصواب فيما يفترض عليه ان يسعى في تصحيح اعتقاده بالبرهان
 اور اگر صواب پر نہ پاوی تو او سپر فرض ہی کہ واسطی صحت عقائد کی دلائل میں کوشش کری

حتى يحصل له النجاة من عذاب النار والدخول في دار القرار ليسرنا الله تعالى بفضل المجلس السابع
 تاکہ او کو دوزخ کی عذاب سے نجات ملی اور بہشت میں جانا میسر ہو الہی اپنی فضل ہی ہمیر آسان کر سائین مجلس

في بيان مؤمن به وبيان لزوم الايمان به اجمالاً على الاصح وتفصيلاً
 اور جیزوں کی بیان میں جن پر ایمان لانا چاہی اور ان پر ایمان بجزا لازم ہی موافق مذہب اصح کی اور تفصیلاً

عند البعض قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لجبريل عليه السلام حين جاءه على
 بعض کی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جبریل علیہ السلام کی روایت کی

صورة من رجل غريب وسأله عن الايمان الايمان ان تؤمن بالله وملكته وكتبه ورسله واليوم
 ایک مرد سا کی صورت میں آیا اور پوچھا ایمان کیا ہے ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لاوی اللہ پر اور اس کی فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں پر اور قیامت کی

الاخر وتؤمن بالقدار خيره وشره هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عمر بن الخطاب وهو
 دن پر اور تو یقین کری نیک اور بد کی تقدیر کا یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے عمر بن الخطاب کی روایت سی اس حدیث میں

جامع الاصول وما يصح الاعتقاد عليه فان الاصل في الاعتقاد معرفة المبدأ والمعاد وانما
 تمام اصول دین کی اور جس جس پر اعتقاد کرنا چاہی سب مذکور ہیں البتہ اصل تمام اعتقادات میں مبدأ اور معاد کی معرفت ہی اور

ذكرت الملكة وما عطف عليه ليتوصل الى معرفة المعاد لان معرفة المبدأ تنقضيها العقول
 ملائکہ کا جو معطوفات کی ذکر ہی تو واسطی معرفت معاد کی ہی اسلئے کہ مبدأ کی معرفت کو تو مسلم عقلمن پالیتی ہیں

السليمة لكونها ثابتة في فطرة بني آدم من مبدأ خلقهم بمقتضى قوله تعالى فطره الله التي
 مسلمانی کہی آدم کی اصل فطرت میں ابتداء پیدایش ہی عبت ہی موافق قول اللہ تعالیٰ کی تراش اللہ کی جیسپر

فطر الناس عليها واما معرفة المعاد والاستعداد له فلا سبيل اليها الا بتوفيق من الله تعالى
 کہ تراشا آدمیوں کو اور ہی معرفت معاد کی اور اسکا سامان سوا کا کوئی راہ نہیں ہی بجز توفیق الہی کی

بواسطة الانبياء الذين وصل اليهم علم ذلك بارسال الرسل من الملكة بانزال الكتب فلذلك
 بوسیلة انبیاء علیہم السلام کی جسکو اسکا علم بواسطہ فرشتوں کی اور بوسیلة ان کتاب منزل کی حاصل ہوا ہی اسہی لہی یہہ

دخل جميع ذلك في مفهوم الايمان وذكر كله في هذه الحديث فلا بد لطالب معناه من الاستكشاف

يذهب ايمان في مفهوم من داخل بين اوراس حديث بين سب مذکورين سوجواسکی معنی کا طالب ہو اور کو ضروری کہ حقیقت

عن حقيقة معنى الايمان بهذه الاشياء الستة المذكورة فيه ليكون في دينه على بصيرة

ايمان کی تہ کو ان چیزوں اشیاء مذکورہ کی تفصیل سی دریافت کری تاکہ دین میں بصیرت ہو

الاول صايجب الايمان به الايمان بالله تعالى والمراد من الايمان به تعالى العلم بوجوده وقدمه وكونه

اول ايمان اللہ پر واجب ہے اور اللہ پر ایمان لانی سی ہمہ راہی کہ اللہ موجود اور قدیم اور

واحدا ومتصفا بالقدر والارادة والعلم والحیوة وسائر ما يليق به من الصفات لكن العلم

واحد اور صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور عظیم اور حی اور تمام صفات لا تعدی موصوف جانی بکن اور کی

بوجوده لا يمكن ان يحصل بالحس لانه تعالى ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يمكن العلم بوجوده

دجوہ کا علم حاصل ہوتا ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مانند آفتاب اور مہتاب کی نظر نہیں آتا تاکہ اس کا وجود حواس کی وسیع

بالحس وليس العلم بوجوده ضروريا كالعلم بكون الاشئين اكثر من الواحد حتى يعلم جوده بالضرورة

معلوم ہو جاوی اور نہ علم اس کی وجود کا ایسا بدیہی جیسا دو کا عدد ایک سی زیادہ ہے تاکہ اس کا علم بالبدیہت خود بخود آجائے

بل انما يعلم وجوده تعالى بالدليل وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثا يحتاج الى محدث

بلکہ علم اس کی وجود کا دلیل سی حاصل ہوتا ہے اور وہ دلیل عالم کا وجود ہے کیونکہ عالم حادث ہونے کی سبب پیدا کرنے والا محتاج ہو کر

يدل على ان له محدثا وذلك المحدث لا بد ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدر والارادة والعلم

دلائل کراہی کہ اس کا کوئی پیدا کرنے والا ہے اور وہ پیدا کرنے والا بالضرور قدیم واحد قدرت والا ارادہ والا عظیم

والحیوة لانه لو لم يكن قديما بل كان حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور والتسلسل وكلا

اور حی ہونا چاہی اس واسطی کہ اگر قدیم نہ ہو تو حادث ہو گا تو یہ خود حادث کا محتاج ہو گا آخر یا دور لازم آوے گا یا تسلسل اور ہمہ ہونا

محال ولولم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما التامع المقتضى لعدم وجود العالم

محال ہیں اور اگر واحد نہ ہووی بلکہ کئی ہوں تو آپس میں روک ٹوک واقع ہوگی جس سی عالم کا وجود نہ ہو سکی

ولولم يكن متصفا بالقدر والارادة والحیوة والعلم لكان عاجزا عن ايجاد شيء من العالم لان

اور اگر قدر اور صاحب ارادہ اور حی اور عظیم نہ ہووی تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سی کوئی شی ہی پیدا نہ کر سکی اسلی

الايجاد اثر القدرة وتأثير القدرة في شيء من الاشياء يقتضى ارادة ذلك الشيء وارادة ذلك الشيء

کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہے اور قدرت کی تاثیر کسی شی میں ہر وہ ارادہ اس شی کی نہیں ہو سکتی اور ارادہ اس شی کا

يقتضى العلم به لان الفصد الى ايجاد شيء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلاث

ہر وہ علم کی نہیں ہو سکتا اسلی کہ پیدا کرنا کسی شی کا فی جانی بوجہی محال ہے اور یہ تینوں صفتیں ہر وہ

يقتضى الحيوة لكونها شرط فيها فعلي هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قطعا

حیات کی نہیں ہو سکتی اسلی کہ حیات انہیں شرط ہے اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ذرہ کا وجود یقینی دلیل ہے

على وجوده تعالى وقدمه وكونه واحدا ومتصفا بهذه الصفات لا ريب اذ لا يعرف من صفاته تعالى

اس کی وجود اور قدیم اور وحدت پر اور ان جہوں صفات سی موصوف ہونی پر اس لیے کہ اس کی صفات

بالعقل الا ما يتوقف عليه افعاله وما لا يتوقف عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فيجوز ان

عقل سی وہ ہی معلوم ہو سکتا ہیں جن پر اس کی افعال موقوف ہیں اور جن پر افعال موقوف نہیں جیسی سمع اور بصر اور کلام سو جائز ہے

یستدل علی ثبوتہا لہ تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی
 کہی عقلی دلیل قائم کریں اور کہی نقلی دلیل عقلی انکی ثبوت کی توجیہ ہی
 بالعقل فہرثا صفات کمال و اضدادھا صفات النقصان واتصافہ تعالی بصفات الکمال
 کہ یہ صفات کمال کی ہیں اور انکی ضدین صفتین نقصان کی ہیں اور اسد تعالی کا موصوف ہونا صفات کمال ہی
 وعدم اتصافہ بصفات النقصان واجب فوجب تصافہ تعالی بتلك الصفات واما وجه
 اور یہی ہونا صفات نقصان سی واجب ہی اس ہی لازم آیا کہ اسد تعالی ان صفات سی موصوف ہو اور
 الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی بالنقل فہو ان الشرح قدرہ بدثبوتہا لہ تعالی فوجب القطع بثبوتہا
 نقلی دلیل انکی ثبوت کی توجیہ ہی کہ شرح سی ان صفات کا ثبوت ثابت ہی سو انکی ثبوت کا یقین کرنا واجب ہی
 لہ تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف علیہا
 اور اس مسئلہ میں نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتری اس ہی کہ ان صفات پر افعال ہی موقوف نہیں ہیں
 افعالہ تعالی حتی یستدل بہا علی ثبوتہا لہ تعالی وذاتہ تعالی لم یکن معلوما لاحد حتی یعلم
 تاکہ ان افعال سی ان صفات کو ثابت کریں اور ذات ہی کسیکو معلوم نہیں ہی جس ہی یہ معلوم ہو
 انہا فی حقہ تعالی کمال یجب اتصافہ بہا بحیث لو لم یوصف بہا یلزم ان یتصف بالاضداد
 کہ یہ صفات بنسبت ذات الہی کی کمال کی ہیں اسد کا موصوف ہونا ضروری ایسا کہ اگر ان صفات سی موصوف نہوگا تو انکی اضداد پیدا ہوگی
 وما ذکر من كونہا کمالا انما هو بالنسبة الیہا ولا یلزم من كون الشئ بالنسبة الیہا کمالا ان یكون
 اور ان صفات کو کمال جو کہتی ہو توجیہ ہماری حق میں ہیں اور ہماری حق میں کمال ہونی سی لازم نہیں آتا کہ
 فی حقہ تعالی کمالا والثانی مما یجب الایمان بہ الایمان بالملئکة والمراد من الایمان بہا العلم
 اسد کی ذات میں کمال ہونا دوسری چیز ایمان لانا چاہی ملائکہ میں اور ملائکہ پر ایمان لانی سی یہ مراد ہی
 بوجودہا لکن لا سبیل الی اثبات وجودہا بدلیل العقل بل هو ما انعقد علیہ الاجماع ونطق بہ
 کہ ملائکہ کو موجود جانی پر انکا وجود عقلی دلیل ہی کسی راہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ انکی وجود پر اجماع ہو چکا ہی اور
 الکتاب والسنة فان ظاہر الکتاب والسنة يدل علی وجودہم وكونہم اجساما لطيفة نورانية
 کتاب اور سنت سی ثابت ہی بیشک ظاہر معنی کتاب اور سنت کی یہہ ہی دلالت کرتی ہیں کہ فرشتی موجود ہیں لطیف اور نورانی جسم
 كاملة فی العلم قادرة علی الافعال الشاقة وعلی التشکل بأشکال مختلفة ولا یوصفون بالذکورة
 علم میں کامل و شوری و شوار کار کر سکتی ہیں اور مختلف صورتیں بدل سکتی ہیں اور نہ مذکر ہیں
 والا نوثہ شائمہ الطاعات وصکتم السموت وهم رسل اللہ علی انبیائہ وامناؤہ علی وحبہ
 اور نہ ملاہ شغل اولک عبادت اور مکان اولک آسمان اور وہ ہی اسد کی طرف سی انبیاء کی پاس بھیجی ہوئی آتی ہیں اور وحی پر امین ہیں
 فمن ثبت تعینہ باسمہ کجبریل وصی کاہیل واسرافیل وعزرائیل یجب الایمان بہ تفصیلا ومن
 اور جن فرشتوں کی تعین نام سی ثابت ہی جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل اولن پر تفصیلی ایمان واجب ہی اور
 لم یعرف اسمہ یجب الایمان بہ اجمالا والثالث مما یجب الایمان بہ الایمان بالکتاب والمراد من الایمان
 جنکا نام معلوم نہیں اولن پر اجمالی ایمان واجب ہی اور تیسری شی چیز ایمان واجب ہی کتاب میں ہیں اور کتابوں پر ایمان لانی سی یہ مراد ہی
 بہا العلم بكونہا کلام اللہ تعالی انزل علی انبیائہ و جعلتھا مائة واربعة کتب انزل منها علی آدم علیہ السلام
 کہ یقین کری کہ خدا کا کلام ہی اپنی انبیاء پر نازل کیا ہی اور تمام کتابیں ایک سو چار ہیں انہیں ہی حضرت آدم پر

عشر صحائف و علی شریف علیہ السلام خمسون صحیفۃ و علی ادریش ثلثون صحیفۃ و علی ابرہیم
 رس صحیفہ نازل ہوئی اور حضرت شریف پچاس اور حضرت ادریش پچیس اور حضرت ابرہیم پچاس

علیہ السلام عشر صحائف و علی موسیٰ علیہ السلام التورۃ و علی داود علیہ السلام الزبور و علی
 علیہ السلام دس اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت اور حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور اور

عیسیٰ علیہ السلام الانجیل و علی محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام القرآن فما ثبت تعینہ باسمہ يجب
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اور جس کتاب کی تعین نام ہی ثابت ہی

الایمان بہ تفصیلا و ما لم یعرف اسمہ يجب الایمان بہ اجمالا والرابع ما يجب الایمان بہ الایمان
 تو اس پر تفصیلی ایمان واجب ہی اور جس کی تعین نام ہی نہیں ہی اس پر اجمالی ایمان واجب ہی اور چوتھی جس پر ایمان لانا واجب ہی

بالرسل والمراد من الایمان بہم العلم بكونهم صادقین فیما خبروا بہ عن اللہ فانہ تعالیٰ بعثہم
 رسول ہیں اور اوروں کو رسولوں پر ایمان لانی سی یہ ہے کہ یقین کری کہ وہ اپنی اپنی خبروں میں جو خدا کی طرف سے لائی ہیں سچی ہیں بیشک اور ان کو اللہ تعالیٰ نے

الی عبادہ لیبغواہم امرۃ ونہیہ و وعدہ و وعیدہ و ایسہم بالمعجزات الدالۃ علی صدقہم اولہم
 اپنی بندوں کی پاس پہنچا تاکہ اس کا امر اور نہی اور وعدہ اور وعید پہنچا دیں اور معجزات ہی ان کی ہمت کی جو ان کی صداقت پر دلالت کرتی ہیں سب

آدم علیہ السلام و آخرہم محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ولم یبین فی القرآن حدہم کم ہم بل المذکور
 آدم علیہ السلام ہیں اور سب ہی آخر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن میں ان کی گنتی نہیں ہی کتنی ہیں بلکہ قرآن میں

فیہ منہم باسمہ العلم علی ما ذکرہ بعض المفسرین ثانیۃ وعشرون و ہم آدم و ادریس و نوح و ہود
 نام معین لیکر بعض مفسرین کی قول کی موافق اہل انیس کا ذکر ہی وہ یہ ہیں آدم اور ادریس اور نوح اور ہود

وصالح و ابرہیم واسماعیل واسحق و یعقوب و یوسف و لوط و موسیٰ و ہرون و شعیب و زکریا
 اور صالح اور ابرہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور یوسف اور لوط اور موسیٰ اور ہرون اور شعیب اور زکریا

و یحییٰ و عیسیٰ و داود و سلیمان و الیاس و الیسع و ذاکفل و ایوب و یونس و محمد و ذو القرنین و عزیر
 اور یحییٰ اور عیسیٰ اور داود اور سلیمان اور الیاس اور الیسع اور ذاکفل اور ایوب اور یونس اور محمد اور ذو القرنین اور عزیر

ولقمن علی القبر بنبوۃ ہذہ الثلثۃ الاخیرۃ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین قال بعض
 اور لقمان بوجوب قول ان تینوں کی نبوت کی جو آخر میں ہیں رحمت اللہ کی اور سلام ان سب پر بعضی

العلماء يجب علی المؤمن ان یعلم صبیانہ ونسائہ و خدۃ اسماء الانبیاء الذین ذکرہم اللہ تعالیٰ فی
 علماء کہتے ہیں کہ ہر مؤمن پر واجب ہی کہ اپنی بچوں اور عورتوں اور غلاموں کو ان انبیاء کا نام جگتا ذکر اللہ تعالیٰ نے

کتبہ حتی یؤمنوا بہم ویصدقوا بجمیعہم ولا یظنوا ان الواجب علیہم الایمان بحمد علیہ الصلوٰۃ والسلام
 اپنی کتاب میں کیا ہی کہانی تاکہ وہ ان سب پر ایمان لادیں اور سب کی صداقت کریں اور یہ خیال نہ کریں کہ ایمان صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واجب ہی

فقط لا غیر فان الایمان بجمیع الانبیاء سواء ذکر اسمہ فی القرآن اولہم یدکر واجب علی المكلف فمن
 اور کا نہیں کیونکہ ایمان تمام انبیاء پر لانا قرآن میں ان کا نام مذکور ہو یا نہ ہو مکلف پر واجب ہی ہر جس کی

ثبت تعینہ باسمہ يجب الایمان بہ تفصیلا ومن لم یعرف اسمہ يجب الایمان بہ اجمالا والخامس
 تعین نام ہی ہو گئی ہی اس پر تفصیلی ایمان لانا چاہی اور جس کا نام معلوم نہیں اس پر اجمالی ایمان لانا چاہی اور پانچویں

ما يجب الایمان بہ الایمان بالیوم الآخر والمراد من الایمان بہ العلم بما یكون فیہ من احوال
 جس پر ایمان لانا واجب ہی قیامت کا دن ہی اور قیامت کی دن پر ایمان لانی سی ملازم ہی یقین کرنا اول حالات

مُهَيَّيَّان يُقْعَدَانِ الْعَبْدَ فِي قَبْرِهِ وَيَسْأَلَانِهِ عَنْ رَبِّهِ وَعَنْ دِينِهِ وَعَنْ نَبِيِّهِ وَيَقُولَانِ لَهُ مَنْ

بیت ناک صورت قبر میں مردہ کو بٹھا کر اسی طرح جیتی ہیں بدوردگا کو اور دین کو اور نبی کو اور اوس سی کہیں کون ہا

سربك وما دینك ومن نبیک وسوالهما أول فتنة بعد الموت فمن وفق الى الجواب يكن قربة

تیرا رب اور کیا ہی تیرا دین اور کون ہی تیرا نبی اور اوکلا ہر سوال موت کی بعد پہلا فتنہ ہی سوچو جو آپ کی توفیق ہوئی تو اس کی گور

مروضة من رياض الجنة ومن لم يوفق الى الجواب يكون فبدره حفرة من حفرة

ایک چمن ہی بہشت مین کا اور جسکو جواب کی توفیق نہ ہوئی تو اسکی گور ایک سٹریٹ ہوگا۔ دوزخین کا

الذين هم اذا بعث الناس من قبهم الى الموقف قاموا فيه

پھر جب بنی آدم کو قرون میں سی اوشاکر موقوف میں لہائیں کی اوردہ اوجیکہ کڑی رہینگی

ما شاء الله فاعلموا اذا جاء وقت الحراب يوم بالكتب الى كتبها الكرام الكاتبون لان

جس قدر منہ اس کے ہونے لگا اور جب دقت حساب کا ہو گا تو فکر ہو گا اعلیٰ نامہ دینی کا جو کہ امام کا تین فی لکھ لکھ کر میں اس لیے

[illegible][illegible]

سببی دم جب جی پئی جبروں کی گئی اودھائی کھادی جی و اوٹلو بجی اقبال چہ یارو ہو پئی کی اسو اسو ایتلو پناہ کھال دی جاو ویسی تری اجمال سی جبروں کی

بوی آتیه بمیوه و شوقن سعدی که در این کتاب آمده است به خوبی دیده شده و نام

[illegible]

في النار ومن يوتى كتابه بسمله اومن وراء ظهره وصوف من يشاء فادأوف الناس

ترہی کی ساری درجوں کو نامہ اعمال باین اس میں منجلی یا پس پشت کی طرف سے دور درجہ سنی ہوگی جب ہی آدم اسی انھوں کی جبرور

على عملهم بحاسبون بها فاذ الفصى الحاسب يصب الميزان لورن الاعمال اذ بحاسب

ہو جاوے گی تو پھر اسی حساب ہوگا پھر جب حساب ہو جیسا کہ تو اعمال کوئی لیو اسطیٰ نثر و قافیہ کی جاوے گی اسطیٰ کہ حساب کی

يعلم العبد ما هو المقبول من الأعمال الصالحة وما هو المردود منها وما هو المعفور من الأعمال

معلوم ہوگا بنی آدم کو کونیک عملوں میں سی کو نسا مقبول ہی اور کونسا مرد و بی اور کونسا اعمال بد میں سی معاف ہوا

السبيّة وما هو المأخذ بها وبالوزن يظلم على ما يتوجه إليه من الثواب والعقاب ويعلم مقدّر

اور کونسی بر سزا ہوگی اور تو لینی سی معلوم ہوگا کس عمل پر ثواب ملیگا اور کس پر عذاب ہوگا اور معلوم ہوگا ان کا اندازہ

نُؤَابِ الْمَقْبُولِ مِنَ الْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَمَقْدَارِ عِقَابِ الْمَوَاضِي مِنَ الْأَعْمَالِ السَّيِّئَةِ وَلِذَلِكَ يَكُونُ

ثواب کا اعمال نیک میں سی مقبول کا اور اندازہ عذاب کا اعمال بد میں سی قابل دارگیر کا اسی لئی

بعد الحساب نصب الميزان وقد ورد في النحر ان احدى كفتيه من نور واخرى من ظلمة قال الكفنة

میزان بعد حساب کی قائم ہوگی اور حدیث میں مذکور ہے کہ تیناد کا ایک بڑا نور کا ہوگا اور دوسرا اندھیرا یعنی سیاہ پس ۵

النِّمَّةُ لِلْحَسَنَاتِ وَالْكَفَّةُ الْمَظْلَمَةُ لِلْسَّيِّئَاتِ وَالنَّاسُ فِي الْآخِرَةِ عِلْمُ مَا قَالُوا عِلْمًا عَيْنًا ثَلَاثَةُ أَصْنَافٍ

روشن چارہ واسطی نیکون کی سی اور سپاہ ملکہ اراکھی ۔ پوجا کی اور بنی آدم آخر میں موافق قول ہماری علما کی تین قسم ہوں گی

كفار ومعتقون ومخلوطين أما الكفار فممنوعون من الكوفة المظلة فلا يدخلون حصة

نری کھارے اور نری شقیہ، سرسبز گھا۔ اور ماچا۔ یہ کہہ کر کاف سہاہ ہدیٰ میں رک گیا اور لگا

خلطوا عملا صالحا واخر سيئا فينبئهم النبي عليه السلام حيثما ذكر انفا ثم ينصب الصراط على جهنم
جنہوں کی اعمال نیک اور برک کو طایفہ اور کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کیا ابھی ذکر آچکا پھر صراط کو دوزخ کی اوپر تان دیں گی

قال بعض العلماء يكون طرفه الاول في ارض القيمة وطرفه الاخر في ارض الجنة وارض القيمة تكون
بعضی علماء یہ کہتے ہیں کہ اوسکا پہلا سرا قیامت کی میدان میں ہوگا اور دوسرا سرا بہشت کی زمین میں ہوگا اور قیامت کا میدان

على النار ويكون اجتماع الخلائق باسرمهم عليها ونفقور النار حتى تغلوا من جوانبها وتحيط باهل المحشر
دوزخ کی اوپر ہوگا اور انبوء تمام خلقت کا اوہی جگہ ہوگا اور جس میں آویگی آگ اتنا کہ اوپر جاویگی ہر طرف سے اور گہری لگی اہل عرش کو

حتى لا يبقى للجنة طريق الا الصراط فلا يكون الذهاب الى الجنة الا على الصراط وقد ورد في الحديث
اتنا کہ جنت میں جا نیکی کوئی راستہ نہ چھوگا سوای صراط کی سو کوئی صورت جنت میں جا نیکی نہوگی سوای طریقیہ کو اور حدیث میں آیا ہی

انه ادق من الشعرة واحد من السيف ويجوز ان الناس بقدر اعمالهم يجوز بعضهم كالبرق الخاطف وبعضهم
کہ صراط ہاں سے زیادہ باریک ہی اور تلوار سے زیادہ تیز اور سپر کو لوگ گزریں گی اپنی اپنی اعمال کی موافق بعضی ایسی گزراویں گی جیسی چمک بجلی کی اور بعضی

كالريح العاصف وبعضهم كالفرس الجواد وبعضهم يعدو عدوا وبعضهم يمشي مشيا حتى يكون اخر
مانند آندہی تندگی اور بعضی مانند تیز رو کہوڑی کی اور بعضی خوب دوڑتی ہیں گی اور بعضی چہیتی ہوئی طرعی ہوں گی ایسا کہ سب سے پہلا

من يجوزه يحبوا فيقول يا رب ابطأ لي فيقول الرب تعال ابطأ بك انما ابطأ بك عملك بعضهم
جاویگا کہتا ہوا یہ عرض کریگا یا رب تو مجھ کو دیر لگادی پھر اللہ تعالیٰ فرماویگا میں نے تجھ کو دیر نہیں لگائی تجھ کو تیری اعمال کی دیر لگائی اور بعضی

يجبر جلالة ويتعلق بدها وبعضهم ليسقط على وجهه الى جهة الناس ويتلقونه الزبانية بالسلاسل
اپنی ہاں کی چہیتی ہوں گی دولہا ہتھوں سے پکڑی ہوئی اور بعضی منہ کی بل دوزخ کی اندر گر پڑیں گی اور دوزخ کی موکل اور کوئی بخیر

والاخلل ويقولون له اما نهيت عن كسب الاوزار اما حشرت من عذاب النار فتفكر يا مسكين اذا
اور طرف میں چلے لیں گی اور کہیں کیا تجھ کو کسب سے منع نہیں کیا تھا اعمال سے کیا تجھ کو ڈرایا نہیں تھا دوزخ کی عذاب سے اب تصور کر لی اوسکین جب

نظرت الى جهنم وانت على الصراط مع ضعف حالك وثقل اوزارك على ظهرك والخلائق بين يديك
تو نظر کریگا دوزخ کی طرف اور تو صراط کی اوپر ہوگا حالت تیری ناتوان اور بوجہ گناہوں کا تیری کمر پر اور تمام خلق تیری سامنے

كيف يتزلون ويكبون فتعلو رجلهم وتسفل رءوسهم الى جهة النار وما يكن في اليوم الآخر من احوال الاخرة
کیونکہ اوتریں گی اور گریں گی پہرہاں اوپر کو ہرجاویں گی اور سر نیچے کو دوزخ کی طرف اور سجدہ حالات آخر کی جو قیامت کی دن پیش آویگا

الشراب من الخوض فان لكل نبي حوضا يشرب منه مع امته وحوض نبينا عليه الصلوة والسلام أكبر
حوض میں سے پانی پینا ہی ہر نبی کا ایک ایک حوض ہوگا اوسمیں سے پانی پیو گی اپنی امت کی ساتھ اور ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض سب سے بڑا

من غير متسم الجوانب والزوايا مقدار مسيرة شهر كما روى عن عبد الله عمر بن العاص انه عليه
ہوگا کہلی ہوئی کنارے اور کوئی بمقدار سفر ایک مہینے کی ہر کوئی اوسکی برابر یعنی قائم میں اور اوسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں

الصلوة والسلام قال حوضي مسيرة شهر وزواياها سواء وماءه ابيض من اللبن واحلى من العسل و
نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرا حوض برابر سفر ایک مہینے کی ہر کوئی اوسکی برابر یعنی قائم میں اور اوسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں

ريحه اطيب من المسك وكيزانه كنجوم السماء من يشرب منه فلا يظما ابدا فقد دل هذا الحديث
اور اوسکی خوش بو مشک سے زیادہ پاکیزہ اور اوسکی آنچورہ برابر گنتی آسمان کی ستاروں کی جتنی اوسمیں سے پیا کہی پیا سا ہوگا یہ حدیث پہلا دل دہی

على ان من شرب منه لا يعذب بالعطش ابدا لكن يزاد عنه من بدل وغير لما روى عن سهل بن
کہ جس نے اوسمیں سے پانی پیا اوسکو عذاب پیاس کا کہی نہو دیگا لیکن ہر ہادی جاویں گی حوض پرسی وہ لوگ جنہوں نے دین کو بدلا اور بہت پیدائی اسی کہ روایت ہے

کتاب التوحید

سعدانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال انا فطرکم علی الحوض من مر علی یشرب ومن شرب لایظما ابدا
 سعدی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی میں تمہارا میر منزل ہوں حوض پر جو شخص میری تک اور لگا سو پیر لگا اور جو شخص پیر لگا کہیں پیاسا نہ ہوگا
 لیرون علی اقوام اعرفہم و یعرفوننی ثم یحال بینی و بینہم فاقول انہم منی فیقال لاتدری ما احدثوا
 البتہ آویگی مجھے تک وہ قوم کہ میں انکو پہچانوں گا وہ مجھے پہچانیں گی پھر میری اور انکی پیچ میں ہوتا ہے لگا میں کہوں گا یہ تو میری ہی ہیں جواب لگا آپ کو خبر نہیں انہی
 بعدک فاقول سحقا سحقا لمن غیر بعدی فانہ علیہ السلام انما یعرف امتہ فی ذلک الیوم لیس و دہم
 بعد آپ کی پھر میں کہوں گا دور دور جسنی دین کو بلا میری بعد پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی پہچانیں گی اپنی امت کو اوس روز کہ وہ آویگی آپس
 علیہ غر عجلا من اثر الوضوء کما روی عن حذیفۃ انہ علیہ السلام قال حوضی لہوا شہد بیاضا
 ہاتھ منہ چمکتی ہوئی وضوء کی اثر سی چنانچہ روایت ہی حذیفہ سی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی میرا حوض البتہ بہت سفید ہی
 من التلم واحلی من العسل و انتیہ اکثر من عدد النجوم و انی لاصد الناس عنہ کما یصد الرجل ایل
 برف سی اور بہت شیرین ہی شہد سی اور اوسکی برتن یعنی کوزہ بہت زیادہ ہیں ستاروں کی گنتی سی اور میں البتہ روکوں گا غیر لوگوں کو جیسی روکتا ہی کوئی شخص
 الناس عن حوضہ قالوا یا رسول اللہ اتعرفنا یومئذ قال نعم لکم سیماء لیست لاحد من الادم
 غیر کی اونٹ کو اپنی حوض پر سی پوچھا یا رسول اللہ کیا تم پہچانوں گے ہمارے اوس روز فرمایا ہاں تمہاری چہرہ ایسی ہوگی جو کسی کی تمام امتوں میں ہی نہ ہوگی
 تردون علی غر عجلا من اثر الوضوء فہذہ الاحادیث قد دلت علی کون الحوض یوم القیمۃ حقا لکن
 تم میری پاس آؤ گی ہاتھ منہ چمکتی ہوئی وضوء کی اثر سی ان حدیثوں سی معلوم یہہ ہوا کہ قیامت کی دن حوض حق ہی
 اختلف فیہ هل هو قبل الصراط او بعدہ وهل هو قبل المیزان او بعدہ فقال بعضهم انہ یکون بعد الصراط
 اختلاف میں ہی کہ آیا وہ صراط سی پہلی ہی یا صراط کی بعد اور آیا وہ میزان سی پہلی ہی یا پہچ سی بعضی کہتی ہیں کہ حوض صراط کی بعد ہوگی
 اذ لو کان فی الموقف لما دخل النار من شرب منہ لانہ علیہ السلام قال من شرب منہ لایظما ابدا وقد
 کیونکہ اگر وہ موقف میں ہوتی تو دوزخ میں کہیں نہ جاتا جو اوس میں سی فی لیتا اسلوسی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا ہی جو اوس میں سی پیر لگا کہیں پیاسا نہ ہوگا اور
 ثبت ان بعضا من عصاة المؤمنین یدخلون النار ثم یخرجون منها بسبب الایمان فمتی یکون
 بیشک یہ ثابت ہی کہ بعضی کفار مؤمن دوزخ میں ڈالی جاویں گی پھر اوس میں سی نکلیں گی بسبب ایمان کی پھر انکو دنیا کیب میر ہوگا
 شربہم منہ و ہذا القول لیس بصحیح بل الصحیح انہ یکون فی الموقف قبل الصراط وقبل المیزان لان
 اور یہ قول صحیح نہیں ہی بلکہ صحیح یہ ہی ہی کہ حوض موقف میں ہوگا صراط سی پہلی اور میزان سی پہلی اسلی
 الناس یخرجون من قبرورہم عطاسا فذلک یقتضی ان یکون الحوض قبلہما وقد روی البخاری عن
 کہ نبی آدم قبروں میں سی پیاسی نکلیں گی اسی معلوم ہوتا ہی کہ حوض ان دونوں سی پہلی ہوگا اور بخاری فی روایت کی ہی
 ابی ہریرۃ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال بینا انا قائم علی الحوض اذ امرۃ حتی اذا عرفتمہم خرج رجل
 ابو ہریرہ سی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ایک وقت میں حوض پر کھڑا ہو لگا چاہک ایک گروہ پیدا ہوگا ایسا کہ جب میں انکو پہچانوں گا تو
 من بینی و بینہم فقال لہم ہلم فقلت الی ابن قال الی النار واللہ قلت ما شانہم قال انہم ارتدوا و بعد
 میری اور انکی پیچ میں ایک شخص آجایگا وہ شخص کہیں اوسنی چور میں پوچھو گا کہ ہر کو کہیں دوزخ میں قسم خدا کی میں کہوں گا انکا کیا ہی کہیں یہ لوگ ہم ہی ہی بعد آپ کی
 علی اذ بارہم فقہرۃ ثم اذا مرۃ حتی اذا عرفتمہم خرج رجل من بینی و بینہم فقال لہم ہلم فقلت
 پیر پشت اولی پانوں پھر چاہک ایک گروہ پیدا ہوگا ایسا کہ جب میں انکو پہچانوں گا پیدا ہو لگا ایک شخص پیچ میں میری اور انکی وہ اوسنی کہیں چور میں پوچھا
 الی ابن قال الی النار واللہ قلت ما شانہم قال انہم ارتدوا علی اذ بارہم فلا ری یخلص منہم الا مثل
 کہ ہر کو وہ جواب لگا دوزخ میں قسم اللہ کی میں کہوں گا کیا حال ہی انکا وہ کہیں یہہ پھر ہی ہی پس پشت اپنی سولوں نہیں ہوتا مجھے کہیں آویگی مگر مانند

ہمل النعم یعنی ان من یجوز منہم قلیل قلۃ النعم الضالۃ علی ان اهل بفتحتین جمع ہامل وهو الضال
گمشتہ اونٹ کی مراد یہ ہے کہ جو بچیں گی اونہیں سی تھوڑی ہونگی جیسی اونٹ گمشتہ کہہ کہ ہمل ساتھ زبرا اور مہم کی ہامل کی جمع ہی اور اونکی سنی ہوگی
من الابل قال القریظی فی تذکرۃ نقلا عن شیخہ ہذا الحدیث مع صحۃ اذ دل دلیل علی کون
اونٹ قریظی اپنی تذکرہ میں اپنی استاد سی نقل کر کہتا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بڑی قوی دلیل ہے اسکی
الحوض فی الموقف قبل الصراط لان الصراط مدود علی جہنم یجاز علیہ فمن جازہ یشکر من النار فیکون
کہ حوض موقف میں صراط سی پہلی ہوگی اسلی کہ صراط درخت کی اور پہنچایا ہوا ہوگا اور سپر کو گذر کر جاوینگے یہ ہر شخص اور سپر کی گذر گیا تو درخت سی ہوگا
لہ رجوع الیہا ایدا فکیف یصح ان یدعی الیہا وکذا حیاض الانبیاء تکن فی الموقف لما روی عن ابن عباس
پہرہ کبہٹ کر آوینگے حوض پر پہر کیونکر ہو سکتا ہے کہ اوسکو حوض پر بلاوین اور ایسی ہی حوضیں اور نبیوں کی موقف ہی میں ہوں گی اسلی کہ ابن عباس
انہ علیہ الصلوۃ والسلام سئل عن الوقوف بین یدی اللہ تعالیٰ هل فیہ ماء قال والذی نفسی بیدہ
روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچھا حال وقوف کا سامنی اللہ تعالیٰ کی آیا اوکھ پانی ہی فرمایا قسم اوس ذات کی جسکی قبضہ میں
ان فیہ الماء وان اولیاء اللہ لیردون حیاض الانبیاء ویبعث اللہ تعالیٰ سبعین الف صلیک بائد یحکم
بیشک دہن پانی ہی اور بیشک دوست خدا کی نبیوں کی حوضوں پر پانی ہی ہونگی اور اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے بھیجیں گے اونکی ہاتھوں میں
عصی من النار ین ودون الکفار عن حیاض الانبیاء وھذا الحدیث یدل علی کون حیاض الانبیاء فی
آگ کی لاشیان ہونگی کفار کو نبیوں کی حوضوں پر سی ہشاونگی اس حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ حوض تمام نبیوں کی
الموقف فیلزم منہ ان یکون حوض نبیاء فی الموقف ایضا واذکر من انہ لوکان فی الموقف لما دخل
موقف میں ہونگی اسی لازم آتا ہے کہ حوض ہماری صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی موقف میں ہو اور یہ جو کہتی ہیں کہ اگر حوض موقف میں ہوتا تو ہرگز
النار من شرب منہ فالجواب عنہ ان من شرب منہ من اهل الکبائر ان دخل النار بمشیتۃ اللہ تعالیٰ
دو زخمین بجا جو شخص اوس میں سی پانی پی چکنا تو اسکا جواب یہ ہے ہی بیشک جو شخص اوس حوض میں سی پیوے گا اہل کبیرہ میں سی اگر وہ دو زخمین داخل ہوگا مشیت الہی
لا یعذب بالعطش ولا یحرق النار جوفہ واما الذین یدلوا وغیرہ واحد ثوا صالیس فی شریعتہ علیہ السلام
تو اوسکو پیاس کا عذاب نہیں ہوگا اور آگ اندر سی پیٹ کو نہ جلادے گی اور وہ لوگ جنہوں کی دین کو بدلا اور پٹ ڈالا اور برعتیں پیدا کیں جو شریعت نبوی میں نہیں ہیں
فان کان تبدیلہم فی الاعمال ولم یکن فی الاعتقاد فانہم قد یتعدون عن الحوض فی حال شربہم منہ
پس اگر وہ تبدیل صرف اعمال ہی میں ہی اور اعتقاد میں نہیں ہی تو ایسی لوگ روکی جاوینگے حوض سی ایک وقت پہر ہیوں گی اوس حوض ہی
بعد المغفرۃ وان کان تبدیلہم فی الاعتقاد اختلف فی خلودہم فی النار ومن المعلوم قطعاً ان المخلد فی
بعد بخشش کی اور اگر وہ تبدیل اونکی اعتقاد میں ہی تو اختلاف ہی اونکی دائمی دوزخی ہونگی اور یقینی معلوم ہی کہ دائمی دوزخی
النار لیس الا کافر وقد ثبت ان المطر ودين عن الحوض اصناف المنافقون الذین یظہرون الایمان ویصمرون
سوا کافر کی کوئی نہیں ہی اور بیشک یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حوض پر سی نکالی ہوئی کئی قسم کی لوگ ہوں گی ایک تو منافق جو ظاہر میں ایمان جھلاتی تھی اور
الکفر واهل الکفر والبدع والافہاء والمعلنون بالکبائر والمستخفون بالمعاصی والظلمۃ واعوانہم علی
کفر جیسا کہ تھی اور ظاہر کافر اور بدعتی اور ہوا ہوس پرست اور گناہ کیو ظاہر کر بنوالی اور گناہ کو ہلکا جانتی والی اور ظلم پیشہ اور اونکی مددگار اسلی
روی عن کعب بن عجرۃ انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال لہ یا کعب بن عجرۃ اعیزک باللہ من امراء
کہ روایت ہے کعب بن عجرہ سی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی اوسکو فرمایا اے کعب بن عجرہ تجھ کو خدا کی بناء اول امیر دن سی
یکون من بعدی فمن غشی ابوابہم فصدقہم فی کذبہم واما انہم علی ظلمہم فلیس منی ولست منہ
جو میری بعد ہونگی پس جو شخص اونکی دروازہ پر گیا اور اونکی جھوٹی باتوں کو تصدیق کیا اور ظلم میں شامل ہو کر مددگار بنے نہ وہ میرا اور نہ میں اوسکا

ولا یرد علی الخوض ومن لم یغش ابوابهم ولم یصدقهم فی کذبهم ولم یغتم علی ظلمهم فهو منی وانما منه
اور نہ وہ حوض پر آسکیگا اور جو شخص اونکی دروازہ پر نگلیا اور نہ اونکی چوٹی پر اونکی تصدیق کی اور نہ ظلم پر اونکی مدد کی پس نہ شخص میرا اور میں اونکا
ویرد علی الخوض لیسرنا الله تعالى الوعد علیه والنجاة من النار والسادس مما یجب لایمان به الایمان
وہ ہی حوض پر آسکیگا اسی آسان کر پیر حوض پر جانا اور نجات دی آگ سی اور چینی شی جیسے ایمان لانا واجب ہی ایمان تقدیر کا ہی
بالقدر والمراد من الایمان به العلم بكون كل ما یجری فی العالم من الخیر والشر والنعم والضرو والاسلام
اور تقدیر پر ایمان لانی سی مراد یہ ہی کہ یقین کرنا تمام حالات کا جو عالم میں گذرتی ہیں نیک اور بد اور فائدہ اور نقصان اور اسلام
والکفر والطاعة والعصیان والربح والخسران والاسرادات والخطرات والحركات والسكنات بقضاء
اور کفر اور عبادت اور گناہ اور نفع اور ٹوٹا اور ارادہ اور خطرہ دل اور حرکت اور سکون یہ سب حکم
الله تعالى وقدره فعلى هذا كان الظاهر ان یدکر الایمان بالقضاء ایضاً وانما لم یدکر لكون الایمان
آئی سی اور اوسکی اندازہ سی ہیں اس تقریر کی موافق ایمان قضا پر بھی ذکر کرنا مناسب تھا یہ جو ذکر نہیں کیا تو اس لئی کہ ایمان
بالقدر مستلزماً للایمان بالقضاء اذ القضاء وجود الموجودات فی اللوح المحفوظ اجمالاً والقدر
تقدیر پر بعینہ ایمان قضا پر ہی اسلئی کہ قضا تو وجود ہی تمام موجودات کا لوح محفوظ میں مجمل اور قدر
تفصیل القضاء السابق بايجاد تلك الموجودات فی المواد الخارجية واحدا بعد واحد وقبل القضاء
تفصیل اسلئی قضا کی ہی باعتبار پیدایش اسی موجودات کی مادہ خارجی میں ایک کی بعد ایک آگے پیچھے اور بعضی کہتی ہیں قضا نام
هو الارادة الانزلیة والعناية الالهية المقتضية لنظام الموجودات على ترتيب خاص والقدر تعلق
ارادہ قدیم کا اور خواہش الہی کا جسی سلسلہ موجودات کا خاص ترتیب سی بنا ہوای اور تقدیر متعلق ہونا
تلك الارادة بالاشياء فی اوقاتها الخاصة بها قال الامام فخر الدین الرازی فی تفسیر سورة یوسف اعلم
اوسی ارادہ کا تمام اشیا سی اونکی وقتوں پر جو اونکی لئی مقرر ہو چکی ہیں امام فخر الدین رازی سورہ یوسف کی تفسیر میں کہتی ہیں سبحانی
ان الانسان ما مول بان یراعی الاسباب فی هذا العالم فانه ما مول غالباً بان یحذر من الاشياء المملوكة
کہ انسان کو حکم ہی کہ اسباب ظاہری کو اس عالم میں رعایت یعنی استعمال کیا کری کیونکہ اوسکو حکم ہی اکثر جا کہ بچتا رہی ہنسک چیز دنی
والاخذية المضرة بان یسعی فی تحصیل المنافع ودفع المضار بقدر الامکان ثم انه مع ذلك ینبغی له
اور ایسی غذا اول سی جو ضرر کریں اس طرح کہ اپنی مقدر کی موافق کوشش کر کہ منفعت کی اشیا حاصل اور ضرر چیزوں کو دفع کری یہ تو بھی انسان کو لایق یہہ ہی
ان یراعی الاسباب فی هذا العالم فانه ما مول غالباً بان یحذر من الاشياء المملوكة
کہ انسان کو حکم ہی کہ اسباب ظاہری کو اس عالم میں رعایت یعنی استعمال کیا کری کیونکہ اوسکو حکم ہی اکثر جا کہ بچتا رہی ہنسک چیز دنی
والاخذية المضرة بان یسعی فی تحصیل المنافع ودفع المضار بقدر الامکان ثم انه مع ذلك ینبغی له
اور ایسی غذا اول سی جو ضرر کریں اس طرح کہ اپنی مقدر کی موافق کوشش کر کہ منفعت کی اشیا حاصل اور ضرر چیزوں کو دفع کری یہ تو بھی انسان کو لایق یہہ ہی
ان یراعی الاسباب فی هذا العالم فانه ما مول غالباً بان یحذر من الاشياء المملوكة
کہ انسان کو حکم ہی کہ اسباب ظاہری کو اس عالم میں رعایت یعنی استعمال کیا کری کیونکہ اوسکو حکم ہی اکثر جا کہ بچتا رہی ہنسک چیز دنی

ولیس الیناشی فکیف نذم وکیف نعاقب ثم اجاب بان هذا الوعد من الله تعالى سبب حصول
 ہماری اختیار میں کچھ بھی نہیں ہی بہرہ کو جو کیوں سرزنش ہی اور کیوں عذاب ہوتا ہی بہرہ کو جس سے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی اس دہک ہی کو اعتقاد حاصل ہی
 الاعتقاد فیما وحصول الاعتقاد سبب لہیجان الخوف وھیمان الخوف سبب لتترك الشهوات وترك
 اور اعتقاد حاصل ہونی ہی دل پر خوف الہی خوب طاری ہوتا ہی اور خوف کی جوش ہی شہوات نفسانی چھوٹی ہی اور

الشہوات سبب للوصول الى جوار الله تعالى والله سبحانه وتعالى مسبب الاسباب وفرقتها
 شہوات نفسانی کی چھوٹی سی قربت حاصل ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہی تمام اسباب کا بانی والا اور آراستہ کرنا والا ہی

فمن سبق له السعادة في الازل يتيسر له هذه الاسباب حتى يقوده سلسلته الى الخیر ومن لم يستو
 پہرہ کو ازل میں سعادت فی جالیا اور کو پہرہ تمام اسباب میں ہو جاتی ہیں آخر کو وہ سلسلہ اور کو خیر کی طرف پہنچ لجاتا ہی اور جو

له السعادة يكون بعيدا عن سماع الله تعالى وكلام رسوله وكلام العلماء واذا لم يسمع لا يعلم
 سعادت حاصل نہ ہوئی تو وہ کلام الہی سنی اور نہ کلام اور نہ رسول کی مافی اور نہ کلام علماء کی قبول کرے اور جس سے کچھ نہ سنا تو ہی

واذا لم يعلم لا يخاف واذا لم يخف لا يترك الركون الى الدنيا وشهواتها واذا لم يترك الركون الى الدنيا
 اور جب ہی علم ہوا تو پہرہ کیا خوف ہوگا اور جب کچھ خوف ہی نہ ہو تو دنیا کی رغبت اور اس کی ہوا ہوس کب چھوڑے گا اور جب دنیا کی رغبت

وشهواتها يكون من حزب الشيطان وان جهنم لموعدهم اجمعين المجلس الثامن في بيان
 اور اس کی ہوا ہوس دین ہی نہ گئیں تو شیطان کی کر وہ میں داخل ہوا اور بیشک دوزخ ان سبکی لہجہ کا ہی مجلس آٹھویں بیان میں

من یدخل الجنة ومن لا یدخلها من المطيع للرسول عليه السلام
 اولن لوكون في جنة من جادینگی اور جو شخص بہشت میں نہیں جادینگی رسول علیہ السلام کی فرمان بردار نہ

والخالفه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل امة يدخلون الجنة الا من اى قالوا
 اور مخالفوں میں ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی امیری تمام امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس شخص کی جو منکر ہوا

ومن اى بار رسول الله قال من اطاعنى دخل الجنة ومن عصانى فقد اى هذا الحديث من جحار
 منکر کوں ہی یا رسول اللہ فرمایا جس نے میرا کہا مانا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میرا کہا مانا وہ بیشک منکر ہوا یہ حدیث مصابیح کی

المصابيح رواه ابوهريرة والمراد بالامة في محتمل ان تكون امة الدعوة فعلى هذا فالأبى هو الكافر
 صحیح حدیث میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور مراد امت سی اس حدیث میں شاید کہ امت دعوت ہو اس تقدیر پر منکر کا فر ہی ہیں

فيكون المعنى ان كل من امن بما جئت به من عند الله تعالى یدخل الجنة اما قبل دخول النار
 پہر معنی حدیث کی یہ ہیں کہ جو شخص یقین کرے گا احکام کا جو میں اس کی طرف سے لایا ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا یا تو بعد دن داخل ہونی دوزخ کی

او بعد الخروج منها ومن اى وامتنع عن الايمان بما جئت به من عند الله تعالى لا یدخل الجنة
 یا دوزخ سے نکل کر اور جو شخص منکر ہوا اور بازرہ ایمان سی اولن احکام پر جو میں لایا ہوں اللہ کی طرف سے تو وہ جنت میں ہرگز نہیں جادینگا

اصلا بل يبقى في النار ابدا لا ياد ويحتمل ان يكون المراد بالامة الاجابة فعلى هذا فالأبى هو
 بلکہ ہمیشہ کو دوزخ ہی میں پڑا ہی گا اور شاید مراد اس امت سی امت اجابت یعنی اہل اسلام ہوں اس تقدیر پر منکر وہ ہیں جو

العاصي من امة عليه الصلوة والسلام فيكون المعنى من اطاعنى بعد ما آمن بي وتمسك بسنتي
 گنہ میں مبتلا ہیں امت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اب معنی حدیث کی یہ ہیں جس نے میرا کہا مانا نہیں پر ایمان لا کر اور میری طریق مسنونہ پر عمل کیا

وعمل بشريعتي یدخل الجنة ولا یدخل النار اصلا ومن اى بعد ما آمن بي وامتنع عن تمسك بسنتي
 اور میری شریعت کو میرا وہ جنت میں داخل ہوگا اور دوزخ میں ہرگز نہیں جادینگا اور جو منکر ہوا ایمان لا کر اور میرا سنت کی عمل ہی

والعمل بشریعتی واتبع هواه وضل عن سواء السبیل ببقی فی مشیئة الله تعالى ان شاء یعفو عنه
 اور میری شریعت کی برتتی سی اور بھی لگا اپنی ہوا ہوس کی اور بیکاسید ہی راہ سی توروہ خدا کی مشیت میں ہی چاہی اوکو معاف کر کی
 ویدخل الجنة بلا عذاب وان شاء یدخله النار ویعذب به فیها بقدر ذنبه ثم یمخرجه منها ویدخل
 بلا عذاب جنت میں داخل کری اور چاہی اوکو دوزخ میں داخل کری اور موافق گناہوں کی اوسمین عذاب دیکر پھر اوسمین سی نکال کر جنت میں داخل کری
 الجنة والحاصل ان من اطاع مولاه وجاهد نفسه وهواه وخالف شیطانہ ودنیاه یمکن
 اور حاصل یہ ہے کہ جسسی اپنی مولیٰ کی اطاعت کی اور مجاہدہ کیا اپنی جان سی اور ہوس سی اور مخالفت کی شیطان اور دنیا سی تو
 الجنة منزله وما وره ومن تمادی فی غیہ وعصیانہ وارضی فی الدنیا زمام طغیانہ ووافق
 جنت اوس کی کا گھر اور ٹھکانا ہی اور جو شخص کسپا اپنی کجی اور نافرمانی میں اور تبسلی ڈال دی دنیا میں باگ سرکشی کی اور پیروی کرتا رہا
 هواه فی لذاته وشهواته یمکن النار اولی به اذ قال الله تعالى فاما من طغى واثر الحیوة الدنیا فان
 اپنی خواہش کی لذت اور شہوات میں تو دوزخ اسکی لایستوار ہی اسکی کہ اندر تعالیٰ فی فرمایا ہی سو جسسی شرارت کی اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا سو
 الجحیم هی المادی واما من خاف مقام ربہ وظی النفس عن الهوی فان الجنة هی المادی وروی عن
 دوزخ ہی ہی ٹھکانا اور جو کوئی ڈر اپنی رب کی پاس کھڑی ہونی سی اور روکا جی کو چاؤسی سو بہشت ہی ٹھکانا اور روایت ہی
 ابی ہریرۃ انه علیه السلام قال لا یدخل النار الا شقی قیل ومن الشقی لا رسول الله قال من لم یح
 ابو ہریرہ سی کہ رسول علیہ السلام فی فرمایا دوزخ میں کوئی داخل نہوگا سوای شقی کی کسینی پوچھا شقی کون ہوتا ہی یا رسول اللہ فرمایا جسسی
 الله بطاعة الله ومن لم یترک له معصیته فهو شقی وروی عن شداد بن اوس انه علیه السلام
 خدا کی واسطی طاعت کی اور جسسی اوسکی خوف سی گناہ کو نہیں رواہ شقی ہی اور روایت ہی شداد بن اوس سی کہ رسول علیہ السلام فی فرمایا چاہا طاعت
 قال الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی على الله فانه
 وہ ہی جسسی خدا کی واسطی اپنی جان چکا دی اور آخرت کی واسطی عمل کیا اور عاجز نادان وہ ہی جو اپنی جان سی ہوا ہوس کی چچی پلڑا اور اوس سی بجا آرزو کی
 علیه الصلوة والسلام بین فی هذا الحدیث ان العاقل من بذل نفسه ویجعلها مطیعة لامر
 رسول علیہ الصلوة والسلام فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ ہوشیار وہ شخص ہی جو خواہ کر ہی اپنی جان کو اور اپنی جان کو امر الہی کی تابع بنادی
 الله تعالى ویجاسبها فی الدنیا قبل ان یحاسب فی الآخرة فان وجدها علمت خیرا یشکر الله تعالى
 اور اوسکا حساب دنیا میں سمجھ لی آخرت میں حساب ہونی سی پہلی پھر اگر معلوم ہو کہ اوسی اعمال خیرین ہی تو اسد کا شکر بجا لادی
 وان وجدها علمت شررا یتغفر الله تعالى ویتوب الیه ویبأسف علی ما ضیع من عمره ویستعد
 اور اگر یہ معلوم ہو کہ اعمال بد گئی ہیں تو اسد سی بخشش طلب کری اور اوسکی طرف رجوع کری اور اتنی عمر کی بریادی برافسوس کری اور اپنی آخرت کی لٹی سلاں لگا
 لعاقبة امره بالتوجه الی صالح عمله والتصل من سالف زلله ولاشتغال بعبادة ربہ فی جمیع احواله
 نیک عمل کی طرف متوجہ ہو اور گدیری ہوئی لغزشوں سی بینا رہو اور اپنی برزخ کار کی عبادت کا ہر وقت مشغول رہی
 فهذا هو الزاد لیوم المعاد والاحق من یقصر فی امر مولاہ ویسعی فی تحصیل هواه وهو مع تقصیرہ
 یہہ ہی توشہ معاد کی دن کا اور احق وہ ہی جو اپنی مولیٰ کی کھانا میں من قصور اور ہی خوش حاصل کر نہیں کوشش کری اور وہ تپہ ہی کہ
 فی طاعة ربہ واتباع شهوات نفسه یمتنی علی الله تعالى فهذا هو الغرور لانه تعالى امره وکی ثم
 اپنی رب کی طاعت میں قاصر ہی اور اپنی نفس کی خواہش میں لگا چلا جاتا ہی اسد سی آرزوین مانگتا ہی بس غرور یہہ ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ فی امر ہی کیا اور نہ ہی کی پھر
 قال وان لیس للانسان الا ما سعی وروی عن ابی ہریرۃ انه علیه الصلوة والسلام قال ما من احد یغنی
 فرمایا اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی جو اوسنی کیا اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی
 فرمایا ایسا کوئی نہیں جو کر

الاندم قالوا وما ندمته يا رسول الله قال ان كان محسناً ندم ان لا يكون ازداوان كان
 بچتا وی نهین عرض کیا بچتا و کیا ہو گا یا رسول اللہ فرمایا اگر وہ شخص نیکو کاری تو بچتا دیکھا کہ مینی کیوں نہیں زیادہ عمل کیا اور اگر
 صسیٹا ندم ان لا يكون نزع في ايها العاقل لا تضيق عمرک في الغفلة فاجتهد في تحصيل متعة
 برکاری تو بچتا دیکھا کیوں نہیں باز رہا پس ای شخص ہوشیار غفلت میں اپنی عمر برباد مت کر سامان آخرت کی پیدا کر لی میں کوشش کر
 الاخرة قبل ان يحجى يوم لا تقدر على تحصيلها في ذلك اليوم فانك عن قريب تغاين ذلك اليوم فتندم
 اس ہی پہلی کورہ دن آج ہی کہ پھر چھو اوس روز حاصل کر لی کیجیہ طاقت نہی تو ابھی نزدیک اوس دن کو دیکھ لیگا
 على ما فات من عمرک ولا ينفعك الندم قال الامام الغزالي في رسالته المسماة يا ايها الولد اني رايت
 غفلت میں عمر برباد کئی ہوئی پچھتاؤ اوس ندامت سی کجیہ فائدہ ہوگا امام غزالی اپنی رسالہ میں ابوالولہ جسکا نام ہی کہتی ہیں مینی
 في الانجيل ان الميت من ساعة ان يوضع على الجنازة الى ان يوضع في القبر يمشي في الجنة
 انجیل میں دیکھا ہی کہ مردہ سی اتنی عرصہ میں کہ اوسکو جنازہ پر رکھ کر قبر کی کناری پر لیجا کر کہیں اللہ تعالیٰ اپنی عظمت سی
 بعظمته اربعين سوا اوله يقول عبدی طهرت منظر الخلق سنين وما طهرت منظر
 چالیس سواول پر چتا ہی پہلی یہ ہی فرماتا ہی امیری بندی پاکیزہ کیا تو فی اپنی تن بدن کو برسوں تک اللہ میری نظر گاہ کو
 ساعة فانه ينظر في قلبك كل يوم ويقول ما تصنع بغیری وانت محفوف بخیری اما انت صم
 ایک دم ایک کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر روز تیری دلی طرف دیکھتا ہی اور فرماتا ہی تو کیا کیا کرتا ہی اور دل کی واسطی اور تو کہرا ہوا ہی میری انعام سی کیا تو بہرا ہی
 لا تسمع وقد قال ابو سليمان الداراني لو لم يبك العاقل فيما بقي من عمره على فوات ما مضى منه
 سنتا نہیں ابو سلیمان دارانی کہتی ہیں اگر عاقل افسوس سی نہ دوی اپنی بقیہ عمر میں بی عبادت غفلت میں گزری ہوئی عمر پر
 في غير الطاعة لكان خليقا ان يحزنه ذلك الى الممات قال الامام الغزالي انما قال هذا لان
 نزاو سکولایت ہی کہ مرنی دم تک اس ہی غم میں رہی امام غزالی کہتی ہیں ابو سلیمان فی یہ بات اسلٹی کہی ہی کہ
 العاقل اذا ملك جوهرة نفيسة وضاعت منه في غير فائدة يبكي عليها لا محالة فاذا ضاعت
 عاقل کو اگر کوئی نفیس جوہر اچھا ہی اور پیرودہ اوسکی انہ سی بی فائدہ جاتا ہی تو بیشک اوسکی غم میں روتا ہی بہر اگر وہ جوہر
 منه وصار ضياعها سببا لهلاكه يكون بكاءه اشد فكل ساعة من العمر بل كل نفس منه
 بی فائدہ گم ہو کر باعث ہوا اوس شخص کی تباہی کا تو ابھی زیادہ تر و تارہ لیگا بس ہر ساعت عمر کی بلکہ ہر دم عمر کا
 جوهرة نفيسة لا خلف لها ولا بدل لها لانها صالحة لان يوصلك الى سعادة الابد وينقذك
 ایک نفیس جوہری جسکا نہ کچھ عوض ہی اور نہ بدلہ کیونکہ وہ عرس قابل ہی کہ چھو سکوات ابدی میں یہ جاوی اور
 من شقاوة السوء وای جوهرا نفس من هذه الجوهرة فاذا ضيعتها في الغفلة فقد خسرت خسراناً
 شقاوت داعی سی بچاوی اور کو نسا جوہر اس جوہری زیادہ نفیس ہوگا جب توفی اسکو غفلت میں برباد کیا تو تو صرا بڑی ہی ٹوٹی میں
 مبيناً فاذا صرفتها الى المعصية فقد هلكت هلاكاً مبيناً فان كنت لا تبكي على هذه المعصية
 مبتلا ہوا پھر اگر توفی اوسکو گناہوں میں صرف کیا پھر توفی چھو کہ تو خوب نباہ ہوا پھر اگر تواس خطا پر افسوس کر کی نہیں روتا
 فذلك لجهلك فنصيبك لجهلك اعظم من كل مصيبة تكن الجهل مصيبة لا يعرف صاحبها
 تو بہہ تیری جہالت ہی تیری جہالت کی مصیبت تمام مصیبتوں سی بدتر ہی لیکن جہالت ایسی مصیبت ہوئی ہی کہ جاہل و سکو
 كونه مصيبة لان نوم الغفلة يحول ببدنه وبين معرفته والناس بينا ما اذا ماتوا انتبهوا
 مصیبتا نہیں سمجھتا کیونکہ خواب غفلت جاہل ہو کر نہیں سمجھی رہی اور آدمی اب تو سوتی ہیں جب مرینگے تو جاگینگے

فعد ذلك بيكشف لكل مفلس افلاسه ولكل مصاب مصيبته فان الناس في الآخرة ينقسمون الى عدة

اقسام القسم الاول قسم الفائزين وهم الذين قال الله تعالى فيهم **فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ** قال النبي عليه السلام حكاية عن الله تعالى اني اعددت لعبادي

شبهات انهم يكونون كمن يولد له ولد او كما هو عمل كرتي تبي

نبي صلى الله عليه وسلم الله تعالى اني اعددت لعبادي

الصالحين ما لا عين رأت ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر والقسم الثاني قسم الهالكين وهم

الذين كنوا بالحق ولم يصدقوا به فان سعادة الآخرة لا تكون الا في القرب من الله تعالى والنظر اليه

وذلك لا يحصل الا بالمعرفة التي يعبر عنها بالايمان والتصديق وهم لما كنوا بالحق ولم يصدقوا به

كانوا بعيدا عنه وهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون وكل محجوب عن ربه يكون هالكا معذبا بان الفراق

قواس سعادته دور دور وگي اورده اپنی ربی اوس روز البتہ اوٹ میں ہونگی اور جو شخص اپنی ربی اوٹ میں رہا ہاک ہووگا جدائی کی آگ میں

وناسر جهنم ابدا لا ياد والقسم الثالث فيه قسم المعدنين وهم الذين تحلوا باصل الايمان لكنهم قصر في العمل

اور روزخ کی آگ میں ہمیشہ کوٹھتا رہیگا اور تیسرے قسم میں وہ جو عذاب دی جاوے گی وہ لوگ ہیں جنہوں کی اصل ایمان تو حاصل کیا پر عمل میں جو سزاوار

بمقتضاه فان اس الايمان التوحيد وهو نفي الشرك وهو اعتقاد العبدان الله تعالى واحدا في ذاته و

ايمان کی تہا کو تہا ہی کی کیونکہ جو اعظم ایمان کا توحید ہی یعنی نفی شرک کی اور وہ یہ ہے کہ آدمی یہہ اعتقاد کری کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی اپنی ذات اور صفات

وافعاله وكل ما يظهر في العالم لا يظهر الا بعلمه وامراده وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو فعلى هذا

اور افعال میں اور عالم میں جو گزرتا ہی ہر گز نہیں پیدا ہو سکتا بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا کرنی کی اور پختہ کی سوا اوسکی اور کوئی نہیں ہی اس تقریر کی لائق

كل من يقول لا اله الا الله يصير كانه يقول اني اعتقدت انه تعالى واحد في ذاته وصفاته وافعاله

جو شخص نہایت کہنا ہی لا اله الا الله گویا وہ کہتا ہی میں فی یقین کیا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال میں

ولا يظهر في العالم شيء الا بعلمه وامراده وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو وان التزم عبادة

اور عالم میں کوئی امر پیدا نہیں ہو سکتا بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا کرنی کی اور کوئی نہیں سزاوار پرستش کا سوا اوسکی اور میری ذمہ ہی اوسکی عبادت

ولا اعبد الاياه وبعد هذا الاعتراف كل من اتبع هواه فقد اتخذ الهه هواه وهو موحد بلسانه

اور میں کسی عبادت نہ کرو گسا سوا اوسکی اور یہہ اقرار کر کہ جو شخص اپنی ہوا ہوس کی پیچی پڑی تو اوسنی بیشک اپنا معبود ہوا ہوس کو کہلایا اب وہ شخص فقط زبانسی

فقط والتوحيد لا يكمل الا بالاستقامة عليه ومن لم يستقم عليه ولو في امر يسير بل اتبع هواه

توحید کا قائل ہی اور توحید بدون استقامت کی پوری نہیں ہوتی اور جو شخص توحید پر قائم نہ رہی اگرچہ اتنی کاد میں بلکہ وہ اپنی ہوا ہوس کی پیچی

ولو في فعل قلیل يكون خارجا عن سواء السبيل وذلك قاصر في كمال التوحيد ولعدم خلوه بشر عن

اگرچہ چھوٹی سی کار میں وہ سید ہی رستہ سی سیراہ ہی اور اتنی کال توحید کو بلا لگتا ہی اور اسہل کی کہ اکثر آدمی اکثر اوقات کامل توحید پر

ذلك في غالب الامر قال الله تعالى **وَأَنَّ هَٰؤُلَاءِ لَكَا فَيَكُونُ** ويرود كل احد على النار متيقنا وانما

تو اکثر ہی کہتا ہی ایسا کوئی نہیں جو اس پر گزری پس یقیناً آگ سب کی گزرگا ہی

قائم نہیں رہتی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

اور ہر مہلت کہ اوسکی نصیبت معلوم ہو جا گی بیشک بنی آدم آخرت میں کئی قسم پر ہوں گی

بہلی قسم وہ جو اپنی ہوا کو پیچی دی وہ لوگ ہیں جنکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

سوسے جیکو معلوم نہیں جو چہا دہری دہری دہری

دوسری قسم وہ جو اپنی ہوا کو پیچی دی وہ لوگ ہیں جنکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

سوسے جیکو معلوم نہیں جو چہا دہری دہری دہری

دوسری قسم وہ جو اپنی ہوا کو پیچی دی وہ لوگ ہیں جنکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

سوسے جیکو معلوم نہیں جو چہا دہری دہری دہری

دوسری قسم وہ جو اپنی ہوا کو پیچی دی وہ لوگ ہیں جنکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

سوسے جیکو معلوم نہیں جو چہا دہری دہری دہری

دوسری قسم وہ جو اپنی ہوا کو پیچی دی وہ لوگ ہیں جنکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

سوسے جیکو معلوم نہیں جو چہا دہری دہری دہری

الشك فيمن يخرج منها وقد جاء في بعض الاخبار ما يدل على ان اخر من يخرج منها يخرج بعد سبعة الاف
سنة من ان يكون كون نجات يادىك بعضى حديثون بين اليسا آياى جتى بهر معلوم هوتاى كه سببى چيى دوزخين مى نكلى والا سات هزار برس كى بعد نكلى كا
سنة وبعضهم يجوز منها كبرق خاطف فلا يكون له فيها لبث وبعضهم يمكث فيها لحظة ودين اللحظة
او بعضى اومين مى ايسى كز جا وينيگى جيسى چكى بجلي ايسى شخصكو دوزخ مين دزه بهر رنگ نهوگى اور بعضى دوزخ مين لحظة بهر شريگى ايك لحظة مى
وسبعة الاف سنة درجات متفاوتة من اليوم والسبوع والشهر والسنة والسنتين وسائر العدة
سات هزار برس كى اندر اندر بهر شريگى متفاوت بين جيسى ايك دن يا ايك هفته يا ايك مهنه ايك برس دوبرس اودا قى تمام گنتى
واما الاختلاف بالشدة فلانهاية لاعلايه وادناه المتعديب بالمناقشة في الحساب فان اختلاف عذاب
اورم حال سختى كا اوسكى اعلى درجه كا تركيه بهر شريگى ناهين اورم سى كم عذاب حساب كى گرفت سى سختى سى كيونكه اختلاف آخرت كى عذاب كا
الآخرة وثوابها بحسب قوة الايمان وضعفه وكثرة الطاعات وقلتها وكثرة الذنوب وقلتها وشواهد
اور ثواب كا موافق ايمان كى قوت اور سختى كى به اور باعتبار زيادتى اور كوناى عبادت كى اور بجاى كثرت اور قلت گنا هوگى اور گناه
هذا في القرآن قوله تعالى اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم اليوم وقوله تعالى وان ليس للانسان الا
اسكى قرآن مين بين قول الله تعالى كا آج بولادى جادىگى هر جان جو جوادى كيا تها آج ظلم مين به اور قول الله تعالى كا اور بهر كه آدمى كوده بهى متاى
ما سمعى وقوله تعالى فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره وغير ذلك مما ورد في كتاب
حكايا اور قول الله تعالى كا جسى دزه بهر بهلانى كى وه ديكه ليگا اور جسى دزه بهر برانى كى وه ديكه ليگا اور سواى اسكى جو اور كتاب مجيد مين -
لله تعالى وسنة رسوليه من كون الثواب والعقاب جزاء الاعمال فعلى هذا كل من احكم اصل الايمان
اور سنت رسول ينى حديث مين واردي كه ثواب اور عذاب دونو بدلائلى كا بهى بس اس بيان كى موافق جسى اصل ايمان كو درست اور حكم كيا
واحسن جميع الفريض التى هي الاسكان الخمسة للاسلام باتيان كلمتى الشهادة واقامة الصلوة وايتاء الزكاة
اور تمام فريض چيى طرح ادا كنى يعنى بانجون ركن اسلام دونو كلمتى شهادت كى پڑهى اور نماز كو فایم ركهى اور زكوة ادا كرتا را
وصوم رمضان وجب البیت واجتناب الكبائر ولم يصدر منه الا صغائر متفرقة من غير ان يصر عليها
اور روزى رمضان كى ركهى كيا اور حج بيت الله كيا اور كبيره گنا پونى بچتا را اور اوسى سواء متفرق صغيره بدون اصرار كى يعنى دهره جالى كى كو نكلى
وادنى معنى اسركاب الكبائر والا صرار على الصغائر بمعنى الاكثر فيها سواء كانت من نوع واحد ومن
اورم سى كم كبيره عمل كرنى سى اور صغيره پر اصرار كرنى سى مراد بهر بهى كه اكثر اوقات اومين بهر بهى برا بهر بهى كه وه گناه ايك بهى طرح كا هو يا
النوع مختلفة يشبه ان يكون عذابه بالمناقشة في الحساب فاذا حوسب برزخ حسناته على سيئاته
كئى طرح كى بطن تو قريب به يقين بهى كه ايسى شخص كا عذاب حساب مين سخت گيرى كا هو بهر جب حساب هو چيگىا تو اوسكى حسنات كو برايون پر غلبه كا وگىا
اذ قد جاء في الحديث ان الصلوات الخمس والمجعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لما بينهن
اسوسلى كه حديث مين آياى كه يهكط بخون نمازين اور جمعة اكلى جمعة تنك اور رمضان اكلى رمضان تنك اونارڈا التى مين چيى صغيره كى گنا هوگو
سوى الكبائر وكذا اجتناب الكبائر مكفر للصغائر بحكم نص القرآن وهو قوله تعالى ان تجتنبوا كبائر
سواى كبيره گنا هوگو كى اور ايسى بهى كبيره گناه سى بچتى رهتا اونارڈا التام صغيره كو قرآن كى صاف حكم سى وه بهر قول الله تعالى كا بهى اگر تم بچتى بهوگى ترى علمنى
ما نهون عنه تكفر عنكم سيئاتكم واول درجات التكفير ان يدفع العذاب اذ الم يدفع الحساب
جو تنك منع هوئى مين تو هم اونارديگى تنسى گناه تمهارى اورم سى كم درجه معافى كا بهر بهى كه عذاب موقوف هو اگر حساب موقوف نهو
وكل هذا حاله يكون من ثقلت موازينه فهو في عيشة راضية هذا حال من اجتناب جميع الكبائر
اور ايسى بهى لوگ هوگى جنى تولين بهارى هوگى سوده نهايت پسنديده آرام مين بين بهر حال تو اوسكا بهى جو تمام كبائر سى بچتا را

وادی جميع الفرائض واما من ارتكب بعضا من الكبائر وترك بعضا من الفرائض فانه ان تاب توبة
 اور کسی تمام فرائض ادا کئی اور بعضی کچھ کچھ کیونکہ گناہ ہی کئی اور کوئی کوئی فرض ہی اور انکیا تو ایسی شخص فی اگر کامل توبہ کی
 نصوحا قبل قرب الاجل یتحقق فمن لم يرتكب ذنبا لان التائب من الذنب كمن لا ذنب له والثوب المغسول
 حالت نزع سی پہل - توبہ اور توبہ شامل ہی جس کوئی گناہ نہیں کیا اس کی گناہ سی توبہ کر نیوالا ایسا ہی جیسی بی گناہ اور دہویا ہو اکثر ایسا توبہ ہی
 كالثوب الذي لم يتوسخ وان لم يبت بل مات قبل التوبة فامره محط عند الموت اذ ربما يكون موته على
 جیسی پہل نہیں ہوا اور اگر توبہ نہیں کی بلکہ توبہ ہی پہل کر گیا تو اس کی حق میں رقی دقت کا اندیشہ ہی اس واسطی اکثر اوقات ایسی موت
 الاصل بسبب الزوال ايمانه فيحتمل له بسوء الخاتمة ويبقى في جهنم ابدا لا يباد وان لم يحتمل له سوء الخاتمة
 اسرار پر باعث ایمان کی زوال کی ہوجاتی ہی پہر اس کا خاتمہ بد ہوگا اور ہمیشہ کو درخ میں پڑا رہی گا اور اگر اس کا خاتمہ بد نہ ہو
 بل مات على الايمان فان لم يعف الله تعالى يعذب عذابا يزيد على عذاب المناقشة في الحساب ويكون
 بلکہ ایمان سی ہوا پہر اگر اسد تعالیٰ فی معاف نکلیا تو اس کو ایسا عذاب ہوگا جو حساب میں سخت گیری کی عذاب سی زیادہ ہو اور
 كثرة العقاب من حيث المدة بحسب كثرة الاصرار ومن حيث الشدة بحسب شدة قيمه الكبائر ومن حيث
 افزایش عذاب کی درازی مدت سی باعتبار زیادتی اصرار کی ہوگی اور افزایش سختی میں باعتبار سختی گناہ کی ہوگی اور
 اختلاف النوع بحسب اختلاف انواع المعاصي وعند انقضاء مدة العقاب ينزل في درجات اصحاب
 تبدیل عذاب کی باعتبار تبدیل گناہ کی یعنی جیسا گناہ ویسا ہی عذاب ہوگا اور بعد گزرجانی مدت عذاب کی وہ شخص اور کئی مرتبہ میں شامل ہو دیکھا جیو
 اليمين وفي الخبر ان اخر من يخرج من النار يعطى مثل الدنيا كلها عشرة اضعاف ولا يخرج من النار الا موحدا
 اسمان نام و اسنی انتہی تکلیف کی اور حدیث میں ہی کہ سب سی پیچھی جو درخ سی باہر او لیگا اس کو تمام دنیا سی دس گونہ زیادہ عنایت ہوگا اور درخ میں ہی سوار ہونے کی
 وليس المراد من الموجد من يقول بلسانه لا اله الا الله فقط لان اللسان من هذا العالم الذي يعبر عنه
 کوئی خلاص نہ ہو لیگا اور موحدی م اور وہ شخص نہیں ہی جو صرف ذاتی لالہ اسد کہا کری اس کی زبان کہ اس عالم کا ہی جیو
 بعالم الملك والشهادة فلا ينفع النطق به الا في هذا العالم حيث يدفع سيف المسلمين عن رقبتهم وايدى
 عالم ملک اور شہادت کہتی ہیں سوز بانی کلمہ پڑھنی سی صرف اس عالم میں فائدہ ہوگا اس واسطی کہ تلوار مسلمانوں کی اوکی گردن سی دور رہی گی اور اہل حق
 الغانمين عن ماله ومدة الرقبة والمال مدة الحقة واذ لم يبق الرقبة والمال لا ينفع النطق به وانما ينفع الصديق
 غنیمت کر نیوالوں کا اسکا سی الگ ہی گا اور گردن اور مال تو زندگی بہر ہی پہر جب گردن اور مال نہ رہیں گے یعنی بعد موت کی وہ کلمہ پڑھنا کچھ کام نہ آلیگا
 في التوحيد وكما لا يستقامة على فعل المأمورات وترك المنهيات ولا ياتي ذلك الا بغلبة اليقين
 توحید میں صرف تصدیق کام آوگی اور کمال توحید کا مامورات کی عمل کرنی پر اور منہیات کی ترک کرنی پر قائم رہنی سی ہی اور یہ نہ ہونے حاصل نہیں ہو
 على القلب بعد نفي الشك عنه فان من غلب على ظنه ان من يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة
 جب تک کہ یقین غالب نہ ہو اور شک لین سی بخا تار ہی کیونکہ جسکی گمان میں یہ بات جم گئی کہ جو ذرہ بہر پہل کی کو عمل میں لاو لیگا وہ دیکھ لیگا اور جو ذرہ بہر
 شريرة لا شك ان يحرص على تحصيل الطاعات ويحفظ قليلها وكثيرها ويترك الذنوب والسيات
 سو دیکھ لیگا تو بیشک وہ شخص جہان تک بنی عبادت کو حاصل کر لیگا اور عبادت میں سی تمام چھوٹی اور بڑی کحفاظت کر لیگا اور تمام گناہ اور برائیوں کو چھوڑ لیگا
 ويجتنب صغيرها وكبيرها وقليلها وكثيرها وهذا هو الايمان الحقيقي والتوحيد اليقيني والناس في هذا
 اور تمام صغیرہ اور کبیرہ سی اور تھوڑی اور بہت سی پیچھا اور یہ ہی حقیقی ایمان اور یقینی توحید ہی اور آدمی اس توحید کی اندر
 التوحيد متفان وتون فمنهم من له توحيد مثل الجبال ومنهم من له توحيد مثل دينار ومنهم من له توحيد
 مختلف درجہ کی ہیں بعضی وہ ہیں جسکی توحید برابر پہاڑ کی ہی اور بعضی ایسی ہیں جسکی توحید برابر دینار کی ہی اور بعضی ایسی ہیں جسکی توحید

مقدار خردله و ذره فسن فی قلبه مثقال دینار من ایمان فهو اول من یمخر من النار و اخر من یمخر
برابر دانه را می آید و ذره که می آید در میان دل من ایمان برابر دینار کی می آید و سبسی پہلی روز خ کی اندر سی باہر آویگا اور سبسی پہلی روز خ کی
منہا من فی قلبه مقدار ذرۃ من ایمان و اکثر ما یدخل الموحدين النار مظالم العباد و قد جاء فی الاثر
اندر سی وہ نکلیگا جسکی دل میں ایمان برابر ذرہ کی ہی اور سو حدادی اکثر دوزخ میں بسبب حق العباد کی جاوینگی اور حدیث اثر میں آیا ہی
ان العباد لیوقف بین یدی اللہ تعالیٰ وله حسنات امثال الجبال لو سلمت له لکان من اهل الجنة فیقوم
کرا ایک شخص سامنی اللہ تعالیٰ کی کھڑا ہوگا اور اسکی حسنات پہاڑ کی برابر ہوں گی اگر وہ سب اسکی ہی پی بہتین تو بیشک جنتی ہوتا پہراوکی
اصحاب المظالم فکان قد سب هذا وضرب هذا واستخدم هذا واخذ مال هذا فیقض من حسناته
مدعی کھڑی ہوگی اوسنی اسکو گالی دی تھی اور اسکو مارا تھا ایک سی خدمت کی تھی کیسا مال چھین لیا تھا اب ان سبکا بدلہ اسکی حسنات میں سی
حتی لا یبقی له حسنة فیقول الملائكة یا ربنا قد فینت حسناته وبقی الطالبون کثیر فیقول اللہ تعالیٰ
آخر اسکی پاس کچھ ہی نہیں بچگا پہر فرشتی کہیں گی یا الہی اسکی حسنات تو ہوں
القوام سبیا تھم علی سیاتہ وصکوالہ صکا الی النار وکما یھلك الظالم بسببہ غیر بطریق القصاص
اوکی گناہ اسکی ذمہ پر رکھو اور اسکی ہی دروازہ دوزخ کا کہول دو اور جیسی ظالم غیر وکی گناہ سی یعنی بدلہ میں مارا جاتا ہی
فکذلک ینجو المظلوم بحسنة الظالم اذ تنقل حسنة الیہ عوضا عما ظلم بہ واذ انقصر هذا فالنار
ایسی ہی مظلوم ظالم کی حسنة سیچ جاتا ہی جہ ظالم کی حسنة نظام کی بدلہ میں معلوم کو طاقی میں جب یہ بات پڑی تو رسول پر آجی
علی کل مسلم البذل الی محاسبة نفسه کما روی عن عمر الخطاب انه قال حاسبوا انفسکم قبل ان
کہ جلد اپنی ذات کا حساب سمجھ لی چنانچہ روایت ہی عمر بن الخطاب سی کہ فرماتی ہیں ایسا حساب سمجھ رکھو پہلی
تحاسبوا ورنوا انفسکم قبل ان توتوا فانکم ان کنتم تحاسبون انفسکم الیوم وترونها للعرض الکبر
حساب دینی سی اور اپنا کیا قول رکھو پہلی قول دینی سی کیونکہ اگر تم آج ایسا حساب سمجھ لوگی اور دینی وقت کی واسطی قول رکھوگی
یکون الحساب علیکم خذ الھون و لغضون یومئذ ولا تخفی علیکم خافیة وطریق المحاسبة ان
توکل کو حساب تم پر بہت آسان ہوگا اوسدن سب سامنی ہوگا کوئی بات چھپی نہ ہوگی اور حساب سمجھنی کا بہت ذہنی سی
ینظر المرء فی حوالہ هل علیہ شئ من حقوق اللہ تعالیٰ وحقوق الناس ام لا فیقضي ما فاته من فرائض
کہ آدمی اپنی حال میں غور کری آیا مجھے کوئی حق اللہ
اللہ تعالیٰ یرد المظالم حبة حبة ویستحل کل من تعرض له بیدہ ولسانہ وقلبه بان اساء له الظن
الہی رہ گیا ہو اور حق العباد کا دانہ دانہ ہمیر دی اور معاف کر لی ہر ایک سی جسکو ستا یا ہوا تھہ سی اور زبان سی اور دل سی اسطوریہ اسکی حق میں بدگانی کی
ویطیب قلوبہم حتی یبوت ولم یبق شئ علیہ من حقوق اللہ تعالیٰ وحقوق العباد ویدخل الجنة بغير
اور انکا دل خوش کردی آخر ایسی حال میں مری کہ اسکی ذمہ پر کوئی حق اللہ اور حق العباد باقی ہی نہ ہو اور بہشت میں فی
حساب یسرنا اللہ بفضلہ المجلس التاسع فی لزوم الاتباع للنبی صلی اللہ علیہ
حساب چلا جا الہی اپنی فضل سی ہمراہ سان کردی نون مجلس ضروری ہونی میں اتباع نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم فیما جاء بہ وفیہ تحقیق قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم
وسلم کی تمام احکام میں جبرائی میں اور سمن تحقیق ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مؤمن نہیں ہوگی کوئی نہیں سی
حتی یکون ہواہ تبع لما جئت بہ هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص
جہیک ہودی خواہش اسکی مطابق میری لائی ہوئی کی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی روایت سی

معناه ان احکم لا يبلغ درجۃ کمال الايمان حتى يخالف هواه ويتبع الحق ولا يسلط هواه على الحق
 اسکی معنی یہ ہے کہ البتہ کوئی حتمین سے نہیں ہوا دیکھا درجہ کمال ایمان کا یہاں تک کہ اپنی ہوا سے حق کی خلاف کری اور تابع حق کا ہوا اور اپنی ہوا سے حق پر غالب نہ کرے
 بل يكون الحق الذي جئت به مسلطاً على الهوى فان من يعمل بهوى نفسه لا يريد نفسه شيئاً الا
 بلکہ حق ہی جو میں لایا ہوں خواہش پر غالب نہ ہو کیونکہ جو شخص مطابق اپنی خواہش نفسانی کی عمل کیا کری تو پھر اس کا نفس جو خواہش کرے
 يرتكبه ويخالف مولاه ويجعل هواه لها لنفسه كانه يعبد و هذا قال النبي عليه السلام ما عبدت
 سوغ کر لکھا اور اپنی مولیٰ کا مخالف ہو کر اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا دیکھا گویا یہ وہی پرستش کرتا ہی ہے جسے نبی فرمایا ہی ہے صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں نے کبھی کسی کو
 السماء له انفض الى الله تعالى من الهوى وفي رواية ان ابغض الله عبداً في الارض عند الله تعالى
 تنی کوئی معبود جو بہتر ہو نزدیکی اللہ تعالیٰ کی ہواسی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ایک برتر معبود جو چاہتا ہی زمین پر نزدیک اللہ کی
 هو الهوى وفي الحقيقة ان من تأمل يعلم ان من يعبد الصنم لا يعبد الصنم وانما يعبد هواه لكون
 ہوا ہی اور حقیقت میں جو شخص غور کر دیکھی تو جان لے کہ جو آدمی بت کو پوجتا ہی وہ بت کو نہیں پوجتا اپنی ہوا کی پرستش کرتا ہی کیونکہ وہ بت
 نفسه مائلة الى دين ابلة فيتبع ذلك الميل الذي يجر عنه بالهوى اذ من عادة اهل الهوى ان يستحسن
 دل باپ دادوں کی دین ہر جگہ ہی سو بہت شخص آدمی توجہ ملی کہ پیچھی لگا ہوا ہی اس کی کو ہوا کہتی ہیں اس کی کہ اہل ہوا کی یہ عادت ہی کہ جو بت او کی خوشی
 كلها يوافق هواهم وان كان لكل شر و ديال وان يستقبحوا كل ما يخالف هواهم وان كان جالبا لكل خير
 موافق ہو او کو چاہا سمجھیں اگر چاہوی تمام برائی اور وبال آپری اور جیات او کی خوشی کی خلاف ہو سکو برا سمجھیں اگرچہ وہ میں تمام سہوئی
 ونوال فالسعيد من يخالف هواه ويتبع هواه والشقى من يتبع هواه ويخالف هواه ويكون هالكا
 اور غوی ہونے پر نیکو بت وہ ہی ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی خلاف اور مولیٰ کی اطاعت کری اور یہ نیکو بت وہ ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی پیچھی مولیٰ کا مخالف نہ کرے
 لان من يتبع هواه يفعل ما يضر ويهلك حالا او مالا وهو لا يشعر ويشعر لکن لحفة عقله يروح
 اس واسطی جو اپنی ہوا نفسانی کا تابع ہوگا تو وہ ہی عمل کرے گا جو اس کی حق میں مضر اور دنیا اور آخرت میں ہلاک کردی اور وہ خیال نہیں کرتا یا خیال تو کرتا ہی ہے مگر توڑتا
 اللذة الحاضرة التي لا تلبث لها على العقوبات العظيمة التي لا نهاية لها ويظن لعن بصيرته ورغايته حافة
 حال کی لذت کو جسکو اصل مقام نہیں ہی اول بڑی بڑی عذابوں سی جسکی کچھ انتہا نہیں ہی بہتر جانتا ہی اور یہیہ کا انداز اپنی حماقت سی یہ گمان نہ
 انه ظفر بشئ من الازائل ولا يعلم ذلك الا حق انه يخرج من الدنيا ويرى انه لم يظفر بشئ من الازائل
 کہ میں فی خوب عیش ہوئی اور حق یہ نہیں سمجھتا کہ دنیا سی نفی ہی یعنی مرقی ہی دیکھ لکھا کہ او کو کچھ ہی مزہ حاصل نہوا
 اصلا من لذائذ الدنيا ولا من لذائذ الآخرة بل اتبع هواه فيما ليس بشئ لان لذائذ الدنيا عنه تزول
 نہ تو دنیا ہی میں مزہ او نہ پایا اور نہ آخرت میں کچھ عیش پایا بلکہ بیکار نفسانی باتوں میں لگا رہا کیونکہ دنیا کا عیش تو جاتا رہے گا سر
 ولذائذ الآخرة ليس له اليه الوصول فيبقى في حيرة وندامة حين لا ينفعه الندم وقد قال ابن عباس
 اور آخرت کا عیش کہی میسر نہوگا اب صرف حسرت اور ندامت میں مبتلا رہے گا سو اب ندامت ہی کیا ہوتا ہی ابن عباس کہتی ہیں
 ما ذكر الله الهوى في القرآن الا ذممه فانه تعالى قال يٰ اَتَّبِعِ الَّذِينَ ظَلَمُواْ اَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَقَالَ وَاِنَّ
 کہ اللہ تعالیٰ فی قرآن میں جہاں ہوا سے کا ذکر کیا ہی سب برائی سی کیا ہی اللہ تعالیٰ فی فرمایا ہی بلکہ چلی میں یہہہ فی انصاف اپنی چاؤ برین سمجھی اور کہا اور بہت لوگ
 كَثِيرٌ لِّيُضِلُّواْ بِاَهْوَاءِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَقَالَ وَمَنْ اَصْلٌ مِّنْ اَتَّبِعْ هَوَاهُ يَـُٔدِّ يْ هَدًى مِّنْ اَللّٰهِ فَعَلِمَ
 بہکا تی ہیں اپنی خیال پر بغیر تحقیق اور کہا اور آدمی زیادہ بہکا کون جو چلی اپنی چاؤ برین راہ بتاتی مدد کی
 هذه الايات ان اتباع الهوى لا يكون في الاكثر الا بغير علم بالحق فلا بد للمؤمن ان يعرف الحق ويميزه عن
 ان آیات سی معلوم ہوا کہ ہوا سے میں مبتلا ہونا کثرت اوقات بتلواتنگی امر حق کی ہوتا ہی سو مرد مؤمن کو لازم ہی کہ امر حق کو دریافت کرے یا بل ہی

دعا ہر روزی

ما ذكر الله الهوى في القرآن الا ذممه

الباطل ويعمل بالحق ويختار على الباطل لان من لم يعرف الحق فهو ضال ومن عرفه واختار عليه
 او كى تميزه اصل كرى پر حق پر عمل كرى اور باطل پر اسكو پند كرى كيونكو جو شخص حق کو نہیں پہچانتا وہ گمراہ ہوتا ہے اور جو شخص حق کو نہ پہچانی پر غم حق کو
 غیرہ فهو مغضوب عليه ومن عرفه واتبعه فهو منعم عليه وقد امرنا الله تعالى ان نضلہ فی كل يوم
 پسند كرى تو اسكو خدا كا غضب ہوتا ہے اور جو حق کو پہچان كر اسكو اطاعت كرى اسكو خدا كى رحمت ہے اور اسكو خدا كا حكم ہے كہ ہم اس سے ہر روز عامانگار
 وليلة مرات عديدة ان يهدينا صراط الذين انعم عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين وبتن في
 رات میں كئی كئی بار كہ دكھا ہكو رستہ ان لوگوں كا جن پر تونى رحمت كى نہ رستہ ان لوگوں كا جن پر تونى غضب فرمایا اور نہ گمراہ ہونكا اور
 ضمنہ ان اهل السعادة هم الذين عرفوا الحق واتبعوه وكانوا مهتدين وان اهل الشقاوة هم الذين
 اسے كى ضمن میں بیان كيا كہ سعادتمند وہ لوگ ہوتے ہيں جنہوں كى حق کو پہچان كر اطاعت كى اور اہم ہت پایا اور بد بخت وہ لوگ ہيں جنہوں كى
 لم يعرفوا الحق بل جہلوا وخرجوا منه وكانوا ضالين او عرفوه وخالفوه ولم يتبعوه بل اتبعوا غيرہ
 حق کو نہ پہچانا اور جہالت كى ہارى حق سے خارج ہوكر گمراہ ہو گئی یا حق کو پہچان كر اسكو خلاف كيا اور اطاعت كى بلكو غير حق كى اطاعت كى اور
 كانوا مغضوباً عليهم وقد ثبت في الحديث ان المغضوب عليهم اليهود وان الضالين النصارى وانما
 اسنو غضب نازل ہوا اور حديث سے ثابت ہے كہ مغضوب عليهم سے مراد يہود ہيں اور ضالين سے مراد نصارى ہيں اور كيا وجہ ہے
 سمي اليهود بالمغضوب والنصارى بالضالين مع كون كل واحد منهما ضالاً ومغضوباً عليهم لكون
 كہ يہود مغضوب عليهم ہيں اور نصارى ضالين ہيں باوجود كہ يہود دونو گمراہ اور سزاوار غضب كى ہيں اسے وجہ كى
 كل واحد منهما فخصاً بما غلب عليه من الجہل والعناد فان اليهود كانوا امة عناد فخصوا بالغضب
 كہ دونو فرقوں كو خصوصيت ہے غلبہ جہل اور عناد سے سو يہود يوں میں تو عناد زيادہ تھا وہ تو سزاوار غضب كى ہيں
 والنصارى كانوا امة جہل فخصوا بالضلال ولهذا قال سفيان بن عيينة من قسدم من علمائنا
 اور نصارى میں جہالت زيادہ تھی وہ گمراہی سے مخصوص ہوتے اسہيلى سفيان بن عيينہ کہتے ہيں كہ ہم سب سے جو عالم ہوكر بڑجاوى
 فففيه تشبه من اليهود لان اليهود عرفوا الحق ولم يتبعوه بل عدلوا عنه وكانوا مغضوباً عليهم
 تودہ يہود پر تشبہ ملتا ہے كيونكہ يہود يوں كى حق کو پہچان كر اطاعت كى بلكو حق سے الگ ہو گئی پھر قابل غضب الہى كى ہو گئی
 ومن قسدم من علماءنا فففيه تشبه من النصارى لان النصارى لم يعرفوا الحق بل جہلوا وكانوا
 اور ہم میں سے جو عالم بڑجاوى تودہ نصارى پر تشبہ ملتا ہے كيونكہ نصارى يوں كى حق کو نہیں پہچانا بلكو نادانستہ رہے
 ضالين فانه تعالى جعل العبادۃ سبباً للثواب والمعصية سبباً للعقاب فمن يبرجوا للثواب ينجوا
 آخر گمراہ ہوتے بيٹھك اسے فى عبادۃ كو واسطہ ثواب كا بنانا ہے اور گمراہ كو واسطہ عذاب كا بنانا پھر جو شخص آرزو ثواب كى كرى اور
 العذاب لا بد له ان يعرف العبادۃ والمعصية ليستغل بالاولى ويصل الى الثواب ويختار عن الثانية
 عذاب سے ڈرى تو اسكو لازم ہے كہ عبادت اور معصيت كى حقيقت دريافت كرى تا كہ عبادۃ كى شغل سے ثواب پادى اور گمراہی سے بچے كر كرى
 وينجو من العذاب لان من لم يعرفها ولم يعرف بينهما يضع احدهما مقام الاخرى فيكون من الخسران
 عذاب سے بچے كيونكہ جو شخص ان دونوں سے خوب واقف نہ ہوكا اور دونوں میں فرق نہ كر كيا كيونكو دوسرى كى جگہ برت ليگا پھر اسكو بڑاى خسارہ ہوگا
 وذلك لان في قلب الانسان قوتين قوة العلم وقوة الارادة وهما لا يتعطلان ابداً ولا يحصل
 اور یہ بات اسلى كہ انسان كى دل میں دو قوت ہيں قوت علم كى اور قوت ارادہ كى اور يہ دونو كہيں بیکار نہ ہوتے اور ان دونوں
 عمل الا بهما سوء كان خيراً او شر كان من يفعل شيئاً سوء كان خيراً او شر لا يفعل ما لم يبر
 كوى عمل نہیں ہوكتا برابر ہی كہ نيك ہو يا بد ہو اسلى كہ جو شخص كچھ كا كر تا ہے برابر ہی كہ بھلا ہو يا برا ہو تو يہ دون ارادہ كى نہیں كر سكتا

ولا یزید ما لم یعلمه فکمال الانسان وصلاحه باستعمال هاتین قوتین فیما ینفعه فی الدین
 اور ارادہ اوسکا بدون علم کی نہیں ہو سکتا سو تمام غری اور پہلی آدمی کی ان دونو قوتوں کو دارین کی منفعت میں استعمال کرنی ہی
 وجیہ فی نبیل الدولتین فلا بد له من استعمال قوة العلم فی ادراک الحق و تفرقة عن الباطل
 اور ان دونو قوتوں کی حصول میں مددگار بنانی سی سو آدمی کو چاہی کہ قوت علمی کو حق الامر کی دریافت کرنی میں استعمال کرے حق کو باطل سے جدا کرے
 واستعمال قوة الارادة فی طلب الحق وایثاره علی الباطل لانه اذالم یستعمل قوته العلمیة فی معرفة
 اور قوت ارادہ کو حق کی تلاش میں استعمال کرے حق کو باطل پر اختیار کرے کیونکہ جب یہ شخص اپنی قوت علمی کو حق کی پہچان میں استعمال کرے
 الحق وادراکه فلا جرم انه یستعملها فی معرفة الباطل وما یشیق به واذالم یستعمل قوته الارادية
 تو بیشک اوسے قوت کو باطل کی پہچان میں اور جو اوسے متعلق ہیں استعمال کرے اور اگر اپنی قوت ارادہ کو
 فی طلب الحق والعمل به فلا شک انه یستعملها فی طلب الباطل والعمل به ثم ان الانسان مجبول
 طلب حق میں اور حق کی عمل میں نہیں صرف کرے تو بیشک اوسکو باطل کی طلب اور اسکی عمل میں صرف کرے پھر آدمی کی خلقی عادت ہی
 علی معرفة صانعه ویقتضی طبعه عبادة خالقه والتقرب الیه بحکم الفطرة التي فطر الناس
 کہ اپنی پیدا کر نیوالی کو پہچانی اور اسکی طبیعت کی خواہش ہی کہ اپنی خالق کی عبادت اور نزہتی حاصل کرے باعتبار اصل پیدایش کی جیسے آدمی کی پیدایش ہی
 علیها لکن لا عبرة بالمعرفة الجلیة والعبادة الطبیعية لانها تكون علی مقتضی النفس متا
 پر عادت کی موافق پہچان کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور طبعی عبادت کی کچھ اصل نہیں کیونکہ ایسی عبادت بطور خواہش نفس اور متا لعت
 هوها فلا یخلو عن شوب الشک وانما المعتبر بالمعرفة والعبادة علی وفق الشرع لا علی وفق الطبع
 ہوا ہوس کی ہوتی ہی سو اس میں ملوثی شریک کی ضرور ہوتی ہی معرفت اور عبادت وہ ہی معتبر ہی جو شرع کی موافق ہو نہ جو کہ مطابق طبع کی ہو کرے
 الا ترى ان ابليس کان فی طبعه السجود لربه حتی عبد الله تعالی فیما یروی ثمانین الف سنة
 کیا نیچو معلوم نہیں ہے کہ ابلیس بخواس طبع رب کو سجدہ کرتا تھا ایسا کہ موافق ایک روایت کی اسی ہزار برس خدا کی عبادت کی
 وانتظم بکثرة عبادته فی سلك الملائكة المقربین ثم لما تاب السجود علی خلاف طبعه ابی واستکبر وک
 اور اس عبادت کی برکت سی مقرب فرشتوں کی جماعت میں شامل ہو گیا تھا پھر جب اوسکو سجدہ کا حکم ادا کی خلاف طبع ہوا تو انکار کیا اور تکبر کرنی لگا اور
 من الکفرین فان من یتبع طبعه وهو اه فانه لا یفعل شیئا من المعروفات الا ما یوافق هواه ولا یر
 کافر ہو گیا پس جو شخص اپنی طبیعت اور ہوا نفسانی کا تابع ہوتا ہی تو وہ حسنت میں سی ہی وہ عمل کرتا ہی جو اسکی خواہش کی موافق ہو اور
 شیئا من المنکرات الا ما یخالف هواه وقد قال بعض السلف من لم یعمل من الحق الا ما یوافق هواه
 منکرات میں سی ہی وہ ہی ترک کرتا ہی جو اسکی خواہش کی خلاف ہو اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص حق الامر میں سی وہ ہی عمل کرے جو اسکی حق کی مطابق
 ولم یرک من الباطل الا ما یخالف هواه لا یصل اجر ما عمل من الحق ولا ینجو من وزر ما ترک من الباطل
 اور باطل میں سی وہ ہی کام چھوڑے جو اسکی مرضی کی مخالف ہو تو نہ اوسکو حق پر عمل کرنے کا ثواب ملے اور نہ باطل کی ترک کرنی پر گناہ سی بھی
 بل یکون هذا سببا لفساد خاتمتہ وشوم عاقبتہ فان لسوء الخاتمة اسباب یجب علی المؤمن
 بلکہ اوسکی یہ عادت باعث ہوگی خاتمہ بدکا اور انجام بدکا کیونکہ خاتمہ بدکی بہت اسباب ہوتی ہیں مؤمن آدمی پر واجب ہی
 ان یحترز عنها منها الفساد فی الاعتقاد وان کان مع کمال الزهد والصلاح فان یرکان له فساد
 کہ اوسنی بچتا رہی اور نہیں سی ایک اعتقاد کا فساد ہی اگرچہ اوسکی سابقہ زہد اور صلاح ہی کامل ہو کرے کیونکہ جسکا اعتقاد فاسد ہوتا ہی
 فی اعتقاده مع کونه قاطعا متیقنا به لہ غیر ظان انه اخطأ فیه قد ینکشف لہ فی حال سکر
 باوجودیکہ وہ قطعی اور اوسکو یقینی جانتا ہی اوسکو یہ گمان نہیں ہی کہ میں اسباب میں خطا پر ہوں پھر جب نزع کی وقت میرے ظاہر ہوگا

بطلان ما اعتقده فيظن ان سائر ما اعتقده من الاعتقادات الحقّة مثل هذا الاعتقاد باطل
 كذا وسكا به اعتقاد باطل ثم انما يكون به خيال هو كما لو انكى تمام اعتقادات حقّه
 لا اصل له ان لم يكن عنده فرق بين اعتقاد واعتقاد فيكون انكشاف بطلان بعض اعتقاد
 انكى كچه اصل بنيا وذهبن هى اگر اسكو هر اعتقاد بين فرق حاصل نيتها
 سبب الزوال ببقية اعتقاداته فان خرج روحه في هذا الحالة قبل ان يتدارك ويعود الى اصل
 سبب اعتقاد زائل هو جانيكى
 الايمان يختم له بالسوء ويخرج من الدنيا بغير ايمان فيكون من الذين قال الله تعالى فيهم
 ايمان حاصل كلى تو اسكو خاتمه به هو كما اور دنيا سى بي ايمان جا دنگا
 وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ وَقَالَ فِي آيَةِ أُخْرَى قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا
 اور نظر آيا او اسكو اسكى طرف سى جو خيال نهين دكتهى
 الَّذِينَ صُلِّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا فَإِنَّ كُلَّ مَنْ عَتَقَدَ
 او دره سمجتهى مين كد خوب بناني مين كام
 جُكِي دُور بهر يك هى دنيا كى زندگى مين
 نَشِئًا عَلَى خِلَافِ مَا هُوَ عَلَيْهِ أَمَا نَظَرَ إِبْرَاهِيمَ وَعَقْلَهُ وَأَخَذَ مِنْ هَذَا حَالَهُ فَهُوَ أَقْرَبُ فِي هَذَا الْخَطَرِ وَلَا
 يعنى غلط اعتقاد كلى يا تو صفت پنى سمج به وجه سى يا كسى اور لى سى يا شخص سى مين سنكر
 بَلْ فَعَلَ الزَّهْدَ وَالصَّلَاحَ وَأَمَّا يُدْفَعُ الْإِعْتِقَادُ الصَّحِيحُ الْمُنَاطِقُ لِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى وَسُنَّةِ رَسُولِهِ
 زهد اور صلاح سى به اندیشه دفع نهين هكنا اس اندیشه كوه هى اعتقاد دفع كرتا هى جو صحيح اور كتاب الله
 لَانِ الْعُقَاثُ الدِّينِيَّةُ لَا يَعْتَدُ بِهَا إِلَّا مَا أَخَذَتْ مِنْهَا الْأَصْرَارُ عَلَى الْمَعَاصِي فَإِنَّ لَهُ أَصْرَارَ
 اسوا سلى كه عقايد دينى وه هى معتبر مين جو كتاب اور سنت كى مطابق هوتى مين
 عَلَى الْمَعَاصِي يُجْصَلُ فِي قَلْبِهِ الْقَهْرُ وَجَمِيعُ مَا أَلْفَهُ الْإِنْسَانُ فِي عَمَرِهِ يَعُودُ ذِكْرُهُ عِنْدَ مَوْتِهِ فَإِنْ كَانَ
 او جاتا هى تو اسكى دل مين گناه كى محبت بهيدا هوجا تى هى اور انسان كى تمام محبوب چيز مين زندگى بهر كى موت كى وقت ياد آتى مين پس اگر اسكو
 مِيلَهُ إِلَى الطَّاعَاتِ أَكْثَرَ يَكُونُ أَكْثَرُ مَا يَحْضُرُهُ عِنْدَ الْمَوْتِ ذِكْرُ الطَّاعَاتِ وَإِنْ كَانَ مِيلَهُ إِلَى الْمَعَاصِي
 رغبته عبادت كى زياده هوگى تو موت كى وقت عبادات بهت ياد آونكى
 أَكْثَرَ يَكُونُ أَكْثَرُ مَا يَحْضُرُهُ عِنْدَ الْمَوْتِ ذِكْرُ الْمَعَاصِي فَرِمَا يُغْلَبُ عَلَيْهِ حِينَ نَزُولِ الْمَوْتِ بِهِ قَبْلَ التَّوْبَةِ
 بهت هوگى تو مرقى وقت وه هى گناه بهت ياد آونكى
 شَهْوَةٍ مِنَ الشَّهَوَاتِ وَمَعْصِيَةٍ مِنَ الْمَعَاصِي فَيُتْقِدُ قَلْبَهُ بِهَا وَيَصِيرُ جَاجًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّهِ وَسَبَابًا
 كوشى شهوت شهوات مين سى اور كوشى گناه كناه هون مين سى او سپر غالب هوجا تى بهر او كادل او سى مين نگاهه جاتا هى وه هى او سمين اور او كى بين پرده هون
 لَشَقَاوَتِهِ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْمَعَاصِي تَرِيدُ الْكُفْرَ وَالَّذِي لَمْ يَرْتَكِبْ ذُنُوبًا أَصْلًا
 آخر دم وه هى او كى شقاوت كاسب هوجا تى واسطى ارشاد نبى هلاي سلام كى كناه كفركى ليجه هوتى مين اور جينى كبهى كوشى گناه نهين كيا
 لَوْ رَتَّبَ تَوْبَةً لَفُضِّلَ عَنْ هَذَا الْخَطَرِ وَأَمَّا الَّذِي لَمْ يَرْتَكِبْ ذُنُوبًا كَثِيرَةً حَتَّى كَانَتْ أَكْثَرُ مِنْ طَاعَاتِهِ
 كونه توكيا به توبه كى سوا ليا شخص اس اندیشه سى الگ هى اور جو شخص كره گناه كرتا
 وَلَوْ يَتَّبَعُهَا بَلْ كَانَ مَصْرَاعِلُهَا فَبِهِدَ الْخَطَرِ فِي حَقِّهِ عَظِيمٌ جَدًّا أَقْدَرُ يَكُونُ غَلْبَةُ الْإِلْفِ بِهَا
 او لى توبه بهى كى بلكه گناه هى مين مبتلار
 اسلى كه بعضى وقت بيب غلبه محبت كى

سبب لان يتمثل في قلبه صورته و يقهر منه ميل اليها و يقبض روحه عليها فيكون سببا لسوء
اوسكى دليلين گناه في صورت مجسم هو جاتی ہی اور اس شخص کو اوسکی طرف رغبت آتی ہی اور اسکی حالت میں اوسکی جان نکل جاتی ہی یہی سبب ہوتا ہی اوسکی
خاتمته و يعرف ذلك بمثال وهو ان الانسان لا شك انه يري في منامه من الاحوال التي فيها هو
خاتمته مكا یہ بات مثال ہی خوب سمجھتے آتی ہی مثال یہی کہ آدمی بیکے سو کر خواب میں وہ حالات دیکھا کرتا ہی جو عمر بہر محبوب ہوتی ہیں

عمره حتى ان الذي قضى عمره في العلم يري من الاحوال المتعلقة بالعلم والعلماء والذي قضى عمره
انتا کہ جسنی اپنی عمر پڑھنی لکھتی میں صرف کی ہی تو وہ وہ ہی حالات دیکھتا ہی جو علم اور علمائے متعلق ہیں یعنی ووات قلم کتاب اور جسنی اپنی عمر
في الخياطة يري من الاحوال المتعلقة بالخياطة والخياط اذا يظهر في حال النوم اما حصل له
درزی گری میں کہوئی تو وہ وہ ہی حالات دیکھتا ہی جو درزی گری ہی متعلق ہیں یعنی گز قچی اسلی کہ نیند میں وہ سو جتا ہی جو سبب کثرت الفت کی
مناسبة مع قلبه بطول الالف والموت وان كان فوق النوم لكن سكراته وما يتقدمه من
اوسکی دلی مناسبت رکھتا ہی اور موت اگرچہ نیند تکلیت برتر ہی پر اوسکی سكرات اور حال جو موت ہی پہلی گزرتا ہی

الغشبية قريبا من النوم فطول الالف بالمعاصي يقتضي تدكرها عند الموت وعودها في القلب
جیسی عشی یہ نیند ہی کی مثال ہوتی ہیں اور کثرت الفت کی معاصی ہی یہی ہی چاہتی ہی کہ معاصی موت کی وقت دہین ہٹ کر یاد آئیں
وتتمثلها فيه وصيل النفس اليها وان قبض روحه في تلك الحالة يجتمعه له بالسوء ومنها العداوة عن
اور دہین صورت پکڑ لیں اور نفس کو اور ہر رغبت ہو البیہ حالت میں اگر اوسکی جان قبض ہوگئی تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور اوں اسباب میں ہی ایک سبب یہی
الاستقامة فان كان مستقيما في ابتداءه ثم تغير عن حاله وخبر ما كان عليه في ابتداءه يكون
کہ استقامت ہی تجا و زکری البندہ جو شخص پہلی توبہ سید را بہر اپنا حال پلٹ کر وہ سید را بہر چوڑ دیا جوابتدین تھا یہی خاتمہ بد کا

سببا لسوء خاتمته كما بليس الذي كان في ابتداءه رئيس الملائكة ومعلمهم واشدهم اجتهادا في العبادة
سبب ہوتا ہی جیسی شیطان کہ پہلی تو تمام فرشتوں کا سرور اور اوسکا استاد تھا اور عبادت پر بہت کوشش کیا کرتا
حتى قيل لم يبق في سبع سموات وسبع ارضين موضع شبرا الا وهو قد سجد فيه ثم لما امر بالسجود
انتا کہ کہتی ہیں کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین میں ایک بالشت بہر جگہ اسکی سجدہ ہی خالی نہیں ہی بہر جگہ ہو حکم ہوا آدم علیہ السلام کی
لادم ابى واستكبر وكان من الكافرين وكبلعام بن باعورا الذي اتته اياته فانساه منها بجلاوده
سجدہ کا تو انکار کیا اور تکبر کرنی لگا اور کافر ہو گیا اور جیسی بلعام بن باعورا جسکو اللہ تعالیٰ فی اپنی نشانیاں دین پر اوسکی الگ ہو کر سجدی

الى الدنيا واتباعه و كان من الغاوين وكبر صيصا العابد الذي قال له الشيطان افرقنا كافر
دنیا اور ہوا پرستی کی آرزو کی اور گمراہ ہو گیا اور جیسی برصيصا عابد جب اوسی شیطان کی کہا
قال اني تركت الله و اتبع الشيطان فان الشيطان اغراه على الكفر فلما كفر تبرأ منه مخافة ان يشاركه في العذاب
تو کہ میں اللہ کو چھوڑی میں نے اور تاتالہ کی جو یہی ساری جہاں کا البندہ شیطان نے اوسکو کفر کی رغبت دلائی جب اوسی کفر کیا تو اوسی الگ ہوا اور خوف کی ایسا ہو گیا کہ میں ہی اکی ہا تہیں
ولم ينفعه ذلك كما قال الله تعالى فكا حاقته اكلها في النار خال الذين فيها و ذلك جزاء الظالمين ومنها ضعف الايمان فلان من
اگرچہ اسی کچھ اوسکو فائدہ نہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی پسلا آخر اوں دونوں کا یہی کہ وہ دونوں میں اگ میں سدا میں اوس میں نہا یہی سزا کہیگا اوں کی اور اوسی سبب ہی ہی دیکھا ہی سستی ہوگی

في الدنيا ضعيف الله تعالى فيم يقو حجت الدنيا في قلبه و يستولي عليه بحيث لا يبقى فيه موضع لمحبة
ایں میں سستی ہوگی اوسکو محبت آتی میں سستی ہوگی اور دنیا کی محبت اوسکی دل میں قوی اور اوسی غالب ہو جائیگی کہ محبت الہی کی لئی ذرہ بہر جگہ باقی نہ رہی گی
الامن حيث حدث النفس بحيث لا يظهر له اثر في مخالفة النفس ولا يؤثر في الكفر عن المعاصي
ہن اگر ہودی تو مثل خیالات نفسانی کی جسکا اثر نفس کی مقابلہ میں کچھ ہی ظاہر نہ ہو اور رنگ پرستی یا زہنی میں اثر کری

ما لم يبق في سبع سموات

و

ولا في المحت على الطاعات فينهمك في الشهوات وارتكاب السيئات فيترككم ظلمات الذنوب

اور نہ طاعات کی رعیت پر پس صرف شہوات میں کہیا رہیگا اور معاصی کرتا رہیگا بہر دل پر تیرتہ سیاهی گناہوں کی

على القلب فلا تزال تطفئ ما فيه من نور الايمان مع ضعفه فاذا جاءت سكرات الموت

ہر ہر جادی کی بہر حسد راہ میں نور ایمان کا ہوگا ضعیف ہو کر چھٹا چلا جاوے گا بہر نزع کی دقت

يزداد حب الله تعالى ضعفا في قلبه لما يرى انه يفارق الدنيا وهي محبوبة له وجها غاليا عليه

حب الہی میں اور بہی زیادہ دل میں سستی پیدا ہوگی کیونکہ یہ شخص آپ جانتا ہی کہ دنیا مجھسی چلی اور دنیا چونکہ اوسکی پیاری اور اوسکی محبت کو پیر غالب ہی

لا يريد تركها ويتالم من فراقها ويرى ذلك من الله تعالى فيخشى ان يحصل في باطنه بغضة

تو چھوڑی نہیں جاتی اوسکی فراق سی بخیرہ ہوتا ہی اور اس فراق کو خدشہ لگے جانتا ہی اب یہہ ڈر ہی کہ اوسکی دل میں بجای حب الہی کی بغض نہ پیدا ہو جاوی

يدل الحب ينقلب ذلك الحب الضعيف بغضا فان خرج روحه في اللحظة التي خُطرت فيها هذه

اور وہ تہوڑی سی محبت جو ہی بغض نہ ہو جاوی اگر اوسکی جان ایسی حالت میں کہ جب یہہ خیالات پیش ہی تھی نکل گئی

الخطر يختم له بالسوء ويهلك هلاكاً مؤبداً والسبب المقضى الى هذه الخاتمة حب الدنيا والركن

تو اچکا خاتمہ بہر ہی ہوگا اور ہمیشہ کو جاتا رہے اور باعث اسکا جسی یہہ خاتمہ ہوا دنیا کی محبت اور دنیا کی رعیت

اليها والفرح بها مع ضعف الايمان الموجب لضعف حب الله تعالى وهو الداء العضال قد علم

اور دنیا کی خوشی ہی تسیر سستی ایمان کی جسی محبت الہی میں سستی آگئی اور یہہ ہی پیاری سخت ہی جو

اكثر الخلق فان من يغلب على قلبه عند الموت امر من امور الدنيا ويمثل ذلك الامر في قلبه يستقر

تمام خلق کو لگ ہی ہی کیونکہ جسکی دل پر مرنی دم کوئی بات دنیا کی چہا جاوی اور وہ ہی بات اوسکی دل میں تصویر کی طرح صرت بکر اور کوا لیا

حتى لا يبقى لغيرة متشع فان خرج روحه في تلك الحالة يكون راس قلبه منكوسا الى الدنيا ووجهه

کہ جیر کی لئی کچھ کنجا لیش نہ ہی بہر اگر ایسی حالت میں اوسکی جان نکل گئی تو اوسکا دل دنیا ہی کی طرف جھکا ہوا اور اوسکا منہ دنیا ہی

مصرورفا اليها ويجعل بينه وبين ربه حجاباً لا يمكنه ان يكتسب بعد الموت صفة اخرى

کی طرف متوجہ رہی گا اور اوس میں اور اوسکی ب میں پردہ حایل ہوگا اب یہہ طاقت نہیں کہ موت کی بعد ایسی صفت حاصل کری

نصار صفة الغالبة عليه ان لا تصرف في القلوب الا باعمال الجوارح وبالموت تبطل الجوارح واعمالها

جس وہ صفت جاتی رہی جو اوپر غالب ہی اوسکی کدل پر تصرف بدون اعضا جسمانی کی نہیں ہو سکتا اور فی سی اعضا جسمانی سب باطل اور اوسکی اعمال

ولا مضم في الرجوع الى الدنيا حتى يمكن التدارك ويبقى في حسرة وندامة فمن اراد النجاة من هذه

اور اب یہہ ہی توقع نہیں کہ دنیا میں ہٹ کر آوے گی تاکہ اوسکا عوض ہوگی اب اسواء حسرت اور ندامت کی کچھ نہیں ہی پس جو شخص اس ہلاکت ہی بچا چاہی

الورطة فعليه بعد اخراج حب الدنيا من قلبه وحفظ جوارحه عن المعاصي وقلبه عن الفكر

تو اوسکو لازم ہی کہ پہلی دنیا کی محبت دہلین ہی دور کری اور اپنی اعضا کو گناہوں سے اور اپنی دل کو دنیا کی فکر سے بچاوی

فيها والاحتراز عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها لان ذلك ايضا يؤثر في قلبه ويصرفه فكم عليه

اور دنیا اور اہل دنیا کی نہکینی سی پرہیز کری کیونکہ یہہ ہی دل میں اثر کرے اوسکی فکر کو دنیا کی طرف لگا دیتا ہی

ان يواظب على الطاعات لكونها ثمرة محبة الله تعالى ولا يتصور محبة الله تعالى الا بعد معرفته

بہر عبادات پر مداومت کری کیونکہ محبت الہی کا یہہ ہی ثمرہ ہی اور محبت الہی بدون معرفت الہی کی نہیں ہو سکتی

اذ لا يحب الانسان ما لا يعرفه وانما يحب ما يعرفه فمن عرف الله تعالى وعرف ان جميع النعم الواصلة

اس لئی کہ آدمی نامعلوم چیز کو محبوب نہیں رکھتا محبوب وہ ہی ہوتا ہی جو معلوم ہو بہر جسی اسکو پہچانا اور یقین کیا کہ تمام نعمتیں جو مجھ کو ملین

عذرا قال اما المحسن فكا الغائب الذي يقدم على اهله واما المني فكا لابق يقدم على مولاه فبكى
 جواب ديا بيكي واللاتو جيسى بچھو اهو اپنی اہل کی پاس آتا ہی اور بدکار جیسی غلام ہانگا ہوا اپنی مولیٰ کی سامنی آتا ہی پرستیان
 سليمان حتى صلاصوته واشتد بكاؤه ثم قال اوصني قال اياك ان يراك الله حيث نهاك
 روپڑا اور آواز بلند ہوئی اور بہت ہی رویا پر کہا مجھ کو وصیت کر جواب دیا بچھو کہ تجھ کو اللہ دیکھی جگہ جہاں منع کیا ہی
 ويفقدك حيث امرك المجلس العاشر في بيان الفرق بين المؤمن والمسلم
 اور نہ دیکھی جس جگہ امر فرمایا ہی دسویں مجلس فرق کی بیان میں مؤمن اور مسلم میں
 وبين المجاهد والمجاهر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المؤمن من امنه الناس
 اور مجاہد اور مجاہدین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مؤمن وہ ہی جسکی ہمت سی لوگ
 على دمائهم واموالهم والمسلم من سلم المسلمون من لسانه ويديه والمجاهد من جاهد نفسه
 اپنی جان میں اور مال بچالین اور مسلم وہ ہی کہ مسلمان جسکی زبان اور ہمت سی لوگ رہیں اور مجاہد وہ ہی جسکی اپنی جان کو
 في طاعة الله تعالى والمجاهر من ترك الخطايا والذنوب هذا الحديث من حسان المصاير رواه
 اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری اور ہمارے ہر جو خطا اور گناہوں کو ترک کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سی ہی
 فضالة بن عبيد ومعناه ان المؤمن ليس من يدعي الايمان فقط بل المؤمن الكامل في ايمانه
 فضالہ بن عبید کی حدیث سی اسکی معنی یہہ ہیں کہ مؤمن وہ نہیں ہی جو ایمان کا صرف دعویٰ کیا کری بلکہ کامل مؤمن اپنی ایمان میں وہ ہی
 هو الذي ظهر امانته واستقامته بحيث يكون الناس منه امينا لا يخافونه على سفك دماهم
 جسکی امانت اور استقامت ایسی ظاہر ہووی کہ خلق اللہ او سکوا میں جان کر یہہ خوف نکریں کہ ہوکوتا حق مارڈالیں گے
 واخذ اموالهم ظلما والمسلم ليس من يتكلم بكلمتي الشهادة فقط بل المسلم الكامل في اسلامه
 والوطیگا اور مسلم وہ نہیں ہی کہ صرف دونوں کلمہ شہادت کی بیٹا کری بلکہ کامل مسلمان اپنی اسلام میں
 هو الذي لا يؤذي احدا من المسلمين لا بلسانه بالشتم والغيبة والنميمة والبهتان ولا بغيره بالضرر
 وہ ہی جو کسیکو مسلمانوں میں سی ایذا نہ دی نہ تو اپنی زبانی کالی گلوڑی کر اور غیبت کر اور سخن چینی کر اور تهمت لینی سی اور نہ ہی ہتھ پڑا کر
 والقتل واخذ امواله بغير حق وانما خصل اليد واللسان بالذكر من بين سائر الاعضاء مع الايداء
 یا قتل سی اور ناحق مال چینی کر اور تمام اعضا میں سی صرف ہتھ اور زبان کو کس ہی خاص کر ذکر کیا ہی باوجودیکہ لید
 كما يكون بهما يكون بغيرهما من الاعضاء كالعين والاذن والرجل اذا نظر الى بيت الغير او استمع
 جیسی زبان اور ہتھ سی ہوتی ہی ایسی ہی اور اعضا سی ہی ہوتی ہی ہاتھ اور زبان جیسی آنکھ اور کان اور پاؤں جب جہانگی بیگناہی میں یا کانکا
 قولهما لا يرضاه او دخل ملكه بغير اذنه لان اكثر الايداء يحصل بهما واما الجمع بينهما فلان
 کلمات پر او کسی پر مرضی یا جاگسی او کسی ملک میں ہی اجازت اسکی ذکر کیا کہ اکثر ایذا انہیں دونوں ہی ہوتی ہی اور دونوں کو جمع اسکی کیا ہی
 كف اليد بحيث ان يكون بسبب الضعف وعدم القدرة واذ اضم اليه كف اللسان يتعين
 کہ ہتھ کا روکنا شاید کہ بسبب ناتوانی کی ہو کہ اتنی طاقت نہیں ہی اور جب زبان کو او کسی ساتہ روکا تو یہہ مقرر ہو گیا
 ان كف اليد كان للاسلام والمجاهد ليس من يقاتل الكفار فقط بل المجاهد الكامل من يقاتل
 کہ ہتھ کا روکنا اسلام ہی کی جہت سی ہی اور مجاہد وہ نہیں ہی کہ صرف کفار سی جنگ کیا کری بلکہ مجاہد کامل وہ ہی جو اپنی نفس سی جنگ کر کی اتہ
 نفسه ويحماها على طاعة الله تعالى ويمنعها عن معصيته تعالى لان نفس الانسان اشتد
 اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری پر لنگاری اور اللہ کی نافرمانی سی اور سکور وک دنی اس ہی کہ نفس انسانی انسان کا کفار کی نسبت زیادہ تر

معه من الكفار لكون الكفار في ابعدها مكان منه لا يتفق تلاخضم به وتقاتلهم معه الاحياء
 دشمن ہوتا ہی اسلئے کہ کفار تو اس سے دور صاف ہوتے ہیں اور اسی اتفاقاً کہیں کہیں مقابلہ اور مقاتلہ پیش آجاتا ہی
 بعد حين واما نفسه فانها ابدان لا تلمه وتقاتله وتمنعه عن الخيرات والطاعات وتحمله على
 دیر بعد نفس بہ تو ہر وقت اسکی ساتھ لگا ہوا اور اسکی ہمتا ہی اور خیرات اور طاعات سے روکی جاتا ہی اور
 المعاصي وانواع الفسادات ولا شك ان القتال مع العدو والملازم اهم من القتال مع العدو
 گناہ اور طرح طرح کے فساد پر رغبت دیتی جاتا ہی اور بیشک جنگ پاس کی دشمن کی دشمن ہوتی ہی جنگ دور کی دشمن سے
 البعيد يشهد لهذا قوله يا ايها الذين امنوا قاتلوا الذين يلوونكم من الكفار فانه تعالى امر المؤمنين
 بہ قول اسکا شاہد ہی ای ایمان والو لڑاؤ اپنی نزدیک کی کافروں سے کیونکہ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کو
 ان يبتدوا بقتال الكفار الذين كانوا اقرب منهم فاذا فرغوا من الاقرب فليقاتلوا الاعداء والمهاجرين
 بہ امر فرماتا ہی کہ پہلی قتال ان کفار سے کریں جو اوس سے پاس ہیں جب پاس کی کفار سے فارغ ہو جائیں تو دور کی کفار سے لڑیں اور مہاجر
 ليس من هاجر من مكة الى المدينة قبل فتح مكة فقط حتى تنقطع على الهجرة بعد فتح مكة بل الهجرة
 وہ ہی نہیں ہی جو مگر چھوڑ کر کسی مدینہ کو چلا گیا فتح مکہ سے پہلی پہلی کہ بعد فتح مکہ کی ہجرت ہو چکی بلکہ ہجرت
 باقية الى يوم القيمة لانها انتقال من الكفر الى الايمان ومن دار الحرب الى دار الاسلام ومن
 قیامت تک ہوتی رہی گی اسلئے کہ ہجرت تو یہ ہی کفر کو چھوڑ کر ایمان حاصل کرنا اور کافروں کی ملک سے مسلمانوں کی ملک میں جانا اور
 المسيات الى الحسنات وهذه الاشياء باقية مادام التكليف باقيا فالمهاجر الكامل هو الذي
 گن ہوں کو چھوڑ کر حسنات پر عمل کرنا اور یہ امور تو باقی رہیں گی جب تک خطاب الہی باقی ہی پس کامل مہاجر وہ ہی جو
 يترك جميع ما في الله تعالى من المعاصي ويشغل بما امر الله تعالى من محاسن الاعمال كما جاء
 تمام ممنوعات غرضی ترک کری کوئی ہی گناہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی امر بحالانی میں مشغول رہی کیسا ہی نیک عمل ہو چنانچہ
 في حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال المهاجر من هجر ما في الله تعالى عنه فانه عليه الصلوة
 ایک اور حدیث میں آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا مہاجر وہ ہی جو ترک کری وہ کار جو منع کیا ہی اللہ تعالیٰ فی پس پیغمبر صلی اللہ علیہ
 والسلام بين في هذا الحديث ان الهجرة الكاملة التامة هي هجران الفواحش والمنكرات والجور في
 وسلم فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ پوری اور کامل ہجرت فواحش اور منکرات کی چھوڑنی اور
 الطاعات والعبادات لكن ينبغي ان يعلم صحة الطاعات والعبادات موقوفة على صحة الاعتقاد
 طاعت اور عبادت میں کوشش کرنی ہی ہوتی ہی لیکن یہ سمجھنا ضرور چاہی کہ طاعات اور عبادات کہیں صحیح اور درست نہیں ہوتی جب تک اعتقاد درست نہ ہو
 لان الايمان اصل والعمل فرع والعباد اذا لم يعرف ما الايمان والهداية لا يعرف ما الكفر والضلالة
 اسلئے کہ ایمان جڑ ہی اور عمل شاخ اور آدمی کو جب یہ ہی خبر نہیں کہ ایمان اور ہدایت کیا ہوتا ہی تو وہ کیا جانی کہ کفر کیا اور گمراہ کیا ہی
 فتارة تجرى على لسانه كلمة التوحيد على طريق الاعتقاد لا بالعلم والاعتقاد وتامة يتلفظ
 بہر تو کہی اسکی زبان پر یکہ توحید کا آجا ویگا عادت کی موافق بدون علم اور اعتقاد کی اور کہی کہ
 بالفاظ الكفر ويدخل في حيز الالترداد ومن كان في الاعتقاد بهذه المرتبة لويقي الف سنة
 کفر کا یکہ ویگا جتنی مرتبہ ہو جاوی اور جسکا اعتقاد اس درجہ کا ہو تو اگر ہزار برس تک
 في الصوم والصلوة لن ينفعه ذلك الاعتقاد يوم العرض الاكبر ومصيره الى النار ومن زعم انه مسلم
 روزہ نماز کیا کریگا تو ہرگز اگر بہر اعتقاد پیشی کی دن کچھ فائدہ نہ لگا آخر ایسی کا انجام آگ ہی اور جو یہ کہان کہ وہ مسلم ہی

وتقاعبد من تعلم قدر ما هو فرض عين عليه من عقائد الايمان لا يوجد فيه من الايمان الا

پہرستی کری سیکھنی میں عقائد ایمان کی جس قدر اوپر فرض عین ہی تو اس میں ایمان کا صحت دعویٰ ہی دعویٰ پایا جاتا ہی

مجرد الدعوى وهذا النوع من الايمان انما يظهر فائدته في الدنيا حيث لا يؤخذ منه الجزية كما

ایسی ایمان کا فائدہ صرف دنیا ہی میں ہوتا ہی اس لیے کہ اسی خراج نہیں لیا جاتا لیکن

تؤخذ من الكفار لكن يتعد رله الوصول في العقبي الى درجة الايمان فان العبد بمجرد الايمان بكلية

اور کفار سے لیا جاتا ہی لیکن اس کو درجہ معلوم کا آخرت میں ملنا بہت دشواری کیونکہ آدمی صرف کلمہ شہادت کا پڑھ کر

الشهادة وتقرر الفاظ الايمان على طريق العادة ودل نفسه من المؤمنين من غير فهم معناها

اور عادت کی موافق الفاظ ایمان کی بول کر اور اپنی آپ کو مؤمنین میں شمار کر کے بدون سمجھنی معنوں کی

لا يصير مؤمناً بينه وبين الله تعالى حتى يصدق بقلبه جميع شرائعه وينقاد في جميع حكامه

خدا کی علم میں مؤمن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اپنی دل سے تمام احکام شرعی کی تصدیق کری اور تمام احکام کا مطیع ہو دی

ولا يبتشكك ولا يتردد في شيء منها ولوجود هذا التصديق والانقياد في القلب علامات منها ان

اور کسی بات میں اصلاً شک اور تردد نہ آوی اور بہت نشانیاں ہیں کہ جس سے تصدیق اور انقیاد دل میں موجود معلوم ہو ایک یہ ہی

لا يفرغ عن امر دينه بل يسعى في اصلاحه بتعلمه من اهل العلم والعمل به ومنها ان لا يشق على قلبه

کہ دین کی معاملہ سے نکال ہو نہ ہو بیٹھی بیکہ دین کی درستی میں کوشش کرتا رہی اپنی اہل کو سکھاوی اور عمل کرتا رہی اور ایک علامت یہ ہے کہ اس کی دل میں دشوار نہ ہو

اذا اخبر عن شيء من امر دينه ولا يتهاون به ولا يتكبر عنه بل يقبله ويطيعه وان كان ذلك الامر

جدا موردی میں سے کوئی سا حکم سنی اور اس کو حقیر نہ سمجھی اور آدمی گردن کشی نہ کری بلکہ اس کو مان لی اور اطاعت کری اگرچہ وہ حکم کما ہی

في غاية الصعوبة والخبر في غاية الحقايرة ومنها ان لا يكون له هواه امير والشرع تابع له بان

سخت دشواری ہو اور وہ حکم سنا ہو الا کیسا ہی ذلیل و خوار ہو اور ایک بہ نشانی ہی کہ اس کی ہوا نفسانی حاکم ہو جاوی اور شرع اس کی تابع نہ بنی اس لیے

لا يأخذ من الشرع شيئاً الا ما يوافق هواه بل يجب ان يكون له الشرع اميراً وهواه اسير له فالأمر

کہ شرعی احکام میں سے وہ ہی اختیار کیا کری جو اس کی مرضی کی موافق ہو بیکہ واجب ہی کہ شرع ہی اس کی حاکم اور اس کی ہوا اس سے مغید ہو بہر

من هواه ومردية شيئاً الا باذن الشرع وان كان فيه نقصان المال والمجاهد والعرض كما اخبره النبي

اپنی خواہش میں سے بدون اجازت شرع کی کچھ اختیار نہ کر سکی اگرچہ اس میں مال اور مرتبہ کا نقصان ہو جا اور عزت بکڑ جاوی چنانچہ نبی صلی اللہ

عليه السلام وقال لا يؤمن احدكم حتى يكون هواه تبعاً لما جئت به فاذا وجد في العبد تلك العلامات

علیہ وسلم فی خبری ہی فرمایا کہ کوئی تم میں سے مؤمن نہ ہو گا جب تک کہ اس کی مرضی تابع میری احکام کی نہ ہو جاوی جب آدمی میں یہ علامت موجود ہو جاویں

كان مؤمناً حقاً وهذا هو الايمان المنجي من العذاب الابدي لكن بشرط التحفظ من جميع ما يهدم هذا

تو وہ بیشک مؤمن حقیقی ہی اور یہ ہی ایمان ہی جو عذاب ابدی سے نجات دیتا ہی لیکن بشرطیکہ بجا رکھی تمام ایسی حالات سے جو اس تصدیق کو

التصديق وينافيه مما يجري على قلبه ولسانه وسائر جوارحه مما يوجب الكفر فان الايمان لا يزول الا

بکفار دین اور کفر دین وہ خطرات دلی اور زبانی اور تمام اعضا کی جن جن سے کفر لازم آجاوی کیونکہ ایمان بدون کفر کی نہیں گم ہوتا

بالكفر والكفر ثلثة انواع النوع الاول كفر جهلي وسببه عدم الاصغاء وعدم الالتفات وعدم التامل

اور کفر تین قسم کا ہوتا ہی پہلی قسم کفر جہلی ہوتا ہی اس کا سبب یہ ہے نہ سنا اور نہ دیکھ کر فی اور غور اور فکر نہ کرنا

في الايات والدلائل مثل كفر العوام فان اكثرهم لا يعرفون ما وجب عليهم معرفته من عقائد الايمان

آیات میں اور دلائل میں جس سے کفر عام لوگوں کا کیونکہ اکثر عوام یہ ہی نہیں جانتے کہ ان سے کون کون سی عقائد ایمان کی کا سمجھنا واجب ہی

بل بعضهم ينطق بكلمتي الشهادة لكن لا يعرف معناهما ولا يميز بين الله تعالى ورسوله والنوع الثاني
 بلکہ بعضی لوگ شہادت کی دونوں کلمی تو پڑھتی ہیں پر انکی معنی نہیں جانتی اور اس میں اور اسکی رسول میں تمیز نہیں کرتی دوسری قسم کفر
 کفر جہودی و سببہ اما الاستکبار مثل کفر فرعون و ولادته او خوف نزول الراسية وعدم الوصول
 انکاری ہوتا ہی اسکا سبب یا تو خود بینی اور تکبر جیسی کفر فرعون اور اسکی امرا کا یا خوف ریاست کی جاتی رہتی کا اور سرداری میں نہ ہونی کا
 اليها مثل کفر هرقل او خوف الذم والتعير مثل کفر ابی طالب والنوع الثالث کفر حکی وهو الذم
 جیسی کفر هرقل کا یا خوف بنامی کا اور شرم جیسی کفر ابوطالب کا اور تیسری قسم کفر حکم ہوتا ہی یہ وہ کفر ہی
 جعله الشرع من علامات التکذيب کشد الزنا و سجود الصنم او کان عن استخفاف ما یوجب تعظیبه
 جسکو شرع فی نشانی تکذیب کی مقرر کی ہی جیسی جینوں کا گل میں ڈالنا اور بت کو سجدہ کرنا اور حقارت کرنی اول چیزوں کی جسکی شرع میں تعظیہ
 كالقاء المصحف فی المزبلة واستهزاء العلم والعلماء و طأهرو من امور الدين او عن استحلال طحرم
 نفوذ باند جیسی مصحف کو لڑی میں ڈال دینا اور علم اور علماء اور امور دینی کا ٹپٹھا کرنا یا حرام لعینہ کو چکی
 لعینہ وثبت حرمتہ بدلیل قطعی كالزنا وشرب الخمر ومن فعل شيئا من ذلك یحبط جميع اعماله بین
 حرمت و بدلیل یقینی سی ثابت ہو چکی ہو حال سمجھنا جیسی نہ نا اور شرب کا پینا اور جیسی اس مذکورات میں سی کوی ساکیا او سکی تمام عمل سوخت ہو جاتی
 الدينية فیلزم تجدید النکاح وتکراسر الحجاب ان کان قادرا بعد التوبة واما غیر تلك الذنوب صغيرة
 پہنچی سرسی کا ح کرنا چاہی اور حج پہرا کرنا چاہی اگر بعد توبہ کی مقدور رکھتا ہو اور سوای ان مذکورات کی باقی کی گناہوں سی
 کانت اکبيرة فلا یخرج المؤمن بفعالها من الايمان بل یكون فاسقا لكن یخاف علیه امر عظیم
 صغیرہ ہوں یا کبیرہ قوم و مؤمن کسی گناہ کی شامت سی ایمان سی خارج نہیں ہوتا بلکہ فاسق ہو جاتا ہی لیکن او پہر مرتبہ بڑا اندیشہ ہی
 عند النزاع ان کان مصرا علیها ولم یتب عنها لما روی انه علیه السلام قال المعاصی ترید الکفر
 اگر وہ شخص گناہ پر جم رہا ہوتا اور توبہ نہیں کی ہی اسلئے کہ روایت ہی کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی گناہ کفر کی اپنی ہوتی ہیں
 فعلى هذا یجب علی کل مؤمن ان یتوب عن الذنوب کلها فی الحال لان التوبة عن الذنوب صغيرة
 اس حدیث کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ تمام گناہوں سی ابھی فی الحال توبہ کری کیونکہ توبہ کرنا گناہوں سی صغیرہ ہوں
 او کبيرة واجبة علی الفور اما وجوبها فللقوله تعالى وتوبوا الی الله جميعا آیه المؤمنون ولقوله تعالى
 یا ایہا الذین امنوا توبوا الی الله کتوبة تصوحا فانه تعالى قد امر فی ہاتین الآیتین بالتوبة والا فمر بالوجوب
 ای ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دکل توبہ بیشک اللہ تعالیٰ ان دونو آیتوں میں توبہ کا حکم فرمایا اور ہر دو آیتیں صحیح کی ہوتی
 فیکون التوبة واجبة واما وجوبها علی الفور فلا یلزم بالتاخیر الا صراحا المحرم الذی یؤدی الی الهلاک
 سو توبہ واجب ہو گئی اور توبہ کا ترت واجب ہونا اسلئے ہی تاکہ تاخیر کر نیسی اصرار حرام نہ ہو جاوی جسکا انجام ہلاکت ہوتا ہی
 لما روی عن ابن عباس انه علیه السلام قال هلك المستوفون والمستوف من یقول سوف اتوب وفي حدیث
 اسلئے کہ روایت ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی ہلاک ہوئی دیر اور تاخیر کر نیوالی اور مستوف اسکو کہتی ہیں جو یہ کہہ کر کہتی ہیں کہ میں توبہ کر لوں گا
 اخرا نه علیه الصلوة والسلام قال کل بنی آدم خطاء وخیر الخطا بین التوابون فلا بد للمؤمن
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا تمام بنی آدم بڑی ہی خطا دار ہیں اور خطا واروں میں سی ابھی وہ ہیں جو بہت توبہ کرتی ہیں پس مؤمن کو
 ان یدل و علی التوبة لیكون من التوابین فانه تعالى دعا عباده المؤمنین بعد ما اذنبوا الی التوبة
 لازم ہی کہ ہمیشہ توبہ کرتا رہی تاکہ ثواب میں داخل ہو دی کیونکہ اللہ تعالیٰ فی اپنی مؤمن بندوں کو بعد گناہ کرنی کی توبہ کی ہدایت کی ہی

یہ حدیث صحیح ہے

واهمهم بها وسماهم المؤمنين ثم بين ما لهم من الكرامة والمغفرة فقال عسى ان يكفر عنكم
 اور توبہ کا حکم کیا ہی اور انکو مؤمن کہہ کر کیا ہی بہر بیان فرمایا جو اوکی ائی عزت اور بخشش ہوگی سو فرمایا شاید تمہارا رب اوتاری تمہاری
 سبائکم ویذخلکم جنۃ تجری من تحتھا الانہار وقال فی آیۃ اخری ولئن یبذروا فاعلوا فاحشۃ
 برائیان اور داخل کری تمکو باغوں میں جنکی نیچی بہتی نہریں اور فرمایا ایک اور آیت میں اور وہ لوگ جب کہیں گے کچھ کہلا گناہ
 او ظلموا انفسہم ذکروا اللہ فاستغفروا الذنوبکم ومن یغفر الذنوب الا اللہ وکم یضلوا علی ما
 یاہر اکین اپنی حق میں توبہ کر کے اللہ کو اور بخشش مانگی اپنی گناہوں کی اور کون ہی گناہ بخشتا سوائے اللہ کی اور نہ اسکا دین اپنی
 فعلوا وہم یعلمون اولیک جزاؤہم مغفرۃ من ربکم وکنت تجری من تحتھا الانہار فخلدین
 کئی یہ جانتی ہوگی اوکی جزا ہی بخشش اوکی رب کی اور باغ جنکی نیچی بہتی نہریں وہ پڑی اوتھیں
 فیہا وکنتم اجر العمالین ثم اخبرناہم لیطہروہم بالتوبۃ عن انجاس الذنوب فقال لئن لکنتم
 اور خوب مزدوری ہی کام کر لیتو لوگ کی ہر سبب خبر دی کہ اوکو پسند ہی کہ اوکو پاک کرے توبہ کا اگر گناہوں کی نجاست سی سو فرمایا بیگناہ کر خوش
 التوابین ویحبب المتطہرین فاذا کان كذلك فکیف لا یشتغل المؤمن بالتوبۃ وکیف ینفک عنہا لکن
 توبہ کرنے والی اور خوش آتی ہیں سہرائی والی جب یہ ہر اتو مؤمن ہو کر توبہ کیونکر کرے گا
 لہا اربعۃ شرط ان اختل شرط منہا لا یتحقق التوبۃ الاول الندم بالقلب علی فعل من الذنوب فی
 توبہ کی چار شرط ہیں اگر ایک ہی شرط جاتی رہی گی توبہ کا پتا نہیں پہلی دل ہی شرمندہ ہونا گناہوں کی کرنی پر
 الماضی والثانی ترک المعصیۃ فی الحال والثالث العزم علی ان لا یعود الی مثلہا فی الاستقبال والرابع
 زمانہ گذشتہ میں دوسری فوراً گناہ کو ترک کرنا تیسری عزم کرنا کہ آئندہ کو بہر گناہی ایسی حرکت نہ کرے گا چوتھی
 ان یکون ذلك خوفا من اللہ تعالی لا لہم اخر فان من ندم علی شرب الخمر وترکہ لما فیہ من الصداق
 یہ کہ تینوں امر اللہ تعالیٰ کی خوف سی ہوں کسی اور سبب سی ہوں کیونکہ اگر کوئی شخص شراب پی کر نادم ہوا اور اسکو ترک کیا اسلی کہ اسی سرور رہا
 وزوال العقل والخلل بالمال والعرض لا یکون تأثبا شرعا ولا ینال الثواب الموعود للتائبین وکذلك
 اور بہکتا ہی اور مال تلف ہوتا ہی اور عزت جاتی ہی تو شرعاً یہ شخص تائب نہیں ہی اور جو ثواب تائب کی واسطی مقر ہی یہ نہیں پاوے گا اور یہی
 من قال بلسانہ استغفر اللہ وقلیہ مصر علی المعصیۃ فاستغفارة ذلك یحتجہ الی استغفارہ مقار
 جسنی زبان سی کہا استغفر اللہ اور دل اوسکا گناہ پر اٹارے تو ایسی توبہ سی شرمندہ ہو کر توبہ کرنی چاہی
 بالندم لما روی ان علیا رای رجلا قد فرغ من صلاتہ وقال سریعا اللہم انی استغفرتک واتوب الیک
 کیونکہ روایت ہی کہ حضرت علی فی ایکے دیکھا کہ اسی نماز سی فارغ ہوتی تبتلے سی یہ کہا اے میں مجھشتی مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں
 فقال علی یا ہذا ان سرعت اللسان بالاستغفار توبۃ الکن ابدین وتوبتک تحتجہ الی توبۃ وعن الحسن
 پس حضرت علی کی کہا اے شخص جلد ہی زبان توبہ پر چلا فی جہوٹوں کی توبہ ہوتی ہی تیری یہ توبہ قابل توبہ کی ہی اور حسن
 البصر انہ قال استغفارتنا یحتجہ الی استغفار قال القرطبی هذا قولہ فی زمانہ فکیف فی هذا الزمان
 بصری ہی روایت ہی کہ کہتی تھی ہماری توبہ قابل توبہ کرنی کی ہی قرطبی کہتی ہیں یہ قول حسن بصری کا اوکی زمانہ میں ہی پس اس زمانہ کا تو کیا حال ہی
 الذی یرى الانسان فیہ مکیا علی الظلم حریصا علیہ ولا یقلع عنہ والسبحۃ فی یدہ یزعم انہ یستغفر
 کہ ہم دیکھتی ہیں انسان کو کہ مصلحت کا ملاحظہ ہر دہکا چلا جاتا ہی اور ہرگز باز نہیں آتا اور توبہ بہتہ میں ہی ہوتی ہی اس خیال کہ توبہ کرے گا
 منہ وذلك استغناء منہ واستخفاف لما روی انہ علیہ السلام قال المستغفر باللسان المصر علی
 اب یہہ شہنا چل اور حقارت ہی چنانچہ روایت ہی کہ بغیر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا کہ زبانی توبہ کرنا الا گناہ پر لگا ہوا

الذنب کالمستقر یریه وانما التوبة ان يستغفر بلسانه ویبوی بقلبه ان لا یعود الی الذنب اصلا
 گویا اینی ربی چهل کرتا ہی اور توبہ یہہ ہوتی ہی کہ زبانی بخشش مانگی اور دل ہی بہ نیت کری کہ بہر کبھی نافرمانی نہ کروں گا
 فاذا فعل ذلك یعفر الله ذنبه وان كان ذنبه عظیما اذ لیس ذنبا اعظم من الکفر وقد قال الله تعالى
 جب ایسی توبہ کرتا ہی تو اللہ تعالیٰ اسکی خطائے بڑی ہی کیسا ہی گناہ ہو کیونکہ کفر ہی بڑا کوئی گناہ نہیں ہی اور اللہ کا قول کی حق میں
 فی حق اهل الکفر قل للذين کفروا ان یموتوا یعفر لهم ما قد سلف فاظنک فیما دونہ من المعاصی
 یہہ فرماتا ہی تو کہہ دے کافروں کو اگر انہیں تومعاف ہوا تو کونکو جو ہو چکا بہر تو کیا سمجھتا ہی کفر ہی کتر گناہوں کو
 وقد روی انه علیه السلام قال لو اخطأ أحدکم حتی یملأ ما بین السماء والارض ثم تاب تاب الله علیه
 اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص اتنی گناہ کری کہ بہر جاوی میدان آسمان اور زمین کا بہر وہ توبہ کری تو اللہ اوپر رحمت کرتا
 وفی حدیث اخر انه علیه الصلوۃ والسلام قال ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله علیه یعنی انہ اذا
 اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا کہ بندہ جب خطا کرے تو توبہ کرتا ہی تو اوپر اللہ تعالیٰ رحمت کرتا ہی مراد یہہ ہی
 اقر بکونه من نبتا ثم ندیم علی ما فعل من الذنوب وعلی ما اکسب من السيئات وعزم ان لا یعود الی مثله
 کہ اپنی تین خطا وار کہہ کر بہر گناہ کئی ہو ہی پر اور برائی گائی ہو ہی پر شرمندہ ہو ہی اور آگے گویہ عزم کری کہ بہر ایسی حرکت نہ کروں گا
 یقبل الله تعالیٰ توبتہ ویتجاوز عن سيئاتہ لکن ینبغی ان یعلم ان الذنب علی نوعین ذنب بینہ و
 تو اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اسکی خطا ہی دیکھ کر فرماتا ہی لیکن یہہ سمجھنا چاہی کہ گناہ دو قسم کی ہوتی ہیں ایک تو صرف حقوق الہی
 بین الله تعالیٰ وذنب بینہ و بین العباد فالذنب الذی بینہ و بین الله تعالیٰ یکفی فیہ الاستغفار
 دوسری حقوق العباد بہر گناہ صرف حقوق اللہ کی ہیں تو آدمین کفایت کرتی ہی توبہ
 باللسان والندم بالقلب والعزم علی ان لا یعود فاذا فعل ذلك لا یدبر من مکانہ حتی یعفر له ذنبہ
 زبانی اور غم امت دل سی اور بہ عزم کرنا کہ بہر کبھی نہ کروں گا جب ایسی توبہ کر چکا تو فوراً اوسے جبکہ اسکی خطا معاف ہو جاتی ہی
 الا ان یکون علیہ شئ من فرائض الله تعالیٰ فان الشرع لا یتکفی فیہ بمجرد التوبة بل اضاف الی ذلك
 مان اگر اسکی ذمہ کچھ فرائض الہی میں سے ہی ہو تو اس صورت میں شرع فی صرف توبہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس توبہ کی ساتھ
 فی البعض قضاء کالصلوۃ والصوم وغیرہما وفی البعض کفارة واما حقوق الادمیین فلا بد من ابطالها
 بعضی فرائض کا قضا چاہی جیسی نماز اور روزہ اور بعضی میں کفارت چاہی رہی حق العباد اسمیں ضروری ہی کہ وہ حق مستحق کی پاس
 الی مستحقہا فان لم یوجدوا یلزم تصدقہا عنهم بنیہ ان یکون ودیعة عند الله تعالیٰ یوصلها
 پہنچا دی اور اگر وہ مستحق نہ ہوں تو لازم ہی کہ انکو ادائیگی طرف سے خیرات کردی اس نیت سی کہ اللہ تعالیٰ یہہ امانت قیامت کی دن
 الی اصحابہا یوم القیمة فمن لم یجد سبیلا لخروجه عما علیہ من التبعات لا تغسارہ فعلیہ ان یکثر
 انکی مستحق کو پہنچا دی اور جو شخص ماری شکستہ کی کوئی راہ نہ پایا ہی حقوق العباد کی ادائیگی تو اسکو بہہ لازم ہی
 من الاعمال الصالحات ولستغفر لمن ظلمه من المؤمنین والمؤمنات فی اکثر الاوقات فانه اذا فعل
 کہ اعمال صالح بہت کری اور اپنی مطلوبوں میں سے مرد اور مؤمن عورتوں کی کئی اکثر اوقات بخشش کی دعا کیا کری جب بہر عمل کر لگا
 كذلك یرجى من الله تعالیٰ ان یرضی خصماءہ یوم القیمة بلطفہ وکرمہ المجلس الحادى عشر
 تو اللہ تعالیٰ کی فضل سی امید ہی کہ قیامت کی دن اسکی مدعیوں کو اپنی لطف اور کرم ہی راضی کر دی گیا رہوین مجلس
 فی بیک افضل الذکر و افضل الدعاء قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
 اور افضل دعا کی بیان میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی افضل ذکر

افضل الذکر الاله الا الله وافضل الدعاء الحمد لله هذا الحديث من حسان المصابيح رواه جابر
 نسب ذکرون میں ہی بہترین لا اله الا الله اور سب دعاؤں میں بہترین الحمد لله یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی
 وانما جعل فيه الحمد لله من افضل الدعاء لان الدعاء عبارة عن ذکر العبد لله وسواله عنه
 اور الحمد سب دعاؤں میں افضل اسلمیٰ ہے کہ دعا اسکو کہتی ہیں کہ بندہ اپنی رب کو یاد کرے اور ہی افضل کا سوال کری
 ففي الحمد لله المعنى موجودا في ذكر الرب والحمد لله لان الشكر والحمد في لفظين واحدين والحمد لله
 سو الحمد میں یہ معنی موجود ہیں اسلمیٰ کہ اس میں رب کی یاد ہی اور ترقی کی طلبیٰ اسلمیٰ کہ الحمد اصل ہی شکر میں اور حمد ہی اسلمیٰ فہما فی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم
 والشكر يستلزم المزيد لقوله تعالى لئن شكرتم لازيدنكم فمن قال الحمد لله يصير كأنه سئل عنه
 اور شکر ہی ترقی ہو کر کہتی ہی واسلمیٰ فرمودہ اللہ تعالیٰ کی اگر حق مانو گی تو اور دن کا تم کو بہر حصہ ہی الحمد سب کہا گویا اسلمیٰ اللہ تعالیٰ ہی
 تعالى زيادة فضله بعد الشاء عليه واما كون لا اله الا الله من افضل الاذكار فلان فيه معنى لا يوجب
 شہادہ فعل کی ترقی قلب کی اور لا اله الا الله جو تمام ذکر و ترون میں افضل ہی تو اسلمیٰ کہ اس میں وہ معنی ہیں
 في ذكر غيره وبمعرفه ذلك المعنى يحصل للمكلف جميع ما يجب عليه معرفته في حقه تعالى وذلك المعنى
 جو اور ذکر و ترون میں پائی جاتی ہوتا ہے معنی کی دریافت کرنی ہی مکلف کو حاصل ہوجاتی ہیں جو جو واجب ہی دنیا فتنہ کرنا نہ تبت ذات باری تعالیٰ کی اور وہ معنی
 اثبات الالهية له تعالى ونفيها عما عداه ويندرج في معنى الالهية جميع ما يجب على المكلف معرفته
 ربوبیت کا ثابت کرنا واسلمیٰ اللہ تعالیٰ کی اور الوہیت کا سلب کرنا ماسوا ابھی اور الوہیت کی معنوں میں تمام باتیں آگئی ہیں جنکا جائنا مکلف کو ضروری
 فما يجب في حقه تعالى وما يستحيل عليه وما يجوز له لان الالهية تشتمل على معنيين احدهما
 اوصاف الہی ہی جو واجب ہیں اور جو محال ہیں اور جو جائز ہیں اللہ تعالیٰ کی حق میں اسلمیٰ کہ الوہیت میں دو معنی ہیں ایک تو
 استغناؤه تعالى عن جميع مأسواه والثاني افتقار جميع ما عداه اليه تعالى فعلى هذا يكون معنى كلمة
 اللہ کا بی نیاز ہونا تمام اپنی ماسوا ہی اور دوسری تمام ماسوا کا محتاج ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف اس فقرہ کی موافق معنی کہ
 التوحيد لا يستغنى عن جميع مأسواه ولا مفتقر اليه جميع ما عداه الا الله تعالى اما استغناؤه
 توحید کی یہ ہیں کہ نہیں ہی کوئی بی نیاز تمام ماسوا اپنی ہی اور نہیں ہی کوئی محتاج الیہ تمام ماسوا اپنی کا سواء اللہ تعالیٰ کی اللہ تعالیٰ کی بی نیازی
 عن جميع مأسواه فيوجب له تعالى الوجود والقدم والبقاء اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات
 تمام ماسوا ہی جو ہی استی واجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ موجود اور قدیم اور باقی ہی اسلمیٰ کہ یہ صفات اگر اللہ تعالیٰ کو بغیر و ثابت نہ ہوا دیں
 لكان محتاجا الى محدث لان انتفاء شيء عن هذه الصفات يستلزم الحدوث وكل حادث مفتقر
 تو یہ ہر شے وہ محدث کا محتاج ہوگا اسواسطیٰ کہ ان صفات میں ہی جو شے نہ ہوگی تب ہی حدوث لازم آوے گا اور ہر حادث محدث کا محتاج
 الى محدث وكذا يوجب له تعالى التنزه عن النقائص ويدخل في التنزه عن النقائص وجوب السمع و
 ہر شے ہی اللہ ہی ہی واجب ہوا اللہ تعالیٰ کا ہر ہی ہونا نقصان ہی اور نقصان ہی ہر ہی میں آگئی واجب ہونا سمع اور
 البصر والكلام اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان متصفا بالنقائص ومحتاجا الى من يدفع
 ہر اور کلام کا اسلمیٰ کہ اللہ تعالیٰ کو اگر یہ صفات واجب نہ ہوگی تو البتہ اس میں نقصان کی باتیں پائی جائیگی اور محتاج ہوگا ایسی کا جو اس
 عنه تلك النقائص وكذا يوجب له تعالى التنزه عن الاغراض في افعاله واحكامه اذ لو لم يجب
 نقصان کو دور کری اور ایسی واجب ہوا پاک ہونا اللہ تعالیٰ کا غرض ہی افعال اور احکام میں اسلمیٰ کہ اگر واجب نہ ہو
 له تعالى التنزه عن الاغراض لكان محتاجا الى ما يحصل به غرضه وكذا يوجب له تعالى ان لا يجب
 اسکا پاک ہونا غرض ہی تو بیشک محتاج ہوگا ایسی شے کا جس ہی اسکی غرض حاصل ہو ایسی ہی ضرور ہوا اللہ تعالیٰ کو ہر کچھ واجب ہونا

عليه فعل شيء من الممكنات ولا تركه اذ لو وجب عليه شيء منهما لكان محتاجا الى ذلك الشيء
 کسی فعلی که ممکن است بکنند او ترک کند اگر واجب بود بر کسی چیزی از دو چیز یکی تالیف محتاج بود که او یکی که
 ليكمل به اذ لا يجب له تعالى الا ما هو كمال واما اقتدار جميع ما عدا هاليه تعالى فيوجب له تعالى
 تا که او بشی کامل بن جاوی اسلوس که الله تعالی کو صفات کامل ہی واجب ہوتی ہیں اور تمام ممکنات ماسوی اسکی محتاج ہوتی ہی اسکی طرف واجب ہوا
 القدرة والارادة والعلوم والحیوة اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان عاجزا عن اليجاد شيء
 الله تعالی کا قدرت اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہونا اس کی کہ یہ چاروں صفت اگر الله تعالی کو واجب نہ ہوں تو وہ تمام ممکنات کی پیدا کر ہی ہی
 من الممكنات ولكن اوجب له الوحداية اذ لو لم يجب له تعالى الوحداية بل كان معه غيره في
 عاجز ہوگا اور ایسی ہی وحدانیت بھی واجب ہوتی ہی اسکی کو اگر وحدانیت نہ ہو
 الالهية لم يفتقر اليه شيء من الممكنات للزوم عجزها ويوجد من اقتدار جميع ما عدا هاليه تعالى
 تو ہر کوئی شی ممکنات میں سے کسی محتاج نہ ہوگی کیونکہ بیک بیک تو کی دونو عاجز ہو جائیگی اور جب تمام ممکنات ماسوی اسکی
 حدث العالم باسره اذ لو كان شيء منه قديما لكان مستغنيا عنه تعالى غير مفتقر اليه يؤخذ
 اسکی محتاج ہونے میں تو ایسی معلوم ہوا کہ عالم تمام حادث ہی اسکی کلام میں سے کچھ ہی اگر قدیم ہو تو وہ الله تعالی ہی پر وہ ہوگا اسکی طرف محتاج نہ ہوگا اور یہ بھی
 ايضا ان لا يؤثر شيء من المخلوقات في اثره اذ لو كان في شيء من المخلوقات تأثير في اثره لكان ذلك لا اثر مستغنيا عنه تعالى غير مفتقر
 معلوم ہوا کہ کسی چیز کو مخلوقات میں سے کسی امر میں کچھ اثر نہ ہو
 اليه فعلى هذا كل من يقول لا اله الا الله يصير كانه يقول لا واجب الوجود الا الله تعالى ولا واجب
 بلکہ باینانہ اس تقریر کی موافق جو شخص لا اله الا الله کہتا ہی گویا کہ وہ یہ کہتا ہی کوئی واجب الوجود نہیں سوا الله تعالی کی اور نہ کوئی واجب
 القدم والبقاء الا الله ولا قادر على ايجاد الممكنات كلها الا الله ولا عالم بما لا يتناهي من المعلومات
 اور قدیم اور باقی سوا الله تعالی کی اور نہ کوئی قدرت والا تمام ممکنات کی پیدائش پر سوا الله تعالی کی اور نہ کوئی دائرہ معلومات کی انتہا کا
 الا الله ولا منزلة عن جميع النقائص ولا عن الاغراض في فعاله واحكامه الا الله ولا مؤثر في شيء من
 سوا الله تعالی کی اور نہ کوئی بری تمام نقصانوں سے اور نہ غرض سے اپنی افعال اور احکام میں سوا الله تعالی کی اور نہ کوئی اثر کرنے والا کسی چیز میں
 المخلوقات الا الله وعلى هذا القياس كل ما رجب في حقه تعالى واستحال عليه وجاز له فقد
 مخلوقات میں سے سوا الله تعالی کی اسہی طرح جو جو صفات الله تعالی کو واجب ہیں اور جو اسکی حق میں محال ہیں اور جو جو جائز ہیں
 ظهر من هذا ان فهم معنى كلمة التوحيد يتوقف على معرفة الله تعالى ومعرفة الله تعالى
 اس سے ظاہر ہوا کہ کلمہ توحید کی معنی کو سمجھنا معرفت الہی پر موقوف ہی
 ليست ضرورة حتى يحصل بالبداهة معرفة كون الواحد نصف الاثنين بل انما تحصل
 برہمی یعنی ظاہر نہیں ہی تاکہ خود بخود معلوم ہو جاوی جیسی ایک کو دو کا آدم جانتی ہیں بلکہ استدلال سے
 بالاستدلال الذي هو النظر في الدليل فيكون النظر واجبا لانه تعالى امر به وقال انظر واما اذا
 معلوم ہو سکتا ہی جسکو نظر فی الدلیل کہتی ہیں پس استدلال کرنا واجب ہوا چنانچہ الله تعالی ہی پر ارشاد کیا ہی فرمایا ویکو کیکیا
 في السموات والارض فمن تركه يكون اثما لانه اعطى الانسان نعمة العقل فيستدل به على وجوده
 موجود ہی آسمانوں اور زمین میں پھر جس نے استدلال کو ترک کیا وہ گنہگار ہوگا اسکی کہ الله تعالی ہی تو ہی کو عقل کی نعمت اسہی واسطی عطا کی ہی کہ اسکی ذہنی ثابت کری
 وقدمه ووحده وسائر صفاته التي تدل عليها افعاله وهي القدرة والارادة والعلم والحیوة
 اسکی وجود اور قدیم اور وحدانیت اور تمام وہ صفات جن پر اسکی افعال دلالت کرتی ہیں اور وہ صفات قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات ہی

فاذا لم يستدل به لا يكون مؤدياً شكر لعمدة العقل فيكون اثباته يبقى في مشية الله تعالى
 پھر اگر اسنی اور عقل سی استدلال کیا تو اسنی عقل کی نعمت کا شکر ادا کیا پس یہ کہنگار ہوگا پھر مشیت الہی میں رہی گا
 ان شاء يعفر عنه ويدخله الجنة بلا عذاب وان شاء يعذب به بقدر ذنبه ثم يدخله الجنة
 چاہی اسکو صاف کر کر جنت میں بلا عذاب داخل کری اور اگر چاہی اسکی خطا کی موافق اسکو عذاب دیکر جنت میں داخل کری
 فعلى هذا يجب على كل مؤمن ان يعتنى في معرفة الله تعالى حتى تيسر له فهم معنى كلمة التوحيد
 اب ہر مؤمن پر واجب ہی کہ معرفت الہی میں کوشش کیا کری تاکہ اسکو سمجھنا کلمہ توحید کی معنی کا سہل ہو جاوی
 التي هي ثمن الجنة وسبب الخلاص من العذاب المؤبد وقد نص العلماء على لزوم فهم معناها
 جو کہ جنت کی قیمت اور دائمی عذاب سی رستگاری کا باعث ہی اور علماء صاف کہہ گزری ہیں کہ سمجھنا معنی کا لازم ہی
 والا لا ينتفع بها متلقظها في الانقاذ من الخلود في النار اذ ليست فضيلتها باثره نخر يك اللسان
 اور نہیں تو دانی پڑتی ہی اصل فائدہ نہیں ہی کہ دائمی آگ کی عذاب سی بچی اسواسطی کہ اسکی فضیلت زبان ہا فی سی نہیں ہوتی ہی
 بها من غير حصول معناها في القلب بل فضيلتها باثره حصول معناها في القلب بسبب
 جب تک کہ اسکی معنی دل میں نہ حاصل ہوں بلکہ اسکی فضیلت یہ ہی کہ اسکی معنی بسبب معرفت الہی کہ دل میں متیقن ہوں
 معرفة الله تعالى وليس المراد من معرفة الله تعالى معرفة ذاته لان ذاته تعالى ليست معلومة
 اور معرفت الہی سی مراد یہ نہیں ہی کہ اسکی ذات کو دریافت کری اسلی کہ اسکی ذات تو بشر کو معلوم نہیں ہو سکتی
 للبشر بل المراد بها معرفة ما يجب في حقه تعالى وما يستحيل عليه وما يجوز له ليعلم من
 بلکہ معرفت سی یہ مراد ہی کہ یہ دریافت کری کہ اللہ تعالیٰ کی حق میں کیا تو واجب ہی اور کیا محال ہی اور کیا جائز ہی تاکہ دریافت کری
 ينطق بها ما نفى عن غيره تعالى وما اثبت له فانها مركبة من نفى واثبات فالمنفي كل فرد من
 کلمہ پڑھنی والا کیا صفت نفی کیا چاہی غیر اللہ سی اور کیا ثابت کیا چاہی اللہ تعالیٰ کو کیونکہ کلمہ مرکب ہی نفی اور اثبات سی پس نفی کرنا تو ہر فرد
 افراد حقيقة الاله سوى الله تعالى والمثبت فرد واحد من تلك الحقيقة وهو الله تعالى ومعنى
 معبود حقیقی کا ہی سوای ذات الہی کی اور مثبت ایک فرد واحد ہی معبود حقیقی میں سی کہ وہ ذات الہی ہی اور معنی
 الاله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة وهذا المعنى كل يقبل بحسب مجرد ادراكه ان يصدق
 اسکی یہ ہی کہ واجب الوجود ہو سزاوار عبادت کا اور یہ معنی کلی ہیں کہ صرف باعتبار ادراک کی ہو سکتا ہی کہ بہت افراد پر صادق
 على كثيرين لكن الدليل القطعي يدل على استحالة التعدد فيه وكونه خاصاً بذات الله تعالى ذلك
 آوی پر دلیل قطعی سی معلوم ہوا کہ تعدد اسمیں محال ہی اور یہ صفت خاص ہی ذات الہی کو اور وہ
 الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثاً محتاجاً الى محدث يدل على ان له موجداً قديماً واحداً
 دلیل عالم کا وجود ہی بیشک یہ عالم حادث محدث کا محتاج ہو کر دلالت کرتا ہی کہ اسکا ایک موجود ہی قدیم واحد
 متصفاً بالقدرة والامادة والحياة والعلم لانه لو لم يكن قديماً بل كان حادثاً لكان محتاجاً الى
 اور قدیم اور صاحب ارادہ اور حی اور عظیم اسلی کہ اگر قدیم نہ ہو بلکہ حادث ہو تو ابست محدث کا محتاج ہوگا
 محدث فيلزم الدور والتسلسل وكلاهما محال ولو لم يكن واحداً بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما
 پھر دور یا تسلسل لازم آوے گا اور یہ دو محال ہیں اور اگر واحد نہ ہو بلکہ ایک سی زیادہ کئی ہوں تو بیشک اسکی آپس میں
 التماثل المقتضى لعدم وجود العالم ولو لم يكن متصفاً بالقدرة والامادة والعلم والحياة لكان
 روک ٹوک واقع ہوگی جسی عالم موجود نہ ہوگی اور اگر قدرت والا اور صاحب ارادہ اور عظیم اور حی نہ ہو تو بیشک

عاجز عن ايجاد شئ من العالم لان الایجاد اثر القدرۃ وتأثیر القدرۃ فی شئ من الاشیاء
عالم میں سے ہر ہر ذرہ کی ایجاد علیٰ ہرگز کسی کہ ایجاد کر قدرت کا اثر ہوتا ہی اور تا شیر قدرت کی کسی شئی میں اوس شئی کی ارادہ کرنے پر

یتوقف علی ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ یتوقف علی العلم به لان القصد الی ایجاد شئ
موقوف ہی اور ارادہ اوس شئی کا بدون علم اوس شئی کی نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اللہ کسی شئی کی ایجاد کا

مع عدم العلم به محال ولا تصاف بهذه الصفات الثلاثة یتوقف علی الحيوة لكونها شرطاً فیها
بدون علم اوس شئی کی محال ہی اور یہ تینوں صفتیں کہ ہو سکتی ہیں بدون حیات کی کیونکہ حیات شرط ہی

فعلی هذا یتكون وجود العالم بل وجود كل جزء من اجزائه دلیلاً قطعياً علی وجوده تعالی وكونه
اس بیان کی مطابق وجود تمام عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا اسی اجزاء میں سے یقینی دلیل ہی اللہ تعالیٰ کی وجود پر کہ وہ

قدیماً واحداً متصفاً بهذه الصفات الاربع المذكورة وعلى استحالة اضدادها ولهذا كان
قدیم اور واحد ہی اور موصوف ہی ان چاروں صفات مذکورہ سی اور یہی وہی کہ ان صفات کا خلاف محال ہے اس لیے

بعض اهل التوحید یقولون استدلالاً بالاثار علی المثر ما رأینا شیئاً الا ربنا الله تعالی بعدة فان
بعضی اہل توحید اسی مؤثر پر استدلال کر کہ یہ کئی ہیں کہ ہنسی جب کسی شئی کو دیکھا تو اسی ساتھی ہی اللہ تعالیٰ کو دیکھا بیشک

كل جزء من اجزاء العالم لكونه حادثاً محتکماً الی من یوجده ویرتبه لا یرز ال یتکلم بکلام لا یر فیہ
ہر ذرہ عالم کی اجزاء کا چونکہ حادث اور محتاج ہی اپنی پیدا اور پرورش کرنے والی کا ہمیشہ ایسی کلام سی جس میں نہ حرف ہیں

ولا صوت ان له موجداً قدیماً واحداً متصفاً بالقدرۃ والارادة والعلم والحيوة لیسمع کلامه
اور نہ آواز یہ کہنا ہی کہ میرا پیدا کرنے والا قدیم ہی واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ صاحب علم صاحب حیات تیز والی

السامعون ولا یسمعه الذین هم عن السمع لم یعزلون والمراد من السمع السمع الباطن الذی لیسمع
اوی کلام سنتی ہیں اور یہی تیز جنکی سمجھ بیکار ہی نہیں سنتی اور سماعت سی مراد سماعت باطنی ہی جسی وہ کلام سنتی جاتی ہی

به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عری ولا عجبی لا السمع الظاهر لیسع غیر الا صوت وتشارك
جس میں حرف اور آواز نہ ہو اور نہ عری ہو اور نہ عجبی یہ سماعت ظاہری اور نہیں ہی جسی ہوا اور آواز کی کچھ معلوم ہو اور چو پائی

فیہ البہائم الانسان انک لا قدر لشیء تشارك فیہ البہائم الانسان والحاصل ان مکلف لا یعرف من
اور انسان اور جمیں شریک ہیں کیونکہ اوس شئی میں کیا خوبی ہی جس میں چو پائی اور انسان یکساں ہوں حاصل یہ ہی کہ آدمی مکلف

صفاته تعالی بالعقل الا ما یتوقف علیہ افعاله وما لو یتوقف علیہ افعاله تعالی کالسَّمْع
صفات الہی میں سے بزرگ عقل وہ ہی جان سکتا ہی جن صفات پر افعال موقوف ہیں اور جن صفات پر افعال موقوف نہیں ہیں جسی سمع اور بصر

والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما الاستدلال بالعقل فهو
اور کلام ان صفات کی ثبوت پر کہی تو استدلال عقلی کرتی ہیں اور کہی استدلال نقلی استدلال عقلی تو یہ ہی

انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه
کہ یہ صفتیں کمال کی ہیں اور اوی ضد ہیں صفتیں نقصان کی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا صفات کمالیہ ہی موصوف ہوتا اور صفات نقصان سی

بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه بتلك الصفات واما الاستدلال بالنقل فهو ان
بری ہونا واجب ہی اس سے لازم آتا ہی کہ اللہ تعالیٰ ان صفات سی موصوف ہو اور استدلال نقلی یہ ہی کہ

الشرع قد صرح بثبوتها له تعالی فوجب الجزم بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة
شرع ہی ان صفات کا ثبوت صاف ظاہر ہی پس یقین کرنا انکی ثبوت کا واجب ہوا اور اس مسئلہ میں دلیل نقلی

اولی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على شئها
 بهتر عقلی دلیل سی اسلئی کہ ان صفات پر افعال الہی تو موقوف ہیں نہیں تاکہ ان افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جا سکے
 له تعالى وذاته لم يكن معلوماً لاحد حتى يعلم انها في حقه تعالى كما يجب انصافه بها بحيث
 اور اسکی ذات کسیکو معلوم نہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ صفات بہ نسبت ذات الہی کی یہی کالیہ ہیں انکا ثبوت ہی چاہی ہو انکیا
 لو لم يتصف بها يلزم ان يتصف باضدادها واذكر من كونها كما لا انما هو بالنسبة اليها ولا يلزم
 کہ اگر یہ صفات موجود نہ ہوں گی تو انکی اضداد موجود ہوں گی اور ان صفات کا کالیہ ہونا جو مذکور ہوا تو وہ ہماری حق میں ہی اور یہ کہ یہ نہیں
 من كون الشئ بالنسبة اليها كما لا ان يكون في حقه تعالى كما لا الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما
 کہ جو صفت ہماری حق میں باحث کمال کا ہو تو یہ نسبت ذات الہی کی یہی کالیہ ہو کیا مجھکو معلوم نہیں ہی کہ لذت اور اہم باوجودیکہ
 بالنسبة اليها كما لا يمتنعان على الله تعالى لكونهما من عوارض الاجسام فعلى هذا يلزم في اثبات
 ہماری حق میں کمال میں اسد تعالیٰ پر ممتنع ہیں اسلوسی کہ جسموں کی عوارض سی ہیں اس بیان کی موافق لازم یہ ہے کہ
 تلك الصفات له تعالى القسك بالنقل عن الانبياء الذين ثبت صدق كل واحد منهم و
 ان صفات کی باب میں دست آویز نقلی بیان کی جاوی انبیاء علیہم السلام سی کہ صدق ہر اکابر اور
 امانته ونبوته بالمجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق رسولی في كل ما يبلغ عني سواء
 امانت اور نبوت ایسی مجزہ سی ثابت ہو چکی ہی جو قائم مقام ارشاد الہی کی ہی میرا رسول سچا ہی جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی
 كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته لان المجزة تصديق فعلي من الله تعالى لرسوله لكونها
 کہ تبلیغ بواسطہ قول کی ہو یا فعل کی یا سکوٹہ کی یا چھپ رہی سی اسلئی کہ معجزہ اسد تعالیٰ کی طرف سی تصدیق فعلی ہی واسطی رسول کی کیونکہ معجزہ
 فعلا من افعاله تعالى خارقا للعادة قائما مقام صريح القول في تصديق رسوله في دعواه الرسالة
 ایک فعل ہی افعال الہی سی خلاف عادت کی قائم مقام صاف ارشاد کی ہی رسول کی تصدیق کی لیم رسالت کی دعویٰ میں
 فانه تعالى لما خلق امر خارقا للعادة على يده عند دعائه الرسالة تصدرا منه كانه قال صدق رسولی
 کیونکہ اسد تعالیٰ نے جب ایک امر خلاف عادت رسول کی اہم پر رسالت کی دعویٰ کرنے کی وقت پیدا کیا تو گویا یہہ ارشاد کیا میرا رسول سچا ہی
 في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته قال العلماء مثال ذلك ان
 تمام احکام میں جو میری طرف سی اور اگر برابر ہی کہ وہ تبلیغ رسول کی قوی ہو یا فعلی ہو یا چھپ رہی سی ہو علماء نے اسکی بہ مثال بیان کی ہی
 رجلا اذا قام في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا
 ایک شخص بادشاہ کی مجلس میں ایک جماعت کی روبرو کھڑا ہو کر کہی میں اس بادشاہ کا لایچی ہوں مجھکو تمہاری پاس فلانا فلانا حکم دیکر بھیجا
 من التكليف وطلبوا منه حجة تدل على صدقه وقال اية صدقي اتي اطلب من الملك ان
 اور وہ جماعت اسی صداقت کی دلیل طلب کری تب وہ شخص کہی نشان میری صداقت کا یہہ ہی کہ میں بادشاہ ہی کہتا ہوں کہ
 يخالف عادته ويقوم من مقامه ويقعد ثلث مرات وفعل الملك ذلك بطلبه فلا شك
 اپنی خلاف عادت اپنی جگہ سی تین دفعہ کھڑا ہوا اور بیٹھ جاوی بہرہ بادشاہ کھڑا ہو کر کہی تونیشک
 ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عني ومفيد للعلم
 یہہ کار بادشاہ کا قائم مقام اس قول کی ہی یہہ شخص سچا ہی جو جو حکم میری طرف سی بیان کری اور اسی علم
 الضرورى بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم يشاهده بل وصل اليه خبره
 یہی اسکی صداقت کا حاصل ہو گا جو کوئی یہہ حرکت بادشاہ کی دیکھتا اور جو شخص نہ دیکھتا بلکہ اسکو تو اس سی یہہ خبر پہنچی

بالتواتر ولا ریب ان هذا المثال مطابق لحال الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام فی افادۃ معجزتهم العلم
 اور بیشک یہ مثال رسل علیہم السلام کی حال سے خوب مطابق ہے کہ انکی معجزہ سبکی
 الضروری بصدقہم لمن شاهدها ولم یلم یشاہدہا بل وصل الیہ خبرہا بالتواتر فاذا ثبت
 صداقت کا علم ہر پہی حاصل ہوتا ہی دیکھنی والوں کو اور جنہوں کی نہیں دیکھا تو اتنی سی سکر جب اونکا صدق ثابت ہو چکا
 صدقہم بدلالة المعجزة وجب تصدیقہم فی کل ما جاء وایہ من عند اللہ تعالیٰ وافضلہم
 معجزہ کی دلالت سے تو واجب ہوئی انکی تصدیق تمام احکام میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لای ہیں اور تمام انبیاء میں افضل
 نبینا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فانہ تعالیٰ قد بعثہ الی اہل الارض لیبلاغہم امرہ ونہیہ ووعدہ
 اور برتر نبی اور صاحب ہماری محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بیشک اللہ تعالیٰ ہی انکو تمام اہل رومی زمین کی طرف بھیجے تاکہ انکو اسکا حکم اور حالت اور جزا
 ووعیدہ وایدہ بمعجزات کثیرہ لا حصر لہا لیبصدقہ فوجب علیہم تصدیقہ فی کل ما اخبر
 اور سزا پہنچا دیں اور انکی تائید کی بہت معجزات سی جیسا انتہا نہیں تاکہ انکی تصدیق کریں سو واجب ہے ان سب پر تصدیق انکی تمام خبروں میں
 وطاعته فی کل ما امر والانتہاء عن کل ما نجر فمن لم یصدقہ فیما اخبر ولم یطعه فیما امر ولم ینتہ
 اور واجب ہے اطاعت انکی تمام حکموں میں اور باز رہنا جس چیز سے طاعت کریں اور جو شے تصدیق کریں انکی خبروں میں اور طاعت کریں انکی حکموں کی اور باز نہ آئیں
 عما زجر یكون من الذین قال اللہ فیہم فی القرآن العظیم الذی ہو افضل معجزاتہ اولئک کالانعام
 منع کی ہوئی ہے تودہ اولوں کو گون میں ہی جکی حق میں اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں جو انکا سب سے بڑا معجزہ ہے فرماتا ہی وہ جیسی چوپایہ
 بل ہنم اضل فانہ تعالیٰ شبتہم بالہا یعرفی کون مشاعرہم متوجہۃ الی اسباب الدنیا ومقصودۃ
 بلکہ اولیٰ زیادہ میرا اللہ تعالیٰ فی انسان کو چوپایوں سے مشابہت دی اسباب میں کہ انکی عقلیں دنیا کی مال اسباب کی طرف متوجہ ہیں اور دنیا ہی پر
 علیہا وعدم التفكير فیا یفرح اذانہم من الایات القرانیۃ والاکادیت النبویۃ وعدم الالتفات بہا
 ہر کثین اور ہرگز تامل نہیں ہی اوس میں جو کتنی ہیں آیات قرآنی اور احادیث نبویہ اور اصل اللہ ہر توجہ نہیں ہی
 بل جعلہم اضل منها لانہا تدرك ما من شانہا ان تدرك من المنافع والمضار وتجتهد غایۃ جہدہا
 بلکہ اللہ تعالیٰ فی انسان کو چوپایہ سے میرا زیادہ کہا کیونکہ چوپایہ تو اپنی حیثیت کی موافق نفع اور ضرر کو پہچان لیتی ہیں اور شہ کو شش کرتی ہیں
 فی جلب ما ینفعہا وسلب ما یضرہا وتنقاد لصاحبہا وتمیز من یحسن الیہا من یسئ الیہا وہو کلام
 اپنی منفعت کی پیدا کر لیتی ہیں اور ضرر کی دفع کرتی ہیں اور اپنی مالک کی اطاعت کرتی ہیں اور تمیز کرتی ہیں درمیان انکی جو انکی ساتھ احسان کری اور ضرر پہنچا دی
 لیسوا کذلک حیث لا یمیزون بین المنافع والمضار ویجتهدون غایۃ جہدہم فی جلب ما یضرہم
 ایسی نہیں ہیں اسلئے کہ اصلا نفع اور ضرر میں فرق نہیں کرتی اور ضرر رساں چیز میں مرکب کر کوشش کرتی ہیں اور منفعت سے الگ سمجھتی ہیں
 وسلب ما ینفعہم ولا ینقادون لربہم وخالفہم ورازقہم ولا یعرفون احسانہ الیہم ویقدمون علی
 اور طاعت نہیں کرتی اپنی پروردگار اور پیدا کر نیوالی اور دوزی دینی والی کی اور نہیں سمجھتی کہ اون پر لای کیا احسان کیا اور عذاب
 العذاب الالیم ولا یقدمون علی النعم المقیم ویكونون من الذین قال تعالیٰ فیہم یعلمون ظاہر
 دردناک کی طرف دوڑ کر جاتی ہیں اور دائمی عیش کی طرف نہیں جاتی پہرہ اور لوگوں میں میں جکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی جاتی ہیں اور پورے
 مِنَ الْحَیَۃِ الدُّنْیَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غٰفِلُونَ یعنی انہم یعلمون ظاہر احقیرا خسیسا من الدنیا
 دنیا کا جینا اور وہ لوگ آخرت سے خبر نہیں رکھتے یعنی یہ لوگ یہ بھی ظاہر کی انکی اور یہ کیا دنیا کو خوب جانتی ہیں
 وهو ما یشاہدہ من زخارفہا وملازہا وسائر احوالہا الموافقة لشہواتہم المملاتۃ لاهوائہم
 اور یہ جو کہ انکو نظر آتا ہی دنیا کی رونق اور لذت اور تمام احوال جو انکی شہوات کی موافق اور انکی ہواؤں کی مطابق ہیں

وهم غفلون عن الآخرة التي هي المطلب الاعلى والمقصد الاقصى ولا يحيطون بها ولم يتفكرون
 دورہ آخرت سی جو کہ بڑا مطلب ہی اور عین مدعا ہی بالکل غفلت میں اور انکی دلیل خطرہ نہیں آتا اور نہیں سوچتی
 من احوال الدنيا ما يؤدى الى معرفتها فان العلم بامور الآخرة موقوف على العلم بوجود الباري تعالى
 دنیا کی حالات کو اسطور کہ اس سے آخرت کی معرفت حاصل ہو کیونکہ علم امور آخرت کا علم وجود باری تعالیٰ
 وقدرته و ارادته وعلمه وحيوته وذلك العلم لا يحصل الا بالنظر الى المصنوعات والتفكر فيها
 اور اسکی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہی اور یہ علم نہیں حاصل ہوتا بدون غور اور تامل کی مصنوعات میں
 والاستدلال بتغيراتها على حدودها واحتياجها الى موجد قديم واحد متصف بالقدرة و
 اور بدون استدلال کی کہ حالات دنیا متغیر ہوتی سی حادثہ میں اور محتاج ہیں طرف پیدا کرنے والی کی جو قدیم اور واحد صاحب قدرت اور
 الامادة والعلم والحیوة وهم قصر والنظر على الظواهر الحسية كاليهاثم ولم يتفكروا في عجائب
 صاحب ارادہ اور علم اور حیات والا ہی اور بنی آدم فی اپنی نگاہ ظاہر دیکھیں یہ جو پایہ کی طرح کوتاہ کی اور اسکی عجیب صنعت کو
 صنعہ ليستدلوا بها على وجوده وقدرته و ارادته وعلمه وحيوته فيعلمون ان ما اخبر
 خیال نہ کیا تاکہ اسی استدلال ہو اسکی وجود اور قدم اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر اور یہ جاننے کہ جو حدیث میں ہی
 من امور الآخرة امور ممكنة يلزم وقوعها وعند وقوعها يكون المكلف فيها بحكم صانع الاعمال
 امور آخرت میں سی سب ممکن ہیں اور انکا واقع ہونا ضروری اور جب وہ امور واقع ہوں گی تو مکلف باعتبار اعمال نیک
 وفسادها فريقين فريق في الجنة وفريق في السعير نسال الله تعالى ان يجعلنا من اهل الجنة مع
 اور اعمال پر کی دو قسم ہوں گی ایک شہ بہشت میں اور ایک جہنم دوزخ میں ہم اللہ تعالیٰ کو دعا مانگتی ہیں کہ ہمکو جنتی کری ہمراہ
 الابراة من اهل النار مع الاشرار المجلس الثاني عشر في بيان اسعد الناس بشفاة
 صلی اللہ علیہ وسلم کی دوزخی شری ہمراہ بدکاروں کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بیان میں کہ بڑا اسعاد و نجات آدمی
 النبي صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اسعد الناس بشفاة
 قیامت دن بسبب شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
 يوم القيمة من قال لا اله الا الله خالصا من قلبه هذا الحديث من صحيح المصابيح رواه ابو هريرة
 قیامت کی روز وہ ہی جس نے کہا لا الہ الا اللہ صاف دلی صلوٰۃ یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی
 وقريب منه ما روى عن زيد بن ارقم انه صلى على النبي قال من قال لا اله الا الله خالصا دخل الجنة فانه عليه
 اور ایسی ہی مضمون ہی جو زید بن ارقم فی روایت کی ہی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی جس نے کہا لا الہ الا اللہ صاف دلی سمجھ و داخل ہوا جنت میں بیشک
 الصلوة والسلام قد شرط لنيل ما وعد في هذين الحديثين ان يكون فيمن قال لا اله الا الله الخالص
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شرط کیا ہی واسطی حصول جنت کی جو ان دونو حدیثوں میں وعدہ کیا ہی کہ لا الہ الا اللہ کہنے والی میں خلوص
 والاخلاص معنى الخلوص والاخلاص مساعداً الحال للمقال فمن قال لا اله الا الله ولم يساعده
 اور اخلاص ہو اور معنی خلوص اور اخلاص کی یہ ہیں کہ اسکا حال مقال کی مطابق ہو یہ جس نے لا الہ الا اللہ تو کہا اور اسکا حال مطابق
 حاله لمقاله لا يكون فيه شيء من الخلوص والاخلاص وانما يكون فيه من الخلوص والاخلاص
 مقال سی ہوا تو اوس میں اخلاص اور خلوص کچھ نہیں ہی اور خلوص اور اخلاص جب ہی ہوتا ہی
 اذا منعه هذا القول عن الذنوب وحمله على الطاعات وان لم يمنعه من الذنوب ولم يحمله على
 کہ اسکو یہ قول گناہوں سی باز رکھی اور طاعات کی نصرت نہ تھی اور اگر اسکو گناہوں سی شرم کا اور نہ طاعات پر رغبت نہ تھی

الطاعات لا يكون فيه الخلوص والاخلاص ويخاف ان يكون هذا القول فيه عامرية يستتر منه

تو آدمین خلوص و اخلاص کہاں ہے اور اندیشہ یہ ہے کہ یہ قول آدمین بطور عاریت کی ہو پھر چہن نہ جاوی

لان من لم يكن فيه الا اصل الايمان وهو مقصر في الاعمال ومصر على الذنوب قريب من ان

کیونکہ جس شخص میں سوای اصل ایمان کی کچھ نہیں ہے اور وہ نیک اعمال میں مقصور کرتا رہے اور گناہوں پر اڑا رہا کیا بعید ہے کہ

ينقلع شجرة ايمانه اذا صادته الرياح العاصفة التي هي الوسوس الشيطانية المحركة لها لان

درخت ایمان کا جڑ کسی اور کھڑک سے ہوا نہیں کہ وہ وسوسہ شیطانی میں جواؤ کو حرکت دیتی رہتی ہیں کیونکہ

كل ايمان لم يثبت في القلب اصله ولم ينتشر في الاعضاء فروعه ولم يظهر فيها ثمره لا تثبت

جس ایمان کی جڑ دل میں خوب نہیں بیٹھی اور اسکی پھنیاں تمام اعضا میں نہیں پھیلیں اور نہ اسکو کوئی کچھ پہل لگائی

عند ظهور ملك الموت ويخاف عليه الزوال وانما يثبت في القلب اصل الايمان وانما ينتشر في

تو وہ جب ملک الموت آویگا قائم نہیں رہیگا اور اندیشہ زوال کا ہی دل کی اندر ایمان کی جڑ خوب بیٹھی ہے اور اسکی پھنیاں

في الاعضاء وانما يظهر ثمره فيها اذا سقى بماء الطاعات على توالي الايام والساعات حتى يرسخ

اعضائہ کی اندر جب پہنچتی ہیں اور پہل ایمان کا جب ہی لگتی ہے کہ طاعات کی پانی میں ہمیشہ وقت رات دن سیراب کرتا رہی تاکہ اسکی جڑ محکم

ويثبت وينتشر فروعه ويظهر ثمره فهذا امر لا يظهر الا عند الخاتمة واصل ذلك على ما ثبت

اور ثابت ہو کر اسکی شاخیں پھیلیں اور اسکو پہل لگی یہ حال درسی خاتمہ سی معلوم نہیں ہو سکتا اور اصل اسکی جیسی کہ

في العلوم العقلية ان تكرار الافعال سبب لحصول الملكة الراسخة في النفس فمن اصر على

علوم عقلی میں ثابت ہے یہ ہے کہ ہر فعل بار بار کرتی کرتی نفس میں خوب کامل ہو جاتا ہے پھر جو شخص گناہوں پر

الذنوب يحصل في قلبه الفها وجميع ما الفه الانسان في عمره يعود ذكره عند موته فان كان

اصرار کرتا ہی اسکی دل میں محبت گناہوں کی پیدا ہو جاتی ہے اور انسان کی تمام محبوب چیزیں عمر بھر کی موت کی وقت یاد آتی ہیں پھر اگر اس شخص کو

ميله الى الطاعات اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر الطاعات وان كان ميله الى المعاصي

رغبت طاعات کی زیادہ تھی تو اکثر اسکو موت کی وقت طاعات یاد آویگی اور اگر اسکو رغبت گناہوں کی

اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر المعاصي فربما يقبض روحه عند غلبة شهوة من الشهوات

زیادہ تھی تو پھر موت کی وقت گناہ یاد آویگی پس بعضی وقت نزدیک غلبہ کسی شہوت کی شہوتوں میں سی

او معصية من المعاصي فيتقيد قلبه بها وتضيق سببا لسوء خاتمة فاما الذي غلبت ذنوبه

یا کسی گناہ کی گناہوں میں سی اسکی جان نکل جاتی ہے اور اسکو کارل اسمین نکار ہوتا ہے یہ سبب اسکی خاتمہ بدکار ہو جاتا ہے اور جس شخص کی گناہ بہت

وكانت اكثر من طاعاته ولم يتب عنها بل كان مصرا عليها وقلبه فرجا بها فهذا الخطر في حقه

اور طاعات سے زیادہ ہوں اور توبہ کی نہ ہو بلکہ گناہوں پر اڑا رہا اور اسکو کارل اسمی میں خوش رہے تو ایسی شخص کی حق میں اسکا

عظيم اذ قد يكون غلبة الالف سببا لان يمثّل صورة معصية في قلبه وتميل اليها نفسه

بڑا اندیشہ ہے اسسبب کی بعضی وقت ماری غلبہ محبت کی صورت گناہ کی اسکی دل میں پیدا ہو جاتی ہے اور اسکو کارل اسمین نکار ہوتا ہے

ويقبض عليها روحه فذلك هو سوء الخاتمة واما الذي لم يرتكب ذنبا أصلا او ارتكب لكن

اور وہ میں جان نکل جاتی ہے سو خاتمہ بدیہی اور جس شخص کی کوئی گناہ نہ ہو یا گناہ تو کیا پھر

ثاب وهو بعيد عن هذا الخطر فعلى هذا يجب على كل مسلم بعد ما قال لا اله الا الله ادعاء واجب

توبہ کر لی سو وہ ہمیشہ سی محفوظ ہے اس بیان کی موافق ہر مسلم پر جو لا الہ الا اللہ کہتی ہیں واجب ہے کہ جو طاعات

عليه من الطاعات وحفظ لسانه وسائر اعضائه من السيئات لان كثيرا من الناس يقولون
 ان كل من سجد واجب اياك اكرين اور اپنی زبان کو اور تمام اعضا کو گناہوں سے بچا دین اس واسطے کہ اکثر لوگ یہہ قول زیادتی کہتی ہیں
 هذا القول ثم يزعم عنهم في اخر اعمالهم بسبب اعمالهم الخبيثة ويخرجون من الدنيا بغير ايمان
 پہر انہی آخر عمر میں بسبب خبیث عملوں کی چھوٹ جاتا ہی اور دنیا سے ہی ایمان مرنے میں
 وای مصيبة اعظم من هذا ان يكون اسم الرجل في جميع عمرة في الدنيا من المؤمنين ثم يموت
 اب کوئی مصیبت اس سے بڑی ہوگی کہ ایک شخص کا نام دنیا میں تو عمر بہر مسلمانوں میں درج رہے
 ويكون اسمه في الآخرة من الكافرين ليس المحسرة على الذي يخرج من الكنيسة ويدخل في جهنم وانما
 تو آخرت میں اس کا نام کافروں میں درج ہوا افسوس کچھ اس کی حال پر نہیں ہی جو جگہ سے نکل کر
 المحسرة على الذي يخرج من المسجد ويخرج في جهنم بسبب اعماله الخبيثة فان الناس في الايمان
 افسوس تو بڑا اس کی حال پر ہی جو مسجد میں سے نکل کر بسبب خبیث اعمال کی جہنم میں جا دی
 على ضربين منهم من يكون له الايمان عارية لا يستر دمنه ومنهم من يكون له الايمان عطاء
 دو قسم کی ہیں بعض ایسی ہیں کہ ان کا ایمان عاریت کا ہی پہر چھین جاوے گا اور بعض ایسی ہیں کہ ایمان ان کو بخشا ہوا ہی
 لا يستر دمنه والعلاقة في ذلك ان الذي يمنعه الايمان من الذنوب ولا يحمل على الطاعات
 پہر اگر نہیں چھینی گا اور نشان اس میں یہ ہی کہ جس کو پاس ایمان کا گناہوں سے روکتا ہی اور طاعات کی رغبت دیتا ہی
 فالایمان له عطاء لا يستر دمنه والذي لا يمنعه الايمان من الذنوب ولا يحمل على الطاعات
 تو اس کا ایمان بخشا ہوا ہی اوتی پہر نہیں چھینا جاوے گا اور جس کو پاس ایمان کا گناہوں سے نہیں روکتا اور نہ طاعات پر رغبت دیتا ہی
 فالایمان له عارriage لا يستر دمنه لان ايمانه لو كان صحيحا خالصا لم تنع من الذنوب ولا يحمل على
 تو اس کا ایمان عاریت کا ہی وہ چھین جاوے گا کیونکہ اگر اس کا ایمان صحیح اور خالص ہوتا تو بیشک اس کو گناہوں سے روکتا اور طاعات کی رغبت
 الطاعات فلما لم يمنعه من الذنوب ولم يحمل على الطاعات علم ان قلبه الذي هو محل الايمان
 دیتا پس جب اس کو گناہوں سے روکا اور نہ طاعات پر رغبت دیتی تو معلوم ہوا کہ اس کا دل جو ایمان کا گھر ہی
 مريض فان القلب قد يمرض ويشتم مرضه لكن لا يعرف صاحبه لغلبة الهوى عليه بل قد
 بیمار ہی بیشک دل کبھی بیماری میں سخت مبتلا ہو جاتا لیکن اس شخص کو بسبب غلبہ ہواوس کی معلوم نہیں ہوتا بلکہ بعض وقت
 يموت قلبه وهو لا يشعر بموته وعلامه ذلك ان لا يؤلمه جراحات الذنوب فان القلب اذا كان
 اس کا دل مرجاتا ہی اور اس کو موت کی خبر نہیں ہوتی اس کا نشان یہ ہی کہ دلین گناہ کی زخم سے الم نہیں ہوتا کیونکہ دل جب تک
 فيه حيوة ينال بمقدار حيوته من جراحات الذنوب وقد يشعر بمرضه صاحبه لكن لا يتحمل
 زندہ رہتا ہی تو اس کو جتنی سبب حیات ہوتی ہی گناہوں کی زخموں سے الم پہتا ہوتا ہی اب کبھی اس شخص کو دل کی بیماری کی خبر ہوتی ہی پر
 حرارة الداء ولا يصبر عليها فيؤثر ببقاء الداء على مشقة الداء فان دواءه في مخالفة هواه وذلك
 بزرگی دوا کی برکت نہیں کرتا اور اسے صبر کرتا ہی پہر وہ الم پہتی رہتی دوا کی مشقت میں شکر کرتا ہی کیونکہ اس کا علاج تو ہواوس کی مخالفت ہی ہے
 اصعب شئ على النفس وليس لها شئ انفع من ذلك قال سهل بن عبد الله هواك داوئك فان خالفته
 نفس پر بڑا ہی دشوار ہی اور اس کی حق میں اس سے زیادہ کچھ مفید نہیں ہی سهل بن عبد اللہ کہتی ہیں تیری خواہش تیرا مرض ہی اگر تو ان کا خلاف
 فذلك دواءك وقال ايضا ترك الهوى مفتاح الجنة لقوله تعالى وأما من خاف مقام ربه
 تو یہ ہی تیرا علاج ہی اور یہ ہی کہابی ہواوس کو ترک کرنا جنت کی کنجی ہی واسطی ارشاد الہی کی اور جو کوئی ڈرا اپنی رب کی پس کبھی ہونی سی

وَكَيْفَ النَّفْسُ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ فَالسَّعِيدُ مَنْ يَخَالَفُ هَوَاهُ وَيَطِيعُ مَوْلَاهُ وَالشَّقِيُّ

اور دکا جی کو چاؤسی سو بہشت ہی ہی ٹھکانا پس نیک بخت وہ ہی ہے جو اپنی ہواہوس کی مخالفت کر کے اپنی صاحب کی اطاعت کرے اور

مَنْ يَتَّبِعْ هَوَاهُ وَيَخَالَفْ مَوْلَاهُ فَإِنَّ اتِّبَاعَ الْهَوَىٰ سَمٌّ قَاتِلٌ مِنْ سُمُومِ الدِّينِ يَفْضِي إِلَى الْهَلَاكِ

وہ ہی کہ اپنی ہواہوس کی پیروی کرے اور اپنی صاحب کی مخالفت کرے بیشک اطاعت نفس کی نہ ہر قاتل ہی دین کی زہر دہن میں سے ہمیشہ کی واسطی مار ڈالتا ہے

الْأَبْدَىٰ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَا لَكَ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ فَالْخَائِفُ مِنَ الْهَلَاكِ فِي هَذِهِ

جس دن نہ کام آوی کوئی مال نہ بیٹی نہ گھر نہ کوئی آیا اسدلس لیکر دل چنگا پس جو شخص ڈرتا ہی موت سے اس

الدُّنْيَا الْفَانِيَةِ إِذَا كَانَ يَجِبُ عَلَيْهِ فِي كُلِّ حَالٍ الْإِحْتِرَازُ عَنِ السُّمُومِ وَمَا يُضِرُّ مِنَ الْمُهْلَكَاتِ فَالْخَائِفُ

دنیا فانی میں اوسپر واجب ہی کہ ہر وقت ہمیشہ زہر دہن سے اور تمام مہلکات سے بچتا رہی سو جو کج ہلاک

مِنَ الْهَلَاكِ الْآبِدَىٰ أُولَىٰ أَنْ يَجِبَ عَلَيْهِ فِي كُلِّ حَالٍ الْإِحْتِرَازُ عَنِ الْمَعَاصِي الَّتِي هِيَ سُمُومُ الدِّينِ فَإِنَّ

ابدی کا خوف ہو تو اوسکو تو ضرورت واجب ہی کہ ہر وقت گناہوں سے بچتا رہی کہ وہ دین کی حق دین زہر دہن سے بچتا رہی کہ وہ دین کی حق دین

الْخَوْفُ مِنْ هَذِهِ السُّمُومِ فَوَاتِ الْآخِرَةِ الْبَاقِيَةِ الَّتِي لَيْسَ ضَعْفُ أَعْمَارِ الدُّنْيَا عَشْرَ عَشِيرٍ مِنْهَا

بہر ہی اندیشہ ہی کہ آخرت فوت نہ ہو جاوی جو ہمیشہ کو باقی ہی اور کئی کئی بار دنیا کی عمریں اوسکی ستون حصہ کو نہیں ملتی

إِذْ لَيْسَ لِدُنْيَا أَخْرُوعَايَةٍ وَفِيهَا النِّعَمُ الْمُقْتَرِنُ وَالْمَلِكُ الْعَظِيمُ وَفِي فَوَاتِهَا بَأْسٌ مَجْجِيمٌ وَالْعَذَابُ الْكَالِيمُ

کیونکہ آخرت کی مرث کا انتہا اور آخر نہیں ہی اور اوس میں نعمتیں دانے اور ملک بڑا اور اوسکی فوت ہونی میں روز کی آگ ہی اور عذاب دھندلا کر

فَالْبِدَارُ الْبِدَارُ إِلَى التَّوْبَةِ وَالْإِسْتِغْفَارِ قَبْلَ أَنْ يَعْمَلَ سُمُومُ الذَّنُوبِ فِي رُوحِ الْإِيمَانِ وَلَا يَنْفَعُ بَعْدَ

پس بیدار روجلدی طرف توبہ اور استغفار کی پہلے اس سے کہ گناہوں کا زہر ایمان کی روح میں اثر کری پھر نہ تو پھر میرے فائدہ نہ کیا

الْإِحْسَانِ تِلْكَ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ إِنَّهَا صَاحِبَةٌ وَلَا وَعَظُ الْوَاعِظِينَ وَيُحَقِّقُ عَلَيْهِ الْقَوْلَ أَنَّهُ مَنْ

بہتر ارادت اور نہ عوام نہ ظالموں کا اور نہ نبیجت گناہوں کی اور نہ وعظ واعظوں کا اور کہہ رہی ہی قول ثابت ہو جائیگا کہ یہ

الْكُفْرَيْنِ وَيَدْخُلُ شَحْمَتَ نَمْرُودَ قَوْلَهُ تَعَالَى إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَنْعَامِنَا آيَاتٍ لِّأُولِي الْأَبْصَارِ وَلَهُ فِي الْأَنْفِ أَنْ يَنْظُرَ

کافر ہی اور اس قول عام کی کی داخل ہو جائیگا سمجھو اسی میں اوسکی گردنوں میں طوق سودہ میں ہونڈیوں تک پہنچاؤ سہ اقل ہی اب

وَلَا يَغْنُرُكَ لَفْظُ الْإِيمَانِ وَتَقُولُ الْمُرَادُ بِهِ الْكُفْرُ إِذَا قَدْ جَاءَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّ الزَّانِي لَا يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ

اور ایمان کی نظری کہہ میں نہ آتا کہ تو کہنی لگی آیت میں مراد کافر میں اسطریق کہ حدیث میں یہ آیا ہی نہیں کہ زانی زنا کری اور مؤمن ہی ہو

فَإِنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَرَّاتٍ بَعْدَ نَفْيِ الْإِيمَانِ الَّذِي هُوَ الْعِلْمُ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد نہیں ہی کہ وہ ایمان نہ سمجھ ہی اللہ تعالیٰ کا اور اوسکی فرستوں کا اور اوسکی کتابوں کا اور اوسکی رسولوں کا سلب ہو جاتا ہی

فَإِنَّ هَذَا الْإِيمَانَ لَا يَنَافِيهِ الزَّانِي وَسَائِرُ الذَّنُوبِ بَلْ مُرَادُ نَفْيِ الْإِيمَانِ الَّذِي هُوَ الْعِلْمُ بِكَوْنِ الزَّانِي

کیونکہ یہ ایمان تو نہ منافاتی زنا کا ہی اور نہ منافاتی تمام اور گناہوں کا بلکہ وہ یہ ہے کہ وہ ایمان کہ جسی جانتا تھا کہ نہ اور

سَائِرُ الذَّنُوبِ مَبْعَدٌ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى وَمَوْجِبٌ لِمُقْتَدِهِ فَالْمَحْجُوبُ عَنْ هَذَا الْإِيمَانِ الَّذِي هُوَ فَرَعٌ

تمام گناہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے دور کرتی ہیں اور باعث ہلاکتی کا ہیں وہ جاتا ہے ہی سو جو شخص اس فرعی ایمان سے محجوب ہو

سَيُحْجَبُ فِي الْخَاتَمَةِ عَنِ الْإِيمَانِ الَّذِي هُوَ أَصْلُ حَتَّى قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ قَوْلَ الْعَاصِي لِلْمُطِيعِ إِنَّا

تو کہنا بے حد ہی کفارہ کی وقت اصل ایمان ہی ہی محجوب ہو جاوی بعض علماء نے کہا ہی کہ عاصی کا یہ کہنا مطیع ہی کہ میں ہی

مُؤْمِنٌ كَمَا أَنْتَ مُؤْمِنٌ لِيَشْبِهَ قَوْلَ شَجَرَةِ الْقَرْمِ لِشَجَرَةِ الصُّنْبُرِ إِنَّا شَجَرَةٌ وَهِيَ شَجَرَةٌ وَهِيَ

وہی ہی مؤمن ہوں جیسا تو مؤمن ہے لہذا کہ کہو کی درخت نی میں ہی دوسرا ہی درخت ہوں جیسا تو درخت ہی ہم ضرور

ما قالت شجرة صنوبر لها في الجواب انك ستعرفين حالك اذا عصفت رياح الخريف و
 کیا ہی خوب جواب دیا تو آپ ہی اپنا حال دیکھ لیگا جب آندھیاں خزان کی چلیں گی اور
 انقلعت اصولک وانتشرت اوراقک فعند ذلك يتكشف غرورك بعجز مشاركتك اياي في
 تیری جڑ اوکھڑ چلی گی اور تیری پتی جھڑ کر بکھر جاوے گی تب تیرا یہ کہنہ کھل جاوے گی کہ نام میں تو ہی میرا شریک ہی
 اسم الشجر مع الغفلة عن اسباب ثبات الاشجار فكل العاصي سيعرف حاله اذا عصفت
 درخت کھلتا ہی میرے جھکے خبر ہی نہیں کہ درخت کیونکر قائم رہتی ہیں سوائی ہی عاصی گنہگار جلد اپنی حال ہی واقف ہو جاگا جب موت کی
 رياح الاجل وظهرت سكرات الموت فعند ذلك يتكشف غروره بعجز مشاركتك للطيم في
 آندھ کی چلی گی اور موت کی سکرات پیدا ہوگی تب کھل جاوے گی تمام غرور کہ نام کو مطیع کی طرح
 اسم المؤمن مع الغفلة من اسباب ثبات الايمان وهذا امر يظهر عند الخاتمة حتى قال بعض
 مؤمن کھلتا تھا یحزری میں کہ ایمان کی بات سہی قائم اور ثابت رہتا ہی اور یہ حال خاتمہ کی وقت کھل جاتا ہی اتنا کہ بعضی
 العارفين اذا ظهرت لك الموت للعبد يعلم ذلك العبد انه لم يبق من عمره شئ فيدله حينئذ
 عارف کہتی ہیں جب موت کا فرشتہ آدمی کی پاس آتا ہی تو جب وہ آدمی خبردار ہوتا ہی کہ میری عمر کچھ باقی نہیں رہی اب اوکو اسقدر
 من الحسرة والندامة ما لو كانت له من الدنيا بجملة ما كان يبذل لها ليضم الى عمره ساعة حتى
 حسرت اور ندامت پیدا ہوتی اگر آدمی قبضہ میں تمام دنیا ہوتی تو بیشک خرچ کر دیتا تاکہ آدمی عمر میں ایک کھڑے زیادہ ہو جا
 يتدارك تفريطه ولا يجد الى ذلك سبيلا فيتجرع غصة الباس عن التدارك وحسرة الندامة
 کہ اپنی افراط تفريط کا عوض کر دی سوا اسکا کوئی سبیل نہ ہو سکیگا سو خوف کی کہوت کھڑے کر تی ہوئی تدارک ہی اچا رہو کہ پتار ہیگا
 على تضيق العسر في ما يضره ولا ينفعه فيجعل روحه يتفرغ فيغلق عنه باب التوبة فيبقى في
 عسر بیکر ہو کر ایسی کار بار میں جو ضرر پہنچا دین اور کچھ فائدہ نہ دین یہ آدمی جان نکلتی کوگی میں آواز کری گی اور دروازہ توبہ کی بند ہو جاوے گی بہر حال
 الحسرة والندامة ولذا قيل وليست التوبة للذين يعملون السيئات حتى اذا حضر احدهم
 حسرت اور ندامت ہی رہ جاوے گی اسہل ہی کہا گیا ہی اور آدمی توبہ نہیں جو کرتی جاتی ہیں بری کام جتنک سامنی ہی ایسی ہیگی
 الموت قال اتي ثبوتا لان ولما التوبة على الذين يعملون السيئات حتى اذا حضر احدهم
 موت کہتی لگا میں فی توبہ کی توبہ قبول کرنی اسکو ضرور سوا کی جو عمل کرتی ہیں برا نادانی ہی بہر توبہ کرتی ہیں
 قريب والمراد بالقرب قرب العهد بالمعصية بان يندم عليها ويحذر اثرها بحسنه يرد فيها قبل
 شتاب ہی اور مراد قرب ہی نزدیک زمانہ گناہ کا ہی یعنی گناہ کرتی ہی او سیر شرمندہ ہو کر اسکا زمانہ مٹا دی کوئی سی کہ اسکی سادہ ہی عمل کری
 ان يتراكم ظلمتها على القلب فلا يقبل المحو ولذلك قال النبي عليه الصلوة والسلام اتبع السيئة
 اس ہی پہلی کہ اوکی تاریکی دل پہرے چاؤ کہ بہرہ تاریکی ہرگز نہ جاسی اسہل ہی فرمایا ہی علیہ الصلوۃ والسلام فی برای کی سادہ
 الحسنة تمحها وقل لقمان لابنه يبنى لا توخر التوبة فان الموت تاتي بغتة فمن ترك المبادرة
 نکوئی کر کہ وہ کوئی اوکو مٹاؤ گی اور لقمان فی اپنی بیٹی سی کہا ای بچہ توبہ میں دیر نہ کرنا کیونکہ موت چاچک آجاتی ہی سو جی جلد ہی توبہ کی
 الى التوبة بالتسوية قد يعاجله الموت فلا يجد مهلة للاستغفار بالمحو ولذلك ورد في الخبر
 اور دیر نہ کرنا کہی جلد ہی موت اوکو آتی ہی یہ اونکو اتنی فرصت نہیں ملتی کہ توبہ کری اسہل ہی حدیث میں آیا ہی
 عن ابن عباس انه عليه الصلوة والسلام قال هلك المسوفون والمسوف من يقول سوف اتوب
 ابن عباس کی روایت سی کہ فرمایا ہی علیہ الصلوۃ والسلام فی ہلاک ہوتی مسوف یعنی دیر کرنی والی اور مسوف وہ ہوتا ہی جو یہ کہتا ہی ان اب توبہ کروں گا

وهو هالك لانه بنى الامر على البقاء الذي لم يفرض اليه ولعله لا يبقى وان بقى فانه كما لا يقدر على ترك
 اورده شخص بلك ہوتا ہی کیونکہ کام کی بنیاد بقا پر رکھی تھی جو کہ وہ کسی سپرد نہیں ہی اور شاید کہ وہ باقی نہ رہی اور باقی ہی رہا تو شاید چھٹا گناہ اب جین چھوڑ سکتا
 الذنب اليوم لا يقدر على تركه خذ الان عجزه عن الترك في الحال لئلا يغلبه الشهوة عليه والشهوة لا تقار
 یعنی توبہ نہیں کرتا کل ہی چھوڑ سکی کیونکہ اب غلبہ شہوت کا مارا توبہ نہیں کرتا توبہ شہوت تو اوس ہی عجز نہیں ہوگی
 بل تضاعف وتتكاد بالاعتیاد فليست الشهوة التي اكدها الانسان بالاعتیاد كالشهوة التي لم يتوكلها
 بلکہ بڑھتی جاوے گی اور زیادہ عادت ہوتی جاگی سو وہ شہوت جسکی آدمی فی خوب عادت کرتی ہی ایسی نہیں ہوتی جسکی عادت نہیں کی
 وعن هذا قيل هلك المستوفون فانهم يظنون ان بين المتماثلين فرقا ولا يدرون ان الايام متشابهة في
 اسہلی کہتی ہیں کہ دیر کرنے والی جاتی رہی کیونکہ یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ دو نظیر دن میں فرق ہی اور یہ نہیں سمجھتی کہ دن تمام ایک ہی ہیں
 كون ترك الشهوة شاقا فيها ابدأ فعلى العاقل ان يبادر بالتوبة اذا صدر منه شيء من المنهيات
 شہوت ترک کرنا ہمیشہ دشواری سو عاقل کو لازم ہی کہ جلد توبہ کری جب اوس کی کوئی گناہ صادر ہو
 لان من عصي الله تعالى في شيء منها ولم يتب عنه على الفور يكون من الظالمين لقوله تعالى
 کیونکہ جو شخص انفرادی کرتا ہی اسد تعالیٰ کی کسی بات میں اور توبہ توبہ نہیں کرتا توبہ ظالم ہی واسطی ارشاد ہے کہ اور
 لم يتب قال ذلك هم الظالمون والتوبة عبارة عن معنى يحصل من امور ثلاثة علم وحال وقصد
 توبہ نہیں کرتا وہ ہی لوگ ہیں ظالم اور توبہ ایک کیفیت ہی جو یہ ہوتی ہی تین چیزوں سی علم اور حال اور قصد
 اما العلم فهو معرفة عظم ضرر الذنوب وكونه حجابا بينه وبين محبوبه واما الحال فهو الندم وهو
 علم تو یہ یقین کرنا کہ معصیت میں بڑی ضرر ہی اور محبوب سی پردہ میں روک دیتا ہی اور حال ہی مراد شرمندگی ہی اور ندم
 الندم تالم القلب تحزنه عند شعوره بفحوات محبوسه واما القصد فهو ارادة التدارك وله تعلق
 شرمندگی کا یہ ہی کہ دل کو نہایت الم اور حزن پیدا ہو جب یہ سمجھی کہ میرا محبوب اب فوت ہوا اور قصد ارادہ کرنا عوض کا ہی اور توبہ متعلق
 بالحال والاستقبال والماضي اما تعلقه بالحال فهو ترك كل محظور هو ملابس به واداء كل فطر
 زمانہ حال اور استقبال اور ماضی سی پہر تو کچھ حال ہی توبہ نگاہی کہ ترک کری ہر گناہ کو جس میں مبتلا ہی اور ادراکی ہر فرض کو
 هو متوجه عليه واما تعلقه بالاستقبال فهو وام فعل الطاعات وترك المنهيات الى اخر
 بلو سکی ذمہ پر ہی اور زمانہ استقبال سی یہ علاقہ ہی کہ آئینہ کو ہمیشہ تمام عطا تین مصروف ہی اور منہیات سی بچتا ہی
 العبر واما تعلقه بالماضي فهو تداركه ما فطر فيه وطريق التدارك ان ينظر الى الطاعات مما ترك
 اور زمانہ ماضی سی یہ علاقہ ہی کہ تمام قصور دن کا عوض کری جزمانہ ماضی میں گزری ہیں اور طریقہ تدارک کا یہ ہی کہ طاعات میں غور کر دیکھی جائے
 منها والى المعاصي ما فعل منها فان كان ترك شيئا من الطاعات يتداركه بالقضاء اقصى عليه
 ہر تین میں اور معاصی میں تامل کری کہ کون کونسی چیزیں ہیں اگر اسنی کوئی طاعت ترک کی ہی تو اسکا تدارک قصا کر کر دی بہر جب تمام فرائض
 من الفرائض والواجبات ينظر في معاصيه فما كان منها بينه وبين الله تعالى يكفي فيه الندم بالقلب
 اور واجبات اپنی ذمہ کی اوکھی تو اپنی معاصی میں غور کری معاصی میں جو جو صرف حق اللہ میں تو اوس میں فقط دسی ہی شرمندہ ہوتا
 والاستغفار باللسان والعزم على ان لا يعود اليه ابدأ واما حقوق الخلق فاعلم ما سببه برده اليه
 اور زبان سی استغفار کر لی کافی ہی اس عزم سی کہ پہر کسی ایسی حرکت برگر نہ کرے گا اور حقوق العباد میں سی چکا انک معلوم ہو تو اسکا حق اہو اور ادراکی
 ان كان من الحقوق المالية وان كان من الحقوق الغير المالية ليستحل منه وان لم يجعل في حق
 اگر حق مالی ہو اور اگر وہ حق مالی نہ ہو اوس سی معاف کرادی اور اگر وہ حق مالی نہ ہو تو اسکا حق اہو اور ادراکی

عليه مظلمته فعليه ان يحسن اليه وليسعى في مهماته حتى يستقيل به قلبه اليه ويجعله في
 اب اسكويه لازم بي كواو سكي سانه بهي بي بي بي آوي اورا سكي كاروبار مين كوشش كوي تاكو سكاو او سپرزم هوجا اور ممان

حل فان الانسان عبيد الاحسان وقد روى عن ابن مسعود رضي الله عنه عليه الصلوة والسلام قال
 كروي كيوكو انسان احسان كا بنده هوتا هي اور ابن مسعود بي هويت هي كوني عليه الصلوة والسلام في فرما هي

جلبت القلوب على حب من احسن اليها وعلى بغض من اساء اليها فكل من نفر قلبه بسيرة
 عادت هي دلو ك كرايني حسن كي دوست خير خواه هوتا هي اور ابي انور رسال كي بد خواه هوتا هي پير چسكا دل او كوي يدي كي سببي سيزار هوتا هي

يطيب قلبه بحسنة فاذا طاب قلبه بكثرة الاحسان اليه والسعي في مهماته يؤمل ان يجعله
 تو بهي سوي خوش هوجا . پير چسكا دل بسبب كثرة احسان كي اور ابي كاروبار مين ساعي ديكه خوش هوجا تو اسيد هي كواو سكو

في حل وان ابى الا الاصرار يكون احسانه اليه وسعيه في مهماته من جملة حسناته التي يمكن
 صاف كروي اور اگرده ثاني سوي بدلايني كي تو او سكي بهلايان او سكي سانه اور سكي كوشش او كوي كاروبار مين بهي سوي احسان جن كمكن هي

ان يجيرها جانيته يوم القيمة فينبغي ان يكون قد رصع به في فرجه وسر قلبه بالاحسان اليه
 كقيامت كي دن او سكي خطا كا بدله هوجا دين اب هاتي بهي كواو سكي خوشي اور دلي راض كرتي مين احسان سي

والسعي في مهماته كقدر سعيه في ابدائه حتى اذا قاوم احدهما الاخر اوزاد عليه ياخذ ذلك منه
 اور كاروبار مين سعي كرتي سوي آني محنت او بهاوي ك جتن او سي تفكيك دي تي بيان تك ك اگر دلو برابر كيجا دين تو او كوي محنت برابر كئي يا زاده هوجا كوه اپنا او سي

عوضا يوم القيمة وان غاب صاحب الحق او مات وعجز الظالم عن الاستحلال منه في الحقوق والغير
 قيامت كي دن بدله ليبي اور اگرده حق والا غايب هوجا مرگيا هو اور ظالم او سي معاف نهين كرا سكتا حقوق غير ماليكو

المالية او كان فقيرا غير قادر على التصديق بمقدار ما عليه من الحقوق المالية يجب عليه ان
 يا ظالم بنفس هو قدرت نهين هي ك جتن او كوي ذمه پراسكا حق مالي هي او كوي بدله خيرات كرسكي قلوب اسپر بهي واجب هي

يكثرا فقدر عليه من الاعمال الصالحات وليست تغفر لمن ظلمه من المؤمنين والمؤمنات في اكثر
 ك نيك اعمال بهت كيا كوي اور هر وقت مظلوم كي حق مين دعا مغفرت كي كيا كوي مؤمن مرد و مظلوم يا مؤمن عورت

الاوراق فانه اذا فعل كذلك يرجي من فضل الله تعالى وكرمه ان يرزق خصمه يوم القيمة لما روي
 جبا سظالم في بيده عمل كيا تو خدا تعالى كي فضل اور كرم سي اسيد هي كواو سكي مدعي كو قيامت كي دن راضي كروي كيوكو دوت هي

عن ابى هريرة انه قال بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم جالس اذ ضحك حتى بدت ثناياه
 ابو هريره رضي الله عنه سي كايك وقت رسول الله صلى الله عليه وسلم جيسو هوي تي هاجك اتنا بهنسي ك دنان مبارك نظراني لگي

فقيل له صم تضحك يا رسول الله قال رجلا من امتي حشيا بين يدي رب العزة فقال احدهما
 كسي تي چها كيون بهنسي هو يا رسول الله فرماي دو شخص ميري امت كسا سمن رب العزت كي آبي تي

يا رب خذني مظلمتي من هذا فقال الله تعالى اعط اخاك مظلمته فقال يا رب لم تبس من
 يا الهي مير بدله اس سي دي الله تعالى في فرماي كرايني بهاني كا حق او كروي او سي عرض كيا يا الهي ميري حسنات مين سي

حسناتي شيء فقال الله تعالى ما تصنع بانحك لم تبس من حسناته شيء فقال يا رب فليجمل
 تو كچه نهين بجا پير الله تعالى فرماي اب تو كيا كراي ايني بهاني كي سانه كواو سكي حسنات مين سي كچه في نهين يا پير عرض كيا يا الهي تو مير گناه

عني من اوزاري ففاضت عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال ان ذلك اليوم ليوم
 او سپر ركهدي پير بهي پيرين دو تو انكهين رسول الله صلى الله عليه وسلم كي پير فرماي بيك بهي ده دن هي كوه دن

یحتاج الناس فيه الى ان يجعل عنهم ويزادهم ثم قال فيقول الله تعالى للطالب حقه ارفع بصرك فانظر

الى الجنان فيرفع بصرك فيرى من الخير والنعمة ما يعجبه فيقول لمن هذا يا رب فيقول لمن يعطى

فيقول من يداخلك فادخله الجنة هذا الذي لم يكن صاحب الحق كافرا واما اذا

كان كافرا يكون الامر مشكلا حلالا لانه لعدم استحقاقه لدخول الجنة لا يوجد طريق

لا رضائه ولا اعطاء ثواب المؤمن اليه ولا التحميل اثم الكفر على المؤمن ولا يرجي منه الحق

فيكون خصومته اشد وكذا اذا كان الحق لله باثم بان ضربها بغير ذنب او ضرب وجهها

بذنوب او حملها فوق طاقتها او لم يتعاهد علفها وماءها تكون خصومتها يوم القيمة اشد

اذ لا ذنب لها فيجعل عنها ذنبها وليست اهل الاخذ الحسنات فتعين العقاب المجلس

الثالث عشر في بيان اخلاص التوحيد سبب لحرمة النار قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم ما من احد يشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله صدق ما من قلبه

الا حرمه الله على الناس هذا الحديث من صحيح المصايم رواه معاذ بن جبل وظاهره يقتض

ان لا يدخل النار كل من ياتي بكلمتي الشهادة وان لم يمتثل بالا واهر ولم يبت عن النواهي لیس

كذلك لان معناه ان كل من يشهد بوحدانية الله تعالى وبرساله رسوله ويجري على موجب

شهادته بامتنال الا واهر واجتناب النواهي حرمه الله تعالى على الناس يشير الى هذا المعنى

قوله عليه الصلوة والسلام صدق ما من قلبه لان الشهادة اذا كانت عن صميم القلب

اسمحدث من اس نطقه

كبره كراي جب سبي الموده دل سا هوني

اسمحدث من اس نطقه

كبره كراي جب سبي الموده دل سا هوني

اسمحدث من اس نطقه

كبره كراي جب سبي الموده دل سا هوني

اسمحدث من اس نطقه

كبره كراي جب سبي الموده دل سا هوني

اسمحدث من اس نطقه

كبره كراي جب سبي الموده دل سا هوني

یتوجه العبد الى طلب رضى مولاه باصتنال الاوامر واجتناب النواهي واذا لم يتمثل بالاوامر ولم
تؤدى ايماني مولى الى رضا مندى تماشى كرتا هي او كى حكم كوجا لاكر اور منع سى بازه كر اور اگر او كى نه حكم پر عمل كيا اتون

ينته عن النواهي يكون شهادته بجمد اللسان لا عن قلب واعتقاد لان اللسان ترجان القلب
روكنى سى ركنا تو او كى ده گواهي صرف دياي هي دل اور اعتقادى نهين هي اسلى كرتان دل كا اظهار كر نيولى هي

والاعضاء شهود على ما يدعيه الانسان باللسان فمن ادعى بلسانه الايمان اذا استعمل
اور نه با تو وغيره اعضا مكواه مين انسان كى زباني دعوى پر ليس جو شخص ايماني زبان سى ايمان كا دعوى كرى اور ده ايماني اركان كو

اركانه على ما يقتضيه الايمان يكون صادقا في دعواه ويثبت ما ادعاه واذا لم يستعمل اركانه
ايمان كى مطابق بر ستا هي توده شخص ايماني دعوى مين سچا هي اور اسكا دعوى ثابت هي اور اگر او سچا ايماني اركان ايمان كى

على ما يقتضيه الايمان لا يكون صادقا في دعواه ولا يثبت ما ادعاه وظاهر من هذا ان ما يجري
مطابق احتمال نمكى توده ايماني دعوى مين سچا نهين هي اور نه اسكا دعوى ثابت هي اس سى معلوم هوا كه جز بان سى كه كرتي هي

على اللسان فلا يكون عن قلب واعتقاد وان كان صادقا في الواقع كقول المنافقين لرسول الله
بعضي وقت وه بات دل اور اعتقادى نهين هوتي اگر چه واقع مين سچي هو جسي قول منافقون كا رسول الله

صلى الله عليه وسلم تشهد انك لرسول الله فان قولهم هذا كان صادقا في الواقع بدليل قوله
صلى الله عليه وسلم هي هم گواهي ديتي هي كه بيشك تم اسكى رسول هو توييه قول او كى واقع مين سچا هي اس دليل سى كو الله تعالى فرما

والله يعلم انك لرسوله لكن لما لم يكن عن قلب واعتقاد كذبهم الله تعالى يقول الله يشهد ان
اسد جاتا هي كه توييه بيشك اسد كا رسول هي ليكن چونكه ده منافق ايماني دل اور اعتقادى نهين كرتي هي تواسد تعالى او كى جمل با اور اسد گواهي ديتا هي

المنافقين لكن بون وسبب ذلك ان الشهادة على ما ذكر في الصحاح خرقا طم وهذا شرط في
كه منافق بيشك جبرو هي اور اسكا سبب يه هي كه شهادت موافق قول صاحب صحاح لغت كى خبر يقينى كو كرتي هي اسهلي گواهيون مين

الشاهد ان يشهد بشئ ثابت عنده بيقين كما قال النبي عليه الصلوة والسلام اذا علمت مثل
يه شط هي كه گواهي تب و كرتي جبره شئ او كى عنده مين يقينى ثابت هو چنانچه نبى عليه الصلوة والسلام فى فرماياري جب انجكو آداب كى مثال

الشمس فاشهد فمن شهد بشئ غير ثابت عنده بيقين يكون كذبا وان كان صادقا في الواقع
ظا هر معلوم هو تو گواهي ده بهر جو شخص اسى مقدم كى جواو كى نزديك يقيناً ثابت نهين هي گواهي دي توده جبرو هتو گى اگر چه واقع مين سچي هو

ولذلك اعتبر في الحديث كونه صادقا ناشيا عن مركزه ومنبعه الذى هو القلب ليظهر
اسهلي واسطى حديث مين يه اعتبار كياي كه وه خبر سچي ايماني مركز اور منبع سى پيدا هوتي هو كوده دل هي تاكه اور اسكا اثر

اثره في الاعضاء فعلى هذا كل من ينطق بكلمتي الشهادة يدعى حصول علم اليقين عنده
اعضا مين اوى اس تقرير كى موافق جو شخص كلمي شهادت كى پڑهتا هي توده دعوى كرتا هي كه جيكو اكي معنى يقيناً معلوم مين

بمعناها واذا لم يكن عنده العلم بمعناها لا يكون صادقا في دعواه ولا يتحقق ما ادعاه فكيف
اور اگر او كى معنى معلوم نهين توده ايماني دعوى مين سچا نهين هي اور نه اسكا دعوى ثابت هي بهر

يكون مؤمنا فان النطق بهما من غير فهم معناه لا يكفي في حصول حقيقة الايمان
وه مؤمن كيونكر هو كا اسلى كه زباني پڑهتا هي بدون معلوم كرتي معنوكى حقيقت ايمان كى كيا حاصل نهين هوتي

بل لا بد من حصول حقيقة الايمان ان يكون النطق بهما مع فهم معناه لان جميع ما يجب
بلكه ضروري واسطى حاصل كرتي حقيقت ايمان كى كه دونو كلمي او كى معنى سمجھ كر زبان سى پڑهتا هي اسلى كه مكلف پر جبرو عقايب

والعلم والحیوة لكان حازرا عن ایجاد شی من العالم لان لا یجاد اثر القدرۃ وتأثیر القدرۃ فی شی
اور علم اور حی ہو تو سوسر عاجز ہوگا عالم میں سی کچھ پیدا کر سکیگا اسلی کہ ایجاد قدرت کا اثر ہو تا ہی اور اثر قدرت کا کسی ش میں
من الاشیاء یتوقف علی ارادة ذلك الشی و ارادة ذلك الشی یتوقف علی العلم به لان القصد الی
اشیاء سی بدون اراده اوس شی کی نہیں ہو سکتا اور ارادہ شی کا بدون علم کی نہیں ہو سکتا اسلی کہ ارادہ کسی شی کی
ایجاد شی مع عدم العلم به محال ولا تصاف بهذه الصفات الثلاث یتوقف علی الحیوة لكونها
پیدا کر سکیگا لی جانی ہو جی محال ہی اس لیے تینوں صفات کی نہیں ہو سکتیں کیونکہ حیات تین شرط ہی
شرطا فیہا فعلی هذا یكون وجود العالم بل وجود کل ذرۃ من ذراته دلیلا قطعیا علی وجوده تعالی
اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ذرۃ کا عالم کی ذلت میں سی یقینی دلیل ہی وجود اہی
وقدمه وكونه واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع المذكورة وعلی استحالة اضدادها ولهذا
اور قدم پر کہ وہ واحد ہی موصوف ہی ان چاروں صفات مذکورہ سی اور ان صفات کی ضدین محال ہیں اسی لیے
كان بعض اهل التوحید یقولون استدلالا بالاثر علی المؤثر ما رأینا شیئا الا رأینا الله بعدہ فان
بعضی اہل توحید اثر سی مؤثر پر استدلال کر کے یہ کہتے ہیں ہمیں جب کسی شی کو دیکھا بعد اوسکی اللہ کو دیکھا بیشک
کل ذرۃ من ذرات العالم من حیث حدوثها واحتیاجها الی من یوجدھا لا تزل تتکلم بکلام لا حرف
ہر ذرۃ عالم کی ذرات کا اس سبب ہی کہ وہ حادث ہیں اور اپنی موجد کی محتاج ہمیشہ زبان حال ہی یہ کلام کرتی ہیں جس میں نہ کوئی حرف
فیہ ولا صوت ان لها موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرۃ والارادة والعلم والحیوة لیس مع
اور نہ کچھ آواز کہ ہمارا موجد قدیم واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ علیم حی ہی
کلامها السامعون ولا یسمع الذین هم عن السمع لمعزولین والمراد من السمع السمع الباطن الذی
اونکی کلام کو سمجھنے والی سبب سنتی ہیں اور وہ لوگ نہیں سنتی جسکی سماعت بیگاری اور سماعت سی مراد وہ سماعت باطنی ہی جسی
لیسمع به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عری ولا عجبی السمع الظاهر الذی لیس مع به غیر الا صوات
وہ کلام سنتی جاتی جس میں نہ کوئی حرف ہو نہ کچھ آواز اور نہ عرب ہو نہ عجی ہو سماعت ظاہری مراد نہیں ہی جس سی حرف آواز سنتی جاتی
وتشارك فیہ الیہایم الانسان اذ لا قدر لشی تشارك فیہ الیہایم الانسان والحاصل ان الانسان
اور اوس میں یہاں ہی انسان کی شریک ہوں کیونکہ اوس چیز میں کیا غریبی ہی جس میں آدمی اور جو یا یہ یکساں ہوں حاصل یہہ ہی کہ انسان
لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل الاما دل علیہ افعاله تعالی فما لم یبدل علیہ افعاله تعالی
صفات اہی میں سی عقل کی زور سی وہ ہی جان سکتا ہی جن پر اوسکی افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر افعال دلالت نہیں کرتی
كالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتہا لہ تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اقا وجه
جیسی سمع اور بصر اور کلام تو ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی کبھی استدلال عقلی کیا جاتا ہی اور کبھی نقلی
الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی بالعقل فہر انہا صفات کمال و اضدادہا صفات نقصان
استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ یہہ صفات کمال کی ہیں اور انکی ضدین صفات نقصان کی
واتصافہ تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافہ بصفات النقصان واجب فوجبا تصافہ تعالی
اور اللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کالیہ سی اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی پس واجب ہونا موصوف ہونا اللہ تعالی کا
بتلك الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی بالنقل فہر ان الشرع قد صرح بثبوتہا
ان صفات سی اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ شرع سی ثبوت ان صفات کا صاف ظاہر ہی

له تعالى فوجب العلم بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اولى من دليل العقل لان تلك

واسطى الله كي بين واجب بها يثبت كذا انكي ثبوت كما واسطى الله تعالى كي ^{اور اس مسئلہ میں دلیل نقلی بہتری دلیل عقلی سی اسٹی}
الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن
كما افعال التي ان صفات موقوف نہیں ہیں تاکہ ان افعال ہی استدلال کیا جاوی اور یہ ثبوت ان صفات کی اسد تعالیٰ کو اور ذات اسد تعالیٰ کی کیو

معلوم الا حد حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب تصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم
معلوم نہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ صفات اسد تعالیٰ کی ہی صفات کا لیے ہیں ان صفات سی موصوف ہوتا ہی ضروری ایسا کہ اگر ان صفات ہی کو

ان يتصف باضدادها بل كونها كالا انما هو بالنسبة اليها ولا يلزم من كون الشيء بالنسبة
تو انکی ضد ہی پائی جاوینگی بلکہ یہ صفات ہماری حق میں کالیہ ہیں اور ہماری حق میں کالیہ ہونی سی یہ لازم نہیں آتا

اليها كمالا ان يكون في حقه تعالى كالا الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما كمالا بالنسبة اليها
کیا سمجھو معلوم نہیں کہ لذت اور الم باوجودیکہ ہماری حق میں کال ہیں اسد تعالیٰ کی نسبت کہ کمال ہیں کہ اسد تعالیٰ کی واسطی ہی کالیہ ہوں

في حقه تعالى لكونها من عوارض الاجسام فقد ظهر من هذا ان الكلمة الاولى من كلمتي الشهادة
کیونکہ یہ دونو صفات جسمانی ہیں اس سی معلوم ہوا کہ یہی کلمہ میں دو نشانات کی کلون میں سی

تضمنت الاقسام الثلاثة التي يجب على المكلف معرفتها في حقه تعالى وهي ما يجب في حقه تعالى
تینوں قسمیں مندرج ہیں جنکی معرفت واسطی اسد تعالیٰ کی مکلف پر واجب ہی یعنی جو واجب ہی واسطی اسد تعالیٰ کی

وما يستحيل عليه وما يجوز له والمراد بما يجب في حقه تعالى صفاته الثبوتية وبما يستحيل
اور جو اس پر محال ہی اور جو جائز ہی اور صفات واجبہ سی مراد صفات ثبوتیہ ہیں اور محال سی مراد

عليه صفاته السلبية وبما يجوز له صفاته الفعلية واما الكلمة الثانية فقد حكم فيها بكون
صفات سلبیہ ہیں اور جائز سی مراد صفات فعلیہ ہیں اور دوسری کلمہ میں یہ حکم ہی کہ

محمد صلى الله عليه وسلم رسولا من عند الله ولا بد في معرفة ذلك من دليل وذلك الدليل ظهور
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی بھیجی ہوئی ہیں اور اسکی معرفت کی واسطی کوئی دلیل ضرور چاہی اور وہ دلیل ظاہر ہوتا

المعجزة على يد دعائه الرسالة فان المعجزة تصديق فعلى من الله تعالى لرسوله لانها فعل
معجزہ کا رسول کی ہاتھ پر بروقت دعوی رسالت کی کیونکہ معجزہ اللہ کی طرف سی فعلی تصدیق ہی واسطی اپنی رسول کی اسٹی کردہ معجزہ کی

من افعاله تعالى خارق للعادة قاهر مقام صريح القول في تصديق رسوله في دعواه الرسالة فا
ہی اسد تعالیٰ کی افعال میں سی خلاف عادت کی گو یا صاف اہشاد ہی واسطی تصدیق اپنی رسول کی رسالت کی دعوی میں کیونکہ اسد تعالیٰ کی

لما خلق امر خارقا للعادة على يد رسوله حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق رسولی في كل
جب انیک امر خلاف عادت اپنی رسول کی ہاتھ پر رسالت کا دعویٰ کرتی وقت پیدا کیا تو گویا یہ فرمایا کہ میرا رسول سچا ہی

ما يبلغني عنى سوء كان تبليغه يقول او فعله او سكوته قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اقام
جو جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی کردہ بیان قوی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار خاموشی کی ہو علماء کہتی ہیں اسکی مثال یہ ہے کہ انیک شخص

في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انارسل اليكم بكذا وكذا من التكاليف فطلبوا
بادشاہ کی دربار میں انیک جماعت کی سامنی کڑا ہو کر کہی کہ میں اس بادشاہ کا ایلی ہوں مجھکو تمہاری پاس فلاں فلاں حکم دیکر بھیجا ہی اوس جماعت کی

منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدق في اني اطلب من الملك ان يخالف عادته ويقوم من
اوس سی ایسی حجت طلب کی جس سی اسکا صدق معلوم ہوا اوس شخص کی نشان میری صدق کا یہ ہے کہ بادشاہ سی میں کہتا ہوں کہ انکی عادت کی خلاف تین دفعہ کڑا ہوگا

مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله

صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عنى ويفيد للعلم الضرورى بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من

الملك ولم يشاهده بل وصل اليه خبره بالتواتر ولا شك ان هذا المثل مطابق لحال الرسول

عليه السلام في اعادة معجزته العلم الضرورى بصدقه لمن شاهدها ولمن لم يشاهدها بل وصل

اليه خبرها بالتواتر ثم ان المعجزة لما كانت تصديقاً فعلياً من الله تعالى لرسولنا محمد صلى الله عليه

وسلم لزم ان يكون تصديقاً فعلياً منه تعالى لغيره من الانبياء لانهم في معناه فيجب في حق جميعهم

الصدق والامانة وتبليغ ما امره وتبليغه للخلق وليستحيل في حقهم اخذ هذه الصفات وهي الكذب

والخيانة وكتمان شيء مما امره وتبليغه للخلق ويجوز في حقهم من الاعراض البشرية ما لا يؤدي الى نقص خصالهم

كالمرض ونحوه اما وجوب الصدق لهم واستحالة الكذب عليهم فلانه تعالى يصدقهم بالمعجزة القائمة

بمقام صريح القول فلو لم يجب لهم الصدق بل جاز عليهم الكذب لجاز على الله تعالى لان تصديق

الكاذب كذب والكذب على الله تعالى محال واما وجوب الامانة لهم واستحالة الخيانة عليهم فلا هم

لو كانوا يفعلون شيئاً ما هو محرم او مكروه لان قلب ذلك الفعل طاعة لانه تعالى امر الخلق بالاعتداء

بهم في افعالهم واقتداءهم وسكوتهم والله تعالى لا يامر بياهم بما هو محرم او مكروه فلو علم منهم خيانة لما امر

الخلق بالاعتداء بهم فثبت بذلك انه تعالى عصمهم عن فعل شيء مما هو محرم او مكروه فلا يقيم منهم

الا ما هو واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الى نفس الفعل واما بالنظر اليهم فالحق ان افعالهم واثرة

بين الوجوب والندب لا غير لان المباح لا يقع منهم كما يقع من غيرهم بمقتضى الشهوة بل انما يقع منهم

درميان فقط وجوب او رتب كى مباح بهى اوسى عمل بين نهين آنا جيسى اور عوام سى موافق شهواتى عمل بين آنا بهى

بل اوسى سواى

توام محرمات اور مكروها سى عصم كى كيا پيا اوسى بهى

سوا كى علم اتى بين انبيا سى خيانت سرزد پيكتى تو

سوا كى علم اتى بين انبيا سى خيانت سرزد پيكتى تو

سوا كى علم اتى بين انبيا سى خيانت سرزد پيكتى تو

سوا كى علم اتى بين انبيا سى خيانت سرزد پيكتى تو

سوا كى علم اتى بين انبيا سى خيانت سرزد پيكتى تو

سوا كى علم اتى بين انبيا سى خيانت سرزد پيكتى تو

سوا كى علم اتى بين انبيا سى خيانت سرزد پيكتى تو

سوا كى علم اتى بين انبيا سى خيانت سرزد پيكتى تو

سوا كى علم اتى بين انبيا سى خيانت سرزد پيكتى تو

بنیة صالحة یصیر بها طاعة و اقل ذلك قصد التعليم لغيرهم اذا ثبت هذا یجب علی كل مؤمن
 نیت نیک کی عمل میں نہیں آتا کہ جس سے وہ مباح طاعت ہو جائے یا ہی اور کم سے کم بار بار تعلیم غریب کی جب یہ ثابت ہو چکا تو ہر مؤمن پر واجب اور لازم ہے
 ان یکون علی حد ر عظیم و وجہ شدید علی ایمانه ان یسلب منه بان یصغی بأذنه او یلتفت
 کہ بہت پرہیز کرتا رہی اور خوب ڈرتا رہی اپنی کان پر مبادا اپنا او کا سلب ہو جاوی اس سے کہ سنی اپنی کانوں سے اور توجہ کری
 بعقله الی الخرافات ینقلها فی حقهم خذلة المورخین و یتبعهم فی بعضها بعض الحملة من المفسرین
 اپنی عقل سے طرف پیروہ نقلوں کی جو بعضی مورخ نا بکار اور نکی حال میں بیان کرتے ہیں اور ان کی ساتھ بعضی جاہل مفسر ہی ہو گئی ہیں
 فانهم لقللة تحصیلہم وعدم تحقیقہم ہر ما یفترون فی ذلك بظواهر من الكتاب و السنة و لهذا
 یہ لو کہ سبب فی علمی کی تحقیق بعضی وقت اس بات میں مطابق ظاہر کتاب اور سنت کی اگر کر بیٹھتی ہیں اس میں
 قیل القسک فی معرفة الله تعالی و معرفة رسوله بجمہر ظواهر الكتاب و السنة اصل من اصول
 کہتے ہیں کہ حجت کرنی معرفت الہی اور معرفت رسول میں صرف ظاہر کتاب اور سنت سے اصل کفر کی جڑ ہے
 الکفر قال الامام السنوسی و كذلك تلقی هذا العلم من مجرد الكتب و المشائخ المصحفین و المتفقهین
 امام سنوسی کہتے ہیں اور ایسی ہی اس علم کا حاصل کرنا صرف کتابوں اور مشائخ تصنیف کار اور فقہاء
 بلا تحقیق و اما وجوب التبلیغ لم یستحالة الکتمان علیهم فلا هم لو کتموا شیئا مما امروا بتبلیغه لکان للناس
 بی تحقیق سے کفر کی جڑ ہے اور واجب ہونا تبلیغ کا انبیاء پر اور حال ہونا جیسا کہ اسلمی ہی کہ اگر انبیاء کوئی مسئلہ تبلیغی چاہیں تو عوام ہی مامور ہوں گے
 حامورین بلا اقتدار ہمہم فی کتمان بعض ما امروا بتبلیغه من العلم النافع لمن اضطرا لیه و کیف یصلو
 ان کی ہر وہی کی دیاب چہا اپنی بعضی مسائل تبلیغ کی جیسی پہلی بات حاجت مند اور کتب خیال میں آسکتا
 ذلك فان الکتمان حرام ملعون فاعله بشهادة قوله تعالی ان الذین یکتمون ما انزلنا من
 کہ جس کو چہا نا حرام ہی اور چہا نبیولا مردود موافق مضمون اس آیت کی جو لوگ چہا پیاتی ہیں جو کچھ سنی اوتارا
 البینة الہدی من بعد ما بیکتہ للناس فی الکتاب اولیک یتعنہم اللہ و یتعنہم اللعینون
 صاف حکم اور راہ کی نشان بعد اس کی کہ ہم ان کو کہول چل لوگوں کی واسطی کتاب میں ان کو نعت دیتا ہی اللہ اور لعنت دیتی ہیں مابعد اللعین والی
 و اما جواز الاعراض البشریة فی حقهم فلا نفی الا تنص فی رسالتهم و علو منزلتہم بل ہی مما ترید فی
 اور جائز ہونا حالات بشری کا انبیاء کی حق میں اسلمی ہی کہ اس میں کچھ رسالت کا خضر اور بلند منزلت میں کچھ خل نہیں ہی بلکہ اس میں اور ہی مرتبہ یا وہ ہو
 مراتبہم باعتبار عظیم اجرہم من جهة ما یقارنہا من طاعة صبرہم فانه تعالی کان قادرا علی
 باعتبار عظمت ثواب کی کہ ان کو حاصل ہوتا ہی طاعت صبر پر البتہ اللہ تعالی کو قدرت ہی
 ایصالہ الیہم ذلك الثواب العظیم بلا مشقة تلحقہم لکن بعظیم حکمتہ اختار ان یوصل الیہم
 کہ وہ تمام ثواب عظیم ان کو بدون مشقت و محنت کی پر اپنی حکمت کاملہ سے یہ ہی پسند کیا کہ ان کو
 ذلك الثواب مع تلك الاعراض رفقا بضعفاء العقول لئلا یعتقدوا فیہم الا لوهیة و فیہا ایضا اعظم
 وہ ثواب اور عارض ہونی اور عارض کی عنایت کری واسطی رحمت کی ضعیف عقول پر تاکہ ضعیف الاعتقاد انبیاء میں اعتقاد خدا لیکہ ذکر لین اور سمجھیں
 دلیل علی صدقہم و کوفہم مبعوثین من عند الله تعالی و کون ما ظہرت علی ایدہم من الخوارق مخلوقة
 ان کی صداقت پر اور مبعوث ہونی پر ظہر کی طرف سے بڑی دلیل ہی اور اس پر کہ جو خوارق یعنی امور خلاف عادت معجزات ان کی اتہ پر پیدا ہوتی ہیں
 لله تعالی من غیر ان یکون لهم قدرة علی اختراعہا اذ لو کان لهم قدرة علی اختراعہا لرفعوا عن انفسہم
 وہ سرخ کی پیدا کی ہوتی ہیں انبیاء کو کچھ اور سمجھ دلی نہیں ہی کہ پیدا کر لین اسلمی کہ اگر ان کو قدرت ہوتی معجزہ پیدا کرنی کی تو بیشک اپنی اوپر ہی

ما هو ليس منها من المرض والجوع والعطش والمحر والبرد واذية الخلق ونحو ذلك وفيها ايضا فائدة
 آسان کار پیل دفع کر دیتی بیماری ہو کہ پیاس تکلیف گری سردی کی ایذا خلق کی اور مانند اسکی اور استیجائیہ پیرا فائدہ ہی
 عظیمة وهي تشريع الاحكام للخلق المتعلقة بها كما عرفنا احكام السهو في الصلوة من سهوة عليه السلام
 کہ خلقت کی واسطی وی احکام جو عوارض ہی متعلق ہیں جائز ہو جاتی ہیں جیسے نماز میں سہو کر کے کسی مسائل وغیرہ کی سہو کر کے ہی معلوم ہو گئی
 وكيفية اداء الصلوة في حال المرض والخوف من فعله عليه الصلوة والسلام وهيئة اكل الطعام و
 او کیفیت نماز پڑھنے کی بیماری اور خوف میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ادا کر کے ہی معلوم ہوئی اور طریق نماز کیا کیا اور
 شرب الماء ونحوه من اكله وشربه عليه الصلوة والسلام فقد ظهر من هذان كلمتي الشهادة
 پانی پینے کا اور مانند اسکی آپ کی کہانی میں ہی معلوم ہوا اس ہی معلوم ہوا کہ دونوں کلمی شہادت میں
 مع اختصاصهما متضمنتان لجميع ما يجب على المكلف معرفته في حقه تعالى بحق رساله من عقائد
 باوجود اختصاص کی جو جو مکلف پر درباب معرفت الہی
 الايمان ولذلك جعلها الشرع دليلا على ما في القلب من عقائد الايمان حتى لا يقبل من احد
 ایمانی میں ہی واجب ہی سبب داخل ہی اس ہی واسطی شرح فی انکو دلیل ہوتا ہی عقاید ایمانی پر جو دلیل ہوتی ہیں یہاں تک کہ ایمان کی کیا مقبول نہیں ہی
 الايمان الا بهما فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يستحضر معناهما ثم يشتغل بذكرهما صلبا ومساء حتى
 بہ ان الہیوں کی اسکی مراقب حافل کو لازم ہی کہ انکی معنی یاد رکھی یہاں تک کہ انکی
 يمتزجا معناهما بلحمه ودمه يسرنا الله المداومة على ذكرهما معهما ولا حول ولا قوة
 کہ وہ دونوں معنی اسکی گوشت اور خون میں ملاوین الہی ہمہ آسان کر دے اور نہ کر کے
 الا بالله العلي العظيم المجلس الرابع عشر في بيان ايمان المنجي لصاحبه يوم القيامة
 سوال اللہ تعالیٰ برتر اور بزرگ کی جو درہوین مجلس بیان میں اوس ایمان کی جو قیامت کی دن نجات دے گی ایماندار کو
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات على ذلك
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جو بندہ لا الہ الا اللہ کہی یہ مر جاوی اوس ہی اعتقاد پر
 لا دخل الجنة هذا الحديث من صحيح المصابيح رواه ابو ذر وظاهره يقتضي ان يدخل الجنة
 داخل ہوگا جنت میں یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ذر کی روایت سی اسکی ظاہر معنی یہ کہتی ہیں کہ
 كل من ياتي بكلمة الاولى من كلمتي الايمان وان لم يات بالكلمة الثانية منها وليس كذلك لانه
 جو شخص پہلے کلمہ دونوں ایمان میں کا پڑی وہ جنت میں داخل ہو اگرچہ دوسرا کلمہ نہ پڑی اور حقیقت میں یوں نہیں ہو سکتا کہ رسول
 عليه السلام وان لم يذكر فيه احدي كلمتي الايمان لكنهما راده لان قول من يقول لا اله الا الله لا يستلزم
 صلی اللہ علیہ وسلم فی اگرچہ اس حدیث میں دوسری کلمہ ایمان کا ذکر نہیں فرمایا پر وہ مرادی اوس واسطی کہ جو شخص صرف لا الہ الا اللہ کہتا ہی کچھ لازم نہیں ہی
 دخول الجنة مالم يضم اليه قوله محمد رسول الله انه لا يتم الايمان الا بهما ثم انه عليه الصلوة والسلام
 کہ جنت میں داخل ہو جب تک اسکی ساتھ محمد رسول اللہ نہ ملاوی اوس واسطی کہ ایمان دونوں کلموں کی پورا نہیں ہوتا یہ رسول علیہ السلام فی
 اشار بقوله ثم مات على ذلك الى لزوم الثبات على الايمان الى الموت لان من لم يثبت على الايمان بل
 اشارہ اس لفظ سی یہ مرادی یہ مرادی یہ مرادی کہ مرنے تک بدستور ایمان پر قائم رہی اوس واسطی کہ جو شخص ایمان پر ثابت نہ رہا بلکہ
 ما على الكفر لا ينفعه ايمانه الذي كان قبل ذلك وانما ينفعه الايمان الذي يكون ثابتا الى الموت
 وہ کفر پر مری تو اسکی حق میں پہلا ایمان کچھ فائدہ نہ کرے گا ایمان وہ ہی فائدہ کرتا ہی جو دم مرگ تک قائم رہی

حيث يكون سببا لدخول الجنة وان كان له ذنوب كثيرة لم يثب عنها فان من مات على الايمان
وهي سبب هوانا وهي واسطى دخول جنت کی اگر چه ده بڑا ہی گنہگار ہو اور توبہ ہی نہ کر کیونکہ جو شخص ایمان ہی اٹھاتا ہی
 مع كونه مصرا على الذنوب غير تائب عنها يكون في مشيئة الله تعالى ان شاء يعفو عنه ويبدله
اگر چه وہ شخص گناہوں پر چارم اور گناہوں سے توبہ ہی نہ کی وہ خدا کی مرضی میں ہی اگر چاہی اللہ تعالیٰ اُس کو معاف کرے
 الجنة بلا عذاب وان شاء يعذبه بقدر ذنوبه ثم يدخل الجنة ولو بعد حين لكن ينبغي ان يعلم
بلا عذاب جنت میں داخل کری اور چاہی گناہوں کے برابر سزا دیکر پھر جنت میں داخل کری گنہ گم بہر کی بعد اب لائق ہی یہ سمجھنا
 ان كلمتي الايمان لتضمنهما اثبات ذات الله وصفاته وافعاله واثبات رسالة الرسول لا بد ان
کہ دونوں کلمہ ایمان میں چونکہ اثبات ذات الہی کا ہی اطوار و صفات کا اور افعال کا اور اثبات رسول کی رسالت کا اسلی ضرور ہوا
 يكون النطق بهما مع معرفة معناهما لان النطق بهما من غير معرفة معناهما لا يكفي في حصول
کران کلموں کا پڑھنا انکی معانی سمجھ کر ہونا چاہی کیونکہ انکی پڑھنی ہی بدون سمجھنی معانی کی واسطی حصول ایمان حقیقی کی کافی نہیں ہی
 حقيقة الايمان لان الايمان مبناه على هذه الاسكان الاربعة فاذا لم يتحقق العلم بما تضمنته
اسواسطی کہ اصل ایمان کی ان چاروں رکن پر قائم ہی بہا اگر اُس کو علم ہی نہ ہو انکی مضمون کا
 لا يكون لها طائل ولا محصول اذ ليست فضيلة هاتين الكلمتين بانزاع تحريك اللسان من
بہر زبان پڑھنی ہی کچھ فائدہ نہ حاصل اسلی کہ ان کلموں میں کچھ زبان ہلانے کی بزرگی نہیں ہی جب تک دل میں
 غير حصول معناهما في القلب بل فضيلتهما بانزاعهما المعرفة التي هي حقيقة الايمان فعلى هذا
انکی معنی نہ آوین بلکہ انکی بزرگی اسی معرفت ہی ہوتی ہی کہ وہ ایمان کی حقیقت ہی اس بیان کی بروقت
 يجب على كل مؤمن ان يعتني بشانها في معرفة معناهما اذ هما من الجنة وسبب الخلاص من الهلاك
ہر مؤمن پر واجب ہی کہ جہان تک بن آدمی انکی معنی دریافت کر لی اسواسطی کہ قیمت جنت کی اور سبب رستگاری کا
 في الدنيا والاخرة وقد نص العلماء على لزوم معرفة معناهما والا لا ينفع بهما متلفظهما في الانقاذ
دنیا اور آخرت کی آفات سے یہ ہی ہیں اور علماء اصناف کہہ چکی ہیں کہ سمجھنا انکی معنوں کا کہ ضروری نہیں تو انکا نہ انسی پڑھنا دائمی آگ سے
 من الخلود في النار فان كثيرا من الائمة قد سئلوا عن شخص ينطق بكلمتي الايمان ويصلي ويصوم
نجات دینی میں کچھ فائدہ نہ دیکے کیونکہ اکثر پیشوا و دین سے پوچھا گیا ایسی شخص کی حال ہی جو دونوں کلمہ ایمان کی پڑھتا ہی اور نماز و روزہ ادا کرتا ہی
 ويفعل انزاعا من العبادات لكن نطقه وعبادته ليس على الايتان بعجز صور الاقوال والافعال
اور اور عبادتیں کرتا ہی بہا و سکا پڑھنا اور عبادت کرنی یہ ہی بحسب ظاہر ہی تمام قول اور فعل
 على حسب ما يرى الناس يفعلون ويقولون حتى انه ينطق بكلمتي الايمان لكن لا يفهم منهما معنى ولا
وہی ہی عمل میں لاتا ہی جیسی اور لوگوں کو کرتی اور بولتی دیکھتا ہی اتنا کہ دونوں کلمہ ایمان کی پڑھتا ہی پراونکی معنی نہیں سمجھتا اور نہ
 يدري معنى كماله ولا معنى الرسول ولا مانع ولا ما اثبت ودرما ياتوهم ان الرسول نظير الاله وهل
معنی اللہ کی جانتا ہی اور نہ معنی رسول کی سمجھتا ہی اور نہ یہ بتائی کیا نفی کیا ہی اور کیا ثابت کیا کہی اُس کو یہ وہم ہوتا ہی کہ رسول مثل اللہ ہی آیا
 ينتفع هذا الشخص بآصاله من صور الاقوال والافعال وهل يصدق عليه حقيقة الايمان
فائدہ دیکھا اس شخص کو جو جیسا ظاہر میں اقوال اور افعال عمل میں آتی ہیں اور آیا اوپر حقیقت ایمان کی صادق ہی
 فيما بينه وبين الله تعالى ام لا فاجابوا جميعا بان مثل هذا الشخص ليس له من الاسلام نصيب
خدا کی نزدیکان نہیں سو سب فی یہ ہی جواب دیا کہ ایسی شخص کو اسلام میں سی کچھ نصیب نہیں ہی

وان صدر عنه من صور اقوال الايمان وافعاله ما ذكر قال الامام السنوسي هذا الذي ذكره
اگر چه ادبی ظاہری قول او فعل مذکور ایمان کی سی عمل میں آتی ہیں امام سنوسی کہتی ہیں یہ جو اس شخص کی

فی حق ذلك الشخص ظاهري ظاهر جلی غاية الجلاء لا يمكن ان يختلف فيه احد من العلماء فعلى
حق میں ذکر کیا ہی سبب ظاہری سے بہت روشن ہی کوئی عالم اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کر سکتا

هذا يجب على كل من يريد النجاة من المؤبد والدخول في الجنة ان يسعى في معرفة معناها ثم ينطق
اس جواب کی موافق جو شخص عذاب دائمی سے بچا جائے اور جنت میں داخل ہونا چاہے اور پھر واجب ہے کہ وہ اپنی کوشش کرے کہ اس معنی اور بات کی پرستی کرے

بهما مع فهم معناها لئلا يوجد فيه اقربا للسان وتصديق بالجمان ويحصل له حقيقة الايمان
ذہانی پرستی تاکہ وہ میں زبانی اقوال اور دلی تصدیق پائے جاوی اور حقیقت ایمان کی او کو حاصل ہو

فالكلمة الاولى من هاتين الكلمتين مركبة من نفی وثبات فالمنفی كل فرد من افراد حقيقة الاله
بہیں پہلا کلمہ ان دونوں میں سے نفی اور اثبات سے مرکب ہے سو منفی تو ہر فرد سے جو حقیقت کا ہے

سوى الله تعالى والمثبت فرد واحد من تلك الحقيقة وهو الله تعالى ومعنى الاله هو الواجب الوجود
سوا ذات الہی اور مثبت ایک فرد واحد ہی اس حقیقت میں سے یعنی اللہ تعالیٰ اور معنی اللہ واجب الوجود

المستحق للعبادة وهذا المعنى كل يقبل بحسب ادراكه ان يصدق على كثيرين لكن الدليل العقلي
مستحق للعبادۃ کا اور یہ معنی کلی میں باعتبار صرف تصور کی بہت افراد پر صادق آسکتی ہیں پر دلیل عقلی یقینہ

يدل على استحالته التعدد فيه وكونه خاصا بذات الله تعالى وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه
دلائل کرتی ہی کہ کئی اللہ محال ہیں اور صرف ذات الہی خاص ہی اور وہ دلیل عالم کا وجود ہی کیونکہ ہر عالم

حادثا محتاجا الى محدث يدل على ان له محدثا وذلك المحدث لا بد ان يكون واحدا قديما متصفا
حادث اور موجود کا محتاج ہو کہ دلائل کرتا ہی کہ اس کا ایک پیدا کرنے والا ہی لارودہ محدث ضروری کہ واحد قدیم صاحب قدرت

بالقدرة والارادة والعلم والحياة لانه لو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما التمانع المقتض
اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہو اس کی کہ اگر واحد نہ ہو بلکہ ایک سے زیادہ ہوں تو بیشک او کی آپس میں رکاوٹیں واقع ہوں گی

لعدم وجود العالم ولولم يكن قديما بل كان حادثا لكان هفتقا الى محدث فيلزم الدور والتسلسل وكل
جس سے وجود عالم کا پیدا نہ ہو کی اور اگر قدیم نہ ہو بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا پھر دور لازم آئے گا باتسل اور یہ دونوں

محال ولولم يكن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحياة لكان عاجزا عن ايجاد شيء من العالم لان
محال ہیں اور اگر صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہ ہو تو یہ ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سے کوئی شئی نہ پیدا کر سکی اس کی

الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شيء من الاشياء يقتضي ارادة ذلك واردة ذلك الشيء يقتضي
کہ پیدا کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہی اور اثر قدرت کا کسی چیز میں جب ہوتا ہی کہ اس کا ارادہ کیا جاوی اور ارادہ اس شئی کا ہونا ہی

العلوم لان القصد الى ايجاد شيء مع عدم العلم به محال ولا تصاف بهذه الصفات الثلاث ليقض
نہیں ہو سکتا کیونکہ قصد الی پیدا کرنا کسی شئی کی ایجاد کا کہ اس کو جانتا نہ ہو محال ہی اور موصوف ہونا ان تینوں صفات سے بدلت

الحياة لكونها شرطاً فيها فعل هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلاً قاطعاً على وجوده
حیات کی تین ہوتا کیونکہ حیات تین شرط ہی اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ذرہ کا یقینہ دلیل ہی اللہ تعالیٰ کی وجود پر

وكونه واحدا قديما متصفا بهذه الصفات المذكورة ولهذا كان بعض اهل التوحيد يقولون
اور اس کی وحدت اور قدیم پر اور موصوف ہونی پر ان چاروں صفات مذکورہ ہی اس ہی بعض اہل توحید

استدلوا بالاشارة على المؤثر ما اشرنا عليه الله بعدة فان كل ذرة من ذرات العالم من حيث
 اثره في انفسها يستدل على اثره في غيرها كذا في قوله تعالى لا تدركه الابصار والاعين ولا يحيط بها
 حدشها واقطارها الى من يوجد لها اتزال تنطق بكلام لا حرف فيه ولا صوت ان لها موجدا واحدا
 حادثا اور موجودا كما يحتاج اليه
 قديما منصفا بالقدرة والارادة والعلم والحياة وسائر ما يليق به من الصفات ليسمع كلامها السا
 قديم قدرت والا ارادة والا علم والا حيات والا اور تمام سنوار صفات والا اوكل به كلام سمع والى سبب
 ولا يسمعه الذين هم عن السمع لغزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذي يسمع به كلام ليس
 وه لوگ تين سنی جتنی سمجھ بیکاری اور مراد سماعت سی سماعت باطنی ہی جتنی وہ کلام سنی تین جسمین نہ حرف ہوں
 ولا صوت ولا عری ولا عجمی لا السمع الظاهر الذي لا يحوز الا صوت وتشارك فيه البها ثم الانسان والحيوان
 اور نہ آواز اور نہ عربی ہو اور نہ عجمی سماعت ظاہری مراد نہیں ہی جو سوار آواز کی رس سنی اور آدمین چوبیس اور انسان بیکار ہو حلا ہی
 ان المكلف لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل لا بما دل عليه افعاله فمالم يدل عليه افعاله كالسمع والبصر
 اور مکلف عقل ہی صفات آئین ہی وہ ہی جان نمک ہی جسم اور سنی افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر افعال نہیں دلالت کرتی جیسی سمع اور بصر
 والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى
 اور کلام انکی ثبوت پر کہ عطف استدلال کرتی ہیں اور کہی نقل بہر استدلال عقلی ان صفات پر واسطی استدلال کی
 بالعقل فهو انها عات كمال واضدادها صفات نقصان واتصافه بصفات الكمال وعدم اتصافه
 بہ ہی کہ بہ صفات کالیہ ہیں اور انکی ضدین صفات نقصان کی اور استدلال کا موضوع ہونا صفات کالیہ ہی اور ہی ہونا
 بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى
 صفات نقصان سی واجب ہی موضوع ہونا استدلال ان صفات سی واجب ہی استدلال نقلی ان ثابت ہے
 بالنقل فهو ان الشرع قد مر بنبوتها له تعالى فوجب القطع بنبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة
 کہ شرع سی ثبوت ان صفات کا واسطی استدلال ہی ثابت ہے سو یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی استدلال کی واجب ہو اور نقلی دلیل اس مسئلہ میں
 اولى من دليل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى
 عقلی دلیل سی بہتر ہی اسلی کہ افعال الہیہ ان صفات پر موقوف نہیں ہیں تاکہ ان افعال سی انکی ثبوت پر استدلال کیا جاوی
 وذاته تعالى لم يكن معلوما للبشر حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو اتصف
 اور ذات استدلال کی کسی بشر کو معلوم نہیں ہی جس سی معلوم ہو کہ بہ نسبت ذات باری کی کالیہ میں ضرور موصوف ہو ناچاہی ایسا کہ اگر بہ صفات ہوگی
 بها يلزم ان يتصف باضدادها بل كونها كمالا انما هو بالنسبة اليها ولا يلزم من كون الشيء بالنسبة
 تو انکی ضدین موجود ہوگی بلکہ بہ صفات ہماری حق میں کالیہ ہیں اور بہ کچھ لازم نہیں ہی کہ جو صفت
 اليها كمالا ان يكون كمالا في حقه تعالى الا ترى ان اللذة واللام مع كونهما بالنسبة اليها كمالا همتان في
 ہماری حق میں کالیہ ہو وہ بہ نسبت ذات باری تعالی کی ہی کالیہ ہو کیل نہیں سمجھنا کہ لذت اور علم باوجودیکہ ہماری حق میں کال ہیں بہ نسبت باری تعالی کی
 حقه تعالى لكونها من عوارض اجسام هذا تحقيق الكلمة الاولى من كلمتي الايمان واما الكلمة الثانية
 ہیں کہ نہ بہ دونو کیفیات جسمانیہ ہی ہیں بہ تحقیق ایمان کی پہلی کلمہ ہی اور دوسرہ کلمہ
 من هاتين الكلمتين فقد حكم فيها بكون محمد رسولاً من عند الله تعالى ولا بد في اثبات ذلك من دليل
 ان دو کلموں میں ہی اور بہ حکم ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اللہ تعالی کی طرف سی اور اسکی ہی ثبوت کی کوئی دلیل چاہی

وذلك الدلیل ظهور المعجزة علی یدہ عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصدیق فعلی فمن الله تعالى الرسول
اور وہ دلیل معجزہ کا ظاہر ہوتا رسول کی ہاتھ پر بروقت دعوی رسالت کی ہے کیونکہ معجزہ تصدیق فعلی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی پہنچتی
لانہا فعل من افعاله تعالیٰ خارقاً للعادة نازل منزلة صریح القول فی تصدیق رسوله فی دعواه
کیونکہ وہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الہی ہی برخلاف عادت قائم مقام صاف ارشاد کی
الرسالة فانه تعالیٰ لما خلق امر خارقاً للعادة علی یدہ حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب ایک امر عادت کی خلاف رسول کی ہاتھ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا تو گوئی یہ فرمایا میرا رسول سچا ہی
رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغہ بقولہ او فعلہ او سکوتہ مثال ذلك علی ما ذکرہ العلماء ان
جو جو میری طرف سے بیان کری برابر ہی کہہ دو کی تبلیغ قوی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار سکوت کی ہو اسکی مثال موافق بیان علماء کی یہ ہے
رجلا اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی الیکم بكذا وكذا من التکالیف
کہ ایک شخص بادشاہ کی دربار میں کھڑا ہو کر ایک جماعت کی سامنے کہی کہ میں اس بادشاہ کا سفیر ہوں مجھ کو تمہاری پاس فلا فی حکم دیکر بھیجا ہی
فطلبوا منه حجة تدل علی صدقه فقال ایه صدقی انی اطلب من الملك ان یخالف عادته ویقوم
اس جماعت نے اسی مسئلہ طلب کی جتنی صداقت معلوم ہوا اس شخص نے جواب دیا کہ نشان میری صداقت کا یہ ہے کہ میں بادشاہ ہی عرض کرتا ہوں کہ پتہ عادی
من سریرہ ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا شک ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام
تین بار ہی تخت پر ہی کھڑا ہوا اور بیٹھ جاتا ہوا بادشاہ نے اسکی کہنی ہی وہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہ حرکت قائم مقام اس حکم کی ہے
قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعالم الضرری یصدقہ بلا فرق بین من شاهد ذلك
کہ یہ شخص سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سے کہتا ہی اور اس سے سلم یہ ہی اسکی صداقت کا حاصل ہوگا اس میں کچھ فرق نہیں کہ کسی نے بادشاہ کا سر حرکت کو
الفعل من الملك ولو یسأله بل یبلغه خبره بالتواتر ولا ریب ان هذا المثال مطابق لحال رسول الله
بچشم خود دیکھا اور کہنی نہ دیکھا لکن خبر متواتر سی سنا اور بیشک یہ مثال مطابق ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حال سے اس باب میں
عليه السلام فی افادة معجزته العلم الضرری بصدقہ بلا فرق بین من شاهدها ومن لو يشاهدها
کہ معجزہ ہی علم یہ ہی صدقہ اکتہ حاصل ہوا ہی اس میں کچھ فرق نہیں ہی کہ کسی نے اس معجزہ کو چشم خود دیکھا اور کہنی نہ دیکھا
بل ببلغه خبرها بالتواتر فعله ذاکل من یتکلم بکلمتی الايمان بعد معرفة معناها بما ذکر من الدلائل
کہ خبر متواتر سی سنا اس بیان کی موافق جو شخص دونوں کلمہ ایمان کی دلائل مذکورہ ہی معنی سمجھ کر پڑھتا ہی اسکو حقیقت ایمان کی
له حقيقة الايمان ویجب علیه ان یحفظه مما یضره بامثال الاوامر واجتناب النواهی لان الايمان
حاصل ہوئی اور وسیع واجب ہی کہ ایمان کو مفرت سے بچاوی اور کم کو عمل میں لا کر اور نواہی سے پرہیز کر اس واسطی کہ ایمان
یشبه السراج وامثال الاوامر واجتناب النواهی یشبه المحافظة علیه کجعله فی فانوس ووساوس
چراغ کی مانند ہی اور ادا کی اطاعت کرنی اور نواہی سے بچنا یہ اسکی حفاظت ہی جسمی چراغ کا فانوس میں رکھ دینا اور شیطانی
الشیطان تشبه الراح العاصفة فمن اوقد سراج الايمان فی قلبه ولم یحفظه ولم یجعله فی فانوس
دوسری اور توہمات ایسی ہیں جیسی تند آندھیاں پہر جسمی ایمان کا چراغ اپنی دل میں روشن کر کر اسکی حفاظت نہ کی اور کو کوطافا کی فانوس میں نہ رکھا
الطاعة باتیان الما مورات وترك المنهيات یخاف علیه انطفاء سراج ايمانه عند هبوب الرياح العاصفة
ما مورات پر عمل کر کر اور منہیات سے بچ کر تو اس پر اندیشہ یہ ہی کہ اسکی ایمان کا چراغ بروقت جتنی اندیشہ
التي هی الوسواس الشیطانية ولد لك قال بعض العلماء اياك والذنب فان الذنب کجھ یوضع علی الخنثین
وسوسہ شیطانی کی مجہ بخاوی بعضی علماء کہتی ہیں یا ربحتی رہنا گناہ سے بیشک گناہ ایسا ہی جیسا کہ بستر جو گوہر میں رکھ کر

فيضربه حائط الطاعة ويحصل فيه ثلثة ويدخل منه ريح الهوى وتطفى سراج الإيمان فان طاعاته في ديار من ديارين سوط خبيثا هوجا اوس راسية سي هواوس كي باؤندو جكر ايمان كا چراغ بجھای بیشک زوال الايمان لا يكون الا لمن كان له فساد في قلبه واصرار على المعاصي يدل على ذلك قوله عليه السلام

ايان اليسي هي شخص كجا تار ستاي چكي دليين كچه فساد هوتاي اور گنا هوتاي چار ستاي اس مدعا پر یہ حدیث دولت کو قلمی المعاصي بريد الكفر فان الاصرار على الصغار يفضي الى الكبار ولا استمرار عليها يؤدي الى الكفر بشير الى هذا

کہ گناہ کفر کی پہلی ہوتی ہیں کیونکہ گناہ صغیر ہے اور گناہ کبیرہ ہوتا ہے اور کبیرہ گناہ پر اڑی رہنا کفر تک پہنچا دیتا ہے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے

قوله تعالى في حق اليهود وضربت عليهم الذلة والمسكنة وباءوا بغضب من الله ذلك بانهم جوبہود کی حق میں وارڈ ہے اور ذالی او پیر ذلت اور محتاجی اور کلائی عقصہ الہی کا یہہ او سپر کردہ

كانوا يكفرون بايات الله ويقتلون النبيين بغير الحق ذلك بما عصوا وكانوا يعتدون فانہ تہی نہایتی حکم الہی اور خون کرتی نبیوں کا ناحق یہہ اس سے کہ فی حکم تہی اور حد پر خستہ تہی اللہ تعالیٰ فی

تعالیٰ بین في هذه الآية ان العصيان والعدوان جرهم الى الكفر وقتل الانبياء وحكاية مثل ذلك في اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ گناہ اور سرکشی اور قتل انبیاء کی طرف کہنچ لائی اور ایسی حکایت بیان کرنی

كتابہ لطف منه بنبيه وامته لیسعوه ويجتزئ عنہ فانه عليه السلام لما كان خيرا للخلق افضل اپنی کتاب میں اللہ کی مہربانی ہی اپنی ہی پیارا و سکی امت پر تاکہ سکر ایسے حال سی بچتی رہیں کیونکہ نبی علیہ السلام جو تمام نبی آدم سے بہتر اور افضل ہیں

كان امته خيرا لامم وافضلهم فلا ينبغي لمن كان من خيرا لامم وانفسب الى خيرا للخلق ان يرضى لنفسه تو انکی امت ہی تمام امتوں سی بہتر اور افضل ہی ہرگز لائق نہیں ہی کہ کوئی شخص افضل امت میں ہو کر اور بہتر میں خلق کی طرف منسوب ہو کر بہرہ پسند کرے

ان يكون من شر الناس بارثا بالمعاصي بل ينبغي له ان يسعي في اصلاح نفسه بالايمان والعمل کہ تمام لوگوں میں بہتر ہو جاوی گناہ اختیار کر کر بلکہ او کو یہ لائق ہی کہ کوشش کر کر اپنی حال کو ایمان اور نیک عمل سی درست کرے

الصالح حتى يكون من خير الناس كما قال الله تعالى ان الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم تہا کہ اچھی لوگوں میں داخل رہوی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ جو یقین لائی اور کئی بہی کام وہ ہی لوگ

خير البرية وقال النبي عليه السلام خير الناس من طال عمره وحسن عمله وشر الناس من طال عمره بہتر سب خلق کی اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب آدمیوں سی اچھا وہ شخص جسکی عمر دراز ہو اور اعمال اوکی نیک ہوں اور تہ آدمیوں سی چھکی عمر بڑی ہو

وساء عمله وفي حديث اخر انه عليه السلام قال خيركم من برحى خيره ويؤ من شره وشركم من لا يرجی اور اعمال بد ہوں اور ایک اور حدیث میں ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا تم میں سی بہتر وہ ہی جس سی بہلائی کی امید ہو اور برائی کا اندیشہ نہ ہو اور تم میں سی بدیہی

خيره ولا يؤ من شره وفي حديث اخر انه عليه السلام قال شر الناس عند الله منزلة من تركه الناس جس سی بہلائی کی امید نہ ہو اور برائی کا اندیشہ ہو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ پیغمبر علیہ السلام فی فرمایا بدتر آدمیوں میں اللہ کی نزدیک مرتبہ میں وہ ہی جسکو چھوڑ دین لوگ

اتقاء شره وفي رواية اتقاء فحشه وروى ان اعمال الامم تعرض على نبيها في البرزخ فليست في العبدان بدی ہی بچھی کو اور ایک حدیث میں نیز فرماتا ہی بچھی کو اور روایت ہی کہ ہر امت کی عمل اوکی ہی پر عالم برزخ میں پیش ہوتی ہیں سو شرم کرنی چاہی اوکی کو

يعرض على نبيه من عمله ما فاه عنه وقيل من اذن ذنبا فجميع الخلائق من الانس والرباب والوحش کہ اوکی ہی کی سامنی اور کماہ عمل پیش ہو جس سی او کو منع کیا ہو اور کہتی ہیں جب کوئی شخص گناہ کرتا ہی تو تمام خلقت انسان اور چوہا یہ اور جنگل کی جانور

والطيور والذخاؤه يوم القيمة لانه تعالى يبين المطر لشوم المعصية فيتضرربن ذلك اهل البرد اور ہر فرد اور جنوں بیان قیامت کی روز اوکی دشمن ہو گئی اسلی کہ اللہ تعالیٰ مینہ بند کر دیتا ہی گناہ کی نحوست سی اس ہی تمام خشکی اور

البحر جمیعاً فعلی المؤمن ان یحترز عن جمیع المعاصی لیسیرنا الله الاحراز عنها المجلس الخامس عشر
 انی واللؤلؤ کو نقصان ہوتا ہی نہیں تو من کو لازم ہوا کہ تمام گناہوں سے پرہیز کرنا ہی الہی مہر آسان کر چکا گناہوں سے
 عشر فی بیان ان کل مولود یولد علی فطرة الاسلام قال رسول الله صلی اللہ علیہ
 اس بیان میں کہ ہر بچہ پیدا ہوتا ہی اسلام کی طہریت پر
 وسلم ما من مولود الا یولد علی الفطرة فابواه یهودانه وی نصرانه وی مجسانہ کما ینتہ البھیمة
 وسلم فی جو بچہ ہی سو پیدا ہوتا ہی تو ہر طریقہ مسلم کی ہمہ ماپ اس کو یہودی کر دیتی ہیں اور نصرانی کر دیتی ہیں اور مجوسی جو ایک ہی ہوتا ہی
 بھیمہ جمعاء هل یجدون فیہا من جدعاء حتی یتکونوا انتم تجدونہا ثم قال فطرة الله التي فطر
 جنتا ہی ایسا سین کوئی کان ناک کٹا ہی ہوتا ہی آخر تم اسکی کان ناک کاٹ دیجیے ہو بہر فرمایا وہ ہی تراش اسکی
 الناس علیہا هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ ابوہریرہ ومعناہ ان کل مولود من البشر لا یولد الا
 جیسے تراشا لاکو کتبہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیث میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی اسکا معنی یہ ہے کہ ہر ایک بچہ آدمی کا موشٹ نیک اور سی ہریت پر
 علی الجبلۃ السلیمة والطیبة المستعدة لمعرفة الله تعالی والتیزبین الحق والباطل بمارکب فیہ من
 پیدا ہوتا ہی کہ استفادہ معرفت الہی کی اور فرق کر نیکی حق اور باطل میں رکھتا ہو نیز اور اس عقل
 العقل القویہ والوضع المستقیم ولولہ یعترضہ من الخارج افۃ من فساد التزییة وتقلید الابویں و
 درست اور وضع راست کی جوا میں پیدا کی ہی اگر کو نہ پیش آتا اور ہی پرورش کا فساد اور اطاعت ماباپ کی اور
 الا نهماء فی الشہوت ونحو ذلك من الافات لصف فطرته الی ما نصب لمعرفة الله تعالی من الدلائل
 کہی جانا ہوا ہوس میں اور آفتیں تو البتہ وہ اپنی اصلی طبیعت کو دلائل قائم کرنی میں واسطی معرفت الہی کی صرف کرتا
 واستدل بها علی وجودہ وقدمہ وكونہ واحدا متصفا بالقذرة والارادة والعلم والحیوة وسائر ما
 اور استدلال کرتا اللہ تعالیٰ کی وجود اور قدم پر اور وحدت پر کہ موصوف ہی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیاتیات سی اور تمام اور صفات سی
 ینلیق بہ من الصفات لکن یصدہ عن ذکر من الافات کما ان البھیمة تولد سوية الاطراف سلیمة من
 جوا و سکونہ اور ہین ہر اکو روک دیتی ہین یہاں تا مذکورہ جیسی چوپایہ کا بچہ ہتہ پانوسی سالم پیدا ہوتا ہی
 الجدم الذی هو قطم الانف والاذن والشقة فلولہ یتعرض الناس لہا بالکی و فطر شئ مما ذکر لبقیت سلیمة
 اور بچہ ہوا جمع سی کہ اسکی معنی کمرینا ناک اور کان اور لب کا پس اگر آدمی اس بچہ کو داغ نہ دیتی اور کچھ ناک کان لب نہ کاٹتی تو اچھا بھلا چکا
 کما کانت فانہ علیہ السلام شبہ ولادة الطفل علی الفطرة السلیمة بولادة البھیمة سلیمة غیر المراد
 رہتا جیسا پیدا ہوتا ہی ہر علیہ السلام فی آدمی کی بچہ کی پیدائش کو اور طبیعت درست کی مشابہ فرمایا ہی ساتھ پیدائش پوری بچہ چوپایہ کی اتنا ہی فرق ہکا و
 بالسلامة فی البھیمة سلامتها عن العیوب الظاہرة و فی الطفل سلامة عن العیوب المعنویۃ المانعة عن
 سلامتی سی چوپایہ کی بچہ میں سلامتی ظاہر کی عیوب سی ہی اور آدمی کی بچہ میں سلامتی معنوی عیوب سی ہی جو معرفت الہی ہی روک دین
 معرفة الله تعالی وقبول امرہ ونھیہ ثم انه طیبہ السلام بعد ما بین ان الناس کلہم یولدون علی الفطرة
 اور امر اور نہی قبول کرنی سی باز کہین ہر پیغمبر خدا فی بعد اس بیان کی کہ آدمی تمام ساری درست طبیعت پر پیدا ہوتا ہی
 التي هی الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالی والتیزبین الحق والباطل بمارکب فیہم من العقل حتم
 کہ وہ استعداد قابل معرفت الہی کی اور تیز کر مابین حق اور باطل کی ہی عقل کی نور سی جوا کی اندر رکھی گئی ہی اسکی رغبت دیتی
 علیہا فقال علی طریق الاقتباس فطرة الله التي فطر الناس علیہا فانہ فی قرۃ ان یقال الزموا فطرة الله
 سو فرمایا بطور صفت اقتباس کی تراش اسکی جیسے تراشا آدمیوں کو پس یہہ قریٰ بمنزلہ اس قول کی ہی اپنی ذمہ لازم کھڑو

التي هي الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالى والتميز بين الحق والباطل فعلى هذا كان الواجب على كل
 فطرت الله في استعدادي قابل معرفت الہی کی اور تمیز کی درمیان حق اور باطل کی اس تقریر کی کوافی ہو
 مكلف ان لا يضيع تلك الفطرة بل ينبغي له ان يستعملها في تحصيل معرفة الله تعالى والتميز بين الحق
 مكلف پر واجب ہے کہ اس فطرت کو ضائع نہ کری بلکہ اس کو لازمی ہی کہ اس فطرت کو معرفت الہی میں اور تمیز کرین درمیان حق
 والباطل وليس المراد بمعرفة الله تعالى معرفة ذاته تعالى لان ذاته تعالى ليست معلومة للبشر بل المراد
 اور باطل کی احتمال کری اور معرفت الہی مراد معرفت ذات الہی کی نہیں ہی اسلی کہ ذات الہی کسی بشر کو معلوم نہیں ہی بلکہ مراد
 بها معرفة صفاته وصفاته نوعان سلبية وثبوتية اما السلبية فتزويه تعالى عن جميع ما لا يليق
 معرفت صفات الہی کی ہی اور صفات الہی دو قسم پر ہیں سلبی یعنی نفی کرنی کی اور ثبوتی صفات سلبی تو اسے تعالیٰ کا بری ہونا نام ایسی صفات سی جو ان کے لیے
 به فلا يشعر بالاحتياج والنقصان واما الثبوتية فهي قسمان القسم الاول الصفات التي يتوقف عليها انما
 لایق نہیں ہیں جن صفات کی نیاز مندی اور نقصان لازم آوی اور ثبوتی کی دو قسم میں پہلی قسم وہ صفات جن پر افعال الہی موقوف ہیں یعنی قدرت
 وهي القدرة والارادة والعلم والخيرة والقسم الثاني الصفات التي لا يتوقف عليها افعاله وهي السمع والبصر
 اور علم اور ارادہ اور علم اور حیات اور دوسری قسم وہ صفات ہیں جن پر افعال الہی موقوف نہیں ہیں یعنی سمع اور بصر
 والكلام وتحقيق ذلك انه تعالى ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يعلم وجوده بالحس وليس العلم بوجوده
 اور کلام اور تحقیق اسکی یہ ہے کہ اسے تعالیٰ کی ذات محسوس نہیں ہی جیسی آفتاب اور مہتاب تاکہ اس کا وجود دیکھ کر معلوم کر لیں اور نہ اس کا وجود ہی کا
 ضروريا كالعلم بكون الواحد نصف الاثنين حتى يعلم وجوده بالضرورة بل انما يعلم وجوده بالدليل
 جیسی ہم ایک عدد کو دو کا آدہ جانتی ہیں تاکہ اس کا وجود براہت سے معلوم ہو بلکہ اسکی وجود کا علم دلیل سے حاصل ہوتا ہی
 وذلك الدليل حدوث العالم وبيان حدوثه انه اعيان واعراض والمراد بالاعيان الاجرام القائمة
 اور وہ دلیل عالم کا حادث ہونا ہی عالم کی حدوث کی دلیل یہ ہے کہ عالم یا تو اعیان ہیں یا اعراض ہیں اعیان سے مراد اجسام ہیں جو اپنی آپ
 بذواتها والمراد بالاعراض الصفات التي لا تقوم بدواتها بل تقوم بالاجرام وتلتزمها ولا ينفك عنها وكل
 بی سہار کا فہم ہیں اور اعراض سے مراد وہ صفات ہیں جو اپنی ذات میں ہی سہاری قائم نہیں ہوتی بلکہ اجسام کی ساتھ قائم ہوتی ہیں اجسام کی ساتھ رہتی ہیں
 منها حادث اما الاعراض فحدث بعضها يعلم بالمشاهدة كالحركة بعد السكون والضوء بعد الظلمة
 یہ دونو حادث ہیں اعراض میں سے بعضوں کا حدوث تو مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہی جیسی حرکت بعد سکون کی اور روشنی بعد اندھیری کی
 والساد بعد البياض وحدث بعضها يعلم بالدليل وهو طريان العدم كما في اضرار ما ذكر واما
 اور سیاہی بعد سفیدی کی اور بعضوں کا حدوث دلیل سے معلوم ہوتا ہی اور وہ آجاتا عدم کا جیسی اونکی ضدوں میں اور
 الاجرام فدليل حدوثها انها لا تخلو عن الحوادث وكل ما يخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم
 اجسام کی حدوث کی دلیل یہ ہے کہ اجسام حوادث سے کبھی خالی نہیں ہوتی اور جو چیز حوادث سے خالی نہ ہو سو وہ حادث ہوتی ہی
 خطوها عن الحوادث فلا تخلو عن الحركة والسكون وهو ظاهر مدرك بالبدية والاضطرار
 اجسام کا حوادث سے خالی ہونا تو اسلی ہی کہ حرکت اور سکون سے خالی نہیں ہوتی اور یہ ظاہر بدیہی بضرورت نظر آتا ہی
 فلا يحتاج فيه الى تأمل وافتكار والحركة والسكون حادثان يدل على حدوثهما تعاقبهما وانقضاء
 اس میں کچھ تأمل اور فکر کی حاجت نہیں ہی اور حرکت اور سکون دونو حادث ہیں انکا حدوث انکی آگے پیچھے پیدا ہونی سے ثابت ہی اور
 كل منهما عند وجود الآخر وذلك مشاهد في بعض الاجرام وما لم يشاهد فيه ذلك فناصر ما كن الا
 ایک گزر جاتا ہی جب دوسرا پیدا ہوتا ہی اور یہ حال بعض اجسام میں تو نظر آتا ہی اور جن اجسام میں یہ مشاہدہ نہیں ہوتا تو یہ دلیل ہی کہ جو ساکن ہی

والعقل یقضي بحوزة حركته وما من متحرك الا والعقل یقضي بحوزة حركته قال طاری منها حادث
 عقل او كونه متحرك تجوز كنهی اور جو متحرك ہی اوسكو عقل ساكن تجوز كنهی پس جو حركت اور سكون میں سے اب پیدا ہوگا وہ حادث ہی
 بطریقه والسابق حادث ان لوكان قدیم الاستحالة عدمه وما كون ما لا یخلو عن الحادث حادث
 كہ اب پیدا ہوا اور پہلی ہی حادث ہوگا اس واسطے کہ اگر قدیم ہوتا تو اسکا عدم محال ہوتا کبھی نہ سكون اور جو چیز حوادث سے علی نہ ہو تو وہ اسطی حادث ہوتی ہی
 قلانه لو لم یكن حادثا لكان قدیم ثابتا فی الازل فیلزم ثبوت الحادث فی الازل وهو محال اذ یلزم
 كہ اگر وہ حادث نہ ہو تو پہر بیشك قدیم اور ازل میں ثابت ہوگی اس سے لازم آتا ہی ثبوت حوادث کا ازل میں اور یہ محال ہی کیونکہ لازم آتا ہی
 ان یكون قبل كل حادث حادث مرتبة لا اول لها كما یقول الفلاسفة فی حركات الافلاك واشخاص
 كہ ہر حادث سے پہلی حادث مرتب موجود ہوں جسكا ابتدا نہ تھی جیسی فلاسفہ یونان حركات افلاك اور اشخاص
 الحيوانات وغیرہا فانهم ومن تبعهم ممن ینسب نفسه الى الاسلام وليس له منه نصیب قالوا ان العالم
 حیوانات وغیرہ میں قائل ہیں تمام فلاسفہ اور جو انکی تابع ہی کہ اپنی تئیں اسلام کی طرف نسبت کرتا ہی اور اوسكو اسلام سے كچھ نصیب نہیں ہوتی ہن كہ عالم
 العلوی قدیم بذاتہ وصفاته الا الحركات فانها حادثہ باشخاصها قدیمہ بانواعها ولا حركۃ الا
 علوی یعنی افلاك اپنی ذات اور صفات میں قدیم ہی مگر حركات فلكی جزئیات البتہ حادث ہیں اور انواع کلیہ قدیم ہیں پس جو حركت ہی
 وقبلها حركۃ لا الى اول واما العالم السفلی الذی هو عالم الكون والفساد وهو مات تحت فلك القمر فقالوا
 م میں سے پہلی حركت ہی ہی انتہا اور عالم سفلی یعنی ارضی جو عالم كون وفساد کہتی ہن یعنی فلك فلكی نتیجی اسمیں یہہ قول ہی
 ان هیولاء قدیمہ وكل ما فیہ من الصور والاعراض حادثہ باشخاصها قدیمہ بانواعها فلا ولد لا
 كہ اسکا مادہ تو قدیم ہی اور تمام صورتیں اور اعراض جو جو اسمیں موجود ہیں جزی جزی حادث ہیں اور باعتبار انی نوع کی قدیم ہیں یعنی جو بچہ ہی
 من والد ولا بیضة الا من دجاجة ولا دجاجة الا من بیضة ولا زرع الا من بزر وهكذا الى غیر النہایة
 سو باپ سے اور جو انڈا ہی سو مرغی سے اور جو مرغی ہی سو انڈی سے اور جو کہتی ہی سو بیج سے اسی طور غیر نہایت تک
 فیلزم علی قولہم ان یوجد حادث لا اول لها اذ ما من حادث علی قولہم الا وقبلہ حادث لا الى اول
 پس انکی قول سے لازم آتا ہی کہ اتنی حوادث موجود ہوں جسكا ابتدا نہ تھی اسطی کہ انکی قول پر جو حادث ہی اوسكو پہلی حادث ہی ہی انتہا اور
 علی تقدیر وجود الحادث لا اول لها یلزم ان یكون قبل كل حادث من حركات الافلاك واشخاص الحيوانات
 اور پر تقدیر حوادث غیر متناہی کی لازم آتا ہی کہ پہلی ہر ہر حادث حركات فلكی اور اشخاص حیوانات وغیرہ کی
 وغیرہا حوادث مرتبة لا اول لها فما لم ینقض تلك الحوادث بجلتها لا تنتھی الترتیبالی وجود الحادث
 حوادث غیر متناہی مرتب موجود ہوں اور جب تک وہ سب کی سب حوادث گزر چکیں گی تو ثبوت پیدا ہونی اس حادث کی جو حال میں موجود نہیں
 الحاضر لان الحركة الیومیة وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وكذلك الحركة التي قبلها وجودها
 آج کی اسطی کہ حركت آج کی بدون گزر چکنی تمام پہلی حركات کی نہیں ہو سکتی اور ایسی ہی وہ حركت جو اس سے پہلی ہی وہ ہی بدون گزر چکنی پہلی
 مشروط بمثل ذلك وهلم جرا وانقضاء ما لا اول لها محال بیا نہ انك اذا لاحظت الحادث الحاضر
 حركات کی نہیں ہو سکتی اسی طور کہ پہلی جا اور تمام ہو جسكا غیر متناہی کا محال ہی اسکا بیان یہہ ہی کہ جب تو خیال کری حادث حاضر یعنی موجود کو
 ثم انتقلت منه الى ما قبله ولا حظته وهلم جرا علی الترتیب لا تقضي الى نهایة حتی تجد طریقاً
 یہہ تو خیال کری اوس سے پہلی کو اور اسی طرح ترتیب سے تو کہی تو انتہا کو نہیں پہنچ سکتا تاکہ طریقہ پیدا یاش
 الى وجود الحادث الحاضر فیلزم ان یكون وجود الحادث الحاضر محالاً لكن وجود الحادث الحاضر ثابت
 اس حادث موجود کا انتہا ہی اس سے لازم آتا ہی کہ پیدا یاش اس حادث موجود کی محال ہو لیکن وجود حادث موجود کا تو ظاہر ثابت ہی

فی بطل وجود حادث لا اول لها فاذا بطل وجود حادث لا اول لها یبطل كون ما لا یخلو عن الحوادث
 ليس باطل هو وجود حوادث غیر متناهی کا ہر جہ وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہوا تو ان اجسام کا جو حوادث سے خالی نہیں ہیں
 قديماً ثابتاً فی الازل فاذا بطل كونه قديماً ثابتاً فی الازل یثبت كونه حادثاً فاذا ثبت كونه حادثاً
 قديم اور ازل میں ثابت ہو گا ہی باطل ہو گا ہر جہ اس کا قديم اور ازل میں ثابت ہوتا باطل ہوا تو اس کا حادث ہوتا ثابت ہوا جب تک حادث ہوتا ثابت ہوا
 لثبوت كون العلم بجميع جزائه من السموات وما فیها ومن الارض وما علیها حادثاً محتاجاً الى
 توبہ ہر جہ ثابت ہوا کہ عالم سے تمام اجزائی آسمان اور جو اس کی اندر ہیں اور زمین اور جو اس کی اوپر ہیں سب حادث اور محدث ہیں یہاں اگر یہ کیا جائے
 محدث یخرجه من العدم الى وجود وذلك المحدث یلزم ان یكون قديماً واحداً متصفاً بالقدرة
 کہ اس کو عدم سے پیدا کری اور وہ محدث ضروری کہ قديم اور واحد اور صاحب قدرت
 والارادة والعلم والحیوة لانه لو لم یکن قديماً بل كان حادثاً لكان محتاجاً الى محدث فیلزم الدور
 اور صاحب ارادہ اور علم اور حیات ہو اسلی کہ اگر قديم نہیں ہوگا بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا بہر وقت دور لازم آوے گا
 او التسلسل الذی هو وجود حادث لا اول لها وكلاهما محال ولولم یکن واحداً بل كان اكثر من واحد
 یا تسلسل جہیں وجود حادث غیر متناہی کا ہی اور یہ دو محال ہیں اور اگر واحد نہ ہو بلکہ ایک سے زیادہ ہو
 لو فم یبذلها التمام الموجب لعدم وجود العالم ولولم یکن متصفاً بالقدرة والارادة والعلم والحیوة
 تو بیشک اول دونوں روک روک واقع ہوگی جس سے وجود عالم کا پیدا نہ ہو سکی اور اگر اویں قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات نہ ہو
 لكان عاجزاً عن ایجاد شیء من العالم لان ایجاد اثر القدرة وتاثير القدرة فی شیء من الاشياء
 تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سے کچھ پیدا نہ کر سکی اسلی کہ ایجاد و قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شے میں
 یقتضی ارادة ذلك الشیء و ارادة ذلك الشیء یقتضی العلم به لان القصد الى ایجاد شیء مع علم العلم
 بدون ارادہ اس شے کی نہیں ہو سکتا اور ارادہ اس شے کا بدون علم اس شے کی نہیں ہو سکتا اسلی کہ قصد کسی شے کی ایجاد کا ہی سبب ہے
 به محال والا تصاف بهذه الصفات الثلاث یقتضی الحیوة لكونها شرطاً فیها فعلى هذا یكون وجود
 نہیں ہو سکتا اور یہ تینوں صفات بدون حیات کی نہیں ہو سکتیں کیونکہ حیات انہیں شرط ہی اس بیان کی موافق وجود
 العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دلیلاً قطعياً علی وجوده تعالی وكونه قديماً واحداً متصفاً
 عالم کا بلکہ وجود ہر ذرہ کا یقینی دلیل ہی باری تعالی کی وجود پر اور اس کی قدامت اور وحدت
 بهذه الصفات الاربع ولهذا كان بعض اهل النظر یقولون استدلالاً بالاثار علی المثر ما راينا شيئاً
 اور چاروں صفات کی انصاف پر اسی لئی بعض صاحب نظر اثری مؤثر پر استدلال کر کے یہ کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی شے دیکھی
 الا ربنا الله بعدة فان كل ذرة من ذرات العالم من حیث حدوثها واقفارها الى من یوجدھا
 اس کی سادہ ہی اللہ کو دیکھا بیشک ہر ذرہ عالم میں سے باعتبار حدوث کی یعنی موجود کا محتاج ہو کر ہمیشہ زبان حال ہی
 لا تزال تتکلم بکلام لا حرف فیہ ولا صوت ان لها موجداً قديماً واحداً متصفاً بالقدرة والارادة
 یہ کلام کرتا ہی جس میں نہ کوئی حرف ہی اور نہ آواز کہ بہا موجود قديم واحد صاحب قدرت اور صاحب ارادہ ہی
 والعلم والحیوة وسائر ما یلیق به من الصفات یسمع کلامها السامعون ولا یسمعها الذین هم عن السمع
 اور علم اور حیات والا اور تمام صفات والا جو اس کی لائق ہیں اس کی کلام سننے والی سب سنی ہیں وہی نہیں سنتی جسکی سماعت بیکار ہی
 لغزولن والمراد من السمع السمع الباطن الذی یسمع به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عرفی ولا عجبی
 اور مراد سماعت سے سماعت باطنی ہی جس سے وہ کلام سنی جاتی ہی جس میں نہ حرف ہو نہ آواز نہ عرفی ہو نہ عجیبی

لا السمع الظاهر الذي لا يسمع غير الاصوات وتشارك فيه البهائم الانسان اذ لا قدر لشيء تشاير لشيء البهايم
 ظاهري مراد بهن هي جس سي سوار آواز کی کچھ نہیں معلوم ہوتا اور اس میں جانور اور انسان برابر ہیں اس لئے کہ اوس شئی میں کیا خوب ہے جس میں جانور
 الانسان والحاصل ان المكلف لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل الاما دل عليه افعاله تعالى فاعلم
 اور انسان کیساں ہوں حاصل یہ ہے کہ آدمی صفات فہم میں سے بہرہ عقل وہ ہی معلوم کر سکتا ہے جس پر اس کی افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر
 عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل
 اس کی افعال دلالت نہیں کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام تو انکی ثبوت پر کبھی استدلال عقلی کیا جاتا ہے اور کبھی نقلی
 اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالعقل فهو انها صفات كمال واذا لها صفات نقصا
 استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالیٰ کی یہ ہے کہ یہ صفات کمالیہ ہیں اور انکی ضدیں صفات نقصان ہیں
 واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى
 اور موصوف ہونا اللہ تعالیٰ کا صفات کمالیہ سی اور ہر ہونا صفات نقصان سے واجب ہے اس سے واجب ہوا موصوف ہونا نقصان سے
 بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالى
 ان صفات سی اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالیٰ کی یہ ہے کہ شرع کا انکا وجود واسطی اللہ تعالیٰ کی ثابت ہے
 فوجب القطع بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اقوى من دليل العقل لان تلك الصفات
 هو واجب ہوا یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی اللہ تعالیٰ کی اور نقلی دلیل اس مسئلہ میں دلیل عقلی سی بہت بہتر ہے اسلیئے کہ ان صفات پر
 لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن معلوما لا احد
 افعال الہی موقوف نہیں ہیں تاکہ افعال سی انکی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور اس کی ذات کیسیکو معلوم نہیں ہے
 حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها حتى لو لم يتصف بها يلزم ان يتصف باضدادها
 تاکہ معلوم ہو کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی واسطی کالیہ ہیں موصوف ہونا ضروری ہے اگر ان صفات سی موصوف نہ ہو گا تو انکی اضداد سی موصوف ہو گا
 وما ذكر من كونها كمالا انما هو بالنسبة اليها ولا يلزم من كون الشيء بالنسبة اليها كمالا ان يكون
 اور کالیہ ہونا ان صفات کا البتہ ہماری حق میں ہے اور یہ کہ لایم نہیں ہے کہ جو شئی ہماری حق میں کالیہ ہو
 في حقه تعالى كمالا الا ترى ان اللذة والا لم مع كونها كمالا بالنسبة اليها فمتنعان على الله تعالى
 وہ نسبت ذات الہی کی ہے کالیہ ہو کیا تجھی نظر نہیں آتا کہ لذت اور الم ہماری حق میں کمال میں ہر بہ نسبت اللہ تعالیٰ کی محال ہیں
 لكونها من عوارض الاجسام فعلى هذا يلزم في اثبات تلك الصفات له تعالى التمسك بالنقل
 اس واسطی کہ یہ کیفیت جسمانیہ ہیں اس بیان کی موافق ان صفات کی توت کی واسطی تمسک نقلی دلیل کا چاہا ہے
 عن الانبياء الذين ثبتت نبوة كل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق عبدي في
 انبیاء سی جنکی نبوت معجزہ سی ثابت ہے جو قائم مقام ارشاد الہی کا ہو کہ میرا صدق سچ کہنا ہے
 كل ما يبلغني عنى سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته لان المعجزة تصديق فتعنى من الله تعالى
 جو جو میری طرف سے حکم بیان کرتا ہے برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی ہو یا خاموشی سی ہو اسلیئے کہ معجزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فعلی تصدیق ہی ہے
 لرسوله لكونها فعلا من افعاله تعالى خارقا للعادة منذ لا منزلة صريح القول في تصديق رسوله
 انبیاء رسول کی کیونکہ معجزہ الہی فعل ہی افعال الہی سی برخلاف عادت قائم مقام صاف ارشاد کی اپنی رسول کی تصدیق کی
 في دعوى الرسالة فانه تعالى لما خلق امر خارقا للعادة على نبي لا عند ادعائه الرسالة صار كانه
 واسطی رسالت کی دعوی میں بیشک اللہ تعالیٰ فی جب ایک امر خلاف عادت ایسی رسول کی مانتا ہے بر رسالت کی دعوی کی وقت پیدا کیا تو گویا

فلا یقع منهم الا ما هو واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الى نفس الفعل ما بالنظر اليهم فالحق
 سوائی وده عمل ہوتا ہی جو واجب ہی یا مستحب ہی یا مباح ہی یہ حال باعتبار ذات فعل کی ہی ورنہ بلحاظ ذات علیہم السلام کی حق یہ ہی
 ان افعالہ دائرۃ بین الوجوب والندب لا غیر لان المباح لا یقع منهم کما یقع من غیرہم بمقتضی الشہوۃ
 کما فاعال او کما صرف واجب ہیں یا مستحب اور کچھ نہیں اسلئے کہ انبیاء ہی مباح ہی نہیں واقع ہوتا جیسی اور عوام ہی باعتبار شہوت نفس کی
 بل انما یقع منهم بنية صالحة یصدرون عبادۃ واول ذلك قصد التعليم لغيرهم اذ ثبت هذا
 ہوتا ہی بلکہ اولی اگر ہوتا ہی تو نیک نیت سی ہوتا ہی تاکر وہ عبادت ہو جاوے اور کم سی کم بارادہ تعلیم غیر کی واقع ہو جب یہ بات ثابت ہوئی
 فالواجب علی کل مؤمن ان یکون علی حد عظیم ووجیل شدید علی ایمانہ ان یسلب منه بان
 تو ہر مؤمن پر واجب ہی کہ نہایت پرہیز کرتا رہی اور بہت خوف کرتا رہی اپنی ایمان پر مبادا سلب ہو جا اس سبب سی
 یصغی باذنه ویلتفت بذہنه الی خرافت ینقلها فی حقہم کذبۃ المورخین ویبتہم فی بعضہا بعض
 کہنی کان لگا کر اور متوجہ ہو اپنی فکر سی اول خرافات کی طرف جو اونکی حقین جوئی مورخ بیان کرتی ہیں اور بعضی بات میں جاہل مفسر
 الجہلۃ من المفسرین فانه لقلۃ تخصیلم وعدم تحقیقہم ربما یفترون فی ذلك بظاہر من الکتاب
 ہی اونکی تابع ہو گئی ہیں یہہ لوگ سبب کم علی کی بی تحقیق اکثر اوقات اسباب میں کتاب اور سنت کی ظاہر معنی کی اعتبار سی اکثر اگر بیٹھی ہیں
 والسنة ولهذا قيل التمسك في عقائد الايمان بمجرد ظواهر الكتب والسنة من غیر تفصیل
 اسہی لی کہتی ہیں کہ سند کرنی عقاید ایمان میں صرف ظاہر معنی کتاب اور سنت کی سی بدون تفصیل کی
 بین ما یستحیل ظاہرہ منہما و بین ما لا یستحیل فلا خفاء فی کونه اصلا من اصول الکفر
 درمیان اول امور کی جو حقیقت میں وہ ظاہر معنی دونوں کی محال ہیں یا محال نہیں ہیں سو بیشک صاف کفر اور بدعت کی بھڑی
 والبدعة قال الامام السنوسی وکذا تلقی هذا العلم من مجرد الكتب والمشافع المصحفین والمفتیین
 امام سنوسی کہتی ہیں اور ایسی ہی مان لینا اس علم کا صرف مشایخ غلط کاروں کی کتابوسی اور فقہا سی بی تحقیق
 بلا تہتقیق واما وجوب التبلیغ فی حقہم واستحالة الکتمان علیہم فلا یحکم لو کتموا شیئا مما امروا بتبلیغہ
 اور امر معروف کی تبلیغ اور محال ہونا چہیا فی کا اسلئے واجب ہی کہ اگر انبیاء علیہم السلام چہیا لیتی کچھ ہی امر معروف سی
 لکان الناس ما یرین باتباعہم فی کتمان قوامہ وابتلیغہ من العلم النافع لمن اضطر الیہ وکیف یتصور
 تو امت کو اپنی اتباع کی لئی حکم ہوتا واسطی چہیا لیتی کی بعضی امر معروف کی یعنی جو علم مفید ہو حاجت مند کو اور کہ تصور میں آسکتا ہی
 ذلك والکتمان حرام ملعون فاعلہ بشہادة قوله تعالى ان الذين یکتفون ما اؤتوا من البینات
 حال یہ کہ چہیا نا حرام ہی چہیا نیوالا ملعون ہی اس آیت کی گواہی سی جو لوگ چہیا فی ہیں جو کچھ ہمنی اوتار صاف حکم
 والہدی من بعد ما یکتہ للناس فی الکتاب اولیک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللعنون واما جواز
 اور راہ کی نشان بعد اسکی کہ ہم اونکو کہوں چکی لوگوں کی واسطی کتاب میں اونکو لعنت دیتا ہی اللہ اور لعنت دیتی ہیں سب لعنت دینی والی اور
 الاعراض البشریۃ لہم فلا نہا لاتضر فی رسالتہم وعلومہم بل ہی ہا یزید فی مراتبہم باء یرتفعہم
 حالات بشری اونکی لئی اس واسطی جائز ہیں کہ اونکی رسالت اور علوم مرتبہ میں اصلا مضرت نہیں ہیں بلکہ وہ حالات اونکا مرتبہ اور برتری ہی میں باعتبار عظمت
 اجرہم من جہۃ ما یقارنہا من طاعة صبرہم فانه تعالی کان قادرا علی ایصالہ الیہم ذلك الثواب
 ثواب کی جو اونکو صبر کی عبادت پر ملتا ہی بیشک اللہ تعالی قادر ہی کہ اونکو بہہ ثواب
 العظیم بلا مشقة یلحقہم لکن تعظیم حکمتہ اختار ان یوصل الیہم ذلك الثواب مع تلك الاعراض
 عظیم بی مشقت یہ پہنچائی عنایت کرتا پر اپنی حکمت علیہم سی یہہ ہی پسند سا کہ اونکو بہہ ثواب بعد اس مشقت کی عنایت ہو

فیدخل الجنة فلذلك قال النبي عليه السلام انما الاعمال بالخواتيم يعني ان اعمال العبد
 جنت میں داخل ہوگا اسہی لئی فرمایا نبی علیہ السلام فی کمال اعمال خاتمہ پر معتبر ہیں مراد یہ ہے کہ اعمال آدمی کی

متعلقة في السعادة والشقاوة باخر العمر وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اعمالوا فكل
 سعادت اور شقاوت میں آخر عمر سے متعلق ہیں اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا عمل کیا کرو ہر ایک کو وہ ہے عمل

ميسر لما خلق له اما من كان من اهل السعادة فسييسر لعل اهل السعادة واما من كان من اهل
 آسان ہوگا جسکی واسطی وہ شخص پیدا ہوای یعنی جو شخص سعادت مند ہے اوکو اعمال سعادت مندوں کا سیر ہوگی اور جو شخص

الشقاوة فسييسر لعل اهل الشقاوة فانه عليه الصلوة والسلام بين في هذا الحديث ان كل احد
 بدست ہے اوکو بد بختوں کی سی عمل آسان ہوگی پس نبی علیہ السلام فی اس حدیث میں یہ بیان فرمایا کہ ہر ایک کا

مهيأ وموقف للذي خلق لاجله من الخير والشر فمن خلق وقد رآه من اهل الجنة يجري الله
 سامان اور ٹھکانا تیار ہے جسکی واسطی وہ پیدا کیا گیا ہے نیک اور برے پس جو پیدا ہوا ہے اس تقدیر پر کہ جنتی ہو تو اللہ تعالیٰ

على يديه اعمال اهل الجنة ويسرها عليه حتى يموت ويدخل الجنة ومن خلق وقد رآه من اهل النار
 اوکی ہاتھ پر اعمال جنیوں کی جاری کرے اوپر آسان کر دیتا ہے آخر کر کہ جنت میں چلا جاتا ہے اور جو شخص پیدا ہوا ہے اس تقدیر پر کہ وہ روزی ہے

يجري الله على يديه اعمال اهل النار ويسرها عليه حتى يموت ويدخل النار فالعمل دليل الظن
 تو اللہ اوکی ہاتھ پر روز خیر و شری عمل پیدا کرے آسان کر دیتا ہے آخر کر کہ دوزخ میں چلا جاتا ہے پس عمل باعتبار ظن غالب کی ایک دلیل ہے

ان الشخص من اتى الصنفين يكون ومن هذا كان الواجب على ان لا يكون خاليا عن العمل الصالح
 کہ آدمی دو نوع میں سے کوئی نہ ہو اس بیان سے واجب ہے کہ آدمی کبھی کسی وقت تمام عمر میں سے نیک عمل سے خالی نہ رہے

في وقت من الاوقات لانه لا يدري متى ياتي الموت اذ ليس له سن ولا وقت معلوم ولا مرض محظوظ
 کیونکہ کیا معلوم ہے کہ اوکو کب مرے گا اور کبھی اسکی موت کا کوئی سال اور وقت معلوم نہیں ہے اور نہ کوئی بیماری مقرر ہے

لمن رزقه الله تعالى الفهم واليقظة من نوم الغفلة والتفكر في امر الخاتمة واسأل الله ان يجعلنا
 شخص میں جسکو اللہ تعالیٰ فی فہم اور بیداری عنایت کی ہے خواب غفلت سے اور سوچ دی ہے خاتمہ کی حال کی اور دعا مانگتا ہو اللہ تعالیٰ کی موت

في خبر مع البشارة فان المؤمن له بشارة من الله تعالى عند الموت كما قال الله تعالى ان الذين
 اچھی وقت بشارت کی ساتھ دی بیشک مؤمن کو اللہ کی طرف سے موت کی وقت بشارت ہوتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تحقیق جنیوں کی

قُلْ اَرْبَابُ اللَّهِ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَنْزِيلٌ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ اَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَالْبَشِيرُ بِالْجَنَّةِ الَّذِي كُنْتُمْ
 کہہ رہے ہمارا اللہ ہے پھر اسہی پر بھری رہی اولیٰ پر اور ترقی میں فرشتی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی سواؤں بہشت کی جسکا تمکو

تَوْعَدُونَ فَاِنَّهٗ تَعَالٰی بَيْنَ فِیْ هَذِهِ الْاٰیَةِ اَنَّ الدِّیْنَ اَقْرَبُ بِرَبِّیْهِ وَاعْتَرَفَا بِوَحْدَانِیَّتِهِ ثُمَّ اسْتَقَامُوا
 وعدہ تھا اللہ تعالیٰ فی اس آیت میں بیان فرمایا ہے کہ جس فی اوکی ربوبیت کا اقرار کیا اور وحدانیت کو مان لیا پھر وہ اسی اقرار

على ذلك الاقرار والاعتراف الى الموت باتيان جميع المامورات واجتناب جميع المنهيات اذ لا يتحقق
 اور قبولیت پر موت تک قائم رہے اسطورہ کہ تمام احکام بجا لاتا رہے اور تمام منہیات سے پرہیز کرتا رہے کیونکہ پوری

الاستقامة بدون ذلك بل يحصل الاعوجاج بترك شيء من المامورات وارتكاب شيء من المنهيات
 استقامت بدون اسکی نہیں ہوتی بلکہ استقامت میں جنبش آجاتی ہے مامورات کی ترک اور منہیات کی عمل سے

تَنْزِيلٌ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ مِنْ جِهَتِهِ تَعَالٰی عِنْدَ الْمَوْتِ بِالْبَشَارَاتِ الَّتِي هِيَ قَوْلُهُمْ اَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا
 تو ایسی لوگوں پر اللہ کی طرف سے موت کی وقت فرشتی یہ بشارت لیکر آتی ہیں کہ اب مت ڈرو اور غم کرو

وايشروا بالجنة التي وعدكم الله تعالى بها على ايمانكم وقل لا عدل الله فتمت الموت ان كنتم صديقين
 اور خیر سنو بهشت کی جو اللہ تعالیٰ فی قسمی وعدہ کیا تھا تمہاری بی کی زبان پر اور اویکی دشمنوں کی حق میں یہ سفاکیا تو سناؤ مرنے کو اگر تم بھی جو
 ولا یقمنون ابدایما قد مت ایکم یرحمہم واللہ علیہم فی الظلمین فبین سبحانہ وتعالیٰ فی هذه لایة
 اور کہیں نہ مرنے کی رونا اسو سہی کی آگے پہنچ چکی ہیں اوکے اہل بیت اور اللہ کو خوب معلوم ہیں گنہگار اللہ تعالیٰ فی اس آیت میں یہ بیان فرمایا
 ان الصديقين في اقرارهم لكونهم مستعدين للموت يمتنونه ولا يفرون منه لكون علمهم حسنا واما
 کہ جو سچا اقرار کریں انہیں موت کی سامان جو کرتی رہی ہیں تو موت کو منافی ہیں اور اویسی پہاگتی نہیں اسلیٰ کہ اوکے عمل نیک ہیں اور
 الظلمون فلعدم كونهم مستعدين للموت لا يمتنونه بل يفرون منه لكون علمهم سوءا فان العمل السوء
 ظالم چونکہ سامان موت کا نہیں کرتی رہی تو موت کو نہیں منافی بلکہ اویسی پہاگتی ہیں کیونکہ اوکے عمل پر ہیں کیونکہ عمل بد
 وان لو يخرج المؤمن عن الايمان لانه سبب لسوء خاتمته وشوم عاقبته فان سوء الخاتمة لا يكون
 اگرچہ مؤمن کو بی ایمان تو بالفعل نہیں کر دیتا پر سبب ہوتا ہی خاتمہ بد کا اور عاقبت مخوف کا اسو سہی کہ بد خاتمہ اویسی کا ہوتا ہی
 الا لمن كان له فساد في الاعتقاد او اصرار على المعاصي او عدول عن الاستقامة او ضعف في الايمان
 جسکی اعتقاد میں فساد ہوتا ہی اور گناہوں پر اڑا رہتا ہی یا استقامت سی ٹل جاتا ہی یا اوکا ایمان ست ہوتا ہی
 اما الفساد في الاعتقاد فان يكون في قلبه شيء من انواع الشرك فان انواع الشرك ستة احدها
 پھر فساد اعتقاد کا یہ ہی کہ اوکے دل میں کسی قسم کا شرک ہو کیونکہ شرک کی قسمیں چھ ہیں ایک شرک
 استقلال وهو اثبات الهين مستقلين كشرک الثنوية فانهم قالوا نجد في العالم خيرا كثيرا وشرا
 بالاستقلال یعنی سخت وہ یہ ہی کہ دو اللہ مستقل ثابت کری جیسی ثنویہ کرتی ہیں وہ یہ کہتی ہیں کہ ہم عالم میں بہاوی بہت دیکھتی ہیں اور برائی ہی
 كثيرا والواحد لا يكون خيرا وشرا بالضرورة فلا بد ان يكون لكل منهما فاعل على حدة ثم انما
 بہت دیکھتی ہیں اور ظاہر ہی کہ ذات واحدی خیر اور شر نہیں ہو سکتا پس بالضرورة دو کو فاعل الگ الگ ہو گا پھر اس فرقہ کی
 انقسموا قسمين القسم الاول المانوية والذاتية فانهم قالوا فاعل الخير النور وفاعل الشر الظلمة والقسم
 دو قسم ہوئیں پہلی قسم تو مانویہ ہی اور ذی صاتیہ آٹھا یہ قول ہی کہ خیر فاعل نور ہی اور شر کا فاعل تاریکی ہی دوسری
 الثاني المجوس فانهم قالوا فاعل الخير يزدان وفاعل الشر اهر من يعنون به الشيطان ثم اختلفوا في ان
 قسم مجوس میں یہ ہی کہتی ہیں فاعل خیر کا یزدان ہی اور شر کا فاعل اہرمن ہی یعنی شیطان پھر اہرمن کی حق میں اختلاف کیا ہی
 اهر من قديم كيزدان او حادث منه والثاني من انواع الشرك شرك تبعية وهو جعل الاله من
 آریہ یزدان کا قدیم ہی یا اوکا پیدا کیا ہوا حادث ہی اور دوسری قسم شرک کی شرک تبعیہ ہی اور وہ مرکب کرنا اللہ کا
 من الهة كشرک النصاري فانهم اثبتوا الاقانيم الثلاثة التي هي الوجود والعلم والحياة وحكموا
 کہی اللہ سی جیسی شرک نصاریٰ کا نصاریٰ فی تین اصول ثابت کی ہیں وجود اور علم اور حیات پھر ان تینوں پر
 عليها بانها الهة ثلثة واعتقدوا ان الاله جوهر فرد مركبة من هذه الثلاثة وقالوا مجموع هذه الثلاثة
 یہ حکم کیا ہی کہ تینوں خدا ہیں اور یہ اعتقاد کرتی ہیں کہ اللہ جوہر فرد ان تینوں سی مرکب ہی اور کہتی ہیں کہ مجموعہ ان تینوں کا ملکہ
 الاله واحد وجعلوا الذات الواحدة ثلث صفات وذلك غير معقول العاقل والثلث من انواع
 اللہ واحد ہی ایک ذات واحد کو تین صفات ہر تین اور یہ عاقل کی نزدیک معقول نہیں ہی تیسرے قسم شرک کی
 الشرك شرك تقرب وهو عبادة غير الله تعالى ليقرّب الى الله تعالى كشرک متقدمي عبدة الاصنام
 شرک تقرب ہی اور وہ پوجنا غیر کا سوای اللہ تعالیٰ کی تاکہ اللہ سی نزدیک کردی جیسی شرک متقدمین بت پرستوں کا

فانهم لما راوا ان عبادتهم للمولى العظيم على ما هم عليه من غاية الدناءة ونهاية الحقارة سوء

انكى خيال من جب يهـ آيا كه بهاء عبادت كز مولی بزرگ كواس حال من كه بكوند نارسا حاصل هـ اور هم بڑی حقیر ہیں بری

ادب عظیم یقربوا الیه بعبادۃ من هو اعلیٰ عنهم عندہ كالمشکة والشمس والقمر والنجوم و

لی ادنیٰ ہـ اسلکی قرب الہی کی واسطی پر جنان اول چیزوں کا شروح کیا جو ادنیٰ اور انکی خیال میں بہتر تھی جیسی قرشتی اور سورج اور چاند اور ستارہ اور

النار ونحوها ثم انهم لما راوا غیبة من اختاروا عبادتہ عنہم صنعوا الاصنام امثلة لما غاب

انگ اور مانند اسکی پہرہوں کی جب دیکھا کہ جسکی ہم عبادت کرتے ہیں وہ ہماری سامنے ہی غیب ہو جاتی ہیں تو ادنیٰ موت کی بت بتائی جسکی انکی صورتوں

عنہم من معبوداتھم واشتغلوا بعبادتها ویتیم فی ذلك ان یتقربوا الی ما جعلوه مثالا لہ

غایب ہو جاتا تو ادنیٰ بتوں کو پوجتی لگتی اور غرض ادنیٰ اس سے بہتر تھی کہ نزدیک ہو جاویں اور اسکی جسکا بت بنایا ہ

وقصدہم من جمیع ذلك ان یتقربوا الی المولیٰ العظیم لکن تلاعب الشیطان یعقوبہم وادفعہم

اور اس سبب سے یہ مراد تھی کہ مولیٰ بزرگ سے قریب ہو جاویں پر شیطان فی ادنیٰ عقلوں کو کھلوا بنا کر

فی الضلال والرابع من انواع الشراک شرک تقلید وهو عبادة غیر اللہ تعالیٰ تقلید الغیر شرک

گمراہ کر دیا اور چوتھی قسم شرک کی شرک تقلید ہے اور وہ پوجنا غیر اللہ کا اور دل کو دیکھ کر جیسی شرک

متاخری عبدة الاصنام فانہم لما وجدوا الباءہم واجدادہم مشغولین بعبادتها قلادہم فیہا

پچھلی بت پرستوں کا انہوں کی اپنی باپ دادوں کو جوت پوجتی دیکھا بت پرستی میں ادنیٰ تابع ہو گئی

وَقَالُوا اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا عَلٰی صَاطِیْہِمْ وَمُتَقَدِّمُوْنَ وَہم کاباشم فی صلح مبین والخاص

اور کہتی لگی ہم نے اپنی باپ دادی ایک راہ پر اور ہم ادنیٰ کی قدموں پر چلتی ہیں اور وہ اپنی باپ دادا کی مانند صریح گمراہی میں ہیں

من انواع الشراک شرک الاسباب وهو اسناد التأثير للاسباب العادیۃ کشرک الفلاسۃ والطبا

پانچویں قسم شرک کی شرک سبب ہے اور وہ نسبت کرنا تاثیرات کا اسباب سے موافق عادت کی جیسی شرک حکماء یونان اور طبیوں کا

ومن تبعہم علی ذلك من جهة المؤمنین فانہم لما راوا الارتباط الشبع باکل الطعام وارتباط الزہی

اور جو ادنیٰ ساتھی ہیں اس باب میں اسلام میں انہوں کی جب دیکھا کہ ربط شکم سیری کا کھانا کھانی سے اور ربط تازگی کا

بشراب الماء وارتباط ستر العورة بلبس الثیاب وارتباط الضوء بالشمس ونحو ذلك مما لا ینحصر فہم

پانی پیتی سے اور ربط ستر پوشی کا کپڑا پہنی سے اور ربط روشنی کا سورج سے ہی اور مانند اسکی بی قیاس تو

یجہلہم ان تلك الانشیاء فی المورثة فی الارتباط وجودہ معها اما بطبعہا او بقوة وضعہا اللہ فیہا وهو

اپنی جہالت کی وجہ سے کہ یہ چیزیں مستقل تاثیر رکھتی ہیں اپنی اپنی سبب سے یا تو اپنی طبع کی تاثیر سے یا بنور قوت کی کہ اللہ تعالیٰ فی انہیں پیدا کی ہیں

بل مقصودهم مجرد نيل مدح من بعض عبدة اوجب منه له او رياسة من حدة اظفر
 بله انكى مراد صرف تعريف كراتي بعض بنه كان الكي سي هو تي بي يا محبت ابني او كني دليين يا بيا اي او كني نزيك يا او كني كبريا حاصل كرا
 من قبله او صرف مذمة ينجافها منه ومثله العمل لجره الظفر بالخور والقصور ونعيم الجنان
 يا دور كرا بد نامي كا جواد كني طرف سي خوف هو او رياسي سي عمل كرا صرف واسطى حاصل كرا في حورون اور محبون اور نعمتون بهشت كني
 والسلامة من النيران والسبب الحامل لهم على ذلك نسيانهم توحيد تعالى حتى توهموا امكا
 اور واسطى بچني كي انگ سي اور سبب فساد نيت اسطى بي كه خدا كي توحيد كو بول جاتي هين بهان تنك كه او كني به به وهم هو كه
 حصول نفع او ضرر من غير تعالى وتوهموا كون الخلق قادرين على النفع والضرر حتى راعوهم
 اور ضرر سواء الله تعالى كي اور سي بي هو تنك سي اور سي به وهم هو كه خلقت كو نفع اور ضرر كي قدرت سي كيونكه
 في طاعتهم وتوهموا كون طاعتهم موثرة في استجواب نفع او دفع ضرر في الدنيا والاخرة
 اپني طاعت مين او كني عايت كرا كي اور سي به وهم هو كه بهاري عبادت كو اثر سي نفع پيدا كرا مين اور ضرر دفع كرا مين دنيا اور آخرت كي
 وليس كذلك بل لو انهم احضروا في ذهنهم انفراد تعالى بخلق جميع الكائنات بلا واسطة
 اور حقيقت مين به به نهين سي بله اگر به لوگ وحدانيت الله تعالى كي ابني ذهن مين قايم كرا كني كه پيدا كرا نوا لا تمام موجودات كا بلا واسطه ده سي بي
 وعدم تاثير لكل ما سواه في اثره ومن جملة ذلك طاعتهم لكانوا لا يقصدون بطاعتهم
 اور كسي امر مين كسيكو اصل كچه تاثير نهين سي اور سي مين او كني طاعت سي داخل سي تو كهي اپني طاعت سي جسكي او كني توفيق سي سي بي
 التي وقفوا لها الا مجرد الامثال لا امر الله تعالى ثم لطعوا عندها فيما وعد به الله تعالى من
 سواء اطاعت امر الكي كي كچه غرض نكرتي بهر بعد اطاعت كي خواش كرا جواسه تعالى في وعده فرماياد
 الخبر معها البعض فضله من غير وجوب ولا استحقاق وحكم الاربعة الاولى التي هي شرك
 نعمت كا او كني محض فضل سي كه نه او سپر واجب سي نه اسكا كچه حق سي اور حكم شرك كي بهلي چارون قسم كا كه ده شرك
 استقلال وشرك تبعية وشرك تقليد الكفر بالاجماع وحكم السادس الذي هو
 استقلال سي اور شرك تبعية سي اور شرك تبعية سي اور شرك تقليد سي بالاتفاق كرا سي اور حكم چييه قسم كا
 شرك الا غرض المعصية بالاجماع وحكم الخاص الذي هو شرك الاسباب بالتفصيل
 جو شرك اغراض سي بالاتفاق معصيت كا سي اور حكم پنجويين قسم كا جو شرك سبابي اس تفصيل پر سي
 وهوان اهل الشرك في اعتقادهم التأثير لتلك الاسباب مختلفون فمنهم من يعتقد ان تلك
 كه ابيي شرك اپني اعتقاد مين تاثير ان اسباب كي اسباب مين كني طرح پر جاتي هين بعضي به به اعتقاد كرا كني هين كه
 الاسباب تؤثر بطبعها وحقيقتها في الاشياء التي تقارن بها لا خلاف في كفر من يعتقد هذا ومنهم
 تاثير ان سباب كي جن شياء سي به طبعي هين طبيعي اور حقيقي سي ابيي اعتقاد والون كي كفر مين كسيكو خلاف نهين سي اور بعضي
 من يعتقد ان تلك الاسباب لا تؤثر بطبعها وحقيقتها بل بقوة اودعها الله فيها ولو نزعها عنها
 به به اعتقاد كرا كني هين كه به به اسباب باعتبار طبيعت اور حقيقت كي اثر نهين كرا كي بله بزور ايك قوت كي كه الله تعالى في ان سباب مين بيد كي سي اور اگر اس قوت كي
 لا تؤثر قد تبعم في هذا الاعتقاد كثير من عامة المؤمنين ولا خلاف في بدعة من يعتقد هذا
 تواشيا في زهي اس اعتقاد مين اكثر عوام مسلمان سي او كني متاثر هين ابيي اعتقاد والون كي بجمعي سي هون مين خلاف نهين سي
 وانما الخلاف في كفره فمن كان فيه شيء من هذه المذكورات ولم يستع في انزاله عن نفسه واصلاح
 خلاف سي تو كفر مين سي پس جس شخص مين كوئي سا اعتقاد هو ان المذكورات مين سي اور وه او كني دور كرا في مين سمي نه كرا اور اپنا اعتقاد درست كرا

شأنه بختم له بالسوء وان كان مع كمال الزهد والصلاح لان زهده وصلاحه انما ينفعه
 انما كان مع الاعتقاد الصحيح للمواقف لكتاب الله وسنة رسوله واما اذا لم يكن مع الاعتقاد
 كتب سائته اعتقاد صحيح كي موافق كتاب الله اور سنت رسول كي هو اور اگر سائته اعتقاد
 الصحيح للمواقف لها بل كان مع الاعتقاد الفاسد المخالف لها فلا ينفعه واما الاصرار على المعاصي
 صحيح كي بنو موافق كتاب اور سنت كي هي بل سائته اعتقاد فاسد كي كتاب اور سنت سي مخالف سو كچر فاله نديگا اور معاصي پراسي اڑ كرني
 فيان يحصل في قلبه الفها فان جميع ما الفه الانسان في عمرة يعود ذكره عند موته فان كان
 كر اول من معاصي كي محبت پيدا هو چاوي قرآنسان اپني زندگي بهر مين جو جو محبوب ركبتا هي رقي وقت ده ياد آي مين بهر اگر
 ميله الى الطاعات اكثر يكون اكثر ما يحضره عند موته ذكر الطاعات وان كان ميله الى
 اسكي رغبت طاعات كي طرف زياده هو كي تو رقي وقت اكثر طاعات ياد آويكي اور اگر اسكي رغبت
 المعاصي اكثر يكون اكثر ما يحضره عند موته ذكر المعاصي فربما يغلب عليه حين نزول الموت به
 معاصي كي طرف زياده هو كي تو رقي وقت معاصي ياد آويكي پس بعضي وقت نزوح كي حال مين
 قبل التوبة شهوة من الشهوات او معصية من المعاصي فيتقيد قلبه بها وتصير حجابا بينه وبين
 نوبه سي پيلي كوئي شهوت تمام شهوت سي يا كوئي گناه گناهون مين كدل پر غالب آجاتا هي بهر اوسك دل اوسي مين الجهاد پتا هي اور ده اوس مين امر اوسي
 مر به وسبب الشقاوته في اخر حياته لقوله عليه السلام المعاصي يريدا الكفر واما الذي لم يرتكب
 رب مين پرده هو كر آخر وقت مين شق بنا ديتا هي واسطي قول عليه السلام كي گناه كفر اپني هوتي مين اور جيني اصلا كوئي گناه
 ذنباً اصلاً او ارتكب لكن تاب فهو بعيد عن هذا الخطر واما العدول عن الاستقامة
 نهين كيا يا گناه تو كيا پر توبه كرني سو ده شخص ايي انديشه سي پاك هي اور استقامت سي مل جانا
 فيان يظهر فيه الاعوجاج فان من كان مستقيماً في ابتدائه ثم تغير عن حاله وخرج عما كان
 اسطور پر كه اوس مين كچي پيدا هو چاوي اگر بيده شخص ابتدا مين مستقيم تها بهر اپني حال سي بدل كيا اور حزن اوده اف بي
 عليه في ابتدائه يكون سبب السوء خاتمه وشوم عاقبته كالبليس الذي كان في ابتدائه رئيس
 ابتدا مين تها اوس سي الگ هو كيا تو بهر سبب خاتمه بد اور عاقبت مخوس كا هي جيسي ابليس كه ابتدا مين فرشتون كا سهر دار
 الملكة ومعلمهم واشدهم اجتهاداً في العبادة حتى قيل لم يبق في سبع سموات وسبع ارضين
 اور اونا كاستاد اور عبادت مين بڑا ساعي تها بهان بك كه كهتي مين كه ساتون كسان اور زمين مين
 موضع شبرا لا هو قد سجد فيه ثم لا عرف بالسجود لادم النبي عليه السلام آبي واستكبر وكان من
 كبين بالشت بهر جگه اسكي سجده سي خالي نهين رهي تهي بهر جب اوسكو آدم كي لئي سجده كا حكم هو اونا تها اور كبر كيا اور ده تها
 الكفرين ولبلاء من باعور الذي اتاه الله تعالى اياته فانس منها مجلوه الى الدنيا واتباع هواه
 منكرين مين كا اور جيسي بلاءم باعور كا بيط جكو الله تعالى في ابني نشانان عنايت كين پرده اوسني الگ هو كر داعي دنيا كي طرف متوجه هو اولي جيني كيا
 كان من العوين وكبر صيصا العابد الذي قال له الشيطان الكفر فلما كفر قال لي بري منك اتي اخا
 گراه هو كيا اور جيسي بر صيصا عليه جكو شيطان في كها منكر هو چا جب ده منكر هو اونا كها مين جيسي الگ هو كر مجكول نديهي
 الله رب العالمين فان الشيطان اغراه على الكفر فلما كفر تبرا منه مخافة ان يشاركه في العذاب
 الله كا جو پر درد گاهي عالم كا بيك شيطان في اوسكو پرانگهت كيا جب ده كافر هو اونا اوس سي الگ هو كيا اسخه كا كاه كه اوسكي عذاب مين شريك هو چاوي

بسم الله الرحمن الرحيم

ولم یفعله ذلك كما قال الله تعالى فكان عاقبتهم اثمهما في النار خالدین فیہا وذلك جزاء

اور اس میں شیطان کو کچھ فائدہ نہ ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی بہر آخر اول دونوں کا یہی کہہ دوں میں آگ میں سدا رہیں اور یہی سزا

الظالمین واما الضعفاء الايمان فبان يكون حب الله تعالى في قلبه ضعيفا فان كان في

کسی ایمان کی سستی اسطور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی دلیل

ايمانه ضعف يستولي على قلبه حب الدنيا بحيث لا يبقى فيه لحب الله تعالى شيء الا من حيث

ایمان میں سستی ہوتی ہی تو اس کی دل پر دنیا کی محبت چھا جاتی ہی کہ اس میں محبت الہی کی کچھ گنجائش نہیں رہتی

حديث النفس على وجه لا يظهر له اثر في مخالفة الهوى ولا يؤثر في الكف عن المعاصي ولا في الحث

جیسی وہی بات ہوتی کہ ہوا کی مخالفت میں اس کا کچھ اثر ظاہر نہیں ہوتا اور نہ کچھ اثر معاصی کی روک تھام میں ہو اور نہ کچھ اثر

على الطاعات فينهمك في الشهوات وارثك اب السيات فيترك ظلمات الذنوب على قلبه ولا تزال

عبادت کی رغبت میں ہو سو شہوات اور بدیوں کی کرشمیں اور تباہی اور تاریکی گن بہتی نہ رہے

تطفئ ما فيه من نور الايمان مع ضعفه فاذا جاء اليه سكرات الموت وعلم انه يفارق الدنيا وهي

نور ایمان کا جو ادھیں ہوتا ہی بجھتا چلا جاتا ہی باوجودیکہ تعجب ہی جب اس کو نزع کی حالت آتی ہی اور جاننا ہی کہ اب دنیا سی جلد اور دنیا

محبوبة له وجهها غالب عليه حتى لا يريد تركها ويتألم من فراقها يرى ذلك من الله تعالى فيخشى

اس کی محبوبہ ہی اور اس کی محبت اس پر ایسی غالب ہوتی کہ اس کا چہرہ نہ نہیں چاہتا اور اس کی فراق سی رنج اور ٹھنا ہی سمجھتا ہی کہ یہ فراق اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہی ہے

عليه ان يحصل في قلبه بغضه تعالى بدل حبه فان اتفق خرج روحه في تلك اللحظة

یہی کہ اس کی دلیل خدا کی طرف ہی محبت کی جگہ کینہ پیدا ہو جاتی اگر اتفاقاً وہی حالت میں جان بھل گئی

يختم له بالسوء ويهلك هلاكاً ابدياً والسبب المفضي الى هذه الوسطة حب الدنيا والركون

تو اس کا خاتمہ بد ہو گا اور ہمیشہ کو گنہ گار ہوا اور سبب اس ہلاکا یہی دنیا کی محبت اور دنیا کی طرف توجہ

اليها والفرح بها مع ضعف الايمان الموجب لضعف حب الله تعالى وهو الداء العضال الذي

اور دنیا کی خوشی باوجود سستی ایمان کی جس کی محبت الہی سست ہو جاتی اور یہی بڑی سخت بیماری صمیم

عم اكثر الخلق فمن اراد النجاة من هذه الوسطة فعليه بعد اخراج حب الدنيا من قلبه وتصحيح

اکثر خلقت مبتلا ہی سو جو شخص اس بلا سی بچا جاتی اس کو لازم ہی کہ اول دنیا کی محبت دل سے دور کری

اعتقاده ان يحترق عن المعاصي عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها وان يواظب على الطاعات

درست کرے کہ گناہوں سے بیزاری کی طرف خیال کری اور نہ گناہگاروں کی طرف و طاعات دائمی اختیار کری

التي هي ثمرة محبة الله تعالى ولا يتصور محبة الله تعالى الا بعد معرفته اذ لا يحب الانسان الا يعرف

کہ وہ محبت الہی کا پہل ہی اور محبت الہی نہیں ہو سکتی بدون معرفت الہی کی اس واسطی کہ آدمی نادانستہ چیز کو محبوب نہیں کہتا

وانما يحب ما يعرفه فمن عرف الله بما يحب عليه معرفته وعرف ان جميع النعم الواصلة اليه والى

محبوب وہی کہہ رہا ہی جس کو جانتا ہی پس جو شخص خدا کو پہنچا لیا اور اس کی جو اس کو وہ حب میں اور یہ سمجھی کہ حتی نقین چھو اور اور کو حاصل ہیں

غيره ليس الا منه تعالى لا جرم محبه فاذا احبه يسعي في تحصيل رضائه ويحترق عن موجبات

سبب اس کی طرف سے ہیں تو بیشک اللہ کو دوست رکھتا ہر جب اس کو اپنا محبوب کیا تو اس کی رضا مندی میں کوشش کرے گا اور اس کی غصہ سی بچتا رہے گا

سخطه فيكون لا تقا الوصول احسانه ودخول جنانه بمقتضى وعده ليسرنا الله تعالى

پھر تو یہاں اس کی احسان کی قابل اور جنت میں جاتی کی لائق اس کی وعدہ کی موافق ہو دیکھا خدا ہم کو آسان کیجو

المجلس السابع عشر فی بیان عدم جواز الصلوة عند القبور والاستعداد

من اهلها واتخاذ السروج والشموع علیها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ستر دین مجلس اس بیان میں کہ قبروں میں نماز ادا کرنی جائز نہیں اور اہل قبور سے سلامی اور اہل قبور پر روشنی کرنی اور چراغ جلا کر جائز نہیں

لعنة الله على اليهود والنصرى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد هذا الحديث من صحيح المصايع
سجدین بنالین پر حدیث مصلیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے

روثه ام المؤمنين عائشة وسبب دعائه عليه والسلام على اليهود والنصرى باللعنة انهم كانوا
ام المؤمنین عائشہ کی روایت سے اور سبب پیغمبر خدا کی لعنت کرنا یہاں اور نصاریٰ پر یہ ہے کہ وہ سب

يصلون في المواضع التي دفن فيها انبياءهم اما نظر منهم بان السجود لقبورهم تعظيم لهم وهذا شرك
نماز پڑھتی تھی ایسی مکانات میں جہاں انکی انبیاء دفن تھے یا تو اس لحاظ سے کہ قبروں کو سجدہ کرنا انبیاء کی تعظیم ہے اور تو ظاہر شرک ہے

جلی ولهذا قال النبي عليه السلام اللهم لا تجعل قبري وثنا يعبد او ظنا منهم بان التوجه الى قبورهم
اسہیل بنی علیہ السلام کی فرمایا کہ اے میری قبر کو بت نہ بنائی کہ اوسکی پرستش ہو کرے اس خیال سے کہ وہ سمجھتی تھی کہ قبروں کو

حالة الصلوة اعظم وقعا عند الله تعالى لانشغالهم على امر من عبادة له تعالى وتعظيم انبياءه و
منوجہ ہونا وقت اور نماز کی بڑا ثواب ہے کیونکہ اس میں دوات میں خدا کی بندگی اور انبیاء کی تعظیم اور

هذا شرك خفی ولهذا نهي النبي عليه السلام امتة عن الصلوة في المقابر احترازا عن مشابھتهم
پر شرک خفی یعنی پوشیدہ ہے اور اسے لئی پیغمبر خدا نے اپنی امت کو قبروں میں نماز پڑھنے سے منع کیا تاکہ یہود اور نصاریٰ کی مشابہت سے بچیں

بهم وان كان القصدان مختلفين وقال من كان قبلكم كانوا يتخذون القبور مساجد ولا تتخذوا
اگرچہ نیت دونوں کی الگ الگ ہے اور غولیا جو امتیں تھیں پہلی تھیں وہ ای انبیاء کی قبروں کو مسجد بناتی تھیں تم قبروں کو

القبور مساجدا في انهمكم عن ذلك قال بعض المحققين والصلوة في المواضع المتبركة من مقابر
مسجد نہ جائیہا نچھو اس حرکت سے منع کرتا ہوں بعض محقق کہتے ہیں کہ نماز پڑھنی متبرک مکان میں جہاں صلی اے کی

الصالحين داخله في هذا النهي لاسيما اذا كان الباعث عليها تعظيم هؤلاء لما في ذلك من الشرك
قبرین ہوں اسی نہیں کی ملی داخل ہے خاص یہی وقت کہ اوں صلی کی تعظیم کی واسطی پڑی اسلی کو اس نماز میں شرک

الخفي فان مبتدأ عبادة الاصنام كان في قوم نوح النبي عليه السلام من جهة عكوفهم على القبور
خفی ہوتا ہے کیونکہ ابتدا پرستی کا حضرت نوح کی امت میں سے تھا کہ وہ لوگ قبروں پر بیٹھی رہتی تھیں

كما اخبر الله تعالى في كتابه بقوله قال نوح ربي اقم عصوتي واتبعوا من لم يزد ماله دولة
چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں خبر دیتا ہے کہ نوح نے کہا کہ نہ مانا اور مانا ایسی کاجو اوسکی مال اور اولاد سے

الاخسارا ومكروا مكرًا كبائرا وقالوا لا تدركنا الهتك ولا تدركنا ودا ولا سواعا ولا يغوث ولا يعوق
اور بڑا ٹوٹا اور ادا کیا ہی بڑا دوا اور لولی نہ چھوڑو اپنی ٹھکانوں کو اور نہ چھوڑو وڈو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو

ونسرا قال ابن عباس وغيره من السلف كان هؤلاء قوما صالحين في قوم نوح النبي عليه السلام
اور نہ نسروا ابن عباس وغیرہ متقدمین کہتے ہیں کہ یہ یعنی وہ وغیرہ نیک لوگ تھے حضرت نوح علیہ السلام کی امت میں

فلما ماتوا عكف الناس على قبورهم ثم صوروا تماثيلهم ثم طال عليهم الامل فعبدهم وهذا هو مبتدأ
جب یہ مر گئے تو لوگ انکی قبروں پر بیٹھی بہر رفتہ رفتہ انکی صورتوں کی بت بنائی بہر مدت گذر گئی تو انہی کو پوجنے لگی اور یہی ابتدا

عبادة الاصنام وقال ابن القيم في غائته نقلا عن شيخه ان هذه العلة التي لاجلها لم يشك
بت برستی کی حاری ہوئیگا اور ابن قیم اپنی کتاب اغاثن میں اپنی اسناد سی نقل کرتا ہی جس علت کی سبب سی شارع فی قبروں کو مسجدین
اتخاذ القبور تھی التي اوفقت كثيرا من الناس ما في الشرك الاكبر او فيما دونه من الشرك فان الشرك
بنائی سی منع فرمایا ہی اسلٹی بہت لوگوں کو یا تو بڑی شرک میں یا کچھ کمتر شرک میں مبتلا کیا بیشک شرک
بقبر الرجل الذي يعتقد صلاحه اقرب الى النفوس من الشرك بشجر او حجر وهذا تجد كثيرا
صالح مرد کی قبرکا دون میں بہت جلد آتا ہی بہت شرک کسی درخت یا پتھر کی اسلٹی ہی بہت
من الناس عند القبور يتضرعون ويخشعون ويخضعون ويعبدون بقلوبهم عبادة لا يفعلون
لوگوں کو دیکھتی ہیں کہ قبروں پر جا کر روتے ہیں اور گڑگڑاتے ہیں اور سر جھکاتے ہیں اور لوہی ایسی عبادت کرتے ہیں
مثلهما في بيوت الله تعالى ولا في وقت السجود يرجون من بركة الصلوة عندها والرداء لديها ما
کوہی مسجودوں میں کہی نہیں کرتی اور نہ صبح کی وقت کرتے ہیں اور قبروں کی پاس نماز پڑھ کر اور دعا مانگ کر اتنی
لا يرجون في المساجد فحسم مادة هذه المفسدة في النبي عليه الصلوة والسلام عن الصلوة في
اسید کہتی ہیں کہ نہیں کہتی مسجودوں میں یہ ہوا وہ فساد کا قطع کر دینو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مطلقا قبروں میں نماز پڑھتی سی منع فرمایا
المقبرة مطلقا وان لم يقصد المصلی بصلوته فيها بركة البقعة كما هي عن الصلوة وقت طلوع
اگرچہ مصلی کو قبروں میں نماز پڑھتی سی بركت اور جگہ کے مقصود نہو جیسی منع فرمایا نمازی میں طلوع
الشمس ووقت غروبها ووقت استوائها لانها اوقات يقصد المشركون الصلوة للشمس فيها فتحي
آفتاب بر اور صبح غروب اور برابر دو پہر کو کیونکہ یہ وہ وقت ہیں کہ مشرک سمن آفتاب کو پر جاتی ہیں سو غیر صلی اللہ علیہ وسلم
امتة عن الصلوة فيها وان لم يقصدوا ما قصد المشركون واذا قصد الرجل الصلوة عند المقبرة
اپنی امت کو ان وقتوں میں نمازی منع کیا اگرچہ انکی غرض وہ نہیں ہوتی جو مشرکوں کی نیت ہوتی ہی اور جب آدمی مقبرہ میں نماز پڑھتی سی
تو يكره الصلوة في تلك البقعة فهذا غير المحادة لله تعالى ولرسوله والمخالفة لدينه وابتداء
برکت اور جگہ کی حاصر کیا جا ہی تو اسد اور انکی رسول کی عین مخالفت ہی اور انکی دین کی برصہ فہ دنیا دین
دین لم ياذن به الله تعالى فان العبادات مبناها على الاستئذان والاتباع لا على الهراء ولا ابتداء
احداث کرنا ہی جسا اسلہ فی حکم نہیں فرمایا بیشک عبادت کی بنیاد طریق سنت اور اتباع پر ہی ہوا ہوس اور بدعت پر نہیں
فان المسلمين اجمعوا على ما علموه من دين نبهم ان الصلوة عند المقبرة منه هي عنها لان فتنه
بیشک مسلمانوں فی بالاتفاق ایسی ہی نبوی کی علم کی موافق یہہ اجماع کیا ہی کہ نماز قبروں کی پاس ممنوع ہی اسواسلٹی کہ فساد
الشرك بالصلوة فيها ومشابهة عباداة الاصنام اعظم كثيرا من مفسدة الصلوة حين طلوع
شرک کا سبب نماز کی قبروں میں اور مشابہت بت پرستی سی بہت زیادہ ہی فساد نماز کی سی جو وقت طلوع
الشمس وحين غروبها وحين استوائها فانه عليه السلام لما هي عن تلك المفسدة سدا للذريعة
آفتاب کی اور وقت غروب کی اور وقت برابر کی یعنی زوال پر کیونکہ نبی علیہ السلام فی جب اس فساد کی بند کر تکی واسطی مشابہت کی وسیلہ سی منع فرمایا ہر
التشبيه التي لا تكاد تخطر ببال المصلی فكيف بهذه الذريعة التي كثيرا ما تدعو صاحبها الى الشرك
کہ جسا خطروہی مصی فی دین نہیں آتا تو اس وسیلہ سی کیونکہ مخالفت نہوگی جو اکثر اوقات اس علی والیکو شرک کی طرف پہنچا دیتا ہی
بدعاء الهوى وطلب الخواج منهم واعتقاد ان الصلوة عند قبورهم افضل من الصلوة في المسجد
کیا دیکر یہاں کہ ری ہوا ورنہ حاجتیں طلب کری ہو یہہ اعتقاد کری کہ نماز انکی قبروں کی پاس مسجدوں کی نماز سی بہتر ہی

خبر البقاء واجبا الى الله فانهم اذا قصدوا القبور يقصدونها مع التعظيم والاحترام والخصم والشع
 تمام مکانوں سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کی محبوب ہیں کیونکہ یہ لوگ جب قبروں پر جاتی ہیں تو نہایت تعظیم اور حرمت اور انکسار اور خوف
 وسرقة القلب وغیر ذلک مثلاً لا يفعلونه فی المساجد ولا يحصل لهم فیها نظیر ولا مثله وصمنا الخ
 اور مری ولی کی کرتی ہیں اتنی کہ مسجدوں میں نہیں کرتی اور نہیں پیدا ہوتا اور انکو مساجد میں نظیر اور نہ مثل اور ایک یہ کہ قبروں پر
 المساجد والسریر علیہا ومنہا العکوف عندہا وتعلیق الستور علیہا واتخاذ السدنة لها حتی
 مسجد بن بناتی ہیں اور روشنی کرتی ہیں اور ایک یہ کہ قبروں پر چڑھتی کرتی ہیں اور قبروں پر خلاف چڑھتی ہیں اور مجاور رہتی ہیں یہاں تک
 ان عبادہا یرجون المجاورة عندہا علی المجاورة عند المسجد الحرام یرون سدنتہا افضل من
 مسجد الحرام کی مجاورت سے بہتر سمجھتی ہیں وہ جانتی ہیں کہ قبروں پر بیٹھی رہنا مسجد کی
 خدمة المساجد ومنہا النذر لها ولسدنتها ومنہا زیادتها لأجل الصلوة عندہا والطواف بها
 خدمت کرتی ہیں بہتر اور ایک یہ کہ قبروں کی اور انکی مجاوروں کی منتیں مانتی ہیں اور ایک یہ کہ قبروں پر جانا واسطی نماز کی اور انکی گردہ پر کر تھانہ
 وتقبیلہا واستلامہا وتعفیر الخرد علیہا واخذ ثرابہا ودعاء أصحابہا والاستغاثة بھم
 اور بوسہ دینا اور چومنا اور قبروں کی مٹی اوٹھا کر منہ پر ملنی اور ان مردوں کو پکارتا اور اپنی مدد مانگتی
 وسوالہم النصر والرزق والعاقبة والولد وقضاء الديون وتفريج الكربات وغیر ذلک من
 اور روشنی نصرت اور روزی اور صحت اور اولاد اور قرضہ کا ادا کرنا اور مصیبتوں کی کشادگی اور سوار ہونے
 الحاجات التي كان عباد الاوثان یسئلونها من اوثانہم وليس شیء منها مشروعاً بائفاق ائمة
 اور حاجتیں طلب کرتی جو جو کہ بت پرست اپنی بتوں سے مانگتی تھیں اور اس میں کسی بات جائز نہیں نزدیک کسی امام
 المسلمین اذ لم یفعل شیئاً رسول رب العالمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الذین
 اہل اسلام کی اسلئے کہ اس میں رسول رب العالمین کی کچھ نہیں کیا اور نہ کسی فی صحابہ اور تابعین میں سے اور نہ کسی امام دین کی
 ومن المحال ان یکون شیء منها مشروعاً وعلی اصلہا ویصرف عنہ القرون الثلاثة التي شہد
 اور محال ہی کہ ان تمام مذکورات میں سے کوئی امر جائز اور عمل صالح ہو اور تینوں عہدوں سے علی گذر جاوین جن عہدوں کی صدق
 فیہم النبی علیہ السلام بالصدق والعدل ویظفر بہ الخلق الذین شہد فیہم النبی علیہ السلام
 اور عدالت پر نبی علیہ السلام کی گواہی دی ہی اور اس امر کو متاخر لوگ عمل میں لاوین جنکی نبی علیہ السلام کی
 بالکذب والفسق فمن کان فی شک من هذا فلینظر هل یمکن بشر علی وجه الارض ان یاتی
 کذب اور فسق کی گواہی دی ہی جسکو اس میں کچھ شک ہو تو وہ دیکھ لے آیا ہو سکتا ہی کہ کوئی آدمی وحی زمین پر سی
 عن احد منهم بنقل صحیح وضعیف انہم کانوا اذا بدلہم حاجة قصدوا القبور فدعوا عندہا ویمسحوا
 کسی ایک کی زمین سے نقل صحیح وضعیف لا سکتا ہی کہ وہ لوگ ایسی ہی کہ جب انکو کوئی کام پیش آتا تو وہ قبروں پر جا کر دعائیں مانگتی اور قبروں کو چھوتی تھیں
 بها فضلاً ان یصلوا عندہا و یسئلوا حوائجہم منها کلا لا یمکنہم ذلک بل انما یمکنہم ان یأتوا بکثیر
 چہ جای کہ قبروں پر وہ نماز پڑھیں یا انسی اپنی حاجتیں مانگیں اگر نہ یہ نہیں ہو سکتا بلکہ یہ ہو سکتا ہی کہ اکثر
 من ذلک عن الخلف التي خلفت من بعدہم ثم کلمات آخر الزمان وطال العهد کان ذلک اکثر حتی
 ن امورات کی سند متاخر میں سے لاسکین جو انکی پیچھے پیدا ہوئی ہیں پھر جتنا زمانہ ٹیمتا گیا اور مدت دراز ہوتی گئی وہ امور بھی ٹیمتی گئی یہاں تک
 زجرت من ذلک عدة مصنفات لیس فیہا عن النبی علیہ السلام ولا عن خلفائہ المرشدین ولا عن
 نہ چند کتابیں ایسی ملین کہ جن میں نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ انکی خلفاء و راشدین سے اور نہ

اصحابہ والتابعین حرف واحد بل فيها من خلاف ذلك كثير من الاحاديث المرفوعة التي من جلتها
اورنه اور صحابی سی اور تابعین سی ایک ہی حرف نہیں بلکہ اوہیں اسکی برخلاف بہت حدیثیں مرفوع ہیں جنہیں کی

قوله عليه السلام كنت نهيتكم عن زيارة القبور فمضوا ان يزوروا فلينزلوا فلا تقولوا هجرنا الى فحشا
 ایک یہ حدیث ہے کہ میں نے کیا تھا قبروں کی زیارت سے اب جس کا دل زیارت کو چاہی تو زیارت کری ہر فحش زبان ہر مت

وای شخص اعظم من الشریعہ و کونکہ فعل او ما الاثار من الصحایہ فاكثر من ان يحاط بها فمن جعلتها
 اند کو نسا شخص بڑا ہوگا شریک کر نیسی قبروں کی پاس باعتبار قبول و فعل کی اور اثار صحابیہ کی تو شمار سے زیادہ ہیں

ما فی صحیح البخاری ان عمر بن الخطاب مرای انس بن مالک یصلی عند قبر فقل القبر القبر قال ابن
 ایک وہ جو صحیح البخاری میں ہے کہ عمر بن الخطاب نے انس بن مالک کو دیکھا کہ قبر کی پاس نماز پڑھ رہی ہیں عمر نے کہا یکبر قبری قبری ابن

القيم في عاتق هدايك على انه كان من المستقر عندهم ما نههم عنه نيتهم من الصلوة عند
قيم كهتاي ايبي كتبه غاشنه شين اس هي معلوم هوتاي كه او نكي نزديك و هي مظهر تها جو كه او نكي صلي الله عليه وسلم
قبرين نماز برسي سي اسغ فرماي

تعبور و عمل است بر این اعتقاد جواز داد میقتل آن کمریره اولم یعلیه انه قبرا و ذهل عنه
اسواسطی شاید که انس فی قبر نبوی هو یا او نکونه معلوم ہو که بیان قبر سی یا خیال نریا ہو

لما ابتهجهم بنبيه ومنها الخاذه عيدا كما اتخذ المشركون من اهل الكتاب قبور انبيائهم
سب عمرى او كوجتلايا لوفردار هوتى اورا يك يهك قبرون كو عيد بناتى زين جيسى اهل كتاب كى مشركون فى ابنى انبياء

[illegible]

کفر آیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم می فرماید که عید مت بنالین میری واسطی در

ہو بیشک تمہاری درود میری پاس پہنچے گی جہاں ہی ہوگی بیشک قبر علیہ السلام کو باوجودیکہ تمام روی زمین کی قبروں ہی بہتر اور افضل ہی

جب مخالفت واقع ہوئی عید بنانی سی تو اور قبرین چاہی کسی کی ہوا کرے واسطی مخالفت کی لائق تری بہر پیغمبر علیہ السلام اشار بقولہ فصلو اعلیٰ فان صدک تکبیرۃ اذبحہ شکرۃ لا آتینا انزلنا

مسلوۃ والیام علیہ حصہ لہ موقوفہ من قریب ۱۰۰۰۰ روپے سالانہ

اور سلام آپ کو حاصل ہوگا یہی قبریں نزدیک ہوں یادور ہوں بہر کیا حاجت ہے کہ آپ کی قبر کو بدلان فی اتخاذ القبر عدا من الفاسد ضا لم یعلم الا انما راتہ الخ

اذا ساروا من مكان ينزلون عن دراهم وكشف رءوسهم ووضعوا رءوسهم على الارض

بلون الارض ثم انهم اذ وصلوا اليها يصلون عندها ركعتين ثم ينشون - ۱۱۰ الف

پہر جی ہیں پہر جب پاس جاتی ہیں تو دو رکعت نفل ادا کرتی ہیں پہر قبر کی گرد قربان ہوتی ہیں

طائفين به تشبيها له بالبيت الحرام الذي جعله تعالى مباركا وهدى للانام ثم يخذون
 قبر كبيت الله في انشد سجدة حركوا الله تعالى في بركت والا
 اور خلعت کی لٹی ہوتی بنایا ہی یہ

في التقبيل والاستلام كما يفعل الكعبة في المسجد الحرام ثم يعفرون جباههم ويخردوهم
 بوسه دینا اور چوننا شہد و کر قی بین جیسی حاجی مسجد الحرام میں کرتی ہیں یہر دنا کی سٹی اپنی چہروں اور گانوں کو گاتی ہیں

ثم يكملون مناسك حج القبر بالخلق والتقصير ثم يقربون لذلك الوثن القرابين فلا يكون
 یہ تمام لواہج قبر کی سر منڈا کر اور لٹ کو اگر پوری کرتی ہیں یہر اوس بت پر قریبانیان ذبح کرتی ہیں پس

صلاتهم ونسكهم وقربانهم وما يراق هناك من العبرات ويرفع من الاصوات ويطلبه من
 او کی نمازیں اور اواب حج اور قربانیان اور او کا آسوا بہاتا اور چیخ کر رونا اور بکارنا اور حاجتیں

الحاجا ويسئل من تفرج الكريات واغناء ذوى الفاقات ومعافات اولى العاهات والبليات
 مانگتی اور سوالات کشائش سختیوں کی اور عقی کرنا فاقہ کشوں کا اور درگزر کرنی صاحب مصیبت اور بلیات سی

لله تعالى بل للشيطان فان الشيطان لبني آدم عدو مبين يصد لهم بانواع مكائده عن
 واسطی اللہ تعالیٰ کی نہیں ہیں بلکہ واسطی شیطان بنی آدم کا کھلا دشمن ہی طرح طرح کی کروسی بنی آدم کو

الطريق المستقيم ومن اعظم مكائده ما نصبه للناس من الانصاب التي هي رجس من عمل
 سید ہی راہ سی روکتا ہی اور او کا بڑا مکرمہ ہی کہ واسطی بنی آدم کی بت مقدسہ ہی جو نجس ہی کام

الشيطان وقد امر الله المؤمنين باجتنا بها وعلق فلا حرم بذلك الاجتناب فقال يا ايها
 شیطان کہ اور اللہ تعالیٰ فی حکم کیا ہی مؤمنین کو اوس سی بچنی کا اور مردمانی اوس بچنی پر متعلق کی ہی فرمایا ای

الذين آمنوا اما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه
 ایمان والو یہ جو ہی شراب اور جو اور بت اور پانسی گندی کام ہیں شیطان کی سوانسی بچتی رہو

لعلكم تفلحون فالانصاب جمع نصب بضم نين او جمع نصب بالفتح والسكون وهو كل ما نصب
 شاید تمہارا پہلا ہو انصاب نصب کی جمع ہی ساتھ پیش اول اور صاکی یا جمع نصب کی ساتھ زبر نون اور کون صاکی او کی معنی جو چیز کہ

وعبد من دون الله تعالى من شجر او حجر او قبر او غير ذلك والواجب هدم ذلك كله وهو اثره
 واسطی عبادت کی سوا اللہ تعالیٰ کی مقرر کیا درخت ہو یا پتھر یا قبر یا سوا انکی اور ان سب کا مسہار کر دینا واجب ہی اور او کا نشان مٹا دینا

كما ان عمر لما بلغه ان الناس يتناولون الشجرة التي بويع تحتها بالنبی عليه السلام ارسل اليها
 جیسی حضرت عمر کی جیسا کہ لوگ ہر وقت آتی جاتی ہیں اوس درخت پر جسکی نیچی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جیت کی تھی تو آدمی پہنچ کر

فقطعها فاذا كان عمر فعل هذا بالشجر التي يابيع الصحابة رسول الله عليه السلام تحتها و
 کہو اڑا پس جب حضرت عمر کی یہ حال کیا اوس درخت کا جسکی نیچی صحابہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیت کی تھی اور

ذكر الله تعالى في القرآن حيث قال لقد خشي الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة
 اللہ تعالیٰ او کو قرآن میں یاد کرتا ہی بیشک اللہ خوش ہوا ایمان والو کی جب اہل طائفتی کی تجسی اوس رضت کی نیچی

فما اذ يكون حكمه فيها عداها من هذه الانصاب التي قد عظمت الفتنة بها واشتدت البلية
 پس کیا حکم سونا چاہی سوا اوس درخت کی ان انصاب کی بچنی بس سی کتنا بڑا فتنة اور کسی سخت طاعی

بسببها وابلغ من ذلك انه سئل السلام هدم مسجد الضرار في هذا دليل على هدم ما هو اعظم
 اور اس سی ہی کہ یہ مسجد بربا سی کہ غیر اللہ کی مسجد ضرار کو گروا دیا اس میں دلیل ہی واسطی گرا دینی کی کتنا بڑا فساد ہو

فساداً منہ کالمساجد المبنیۃ علی القبور فان حکم الاسلام فیہا ان ینہدم کلہا حتی یساوی بالارض
 او کی جسکا بڑا فساد ہو جیسی مسجدیں جو قبروں پر بنائی گئی ہیں بیشک حکم اسلام کا اسطابق نہیں ہے کہ ان کو بکھڑکا کر زمین سے برابر کر دیں

وکذا القلب التي بنیت علی القبور یجب ہدمہا لانہا انسست علی معصیۃ الرسول ومخالفتہ وکل
 اور ایسی ہی کھنڈ اور برج کہ قبروں پر بنائی گئی ہیں سب کا ڈوبنا واجب ہے اسواسطی کہ سبکی بنیاد رسول کی نافرمانی اور مخالفت پر ہی اور جو

بناء انس علی معصیۃ الرسول ومخالفتہ وهو بالہدم اولی من مسجد الضراکہ علیہ السلام فی النیاء
 عمارت کہ بنیاد سبکی جاوی رسول کی نافرمانی اور مخالفت پر اسکا گرا دینا بہتر ہے مسجد ضراکہ کی اسواسطی کہ سبکی بنیاد علیہ السلام کی نافرمانی اور مخالفت پر

علی القبور ولعن المتخذین علیہا مساجد فیجب المبادرۃ والمسارعۃ الی ہدمہا فی عتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 منع فرمایا ہے اور لعنت کی ہے جو قبروں پر مسجدیں بنادیں پس واجب ہوا جلد سے مشابہ گرا دینا عمارت کا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منع فرمایا ہے

ولعن فاعلہ وکذلک یجب ان لا یخل قنیل من سائرہ وشمم او قدت علی القبور لان فاعل ذلک طعن بلعنۃ
 اور کی بناؤالی کو لعنت کی ہے اور ایسی ہی اچھڑا دو کرنا قنیل اور چراغ اور شمع کا جو قبروں پر روشن کیا جائے اسواسطی کہ روشنی کرنی والوں کی رسول اللہ

اللہ علیہ السلام فکل ما لعن فیہ رسول اللہ علیہ السلام فهو من الکبائر وھذا فی العلماء لا یجوز ان ینذر
 علیہ السلام کی لعنت سی اور جس امر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کی ہے وہ گناہ گہرے ہی اسے واسطی علماء کہتی ہیں کہ لعنت مانتی

للقبور شمع لا زیت لا غیر ذلک فانہ نذر معصیۃ لا یجوز الوفاء بہ بل یلزم الکفارۃ مثل کفارۃ الیہمین
 قبروں پر روشنی کی اور تیل کی اور نہ اسکی جایز نہیں ہے کیونکہ یہ نذر گناہ کا ہی اسکا پورا کرنا جائز نہیں بلکہ کفارہ مثل کفارہ قسم کی لازم ہے

ولا ان یوقف علیہا شیء من ذلک فان ھذا الوقت لا یصح ولا یحل اثباتہ وتنقیذہ وقال الامام ابو بکر الطرطوسی
 اور نہ وقف کچھ دای قبروں کی واسطی کچھ انہیں ہی بیشک ہر وقف صحیح نہیں اور نہ ثابت کہ مساجد حلال اور نہ جاری کرنا اور نام ابو بکر طرطوسی کہتی ہیں

انظر وار حکم اللہ تعالیٰ ایما وجدتم شجرۃ یقصدہا الناس ویعظمونہا وبرجون البرء والشفاء من
 جہاں کرو تمہر خدا کی رحمت ہو جسکے ٹکڑا لیا درخت مسوم ہو کہ لوگ اس پر تعظیم کر کے آتی ہیں اور صحت اور شفاء اسکی وسیلہ سمجھتے ہیں

قبلہا ویضربون بہا السامیاء والخرق فیھذا انواط فاقطعوھا وذا انواط شجرۃ للمشرکین کانوا
 اور اوسین میں جنھن گھاٹی میں اور چڑیاں ہوتی ہیں پس وہ ان انواط کی اوکو کاٹ ڈالو اور ذات انواط مشرکوں کا درخت تھا

یعلقون علیہا اسلحتہم وامتعتمہم ویعکفون حولہا کما روی البخاری فی صحیحہ عن ابی واقل الثمالی
 اس پر اپنی ہتھیار اور اسباب لٹکا کر اوکی گرد چڑکتی کرتی تھے چنانچہ بخاری میں صحیح ہے ابو واقل ثمالی سے روایت کرتا ہے

انہ قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل جنین ونحن حدیث عہد بالاسلام وللمشرکین سدد
 کہ وہ کہتا ہے کہ ہم چلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حسین کی طرف چلی اور ہم تھے نئے مسلمان تھے اور مشرکوں کا ایک سخت ہیر کا تھا

یعلقون حولہا ویبیطون بہا اسلحتہم وامتعتمہم یقال لھا ذات انواط فمرنا بسددۃ فقلنا یا رسول اللہ
 اوکی گرد چڑکتی کرتی تھے اور اوس پر اپنی ہتھیار اور اسباب لٹکا دیتی تھے اسکا نام ذات انواط تھا جب ہم اس درخت پر گھڑی تو عرض کیا یا رسول اللہ

اجعل لنا ذات انواط کما ھذا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکم فاذا کان اتحاد ھذا الشجرۃ لتعلیق ال
 ہماری واسطی ہی ذات انواط مقرر کرو جو لٹکاؤں انوار ہی پس فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم فی اسے اکبر یہ ایسا قول ہے جس سے اسراہیل نے کہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا

لہتم ثم قال انکم قوم تجھلون لکن من کان قبلکم فاذا کان اتحاد ھذا الشجرۃ لتعلیق ال
 جیسے کہ تم کہتے ہو کہ تم لوگ جاہل قوم ہو البتہ اختیار کرو گے تم کو تو تمہاری جو پہلی گھڑی تم جسے مشرکوں کا درخت تھا اسکی پر ہیر کا تھا اور اسکی

والعکوف حولہا اتحاد الہم مع اللہ تعالیٰ مع انہم لا یعبدونہا ولا یستلزنہا شیئاً فالظن بغيرہا ما یقصدہ
 کی سائنہ اللہ تعالیٰ کے باوجود کہ انہم اوس درخت کو جو جنتی تھی اور نہ کہ حاجت مانگتی تھی ہر زمانہ کا کی جہاں کرتا ہے کا مقصد یہ ہے کہ

من شجر او حجر او قبر و يعظمونه ويرجون منه الشفاء ويقولون ان هذا الشجر او هذا الحجر او هذا القبر
 رخت ہو یا پتھر یا قبر اور اسکی تعظیم کرتے ہیں اور امید شفا کی رکھتے ہیں اور کتنے ہیں کہ یہ درخت یا پتھر یا قبر
 يقبل النذر الذي هو عبادة وقربة ويقسمون بذلك النصب ويستلمونه ولقد انكر السلف القسم بحجر المقام الذي
 منین قبول کرتے ہیں کہ جو عبادت اور قربت ہیں اور اس پر ہاتھ نہ ملتی ہیں اور انکو اہل بیت سے جو متی ہیں اور مسکینا ہی لفظی یا بیانی میں کسی مقام پر نہ لگتا
 امر الله تعالى ان يتخذ منه مصلى كما ذكره الانرقي عن قتادة في قوله تعالى واتخذوا من مقام ابن مريم
 کی پتھر پر جسکا اسم تعالیٰ رکھ کر یا ہی کا اسکو نماز کی جگہ بنائی جا چکا ہے ازرقی قتادہ سے روایت کرتے ہیں تفسیر میں اس آیت کی اور پھر مقام ابن مریم سے
 مصلى قال الناس امر ان يصلوا عنده ولم يؤمروا ان يستلموه بل اتفق العلماء على انه لا يستلم ولا يقبل الا
 نماز کی جگہ کہتے ہیں کہ لوگوں کو یہ حکم ہی کہ اسکی پاس نماز پڑھیں یہ حکم نہیں ہی کہ اس پر ہاتھ ملین بلکہ علماء کا اس پر اتفاق ہی کہ ہاتھ نہ لگائیں اور نہ بوسہ دیا جائے
 الحجر الاسود وما الركن اليماني فالصحيح انه يستلم ولا يقبل وهذا الشيطان في كل حين و زمان ينصب لهم قبح
 حجر اسود کی اور رکن یمنی میں صحیح یہ ہے کہ ہاتھ نہ لگایا جائے اور بوسہ نہ دیا جائے اور یہ شیطاں دہم اور کئی لڑکی کہ کسی بزرگ شخص کی قبر جسکی لوگ
 معظم يعظمه الناس ثم يجعله وثنًا يعبدون الله تعالى ثم يوحى الى اوليائه ان من نهي عن عبادة
 تعظیم کرتے ہیں ہون نصب یا دینا ہی پھر رفتہ رفتہ اسکو بت بنا کر پرستش کرتے ہیں سوائے اسم تعالیٰ کی پھر گور پرستوں کی دین پر پیدا کرتے ہیں کہ جو شخص گور پرستی سے
 وعن اتخاذ عيدا وعن جعله وثنًا فقد تنقصه وهضم حقه فيسعى الجاهلون في قتله وعقوبته ويقتلوه
 اور گور کو عید بناتی ہیں اور بت بناتی ہیں سمجھ کر وہ پھر متی کرتے ہیں اور حق تلخ کرتے ہیں پھر جاہل لوگ اسکی قتل اور ایذا میں کوشش کرتے ہیں اور انکو کافروں میں
 وما خبئه الا انه امر به الله تعالى ورسوله وهي عما في الله تعالى ورسوله عنه والذي اوقع عبادة القبور
 اور اسرار اسکی اسکی کیا خطا ہی کہ اسنی وہ ہی حکم کیا جو اسد اور اسکی رسول فی قولہ اور اس سے منع کیا جو اسد اور اسکی رسول فی منع فرمایا اور گور پرستوں کی فتنہ میں
 الا فتان بها امور منها الجهل بحقيقة ما بعث الله تعالى به رسوله من تحقيق التوحيد وقطم اسباب
 بڑی کی کئی سبب ہیں ایک تو جهالت حقیقت بعثت کی کہ اسد تعالیٰ فی اپنی رسول کو واسطی تحقیق توحید کی اور واسطی قطع کرنی اسباب
 الشرك فالذين قل نصيبهم من ذلك اذا جاءهم الشيطان الى الفتنة بها ولم يكن لهم ما يبطل دعوته
 شرک کی سبب ہی پھر جو لوگ کم نصیب ہیں جب انکو شیطان الیکارتا ہی گھون کی فتنہ کی طرف اور انکو اسٹان میں جس سے شیطانی دوسرے کو باطل کریں
 استجابوا له بحسب ما عندهم من الجهل وعصموا منه بقدر ما معهم من العلم ومنها احاديث مكدوبة
 تو انکو اس نیت ہی اپنی اپنی جهالت کی موافق اور صحیح جاتی ہیں اپنی اپنی علم کی موافق اور ایک پہلے ہی کہ جو وہی بہت حدیثیں
 وضعها على رسول الله صلى الله عليه وسلم اشباه عباد الاصنام من المقابرية وهي تناقض ما جاء به
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بت پرستوں کی مانند گور پرستوں فی وضع کی ہیں اور انکا مضمون سراسر دین سے
 من دينه كحديث اذا تخيرتم في الامور فاستعينوا من اهل القبور وحديث اذا اعيتكم الامور فعليكم
 خلاف ہی جیسی بہت حدیث جب تم حیران ہو جاؤ کسی امر میں تو مدد چاہو اہل قبور سے اور یہ حدیث جب تنگ جاؤ تم کسی امر میں تو لازم پکڑو
 باصحاب القبور وحديث لو حسن احدكم ظنه بغير نفعه وامثال هذا الاحاديث التي هي مناقضة
 اصحاب قبور کو اور یہ حدیث جو کوئی تم میں سے ٹیک اعتقاد کری بہتر کی ساتھ تو فائدہ دیوی اور ایسی ہی اور حدیثیں جو دین اسلام سے سراسر خلاف ہیں
 لدين الاسلام وضعها اشباه عباد الاصنام من المقابرية وراحت على الجهال والضلال والله تعالى
 یہ سب گور پرستوں بت پرستوں کی مانند فی وضع کیں ہیں اور جهال اہل ضلال کو فائدہ نہیں اور حال یہ ہے کہ اسد تعالیٰ فی
 انما بعث رسوله لقتل من حسن ظنه بالاجار والاشجار فانه عليه السلام جنب امته من الفتنة بال
 بتی رسول کو واسطی قتل ایسی لوگوں کی بھیجا ہی جو بہتر لوگ اور نہ خوں کو پوجا کریں کیونکہ علیہ السلام فی اپنی امت کو فتنہ کی ہر طرح سے بچایا ہی

بكل طريق ومنها احکایات حکیت عن اهل تلك القبور ان فلانا استغاث بالقبر الفلانی فی شدّة فخلص
 اور یہ سبب ہی کہ کہانیاں گور پرستوں کی مشہور ہیں کہ فلانی فی فلانی کی گوری مدد مانگی سختی کی وقت سوا اس سختی سے نجات پائی
 منها و فلان انزل به خیر فاستدعى صاحب ذلك القبر فكشف ضرة و فلان دعاه في حاجة فقصبت حاجته
 اور فلانی کو مصیبت پیش آئی تو اس مصیبت زدہ فی فلانی قبر والی سی استدعا کی سوا کسی مصیبت دفع کر دی اور فلانی کو حاجت کی وقت بکار سوا کسی حاجت پر گئی
 وعند السند والمقاربة بشیء من ذلك يطول ذكره وهم من اكد بخلق الله على الاحياء والاموات و
 اور عباد و ان اور گور پرستوں کی پاس ہی بہت تھیں جن کا ذکر اور ان کی اور تمام خلقت کی یہ بڑی جہتوں میں زندوں پر ہی اور مردوں پر ہی اور
 النفوس مولعة بقضاء حوائجها و ازالة ضرورتها لا سيما من كان مضطرا ابتثيت بكل سبب وان كان
 طبایع النسا فی واسطی ادای حاجتوں کی اور دفع مضرت کی حریص ہوتی ہیں خاص کر گہرا ہٹ میں تو ہر چیز کا سہارا پاتا ہی
 فيه كراهة ما اذا سمع احدا من قبور فلان تریاق محرب یسئل اليه فيذهب فيه ويدعوا عنه بخرة و زلة و
 کسی ہی مکروہ ہو جب کوئی سنتا ہی کہ فلانی کی قبر آرمودہ تریاق ہی تو اس کی طرف متوجہ ہوگا پر وہ ان جاویگا اور اوکو ذلت اور غوری اور
 انكسار فيجيب الله تعالى بدعوتها لما قام بقلبه من الذلة والانكسار لا لاجل القبر فانه لو دعا كذلك في الحانة
 انکسار ہی نہیں اللہ تعالیٰ اوکی دعا قبول کر لیتا ہی کیونکہ اوکی دین خور ہی اور انکسار نہ ہوتا ہی کچھ قبر کی جہت ہی نہیں قبول کرتا کیونکہ اگر کچھ شخص ہی طور مکان
 والحاجة والسوق لاجابه فيظن الجاهل ان للقبر تأثيرا في اجابة تلك الدعوة ولا يعلم ان الله تعالى يجيب
 یا حام یا نازعین دعا کرتا تو ہی قبول کر لیتا ہی پس جابل آدی خیال کرتا ہی کہ قبر میں تاثیر ہی واسطی قبولیت اس دعا کی اور یہ نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ ہر دعا کی
 المضطر ولو كان كافرا فليس كل من اجاب الله تعالى دعاه يكون راضيا عنه ولا محبّاله ولا راضيا لفعله
 قبول ہی کرتا ہی اگرچہ وہ کافر ہو یہ بات نہیں ہی کہ اللہ تعالیٰ جسکی دعا قبول کرتا ہی اس ہی راضی ہی ہوتا ہی بلکہ نہ اوکا دوست ہوتا ہی اور نہ اوکی کام ہی راضی ہوتا ہی
 فانه يجيب دعاء البر والفاجر والمؤمن والكافر يسرنا الله تعالى من الدعاء والعمل ما يكون موافقا لرضائه
 بیشک اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہی نیک اور بد کار کی اور مؤمن اور کافر کی خدا تعالیٰ ہر کام آسان کری ایسی دعا اور عمل جو اوکی رضا کی موافق ہو
 بلطفه وكرمه المجلس الثامن عشر في اقسام البدع واحکامها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 اپنی لطف اور کرم ہی اظہار دین مجلس بدعتوں کی اقسام و اوکی احکام امین قرایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
 اما بعد فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدي هدي محمد و شر الامور محدثا وكل محدث بدعة
 یہ ہر بعد محمد کی تحقیق تمام باتوں میں اچھی کتاب اللہ کی ہی اور اچھی ہدایت محمد کی اور کاموں میں بدتر نہ پیدا تھی نکالی ہوئی یعنی بدعتیں اور ہر محدث بدعت
 وكل بدعة ضلالة هذا الحديث من صحيح المصاير رواه جابر وفي حديث اخر رواه عراب بن سارية
 اور ہر بدعت گمراہی ہی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی اور ایک اور حدیث میں عراب بن ساریہ کی روایت سی ہی
 انه عليه السلام قال من بعث منكم بعدي فسيري اختلافا كثيرا فعليه كسنتي وسنة الخلفاء
 کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی جو شخص جیتا ہی گا میری بعد سو قریب ہی کہ دیکھی گا بہت اختلاف سوا لازم پکڑو اپنی اور میری سنت اور سنت خلفاء
 الراشدین المهديين من بعده تسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ اياكم ومحدثات الامور فان كل محدث
 راشدین مہدیین کی بتاؤ اوکی سند کرو اور دائرہ تنوعی مضبوط پکڑو اور بچاؤ اپنی تین تنی باتوں سی کیونکہ ہر محدث
 بدعة وكل بدعة ضلالة والمراد بالبدعة المذكورة في هذين الحديثين البدعة السيئة التي ليس لها من
 بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی اور راہ بدعت سی جوان دونو حدیثوں میں مذکور ہی بدعت سیئہ ہی جسکی اصل
 الكتاب السنة اصل وسند ظاهر وخفي ملفوظ ومستنبط لا البدعة الغير السيئة التي يكون على
 اور سند کتاب اور سنت سی نہیں نکلتی نہ ظاہر نہ خفی نہ لفظوں سی یا مضبوطی سمجھی جاوی بدعت حسنہ اور نہیں ہی جسکی

المجلس الثامن عشر
اصل وسند ظاهر او خفي فلما لا يكون ضلالة بل هي قد تكون صياحة كما استعمال النخل والرجلة
اصل وسند ظاهر يا خفي نطقی کیونکہ ایسی بدعت گمراہی نہیں ہوتی بلکہ ایسی بدعت کہی مباح ہوتی ہی جیسی استعمال چینی آئی کا اور پٹ پھر کر
علی اکمل البجیطة والشیم وقد تكون مستحبة كبناء المنارة وتصنيف الكتب وقد تكون
روائی کیوں کی ہمیشہ کہانی اور کہی مستحب ہوتی ہی جیسی منارہ کا تعمیر کرنا اور کتابیں تصنیف کرنی اور کہی واجب ہوتی ہی

روائی کی یہوں کی ہمیشہ کہانی
 اور یہی وجہ ہے کہ یہی بیسی سارے کاتبین
 واجبة كنظم الدلائل لرد شبه الملاحدة والفرق الضالة لان البدعة لها معنيان احدهما لغوي
 جیسو آراستہ کرنا دلائل کا واسطہ بنانا یعنی کہ کئی شبہات مٹھ دین اور اگر وہ فرقوں کی اسلمی کہ بدعت کی دو معنی ہیں ایک تو معنی لغوی عام ہیں
 عام وهو المحدث من العادات او من العبادات والثاني شرعي خاص وهو الزيادة في
 یعنی محدث متعلق براسمہ کی عادات میں ہو یا عبادات میں ہو اور دوسری معنی شرعی خاص میں یعنی دین میں کچھ بڑھانا
 الدين او نقصان منه بعد الصحابة بغير اذن من الشارع لا قولا ولا فعلا ولا صريحا ولا اشارة
 یا دین میں سے کچھ کرشنا بعد عہد صحابہ کی بدون اجازت شرعی کی کہ نہ تو قوی ہو اور نہ فعلی اور نہ صریح اور نہ اشارہ العام
 فانها في الحديثين وان كانت عامة تشتمل جميع المحدثات لكن عمومها ليس بحسب معناها اللغوي
 پس بدعت دون حدیثوں میں اگرچہ عام ہی اور شامل تمام محدثات کو پر عموم اور شمول باعتبار لغوی معنوں کی مقصود نہیں ہی
 بل عمومها بحسب معناها الشرعي الخاص فلا تتناول العادات اصلا بل تقتصر على بعض الاعتقادات
 بلکہ عموم باعتبار معنوں شرعی خاص کی مراد ہی یہ ہے عبادت کو بالکل شامل نہیں ہی بلکہ اس میں بعض اعتقادات

بلکہ عموم باعتبار مصون شرعی خاص کی مراد ہی چہرہ عبادت کو داخل نہیں بلکہ بعض میں اس سے بھی
و بعض صور العبادات لانہ علیہ السلام لم یبعث لتعلیم امر الدنیا وانما بعث لتعلیم امر الدین بدل علیہ
اور بعض صورتیں عبادات کی داخل ہیں کیونکہ نبی علیہ السلام واسطی تعلیم امر دنیا کی نہیں آئی
قوله علیہ السلام انتم اعلم بامور دنیا کہ اذ امرتکم بشئ من امر دینکم فخذوا بہ ثم البدعة فی الاعتقاد
سمجھا جاتی کہ تم خوب جانتی ہو اپنی دنیا کی کار بار جب میں تمکو دین کی بات بتایا کروں تو لے لیا کرو ہر بدعتی اعتقاد کی
بعضہا کفر وبعضہا الیس یکفر لکنہا الکبر من کل کبیرۃ حتی القتل والزنا و لیس فوقها الا الکفر والبدعة فی
بعض کفر ہیں اور بعض کفر نہیں ہیں مگر تمام کبار پر سی سخت ہیں یہاں تک کہ قتل اور زانی ہی اور اوس سے زیادہ درجہ کفر نہ کیا ہی اور بدعت
العبادة وان كانت دونها لكن فعلها عصیان وضلال لا سيما اذا صادمت سنة مؤكدة واما البدع
عبادت میں گرجہ اوس کی کمتری براؤ کا عمل کرنا نافرمانی اور اگر ای ہی خاص کر جب کہ سنت موکدہ کی مقابل ہو اور بدعت
فی العادة فلیس فی فعلها عصیان وضلال بل ترک الاولی فترکها اولی اذا تقرر هذا فالمناصرة عون
عبادت کی اسکی کرتین کیجئے نافرمانی اور اگر ہی نہیں ہی بلکہ ترک اولی ہی سواسکا ہی ترک اولی ہی جب ہر چیز چکا تو مناظرہ سے مدد نہ رہتی ہی
لا اعلام وقت الصلوة وتصنيف الكتب عون للتعليم والتبليغ وفظم الدلائل لرد شبهة الملاحدة
واسطی خزانہ دفع غمنازی اور کتابوں کا تصنیف کرنا مددگار ہی واسطی تعلیم اور تبلیغ امر معروف کی اور راستہ کرنا دلائل کا واسطی دفع شبہات ملحدان
والفرق الضالة هي عن المنكر وذبح عن الدين فكل منها ما ذون فيه يلزم امر به لان البدعة الغير السبئية
اور گمراہ فرقوں کی باز رکھنا ہی منکر ہی اور دفع کرنا ہی شہادت کا دین سی سو بہیک زمین سی رخصت ہی بلکہ تقیل کا حکم ہی اسلٹی کہ بدعت حسنہ
ما لم يحجب اليه الاوائل ثم الاحتجر اليه الاواخر رواه حسنا على سبيل الاجماع بلا خلاف ولا نزاع
وہ ہی کہ مستقیمین کو ادھر کی حاجت نہوی پھر متاخر ادھر کی حاجت نہوی اور سبکو بلا خلاف و نزاع پسند آئی
وعند الاستقرار لا توجد تلك البدعة الغير السبئية في العبادات الدينية المحضة كالصوم والصلاة
جسی روزہ اور نماز

وقراءة القرآن وادفان كل منها بل لا تكون البدعة فيها الا سيئة لان عدم وقوع الفعل في الصدق والاول
 اور تلاوت قرآن کی اور تطہیر کے تمام عبادتیں بدعتیں ہیں بلکہ انہیں ہمیشہ بدعتیں ہی ہوتی ہیں اسلی کہ ہوتا کسی کا کما قرآن اول میں
 ليس الا لعدم الحاجة اليه او لوجود مانع منه او لعدم التنبيه له او للتكاسل عنه او لكرهه وعدم مشيئة
 یا تو بسبب ہوتی حاجت کی یا بسبب موجود ہوتی مانع کی یا بسبب بی خبری کی یا ماری کا ہل کی یا بسبب کدوہ اور ناجائز ہوتی کی ہی
 والا لان مستفيان في العبادات البدنية المحضة لان الحاجة الى التقرب الى الله تعالى بالعبادة لا
 دو تو پہلی سبب تو عبادات خالص بدنیہ میں نہیں ہو سکتی اسلی کہ حاجت قربت الہی کی عبادت ہی منقطع نہیں ہوتی
 وبعد ظهور الاسلام وغلبة اهله لم يكن منها مانع وكذا عدم التنبيه لها والتكاسل عنها منتف ايضا
 اور بعد ظاہر ہوتی اسلام اور غلبہ اسلام کی اور کسی کوئی مانع نہیں تھا اور ایسی ہی بی خبری اور کاہلی ہی نہیں ہو سکتی
 اذ لا يجوز ان يظن ذلك للنبي عليه السلام وجميع اصحابه فلم يبق الا كونها بدعة مكروهة غير مشروعة
 اسوا اسلی کہ کہاں جائز ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور انکی تمام اصحاب پر ایسا خیال کیا جاوے یہ سوا بدعت مکروہہ اور ناجائز ہوتی کی کوئی
 وهذا المعنى اراد عبد الله بن مسعود لما اخبرنا المجاعة الذين كانوا يجلسون بعد المغرب وفيهم رجل
 اور یہ ہی غرض ہی عبد اللہ بن مسعود رضی کی جب انکو خبر ہوئی ایک جماعت کی جو بعد مغرب کی بیٹھا کرتی تھی اور انہیں ایک شخص
 يقول كبروا لله كذا وكذا وسبحوا لله كذا وكذا واحمدوا لله كذا وكذا فيفعلون فحضرهم فلما سمع
 ہوتا حانا اللہ اکبر کہو اتنی اتنی بار اور سبحان اللہ کہو اتنی اتنی بار اور الحمد لله کہو اتنی اتنی بار پس وہ لوگ کہتی جاتی سو عبد اللہ بن مسعود انکی پاس آئی
 ما يقولون قام فقال انا عبد الله بن مسعود فوالله الذي لا اله غيره لقد جئتم ببدعة ظلماء اولقد
 جو کہتی تھی کہڑی ہو کر کہا میں عبد اللہ بن مسعود ہوں پس تم ہی اللہ کی جو نہیں معبود سوا اسکی بیشک تم بدعت کرتی ہو بنائیت سیاہ
 فقمتم على اصحاب محمد عليه السلام علماء يعني ان ما جئتم به اما ان يكون بدعة ظلماء وانكم تداركتم
 تم فائق ہو گئی ہو محمد علیہ السلام کی اصحاب پر علم میں مراد انکی یہ یہ ہی تم جو یہ کرتی ہو یا تو یہ بدعت تارکب ہی یا تم ہی ایسی بات پیدا کی
 على الصحابة ما فاتهم لعدم تنبيههم له او لتكاسلهم عنه فغلبت قلوبهم من حيث العلم بطريق العبادة
 جو صحابہ کی اہم نہ آئی انکی بی خبری سی یا سستی سی طریق عبادت کی علم میں تم اوسی غالب ہو چکی
 والثاني منتف فتعين الاول وهو كونه بدعة ظلماء وهكذا يقال بكل من اتى في العبادة البدنية المحضة
 اور دوسری بات نہیں ہو سکتی تو پہلی ہی بات یعنی بدعت ہی مقرر ہی یہ ہی جاری ہو سکتی ہی ہر ایک کی حق میں در باب عبادت خالص بدنیہ کی
 بصفة لم تكن في زمن الصحابة اذ لو كان وصف العبادة في الفعل المبتدع يقتضي كونه بدعة حسنة
 ایسی طور پر جو صحابہ کی وقت نہیں تھا اسوا سلی کہ اگر عبادت کا وصف افعال محدثہ کو بدعت حسنہ بنا دیا کری
 لما وجد في العبادات ما هو بدعة مكروهة وقد وجد فيها البدعة المكروهة على ما صرح
 تو عبادات میں بدعت مکروہہ کہی نہوا کرتی اور حال یہ ہی کہ عبادات میں بدعت مکروہہ ہوتی ہی جتنی علماء ہی
 في تصانيفهم مثل صلوة الرغائب والجماعة فيها ومثل التصلية والترضية والتامين في اثناء الخطبة
 اپنی تصانیف میں صاف کہا ہی جسی نماز رغائب کی اور آدمین جماعت اور جسی صلی اللہ کہیں اور رضی اللہ کہیں اور آمین کہیں خطبہ میں ہی
 وانواع النغفات الواقعة فيها وفي الاذان وقراءة القرآن ومثل الجهر بالذكر امام الجماعة وقراءة العز
 اور اقام ترنم جو خطبہ میں اور آذان میں اور تلاوت قرآن میں کرتی ہیں اور ذکر بجا کر جنازی کی آگی اور دہن کی آگی
 في الطرقات وغير ذلك من البدع المنكرة الواقعة في العبادات وليس لاحد ان يقول انها ليست من قبل
 راستہ میں اور سوا اسکی اور انکی بدعتیں جو عبادات میں ہوتی ہیں اور کیا طاقت ہی کسی کی کہ کہی یہ امور بدعات سیئہ

وہی

البدعة السيئة المكروهة بل هي من قبيل البدعة الحسنة المشروعة بدليل كون بعض الاشياء المحذورة
اور مكروهة نہیں ہیں بلکہ قسم رعت حد مشروع سی ہی اس دلیل سی کہ بعض چیزن نو احداث

بعد الصحابة حسنا كبناء المدارس والربط والخانات ونحوها من انواع النجاسة التي لم تعهد في عهد الصحابة
بعد قرن صحابہ کی حسن میں جیسی مدرسے بنانی اور خانقاہ اور سرائ اور خانہ اسکی انواع خیرات کی جو صحابہ کی وقت میں اونکی رسم نہ تھی

اذ يقال له ما ثبت حسنة بالادلة الشرعية الصحيحة فهو ما ان لا يكون بدعة فيبقى عموم العام في
اسواسطی کہ جواب یہ ہے جس کا حسن دلائل شرعیہ صحیحہ سی ثابت ہو پس وہ یا تو اصلا بدعت نہیں ہی اب عام کا عموم

الحديثين على حاله او يكون مخصوصا من هذه العام والعام الذي خص منه البعض دليل فيما عدا المخصوص
دو حدیثوں میں اپنی حال یر باقی ہی یا مخصوص ہوگا اس عام میں سی اور جو عام کراسی بعض فرد خاص ہو جاوی وہ دلیل ہوتا ہی بخیر فرد مخصوص کی

فمن ادعى ثبوت حسن العبادة المحدثه وكونها مخصوصة من هذا العام يحتاج الى دليل يصلح ان يكون
اب جو شخص عبادات نو احداث کی حسن کا دعوی کری اور اوکو مخصوص بتادی اس عام میں سی تو حاجت ہوگی ایسی دلیل کی جو قابل

مخصص لان عادة اكثر البلاد وقوله كثير من الزهاد والعباد ليس ما يصلح ان يكون معارضا
مخصص کی ہودی اسواسطی کہ چلن اکثر مشہور دن کا اور اقوال زاہدون اور عابدوں کی اس قابل نہیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سی معارض

كلام الرسول عليه الصلوة والسلام وكذلك الدليل المخصص هو الدليل الشرعي من الكتاب
ہو سکتین اور ایسی ہی دلیل مخصص وہ دلیل ہوتی ہی جو موافق شرع کی اور ماخوذ کتاب اور

السنة والاجماع الذي هو مختص باهل الاجتهاد ومن ليس باهل الاجتهاد من الزهاد والعباد فهو في حكم
سنت اور اجماع سی ہو جو خاص اجتہاد والوں سی ہو اور جو زاہد اور عابد کہ صاحب اجتہاد نہیں ہیں وہ عموم لوگوں میں

العوام لا يعتد بكلامه الا ان يكون موافقا لاصول والكتب المعتمدة وهذه قاعدة دلت عليه السنة
داخل میں اونکی بات کا اس باب میں اعتبار نہیں ان اگر اونکی کلام اصول اور کتابوں معتبر سی مطابق ہوتو معتبر ہی اور یہ وہ قاعدہ ہی کہ سنت

والاجماع مع ان في كتب الله تعالى ما يدل عليها ايضا وهو ان الله تعالى قال آم لهم شر كما شرعوا لهم من
اور اجماع سی ثابت ہی باوجودیکہ کتاب اللہ میں ہی اس طرف اشارہ ہی وہ یہ آیت ہی فرمایا کیا اونکی اور شریک میں جو راہ والی تھی اونکی

الذين ما لكم يا ذن به الله فمن احث شيئا يتقرب به الى الله تعالى من قول او فعل من غير ان يتشرع
اونکی واسطی دین کی جسکا حکم نہیں دیا اللہ فی پیر جو کوئی نئی بات عبادت کی واسطی تقرب الہی کی پیدا کری قوی ہو یا فعلی بدین مقرر کری

الله تعالى فقد شرع في الدين ما لم ياذن به الله تعالى فمن تبعه فقد اتخذ لا شر بكا ومعبودا كما قال
اللہ تعالی کی تو اونی دین میں ایسا نیا طریق نکالا کہ جسکا اللہ تعالیٰ فی حکم نہیں دیا پیر جو اور سکا تابع ہوا اونی گویا شریک اور معبود پیدا کیا چنانچہ

الله تعالى في حق اهل الكتاب اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله فقال عدي بن حاتم
اللہ تعالیٰ فی اہل کتاب کی حق میں کہا ہی ہر اسی میں اپنی عالم اور درویش خدا اسکو چھوڑ کر پس عدی بن حاتم فی

لنبي عليه السلام ما عبدوه فقال عليه السلام اطاعوهم فمن اطاع احدا في دين لم ياذن به الله تعالى
نبی علیہ السلام سی عرض کیا اونہوں کی عبادت تو نہیں کی آپ فی فرمایا اونکی اطاعت کی اور جو شخص کسی اطاعت کری دینی امر میں بدول حکم اللہ تعالیٰ کی

فقد عبده واتخذة ربا فعلم من هذا ان كل بدعة في العبادات البدنية المحضة لا تكون الا سيئة و
تو اونی گویا عبادت کی در اوکو باہر مقرر کیا اس سی معلوم ہوا کل بدعتیں عبادات بدنیہ خالص میں سنت ہی ہوتی ہی اور

ربما لا يفرق كثير من الناس بين الحسنة والسيئة فيظنون ان كل ما استحسنته نفوسهم وما مال اليه
بعض وقت اکثر لوگ بدعت حسنہ اور سیئہ میں تمیز نہیں کرتی وہ یہ سمجھ لیتی ہیں کہ جو بات دلوں پسند آوی اور طبیعت اونکی طرف متوجہ ہو

طباعهم یحسننا فیعدون السیئة من الحسنة فقد خبطوا خبطا کثیرا عشواء لا یفرق بین الواجب
 وہی صریحہ ہر وہ سبب کو بھی حسن تصور کرتی ہیں سو وہ رستہ بجلی جیسی نہیں اور ٹیڑھی کر ایسی چلتی ہیں مہلک رستہ

المہلکۃ والجادة المنجیۃ فی مشیہا والضابط فی هذا ان یقال الناس لا یحدثون شیئا الا انہم یؤمنون
 اور صاف رستہ بجا کی والا نہیں بجا نہی اور قاعدہ اسکا یہ ہے کہ یوں کہیں کہ بنی آدم نئی بات نہیں کرتی جب تک او میں کچھ مصلحت

مصلحتہ اذ لو اعتقدوا فیہ مفسدة لم یحدثوہ فامراہ الناس مصلحتہ ینظر فی السبب فان کان
 نہیں دیکھتی کیونکہ اگر او میں کچھ برائی سمجھیں تو کیوں پیدا کریں یہ جس امر میں وہ لوگ مصلحت دیکھتی ہیں او سکی باعث میں تا مل کرنا چاہتی ہیں اگر وہ

السبب امر قد حدث بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فر یجوز احداث ما تدعو الحاجة الیہ كنظم
 سبب ایسا امر ہے کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا ہوا ہی تو اب حاجت کی موافق او سکی اصلاح کی واسطی جو کرنا جائز ہے جیسی قیام کرنا

الدلائل فان السبب الداعی الیہ ظہور الفرق الضالۃ فانہم لما لم یظہروا فی عہدہ علیہ السلام
 دلائل کا بیشک سبب باعث ان دلائل کا ظاہر ہونا مگر وہ فرقوں کا ہی وہ گمراہ فرقہ جو نبی علیہ السلام کی زمانہ میں نہیں تھی

لم یحتمل الیہ وان کان المقتضی لفعلہ موجودا فی عصرہ علیہ السلام لکن ترک لعارض خال بموتہ
 تو دلائل کی بھی حاجت نہیں تھی اور اگر سبب مقتضی اور امر نوا احداث کا نبی علیہ السلام کی عہد میں موجود تھا مگر کسی عارضہ کی باعث ترک تھا کاجہ عارضہ نہ تھا

فذلك یجوز احداثہ کجمع القرآن فان المانع منہ فی حیاتہ علیہ السلام کون الوحی لا یزال ینزل
 تو یہی ایسی امر کا احداث کرنا جائز ہے جیسی قرآن کا جمع کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایام حیات میں بلا تاخیر وحی آتی رہتی تھی پھر اللہ تعالیٰ

فیغیر اللہ تعالیٰ ما یشاء فزال ذلك المانع بموتہ علیہ السلام واما ما کان المقتضی لفعلہ فی عہدہ علیہ
 جو چاہی تھا سو بدل دیتا تھا یہ سبب موت حضرت کی یہ مانع جانا رہا اور جس امر کا مقتضی یعنی باعث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی

موجودا من غیر وجود المانع منہ ومع ذلك لم یفعلہ علیہ السلام فاحداثہ تغیر لدین اللہ تعالیٰ
 موجود تھا اور مانع او سکا نہیں تھا اور تو یہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اوس امر کو نہیں کیا تو ایسی امر کا کرنا اللہ کی دین کو تغیر کرنا ہی

اذ لو کان فیہ مصلحتہ لفعلہ علیہ السلام او حث علیہ ولما لم یفعلہ علیہ السلام ولم یحث علیہ
 اس واسطی کہ اگر ایسی امر میں کچھ خیر ہو تو بیشک اس کو نبی علیہ السلام کرتی یا اس پر رغبت دیتی اور چونکہ نہ تو او کو کیا اور نہ اس پر رغبت دی

علم انہ لیس فیہ مصلحتہ بل ہو بدعة قبیحۃ سیئة مثالہ الاذان فی العیدین فانہ لما احداثہ
 تو معلوم ہوا کہ اس میں کچھ خیر نہیں ہی بلکہ وہ سراسر بدعت قبیحہ جیسی عیدین میں اذان کا پڑھنا اس اذان کو جس

بعض السلاطین انکرہ العلماء وحکمو ابکراہتہ فلو لم یکن کونہ بدعة دلیلہا علی کراہتہ لقلیل
 بعضی سلاطین نے مقرر کی تو اوسیر علماء نے انکار کر کے اعراض کیا اور مکر وہ پڑایا پھر اگر وہ ہی اذان بدعت ہو کر کراہت کی دلیل نہ ہوتی تو البتہ کوئی جواب

هذا ذکر اللہ تعالیٰ ودعاء الخلق الی عبادۃ اللہ تعالیٰ فیقاس علی اذان الجمعة او یدخل فی العموم
 کہنا کہ حساب یہ تو خدا کا ذکر ہی اور اس کی خلقت کو عبادت کی واسطی بتاتی ہیں یہ ایسی ہی جیسی جمعہ کی اذان یا داخل ہی تحت عام قاعدہ کی

التي من جملتہا قوله تعالیٰ واذکروا اللہ ذکرا کثیرا وقوله تعالیٰ ومن احسن قولا لمن دعا الی اللہ
 کہ ان میں سے یہ آیت ہے اور یاد کرو اللہ کی یاد بہت اور اوس سے بہتر کسی بات جیسی بتایا اللہ کی طرف

لکن لم یقولوا اذک بل قالوا کما ان فعل ما فعلہ علیہ السلام کان سنة كذلك ترک ما ترکہ علیہ السلام
 لیکن یہ جواب کسینی نہیں دیا بلکہ یہی قایل ہوئی کہ جیسی عمل کرنا اوس کا کہ جس کو پیغمبر علیہ السلام نے کیا سنت ہی ایسی ہی ترک کرنا ہی اوس کا کہ جس کو پیغمبر

مع وجود المقتضی وعدم المانع منہ کان سنة ایضا فانہ علیہ السلام لما امر بالاذان فی الجمعة
 اللہ علیہ وسلم نے یا وجود ہوئی مقتضی اور نہ ہوئی کسی مانع کی ترک کیا سنت ہی بیشک پیغمبر علیہ السلام نے جب جمعہ کو اذان کا امر فرمایا

موت علیہ السلام

فعليك بالاتباع فان خواص الامور لا تدرك بالقياس او ما ترى كيف نذبت الى الصلوة ونهيت عنها
 بتجسسها في لازم هي بيشك خواص امور قياس سي نهين معلوم هوني ديکيتا نهين که نماز کی باب میں کسی تعجب ہی ناہین ہے
 في جميع النهار و امرت بتركها بعد الصبح والعصر وعند الطلوع والغروب والزوال وذلك ينتهي الى قد
 نهين ايزا نهين من مخالفت هي اور تجسس حکم هي نماز نهين کا بعد صبح اور عصر کی اور وقت طلوع اور غروب اور زوال آفتاب کی اور یہ سب ملکہ تخمیناً
 ثلث النهار و قال في الاحياء فكما ان العقول تقتصر عن ادراك منافع الادوية مع ان التجربة سبيل
 يتا في دن ہوتا ہی اولیاء میں کہاہی جیسی عقل قاصر ہی منفعت دواؤں کی دریافت کرنی سی باوجودیکہ اس میں تجربہ کو دخل ہی
 اليها كذلك تقتصر عن ادراك ما ينفع في الآخرة مع ان التجربة غير منطرق اليها وانما يكون ذلك لورجع
 ایسی ہی عقل قاصر ہی دریافت کرنی اول امور کی سی جو آخرت میں نافع ہوں باوجودیکہ تجربہ کو اور ہر کوئی راہ نہیں ہی یہ حال جب معلوم ہو سکتا ہی اگر
 الينا بعض الامور ات واخبرنا عن الاعمال المقربة الى الله تعالى والمبعدة عنه وذلك مما لا مطمع فيه
 ہمارا پاس کوئی مردہ چلا آوی وہ اگر ہو بتاوی کو تو اس علی اللہ تعالیٰ ہی نزدیک کرتا ہی اور کو تباد و کرتا ہی سو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا
 وقال صاحب مجمع البحرين في شرحه ان رجلا يوم العيد في الجبانة اراد ان يصلي قبل صلوة العيد
 صاحب مجمع البحرين فی اوّلی شرح میں بیان کیا ہی ایک شخص فی عید کی دن مصلیٰ میں ارادہ کیا کہ عید کی دو گانہ سی پہلی نماز پڑھی
 فيها ه على فقال الرجل يا ائمة المؤمنين اني اعلم ان الله تعالى لا يعذب على الصلوة فقالوا اني اعلم ان
 سوا علی فی الحکم من کیا اور شخص کیا بائیر المؤمنین میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے پر عذاب نہیں کرے گا پھر علی فی فرمایا میر جانتا ہوں کہ
 الله تعالى لا يثبت على فعل حتى يفعل رسول الله عليه السلام او ثبت عليه فيكون صلاتك عشا
 اللہ تعالیٰ کسی عذاب پر نہ لگا دیتا جب تک اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہیں یا اور کو امر فرماوین اس قدر ہی یہ نماز عیدت ہی
 والعيب حرام فلعله تعالى يعذبك به بما الفتك لنبيه وقال صاحب النهاية يكره ان يتنفل بعد
 اور عیب حرام ہی نہیں شاید کہ اسکی بدلہ اللہ تعالیٰ تجھ کو عذاب دی بسبب مخالفت نبی علیہ السلام کہ او صاحب نہی کہتی ہیں مکروہ میں نفین پڑھنے بعد
 الفجر اكثر من ركعتي الفجر لا نه عليه السلام لم يزد عليه ما مع حصة على الصلوة فانظر كيف جعل
 عید صبح صادق کی سوا دو رکعت سنت غرک اس واسطی کہ نبی علیہ السلام ہی اس دوسری زیادہ نہیں پڑھیں باوجود محبوب ہونی نماز کی اب دیکھ نبی علیہ السلام کی
 فقله عليه السلام في البعادات دليلا على الكراهة وقال ابن الهمام ما تردد من العبادات بين ارا
 نماز نہ پڑھنے کو باب عبادات میں کسی دلیل کراہت کی پڑھی ہی ابن ہمام کہنا ہی جو عبادت کہ واجب
 والاربعة ياتي بها احتياطا وما تردد بين البدعة والسنة بتركه لان ترك البدعة لازم واد السنة
 ربعة کی چار میں مشکوک ہو تو اسکو احتیاطاً عمل میں لاوی اور جو عبادت بدعت اور سنت کی پیچیدگی مشکوک ہو تو ترک کرے اس واسطی کہ بدعت کو چاروں
 غير لازم وفي الخلاصة مسئلة تدل على ان البدعة اشد ضررا من ترك الواجب حيث قال اذا
 کچھ نہ نہیں اور خلاصہ میں ایک مسئلہ ہی جس سی معلوم ہوتا ہی کہ بدعت کا ترک واجب سی کچھ پڑھنے جس کچھ کہاہی اگر
 شك في صلاته هل صلاها ام لا ان كان في الوقت فعليه ان يعيدها وان خرج الوقت ثم شك
 شک واقع ہو گا میں ایا ادا کی ہی یا نہیں اگر ہی وقت باقی ہی تو اسیر اعادہ ہی اور اگر وقت جا تا رہا پھر شک ہوا
 لا شيء فيه ولو كان الشك في صلوة العصر يقرأ في الركعة الاولى والثالثة ولا يقرأ في الثانية
 تو میں کچھ نہیں اور اگر عصر کی نماز میں شک ہو تو اعادہ میں پہلی رکعت اور تیسری رکعت میں قرات ادا کرے اور دوسری رکعت اور
 الرابعة فمعهين لا وليين للقراءة في الفرض واجب دفداه بتركه هذا عن احتلال وقدم النقل بعد العصر
 چوتھی میں قرات نہ پڑھی پس پہلی اور کعتوں کا معین کرنا واسطی قرات کی فرض میں واجب ہی ہو کہ ہوا انہما کی اسل نہا کی ہی مسا و بعد عصر کی پہلی

وهو بدعة مكرهة وروى عن سفيان الثوري انه كان يقول البدعة احب الى ابليس من كل

کہ یہ بدعت مکروہ ہے اور سفیان ثوری سے روایت ہے کہ کہنہی تھی کہ ابلیس کو بدعت تمام معاصی ہی زیادہ تر محبوب ہے

المعاصي لان المعاصي يتابع عنها والبدعة لا يتابع عنها وسبب ذلك ان صاحب المعاصي يعلم

اسی واسطہ کہ معاصی ہی تو توبہ ہو سکتی ہے اور بدعت سی تو توبہ نہیں ہوتی اس کا سبب یہ ہے کہ معاصی کے منوالہ تو جہانتنا ہی

يكونه منك المعاصي فيرجي له التوبة والاستغفار وأما صاحب البذرة فعقوباته في طاعة عبادة

اور استغفار کی امید ہی اور برحق توبہ جانتا ہی کہ میں عبادت کرتا ہوں اور طاعت میں ہوں

ولا يتوب ولا يستغفر هذا ما حكى ابليس انه قال قصمت ظهر بني آدم بالمعاصي والاوزار وقصموا

تقریباً نصف تو توبہ کر لیا نہ استفادہ اور ایلیس کی حکایت ہے کہ کہتا ہی مینی پشت بنی آدم کی معاف اور گناہوں کی توبہ کی اور بنی آدم کی

طهرى بالتوبة والاستغفار فاحذرت لهم دنوبها ليستغفروا منها ولا يتوبوا عنها وهي البدع

فصل في بيان قضاة عباد الله من قبل الله تعالى

عبادت کی لباس میں اگر کوئی بھی عادت یا اکثر لوگوں کی کہ استدلال کرتے ہیں بدعات کی حوازی پر چمک عادت کرتی ہی

من البدعة بحديث شائع بينهم وهو ما رآه المسلمون حسنا، أفقره عند الله حسبا، وما رآه المسلمون

اس حدیث سے جو انھیں شہسور ہی پہنچے کہ جسکو مسلمان نیک جانین تو وہ اسکی نزدیک ہی نیک ہی اور جسکو مسلمان

قيمة فهو عند الله قيمه وهل يصح هذا الاستدلال منهم ام لا يصح فالجواب على ما ذكره بعض الفضلاء

براجن سوہہ۔ ہند کی نزدیکی کی تیج ہی آریہ ہستہ نام اور نکا

ن هذا الاستدلال لا يحتمل والحديث صحيح عليه لا يهمل لانه بعض حديث موقوف على ابن مسعود

وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

ولایت کیا اسکے چار وزیر اور پڑاۓ اور پڑاۓ،
اور ابو نعیمؒ نے اسطور پر کہ اللہ تعالیٰ نے یوکیکا اپنی مندوں کی دلون کو پہریند کیا

محمد! فعنته برسائته ثم نظرت في قلوب العباد فاخترته اصبأ ففعل انصار دسنة وثمانين

مصلحتِ امتیہ و سلمہ کو سوز، بے اوسکو انہم رسالت پر پر کر کیا بندوں کی دلوں کو پر پسند کی ہوئی ائی اصحاب پر اور کو مقرر کیا دین کی مدد کار اور پیہنی کی دین

شماره ای المؤمنون حسنا فھر عند الله حسن وراة المسلمون قیحا فھر عند الله قیم ولا شك ان

پس وہ عدلیٰ، ذکیک حسن ہی اور جو حیر دیکھیں، انکو مسلمان بھیج پس وہ اللہ کی نزدیک بھیج ہی اور بیشک

السلام في السنين اثنى عشر من الجلاله يرون محال القول عليه السلام سفيروا

مسلکین کے لفظ میں جس کی طرف سے اس حدیث کی مخالفت ہو رہی ہے

متر فرقی ہو جائیں گی وہ سب دوزخی ہیں سوئی ایک کی

لا يكون فرقة منها في النار وكذا بعض المسلمين يرى شيئا حسنا وبعضهم يراه قبيحا فيلزم ان لا يتفرق

اور بعضی ای بعضی مسلمان ایک بات کو نیک جانتے ہیں اور بعضی اس کو فہم جانتے ہیں اب یہ لازم آتا ہے کہ

حسن ان يقبل هو اما للعهد والمعهود ما ذكر في قوله فاختار لما صح بايكون المراد بالمسلمين

اور قیام میں تکلیف نہ رہے بلکہ وہ لطمہ یا تو واسطی سے نہ لے گی اور مہمور ہوا رہے لوگ ہیں جو اس قول میں مذکور ہیں پسند نہ کی واسطی اور سیاحی اور بلو کہیں نہ

11/25/11

و دردی غیر سفیدان
انوشی الله بکانت یقول
الجلد صلی علی محمد
المعاصی صلی علی محمد

1

الصحابة فقط او لاستغراق خصائص الجنس فیراد بالمسلمین اهل الاجتهاد الذین هم الکاملون فی صفة

صحابہ بن فقط بالام واسطی استغراق خصائص جنس کی ہے یہ مراد مسلمین کی اجتہاد والی علماء ہیں جو صفت اسلام میں کامل ہیں

الاسلام صرف والمطلق الی الکامل لان المطلق عند عدم القیمة ینصرف الی الفرد الکامل وهو المجتهد

واسطی صرف مطلق کی طرف کامل کی اسنی کہ جب مطلق قرینہ سی ظالی ہوتا ہی تو اوکو فرد کامل کی طرف لیجاتی ہیں فرد کامل مجتہد ہی

فیکون المعنی امرأة الصحابة او اهل الاجتهاد حسنا فهو عند الله حسن وامراه الصحابة او اهل الاجتهاد

اب یہ معنی ہوئی جس بات کو صحابہ یا علماء مجتہد حسن جانی سو وہ اس کی نزدیک حسن ہی اور جن بات کو صحابہ یا علماء مجتہد

قیحا فهو عند الله قبیح ویجوز ان یکون للاستغراق تحقیقی فیکون المعنی امرأة جميع المسلمين حسنا

قیح سمجھیں سو وہ اس کی نزدیک قبیح ہی اور وہ لام استغراق تحقیقی کا بھی ہو سکتا ہی اب یہ معنی ہوگی جس بات تمام مسلمان حسن جانی

فهو عند الله حسن وامراه جميع المسلمين قیحا فهو عند الله قبیح وما اختلف فيه فالعبرة بالقرن

سو وہ اس کی نزدیک حسن ہی اور جس بات کو تمام مسلمان قبیح جانی سو وہ اس کی نزدیک قبیح ہی اور جن بات میں اختلاف پڑی ہے اعتباراً بقرون مثلاً

المشهور لهم بالخیرة للقرن المشهور لهم بالکذب وعدم الاعتقاد فی قوله علیه السلام خیر القرن قرن

جسکی حق میں شہادت خیر کی ہی باقی قرون کا اعتبار نہ ہوگا جسکی حق میں شہادت کذب اور بی اعتباری کی ہی اس حدیث میں سب قرون میں بہتر میرا قرن ہی

الذی بعثت فیهم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یفشیوا الکذب فلا نعتمد اقاويلهم وافعالهم ولا ریب

جسمین میں مبعوث ہوئے ہیں پھر جو اسی متصل ہیں پھر جو انسی متصل ہیں پھر ان کے کذب پھیل جائیگا پھر نہ ان کی اقوال کا اعتقاد نہ افعال کا اور بی شک

ان الصحابة والتابعین والائمة المجتهدین کانوا یرون ما جاوز قدر الضرورة من البدع قیحا فهو عند الله

صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین جانتی تھی کہ جو بدعت قدر ضرورت سے بڑھ جاوی وہ قبیح ہی پس وہ اس کی نزدیک قبیح

قیح ومثل قوله علیه السلام لا یجتمع امتی علی الضلالة فان المراد بالامة فی هذا الحديث اهل الاجما

قیح ہی اور جیسی یہ حدیث نہیں متفق ہوگی میری امت گمراہی پر بیشک مراد امت سی اس حدیث میں وہ اہل اجتماع ہیں

الذی هو بکل مجتهد لیس فیہ فسق ولا بدعة اصلا لان الفسق یورث التهمة ولیسقط العدالة وخصا

ختمین ہر ایک ایسا مجتہد ملا ہو کہ اصلاً او میں نہ فسق ہو نہ بدعت اس واسطی کہ فسق سی تہمت پیدا ہوتی ہی اور عدالت جاتی رہتی ہی اور

البدعة یدعو الناس الی البدعة ولا یکون من الامة علی الاطلاق لان المراد بالامة المطلقة اهل

بدعتی کو کہوں کہ بدعت کی طرف بلاتا ہی اور مطلق امت مراد نہیں ہی اس واسطی کہ امت مطلقہ سی مراد اہل

السنة والجماعة وهم الذین طریقہم طریق النبی علیہ السلام واصحابہ ودون اهل البدع والضلال

سنت والجماعت ہیں وہ وہ لوگ ہیں جنکا طریقہ بعینہ طریقہ نبی علیہ السلام اور صحابہ کا ہی اہل بدعت اور اہل ضلال مراد نہیں ہیں

كما قال النبی علیہ السلام امتی من استن بسنتی ویصح ان یراد بامتی جمیع الامة بناء علی ان الاضافة

چنانچہ نبی علیہ السلام فرماتی ہیں میری امت وہ ہی جو طریقہ پکڑی میری سنت کو اور ہو سکتا ہی کہ امت سی تمام امت مراد ہو اس واسطی کہ اضافت

کا لام قد نکون للاستغراق فیکون المعنی لا یجتمع جمیع امتی فی زمان من الازمنة علی الضلالة کا

مانند لام کی کہی واسطی استغراق کی ہوتی ہی اب یہ معنی ہو جائیگی نہیں متفق ہوگی میری تمام امت کہی کسی زمانہ میں گمراہی پر جیسی

اذا جتمع الیہود والنصارى بعد نبیہم علی الضلالة فیکون هذا الحديث موافقاً لقوله علیہ السلام

یہود اور نصاریٰ انجانی نبی کی بعد گمراہی پر متفق ہوگی ہیں پس یہ حدیث موافق ہوگی اس حدیث سی

هذا فالواجب على كل مسلم في هذا الزمان ان يحذر من الاغترار والميل الى شئ من البدع والمحدثات

تو اس زمانہ میں ہر مسلمان پر واجب ہے کہ یہ سب کوتاہی فریب میں آئے اور تو کسی طرف کسی بدعت اور محدثات کی

وَيَصُونَ دِينَهُ عَنِ الْعَوَائِدِ الَّتِي اسْتَأْنَسَ بِهَا وَتَرَىٰ عَلَيْهَا قَانِهَا سَمَّ قَاتِلِ قُلٍّ مِنْ سَلِيمٍ مِنْ قَانِهَا وَ

موسیٰ اپنی دین کو بچا رہی جن ہی انس پر کھتا رہی اور انہیں پرورش پائی رہی کیونکہ یہ زہر قاتل رہی اسکی آفت سی آدمی کہ بچتا رہی

اور عوام میں اپنی دین کو بجا رہی جن سے ان کے رشتہ دار اور ان کے پرورش پائے ہی کیونکہ یہ زہر قاتل ہی اس کی آفت سی آری کہ بچتا ہی اور ظہر لے الحق معہ الاثری ان قریبہ الاجل العوائد التي فيها نفوسهم انكروا على النبي صلى الله عليه وسلم

نہی صلی اللہ علیہ وسلم کی احکام سے انکار کا

اسمیں اس حق کو ظاہر ہوتا ہے کیا معلوم نہیں کہ قریش نے فوایدی کی ماری جسمیں اونکی دل لگی ہوئی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احکام سے انکار کیا
مراجاء به من الهدى والى الان وكان ذلك سببا لكفرهم وطغياهم حتى قالوا في حق الله السلام

من هذا وبيان ذلك سببا لعدم حتى في الوالي حله عليه

اور بیان تہی اسی سبب سے وہ کافر ہو اور طاعی شہری یہاں تک کہ نبی علیہ السلام کی حق میں کہا سو کہا

والبسبب ما تروا عليه وتتشاؤ فيه ولذلك كان ابن مسعود يقول اياكم وما يجرت من

اسطی اوس امر کی جسین برورش پائی تھی اور جو ان ہوئی تھی 'یہی لئی ابن مسعود کہا کرتی تھی۔
بچہ نواح اٹ بدعات سی

[illegible]

ان الدين لا يذهب من القلوب بمرّة ولكن الشيطان يحدّث لكم بدعاً حتى يذهب الايمان
 ليونكه دين دولن كي اندرسي انيك بي دفعه نهين جاتا ريگيا ليكره شيطان تمھاري لئي بدعتين پيدا كرگا پيمان نك ك ايمان

ہر دلوں کی اندر سی ایک ہی دفعہ نہیں جاتا رہیگا لیکن شیطان تمہاری لٹی بدعتیں پیدا کر لیا یہاں تک کہ ایمان

من قلوبكم فعلى هذا ينبغي للمؤمن أن لا يغتر ويستدل بقوة تصميمه على شيء وكثرة عبادته به أنه

وہاں پہنچا تو اس نے کہا کہ اس وقت تو میری عمر ۱۰ سال کی تھی۔ میں نے کہا کہ اس وقت تو میری عمر ۱۰ سال کی تھی۔

الحق فان صهيرون عليه وعدم رجوعه عنه ولو نشر بالمشاير كليل على كونه على الحق في دينه

ان کا پیغمبر علیہ السلام ہر جوارہ عنانہ و لوشنرا لمانا شیر کایدک علی لہو نہ علی الحو

ان جملہ افسانہ نگاروں کی تصانیف کا مطالعہ کرنا اور ان کی حقیقت پر دلائل پیش کرنا

وَمِنْ رِزْقِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ حَشَى كَوْنَهُ حَقًّا بِمَرْجَحِ نَشْأَتِهِ بِرِيقِ قُرْبَلَى

لو سفلے کے اسکا جزم اور نصیم اوس چیز بر حقیقت کی جہت سی نہیں ہے، لکن اس جہت کی کہ وہ ایسی قوم میں پیدا ہوئی کہ اوسکو دین سی جانتی ہیں اور

[illegible]

سوال: اگر کسی کو اس حقیقت اور ابطال میں بڑا ارتز و تہای کہا معلوم نہیں
 کہ ایسی تصمیم ہم

اور بھی: یہ کہ ان خیال کی حقیقت اور ابطال میں بڑا اثر ہوتا ہے کہ معلوم نہیں کہ ایسی تصمیم تمام

امہ من ذوی الجہل المرلب کا یہود والنصارى ومن فی معنہا ہم فالخذر الخذر من ہذا السہم القاتل
جہنم پہرہ اور نصاریٰ اور جو لوگ انکی طنز کی سن لیں جو بھوکہ اسی نہر قاتل سی

حضرت مولانا محمد رفیع الدین صاحب دہلی

كن حائذاً إلى حسن مستيقصاً خدعاً في محبتك بالاتباع وترك الابتداع فان الاتباع افضل عمل عمله

لَا يَأْخُذُ بِمُشِيئِهِ أَحَدٌ عِزَّيْكَ بِالْإِتِّبَاعِ وَتَرْكَ الْإِسْتِدْعَاءِ فَإِنَّ الْإِسْتِدْعَاءَ أَفْضَلُ مِنْ

في شدة البتة، شيوع العمل على خلاف السنة منذ زمان طويل فلا بد لك ان تكون شديد التوقي

كذلك، ثم اشتهر العالم بخلاف السنة منذ زمان طويل فلابد لك ان تكون شديدا

اسو مہر عین نام انہاں سے پھر ہی اسو مہر کی کہنت دراز سے مصلحت پر خلاف سنت پہیل راہی سو تجھ کو ضرور ہی کہ بدعات اور محدثات امور سے بہت سی

سویچوں کے ساتھ ساتھ دیگر آلات اور محلات

اگرچہ اس بدعت بہت خفقت کی اتفاق کیا سو موانعی اتفاق سی بدعات پر جو بعد صحابہ کی نقلی بین فریب نہ کیا تاں بلکہ شکو

اگرچہ اوس بدعت بہت خفقت لی اتفاق کیا سو مواوکی اتفاق سی بدعات پر جو بعد صحابہ کی کٹلی بن فریب نہ کہاں

کبریا سب میں ہے عالم و مقرب الہی وہ ہی ہے جو اوسے پابند و مشابہت رکھتا ہے۔

سید بن ابی طالب علیه السلام را در این کتاب مذکور است که در روز شنبه یازدهم ماه رجب سال پنجاه و دوم هجری قمری در مدینه منوره مشاهرت

[illegible]

... من جهة أخرى، فإننا نلاحظ أن النص لا يحدد بدقة ما إذا كان المقصود بالـ "أصول" هي المبادئ العامة أم التفاصيل الإجرائية.

1. Name of the person: _____

2. Address: _____

3. City: _____

4. State: _____

5. Zip: _____

6. Date: _____

7. Signature: _____

8. Printed name: _____

9. Title: _____

10. Organization: _____

11. Phone number: _____

12. Fax number: _____

13. E-mail address: _____

14. Web address: _____

15. Other: _____

1. The Commission has received information from the Government of the Republic of the Philippines that the Government is planning to conduct a series of military operations in the area of the Philippine Sea, which is a part of the Philippine Sea. The Commission is concerned that these operations may result in the displacement of a large number of people, and it is therefore requesting the Government to provide information on the number of people who are expected to be displaced, and on the measures that are being taken to ensure that they are adequately protected and assisted.

اذا اختلف الناس فعليك بالسواد الأعظم والمراد به لزوم الحق وتباعه وان كان للمفسك به قليلا ونحو
 كرجب أو صيول من اختلاف طري تولد من كثرة البنية وكثيره كذا اورس سي مرد لازم كر ليما حق كا اور اتباع او سكاني اگر چه مفسك به قليل هو اور مخالف
 له كثير لان الحق ما كان عليه الجماعة الاولى وهم الصحابة ولا عبقة الى كثرة الباطل بعدهم وقد قال فضيل بن
 كثير بن اساطي كنه حق ده بي جسيه بيلي جمعت يعني صحابه بن اور بعد صحابه كي ابنه باطل كا كچه اعتبار نهين بي اور فضيل بن عياض بي
 عياض ما معناه الزم طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين في
 به مضمون بيان كيا هي اختيار كر طريقه بديت كا اور كچه نقصان نهين بي تليق ساكبين سي اور بختاره كراي كي رسته سي اور فريب مين شاكاهكم مونيوا لوكي كثر سي او
 بعض السلف اذا وافقت الشريعة ولاحظت الحقيقة فلا تبال وان خالف رايك جميع الحقيقة وقال ابن
 بعض تقدمين بي كيا هي اگر خوش ريت كي موافق بي اور حقيقت كو ديكه بجا تو بهر كچه رواه نهين بي اگر چه تيري راي كا تمام عالم مخالف هو اور ابن مسعود بي
 مسعود انتم في زمان خيركم المسارع في الامور وسياتي زمان بعدكم خيرهم فيه المثلث المتوقف لكثرة
 كيا هي تم ايي زمان مين هو كه تم مين بهتره هي جودل دي كراي كامول مين اور تمباري بعد زمانه آياي اوس زمان مين بهتره سي شامت رسته والا توقف كرنيوا لاي بساكر
 الشبهات قال الامام الغزالي لقد صدق لان من لو عثبت في هذا الزمان ووافق الجماهير فيها هم فيه وخاض
 شبهات كي امام غزالي كيني بين البته سچ كيا هي اساطي كر جواس زمان مين قايم نه
 فيما خاضوا فيه يهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمدته وقوامه ليس بكثرة العبادة والتلاوة و
 بامين بنائي لكا نوناك هو كا جسيه ده هلاك هو كي كنوكه دين كي اصل اور خوبه اور درستي عبادت اور تلاوت كي كثر سي اور
 المجاهدة بالجموع وغيره وانما هو باحرازه من الافات والعاهات التي تاتي عليه من البدع والميل
 بهو كه مشقت اور ثمان سي نهين بي سكه دين كي خوبه آفات اور صدمات سي بجا مين بي جواس بهر بدعتين اور نئي نئي مقدمات كدر تي بي
 فانها اكثر ثنائها وشيوعها صارت كانهما من شعائر الدين او من الامور المفروضة علينا فيا ليتنا
 البته بهر بدعتين اس كثر سي پيلي بين كدو بدين كا نعمه اور نشان هو كين باليبي كدو يا بهاري او فرض بين كاهي هم
 كنا نأبشها على انها بدعة اذ لو كان كذلك لرجي من التوبة والاستغفار ولكن اخذناها طاعة
 به بدعت هي جان كر عمل مين لاقى اگر انبيا هو نا تو البته جسي توبه اور استغفار كي اميد هو تي برعني توبدعات كو طاعت
 وعبادة وجعلناها ديننا مقتفين في ذلك اثار من سعي او غلط او غفل من بعض من تقدمنا
 اور عبادت اور اينا دين بنا نياي اسي وب سي سمني بهر دي متقدمين مين سي اولن لوكون كي كي بي جسيون هو كيا يا غلط كياي يا غفلت كي
 وجعلناه قدوة في ديننا فاذا جاء احد وانكر علينا ما تركبناه من تلك الامور فان كان ممن له توقير
 اور سمني او نكو ابني دين كا ميشوا شربا اب اگر كوي آكر حير ان بدعات كي كرني پر اعتراض كراي يا ربنا وي بهر اگر ده مغرض يياي كي جكي بهر كا دين
 في قلوبنا فنقول له هذا جائز ذهب الى جواز فلان وتذكر له بعض من تقدمنا من سعي او غلط
 عزت بي تو او كوي به جواب ديكي صاحب سبه تو جاي بي فلانا شخص اسكي جواز كا قائل هو اي اور او سي كا نام به بيكي جوي سمي پيلي سبو كر چكا ي يا غلط كياي
 او غفل وان كان ممن لا توقير له في قلوبنا ايسمع منا ما لا يظنه ولا يخطر بباله كل ذلك بسبب الجهل
 يا غفلت كي بي اور اگر ده مغرض يياي كي بهر كا دين او سكي عزت نهين تو سمي ده بهر كا دين كا كه نه او سكي گان مين تني نه دين خيال نهيا بهر سبب بهاري جيل
 اركب مينه لانا لوراينا على انفسنا على ما هي عليه من الجهل لقبيلنا جواب من ارشادنا الى الحق واقفنا
 مركب هو تي بي اساطي هم امرويني چيل مركب هو تي كو جاني سوال البته هم جواب اوس شخص كا جسي بهر كا دين حق بتا با مان ليتي اولوس شخص كي مات كر
 من سعي او غلط او غفل حجة في ديننا اذ لا يجوز ان يقلد الناس في دينه الا هو معصوم وهو صاحب الشريعة
 جسي تي سبو كيا يا غلط كياي يا غفلت كي بي دين مين جوي نهين كر اساطي كر جاي نهين كر ادي ابني دين مين مقلد بسواي معصوم كي كه ده صاحب شريعت كا بهر

او من شہدہ صاحب الشریعۃ بالخیر وہم القرون الثلاثۃ الذین اقتضت حکمۃ الشارع ان
 یحکموا حق من صاحب شریعت فی شہادت خیر کی دی ہو اور وہ تینوں قرن میں جن میں سی موافق اقتضا حکمت شارع کی
 یختص کل قرن منهم بفضیلة فالقرن الاول خصہم اللہ بمنزلة لا سبیل لاحد ان یلحقہم فہا فائدہ
 ہر قرن ایک ایک فضیلت سی مخصوص ہی پس قرن اول کو اللہ تعالیٰ فی خاص کیا ہی ایسی فضیلت سی کہ او میں کوئی اور کی برتری نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ
 تعالیٰ خصہم لرؤية نبیہ ویمشاهدة نزول القرآن علیہ والہم حفظہ حتی لا یكون حرف واحد منہ
 بقالی فی انکو خاص کیا ہی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سی اور نزول قرآن کی مشاہدہ سی اور انکو الہام کیا قرآن کی حفاظت کا یہاں تک کہ او میں سی ایک حرف
 ضایع انجموعہ ویستورہ لمن بعدہ فحفظوا احادیث نبیہم فی صدورہم واثبتوها علی ما ینبغی فحصل لهم
 ضایع نہیں ہوا اور اسکو جمع کر کے بچھرون پر آسان کیا پھر یاد کیا فرمودہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی دلوں میں اثبات رکھا چنانکہ باید و شاید سوا کی واسطی
 فی اقامة هذا الدين خطا كثيرة لا يمكن الا حاطة به ولا يصل احد اليه فجزاهم الله تعالى عن امة نبیہم
 اس میں کی قائم رکھنی میں بڑی ثواب حاصل ہوا کہ احاطہ سی باہر ہی اور کوئی اور مرتبہ کو نہیں پاسکتا اور انکو اللہ تعالیٰ است نبی علیہ السلام کی طرف سی
 خیر جزاء ثم عقبہم التابعون فجمعوا ما كان من الاحادیث ومسائل الدين متفرقا وانقلوا الاحکام
 اچھی جزا عنایت کی پھر انکی بعد تابعین پیدا کی اور انہوں کی تمام حدیثیں اور نبی مسائل متفرقہ جمع کئی
 والنفسیر من الصحابة حتی کان احدهم یرتجل فی طلب الحديث الواحد والمسئلة الواحدة مسيرة
 اور تفسیر صحابہ سی روایت کی یہاں تک کہ بعضا واسطی نہاں ایک حدیث
 شہر او شہر میں وضبطوا امر الشریعة التزم ضبط فحصل لهم فی اقامة هذا الدين ايضا فضل كثير ثم عقبهم
 ایک ایک دور و دور مہینی کا سفر کرتا تھا اور احکام شریعت کو خوب ہی ضبط کیا انکو ہی دین کی قائم کرنی میں بڑی فضیلت حاصل ہوئی پھر انکی بعد
 تابعوا التابعین الذین ظہر فیہم الفقہاء المرجع الیہم فی النوازل فوجدوا القرآن مجموعا میسل و
 تابعینوں کی تابع پیدا ہوئی جنہیں فقہاء ظاہر ہوئے جنکی سامنی حواضات پیش کئی جاوین اور انکو قرآن جمع کر لیا آسانی سی آہنڈیا اور
 وجدوا الاحادیث قد احرزت وضبطت فتفقهوا فی القرآن والاحادیث علی مقتضى قواعد
 احادیث جمع اور ضبط کی ہوئی پائین سوا انہوں فی احکام موافق اقتضا قواعد شریعت کی قرآن اور احادیث سی
 الشریعة واستنبطوا منها احکاما علی مقتضى الاصول وعینوا وجوه الدلالات ولیسروها علی الناس
 سنباط کئی اور اصول کی موافق بہت احکام نکالی اور دلائل کی طریق مقرر کئی اور انکو در لوگ پر آسان کر دیا
 وانتظم الحال واستقر دین الامۃ المحمدیۃ بسببہم فحصل لهم فی اقامة هذا الدين خصوصية
 اور انکی سبب سی حال مستقر اور دین امت محمدی کا درست ہو گیا ان صاحبوں کو ہی اس میں کیا قامت سی ایک خصوصیت حاصل ہوئی
 ايضا فلما مضوا سبیلہم اتی من بعدہم فلم یجدوا وظیفۃ یقوم بہا بل وجدوا امر علی اکل الحکالات
 جب یہ لوگ ہم گنہگار کی تواد کی بعد کی خلقت پیدا ہوئی تواد انکو ایسا کوئی وظیفہ نہ ملا جنکی درستی میں لگیں بلکہ انکو وہی کامل تر حالات پر ملا
 فلم یبق لہ الا ان یحفظ ما استنبطوہ ویدنوا ولا یحصل لہ خیار الا باتباعہم وتقلیدہم وبقائہ فی
 انکاستہ ہی کاری کہ جو پہل لوگ جو احکام وغیرہ نکال گئی ہیں اور کو یاد اور محفوظ رکھیں انکی حق میں بہتر پھر ہی کہ انکی رستہ پر چلیں اور انکی مقلد اور انکی
 میزبانہم فان ظہر لهم فقہ غیر فقہہم فہو مردود علیہ الا ان یتولوا ما لہم یقیم بیانہ فی زمانہم لا بالفعول
 دھن پر قائم رہیں اگر کوئی حکم انکی احکام کی مخالف ظاہر کریں تو سب مردود ہی ہاں اگر ایسی حارشہ کا ہو کہ جسکا بیان انکی زمانہ میں نہیں ہوا نہ فعل سی اور
 لا بالقول غریب نبغی لہ ان ینظر فیہ علی مقتضى قواعدہم فی الاحکام الثابت عنہم فاذا کان علی مقتضى
 انقول سی اب یہ سچا ہی کہ اس حکم میں انکی قواعد کی موافق جو احکام میں ثابت کر گئی ہیں غور اور تامل کریں پھر اگر وہ حکم انکی

اصولہم یقبل عنہ والا فلا نکاح من اتي بعدهم یقول فی بدعة امرها مستحبة ثم یاتی علی ذلک بدلیل
قاعدہ اور اصل کی موافق ہوتو مقبول اور مستحب ہی اور نہیں تو نہیں مسموعی جوا کی بعد یہ ہوتا گیا ہی بدعت کو مستحسن کہتا رہی یہ بدعت پسرا ایک دلیل اور دلیل

خارج عن اصولهم فذلك غير مقبول منه لان التقدير والاقتداء بالغير لا يحرم حسن الظن بالجميع
اصول سی مخالف قایم کردیتا ہی سو یہ دلیل کو کی مقبول نہیں ہی اصولی کی تعقیب اور پیروی غیر کی صفات کی

نہیں کہان فحہ قدا عدلا لمن کان مقلدا لک۔ لما انقطع الاجتهاد منذ زمن ضوین مختصر طریق
مجتہد عادل کی حیاتی ہی مقلد کی جائز نہیں لیکن چونکہ اجتہاد ایک مدت درازی نہیں ہی تو طریقہ

معرفة مذهب المجتهد في نقل كتاب معتبر متداول بين العلماء من كان قادراً على استخراج
مجتهد کی مذهب دریافت کر چکا ہو اسے نقل معتبر کتاب کی ہی جو علماء میں متعمل ہو تی رہی ہو ایسی کی نئی حواشی استخراج پر قادر ہو

اور اخبار عدل موثوقا بہ فی علمہ وعملہ لمن لم یکن قادرا علی استخراجہ فلا یجوز العمل بکمال کتاب

اِظْهَرْ فِي هَذَا الزَّمَانِ كُتُبَ جَمْعٍ ضَاعِفًا الرِّجَالُ مِنْ غَيْرِ مَعْرِفَةٍ بِحَقِيقَةِ الْحَالِ وَلَا بَقُولِ كُلِّ عَالِمٍ

از غلبه الفسق فی الناس بعد القرون الثلاثة فالمتصور فی حکم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة

استوسمى كه بعد من نكته لى كويلين منسقب عالى هوبلما ى
پس مرد مستور الحان بهى فاسنى لى سال ى پس محرومى رسدات صدق و عالى نوبل
لجانب الصدق ثم هها قاعده مقرة لابد من معرفتها وهى ان المسئلة الفقهية اذا نقلت
نوجوده بى برهان الكى قاعده شرعوى اوسم در یافت كذا ضرورى وهى بى كوى سئل عقی
اگر نقل كیا جاوى

یہ بھی ان کے ہاں ہے کہ اگر اس کا اصل اور ماخذ معلوم اور مشہور ہو تو وہیں کی کتاب اور سنت اور جامع سے تو وہیں کی کو

نوادین نظر کری چاہی پھر اگر اسکا اصل اور ماخذ معلوم ہو
فہا لاحد وان لم یکن مأخذها معلوما بل کانت جتہادیۃ فان کان ناقلاً اجتہادینم علی مرتبہ
کے خلاف نہیں ہے اور اگر اسکا ماخذ معلوم نہیں ہو

کچھ خلاف بین ہی اور الزوم کا واحد معلوم نہیں ہی
 ملاوہ سدا اجتہادی ہو
 بیہزاروں کا ناسل جہد کا نوسند چرہ روم ہی
 کان مقلد ان یتبعہ ولا یلزم علیہ ان یطلب منہ دلیل لان کلام المجتہد دلیل لہ وان لم یکن
 کراہت کا شائع کری اور دلم طلب کر ہی لازم نہیں ہی
 اس ہی کہ مجتہد کا قول ہی اور کسی دوسری
 اور اگر

ناقلها مجتهد ابل كان مقلدا فان نقلها من المجتهد فانثبت نقله منه يلزم الاتباع فيها ايضا

وان لم ينقلها من المجتهد بل نقلها من قبل نفسه او من مقلد اخر او اطلق فان بين فيها دليلا شرعا

اور اگر مجتہد سی نقل نہیں کیا بلکہ انہی طرف سی نقل کیا ہی یا نام لیکھا نہیں کیا یہ اگر اوس میں نہی دلیل ہوگی

فلاکلام فیہا حیثیت وان لم یسیر بنظر ان کان کلامہ موافقا لاصلی والکتاب المعتبرۃ ولم یکن فیہا خلاف

اور اگر وہ لکھ نہی ہوا مگر ان کے ساتھ موافق تھا اصل کتاب معتبرہ سے مطابقت ہوگی یا نام لکھا نہی ہوگا

بیان کی ہی نواد میں اب بھی پھر عدم ہیں ہی اور اگر کہیں میں بیان لی نواد میں ناسل کیا چاہی اگر وہی کلام اصول اور رتب متبصر ہی مطابق ہی اور وہ میں خطہ ہیں

يجوز العمل بها لكن ينبغي للعامل بها ان لا يقف في مقام تقليده بل يطلب منه دليلا على ما نقل وان كان

مستند على حاشی لکن متبادر کہ نہ الکر حاشی کہ نہ تقلد نہ زبردہ حاوی ہو اور منقول اور دوسری دلیل طلب کری اور اگر

کلامه فحالی لاصول والکتاب المعتمده فلا یلتفت الیه اصلاً اذ قد صرح العلماء بان لا یعلم

صحته لا يصح اتباعه وان لم يعلم بطلانه فضلا عما علم بطلانه المجلس التاسع عشر

بيان بدعية صلوة النوافل بالجماعة كالركائب وغيرها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

لا يصح له وبسالم في خطبة يوم النحر في حجة الوداع ان الزمان قد استبد كهيئته يوم خلق السموات

والارض السنة اثنا عشر شهرا منها اربعة حرم ثلاث متواليات ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب

مضر فذكر في بين جادى وشعبان هذا الحديث من صحيح المصنفين رواه ابو بكر ومعه ان الزمان

الذي انقسم الى الشهور والاعوام عاد الى ما كان عليه ورجعت السنة الى اصل الحساب الذي اختار

الله تعالى يوم خلق السموات والارض وعاد الى الذي اجمعت عليه اهل الجاهلية ازاله من محله

بالنسي الذي احدثه وهو النسي الذي ذكره الله تعالى في كتابه وقال انما النسي زيادة في التكفر

ومعناه تاخير تحريم شهر الى شهر اخر فانهم في الجاهلية كانوا يعظمون شهر المحرم وراثته من ابراهيم

واسماعيل عليهما السلام وكانوا يحرمون فيها القتال حتى احدثوا النسي فغيروا التحريم لانهم بسبب كون

عامتهم معاشهم من الغارة كانوا اصحاب حرب وغارات فاذا جاء شهر حرام وسهم في حرب كان يشق عليهم

ترك الحرب فيحلون به ويحرمون مكانه شهر اخر حتى يرضوا خصوصا لاشهر واعتبروا مجرد العدد وربما

زادوا في عدد شهور السنة وجعلوها ثلثة عشر واربعه عشر بنسبهم لم الوقت ولذلك ورد التنصيص

على العدد في الحديث فانه سلبه السلام بانه ان السنة اثنا عشر شهرا وانها في شرعه مقدرة

بسير القمر لا بسير الشمس فيفعلها اهل الكتاب ومن هذه الاشهر القمرية اربعة حرم ثلاث منها متواليات

وهي ذو القعدة وذو الحجة والمحرم واخذوا في مخرجه في الحديث لان قبيلت

ابن خلدون

الذي انقسم الى الشهور والاعوام عاد الى ما كان عليه ورجعت السنة الى اصل الحساب الذي اختار

كانت تزيد في تعظيمه واحترامه ولذلك نسب اليهم وقد كان فيه لاهل الجاهلية احكام منها
اسم يلقى اوكى طوت منسوب هو كذا اس مبنية من اهل جاهليت كى بهت احكام تى ايك به حكمتا

انهم كانوا يحرمون فيه القتال على ما سبق وكان تحريمه جازيا في ابتداء الاسلام واختلف
كراهمين جنگ وجدال كو حرام جانتى تى چنانچه او هرگز را اور به تحريم ابتداء اسلام مين بهى جارى تى اورا سكى قايم بهى مين عداكو السلام

العلماء في بقاءه فذهب الجمهور الى نسخه واستدلوا عليه بان الصحابة اشتغلوا بعد النبي
اختلاف به جمهور كى نزديك منسوخ به اس دليل سى كه صحابه رضى الله عنه بعد نبى عليه السلام كى فتح بلاد مين مشغول بهى

بفتح البلاد ومواصلة القتال والجهاد فلم ينقل عن احد منهم انه توقف على القتال في شىء من الاشهر
اور قتال اور جدال برابر كرتى بهى كسى بهى بهى متقول نهين هوا كه اشهر حرام مين سى كسى بهى مين جنگ مين توقف كيا هو

الحرام وهذا يدل على اجماعهم على نسخه ومنها انهم كانوا في الجاهلية يذبحون فيه ذبيحة يسمى
بهى دلالت كرتا بهى كه بالاجماع تحريم منسوخ هوئى اور ايك به حكمتا كه كفار جاهليت مين اسمين قرآن فوج كرتى تى اسكانام عتيرة مكره جمهورا تها

عتيرة واختلف العلماء في حكمها بعد الاسلام فالأكثر على ان الاسلام ابطالها لما ثبت في
اوكى حكم مين بهى بعد اسلام كى علماء رضى اختلاف كيا بهى اكثر علماء كا بهى قول بهى كه اسلام فى اسكو باطل كر ديا چنانچه

الصحيحين عن ابي هريرة انه عليه السلام قال لا فرع ولا عتيرة والفرع بفتحين اول ولد تله للثا
صحيحين مين ابو هريرة كى روايت سى ثابت بهى كه آپ فى فرما ياف فرع بهى اور عتيرة اور فرع ساهتة زير فا اورا كى بهلا بچ جواد شى جنى

وكان اهل الجاهلية يذبحونه لاهتهم في الجاهلية ويتبركون به والعتيرة ذبيحة كانت تذبح
اور اهل جاهليت اورا سكو اپنى بنون كى نام پر برکت كى واسطى جاهليت مين ذبح كيا كرتى تى اور عتيرة ايك فرما ياف تى

في العشر الاول من رجب وتسمى رجبية وكان يتقرب بها اهل الجاهلية في الجاهلية واهل الاسلام
جورجب كى سبلى بهى مين ذبح كرتى تى كسانام رجبية تها اهل جاهليت مين اسكو نواب جانتى تى اور اهل اسلام بهى

في صدر الاسلام ثم نسخت بحديث لا فرع ولا عتيرة وقد روى عن الحسن انه قال ليس في الاسلام
ابتداء اسلام مين بهى بهى اس حديث سى لا فرع ولا عتيرة منسوخ اور حسن سى روايت بهى كه آپ فى فرما ياف اسلام مين عتيرة نهين بهى

عتيرة وانما كانت العتيرة في الجاهلية كان احدهم يصوم رجب ويعتريه وشبه الذبح فيه
عتيرة جاهليت مين تها بعضا او مين سى رجب مين روزه دكنتا اور عتيرة ذبح كرتا اور رجب مين ذبح كرتا كرتا بهى

باتخاذهم موسما وعيدا وروى عن طاووس انه قال لا تتخذوا شهرا عيدا ولا يوما عيدا واصل هذا
كه گويا موسم اور عید بتایا بهى اور طاووس سى روايت بهى كه آپ فى فرما ياف مت بنا وكسى مينه كو عید اورا سكى اصل بهى

ان المسلمين لا يجوز لهم ان يتخذوا وقتا من الاوقات عيدا الا ما جاء في الشريعة باتخاذ عيدا
كه مسلمانان كو جائز نهين بهى كه كسى وقت كو وقتون مين سى عید طرايين سوار اوكى جو شریعت مين عید طرايكا بهى يعنى هر هفته مين

وهو في الاسبوع يوم الجمعة وفي العام يوم الفطر ويوم الاضحى وايام التشريق وامامنا ذلك
جمعه كادن اور هر سال مين دن عید الفطر كا اور دن بقرة عید كا اور ايام تشريق كى اور جوان دنون سى سوار مين

فاتخاذ عيدا وموسما بدعة لا اصل له في الشريعة المحمدية بل من اعياد المشركين وقد كانت لهم
سوارا عید اور موسم طرايكا بدعت بهى شریعت محمديا مين اوكى كچه اصل نهين بهى بلكه مشركون كى عید بهى اور مشركون كى

اعیاد من انية واعیاد من انية فلما جاء الاسلام ابطالها الله تعالى وعوض عن اعيادهم الزقا
بهت عیدين بهتین زمانى بهى اور عیدين مكانى بهى هر جب اسلام آيا تواسد تعالی فى سب باطل كر دى اور عوض مين اوكى زمانى عید كى

عيد الفطر وعيد الفروا یا م التشریق ومن اعیادهم المکانیۃ الکعبۃ و عرفات والنی والمزدلفۃ

و لیس من هذه المواسم موسم ولا من هذه الاماکن مکان الا وفيه لله تعالی وظیفۃ من وظائف

طاعاته یتقرب بها الیه ولطیفۃ من لطائف نفحاته یصیب بها من یشاء من عبادہ بفضلہ و

رحمتہ فالسعيد من اغتنم هذه المواسم والاماکن وتقرب فیها الی مولاه باشرع فیها من وظائف

الطاعات حتی یصیبہ نفعۃ من تلك النفحات ویامن بها من عذاب النار وما فیها من النفحات

اما الصوم فیه فقد ورد فیہ احادیث من جلتها ما رواه البیهقی فی شعب الایمان عن انس انہ علی السلام

قال فی الجنة نهر یقال لہا رجب اشد بياضا من اللبن واحلی من العسل من صام یوما من رجب

در اتاہ الیہ تعالی من ذلك النهر هذا فی صیام بعضہ واما صیام کلہ فلم یصح فیہ بخصیۃ شی

تین الیہ السلام ولا عن اصحابہ وانا وورد فی صیام الا شہر الحرم کلہا ورجب اجدہا فیا زمان لا یخو

ع قد روی عن ابی قلابۃ انہ قال فی الجنة قصر لصوام رجب قال البیهقی ابو قلابۃ من

ابن ابی جریں لا یقول مثله الا عن بلاغ عن فوقہ من سمع عن النبی علیہ السلام نعم قد روی عن

ابن ابی جریں انہ کرہ ان یصام رجب کلہ وکرہہ امام احمد ایضا وقال یفطر منہ یوما او یومین وحکی

ابن ابی جریں عبا س نکن نزول کواہۃ صومہ بان یصوم معہ شہر آخر وقد قال الماوردی فی الاصل

لہ مستحب صوم رجب وشعبان واما الصلوة فیه فلم یشئت فیه صلوة مخصوصۃ یحتجب بہ فعلی هذا

لغیرہ ان کان لہ دیانۃ واذنا ان لا یلتفت الی ما اکب علیہ الناس فی هذا الزمان ولا یغتریشی ع

فی دار الاسلام وکثرۃ وقوعہ فی البلاد العظام من صلوة الرغائب فی لیلۃ الجمعة الاولى منه

اور اسلام میں مشہور ہوئی سی اور شری بڑی مشہور کی اندر محل کرئی سی یعنی صلوة الرغائب جو رجب میں پہلی جمعہ کی سب میں پڑھتی ہیں

المأزوی انه علیه الصلوة والسلام قال وایا کم ومحدثات الامور فان کل محدث بدعة وکل بدعة ضلالة

و فی حدیث اخر انه علیه السلام قال شر الامور محدثاتها وکل محدث بدعة وکل بدعة ضلالة

من هذین الحدیثین یدل علی کون تلك الصلوة فی هذه الیلة بدعة وضلالة لکونها من محدثات

الامور لعدم وقوعها فی عصر الصحابة والتابعین ولا فی عهد الاثمة المجتهدین بل حدثت بعد

المائة الرابعة من الهجرة النبویة ولذلك لم یعرفها المتقدمون ولم یتکلموا فیها وقد ذهبا العلماء من عی

المتأخرین وصرحوا بانها بدعة قبیحة مشقة علی منکرات وقالوا الاحادیث الواردة فیها موضوعة

والمتم بوضعها اجماعهم وبعد هذا التصريح لا اعتداد بکونها مذکور فی بعض الكتب والرسائل لاننا نعرف

الذین وحصول الثواب والعقاب من الشارع لعدم استقلال العقل فیہ فتلك الصلوة فی هذه الیلة

لم یصلها النبی علیه السلام ولا احد من الصحابة ولم یحث علیها فلا یحصل فیها الثواب بل یكون فعلها

عبثا ینحسب منه الثواب کما قال صاحب مجمع البحرین فی شرحه ان رجلا یوم العید فی الجنة مراد

ان یصلی واجابة العید فهاه علی فقال الرجل یا امیر المؤمنین انی اعلم ان الله تعالی لا یعذب علی الصلوة

فقال علی وانی اعلم ان الله تعالی لا یشیب علی فعل حتی یفعله رسول الله صلی الله علیه وسلم او یحث علیه

فیکون صلاتک عبثا والعبث حرام فلعله تعالی یعذبک به وبعث الفتنک لرسوله وقال ابن جریر

البدعة لا یرحمها الله السنة غیر لازم فتلك الصلوة مما تزد بدین مادیون السنة والبدعة فتعین ترکها ولا

یحل احد فعلها لا منقاد ولا جماعة لان الجماعة فیها بدعة ایضا اذ ادنی مرتبة الجماعة

الجماعة لا بد من ثلثة واما الجماعة فیها بدعة ایضا اذ ادنی مرتبة الجماعة

في الكتب المعتمدة كالكا في وغيره ان الفقهاء اتفقوا على كراهة الجماعة في الزنا فاعدا التراويح والكسوف والخسوف
جيسي كا في وغيره صاف مذكوري كه فقهاء بالاتفاق فاك بين كسواي تراويح اور صلوة كسوف اور خسوف

والاستسقاء اذا كان سبب الامام اربعة وقالوا ان التطوع بالجماعة انما يكره اذا كان على سبيل التمداعى بان
 اور استسقاء کی غفلت کی محنت کو ہی اگر سوای امام کی چار آدمی ہوجاویں اور کہتے ہیں کہ نوافل جماعت سی جب مکروہ میں کہ وہ جماعت بطور اجتماع کی ہو ایسا
 یحکمہ جماعتہ فوق الثلثة ویقتدر ابواحد واما لو اقدری واحدا واثنتان بواحد لا یکره وفي الثلثة اختلاف
 کہ تین سی زیادہ جمع ہو کر ایک امام کر لیں اور اگر ایک مقتدی ایک امام ہو یا دو مقتدی ایک امام ہو تو مکروہ نہیں ہی اور تین مقتدی ہو تو تراسین اختلاف
 فی الامر بیکره اتفاقا وقد ثبت فی الاصول ان الاداء بالجماعة فیما شرعت فیہ بالجماعة کالمکتوبات والجمعة و
 اور چار مقتدی ہوں تو بالاتفاق مکروہ ہی اور اصول میں ثابت ہو چکا ہی کہ اذا کرنا نماز کا جماعت سی جن نمازوں میں جماعت جائز ہی جیسی نماز ایض بجماعہ اور نماز
 العیدین والتراویح والوتر فی رمضان اداء کامل فی غیرہا عین نقصان بمنزلة الاصبم الزائدة وتلك الصلوة
 اور عیدین اور تراویح اور رمضان میں وتر یہ ادا کامل ہی اور انسی ہوا اور نمازین جماعت سی عید اور نوافل میں جیسی چھٹی اونگی اور یہ نماز

لیست منها فتكون الجماعة فيها عبثا ونقصانا ولو بعد المذلة لان التنقل بالجماعة مكرهه ومعصية والنذر
اول نمازوں میں داخل نہیں ہی پس جماعت میں غانکی عیب اور نقصان ہی اگرچہ منت مانی ہو اسلی کہ نفی جماعت سی مکروہ اور گناہ ہی اور منت کرنی
بالمعصية لا يجوز ولا يلزم الوفاء به لما ثبت في صحيح البخاري عن عائشة انه عليه السلام قال من نذر
گناہ کی جائز نہیں ہی اور اسکا یوں کرنا ہی لازم نہیں ہی اسواسطی کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جسنی اطاعت
ان يطيع الله ومن نذر ان يعصى الله فلا يعصه فهذا الحديث يدل على ان النذر انما يجب الوفاء به اذا
الہی کی منت مانی تو لازم ہی کہ پوری کری اور جمعی معصیت کی منت مانی معصیت اگرگز پوری نگیری تو یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہی کہ نذر جب ہی پوری کرنی واجب ہوتی ہی کہ
كان في طاعة الله تعالى ولمراد بطاعة الله هنا ما ليس بواجب لا معصية لان النذر مفهوما الشرعي اي اجبا
طاعت الہی کی جو اور مراد طاعت سی اسباب میں وہی جو واجب نہ ہو اور نہ معصیت ہو اسواسطی کہ شرع میں نذر کی معنی واجب کر لینا

المباح فلا ينعقد في الواجب ولا في المعصية بل ان وقع في المعصية يجرم الوفاء به ويلزم الكفارة كما في اليمين
سباح كما يسلم او ركنه من نذر فمعه يمين آتی بلکه اگر معصیت کی نذر مانی تو اسکا پورا کرنا حرام ہی اور کفارہ لازم ہو جاتا ہی جیسی قسم میں
لان حکمہ حکم الیمن عند کثیر من العلماء منهم ابو حنیفہ واصحابہ وحجتہم ما روی عن عائشہ انہ
اسو اسطی کسند اور قسم کا اکثر علماء کی نزدیک ایک حکم ہی امام ابو حنیفہ اور انکی بارون کا یہی مذہب ہی اور دلیل انکی وہ ہی حدیث ہی عائشہ کی روایت ہی
علیہ السلام قال لا نذر فی معصیۃ وکفارتہ کفارة یمین وفي حدیث آخر رواہ ابن عباس انہ علیہ السلام
کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی قرآن میں ہی نذر معصیت میں اور اسکا کفارہ مانند کفارہ قسم کی ہی اور ایک اور حدیث میں ابن عباس کی روایت ہی ہی کہ آپ فی السلام
قامن نذر نذر فی معصیۃ وکفارتہ کفارة یمین فان قيل صلوة التشبیه اصلها ثابت عن النبی علیہ
جس نہ کوئی منت آتی تو اسکا کفارہ کفارہ قسم کا سا ہی اگر کوئی پوچھی صلوة التشبیه کی اصل تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت ہی

فهل يجوز اذاها بالمجاعة بعد النذر في هذه الليلة قال الجواب ان المجاعة في النوافل لما كانت مكروهة كراهة تنزيه
ليس اسكاهي جماعت وادكرنا منت كي بعد اسه رات مين جاي زي يانهين اسكاجوب يهه ي جب لظنون مين جماعت مكروه تنزيه ي طهر ي
لكونها بدعة كان النذر بها مكروها ايضا فلا يجوز اركانها لاسيما مع وجود تخصيص الوقت بل تجب على الخلق
سبب بدعت هوني كي تو اسك نذر يه مكروه ي تواب اسطور بير اواكرنا جاي زي نهين ي خاص اليه حال مين كدقت بهي خاص كردها هو بلك خلق كي ذمه
اتباع الحق وان لم يدركوا ما فيه من المصالح ولا احتراز عن البدع والمحدثات وان لم يفهموا ما فيها من المفاسد
اتباع حق كا يه ي اگر چه او كي خوبير لسي واقف تهون اور بدعت اور محدثات سي احتراز كرنا واجب ي اگر چه او كي مفاسد كو نه سمجھتي هون

فان مفسدہا کثیرۃ من جملة ان کل ما احدث من الاعمال فی یوم من الایام او فی لیلة من اللیالی
کیونکہ اسکی مفسدیت میں چنانچہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہر بدعت عملی شخص کو کسی دن میں تمام ایام میں سے ایک کسی رات میں تمام راتوں میں سے
لا بد ان یکن من یعمل بہ معتقد ان ذلک الیوم افضل من سائر الایام والعل فیہ افضل من العمل فی سائر
ضرورتوں کی عمل کرنا ایسا کہ یہ عقیدہ ہوگا کہ یہ دن تمام دنوں میں افضل ہے اور اس دن میں عمل تمام اعمال سے جو اور دنوں میں ہو افضل ہے

الایام وان تلك لیلة افضل من سائر اللیالی والعل فیہ افضل من العمل فی سائر اللیالی ان ذلک لہذا الاعتقاد فی قلبہ لما اقدم علیہ
اور یہ بات تمام راتوں میں افضل ہے اور اس رات میں عمل اور راتوں کی اعمال سے افضل ہے اسلئے کہ اگر یہ عقیدہ ہو کہ راتوں میں سے ایک رات کا خاص
ذلک الیوم بصیام وذلک لیلة بقیام لان النبی فیہ عن تخصیص بعض اوقات بصلوة وصیام وخص فی ذلک انہ لم یکن علی وجہ التخصیص
کرنا اور کیوں اور رات کا جانا خاص کرنا اسلئے کہ منع کیا ہے ہر عمل اسلئے خاص کر لینا بعض وقت کا واسطی نماز کی ماروزہ کی اور روزہ اور نماز کی خصوصیت کی ساتھ
کہا ہے عن ابی ہریرۃ انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال لا تخصو لیلة الجمعة بقیام من بین اللیالی ولا تخصو
اسلئے کہ روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا نبی علیہ السلام فی

بوم الجمعة من بین الایام الا ان یکن فی صوم یصومہ احدکم فعلم من هذا ان الفساد انما انت من تخصیص
روزہ جمعہ کو واسطی روزہ کی تمام دنوں میں سے متخاص کرنا اور جمعہ کو اگر یہ کہ نماز اس سے معلوم ہوگا کہ یہ فساد اس سے پیدا ہوگا خاص کیا

ما لا اختصاص له فی الشرع وهذا المعنی موجود فیما نحن فیہ لان الناس انما یخصون تلك لیلة بما
ایسی وقت کو جسکی شرع میں کچھ خصوصیت نہیں ہے اور یہ ہی خصوصیت جسے ترمین ہم بحث کرتے ہیں موجود ہے یعنی غایب اسلئے کہ اس وقت کو اس نماز کی داخل
یفعلونہ فیہا لاعتقائہم انہا افضل ففیلة نرائدة علی ما یفعل فی غیرہا فلما لم یکن فیہ فضلہ یمنعوا
اسی اعتقاد ہی خاص کرتے ہیں کہ جو عبادت یا نماز اس رات میں اور ہوگی اور کوئی فضیلت ہی اس عبادت پر جو اور راتوں میں اور ہو اور اس میں ہر کچھ فضیلت
عن التخصیص اذ لا ینبعث التخصیص الا عن اعتقاد الاختصاص فین قال اعتقادہ ان الصلوۃ فی تلك
تو خصوصیت سے منع کر دیا اسلئے کہ خصوصیت خصوصیت کی اعتقاد سے پیدا ہوتی ہے اب جو شخص کہی کہ میری اعتقاد میں اس رات میں نماز

الیلة والصوم فی ذلک الیوم کما فی غیرہا ومع ذلک انی اخصہما بالصوم والصلوة فلا بد ان یکن باعثة
اور اس دین روزہ ایسا ہی جیسی اور رات دنوں میں پہر ہی مینی اول دنوں رات اور دن کو واسطی روزہ اور نماز کی خاص کر کیا ہی ہے ضروری کہ اسکا باعث
اما موافقة اهل الدنیا لحاجتہ عندہم وخوف اللوم واتباع العادة او نحو ذلک وفساد الكل ظاهر لان کل
یاہل دنیا کی موافقت ہوگی اور کسی کار برائی کی لئی یا اندیشہ طعنہ زنی کا یا پیروی عادت کی یا ایسا ہی کوئی اور امر ہوگا اور ان سب باتوں کا فساد ظاہر ہے
برایۃ والریاء بالعبادة حرام مع ان من یعمل بما ہو بدعة مع اعتقادہ انہ غیر مشروع فی الدین یکن فاسقا
ریاء کی باتیں ہیں اور عبادت میں ریا کرنا حرام ہے اور یہ ہے کہ بدعت کا عمل کرنا بلا اس اعتقاد ہی کہ یہ عبادت دین کی اندر جائز نہیں ہے فاسق

غیر مبتدع وان عمل بہ مع اعتقادہ انہ مشروع فی الدین یکن فاسقا ومبتدعاً فکثیر من اهل الزمان یصلون
غیر بدعتی ہوتا ہے اور اگر عمل کریں اس اعتقاد ہی کہ یہ بدعت دین کی اندر جائز ہے تو فاسق اور بدعتی ہوتا ہے پس اس زمانہ کی اکثر آدمی یہ نماز

تلك الصلوۃ فی هذه لیلة بجمہ کثیر مع اعتقادہم انہا مشروعۃ فی الدین فیلزم ان یکنوا یفعلہم هذا فاسقا
اس شب میں بڑی بڑی جماعت سے اور کرتے ہیں اس اعتقاد ہی کہ دین کی اندر جائز ہے اب لازم آتا ہے کہ وہ لوگ اس نماز پر بھی فاسق

مبتدعین لعلمہم البدعة مع اعتقادہم انہا عبادۃ مشروعۃ فی الدین وقد کان من عاداتہم اذا انکر علیہم
اور بدعتی لہو اس بدعت کی عمل کرنے پر اس اعتقاد ہی کہ یہ عبادت دین کی اندر جائز ہے اور ان کی یہ عادت تھی ہوئی ہے کہ جب انکو منع کریں

ان یقولوا هذا خیر من الاستغفال بالمعاصی فی مثل هذه لیلة فان هؤلاء المساکین لو تاملوا تامل التام
تو کہنے لگتے ہیں یہ عبادت ایسی رات میں گناہ کرنے سے تو بہتر ہے بیشک یہ مساکین اگر تامل کر کر انصاف کرتے

نوافل رات ہی

نہی

اسرا علی ہریرہ

لوجود هذا العمل اشد ضررا من فعل المعاصي لان من يفعل المعاصي يعلم حرمته ما فعل فربما يستغفر عنه
 توبته التي لم يسهل عليه معاصي ضررين سخت مزيج اسوسطی کہ جو شخص گناہ کرتا ہی تو جانتا ہی کہ مجھ سے گناہ واقع ہوا تو اکثر اس سے توبہ کر کر مغفرت مانگتا ہی
 ویدم عليه ويحصل له الدلالة والاكسار بخلاف هؤلاء فانهم باعترافهم انها قربة وعبادة مشروعة
 اور اس پر شرمندہ ہوتا ہی اور اس کو ذلت اور انکسار حاصل ہوتا ہی برخلاف اس گروہ کی یہ گروہ اس اعتقاد کی سبب کہ یہ ثواب اور عبادت مشروعة ہی
 في الدين لا يستغفرون منها ولا يندمون عليها بل يحصل لهم المباهاة والافتخار وهذا ما يندون عن ابليس
 دین میں نہ تو استغفار کرتے ہیں اور نہ اس پر شرمندہ ہوتے ہیں بلکہ او کو اور تار اور افتخار حاصل ہوتا ہی یہ ہی جو ابلیس کی حکایت کرتے ہیں
 انه قال قصمت ظهور بني ادم بالمعاصي والازرار وقصموا ظهري بالتوبة والاستغفار فاحدث لهم
 کہ کہتا ہی مین بنی آدم کی نیست معاصی اور گناہ کی بوجہ سے توڑ دی اور بنی آدم کی میرا پشت توبہ اور استغفار سے توڑ دی مینے او کی لئی
 ذنوبا لا يستغفرون منها ولا يتوبون عنها وهي البدعة في صورة العبادة ولذلك قيل البدعة شر من الفسق
 ایسی گناہ جو بڑی گناہ ہیں کہ نہ تو اس سے استغفار کریں اور نہ اس سے توبہ کریں یعنی بدعتیں ظاہر میں عبادت ایسی لئی کہتی ہیں کہ بدعت فسق سے بدتر ہی
 فان من يفعل البدعة يزعم انه في طاعة وعبادة فيكون شاقا لله تعالى ولرسوله لاستحسانه ما كرهه
 کیونکہ بدعتی اپنی تین طاعت اور عبادت میں مصروف جانتا ہی سو یہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کی رسول پر دشوار گندتا ہی کیونکہ یہ نیک سمجھتا ہی جس کو
 الشرع ولفظي به. وهي الاحداث في الدين فانه تعالى قد شرع لعبادة من العبادات ما فيه كفاية لمواكل
 شرع فی پر جاننا وشرع کہ بدعت دین کی باب میں بیشک اللہ تعالیٰ مقرر کر چکا ہی ایسی بدعتوں کی لئی اتنی عبادات جن میں انکو کفایت ہی اور کامل کر چکا
 دينهم وانهم عليهم نعمته كما حبر به في كتابه اليوم اكملت لكم دينكم وانكملت عليكم نعمتي فالزبيلة
 او مکلاہین اور پوری کر چکا ہی اور ہر اچھی نعمت جتنا کیا ہی کتاب میں اس کی خبر دی ہی آج کامل کیا مینی واسطی تمہاری دین تمہارا اور پوری کی تمہاری نعمت پس کامل پر
 على الكمال نقصان واختلال وليس لاحد ان يقول تلك الصلوة وان كانت بدعة الا ان فيها الاذکار وقراءة
 کچھ زیادہ کرنا نقصان ہوتا ہی اور عیب اور نہیں ہو سکتا کہ کوئی بہت ہی یہہ مانا گرچہ بدعت ہی براس ماز میں اللہ کا ذکر ہی اور قرآن کی
 القرآن فيرجى الثواب في مقابلة تلك الاذکار والقراءة اذ يقال ان تلك الصلوة لما كانت بدعة وضلا كما الاذکار والقراءة
 تلاوت ہی پس امید ہی کہ اس ذکر اور تلاوت قرآن کا تو ثواب ہوا اسوسطی کہ جو اب ہر بدعت خارجہ سخت اور گرا ہی پڑی تو تمام ذکر اور تلاوت جو
 الواقعة فيها من فعل خطا اطاعا بالمعصية وهو معصية اخرى اشد استقباحا من اولي فيلجأ حذر انهم وكذا اليك احلان يقولون انهم من تلك
 اور نماز میں ہی ایسی ہی کو یا طاعات میں معصیت ملا جلا دی اب ہر ایک اور نصیحت ہی پہلی ہی بدتر سے اس سے احتراز ہی کرنا چاہی ایسی ہی نہیں ہو سکتا جو کوئی بدعت ہی
 الصلوة لقوله تعالى انزعيت الذي ينهي عبدا اذا صلى ولا ان يستدل على خيريتها بما روى انه عليه السلام
 اس نماز سے بنا پر اس آیت کی ممانعت یہیں تو فی کیا ہوا جو منع کرتا ہی بندی کو جب نماز پڑھی اور نہ یہ مجال کہ کوئی استدلال کری اسکی خوبی براسیوت سے کہ اس نے
 قال الصلوة خير موضوع اذ يقال له ما قلت انما هو في صلوة لا يخالف الشرع بوجه من الوجوه وذلك
 فرمایا نماز خوب ہی وضع کی ہوئی اسوسطی کہ یہ جواب ہی کہ یہ حدیث ایسی نماز کی حق میں ہی جو کسی وجہ سے شرع کی خلاف ہو
 الصلوة مخالف للشرع من وجوه على ما ذكره العلماء في تصانيفهم منها الاعتقاد على الحديث الموضوع
 نماز شرع کی خلاف نہی وجہ سے ہی مخالفہ علماء فی اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہی ایک یہ کہ وضع حدیث پر اعتقاد کیا
 فانه اذا ثبت كونه موضوعا يخرج من المشروعية ويكون مسنوعة من خدام الشيطان ومنها فعلها
 کیونکہ جب اسکا وضع ہونا ثابت ہوا تو مشروعت سے خارج ہوتی اب اس پر عمل کرنا لا شیطان کا خادم ہی اور ایک یہ کہ
 بلحاظ ان الجماعة في النوافل مكرهة فكيف فيها ومنها تخصيصها بليلة الجمعة وقد روي النهي عن تخصيص
 جماعت اور گرا درجہ عت مطلق نظر میں مکروہ ہی انہیں کہوں ہوا اور ایک یہ کہ خصوصیت شب جمعہ کی اور حال یہ کہ نہی اسکی خاص کرنی

ليلة الجمعة بقيام وقيامها بصيام ومنها السراج المسمر الكثيرة لأجلها وذلك لا يجوز لكونه مستبدا
 شب جمعة سي واسطي جائز في دن جمعة سي واسطي ورواها عن أبيه كذا في روثي خوب كرتي بين اور سید جانیہ نہیں ہی کرا سرف ہی
 والتبدیر حرام بنص القرآن ومنها اعتقاد العامة انها سنة بل كثير من العوام يعتقدون فرضاً
 اور اس کے حرام ہی نص قرآن سی ثابت اور ایک یہ کہ عوام کو سکون سمجھتی ہیں بلکہ اکثر علوم فرض جانتی ہیں
 حتی انهم يتكلمون الفرائض ولا يتكلمون بها بل بعدد نهار اس جميع الصلوة المفروضة بسبب فعلها وحضورها
 یہاں تک کہ وہ لوگ فرض کو تو ترک کر دیں اور اس نماز کو نہ چھوڑ دیں بلکہ اس کو تمام فرض نمازوں سی افضل شمار کرتی ہیں کیونکہ اس کو پڑھتی ہیں اور اس میں
 بعض من لا کابر من لا يحضر الجماعة في المكتوبات ومنها اتخاذها وظيفة ووظائف الدين وشعيرة من
 وہ عمدہ لوگ حاضر ہوتی ہیں جو فرائض کی جامعیت میں حاضر نہیں ہوتی اور ایک یہ کہ اس کا ایک وظیفہ دین کی وظیفوں میں سی اور ایک نشان
 لشعائر المسلمين حتی ان المحکام ينتهون الامتة والمؤذنين ان لا يغفلوا عنها في هذه الليلة بل يظهرون النذر
 مسلمان کی نشان دہی میں سی مقرر کیا ہی یہاں تک کہ حاکم وقت امام اور مؤذن کو خبردار کر دیتی ہیں کہ ایسا نہ ہو غفلت سی اس بات میں قصداً ہو بلکہ نادان کر تی ہیں
 بان من لا يصليها يضرب ضرباً شديداً ويعزلون الامام الذين يتخلف عنها كما جرى كل ذلك في بعض
 کہ جو شخص اس نماز کو نہیں پڑھتا تو خوب پٹی گا اور امام کو موقوف کر دیتی ہیں جو اتفاقاً نہ پڑھی چنانچہ بہ تمام حال بعضی وقتوں میں
 الاوقات في بعض البلاد فياليتهم فعلوا مثل ذلك في الفرائض والواجبات وهذه هي الفتنه التي قال فيها
 بعضی شہروں میں گذر ہی پس کاشکی ایسی تاکید فرائض اور واجبات میں کرتی اور یہ وہ ہی فتنہ ہی جسکی باب میں
 ابن مسعود كيف انتم اذ البستكم فتنة يهزم فيها الكبير وينشأ فيها الصغير تحري على الناس يتخذونها سنة
 ابن مسعود کی کہای تنہا دیکھا حال ہوگا جب تمکو فتنة گہیر کی کہ بڑا ہو جاوی اور سبب کبیر اور جوان ہو جاوی اور سبب صغیر حادث ہی لوگوں کی کہ وہ کو سنت پڑھتی ہیں
 اذا غيبت قيل غيرت السنة او هذا منكرو كان يقول ايضا اياكم ولا يحدث من البدع فان الدين لا يرد
 جب اتنی بدلا تو کہیں توئی سنت کو تبدیل کیا یا یہ بجا ہی اور ابن مسعود یہ کہتی تھی بچھو ہر روز احداث بدعتوں سی کیونکہ دین ایک بار ہی
 من القلوب بجمرة ولكن الشيطان يحدث لكم بدعاً حتى يذهب الايمان من قلوبكم فعلى هذا يجب على
 دلوں میں سی نہیں نکلیا جائیگا لیکن شیطان تمہاری لٹی بدعتیں پیدا کرے گا یہاں تک کہ ایمان تمہاری دلوں میں سی نکل جاوے گا اس بیان کی موافق ہر مسلمان پر
 كل مسلم ان يحذر من الاغترار والميل الى شيء من البدع والمحدثات ونصون دينه عن العوائد التي استأذرت
 واجب ہی کہ بچھو تری فریفتگی اور غفلت اور توجہ سی طرف تمام بدعات اور محدثات کی اور اپنی دین کو عادات سی بجاوی جس میں الفت پڑی
 بها وتربى عليها فانها سم قاتل قل من سلم من افاته وظهر له الحق معها لان لها حلاوة في قلوب اهلها
 اور ہر درش پائی بیشک یہ نہر قاتل ہی اسکی آفات سی کم بچھتی ہیں اور اسکی ساتھ ہی کہیں نہیں ظاہر ہوتا اسلئے کہ اسکا مزہ بدعتوں کی دل میں ایسا آتا ہی
 يستحسنها طباعهم فلا يتركونها ولذلك كان هشام بن عروة يقول لا تسئل الناس عما أحدثوه فانهم قلد
 کہ اسکی دل اسکو پسند کرتی ہیں سو کہیں نہ چھوڑ دیں گی اسی لئی ہشام بن عروہ کہتی تھی کہ لوگوں سے کیا پوچھتی ہو بدعات کو اسکا تو انہوں کی
 اعدوا له جوابا لكن اسئلوهم عن السنة فانهم لا يعرفونها يسرنا الله اليوم العمل بالسنة والاحترار عن بدع
 جواب تمہارا کہ کہای لیکن ولسی یہ پوچھو سنت کیا ہی یہہ سنت کو نہیں جانتی اللہ تعالیٰ ہکو آج سنت پر عمل آسان کری اور بدعت سی بجاوی
 المجلس العشرون في بيان فضائل حج المبرور وبيان البدع التي قال رسول الله صلى الله عليه
 بیسویں مجلس بیان حج مبرور کی اور بیان حج کی بدعتوں کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه هذا الحديث من صحاح المصنفين رواه ابو
 وسلم فی حج کیا واسطی اسکی پر نہ غش کہا سامع عورتوں کی اور نہ بدکاری کی ایسا کہ ہر جاوے گا جیسا اسکا وہی با (بہ حدیث) صحیح حدیث میں ہی

ومعناه ان من حج واجتنب جميع ما فيه اثم من القول والفعل غفرت ذنوبه والمراد من الذنوب الصغائر
 اسكى معنى يبين كجسنى كجلى اور بجى تمام گناہوں قولى اور فعلى سى اوسكى گناہ معاف ہو جاوے گی اور گناہوں سى مراد صغیرہ گناہ ہيں
 لان الكبيرة لا يكفرها الا التوبة واما الصغيرة فلها مكفرات كثيرة ورد بها السنة كالصلوات الخمس
 اسكى كے کبیرہ گناہ کا کفارہ سوائے توبہ كے كچھ نہیں ہيں اور گناہ صغیرہ كے چھوڑا نیوالی بہت چیز ہيں ہيں یہ حدیث میں آیا ہيں جیسى نماز پنجگانہ
 والجمعة وصوم رمضان وغيرها فان كل واحد من مباني الاسلام يكفر الذنوب والخطايا فيدها
 اور نماز جمعہ اور روزی رمضان كے اور سوا اسكى بیشك ہر ہر اصول اسلام میں ہيں گناہ اور خطا کا کفارہ ہيں كے سب برابر كر دیا ہيں
 فكلما لا اله الا الله لا تبقى ذنبا ولا يسبقها عمل والصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى
 پس كہ لا الہ الا اللہ كوئى گناہ باقى نہیں چھوڑتا اور نہ اس سى كوئى عمل فائق ہيں اور نماز پانچ روز جمعہ سى جمعہ تك اور رمضان سى
 رمضان مكفرات لما بينهن من ما اجتنب الكبائر والصدقة تطفي الخطيئة كما يطفى الماء النار والحج
 رمضان تك كفارہ ہيں درميان كے گناہوں سى جب تك كے كبرہ سى چھڑا ہيں اور صدقہ خيرات خطاؤں كو بجھا دیتا ہيں جیسى پانی آگ كو بجھا دیتا ہيں اور حج
 الذى لا رفق فيه ولا فسق يخرج صاحبه من ذنوبه كيوم ولدته امه لما روى انه عليه السلام قال
 جيسين نه فحش ہوسانى ہوتوں كے اور نہ بدكار كے تو حاجى كے گناہوں سى ایسا پاك ہو جاتا ہيں جیسى اوسكى مانی جنا تھا كيوں كہ روایت ہيں كے پیغمبر علیہ السلام فی فرمایا
 من قضى نسكه وسلم المسلمون من بیده ولسانه غفرا تقدم من ذنبه واما اخرو في الصحيحين انه عليه السلام
 كے جیسى تمام لوازم حج كے اور تمام مسلمان اوسكى ہاتھ اور زبانی سلامت ہيں تو اوسكى تمام گناہ پہلى اور پچھلى معاف ہوئى اور صحیح مسلم اور بخاری میں ہيں كے آپ فی
 قال الحج المبرور ليس له جزاء الا الجنة واختلف العلماء في كون الحج المبرور مكفرا للكبائر والصحيح انه يكفرها
 فرمایا كے جزاء كے جزاء كے سوا جنت كے اور نہیں اور علماء فی اختلاف كیا ہيں آیا حج مبرور كبرہ گناہوں كا كفارہ ہوتا ہيں یا نہیں صحیح ہيں كے كفارہ نہیں ہوتا
 ومن قال انه يكفرها ليس مراده انه يسقط عن مرتكبها قضاء ما لزمه من العبادات والديون والمظالم
 اور جو قابل ہيں كے كبرہ كا كفارہ ہوتا ہيں تو اوسكى مراد یہ نہیں ہيں كے مرتكب كبرہ كے ذمہ سى قضا عبادات اور قرضوں اور حقوق كے جزا و سپر لازم ہيں ساتھ ہوتا ہيں ہيں
 وانما مراده انه يكفر عنه تاخير قضاء ما لزمه فانه اذا فرغ منه يطالب بفعل ما لزمه فان لم يفعل
 اوسكى مراد یہ ہيں كے جزا و سپر لازم ہيں كے ذمہ سى تاخير قضا كا كفارہ ہوتا ہيں بیشك جب وہ اس سى فارغ ہو چكے گا تو جو اوسكى ذمہ ہيں اوسكى ادا كا مطالبہ ہوگا اگر اسنى
 مع قدرته عليه يكون مرتكبا للكبيرة لان الحج المبرور وهو الذى لا يخالطه اثم وقيل هو المقبول وهذا
 باوجود قدرت كے ادا كيا تو مرتكب كبرہ كا اب ہوگا اور حج مبرور ہوتا ہيں جيسين كوئى گناہ نہ ملے اور كہتى ہيں وہ حج مقبول ہوتا ہيں اور یہ
 المعنى قريب من الاول وعلامة كون الحج مبرورا ان يترك صاحبه سيئ ما كان عليه من عمله ويتوجه الى
 معنى پہلى ہيں ہيں معنى ہيں اور حج مبرور ہونى كے نشانى یہ ہيں كے حاجى تمام اعمال بد و خور كراتا نہ ترك كرى اور اپنى رب كے طاعت میں
 طاعة قرية ويسعى في اصلاح نفسه وقيل علامة كون حج الانبياء مقبولا ان يزداد بعد الحج خيرا ولا يعاود
 معروف ہو رہى اور اپنى اصلاح نفس میں سعی كرز رہى اور كہتى ہيں كے حج كے مقبول ہونى كے علامت ہيں كے حج كے بعد نيكو كارى زيادہ ہو جاوے اور گناہ كچھ بڑے
 المعاصى بعد الرجوع ويترك قرباء السوء فان من استلم الحجر فقد بايع الله تعالى ان يجتنب معاصيه
 پھر كہى عمل میں نہ لاوے اور پھر جنسيون كو ترك كرى بیشك جسنى حجر سوا كو بوسہ ديا اوسى اللہ تعالى سے پھرت كے كے اوسكى نافرمانى نہ كرے گا
 وينقوم بحقوقه فمن تكثرت فائما ينكث على نفسه ومن أوفى بما عهد عليه الله فسوف يتوبه اجر عظيما
 اور ہيں تمام حقوق ادا كرے گا پھر كوئى قول توڑى سوتوڑتا ہيں اپنى برى كو اور جو كوئى پورا كرے پھر قرآن كيا اسدى وہ ديكا اوسكو عوص بڑا
 بشبر الى هذا ما روى عن ابن عباس انه قال الحج الاسود يمين الله تعالى في الارض فمن استلمه وصافح فانه نكثا
 سبى كے طعن اشارہ كرتى ہيں روایت ابن عباس كے كے فرمایا حجر اسود اللہ تعالى كا زمین میں دامن ہاتھ ہيں جيسى اوسپر بوسہ ديا اور صاف كيا گویا

من سبعين حجة فيكون كمن ضيع الفدينار في طلب درهم واحد فاذا كان كذلك فعلى الحجاج ان يلزم
 نهين مونا بهر بهر شخص اسبابی که ایک درهم کی واسطی هزار دینار خراب کنی جب حال یہ ہی تو حاجیوں کو ضروری کہ غانین
 الصلوة في وقتها بالجماعة عند التيسير وبلا نفراد عند التعسر مع الاحتياط عن التيمم حال كفاية
 وقت پر آسانی میں جماعت ہی اورنگل کو وقت تنہا ادا کیا کریں ہر تيمم سی احتیاط کریں اگر پانی غلبہ ظن میں
 الماء للوضوء والشرب له ولرفيقه باعتبار غلبة الظن وعن الوضوء بماء نجس وعن الصلوة قبل وقتها
 واسطی وضوء اور پینٹی سکی اور اسکی رفیق کی کافی ہو اور احتیاط وضوء کی نایاک پانی سی اور احتیاط غازی وقت کی پہلی سی
 ومع الاجتهاد في امر القبلة في موضع الاشتباه ومن منكرات الحکم تزین المجل بالحل من الذهب
 اور کوشش کریں سمت قبہ میں اشتباہ کی مقام میں اور حایوں کی بدعات میں سی ہی اونٹ کا سونی اور چاندی کی گسی ہی
 الفضة والقلائد والاساور والباس الحرير وتزین المشاعل بذلك ايضا يفعلون ذلك عند خروجهم
 اور قلادہ اور گنگن سی اور حریر پہنا کر سنگا کرنا اور لسی ہی زیب و زینتوں سی مشعلیں روشن کرنی ہی اور ہر سنگ جب اپنی شہر سی نعت
 من بلدهم ورجوعهم اليه وعند دخولهم مكة والمدينة وهم اثنون في جميع ذلك ويشاركهم في الاثم
 ہوتی ہیں اور جب ہر اپنی شہر میں داخل ہوتی ہیں اور مدینہ میں داخل ہوتی ہیں تو کیا کرتی ہیں اور وہ سب ان بدعات کی کرتی ہیں ہر ہر ہر
 من يتناول الروية ذلك وليست تحسنه اوليسكت عنه ومن منكراتهم ايضا خروج النساء عند هاجم
 جو کچھ کوجاتی ہیں اور اوکو نیک بھتی ہیں یا جب ہو کر منع نہیں کرتی اور حاجیوں کی بدعات میں سی بہر ہی ہی کہ عورتیں اونکی جاتی وقت
 وعند هجبتهم فان الواجب على المرأة قعودها في بيتها وعدم خروجها من منزلها وعلى الزوج منعها عن
 اوقات وقت ساندہ لکھی ہیں کیونکہ عورتوں پر اپنی کہ میں بیٹھی رہنا اور اپنی مہنی کی مقام سی باہر نچانا واجب ہی اور شوہر پر اونکار کو نہ لکھی سی
 الخروج ولو اذن لها وخرجت كانا عاصيين والاذن قد يكون بالسكوت فهو كالقول لان النهي عن
 واجب ہی اور خاوند کی اگر اوکو اجازت دی اور وہ نکلی تو دونوں گنہگار ہوں گی اور اجازت کہی چپ رہنی سی ہی ہوتی ہی وہ ایسی ہی جیسی ناسی کہا اسطرحی کہ بائیں
 المنكر فرض وان خرجت بغير اذن زوجها يلغى كل ملك في السماء وكل شيء يبر عليه الا الانسان والجن وقد
 اريد سی فرض ہی اور اگر وہ بغير اجازت خاوند کی نکلی تو اوکو تمام فرشتی آسمان کی اور جس جس چیز پر کو گزرتی ہی بجز انسان اور جن کی سب لعنت کرتی ہیں اور
 جاء في الحديث انه عليه السلام قال ما تركت بعدى فتنة اضر من النساء فخرج النساء في هذا الزمان
 حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا کہ میں نے کوئی فتنہ اپنی بعد پر نہ عورتوں سی نہیں چھوڑا سو نکلتا عورتوں کا اپنی کہرون میں سی
 من يهتقن من اكثر الفتن لا سيما الخروج المحرم لخروجهن خلف الجنازة ولزباسة القبور وعند خروج الحج
 اس زمانہ میں بڑا ہی فتنہ ہی جب حرام وجہی نکلتا بدتر ہی جیسا جانا عورتوں کا جنازہ کی پیچی اور قبروں کی زیارت کو اور حاجیوں کی رخصت کی وقت
 ومحجبتهم والخبيرهن قعودهن في بيوتهن وعدم خروجهن عن منزلهن لا ترى انه تعالى امر خير النساء الدنيا و
 واونکی آتی وقت اونکی حق میں کہرون کی اندر بیٹھی رہنا ہی اور اپنی منزل سی باہر نہونا ہی بہتر ہی کیا نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں سی بہترین عورتوں کو
 هن انزواج النبي عليه السلام بعلم الخروج من بيوتهن فقال وقول في بيوتكن وهذا النظم الكروي وان نزل فيهن
 کہ دو ارواح مطہرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں کہرون میں سی نکلتی سی منع کرتا ہی فرمایا اور قرار پڑوایتی کہرون میں اور یہ آیت بزرگ اگر جہ ازواج مطہرات کی حق
 لان حكمه يعم الجميع لما تقر ان خطابات القران تعم الموجودين وقت نزوله ومن سيوجد الى يوم القيمة
 پر اسکا حکم سب کی حق میں عام ہی کیونکہ اصول میں ہر جگہ ہی کہ احکام خطابی قرآن شریف کی تمام موجودین کو وقت نزول کی اور اونکو جو فیامت تک پہنچے
 ومن منكراتهم ايضا ان بعض ما لا يجب عليهم الحج من الفقراء يخرجون معهم بلا زاد ويقولون نحن متوكلون
 اور حاجیوں کی منکرات میں سی بہر ہی ہی کہ جن بی مقدوروں برج فرض نہیں ہی وہ ہی اونکی ساتھ ہوجاتی ہیں بی توشہ خالی اندر کہتی ہیں کہ ہم تو کل پر ہیں

فدكون كل على الناس وثقل عليهم غير متفكين عن ابراهيم بالسؤال والسلم ^{م وهو يرتكب}
^{مروه لوكون بر بهاري بڑی ہیں اور دستور ہوتی ہیں اونکی بسک مانگنی بہین جیوٹ تی}
^{اور حال یہ ہے کہ مانگن حرام ہی اور وہ اس امر کو امر اور نہی}
 ذلك الحرام لاداء ما يجب عليهم بل يتركون كثيرا من الصلوات الخمس ويقعون في انواع المعاصي فيكون
^{اور کسی لمی اختیار کرتی ہیں}
^{بلکہ اکثر اوقات نمازین پنجگانہ میں ہی ترک کرتی ہیں}
^{اور قسم قسم کی معاصی میں گرفتار ہوتی ہیں بہرہ ہی}
 سبب كمالهم وزيادتهم سببا لنقصانهم وخسرانهم وقد نال بعض المفسرين ياتي على الناس زمان يخرج اغنياءهم
^{سبب جو اونکی غویہ اور زیادت کا ہی باعث اونکی نقصان اور خسار کا ہو جاتا ہی اور بعض مفسرین کی کہانی لوگوں پر ایسا زمانہ آوے گا جس میں دولت مند تو}
^{لذرتفہ و اوساطہم للتجارة وقراءهم للرباء والسمعة وقراءهم للمسئلة ولا يبعد ان يقال وستراهم للستر}
^{حج کرینگے واسطی عیش تن آسانی کی اور درمیانہ لوگ تجارت کی واسطی اور قاری واسطی اور کھل دی کی اور فقراء واسطی تنگ کہانی کی اور بے حد نہیں کہ یہ بھی کہیں اور ہی}
 والحاصل ان الحج قد صار في هذا الزمان فتنة ومحنة لكثير من الناس حيث لا ينظرون فيما اوجبه الله
^{اور حاصل یہ ہے کہ حج اس زمانہ میں بہت لوگوں کی حق میں فتنہ اور محنت ہو گئی ہی}
^{اس واسطی کہ وہ ہی نگاہ نہیں کرتی کہ اللہ تعالیٰ انہیں کیا کیا}
 عليهم فيه من حقوقه وحقوق عباده فانه تعالى اوجب عليهم الحج بشرط الاستطاعة وهي تقتضي
^{اپنی حق}
^{اور اپنی بندوں کی حق واجب کئی ہیں بیشک اللہ تعالیٰ نے اونپر حج اس شرط سے فرض کیا ہی کہ استطاعت ہو یعنی اتنی}
 القدرة على ما يكفي الانسان لما يحتاج اليه مدة ذهابه ومجيئه من ما كوله ومشربه ومركوب
^{قدرة ہو کہ انسان کو حاجات کی لمی جانی اور آئی کی مدت میں کفایت کر جاوے}
^{تہائی کو اور پینے کو اور سواری کا کو}
 فمن الناس من يخرج الى الحج بلا زاد ومزحلة لفقره فربما يهلك في الطريق عند حاجته الى الاكل والشرب
^{بہر بعضی لوگ حج کی واسطی ناداریکی خالی اتہی توشہ اور سواری روانہ ہو جاتی ہیں تو اکثر راستہ کی اندر کہانی اور پینے}
 والركوب فيموت عاصيا لان الله تعالى نهاه عن السفر على تلك الحالة ومن خرج الى الحج من غير ان
^{اور سواری کی محتاج ہو کر تباہ ہوتی ہیں پھر گناہگار ہو کر مرتی ہیں اس واسطی کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی حالت میں سفر سے منع کیا ہی اور جو شخص حج کو جاوے بدون}
 يملك ما يكفيه وقصد في خروجه ان يسل الناس ما يحتاج اليه في وقت ضرورته من اكل وشرب وركوب
^{اتنی مقدور کی کہ اوسکی واسطی کافی ہو اور ارادہ کری کہ یہاں سے نکلتی ہی لوگوں سے حاجت کی چیز کہانا پینا سواری ضرورت کی وقت تک نہیں کی}
 فقد اساء اكبر اساءة لان الغالب من حال الحجاج ان يتروا كل واحد منهم قد كفايته لمشقة الحمل وبعد
^{تو اونسی بہت ہی برکایا اس واسطی کہ اکثر حاجیوں کا حال یہ ہی ہی کہ توشہ موافق کفایت اپنی بار برداری اور درازی راہ کی نیکو جاتی ہیں}
 الطريق فمن سافر معهم بلا زاد فانه ايضا نفهم في زادهم فيكون سفره هذا اذى لنفسه ولغيره واكثر من
^{بہر جو خالی اتہی اونکی ساتھ ہو جاوے تو اونسی اونکی توشہ میں مہانی مانگی کا پھر اسکا یہ سفر وبال ہو گا اوسکو ہی اور اور نکو ہی اور اکثر ایسا کام}
 يفعل هذا هم الذين لا يعرفون شرائط الدين واحكام الاسلام ولا يقصدون طاعة الله تعالى طاعة
^{وہ ہی کرتی ہیں جو شرع الطہرین کی اور احکام اسلام کی نہیں جانتی اور نہ اونکو طاعت الہی اور اتباع رسول ہی کچھ غرض ہوتی ہی}
 رسول له بل يقصدون قضاء ما تشتهيه نفوسهم من روية الاماكن البعيدة الغربية وروية مكة
^{بلکہ اپنی دل کی ارمان نکالتی ہیں دیکھنا عجیب و غریب دور کی شہروں کا}
^{اور مدینہ کا اور سیر کرنا لوگوں کی مجلسوں کا}
^{اس واسطی کہ وہ ان دور دور کی لوگ آتی ہیں اور حاجی کہلائیں اسکی اتنی ہی ہمت تھی}
 والمدينة والتفرح على الناس في مجامعهم اذ يأتون من كل فج عميق وان يقال له الحاج لاهمة له الا
^{ذلك ومنهم من يزين له الشيطان صعبة الركب ولا مقصود له الا اخذ اموال الناس من سرقة}
^{اور بعضوں کی دین شیطان و الدینا ہی اونکا مقصود صرف یہ ہی ہوتا ہی کہ لوگوں کا مال چور کرے}

او غصب لو کیف ممکن فان الشیطان یجتهد دائماً فی ایفاء بنی آدم فی الشر فیفتح له باباً من الخیر ليقفه
 یا چینی کر یا جسطرح بنی یجعی کیونکہ شیطان ہمیشہ بہہ کوشش کرتا رہتا ہے کہ نئی کوشش کو برائی میں مبتلا کرے پھر ادنیٰ ایسی باتیں دروازہ خیر کا کہوں کر
 فی انواع المعاصی و المحرمات فی السرو من منکر اثم ایضاً انہم فی اکثر الاحوال یضیعون حقوق میتہم اذ قد
 درپردہ قسم قسم کا معاصی اور حرام اور برائی میں مبتلا کر دیتا ہے اور چاہیوں کی منکرات میں سی بہہ ہی ہے کہ وہ اکثر حال میں اپنی مردہ کا حق تلف کر دیتی ہیں
 یموت و احدث رفقاءہم حین کونہم نازلین فلا یغسلونہ ولا یكفونہ ولا یصلون علیہ بل یرتحلون
 جب کوئی اور کفار رفیق منزل میں اترتی ہوئی مرجاتا ہے پھر اوسکو نہ تو نہلا دین اور نہ کفن دین اور نہ اوپر نماز جنازہ کی پڑھتے ہیں بلکہ وہ انکی کوچ کرتی ہیں
 و یتروکونہا کضایعاً بلادفن ویقعون فی الاثم لان کل واحد من هذه الامور من فروض الکفاية التي
 اور مردہ کو اسی جگہ ہی دفن ڈال جاتی ہیں اور گتے میں پیستتی ہیں کیونکہ یہ سب باتیں فرض کفایہ ہیں اگر کوئی ایک ہی

اذا ترک واحد منها یا اثم الكل وقد یموت حین کونہم ذاہبین فی الطريق فیرمونه فی مکان قفر بلادفن ویقل
 متروک ہو تو سب گنہگار ہوں اور بے وقوفت رستہ میں چلتی ہوئی مرجاتا ہے تو پھر اوسکو پڑھیں جگل پڑھیں ہی دفن کئی پہنچ جاتی ہیں اوسکو گیتھ
 السباع و سبب ارتکابہم امثال هذا الجرائم خوفاً من ان یأخذ البیت المال مالہ و یختارون متاع
 بہشتی کباب جاتی ہیں اور ایسی ایسی بہت تمام گناہ صرف اس خوف کی ماری کرتی ہیں کہ مبادا اوسکا مال بیت المال میں داخل ہو جاوے یہ لوگ دنیا کی ہونے والی
 الدنيا علی الاخرة و یضیعون امثال هذه الفروض ویقعون فی الاثم فکیف یكون حجتہم مبروراً و الحال
 آخرت کی مقابلہ میں پسند کرتی ہیں اور ایسی ایسی فرض یا نون کو ضایع کر کر گتہ میں مبتلا ہوتی ہیں اب کیونکر اونکا حج مبرور ہوگا حاصل یہہ ہی
 ان من یرید ان یموت حین مبروراً یلزمہ ان یحج باقاة اركانہ و واجباتہ و سننہ و یجتزئ فی الاحرام
 جو شخص چاہی کہ اوسکا حج مبرور ہو دی تو اوسکو لازم ہے کہ حج میں تمام ارکان اور واجبات اور سنن اور احرام کی ہمت میں تمام
 عن محظورات الاحرام وعن سائر المعاصی کلما کذب اثرہ او صغائرہا ویتوب قبل الاحرام عن الذنوب کلہا
 منہیات سی جو احرام میں ہیں اور تمام اور معاصی کیا برابر اور صغایر سی احتیاز کری اور احرام سی پہلی تمام گناہ ہونی تو بہ کرے
 باداء الفروض والواجبات وارضاء المخصوص فی حقرف العباد و یكون طعامہ وشرابہ ولباسہ و مرکبہ من
 فرض اور واجبات اور حاکری اور حقوق العباد میں مدعیوں کو راضی کری اور اسی کا ہاں او پینا اور بہرنا اور وارے

الحلال لا من الحرم اذ قد اختلف الفقهاء فیمن یحج بآثار حرام مثل یحج حجه ام لا عند الامام احمد لا یحج و یجب
 حلال مال میں سی ہو حرام میں سی ہو اس واسطی کہ فقہاء فی اختلاف کما سی کہ بر سخت حرام یا عرق کر کے حج کری و یا با اوسکا حج او اہو جاتا ہے یا نہیں امام احمد کی نزدیک
 علیہ ان یحج ثانیاً بالحلالات و عند الثلثة یحج حجه و یب قطع عنه الفرض ولا یجب علیہ الاعادة لیکن
 اسکا حج صحیح ہیں ہوتا او پھر جب سی کہ حج دوبارہ حلال سی کری اور نیزون امامون کی نزدیک اسکا حج تو صحیح ہی اور اوسکی ذمہ سی فرض او بگو گیا اور او پھر حج دوبارہ ہی نہیں
 لا یكون حجه مبروراً لان الشرط فی كون الحج مبروراً الاجتناب عن کل ما فی الله عنه مع اداء الحج بشرطہ
 اوسکا حج مبرور نہیں اس واسطی کہ حج مبرور کی لئی یہ شرط ہے کہ اسکی تمام منہیات سی اجتناب کری اور حج کو تمام شرائط

واركانہ و واجباتہ و سننہ و آدابہ فشرائطہ نوعان شرائط الاداء و شرائط الوجوب اما شرائط الاداء
 اور ارکان اور واجبات اور سنن اور آداب کی سب مساوا کری پس اوسکی شرطین دو قسم کی ہیں ایک شرط ادائی ہی اور ایک شرط واجب ہونی کی ہی شرط ادائی
 فهي الزمان والمكان والاستقام والبلوغ والحرية والاستطاعة وسلامة
 نو وقت سی اور مکان ہی اور احرام ہی اور شرط وجوب کی عقل اور جوانی اور آزادی اور قدرت مالی اور صحت

البدن وامن الطريق فذكون امن الطريق من شرائط الوجوب اختلف العلماء فی وجوب الحج فی هذا الزمان
 بدنی اور امن رستہ کا پھر امن رستہ کا جو شرط وجوب کی ہی اسلئی علماء کو اختلاف پیدا ہوا کہ اس زمانہ میں حج فرض ہی یا نہیں

بہ نفع الامن بظہور القرمطہ وغیرہم من الفساق والفساق فقال ابو القاسم صفاری الاشک
کیونکہ من رستہ کا جاتا رہا بسبب غلبہ قرمطہ وغیرہ فساق اور چور ٹوں کی

فی سقوط الحج عن النساء فی هذا الزمان واما الاشک فی سقوطہ عن الرجال وقال ایضاً لا اری الحج فرضاً منذ عشرين
سہ کی ساقط ہوئی میں اس زمانہ کی اندر کچھ شک نہیں ہی شک اس میں ہی کہ مردوں کی ذمہ سی ہی ساقط ہی یا نہیں اور یہ ہی کہ ہا ہی کہ میں حج کو فرض نہیں جانتا

سنة منذ خرجت القرمطہ والبادیة عندي دار الحرب وقال ابو بکر الاسکاف ولا اقول الحج فريضة
میں جس کی سنت سی جب سی قرمطہ پیدا ہوئی ہیں اور باد یہ میری نزدیک دار الحرب ہی اور ابو بکر اسکاف کہتی ہیں میں نہیں قایل ہوں کہ

فی زماننا قالہ فی سنة ست وعشرين وثلاثمائة وافق ابو بکر الرازی ان الحج قد سقط عن اهل بغداد
اب ہمارى وقت میں حج فرض ہی یہہ گفتگو سنہ تین سو چہیس کی ہی اور ابو بکر رازی فی یہہ فتویٰ دیا ہی کہ حج اس زمانہ میں اہل بغداد کی ذمہ سی

فی هذا الزمان وبه قال جماعة من المتأخرين قيل واما قالوا ذلك لان الحاج لا يتوصل الى الحج الا بالرشوة
بیشک ساقط ہو گیا اور ایسی ہی اور متأخرین کہتی ہیں اور کہتی ہیں کہ عدم فرضیت کی اسلوسی قائل ہوئی ہیں کہ حاجی قرمطہ وغیرہ کو رشوت دینی بغیر

الى القرمطہ وغیرہم فيكون الطاعة سببا للمعصية فمتى صارت الطاعة سببا للمعصية يرتفع
ہرگز حج نہیں کر سکتی اب طاعت ہی معصیت ذمہ آئی جب طاعت معصیت کا سبب بنی تو پھر طاعت نہیں رہتی

الطاعة لكن ذكر في القضية ان من قدر على الحج يجب عليه الحج وان علم انه يؤخذ منه المكس اذ لو سقط
لیکن قضیہ میں یہہ مذکور ہی کہ جسکو حج کی طاقت ہو تو اس پر حج فرض ہی اگرچہ یہہ جانتا ہو کہ اس سی خراج لیا جاوے گا اسلوسی کہ اگر اتنی خوف

الحج فمتى يعمل بقوله تعالى ولله على الناس حج البيت وسمي ابو الحسن الكرخي عن لا يخرجهم الى الحج خوفا
حج ساقط ہو جاوے تو پھر اس آیت پر کب عمل ہووے گا اور اسلوسی اس کی ہی لوگوں میں حج بیت اشک ابو الحسن کرخی سی یو چھا حال اسکا جو ماری خوف

من القرمطہ فقال ما سملت البادية عن الافات يعني ان البادية لا تتلوع عن الافات لقل الماء وشدة
قرمطہ کی حج کو نہیں جاتا اور سی جواب دیا باد یہ آفات سی سالم نہیں ہی یعنی باد یہ آفات سی کہی عالی نہیں ہی بسبب کوتاہی بانی اور شدت

الحروب هيجان الريح السوموم وقال المفقيه ابو الليث ان كان الغالب في الطريق السلامة يجب وان كان
گری اور تیزی ہولوں کی اور فقہیہ ابو اللیث کہتی ہیں اگر راستہ میں احتمال غالب سلامتی کا ہی تو حج فرض ہی اور اگر احتمال

الغالب خلاف ذلك لا يجب وعليه الاعتماد وفرائضه الاحرام والوقوف بعرفة وطواف الزيارة فان فات
غالب تلف کا ہی تو واجب نہیں ہی اسی قول پر اعتماد ہی اور فرائض حج کی یہہ ہیں احرام اور عرفات پر ٹہرنا اور طواف الزیارتہ اگر ان تینوں میں سی

واحد منها يبطل حجه ويجب قضائه في العام القابل وواجباته السعي بين الصفا والمروة والوقوف
ایک ہی فوت ہوگا تو حج باطل ہوگا ویکسا یہ سال آئندہ میں اسکی قضا واجب ہوگی اور واجبات حج کی یہہ ہیں صفا اور مروه کی بیچ میں دوڑنا اور

بالمزدلفة ورعى الجمار والخلق والتقصير وطواف الصدف للافاقي فان ترك شيئا منها يجوز حجه و
مزدلفہ میں ٹہرنا اور جمرات میں کنگر مارنی اور سر منڈانا یا بال کٹوانی اور طواف الصدف سوا مکہ والون کی پس اگر کوئی واجبات میں سی ترک کیا تو حج واجب

عليه الدم وما عدا ذلك سنن واداب ووقت وشوال وذوالقعدة وعشرون من الحجة ويكره الاحرام للحج
ہوگا پرا سپر زج لازم ہی اور سوا ان فرائض اور واجبات کی سنن اور اداب ہیں اور حج کا وقت ماہ شوال اور ماہ ذیقعدہ کی ہی الحج کی میں اس مدت سی پہلی احرام حج کا باندھا

قبل ذلك لان الاحرام يطول فربما يقع في الحرام ولا يكون حجه مبرورا فان من احرم للحج والعبرة وارتكب
مذکورہ ہی اسلوسی کہ مدت احرام کی دراز ہو جاوے کی سوا کثر احرام میں واقع ہو جاتا ہی پھر اسکا حج مبرور ہوگا کیونکہ جسنی احرام حج کا یا عمرہ کا باندھا یہ کوئی قسم کی

شيئا من محظورات الاحرام بلا عذر يخرج حجه عن ان يكون مبرورا وان تاب الى الفور لان التوبة ترتفع
ممنوعات میں سی بی عذر عمل کیا تو اسکا حج مبرور نہیں رہتا اگرچہ فی الفور توبہ کرے اسلوسی کہ توبہ سی گناہ مٹا جاتا ہی

کما یله مکبرا فله احامد لله تعالی و مصلیا علی النبی علیه السلام و یطوف للقدوم و وادع الحطیم
 طرف حجر کی اسد اکبر کتا سوا لاله اسد پڑھتا سوا اسد کی حرکت کرنا ہوئی علیہ السلام پر دود پڑھتا سوا یہ طواف القدوم کری حطیم کو طواف کی نشانی کر
 اخذ عن یمنہ مما یلی الباب جا عل رداءہ تحت البیضاء الیمنی ملقیاً طرفہ علی کتفہ الیسری
 داہنی طرف سے شروع کر کر جعفر باب سے متصل کما چاہد کہ وہ بھی بغل تل لیکر اور اس کی کوئی بائیں موند ہی پر ڈال کر
 سبعة اشواط یرمل فی الثلثة الاول فقط من الحجر الی الحجر و کما ہر بالبحر یفعل بہ ما ذکر من الاستلا
 سات گردشیں کر کر صرف پہلی تین گردشوں میں حجر سے حجر تک اور جب حجر کی پاس پہنچی وہ ہی استلام کری موافق مذکور ہوا کی
 ویستلم الرکن الیمانی وهو حسن ولا یستلم غیرہا ویختم الطواف بالاستلام الحجر ثم یصلی رکعتین
 اور استلام کری رکن یمانی کو یہ بہتر ہی اور سواران دود نو کی اور کو استلام نہ کری اور طواف کو حجر کی استلام پر ختم کردی یہ مقام کی پاس دو رکعت نظر
 عند المقام او غیرہ من المسجد ان منعه الزحام وهذه الصلوة واجبة بعد کل اسبوع ثم
 ادا کری یا مسجد میں اور جبکہ اگر انہو کی سبب مقام میں میسر نہ آوی اور یہ نماز واجب ہی بعد ہر ایک پوری طواف یعنی سات گردش کی
 یعود ویستلم الحجر ویخرج من المسجد ویصعد الصفا ویستقبل البیت ویکبر ویہلل ویصلی
 ہر حجر کا استلام کری اور مسجد سے باہر آکر صفا پر چڑھ جاوی اور بیت کا طرف منہ کر کر اسد اکبر کی اور لاله اسد پڑھی اور نبی علیہ السلام پر
 علی النبی علیہ السلام و یرفع یدیه و یدعو ما شاء ثم یمشی نحو المروة علی ہیئۃ حتی یصل بطن الوادی
 دود پڑھی اور آہستہ آہستہ کر جو چاہی دعا مانگی ہر مردہ کی طرف چلی اپنی چال میں یعنی بی تکلف بیان تک کے لطف وادی پر پہنچی
 ثم یسعی بین المیلین الا خضرین فاذا جاوز بطن الوادی یمشی علی ہیئۃ حتی یاتی المروة فاذا انتہا
 پہر در میان میلین خضرین کی در تکر چلی جب بطن وادی کی نکل جاوی تو اپنی چال پر سلسلی لگی یہاں تک کہ مردہ پر چاہی دھار جا کر
 یصعد علیہا و یبکی ما فعل علی الصفا ثم ینزل عنہا و ینویجہا الی الصفا یفعل ہکذا سبعاً یبارک
 او کسی پر چڑھی وان جا کر وہی سوار کی حوصفا پر کیا تا پہر مردہ کی او تکر صفا کی طرف مجاوی اس ہی طرح سات دفعہ کری صفا سے شروع کر
 بالصفا ویختم بالمروة ثم یسکن بمكة فحرماً ویطوف بالبیت نفل ما شاء فاذا صلی بمكة فخرنا من
 مردہ پر ختم کردی یہ کہ من احرام باندھی ہوئی رہتی لگی اور بیت کا طواف نفل کیا کر کا جعفر جاہی جب کہ من یوم تروہ یعنی انہوں تاریخ
 الشہر یخرج الی منی یمکت بها الی فجر عرفة ثم یروح الی عرفات و کما ہر موقف الا بطن عرفۃ فبعد
 ذابحہ کو صبح کی نماز پڑھ چکی منی کو جاوی وان جا کر نوین تاریخ کی فجر تک بھرا رہی یہ عرفات میں جاوی وہ تمام ہر نیکی جگہ ہی سوا بطن عرفہ کی جب
 ماصلی الظهر والعصر فی وقت الظہر ینہب الی الموقف بغسل سن وبعد الغروب یاتی الی المزدلفۃ
 نماز ظہر اور عصر کی جمع کر کر ظہر کی وقت میں پڑھ چکی تو غسل سنوں کر کر موقف کو جاوی اور دن چھپی مزدلفہ کو چلا جاوی
 و کما ہر موقف الا وادی محسور ینزل عند جبل قریح ویصلی العشاءین ہهنا باذان واقامة فاذا اطلت
 وہ تمام ہر نی کی جگہ ہی سوا وادی محسور کی اور جبل قریح کی پاس اوتری یہاں مغرب اور عشاء ملا کر ایکسا دان اور تکبیر ہی ادا کری جب صبح صادق
 الفجر یصلی الفجر بغسل و هو ظلمۃ فی آخر اللیل ثم یقف ویکبر ویہلل ویبکی ویصلی علی النبی علیہ السلام
 کھل جاوی تو فجر کی نماز ادا ہر نی میں پڑھی غسل نہ ہیر ہوتا ہی آخر لیل میں یہ ہر ہر اسد اکبر کی اور لاله اسد پڑھی اور تکبیر ہی اور نبی علیہ السلام پر دود دینی وادی
 و یدعو اذا اسفر یاتی منی و یرمی جمرة العقبة من بطن الوادی من اسفلہ الی اعلاہ سبع حصی
 اور دعا مانگی جب خوب روشنی ہو جا تو منی میں اگر جمرة العقبة کو رمی کری بطن وادی کی جانب اسفل سے اعلی کی طرف سات کنکریں اونٹنی اور گوسفند
 خذفا و یکبر بکل منها فیقول بسم الله والله اکبر رجاء للشیطان وحزبه اللهم اجعل حجی مقبولاً وسعی
 اور ہر کنکر پر اسد اکبر کتا جا اسطور بسم الله والله اکبر واسطی خاک آلودگی شیطان اور وادی گروہ کی آبی تو چمچ میرا مہرور اور کو شش مرتبہ

مشکورا و ذنبی مغفورا و یقطع التلبیة باولها ثم ینجز اشياء ثم یقصر و المحلق افضل و یحل له کل شیء
 مشکور اور گناہ میری معاف کر اور اول رمی پر تلبیہ موقوف کری پھر قربانی کری اگر چاہی پھر مال کر وادی اور سر منڈانا افضل ہی اور اسکو منکرات احرام میں
 من محظورات الاحرام الا النساء ثم یطوف للزیارة یوما من ایام النحر سبعة اشواط بلا رمل ولا سعی
 سوائی جماع کی سب شیء حلال ہو جاتی ہیں پھر طواف زیارت کسی دن امام نحر میں سی سات گزوشین بدون اکثر اور سعی کی کری
 ان فعل الرمی والسعی قبل ولاقبها وان اخره عن ایام النحر یکره و یحب الدم ثم یاتی صنی و یرمی الجمار
 اگر رمل اور سعی پہلی کر چکا ہی اور نہیں تو ابہ کری اور اگر طواف زیارت کو ایام نحر ہی ٹکادی تو مکروہ ہی اور نہ کج کرنا واجب ہو جاتا ہی پھر منی میں آوی اور
 الثالث بعد ذوال ثانی النحر یدایب ایلی مسجد الخیف ثم یأیلیه ثم بالعقبۃ سبعا سبعا و یکبر بکل
 تینون جہون کو بعد دن ڈہنی دوسری دن نحر کی کنکری شریعہ اور جہوی کری جو مسجد خیف ہی نزدیک ہی پھر جہاوس ہی پاس ہی پھر حجرۃ العقبۃ کو سٹا ہر کنکر
 حصاة و یقف بعد رمی بعد رمی و یدعو ولا یقف بعد الثالثة ولا بعد رمی یوم النحر ثم غذا کذا
 کی ساتہ تکبیر کستا جاوی اور پھر بعد اس ہی کی کہ چچی اسکی رمی ہو اور دعا مانگی اور بعد تیسری کی نہ پڑی اور نہ بعد رمی یوم نحر کی پھر اگلے دن اسبطور
 و بعد غذا کذا ان مکث و بکره ان لا یبیت بمنی لیا الی الرمی و اذا اراد الرجوع الی وطنه یطوف للصد
 اور بعد اسکی اگلی پہلی اگر پڑی اور اگر رمی کی شبون میں منی میں شب کو نہ رہی تو مکروہ ہی اور اگر ارادہ مراجعت کا اپنی وطن کو کری تو طواف البصر
 سبعة اشواط بلا رمل ولا سعی ثم یصلی بکعتین ثم یشرب من زمزم ثم یاتی البیت و یقبل العتبۃ
 سات گزوشین بدون رمل اور سعی کی کری پھر دو رکعت نماز ادا کری پھر آب زمزم نوش کری پھر بیت کی پاس آوی اور آستانہ نبوی کری
 و یضع صدره و وجهه علی الملتزم و هو ما بین الحجر و الباب و یثبت بالاستنار ساعة و یدعو مجتهدا
 اور اپنا سینہ اور چہرہ ملتزم پر رکھی اور ملتزم حجر اور باب کی بیچ بیچ میں ہی اور ایک ساعت پھر پردہ کعبہ کا پڑی رہی اور خوب تضرع سنی مانگی
 و یسکی علی فراق الکعبۃ و یرجم قهقري حتی ینخرج من المسجد و المرأة کالرجل الا انها تلبس الخیط ولا
 اور کعبہ کی جدائی پر روئی اور پس پشت ہی یہاں تک کہ مسجد میں ہی نکل آوی اور عورت کا حال ہی مرد کا سہی اتنا فرق ہی کہ عورت سٹا پڑا ہی
 تکشف لاسها بل تکشف وجهها و لو اسدلت علیه ثیابا و جافته عنه یصحر ولا یرفع صوتا بالتلبیة
 اور اپنا سر نہ کھولی بلکہ منہ کھولی رکھی اور اگر کسی کپڑیسی کہو نکٹہ رکھی اور منہ ہی کپڑی کو الگ رکھی تو بھی صحیح ہی اور تلبیہ میں بکار کرنا اور نہ کری
 ولا تقرب الحجر الا عند کونه خالیا ولا ترمل فی الطواف ولا تسعی بین المیلین بل یشی علی هیئتها ولا
 اور حجر کی پاس انہو میں نہ جاوی اگر چاہی خالی ہو جاوی اور طواف مکمل نہ کری اور میلین کی بیچ نہ دوڑی بلکہ اپنی طرح پر چلی جاوی اور سر
 یحلق بل تقصر وان حاضت عند الاحرام تغسل و یكون هذا الغسل للاحرام لا للصلوة و یغید النظا
 نہ مونڈاوی بلکہ لٹ کر ڈالی اور اگر احرام باندہ ہی وقت حائض ہو جاوی تو نہاوی اور پھر غسل احرام کی لئی ہی غازی واسطی نہیں اس ہی سوا طواف کی طہارت
 لغیر الطواف و هو بعد الرکنین اللذین هما الوقف بعرفۃ و طواف الزیارة یسقط طواف الصدر ولا یجب علیها شئ
 کافیادہ ہوگا اور حیض بعد دو رکن کی کردہ و قوف عرفات اور طواف الزیارة ہی طواف الصدر کو ساقط کر دیتا ہی اور اسکی ترک ہی اوپر کچھ لازم
 بترکه ولا بتاخير طواف الزیارة عن ایام النحر بسبب حیض ثم ینبغي ان یعلم ان المرأة شایة كانت و عجزا
 نہیں آتا اور نہ طواف الزیارت کی تاخیر ہی جو ایام نحر ہی بسبب حیض کی ہو چا کچھ لازم آوی پھر جائی بات ہی کہ عورت جوان ہو یا بوڑھی
 اذا کان بینہا و بین مکة مسیرة سفر لا یثبت لها الاستطاعة الا بحرم و هو الزوج و من لا یجوز ذکا حرم
 جب اوہیں اور مکہ میں مسافت سفر کی ہو تو اس عورت کو استطاعت حاصل نہیں جتنی حج فرض ہوتا ہی بدون محرم کی اور وہ خاوند ہوتا ہی یا وہ جس ہی
 علی التبايد بنسب او صهریة وان لم یکن لها حرم لا یجب علیہا ان تزوج لیجہا و ذکر فی التختیر
 کہی کسی حال میں نکاح جائز نہیں ہی بسبب کی یا دودہ کی یا سمدہ کی اور اگر اس عورت کی ساتہ محرم نہیں تو اوپر پھر واجب نہیں کہ حج کی واسطی خاوند کری اور تختیر میں نکاح

ان محرماً ان كان فاسقاً او مجنوناً او صبيلاً لا يجب عليها الحج والحجرم عليها السفر معه ولا يشترط لها
 كذا او سكا محرم فاسق هو يا بچه نابالغ ہو تو اس پر حج واجب نہیں ہے اور ایسی محرم کی سائہ سفر محرم ہی اور عورت کی واسطی
 ان تكون خالیا عن العدة عند خروجها الى الحج حتى لو كانت في العدة لا يخرجها الى الحج وكذا لو وجب
 یہ ہے شرط ہے کہ حیض کی کوئی توعدت سی پاک ہو بیان کیا کہ اگر عدت میں ہو تو حج کو نہ جاوی اور ایسی ہی اگر اس پر

لها العدة في الطريق في مصر من الامصار وبينها وبين مكة مسيرة سفر لا يخرج ذلك المصرا لم تنقض
 عدت رستہ میں کسی شہر میں واجب ہو جاوی کہ او میں اور مکہ کے بیچیں مسافت سفر کی ہو تو اس شہر میں سی عدت کی گزری بغیر جاوی
 عدها يسرنا الله تعالى اعمالا مطابقا لرضا به منه وفضله المجلس الحادي والعشرون
 الہی چہر آسان کر وہ اعمال جو تیری رضا کی مطابق ہیں اپنی احسان اور فضل سی اکیسویں مجلس

في بيان فضائل الزكاة وغوائل تزكها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من
 زکوٰۃ دینی کی فضائل اور نہ بی کی سختیوں میں فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم فی نہیں کوئی
 صاحب ذهب ولا فضة لا يؤدي منها حقها الا اذا كان يوم القيمة صفائح من نار
 سونی چاندی والا کہ او میں سی اوسکا حق یعنی زکوٰۃ نادر کرتا ہو مگر جب دن قیامت کا ہوگا تو اوسکی لٹی تختی آگ کی بنائی جاوے گی

فاحس عليها في نار جهنم فتكوى بها جنبية وجبينه وظهره وكلما بردت اعيدت له في يوم
 پہر اوسکو دوزخ کی آگ میں گرم کر کر اوسکی دونوں کروٹیں اور پیشانی اور پشت داغ دی جاوے گی اور جب ہنڈی ہوگی پھر گرم کی جاوے گی اوس روز
 كان مقداره خمسين الف سنة حتى يقضى بين العباد فيرى سبيله اما الى الجنة واما الى النار
 کہ برابر پچاس ہزار برس کی ہوگا یہاں تک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہو چکی پہر دیکھی اوسکا راہ یا جنت کی طرف ہو اور یا دوزخ کی طرف

هذا الحديث من صحيح المصابيح رواه ابوهريرة فانه عليه السلام ذكر فيه جنسين من المال وهما
 یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابو ہریرہ کی روایت سی اس میں نبی علیہ السلام فی مال کی دو جنس بیان فرمائی ہیں
 الذهب والفضة ثم افرد الضمير الراجح اليهما فقال لا يؤدي منها حقها نظر الى المعنى دون اللفظ
 سونا اور چاندی پہر ضمیر جو اونکی طرف پہرتی ہے وہ مفرد بیان کی فرمایا کہ ادا کری او میں سی حق اوسکا تو لحاظ معنی کی لفظ کا لحاظ نہیں کیا

لان المراد بهما دنانير ودراهم وقيل يحتمل ان يراد بهما الاموال لان الحكم عام وتخصيصهما بالذكر لفضلهما
 اس واسطی کہ مراد اون دونوں سی دنانیر اور دراهم ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ شاید سونی چاندی سی مراد ہر قسم کی مال ہوں اس واسطی کہ حکم عام ہے اور خصوصیت چاندی سونی کی
 على ما ذكر الاموال من حيث انها اصل التمول وثمر الاشياء وبمثل ورد قوله تعالى والذين يكنزون
 ذکر میں واسطی فضیلت کی تمام الاموال پر ہی اسلی کہ اصل مالیت اور قیمت تمام اشیاء کی یہ ہے دونوں میں اور ایسی ہی قرآن میں وارد ہوئی اور جو لوگ کار کرتے ہیں

الذهب والفضة ولا ينفقونها في سبيل الله فبشرهم بعد آياتي يوم يجني عليها في نار جهنم
 سونا اور روپہ اور خرچ نہیں کرتی اللہ کی راہ میں سوا اوسکو خوشخبری سنا دے والی ماک کی جس دن آگ دیکھاوے گی اوسپر دوزخ کی
 فتكوى بها جنبية وظهرهم وكنوزهم هذا ما كنزتم لا لنفسكم قد وقرأتم انتم تكتزون
 پس راغین گی اوس سی اونکی تختی اور کروٹیں اور پیشیں یہ ہے جو تم کارتی تھی اپنی واسطی اب چکھو مزہ اپنی کار نیک

والمراد بعدم ادائها حقها وبعدها انفاقها في سبيل الله عدم ادائها زكواتها فان الذين يجمعون الاموال
 اور حق نہ بی سی اور راہ الہی میں خرچ نہ کرتی سی غنیا زکوٰۃ کا مراد ہے پس جو لوگ مال جمع کرتی ہیں
 ويخرجونها ولا يعطون زكواتها يعذبون يوم القيمة بانواع من العذاب فمن جملتها ما ذكر في هذه الآية
 اور اوسکو ذخیرہ کر رہتی ہیں اور اوسکی زکوٰۃ ادا نہیں کرتی قیامت کی دن طرح طرح کی عذاب دی جاوے گی ایک تو یہ جو اس آیت میں

وهذا الحديث روجه تخصيص هذه الاعضاء بذلك العذاب ان صاحب المال اذا لم يعود نفسه
اور اس حدیث میں مذکور ہے اور وجہ خصوصیت ان اعضا کی ساتھ اس عذاب کی یہ ہے کہ مال والی آدمی کو جب زکوٰۃ دینی کی عادت نہیں ہوتی
اعطاء الزکوٰۃ بعد وجوبها بجہ وقتها فهو اذ اسر ای الفقیر الطالب للزکوٰۃ یعبس وجهه واذ اسالہ غیر
اگرچہ زکوٰۃ واجب ہو اور وقت بھی آجینگی پس وہ شخص جب فقیر زکوٰۃ کا طالب کو دیکھتا ہے تو تھوڑی چڑھتا ہے اور وہ اگر مانگتا ہے تو دوس ہی نہ
عنه ویولی الیہ جنبہ واذ ابان فی السؤال یقوم من مقامہ ویولی الیہ ظہرہ وینہب ولا یعطیہ
پہر کر کوٹ مڑیتا ہے پھر اگر فقیر سوال میں زیادتی کی تو اپنی جگہ سے اڑھ کر اس کی طرف پشت کر کر چلا جاتا ہے اور زکوٰۃ میں سے جو
شیئاً من حقہ الذی هو الزکوٰۃ فتادی الفقیر بكل واحد من هذه الافعال فیعذبہ اللہ تعالیٰ
اوسکا حق ہی کچھ نہیں دیتا پس فقیر کو اس کی اس حرکت سے ایذا ہوتی ہے سوئی اللہ تعالیٰ اوسکو

بجعل اموالہ التي هي الدنانیر والمدارہم الواحاً من نار تکوی بها تلك الاعضاء التي اذی بها الفقیر
یہ عذاب دیتا ہے کہ اوسکی تمام مال کو جو دنانیر اور درہم ہیں آگ کی تختی بنا کر ان اعضا کو داغ دیکھا جن سے اپنی فقیر کو ایذا دی تھی
وروی عن ابن مسعود انه قال لا یوضع دینار علی دینار ولا درہم علی درہم ولكن یوسع جلدہ حق
اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ دینار پر دینار اور درہم پر درہم نہیں رکھا جاوے گا لیکن اوسکی کھال کو فراخ کر کے
یوضع کل دینار ودرہم موضعاً علی حدة کلماتہ ووصل کبھا من اولھا الی اخرھا اعید ذلك الکی الی
ہر دینار اور درہم الگ الگ جگہ رکھی جاوے گی جب پوری ہو کر داغ اول کا آخری مل جاوے گا پھر وہ ہی داغ اول سے آخر تک دوہرا کرے گی
اولھا حتی یصل الی اخرھا ہلکنا بستم هذا النوع من العذاب یوم القیمة حتی یحکم بین العباد
اسی طرح اس قسم کا عذاب قیامت کی روز ہوگی چلا جاگا یہاں تک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہو جائے

فیبری سبیل اما الی الجنة ان لم یکن له ذنب سواہ او کان لکن اللہ تعالیٰ عفی عنه واما الی النار ان کان
پھر دیکھا جائے کہ اوسکا راہ جنت کی طرف ہے اگر اوسکا کوئی اور گناہ نہیں ہے یا گناہ تو ہے پر اللہ تعالیٰ فی معاف کر دیا گیا تو وہ حق کی طرف ہے اگر حال
علی خلاف ذلك وفي حدیث اخر انه علیہ السلام قال من اتاه اللہ مالاً فلم یؤد زکوٰۃ مثله مالہ
کی خلاف ہو اور ایک اور حدیث میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ نہ ادا کی تو قیامت کی دن

یوم القیمة شجاعاً اقرع له زبیبان بطوقہ ثم یأخذ بلہزمته فیقول انا مالک انا مالک انا مالک ثم یأخذ
اوسکا مال گنجا سانپ جسکی دو داغ ہوں بن کر اوسکی گلیں جو گھر ہر اوسکی دونو جڑی پکڑ کر گھبرا جائیں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں پہر اپنی ہمت
وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِینَ یُجَاهِلُونَ بِمَا اَنْتُمْ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَیْرٌ لِّهِمْ اَنْ یُشْرَکَ بِهِمْ سَبُّ طَوْفٍ مَّا یُجَاهِلُونَ
پڑھے اور نہ سمجھیں جو لوگ کھل کر کہیں کہ اللہ کی اپنی فضل سے کہ یہ بہتر ہے اوتنی حق میں بلکہ یہ برا ہے اوتنی واسطی آگ کی طرح پڑے گا اوتنی غصہ کی
یہ یوم القیمة فانه علیہ السلام بین فی هذا الحدیث ان صرا عطاہ اللہ تعالیٰ مالاً ولم یؤد زکوٰۃ مالہ
دن قیامت کی سو پیغمبر علیہ السلام نے اس حدیث میں یہ بیان فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اور اس نے اپنی مال کی کوۃ نہ ادا کی تو اللہ تعالیٰ

یجعل مالہ یوم القیمة فی صورة الحیة التي انخسر شعر اسھا من کثرة سمنھا وطول عمرھا ولھا فوق
قیامت کی دن ایسی سانپ کی صورت بنا دے گی جسکی سر کی بال ماری نہ رہے گی بسبب درازی عمر کی جھڑکی ہوں اور اوسکی
عینہا نکستان سوداوان وهي اوحش ما یكون من الحیات وتجعل فی عنقہ كالطوق ثم یأخذ بشد ثیہ
دونو انگڑوں کی اوپر دو داغ سیاہ ہوں یہ قسم تمام سانپوں میں بدتر ہوتی ہے اور اوسکی گردن میں طوق کی مثال ڈالا جاوے گا پھر وہ اوسکی دونو گلی پکڑ کر
وتذرعہ وتقول له انا مالک الذی جمعتہ ولم یؤد زکوٰۃ فلما کان فی منہ الزکوٰۃ مثل هذا التشدید
کا ٹیگا اور کھینچا میں تیرا وہ ہی مال ہوں کہ جمع کر کر زکوٰۃ نہیں دی تھی چونکہ زکوٰۃ کی ندمی میں اتنی بڑی سختی ہے

الشديد لزوم بيان وجه الحكمة في ايجابها وهو الامتحان لان التلقظ بكلمة الشهادة التزام للتوبة
 وتلازم بها بيان كبرياؤه اسكى فرض كرتى من كيا حكمت هي اوردوه امتحان هي اسولى كلكه شهادت كازياتى پرمهنا توحيد كاذمه پريناى
 وشهادة بانفرد المعبود وادعاء المحبة فان من يقول اشهد ان لا اله الا الله يصير كانه قال انى
 اورگواى هي معبود كى يگانه هونى كى اور محبت كادعوى هي اسلى كه جو شخص كيتا هي مين گواى ديتا هون كه سواى الله كى كوئى معبود نهين هي گوايه كيتا هي
 رايت بقلبي وعلمت بعقلي ان لا معبود ولا محبوب الا الله فالترمت عبادته ومحبتة ولا اعبد ولا
 مين فى دل سى دريافت كيا اور عقل سى جاننا كه نه كوئى معبود وانه كوئى محبوب سوا الله كى سويستى او كى عبادت اور او كى محبت اپنى ذملى نهين پريست كرو
 احببنا اياه فيلزم الوفاء باذعاءه من التوحيد في المحبة وتتمام الوفاء ان لا يبقى للموحد محبوب
 اور نه دوست كرهون سوا او كى اب اس دعوى توحيد كاپورا كرنا چاهي يعنى محبت ايك كى اول انجام وفا كايه هي كه موحد كى واسطى كوئى محبوب
 سوى الفرح الواحد لان المحبة لا تقبل الشركة والتوحيد باللسان قليل النفع ونما يظهر درجة
 سوا ايك ذاكى يلقى اسولى كه محبت مين شركت نهين هونى اور زيانى توحيد فى قائده هونى هي اور درجه محبت كاجب هي كيتا هي
 المحبة بمفارقة المحبوبات ولا موال محبوبه للخلق لكونها آله لتعظيمهم وقضاء حاجاتهم فى الدنيا
 تبتم محبوبات جهوط جاوين لوطال وط خلق كو اسلى محبوبه كيا اس سى دنيا مين او كى لى عيش عشرت اور كار وادامى هونى هي
 وبسببها ياتسون بهذا العالم وينفرون من الموت مع ان فيه لقاء المحبوب فاستحقوا فى صدق
 اور او سى كى هيب سى اس عالم كى الفت پكر كرموت سى نفرت كرتى مين باوجوديكه موت سى محبوب كى ملاقات هونى سواس مال كى خراج كرتى كى
 دعواهم فى المحبة بذي المال الذى هو معشوقهم وهم فى بدن له ثلثة اقسام النفس اول هم الذين
 او كى معشوقى هي يهد امتحان ليا كيا كه محبت كادعوى راست هي يا نهين اور وه لوگ مال خراج كرتى مين تين قسم پرين پولى قسم وه تير مين
 صدقوا فى التوحيد وادعاء المحبة ويدلوا بحميم موالهم ولم يدخروا لانفسهم شيئا كذا
 جو توحيد مين اور محبت كى دعوى مين خوب سچي مين اور اپنا تمام مال خراج كرو الا اور اپنى واسطى كچه نه بچا يا چنا كچه بوبكر صدقو نه سبب هي كيا
 حيث جاء جماله كله الى رسول الله عليه السلام لينفقه فى سبيل الله تعالى وقال له رسول الله صلى
 اسلى كراپنا تمام مال رسول الله صلى الله عليه وسلم كى پاس لى آئى تا كه خدا كى رسته مين خراج كردين اور جب او نسي رسول الله صلى
 الله عليه وسلم فماذا بقيت لنفسك فقال الله ورسوله فانه وفى بتمام الصدق فلم يبق عنده سوى
 الله عليه وسلم فى پوچها اپنى واسطى كيتا كيا قويمه عرض كيا الله اور او كى رسول سوا بوبكر فى اپنا صدق بوبكر كيا سوا او كى پاس سوا
 محبوبه الذى هو الله تعالى ورسوله وهذا جائز لمن كان توكله على الله تعالى تاما كاملا ولهذا لما
 محبوب كى جو الله هي اور او سكا رسول كچه نهين تها يهد بديل او كى لى جائز هي جسكا توكل الله تعالى پورورا او كى كامل هو اور سبب لى جب
 سئل رسول الله عليه السلام عن افضل الصدقة قال جهد المقل فان عليه السلام بين فى هذا
 كسى فى رسول الله صلى الله عليه وسلم پوچها كه بهتر صدق كوئى سببى توأب فى فرمايا كوشش غفلت كى بيك نبي صلى الله عليه وسلم فى الحديث
 الحديث ان افضل الصدقة ما يتصدقه الفقير مع احتياجه اليه واما من لم يكن توكله تاما كاملا
 مين بيان فرمايا كه بهتر صدق وه هي جو فقير اپنى حاجت روك كر ديتا هي اور البته جسكا توكل پورا اور كامل نهو
 فلا بد له ان يترك قوت نفسه وعياله ثم يتصدق ما فضل من ذلك لما روى عن ابى هريرة انه عليه
 قوضور هي كراپنا اور اپنى عيال كا كيتا نه ليا كرى پهر جو اس سى پتار هي وه خيرات كردي كيونكه روايت هي ابوهريره سى كرتى عليه السلام فى
 قال خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى ولا مخالفة بين هذا الحديث والحديث السابق لان الغنى قسم
 فرمايا اچها صدق وه هي جو تو انكى سائنه هونى اور اس حديث مين اور او پير كى حديث مين كچه مخالفت نهين هي اسلى كه تو انكرى و طرح كى هونى

غنى المال وغنى النفس وخير الصدقة ما كان عن أحد المعنيين إما عن غنى النفس أو عن غنى المال إذ
 لو غنى مال کی اور تو غنى دل کی اور اچھا صدقہ وہ ہے جو کسی ایک تو انگریزی ہو یا دل کی تو انگریزی ہو یا مال کی تو انگریزی ہو اس واسطی
 لا بد للمتصدق فيما يبذل ان ليستغنى عنه ما بسخاوة نفسه وقوة غريمته ثقة بالله تعالى كما
 کہ ضروری ہے کہ خیرات کر نیوالا جو دینا ہی اسی ہی نیاز ہو یا تو اپنی دل کی سخاوت اور قوت عزیمت ہی خدا تعالیٰ پر بہرہ و سہا کر کر جیسا
 فعله ابو بكر الصديق اوبال الذي بقي في يده بعد البذل ان لا يجوز لاحد ان يصرف قوت عياله
 ابو بکر صدیق کی کیا یا اپنی مال کی سبب جو خرچ کر کر اسکی پاس بچا ہی اس واسطی کہ کسی کو جائز نہیں ہے کہ اپنی عیال کا کھانا ہی فقرا کو
 الى الفقراء وبتزكهم جياحاً الا اذا رضوا به واذنوا له فيه بل لا يجوز له ان يعطى احدا الا بما يفضل
 بانٹ دی اور انکو بہو کا ماری ان اگر وہ راضی ہوں اور اسکو اجازت دیں یہ بلکہ اسکو بہہ جائز نہیں کہ سوا بچتی ہوئی کسی
 عن نفسه و عياله كما جاء في حديث اخر ان عليه السلام قال خير الصدقة ما ابقت غنى يعني ان
 اپنی اور اپنی عیال کی خرچ سی کسی کو دی جائے ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام فی قرابا بہتر صدقہ وہ ہے جو دینی بہرہ بچا ہی یعنی
 المتصدق لا بد له فيما يبذل ان لا يستغنى عنه ما ان لا يستغنى عنه بحاله اوليستغنى عنه بحاله وهذا
 خیرات کر نیوالی کو چاہی کہ جو خرچ کر تہی دوام میں سی ایک پر ہو یا تو اپنی مال کی باعث سی صدقہ دیگر کی نیاز رہی یا اپنی دل سی استغنی ہو ان دونوں
 افضل اليسارين لما روى في الحديث الصحيح انه عم قل ليس الغنى عن كثرة المال انما الغنى عن النفس فان الفقير اذا
 استغنى من سي به افضل من اسوسطی کہ حدیث صحیح میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ تو انگریزی مال کی بہتایت سی نہیں ہوتی تو انگریزی ہی بہت جلد سی ہو چکے
 تصدق ما قدر عليه من قوت يومه وصار على الجوع يكون صدقته افضل اذ لا شك في كون
 خیرات کر دی جو اسکو قوت ایک روز کا میسر آتا ہی اور آپ بہو کہ پر صبر کرے تو اسکا صدقہ بہت اچھا ہی اس واسطی کہ بیشک
 الصدقة بالشئ مع الحاجة اليه افضل اذ لم يضرب ذلك بدینه من ضعفه عن القيام في الصلوة و
 صدقہ ایسی چیز کا جسکی حاجت رکھتا ہو افضل ہے اگر یہ صدقہ اسکی دین میں نقصان نہ کرے جیسی نماز پڑھنی سی ضعیف ہو جاوی
 كشف العورة وقد مدح الله تعالى الانصار على ذلك وقال وَيُؤْتِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصٌ
 یا شکرہ جاوی اور اللہ تعالیٰ فی اسیر انصار کی تعریف کی ہے اور اول رکعت میں انکو اپنی جان سی اور اگرچہ ہوا اپنی اوپر بہو کہ
 القسم الثاني هم الذين لا يقدر على هذه المرتبة بل هم مسكون اموالهم لمواقيت الحاجة ومواسم الخيرات
 دوسری قسم وہ لوگ ہیں جو اس مرتبہ تک نہیں پہنچتے بلکہ اپنی مالوں کو واسطی اوقات حاجت اور مواقع خیرات کی روک رکھتی ہیں
 وليس قصدهم في الامساك المتعمد والتلذذ بل قصدهم فيه الانفاق بقدر الحاجة ثم صرف الفائض الى
 اور اس روکنی سی انکی عرض عیش و عشرت اور حظ لذت نہیں ہوتی انکی پیہر مراد ہوتی ہے کہ بقدر حاجت خرچ کر کر پھر بچتی کو اقسام
 وجوه الخيرات فمما ظهرت القسم الثالث هم الذين يقتصدون على ادعائهم واجب عليهم فلا يزيدون عليه
 خیرات میں جب پیش آویں تو لگا دین تیسری قسم وہ لوگ ہیں کہ جو اوپر واجب ہوتا ہی سوا انکر دینی ہیں نہ اس سی بڑی دین
 ولا ينفقون عنه وهذه المرتبة اقل المراتب وعلى هذه المرتبة اقتصر اكثر الناس لبغلمهم بالمال وميلهم
 نہ اس سی کچھ کم دین اور یہ مرتبہ سب سے کم بجل ہی اور اسہی مرتبہ پر اکثر لوگ ماری بجل اور مال کی محبت کی
 اليه وضعف جهلهم للآخره وليس بعد هذه المرتبة شيء من المحبة بل من ينزل من هذه المرتبة ينزل في
 اور کمتر مونی محبت آخرت کی اکتفا کرتی ہیں اور اس مرتبہ کی بعد اصلاً بوی محبت نہیں ہے بلکہ جو شخص اس مرتبہ سی اوتر کر ہوتا ہی
 الكذب في ادعاء المحبة ويظهر من نفسه ان ادعاه من المحبة كان من لقلقة اللسان فعلى هذا يجب
 تو اسکا دعویٰ چھوٹا ہی ہو گا وہ بہت ظاہر کئی دینا ہی کہ میرا دعویٰ محبت کا صرف تیز زبانی سی ہی اس بیان کی موافق و حسب ہی

على من لا يقدر على المرتبة الاولى والثانية ان لا ينزل من المرتبة الثالثة بل ينبغي له ان يسعى في اداء
 كرجوع اول رتبة بدقت نبعين كبقی تو تمسیدی مرتبہ ہی تو اگر جاوین
 بلکہ او کو کوایت ہی کہ کوشش کرے

هذا وجب عليه على الفور اظهار الرغبة في امتثال الامر وايصال السرور الى قلوب الفقراء واحتراما
 واجب كونه تباکیا کرین تباکر رغبت فی امتثال امری کی ظاهر ہووی اور فقیروں کی دلون کو خوشی پہنچی اور محبت کی

عن شبهة الخلاف اذ عند بعض العلماء وجوبها فوری حتى ياتم بالتأخير وبرد شهادته وهي انما تجب اذا
 شہد ہی بیچ جاوین اسو سہی کہ بعضی علماء کی نزدیک وجوب نہ کرے فوری ہی یعنی ترت چاہی نہ کہ تاخیر کی گنگاہ ہو تا ہی اور لو کی شہادت مردود ہی اور نہ کوئے

تم الحول على النصاب فلكل احد حول يخصه بحسب وقت كونه فالكما للنصاب فاذا تم حوله يجب عليه اخراجه
 واجب ہوئی ہی کہ نہ کرے پر بریں ان بورا گزہ حادی پیر ہر گیسال جہاد ہوتا ہی جس وقت سی وہ فصا یک مالک تا ہی جہال پورا ہو حادی تو او شیر کوئے نکالی واجب ہجائی ہی

زكوته في أي شهر كان وان عجل زكوته قبل حول الحول يجوز عند جمهور العلماء سواء كان تعجيله لدخول
 کوئی سامینہ ہو اور اگر جلدی کرے کہ اپنی زکوة برس مدنگہ ہی ہی پہلی اگر دی تو سب علماء کی نزدیک جائز ہی برابری کا او کی جلدی واسطی آجانی

الاشراف من الاوقات التي لا يوجد مثلها عند تمام الحول ك شهر رمضان وما قبله من شهر رجب شعبان
 اچھی وقت کی ہو اور وقتوں سی کہ ایسا وقت برسی کی تہی پر نہ ملے جیسی رمضان کا مہینہ وراثت سی پہلا مریم روزہ کا اور شب بڑت کا مہینہ

او لوجوده افضل من المصارف بان يكون من الانقياء المتجرين لتجارة الآخرة فانهم يستعينون بما اعطى
 او کی جلدی واسطی ہو وجود ہونی اچھی مصرف کی ہو کہ کوئی متقی پر ہیز گار دنیا سی الگ تاجر آخرت کا موجود ہو کیونکہ ایسی مرد جو او کوئے نہ آتہ ہی اوس سی امداد

على الطاعة فيكون المعطي شريكا لهم في ضاعته باعائته اياهم فيها اوسا يكون من العلم او وزن لا عطا
 طاعت کی حاصل کرتی ہر پس دینی والا ہی او کی عبادت میں شریک ہو جاتا ہی کیونکہ عبادت میں او کی مدد گاہی یا کوئی عالم موجود ہو کیونکہ علماء کی خدمت

مع اونة لهم على العلم والعلم اشرف العبادات حتى كان بعض السلف لا يصرف زكوته الا الى اهل العلم ويقولون لا
 کرنی علم کی مدد ہونی ہی اور علم سب عبادت میں اشرف ہی بیان نہ کہ بعضی نگلی بزرگ اپنی زکوة صرف علماء ہی کو دیتی تھی اور کہتی تھی کہ

بعد مقام النبوة افضل من مقام العلم والمزاد من اهل العلم هم الذين يطلبون العلم لاجل الآخرة لا لاجل الدنيا فان الله
 میں بعد مرتبہ نبوت کی کوئی مرتبہ علماء کی مرتبہ نہیں جانتا اور علماء ہی مددہ عالم ہیں کہ علم آخرت کی واسطی پڑھتی ہیں دنیا کی واسطی نہیں پڑھتی اور جو لوگ

يطلبون العلم لاجل الدنيا لا ينبغي للمتصدق ان يعاونهم بصدقه على عصيانهم حتى لا يكون شريكا
 علم کو دنیا کی واسطی پڑھتی ہیں تو زکوة دینی والی کو نہیں چاہی کہ اپنی زکوة سی دنی گناہ کا مدد گار نہی تاکہ استحقاق عذاب میں

لهم في استحقاق العقاب ومن افضل المصارف ان يكون ذاعبال او مديونا او مريضاً او قريبا فان اعطاه
 ہو حادی اور بہترین مصارف وہی جو کنبہ والا ہو یا قرضدار ہو یا بیمار ہو یا ناتوانی دار ہو کیونکہ ان کی مدد

الى القريب يكون صدقة وصلة ولا يخفى على احد ما في صلة الرحم من الثواب الا صدقاء ولا خون
 دنیا صدقہ اور صلہ دونو ہوتی ہیں اور سب کو معلوم ہی کہ صلہ رحمہ کا کتنا بڑا ثواب ہی اور دوست اور دینی بیانی

في الدين يقدمون على المصارف كما يقدمه الاقارب على الاجانب لكن ينبغي ان يعلم ان المتصدق
 اور مصارف پر مقدم ہوتی ہیں جیسی نانی دار غیروں پر مقدم ہوتی ہیں لیکن یہہ ہی سمجھنا چاہی کہ زکوة دینی و لو کہ

لا بد له ان يحترز عن ابطال صدقته باليمن ولا ذی اذ قال الله تعالى لا يَطْلُوا صدقته كف
 لازم ہی کہ اپنی صدقہ کو احسان جتا کہ اور تکلیف دی کہ باطل نہ کر دی اسواسطی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی مت ضائع کرو دینی خیرات احسان نہ کہ

والآذی وحقيقة المن ان يرى نفسه محسنا الى الفقير فهم راي نفسه محسنا اليه مفرج عنه
 اور ستا کہ اور حقیقت میں احسان کرنا ہون کہ اپنی تین فقیر کا محسن سمجھی بہر جب اوسنی اپنی تین محسن جانا تو بہر اس سی بظہر ہی حرکات

الى ظاهرة افعال ماحية للشباب مثل التحدث به واظهاره وطلب المكافاة منه بالدعاء والثناء

والخدمة والمتوقير والتعظيم وكان من حقه ان يرى الفقير محسنا اليه اذ جعل كفه نائبا عن

الله في قبضه حقه الذي به نجاته من النار اذ روى عن ابن عباس انه عليه السلام قال الصدقة

تقعر بيد الله تعالى قبل ان تقعر بيد السائل فليتحقق انه مسلم الى الله تعالى حقه والفقير اخذ من

الله تعالى رزقه واما الاذى فظهره التوبيخ والتعير والتخشين في الكلام ونقطيب الوجه وهتك السترة

بالاظهار وفنون الاستخفاف وباطنه الذي هو صنعه امر ان احدهما كراهية اخراج المال عن يده و

شدته ذلك على نفسه والثاني رويته خيرا من الفقير وان الفقير يسبب حاجته اخش منه مرتبة

ومنشأ كل منها الجهل اما كون كراهية تسليم المال جهلا فلا من كره بدله درهم في مقابلة ما يساوي

الفا فهو شديد الحماقة لانه يبذل المال بطلب رضا الله تعالى والثواب في الدار الآخرة وهو خير من الدنيا

وفايها واما كون روية نفسه خيرا منه جهلا فلا لانه لو عرف فضل الفقر على الغنى وعرف خطر الغنى

في الآخرة لما استحققه بل يتبرك به وتمني درجته لان صلاح الاغنياء يدخلون الجنة بعد الفقر فحسنا

عام وكيف يستحقه وقد جعل الله تعالى خادما له اذ يكتب المال بجهده ويستكثره منه ويجهده في حفظه

داخل هو كذا وكذا ففكر في حقارت كرامته لو حال به كما ان الله تعالى في اسكو فقير كخادم بنائيا في اسكو طي كحمت او كوشش كز كراي او كوشش كراي او كوشش كراي او كوشش كراي

وقد كلف ان يسلم الى الفقير قدر حاجته وكيف عنه الفاضل التي يضره لو سلم اليه فالغنى مستخدم

للمسعى في رزق الفقير ومتميز عنه بالترام مشاق الاسفار في البراري والبحار وحراسة الفضلات من الدار

والدنيا الى ان يموت ويكلها لاغنياء مع بقاء ما اكتسبه في تحصيلها عليه من الاوزار يسرنا الله تعالى

اعمالا موافقا لرضائه بلطفه وكرمه ومثله المجلس الثاني والعشرون في بيان فضائل الصوم

وه اعمال جو تيري مري الى موافق بنواي لطف اور كرم اور احسان سي

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احصوا هلاك شعبان لرمضان هذا الحديث من حسان الحديث
 رسول الله صلى الله عليه وسلم في قرأيا گنتی رہو شعبان کی مہینہ کو رمضان کی واسطی میں حدیث مصابیح کی حس حدیثوں میں ہی
 رواہ ابوہریرۃ فان صوم رمضان لما كان دكنا من اركان الدين وقرضا لا نزاعا على المسلمين ولم يعلم بحقيقته
 ابوہریرہ کی روایت سے کیونکہ روزہ رمضان کا چونکہ دین کی رکنوں میں سے ایک رکن اور مسلمانوں پر فرض لازم ہی اور اس کا اتنا بغیر ضبط کرنی
 الا بضبط هلال شعبان امر النبي عليه السلام بضبطه فصار كانه قال اطلبوا هلال شعبان وعدوا اليه
 مہینہ شعبان کی معلوم نہیں ہوتا نبی علیہ السلام کی واسطی ضبط شعبان کی امر فرمایا انجام یہ ہوا گو یا قرمایا تھا کہ شعبان کی جائد کو اور اس کی دن گنتی رہو
 لتعلموا دخول رمضان ثم ان شعبان لما كان كالمقدمة لرمضان استحب التأهب له فيه بالصوم وقراءة
 تاکہ رمضان کا آنا معلوم ہو پہر ماہ شعبان جب رمضان کا مقدمہ ٹہرا تو شعبان میں رمضان کی تہاری مستحب ہی روزی رکھنی اور قرآن پڑھنی
 القرآن حتى تراخ النفس بذلك على طاعة الله تعالى قبل دخول رمضان فانه عليه السلام كان يصوم
 تاکہ نفس کو طاعت الہی کی عادت رمضان کی آتی پہلی ہو جاوی کیونکہ نبی علیہ السلام شعبان میں اتنی روزی رکھتی تھی
 في شعبان ملا يصومه في غيره من الشهور على ما روى عن عائشة انها قالت ما رایت رسول الله عليه
 کہ وہ کبھی اور کسی مہینہ میں نہیں رکھتی تھی موافق روایت عائشہ کی کہ وہ کبھی میں نہیں دیکھا مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 السلام استكمل صيام شهر ربيع الاخر رمضان وماريته في شهر اخر منه صياما لا يشعبان وفي رواية
 وسلم کو کہ کبھی پوری کئی ہوں روزی کسی مہینہ کی سوا اور رمضان کی اور نہیں دیکھا مینی اوں کو کسی مہینہ میں زیادہ روزی رکھتی ہوئی سوا شعبان کی اور نہ کسی
 كان يصوم شعبان كله وهذه الرواية موافقة لما روى عن ام سلمة انها قالت ما رایت النبي عليه السلام
 میں نہ کسی کہ روزی رکھتی تھی تمام شعبان کی اور یہ روایت ام سلمہ کی روایت سے موافق ہی کہ وہ کبھی میں نہیں دیکھا مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ
 يصوم شهرين صنتا لثبته في رمضان وهذه الرواية اخذ الفقهاء حتى قبل قاضيان في
 کہ روزہ رکھتی ہوں دو مہینے کی پکی روایت سے موافق ہے اور فقہاء نے اس ہی روایت کو اخذ کیا ہی یہاں تک کہ قاضیان نے
 فتاواہ من صام شعبان ووصل رمضان فهو حسن وذلك لان الصوم قد يتاكد استجابا به
 اپنی مناوی میں کہا ہی جو شخص شعبان کی روزی رکھے گا اور رمضان کی ملاوی تو یہ بہتر ہی اور یہ اسلی کہ روزہ کبھی مستجاب میں
 في بعض الاوقات الفاضلة من الشهر ووالا يام ويكون بابا للعبادة كما روى عن ابي الدرداء ان عم
 بعضی نیک اوقات میں باعتبار مہینوں اور دنوں کی زیادہ تر فائز اور روزانہ عبادت کا ہر جگہ ہی چنانچہ ابوہریرہ کی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
 قال لكل شيء باب وباب العبادة الصوم ثم انه ربي الايمان سقتضي جاء في الحديثين اللذين روى احد
 فرمایا ہر شے کا دروازہ ہوتا ہی اور دروازہ عبادت کا روزہ ہی یہ روزہ ایمان کی چوٹا ہی ہوتا ہی موافق مضمون اون دو حدیثوں کی جواب کہ
 عن ابي هريرة وهو قوله عليه السلام الصوم نصف الصبر وروي الآخر عن ابن مسعود وهو قوله عليه
 ابوہریرہ سے روایت ہی یعنی قول علیہ السلام کا روزہ آدھا صبر ہی اور دوسری ابن مسعود سے روایت ہی یعنی قول علیہ السلام کا
 الصبر نصف الايمان فلما كان الصوم نصف الصبر كان ثوابه متجاوزا عن قانون التقدير والحساب
 صبر آدھا ایمان ہی ہر جب روزہ آدھا صبر ہوا تو اس کا ثواب بھی اندازہ اور حساب کی قاعدہ ہی زیادہ ہوگا
 لقوله تعالى إِنَّمَا يُوتَى الصَّابِرُونَ أَجْرُهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ثم انه متميز من سائر العبادات بخاتمة نسبتہ
 واسطی سادہ الہی کی ہر نیوالوں ہی کو ملتا ہی نیک اونکا ان گنت پہر روزہ کو تمام عبادات پر بسبب خصوصیت نسبت کی
 والحمد لله تعالى اذ قال الله تعالى فيها خبر عنه نبیه بقوله كل حسنة بعشر امثالها الى سبع مائة ضعف
 طرف اللہ تعالیٰ کی ایک طرح کی شرافت ہی اس واسطی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی چنانکہ اس کا ہی اوں کی خبر دیتا ہی اس قول میں ہر نیکی دس گونہ ہوگی ہی سات سو گونہ تک اور وہ

فانه لي وانا اجري به والكريم اذا اخبرانه يتولى الجزاء بنفسه ولا يكله الى غيره يكون ذلك الجزاء

سويب روزه ميرزا لای بی اور میں ہی ایک جزا دوں گا اور نہ کہ کرم جب یہ خبر دی کہ میں آپ اور کسی جزا کا ذمہ اڑھوں اور کسی حوالہ نہ ہوگا تو اس جزا کا

في غاية العظمة ونهاية الكثرة بحيث لا يكون له حد ولا عدد وقد روى عن ابي سعيد الخدري

کہا انتہائی نہایت عظیم اور بہت کثیر ہوگی ایسا کہ نہ اس کی کچھ حد ہی اور نہ کچھ گنتی اور روایت ہی ابو سعید خدری سی

انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله يقبل الله وجهه عن النار سبعين خريفا

کہ نبی علیہ السلام فرمایا جس نے ایک دن واسطی اس کی روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کی منہ کو آگ ہی ستتر برس دور رکھے گا اور ایک

وفي حديث اخر رواه ابو امامة الباهلي انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله جعل

اور حدیث میں ہی ابو امامہ باہلی کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام فرمایا جس نے ایک دن روزہ واسطی اللہ تعالیٰ کی بکھاتو

الله بينه وبين النار خندقا كما بين السماء والارض يعني ان من صام يوما لوجه الله ورضائه

اللہ اس کی اور دوزخ کی بیچ میں ایسی خندق بنادے گا جیسی فرق درمیان آسمان اور زمین کی یہی معنی بیشک جس نے ایک دن کا روزہ واسطی وجہ اللہ کی اور اس کی

ينجيه الله من النار عترة عن التجبة بطريق القليل ليكون ابلغ لان من كان بعيدا عن شيء بهذا

رضائے کی کہ بکھاتو اللہ تعالیٰ اس کو آگ سی نجات دے گا اس نجات کو بطور تشبیل کی بیان فرمایا تاکہ مبالغہ زیادہ تر ہو واسطی کہ جو شخص ایک شے سی

المقدار لا يصل اليه البتة وروى عن ابي هريرة انه قال عليه السلام للصائم فرحان فرحة

انتی دور ہر ہو تو وہ شے بیشک اس تک نہیں پہنچے گی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی

عند فطره وفرحة عند لقاء ربه فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان للصائم سرور امرتين

جب روزہ کہو تا ہی اور ایک خوشی جب اپنی رب سی ملے گا بیشک نبی علیہ السلام فرمایا اس حدیث میں بیان فرمایا کہ روزہ دار کو خوشی دو مرتبہ ہوتی ہی

احدهما عند افطاره والاخرى عند موته ولقاء ربه اما سرورة عند افطاره فيما ينساؤه من

ایک تو روزہ کہو تا ہی ہوتی اور دوسری موت کی وقت اپنی رب کی ملاقات پر یہ روزہ دار کا سرور روزہ افطار کرتی وقت تو یہ ہی کہ اس کو بکھاتا

الطعام والشراب والجماع لان النفس مجبولة على الميل الى ما يلائمها من المأكل والمشرب والمنكح فاذا

بیجا جماع سیہ آیا کیونکہ طبعیت انسان کی عادت ہی کہ اپنی مرغوب چیز پر جکتی ہی کہانا ہو یا بیبا ہو یا جماع ہو اور جب

صنعت من ذلك في وقت ثم اذن لها في وقت اخر تفطر بذلك طبعها خصوصا عند اشتداد الحاجة

اور سکون امور سی ایک وقت مانعت ہو ہی ہو یہ اور سکودوسری وقت اجازت ملی تو اس سی خود بخود خوش ہوتا ہی خاص کر ایسی وقت کہ ماری ہو کہ

اليه لتاثير الجوع والعطش فيها وتقاضيهما باحد حاجتها يتبين هذا المعنى ما روى عن ابن عمر انه عم

وہیاس کی نہایت حاجت مند ہو کر اپنی خواہش کا طلبگار ہو یہ مضمون ابن عمر کی روایت سی معلوم ہوتا ہی کہ نبی علیہ السلام

كان اذا فطر قال ذهب الضم واستلت العروق ونبت الاجران شاء الله تعالى مع ان له عند افطاره

جب روزہ افطار کرتی تو فرمائی یہاں تکلی میر گین تو تازہ سوئے اور اجڑ ثابت ہو چکا ان شاء اللہ تعالیٰ یا جو کہ روزہ دار کی افطار کی وقت

دعوة مستجابة كما جاء في الحديث ان للصائم عند فطره دعوة مستجابة بل يكون نومه محبا

دعا مقبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث میں آیا کہ روزہ دار کی فطر کی وقت دعا مقبول ہوتی ہی بلکہ روزہ دار کا سونہا ہی عبادت ہی

كما جاء في الحديث يوم الصائم عبادة قال ابو العالية الصائم في العبادة مالم يغترب وان كان

چنانچہ حدیث میں آیا کہ نیند روزہ دار کی عبادت ہی ابو العالیہ لای بی روزہ دار ہر وقت عبادت میں ہوتا ہی جب تک عیبت نہ کری اگرچہ روزہ

ناما اعلی فرشه فعلى هذا يكون في ليله ونهاره على عبادة واما سرورة وفرحة عند موته ولقاء

اینی بستر پر سوتا ہی سکی موافق تمام رات اور دن عبادت ہی میں رہتا ہی اور روزہ دار کا سرور اور خوشی میر وقت نبی رب کی ملاقات پر

فیما یجده مَذْخَرًا عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ ثَوَابِ صَوْمِهِ فَإِنْ تَرَكَ الطَّعَامَ وَشَرِبَ وَشَهَوْتَهُ يَعُوضُهُ
 بِهِ سِوَى مَا كَانَ يَنْهَى عَنْهُ مِنْ ثَوَابِ صَوْمِهِ جَمْعُ كَيْسٍ وَكَيْسٍ بَارٍ وَكَيْسٍ
 اللَّهُ تَعَالَى خَيْرًا مِنْ ذَلِكَ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ نَجِدْهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا
 عَنِ اسْمَاؤِ سِوَى سِوَى مَا كَانَ يَنْهَى عَنْهُ مِنْ ثَوَابِ صَوْمِهِ جَمْعُ كَيْسٍ وَكَيْسٍ بَارٍ وَكَيْسٍ
 وَأَعْظَمُ أَجْرًا وَجَاءَ فِي الْخَبَرِ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِرَجُلٍ أَنْ تَدَعَ شَيْئًا اتَّقِ اللَّهَ تَعَالَى إِلَّا الشَّكَّ اللَّهُ
 أَوْ لَوْ بَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ رَحِمَتِهِ مِنْ آيَةٍ كَيْسٍ صَغِيرٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَيْكٍ شَخْصًا فَرَأَى بِشَيْءٍ تَوَكَّبَ مِنْ تَرْكِ كَيْسٍ كَوْنِ خَيْرٍ لَدُنَّ اللَّهِ تَعَالَى
 خَيْرًا مِنْهُ وَرَوَى أَنَّ الصَّائِمِينَ يُوَضَعُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَائِدَةٌ تَحْتَ الْعَرْشِ يَأْكُلُونَ عَلَيْهَا وَالنَّاسُ فِي الْحَسْبِ
 يَهْتَرُونَ بِهَا كَيْسًا أَوْ رَوَيْتُ هِيَ كَرْزَةٌ دَارُونَ كِي دَاسِطِي قِيَامَتِ كِي دَنَ عَرْشِ كِي تَنِي دَسْتَرِ خَوَانِ چَنَا جَا وَكَيْسًا أَوْ سِوَى تَاوَلِ كَرْتَنِي اَوَّلًا وَخَلَقَتْ اِبْهِيَ حَسَابَتْنِ اَمْتَنَ
 فَيَقُولُ النَّاسُ مَا هَؤُلَاءِ يَأْكُلُونَ وَنَحْنُ فِي الْحِسَابِ فَيَقَالُ لَهُمْ أَنْتُمْ كَانُوا يَصُومُونَ وَأَنْتُمْ تَقْطُرُونَ وَفِي الصَّحِيحِ
 يَهْتَرُونَ بِهَا كَيْسًا أَوْ رَوَيْتُ هِيَ كَرْزَةٌ دَارُونَ كِي دَاسِطِي قِيَامَتِ كِي دَنَ عَرْشِ كِي تَنِي دَسْتَرِ خَوَانِ چَنَا جَا وَكَيْسًا أَوْ سِوَى تَاوَلِ كَرْتَنِي اَوَّلًا وَخَلَقَتْ اِبْهِيَ حَسَابَتْنِ اَمْتَنَ
 أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنْ فِي الْجَنَّةِ بَابٌ يُقَالُ لَهُ سَرِّيَانٌ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ إِلَّا الصَّائِمُونَ وَالْمُرَادُ بِالصَّائِمِينَ
 هِيَ كَيْسٍ صَغِيرٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَيْكٍ شَخْصًا فَرَأَى بِشَيْءٍ تَوَكَّبَ مِنْ تَرْكِ كَيْسٍ كَوْنِ خَيْرٍ لَدُنَّ اللَّهِ تَعَالَى
 هُمُ الَّذِينَ يَكْثُرُونَ الصَّوْمَ فَإِنَّهُمْ لَمَّا تَحَلَّوْا تَعْبَ الْعَطَشِ خُصُوبًا فِيهِ الرِّى وَالْأَمَانُ مِنَ الْعَطَشِ قَبْلَ تَحْكُمِهِمْ
 كَيْسٍ كَرْزَةٌ دَارُونَ كِي دَاسِطِي قِيَامَتِ كِي دَنَ عَرْشِ كِي تَنِي دَسْتَرِ خَوَانِ چَنَا جَا وَكَيْسًا أَوْ سِوَى تَاوَلِ كَرْتَنِي اَوَّلًا وَخَلَقَتْ اِبْهِيَ حَسَابَتْنِ اَمْتَنَ
 مِنَ الْجَنَّةِ هَذَا كُلُّهُ إِذَا كَانَ صَوْمُهُمْ مَعَ الْإِحْتِرَازِ عَنْ كُلِّ مَا يَحْرُمُ عَلَيْهِمْ وَلَا فِهُمُ يَكُونُونَ مِنَ الَّذِينَ
 جَنَّتْ كِي دَنَ عَرْشِ كِي تَنِي دَسْتَرِ خَوَانِ چَنَا جَا وَكَيْسًا أَوْ سِوَى تَاوَلِ كَرْتَنِي اَوَّلًا وَخَلَقَتْ اِبْهِيَ حَسَابَتْنِ اَمْتَنَ
 قَالَ فِيهِمْ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي حَدِيثٍ رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ
 رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَيْكٍ حَدِيثٍ مِنْ جَوَابِ هُرَيْرَةَ سَيِّدَةِ نَبِيِّنَا وَرَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ
 وَالْعَطَشُ فِي حَدِيثٍ آخَرَ رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الظَّمَا وَكَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ
 أَوْ سِوَى كِي دَنَ عَرْشِ كِي تَنِي دَسْتَرِ خَوَانِ چَنَا جَا وَكَيْسًا أَوْ سِوَى تَاوَلِ كَرْتَنِي اَوَّلًا وَخَلَقَتْ اِبْهِيَ حَسَابَتْنِ اَمْتَنَ
 مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ فَإِنَّ التَّقَرُّبَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى بِتَرْكِ الْمُبَاحِ لَا يَتِمُّ إِلَّا بَعْدَ التَّقَرُّبِ إِلَيْهِ بِتَرْكِ الْحَرَامِ
 كَرْتَنِي اَوَّلًا وَخَلَقَتْ اِبْهِيَ حَسَابَتْنِ اَمْتَنَ
 كَمَا رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ لَمْ يَتْرِكْ الْكُذْبَ وَالْعَمَلَ بِمَقْتَضَاهُ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدْعُوهُ لَطَمًا
 چَنَا جَا وَكَيْسًا أَوْ سِوَى تَاوَلِ كَرْتَنِي اَوَّلًا وَخَلَقَتْ اِبْهِيَ حَسَابَتْنِ اَمْتَنَ
 وَشَرِبَ فَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ مَنْ لَمْ يَتْرِكْ الْكُذْبَ وَالْعَمَلَ بِمَقْتَضَاهُ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَوْمَهُ
 بَيْنَا بَدْرِي بِشَيْءٍ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي اسْ حَدِيثِ مِنْ يَهِي بِيَانِ كَرْتَنِي اَوَّلًا وَخَلَقَتْ اِبْهِيَ حَسَابَتْنِ اَمْتَنَ
 وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ لِأَنَّهُ أَمْسَكَ عَمَّا يَنْهَى عَنْهُ وَلَمْ يَمْسِكْ عَمَّا حُرِّمَ عَلَيْهِ وَالْمَقْصُودُ مِنَ الصَّوْمِ لَيْسَ بِمَنْعِ الْجُوعِ وَ
 تَوَلَّى نَبِيْنِ كَرْتَنِي اَوَّلًا وَخَلَقَتْ اِبْهِيَ حَسَابَتْنِ اَمْتَنَ
 الْعَطَشُ فَقَطْ بَلِ الْمَقْصُودُ مِنْهُ كَسْرُ الشَّهْوَةِ وَقَهْرُ النَّفْسِ لِمَا سَوَاءٌ فَالْمُحَصِّلُ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ
 بَلْكَ رَوْزَه سِي عَرَضِ شَهْوَتِ كَا تَوَلَّى نَبِيْنِ كَرْتَنِي اَوَّلًا وَخَلَقَتْ اِبْهِيَ حَسَابَتْنِ اَمْتَنَ
 فَإِنَّ فَائِدَةً فِي تَرْكِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ فَعَلَى هَذَا الرَّدِّ الْعَبْدُ أَنْ يَتَالَ الثَّوَابَ وَالْفَضَائِلَ الَّتِي ذَكَرَهَا
 تَوَلَّى نَبِيْنِ كَرْتَنِي اَوَّلًا وَخَلَقَتْ اِبْهِيَ حَسَابَتْنِ اَمْتَنَ
 اسْكِي مُوَافَقِ جَبِ كَوِي شَخْصٍ يَهِي چَا هِيَ كَيْسٍ كَرْزَةٌ دَارُونَ كِي دَاسِطِي قِيَامَتِ كِي دَنَ عَرْشِ كِي تَنِي دَسْتَرِ خَوَانِ چَنَا جَا وَكَيْسًا أَوْ سِوَى تَاوَلِ كَرْتَنِي اَوَّلًا وَخَلَقَتْ اِبْهِيَ حَسَابَتْنِ اَمْتَنَ

النبی علیہ السلام ینبغی له ان یعرف حرمة الوقت وشرفه ویحفظ فیہ بطنه عن الحرام ولسانه عن
 ذکر فرمایا ہی تو اس کو لازم ہی کہ وقت کی حرمت کو پہچانی اور وقت کی خوبی کو دریافت کری اور اس میں اپنی بیعت کو حرام کہانی ہی اور اپنی زبان کو
 الکذب والغیبة وقبح الکلام وجوارحه عن الخطایا والأثام وقلبه عن العجب والکبر وعلیه
 جو پہلے اور غیبت اور یہودہ کلام کسی اور اپنی باقی اعضا کو خطا اور گناہوں سے اور اپنی دل کو خود بینی اور تکبر اور خلقت کی دشمنی سے
 الا نام ثم انه اذا فعل ذلك ینبغی له ان یکون خائفا من الله تعالى هل یقبل منه ام لا یقبل ویبصر
 بجای ہی پھر وہ شخص جب یہ سب کرچکا تو اب اس کو لائق ہی کہ اسد تعالیٰ سے یہ خوف کرتا رہی کہ آیا میرے یہ روزہ قبول کرتا ہی یا نہیں قبول کرتا اور دعا کری
 ان یقبل المجلس الثالث والعشرون فی بیان فضیلة صوم شعبان کان رسول الله
 کہ قبول کری تیسویں مجلس فضیلت روزہ ماہ شعبان کی بیان میں نبی رسول الله

صلی الله علیه وسلم یصوم شعبان کلہ الا قلیلا وفي رواية بل کان یصوم شعبان کلہ هذا الحدیث
 صلی الله علیه وسلم کہ تمام شعبان کی روزی رکھتا کرتی ہی مگر کچھ تھوڑا سا انظار کرتی اور ایک روایت میں ہی بلکہ تمام شعبان کی روزی رکھتی ہی
 من صحیح المصابیح روتہ ام المؤمنین عائشة وهذه الروایة الاخیرة موافقة لما روی عن ام سلمة
 یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی حضرت عائشہ ام المؤمنین کی روایت کا یہ پہلی روایت اس روایت کی موافق ہی جو ام سلمہ کی روایت ہی
 انها قالت ما رايت النبی علیہ السلام یصوم شهرین متتابعین الا شعبان ورمضان فان قیل یلزم
 کہ وہ کہتی تھیں نہیں دیکھا میں نبی علیہ السلام کو کہ دو مہینے پورے ہی روزی رکھی ہوں سوائے شعبان اور رمضان کی اگر کوئی کہی
 علی هذه الروایة ان یکون افضل الصیام بعد صوم رمضان صوم شعبان مع انه علیہ السلام
 کہ اس روایت سے لازم آتا ہی کہ بعد روزہ رمضان کی شعبان کی روزی افضل ہوں اور حال یہ ہی کہ نبی علیہ السلام فی

قال افضل الصیام بعد شهر رمضان شهر الله المحرم فالجواب ان جماعة من الناس ان اعتقدوا ان
 فرمایا ہی اچھی روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی میں سو جواب یہ ہی کہ بیشک ایک جماعت کا اگرچہ یہ ہی اعتقاد ہی
 صیام المحرم والا شهر المحرم افضل من صیام شعبان لیکن الا ظہر خلاف ذلك فان صیام شعبان
 کہ محرم اور اشہر المحرم کی روزی شعبان کی روزی بہتر ہیں لیکن اسکی خلاف ظاہر ہی بیشک شعبان کی روزی
 افضل من صیام الا شهر المحرم یدل علی ذلك ما روی عن انس انه علیہ السلام سئل ای الصیام افضل
 اشہر المحرم کی روزی بہتر ہیں دلیل اسکی وہ ہی جو انس ہی روایت ہی کہ پیغمبر صلی الله علیہ وسلم کسی ہی پوچھا رمضان کی بجائے کونسی
 بعد رمضان فقال شعبان تعظیما لرمضان وروی عن سامة انه کان یصوم اشهر المحرم فقال
 روزی افضل ہیں آپ ہی فرمایا شعبان کی رمضان کی تعظیم کی ہی اور سامة ہی روایت ہی کہ اسامہ اشہر المحرم کی روزی رکھتا کرتی ہی سو

له رسول الله علیه السلام صم شولا فترك صوم اشهر المحرم فقال کان یصوم شولا حتی مات فهذا نص
 انکو رسول الله صلی الله علیہ وسلم ہی فرمایا تنواریں روزی کہا کہ ہر اسامہ فی اشہر المحرم کی روزی چھوڑ دیں شوال میں روزی کہا کہ آخر مئی سو بہر روایت
 فی تفضیل صیام شوال علی صیام اشهر المحرم فاذا کان صوم شوال افضل من صوم الا شهر المحرم
 شوال کی روزی کی فضیلت پر نص ہی اشہر المحرم کی روزی بہتر ہیں اور اشہر المحرم کی روزی بہتر ہی
 فکون صوم شعبان افضل من صیام الا شهر المحرم فی صیام النبی خلیہ السلام له دور شوال
 نو شعبان کی روزی اشہر المحرم کی روزی زیادہ تر افضل ہوگی اس کی وجہ یہ کہ نبی علیہ السلام روزی شعبان میں رکھتی ہی شوال میں نہیں رکھتی
 وانما کان كذلك لانهم ایلین من بعدة ومن قبلہ انهم من هذا ان افضل التطوع من الصیام کی
 انہ یہ اس کی ہی کہ یہ دو مہینے یعنی شعبان اور شوال منہ سے ہیں رمضان کی بعد از رمضان ہی پہلی سترہ مہینے ہوں کہ نفل روزوں میں وہ ہی افضل ہیں

فی بیان فضیلة صوم شعبان

قريباً من رمضان قبله وبعده فيكون منزلته من الصيام بمنزلة السنن الرواتب مع الفرائض

رمضان سی قریب ہوں پہلی اور پہچی پہر ایسی روزوں کا درجہ ایسا ہی جیسی رتبہ مستغنون رواتب بینی مگر وہ کا فریضہ نمازی

فيلها وبعد هذا فان السنن الرواتب كما يلحق بالفرائض في الفضل وتكون تكملة لنقص الفرائض فكذلك

فریقہ سے پہلے اور بھی بیشک سنن و روایات یعنی مکملہ جیسی فضیلت میں فرایض کی ساتھ ہیں اور فرایض کی نقصان کو پورا کرتی ہیں (یہی ہے)

صیام ما قبل رمضان وما بعده فانه ملحق في الفضل بصيام رمضان لقربه منه ويكون قوله عم

افضل روزی رضائی پہلی اور پہچی یہ بھی فضیلت میں رمضان کی روزوں کی ساتھ شامل میں کیونکہ رضائی متصل میں اب بھی اس حدیث کی

افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم مَحْمُولًا عَلَى التَّطَوُّعِ الْمَطْلُوقِ وَهَذَا كَانَ قَبْلَ رَمَضَانَ وَبَعْدَهُ

کہ اچھی روزی بعد رمضان کی ماہ الہی محرم کی مطلق نوافل پر محمول ہوگی اور جو روزی رمضان سے پہلے اور پیچھے ہیں

فانه ملحق به في الفضل كما ان قوله عليه السلام في تمام الحديث وافضل الصلوة بعد المكتوبة

وہ تو فضیلت میں رمضان کی مثال ہیں جیسی یہ قول علیہ السلام کا تتمہ حدیث میں اور بہتر نماز بعد از ایض کی

قيام الليل انما اراد به تفصيل قيام الليل على التطوع المطلق دون السنن الرواتب عند جمهور العلماء

رات کی غائز ہی اس ہی تمام علماء کی نزدیکی فضیلت قیام لیل کی مطلق نوافل پر مراد ہی سنن مؤکدات پر نہیں ہی

وقد ذكر في صيام النبي عليه السلام لشعبان دون غيره من الشهور معنى حسنا وهو ما رواه أبو بكر

اور در باب روزہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شعبان میں سوار اور مہینوں کی خوب معنی ذکر کئی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اسامہ سے روایت ہے

انه عليه السلام قال ذلك شهر يغفل الناس عنه بين رجب ورمضان فانه عليه السلام اوضح ان الله

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہ ایسا مہینہ ہے کہ لوگ اس کی غافل ہیں رجب اور رمضان کی نیچیں پس نبی علیہ السلام نے یہ اشارہ کیا

نہ لا اکشفہ شہران عظیمان الشہر الحرام وشہر الصام اعرض الناس عنه بلاشتہ الخافض

کہ شعبان کو دو بڑی عظمت کی مہینوں کی کہیں رکھا ہی ماہ محرم اور ماہ صعیام فی توشعبان سی نوگ بہر کر اون دونوں میں مشغول ہو جائیں سو مہینہ

مغفولاً عنه حتی ظن كثير من الناس ان صيام رجب افضل من صيام شعبان الا ان الله سبحانه وتعالى

وہاں سے ہو گیا۔ یہاں تک کہ اکثر لوگ یہ مان کر رہ گئے کہ جب تک کہ روزی شعبان کی روز و نسی افضل ہیں اس لیے کہ جب ماہ حرام ہی اور

مَنْ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ لَمْ يَكُنْ مِنْهُمْ

ہاتھ نہیں ہی سواسطی کہ عائشہ ہی روایت ہی کہ وہ کہتی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنے ایک قوم کا ذکر آنا کہ وہ رحمہم روزی رکستہ تھے۔

عن شعبان وفيه إشارة إلى أن بعضنا اشتغل بفضله صلى الله عليه وسلم في بعض الأحيان ولا يهتم بالآثار التي تركها في بعض الأحيان

هذه الاشياء كوجوه الكرم الخيالي او السمين يهبط الى الارض في بعض احوالها من الارض والاشياء قد يكون غير

فضل منہ اما مطلقاً وخصوصیۃً وہ لا یسقط . ہاگتہ ص ۱۰۸

یا تو مطلقا یا کسی خصوص بنده یا جواسمین موقوفی که اکثر لوگوں کو خیال میں نہیں آتی تو وہ اسکا حکم کرنا شروع کر دیتا ہے۔

یضوتون تحصیل فضیلت عالمیہ میں ہمیشہ ہر وقت ہر دلیا عالمیت اور امتیاز کے ساتھ ہر طرف مشغول ہوتی ہیں

راوی کا فضیلت سی جو ان کی نزدیکی منشور نہیں ہے جو ہم روحانی میں اور اس میں دل اس مطلب کے کہ اگر عبادت میں معیہ کہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَانْذَرِ الْكَافِرِينَ

تقريباً مستحب، اريد به سي الله تعالى ان يثبت له حيزي
اسمي واسمى الكبر طاعة شتى مودرة غايته في

صنعت آیین الصنعة و تقویون هم ...

این است که در صورتی که در وقت نماز یا در وقت دعا یا در وقت تلاوت قرآن یا در وقت...

صلوة العشاء قال ما ينتظرها احد من اهل الارض غيركم وفي هذا اشارة الى فضيلة التفرغ بذكر الله
توفرا يا اس نماز کا سواء تمہاری روی زمین پر کوئی منتظر نہیں ہی اس میں اشارہ ہی کہ تنہا ذکر الہی میں مشغول رہنا

في وقت من الاوقات لا يوجد فيها ذكر ولد لك فضل القيام في وسط الليل لشمول الغفلة عن الذكورية
تمام وقتوں میں سے ایسی وقت کہ کوئی اور وقت نہ کرے کہ اس وقت افضل ہی اس میں آدمی رات کی وقت جاگتا بہت افضل ہی اس واسطے کہ اس وقت اکثر لوگ نیند میں
لاكثر الناس في احياء الوقت المغفول عنه بالطاعة فوائدها انه يكون اخفى واخفاء النوافل و
غافل ہوتا ہے اور غفلت کی وقت عبارت کرتی من بہت فائدہ ہے ایک یہ کہ یہ وقت پوشیدہ ہی اور نوافل حیات اور

اسرارها افضل لاسيما الصيام فانه سر بين العبد وربه لا يطلع عليه غيره تعالى ولهذا قيل لا يكون
پوشیدہ رکھنا افضل ہوتا ہی خاص نفل روزی کیونکہ روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی باز ہوتا ہی اس پر سوائے اللہ تعالیٰ کی کسی کو اطلاع نہیں ہوتی اس واسطے
فيه رياء ومنها انه يكون اشق على النفوس وافضل الاعمال اشقها على النفوس وسبب ذلك ان النفوس
کہتی ہیں کہ روزہ میں ریا نہیں ہوتی اور ایک یہ کہ روزہ طبیعتوں پر دشوار ہوتا ہی اور اعمال میں افضل وہ ہی ہوتا ہی جو طبیعتوں پر دشوار ہوا و سبب اس کا یہ ہے کہ طبیعتیں

تناسي بما شاهد من احوال ابناء الجنس فاذا كثرت يقظة الناس وطاعتهم يكثر اهل الطاعة لكثرة
بجنس کی حالات میں سے جو دیکھتی ہیں وہ ہی عادت اختیار کر لیتی ہیں پس اگر لوگوں کی بیداری اور ان کی عبادت کثرت سے ہوتی لگی تو اہل طاعت ہی زیادہ ہونگی
المقتدين بهم فتسهل الطاعة عليهم واذا كثرت الغفلة واهلها ابتاسي لهم عموم الناس فيشوق على
کیونکہ دیکھا واکھی بہت پیرو ہو گئی ہیں اور پھر عبادت آسان ہو گئی اور اگر غفلت اور غفلت والی زیادہ ہونگی تو عام لوگوں کی ویسی ہی عادت ہو گئی اب جاگتی و بیدار

نفوس المتقضين طاعتهم لقلته من يقتد بهم فيها ولهذا قال النبي عليه السلام للعامل منهم اجر
عبادت کرتی دشوار ہو گئی اس واسطے کہ اس وقت میں ہماری کثرت ہیں اس میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ان میں سے ایک عمل کرنے والی کو اجر

خمسین منكم انكم تجدون على الخير اعوانا ولا يجدون وقال عليه السلام العباداة في الهجرة كالهجرة
پچاس آدمیوں کا تم میں سے ہی کیونکہ تم کو نیکو خیر پر بہت مددگار میسر آتی ہیں اور ان کو کو نہیں ملتی اور فرمایا علیہ السلام فی فساد کی وقت عبادت کرتی جیسی

الى فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان ثواب العباداة في وقت الفتنة واختلاف امور الناس
میری طرف ہجرت کی بیشک پیغمبر علیہ السلام نے اس حدیث میں یہ بیان فرمایا کہ ثواب عبادت کا بروقت آشوب اور ابتری چلن آدمیوں کی اتنا ہی

كثواب الهجرة من مكة الى المدينة في زمانه عليه السلام قبل فتح مكة وسبب ذلك ان الناس في وقت
گواہی کہ کسی مدینہ کی طرف پیغمبر علیہ السلام کی عہد میں فتح مکہ سے پہلی ہجرت کی اور اس کا سبب یہ ہے کہ آدمی فتنہ اور آشوب کی وقت

يتبعون اهواءهم ولا يتقيدون بدينهم فيكون حالهم شبيها بحال اهل الجاهلية فاذا انفرد من بينهم من
اپنی ہوا ہوس کی تابع ہو جاتی ہیں اور اپنی دین کی قید میں نہیں رہتے پھر ان کا حال اہل جاہلیت کا سا ہو جاتا ہی یہ اگر آدمیوں سے ایک شخص الگ ہو جاوی

يقسك بدينه ويعبد ربه ويتبع امره ويجتنب نهييه يكون كمن هاجر من بين اهل الجاهلية الى رسول الله
کہ اپنی دین کو اتنے ہی دینی اور اپنی رب کی عبادت کری اور اس کی امر کا تابع اور اس کی نہی سے بچتا ہی تو وہ ایسا ہی کہ اہل جاہلیت میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

مؤمننا مستعلا وامره مجتنب النواهييه وقال عليه السلام بدأ الاسلام غربيا وسيعود غربيا كما بدأ
مؤمن اور امر کا تابع اور منہیات سے مجتنب ہو کر ہجرت کر گیا اور فرمایا علیہ السلام فی شروع ہوا ہی اسلام غریب ہو کر اور پھر غریب ہو جاوے گا جیسی شروع ہوا تھا

فطوني للغرباء يعني ان الاسلام في ابتداء ظهوره كان غربيا لم يوجد الا في احاد من الناس وقلة منهم
سوخوشی ہی غریبوں کو مراد یہ ہے کہ اسلام ابتداء ظہور میں غربت تھا نہیں پایا جاتا تھا مگر کسی کسی آدمی میں بہت کثر

ثم انتشر وشاع قويا وبعد ذلك سيلحقه نقص واختلال حتى لا يبقى الا في احاد من الناس وقلة منهم وهم
پھر پھیل گیا اور بہت قوی ہو کر منتشر ہو گیا اور بعد اس کی قریب ہی آدمیوں نقصان اور خلل آ جاوی یہاں تک کہ باقی نہیں رہے گا مگر کسی کسی آدمی میں بہت کثر

الغریاء فطوبی لهم وقد جاء تفسیرهم فی حدیث اخر انهم للزنازع من القبائل یعنی انهم الذین كانوا قلیة
 غریبا من سواد کونخشی ہی اور حدیث میں آئی ہے کہ وہ قبائل میں کوئی کوئی ہیں یعنی غریبا وہ ہیں جو تہوڑی ہوں
 فلا یوجد فی کل قبيلة منهم الا الواحد لا شان بل لا یوجد واحد منهم فی القبائل والبلدان کما کان كذلك
 ۱۱۱ قبیلہ میں ایک ایک دو دو چھ ہاں ہونگی بلکہ قبیلوں اور شہروں میں کوئی نہ ملے گا جیسے کہ ابتداء ظهور اسلام میں
 ابتداء ظهور اسلام وفی حدیث اخر انهم الذین یصلحون اذا فسد الناس یعنی انہم قوم صالحون عاملون
 بہم ہی حال تھا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ غریبا وہ ہیں جو اصلاح پر عمل کرتے ہیں اگر آدمیوں میں فساد ہو جائے ہی کہ غریبا وہ ہیں جو صالح ہی
 بالسنۃ فی زمان فساد الناس منها ان المنفرد بالطاعة بین اهل الغفلة والمعاصی یدفع بہ البلاء
 فساد کی زمانہ میں سنت پر عمل کرنے والے اور ایک فائدہ یہ ہے کہ جو تنہا عبادت کرنے والا ہی غفلت اور معاصی والوں میں اس کی سبب سے لوگوں کی بلا دفع ہوتی ہی
 عن الناس فکانہ یجیبہم ویدفع عنہم ولا تار فی هذا المعنی کثیرہ جدا وقد ذکر لصومہ علیہ السلام لشعبان
 کو یہ شخص اور کما حاجتی ہی ہوگی بلکہ دفع کرتا ہی اس باب میں آئمہ بہت آئی ہیں اور واسطی روزی رکعتی پیغمبر علیہ السلام کی ماہ شعبان میں
 معقر اخر وہ ان علیہ السلام کان یصوم من کل شہر ثلثۃ ايام وربما اخر ذلك لیقضیہ بصوم شعبان
 ایک اور وجہ یہی بیان کرتی ہیں وہ یہ ہی کہ پیغمبر علیہ السلام ۱۱ مہینوں میں تین تین روزی رکعتی ہی اور بعضی وقت تاخیر فرمادی تاکہ اسکا محض شعبان کی روزی
 یعنی ان صوم علیہ السلام بہا کان لا یبلغ ثلثۃ ايام فی بعض الشہور فیکمل ما فاتہ من ذلك فی شعبان اذا
 کر دین مراد یہ ہے کہ روزی پیغمبر علیہ السلام کی بعض دفعہ بعض مہینوں میں تین تین روزی نہیں ہوتی ہی جو مستقر روزی فوت ہو جاتی ہی وہ شعبان میں پوری کرتا
 کان اعمالہ علیہ السلام دائمة فکان اذا دخل علیہ شعبان وکان علیہ بقیۃ من صیام تطوع لم یصلہ
 ہی جن روزوں کا رکنا دایمی ہوتا تھا سوا آپکا طریقہ یوں تھا جب اونکو ماہ شعبان شروع ہوتا اور اوپر کچھ نوافل روزی باقی ہوتی کہ نہ رکھی ہوں
 یقضیہ فی شعبان حتی یکمل نوافلہ بالصوم قبل دخول رمضان کما کان یقضی ما فاتہ من سنن الصلوۃ
 تودہ روزی شعبان میں قضا کرتی ہی تاکہ تمام نوافل روزی رمضان کی آئی ہی پہلی پوری ہو جائیں جیسا کہ نماز مسنونہ کو جو رہ جاتی ہی قضا کرتی ہی
 وکما کان یقضی بالنہار ما فاتہ من قیام اللیل وقالت عائشۃ ربما سردت ان اصوم فلم اطق حتی
 اور جیسا کہ قیام لیل میں سی جو رہ جاتا تھا وہ دین پورا کرتی ہی اور عائشہ کہتی ہیں بعضی وقت میں روزہ رکعتی کا ارادہ کرتی سونہر سکتا
 اذا صام النبی علیہ السلام فی شعبان صمت معہ فانہا کانت حرقنتم فتقضی ما علیہا من
 بیان تک جب نبی علیہ السلام ماہ شعبان میں روزی رکعتی تو میں ہی اونکی ساتھ روزی رکعتی پر عایشہ اسوقت کو غنیمت جان کر جو جو اونکی ذمہ ہے
 صوم رمضان لفطرہا فیہ بالحیض وکان فی غیرہ من الشہور مشغولۃ بالنبی علیہ السلام
 رمضان کی روزی ہوتی ہی بسبب عارضہ حیض کی سبب ادا کر دیتی تھیں اور اور باقی کی مہینوں میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں مشغول رہتی تھیں
 فان المرأة لا تصوم وبعلاہا شاہدا لا باذنه فمن دخل علیہا شعبان وقد بقی علیہ شیء من
 کیونکہ عورت اپنی خاوند کی سامنے بی اجازت روزہ نہیں رکھ سکتی پس جس شخص کو ماہ شعبان آجائے اور اوپر کچھ نوافل روزی باقی ہوں
 نوافل صیامہ یستحب لہ قضاء فیہ حتی یکمل نوافل صیامہ باین رمضان ومن کان علیہ شیء
 تو اسکو مستحب ہی کہ شعبان میں ادا کر دی تاکہ اسکی نوافل روزی دو روز رمضان کی شےچ میں ادا ہو جاوے اور جس پر کچھ
 من قضاء رمضان یجب علیہ قضاء قبل رمضان اخر مع القدۃ علیہ ولا یجوز لہ تاخیر
 قضا رمضان کی باقی ہو تو اوپر واجب ہی کہ دوسری رمضان سی پہلی اگر قریب رکھتا ہو تو قضا کر دی اور اوپر کچھ جائز نہیں ہی
 الی ما بعد رمضان اخر لغیر ضرورة وان کان تاخیرۃ لعدہ مستقر بین الرمضانین کان علیہ قضاء
 کہ بی ضرورت دوسری رمضان کی بجگہ تاخیر کرے اور اگر بہت تاخیر بسبب ایسی عدہ کی ہے جو نور رمضان میں برابر چلا آتا ہی ہو ہی ہو تو اوپر

بعد الرضات الثاني ولا شيء عليه مع القضاء وان كان ذلك لغیر عن قيل يقضي ويطلع مع قضاء
 بعد رمضان في قضاء لازم هو في اورا کچھ نہیں ہی اور اگر یہ تاخیر بلا عذر ہوئی ہی تو کہتی ہیں کہ قضاء کری اور ہر روز کو بدلہ
 کل یوم ستین مسکینا وهو قول الشافعی و مالک واجل اتباع آثار و مردت بذلك وقيل يقضي ولا طعام
 سابع مسکین کو کھانا دے یہ قول ثانی اور مالک اور احمد کہ ہی موافق اول آثار کی جو سب میں آتی ہیں اور بعض کہتی ہیں قضاء کری اور کچھ
 علیہ وهو قول ابی حنیفة وقيل يطعم ولا يقضي وهو ضعيف وقيل في صوم شعبان معنى آخر وهو
 کھانا نہیں ہی یہ قول ابو حنیفہ کا ہی اور بعض کہتی ہیں کھانا کھلا دے اور قضا نہیں ہی یہ قول ضعیف ہی اور کہتی ہیں کہ شعبان کی روزوں کی ایک وجہ یہ ہے
 ان صيامه كالقمرين على صيام رمضان لئلا يدخل في صيام رمضان على مشقة وكلفة بل يكون
 ہی کہ شعبان کی روزی واسطی مشائی کہیں رمضان کی روزوں کی واسطی تاکہ رمضان کی روزوں میں کچھ مشقت اور کلفت نہ معلوم ہو بلکہ یہ حال ہو
 قد تهرن على الصيام واعتاده ووجد بصيام شعبان حلالة الصيام ولذاته فيدخل في صيام رمضان
 کہ روزی کی عادت اور خوشی کچھ ہو اور شعبان کی روزوں کی حلالت اور لذت اور کچھ ہو یہ رمضان کی روزی
 برغبة ونشاط يسرنا الله تعالى عمله بلطفه وتوفيقه المجلس الرابع والعشرون في ليلة فضيلة
 اچھی رغبت اور خوشی سی کچھ ہی ہمہ آسان کر یہ عمل اپنی لطف اور توفیق سی چوبیسویں مجلس میں بیان
 احياء ليلة البراءة على وجه السنة والاحترار عن البدعة المكروهة قال رسول الله
 شب براءت کی جائگاہ کی فضیلت کا بطور مسنون کی اور احتراز بدعت مکروہہ سی رسول اللہ
 صلى الله عليه وسلم ان الله ينزل ليلة النصف من شعبان الى السماء الدنيا فيغفر لكثير من خلقه
 صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ ماہ شعبان کی پندرہویں شب کو طرف درلی آسمان کی نزول فرماتا ہی یہ فیروز کب کی بکریوں کی بارش سی
 غفر لكثير من خلقه من جسد المصابيح روتة ام المؤمنين عائشة رضي الله عنها في رواية سي اور ماہ شعبان کی اور ہوا کی رات ہی
 بہت زیادہ بخشش دیتا ہی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیث کی میں تمام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سی اور ماہ شعبان کی اور ہوا کی رات ہی
 ليلة البراءة وانما خص قبيلة كلب بالذكر لانهم اكثر نفرا وغنا من سائر القبائل والمعنى انه تعالى ينزل في
 شب براءت ہی اور خاص قبیلہ کلب کو اس واسطی ذکر کیا ہی کہ وہ بہ نسبت اور قبیلہ کی باعتبار آدمیوں اور بکریوں کی زیادہ ہی اور معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
 تلك الليلة من صفة الجلال المقتضية لقهر العداوة والانتقام من العصاة الى صفة الرحمة
 اول رات میں صفت جلالی سی جو سب ہی کنگاروں کی انتقام اور عدوت کا طرف صفت جمال کی جو باعث ہی
 للرحمة والمغفرة وانما حمل لفظ الحديث على هذا المعنى لان النزول والصعود والحركة والسكون لما كانت
 رحمت اور بخشش کا نقل فرماتا ہی اور حدیث کی الفاظ کو ان معنوں پر اس واسطی حمل کیا ہی کہ اوترنا اور چڑھنا اور حرکت اور سکون چونکہ
 من صفات الاجسام المتحركة وقد ثبت بالقواطع العقلية والمنطقية انه تعالى منزلة عن الجسمانية والتحيز
 یہ سب صفات اجسام متحرکہ کی ہیں اور برہان قطعی عقلی اور نقلی سی ثابت ہو چکا ہی کہ اللہ تعالیٰ جسمیت اور تحیز وغیرہ صفات اجسام
 امتنع عليه النزول بمعنى الانتقال من موضع اعلیٰ الى ما هو اخفض منه فيكون المعنى ذكره اهل الحق وهو
 ایک ہی نوادیسہ نزول بمعنی انتقال یکاں بندہ سی طرف یکاں بہت کی محال ہی یہ معنی حدیث کی وہ ہی ہیں جو اہل حق ہی ذکر کرتی ہیں یعنی
 نزول رحمة وفريد لطفه ومخافته على عبادة واجابة دعوتهم وقبول توبتهم كما هو يدرك الملوک الکرام
 رحمت کا اوترنا اور زیادت لطف اور مخافت اپنی بندوں پر فرمان اور امان لینا اور انکی دعا کا اور قبول کرنا اور انکی توبہ کا جیسا کہ عادت اور رسم کریم ہی ہو
 والسادة الرحماء اذا نزلوا اقرب قوم فقرأ تحت احين يحسنون اليهم وهذا المعنى وان كان قد ورد في سائر
 رحیم سرداروں کی ہوتی ہی کہ جب وہ فقیر محتاجوں کی پاس گذرتی ہیں تو انکی ساتھ احسان کرتی ہیں اور اس رات کا اگرچہ اور تمام ایاتون میں

ماہ شعبان کی پندرہویں
 اور ہوا کی رات سی
 شب براءت سی

اللہ الی ایضا لما روی انه علیه السلام قال یُنزل ربنا تبارک وتعالیٰ کل لیلۃ الی السماء الذیٰ اُحین یمقی تلش
 ہی وعدہ ہی موافق اس روایت کی کہ پیغمبر علیہ السلام فی فرمایا کہ ظہور فرما تا ہی ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر شب میں طرف درلی آسمان کی جبا بچلی
 اللیل الاخیر یقول من یدعونی فاستجب لہ من لیستغفرنی فاغفر لہ من لیسئلنی فاعطیہ الا ان
 تنہائی رات باقی رہتی ہی فرما تا ہی کوئی ہی دعا کر نیو الا کہ میں اسکی دعا قبول کروں کوئی ہی مغفرت مانگنی والا کہ میں اسکو بخش دوں کوئی ہی سائل کہ میں اسکو عطا کروں یہ
 النزول فی سائر اللیالی مقید بوقوعہ حین یمقی من کل لیلۃ ثلثھا الاخیر و فی لیلۃ البراءۃ لیس هذا
 اتنا فرق ہی کہ ظہور اور تمام راتوں میں اس قید ہی کہ جب بچلی تہائی رات باقی رہی اور شب رات میں یہ قید نہیں ہی
 التقیید بل المقصود تخصیص هذه اللیلۃ بمرید الشرف والفضل لکونھا لیلۃ شریفۃ عظیمۃ
 بلکہ مقصود یہ ہی کہ اس رات میں خصوصیت شرافت اور فضیلت کی زیادہ ہی کیونکہ یہ شب بہت ہی شریف ہی
 کما روی عن عطاء بن یشار انه قال ما من لیلۃ بعد لیلۃ القدر افضل من لیلۃ نصف شعبان
 چنانچہ روایت ہی عطاء بن یشارسی کہ کہتی تھی ہر شب قدر کی کوئی رات شب برات سے بہتر نہیں ہی
 وقد ورد فی فضلھا احادیث اخر متعدده وكان التابعون من اهل الشام کخالد بن معدان وکحول
 اور اس شب کی فضیلت میں اور بھی چند حدیثیں آئی ہیں اور اہل شام میں سی تابعی جیسی خالد بن معدان اور کحول
 ولقمان بن عامر وغیرہم یحظونہا ویحتجرون بالعبادۃ فیہا ولما اشتہر ذلك عنہم فی البلد
 اور لقمان بن عامر وغیرہ اس شب کی بہت تعظیم کرتی تھی اور اس شب میں عبادت میں مبالغہ کرتی تھی جب اونکا یہ حال ملکہوں میں مشہور ہوا
 اختلف الناس فی ذلك فمنہم من قبلہ منہم وواقفہم علی تعظیمہا لکن اکثر العلماء من اهل الحجاز
 تو لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا بعضوں نے اس امر کو مان لیا اور اونکی موافق ہو کر تعظیم کرنی لگی لیکن اکثر علماء اہل حجاز
 انکروا ذلك وقالوا کل ذلك بدعة والحق ان المؤمن اذا اشتغل فی تلك اللیلۃ الخاصۃ بنفسہ بانواع
 اسکا انکار کرتی ہیں اور کہتی ہیں یہ سب بدعت ہی اور حق یہ ہی کہ مؤمن تنہا اگر اس شب میں عبادت میں مشغول ہو کر نہ پڑ ہی
 العبادات من الصلوۃ والنذاۃ والذکر والدعاء یجوز ولا یکرہ واما الاجتماع فیہا فی المساجد والجوامع
 یا تلوۃ کری اور اہل کلام لی اور دعا مانگی تو جائز ہی مکرہ نہیں اور اس شب میں مسجد محلہ یا مسجد جامع میں
 للصلوۃ النافلۃ بالجماعۃ الکثیرۃ کما هو المعتاد فی تعاننا فیکرہ وهذا قول الاوزاعی امام اهل الشام و
 جمع ہونا اور غلبہ پڑ ہی جماعت ادا کرنی جیسی ہماری زمانہ میں عادت ہو گئی ہی سو ب مکرہ ہی یہ قول اوزاعی کا ہی جو اہل شام کا بیٹھوا اور
 عالمہم وفقیہم وکذا اسراج السراج الکثیرۃ فی المساجد وایقاد البقنادیل الکثیرۃ فی الجوامع فی تلك
 عالم اور فقیہ ہی اور ابی ہی مسجدوں میں روشنی کرنی اور قندیل منقود جامع مسجد میں روشن کرنی اس شب میں
 اللیلۃ لا یجوز لما ذکر فی التقنیۃ ان اسراج السراج الکثیرۃ لیلۃ البراءۃ فی السکک والاسواق بدعتہ وکذا
 جائز نہیں ہی اس واسطی کہ قبیہ میں یہ مذکور ہی کہ بہت سی چراغ روشن کرنی شب برات کو کوچوں اور بازاروں میں بدعت ہی اور ابی ہی
 فی المساجد ویضمن القیم بل لودکرہ الواقف وشرطہ لا یعت برذلك الشرط شرعا وان لم یکن من مال الوقف
 مسجدوں میں اور ہتھم ضامن ہوتا ہی بلکہ وقف کر نیو الا اگر صریح کر کر شرط کر دی تو ہی شرعاً وہ شرط معتبر نہیں ہی اور اگر مال وقفی نہیں ہی
 بل تبرع بہ یکون ذلك تبذیرا و اضاۃ المال والتبذیر حرام بنص القرآن وقد فی النبی علیہ السلام عن
 بلکہ تبرع ہی تو یہ خرچ اسراف میں داخل ہی اور مال کا ضایع کرنا ہی اور اسلاف حرام ہی نص قرآن سی اور بیشک نبی علیہ السلام فی مال وقف کی فی
 اضاۃ المال واعتقاد ان ذلك قرۃ من اعظم البدع و اقبح السیات وکذا التنقل فی تلك اللیلۃ بالجماعۃ
 منع فرمایا ہی اور یہ اعتقاد کرنا کہ یہ ثواب ہی بڑی ہی بدعت اور سخت برائی ہی اور ابی ہی اس رات کو بڑی ہمتی غلبہ پڑ ہی

الكثيرة بدعة قبيحة يجب الإحتساب عنها لأن الفقهاء قد اتفقوا على كراهة الجماعة في النوافل ما عدا التراويح
بڑی بدعت ہے اس بدعت سے بچنا چاہی اس واسطے کہ فقہاء ہر سب متفق ہیں کہ نفلوں کی جماعت سوائے تراویح

والاستسقاء والكسوف إذا كان سعي الأمام أربعة والصلوة التي تلي في تلك الليلة بالجماعة الكثيرة و
اور صلوٰۃ استسقاء اور صلوٰۃ کسوف کی اگر سوار امام کی چار آدمی جمع ہوں تو کوہی اور وہ نماز جو اوس رات کو بڑی جماعت سے پڑھتی ہیں اور

تسمى صلوة البراءة بدعة أيضا لعدم وقوعها في عصر الصحابة والتابعين بل لما ظهرت بعد المائة
صلوة البرات اور اسکا نام رکھہ چھوڑا ہی وہ بھی بدعت ہی اس واسطے کہ صحابہ اور تابعین کی عہد میں نہیں تھی بلکہ ہجرت نبوی سے چار سو برس کی بعد

الرابعة من الهجرة النبوية فانها حدثت في المسجد الاقصا سنة ثمان واربعين واربعمائة واصلها على ما
پیدا ہوئی ہی کیونکہ یہ نماز مسجد اقصا میں سنہ چار سو اٹھائیس میں شروع ہوئی ہی اور اسکی اصل موافق بیان

ذكره الامام الطرطوسي ان رجلا تابلسيا قدم بيت المقدس فقام يصلي ليلة التصف من شعبان في المسجد
امام طرطوسی کی یہ ہے کہ ایک شخص تابلسیا بیت المقدس میں آیا اور مسجد اقصا کی اندر شب برات کو نماز نفل پڑھنی شروع کی

فاخره خلفه واحد ثم ثان ثم ثالث ثم رابع فما خففها الا وهم جمع كثير ثم جاء في العام الثاني فصلى معه خلق
فآخر خطفہ واحد ثم ثان ثم ثالث ثم رابع فما خففها الا وهم جمع كثير ثم جاء في العام الثاني فصلى معه خلق

بهره وكي ينجي كيك مقتدى هو كيا بهر دو سرا ہوا پھر تیسرا پھر چوتھا ابھی نماز پوری نہ کرنی پایا تھا کہ بڑی جماعت ہو گئی پھر وہ شخص اگلی برس میں آیات اوکی تا
بہرہ وکی ینجی کیک مقتدی ہو کیا بہر دو سرا ہوا پھر تیسرا پھر چوتھا ابھی نماز پوری نہ کرنی پایا تھا کہ بڑی جماعت ہو گئی پھر وہ شخص اگلی برس میں آیات اوکی تا

كثير ثم شاعت في المساجد وانتشرت في البلاد واستقرت سنة بين العباد وقد ذمها العلماء من
بہت خلق کی نماز پڑھی پھر اور مسجدوں میں مشہور ہو گئی اور ملکوں میں پھیل گئی اور غلطی کی طریق سنون پھلایا اور اسکی برائی عمدہ علماء متاخرین کی

اعيان المتأخرين وصرحوا بانها بدعة قبيحة مشتملة على منكرات فعلى هذا ينبغي للعاجز عن تغيير ذلك
بیان کی ہے اور صحت کہا ہے کہ یہ نماز بڑی بدعت ہی اس میں بہت منکرات ہیں اس بیان کی موافق لائق ہے کہ جو شخص ان منکرات کو دور

المنكرات ان لا يحضر الجماعة في تلك الليلة بل يصلي في بيته ان لم يجد مسجدا سالما من هذه البدع
نہیں کر سکتا تو اوس شب میں اس نماز میں شامل ہی نہ ہو بلکہ تنہا اپنی گھر میں نماز پڑھ لی اگر کوئی مسجد ان بدعات سے خالی نہ مسیر آدمی

لان الصلوة في المسجد بالجماعة سنة وتكثر بسواد اهل البدع منه عنه وترك المصنوع والواجب منعين
اسلئی کہ مسجد میں جماعت کی نماز تو سنت ہی اور بدعتیوں کا انہو بڑا نا منع ہے اور امر ممنوع کا ترک کرنا واجب ہے اور واجب پر عمل کرنا مستحب ہے

لا سيما لمن كان مشهورا بين الناس بالعلم والزهد فان الواجب عليه ان لا يحضر في مسجد يشاهد فيه
خاص لیس شخص کو جسکی علم اور زہد کی دنیا میں شہرت ہو ایسی شخص پر یہ ہے واجب ہے کہ جس مسجد میں یہ بدعات منکر کیے تو وہ ان نجوای

هذه المنكرات لان حضوره مع عدم انكار يومهم للعامة ان هذه الافعال مباحة او مندوب
اس واسطے کہ اسکا جانا بخوش خاطر عام لوگوں کو اس میں مبتلا کرے گا کہ یہ افعال مباح ہیں یا مستحب ہیں

اليها فيكون حضوره شبهة عظيمة في ظن العوام ان تلك الافعال مستحسنة شرعا فاذا ترك
اوسکا جانا ایسی مقام میں عام لوگوں کی گمان میں بڑا شبہ ڈالے گا کہ یہ افعال از روی شرع مستحسن ہیں جب وہ شخص

عادته ولم يجمع في المسجد تلك الليلة وانكر بقلبه لغيره عن تغييره بيده ولسانه يسلم من الاشتم
اپنی یہ عادت چھوڑ دیکھا اور اوس شب کو مسجد میں نہیں آدیکھا اور اپنی دلی انکار کر لیا اگر اہل زبانسی نہیں روک سکتا تو آپ گناہ ہی بچے گا

ولا يغتر به غيره بل يتشعر بعض الناس من عدم حضوره ان هذه الافعال غير مزية عند
اور دوسری کو وہ نہیں ہوگا بلکہ اوسکی شامل نہ ہو فی سبب بعض لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہ افعال خدا تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں

بل هي بدعة لا يتسوغها الشرع ولا يرضاها اهل الدين فرما يمتنع بعض الناس عن ذلك فيحصل له الشك
بلکہ بدعت ہیں نہ شرع انگو جائز رکھتی ہی اور نہ اہل دین پسند کرتی ہیں پس کیا عجب ہے کہ بعض لوگ اس سے باز آویں پھر اسکو ثواب حاصل ہو

في لزوم طلب سرية هلال رمضان

بفعل ما يقدر عليه من الإنكار بالقلب لا امتناع عن الحضور والحاصل ان تلك الليلة وان ورد في
 كجوادى سوسكتا تها بعتي الكحل قلبى اورشاهل نونا سوكر چكا خلا صديده هى كواس رات كى فضيلت مين اگر چيكى حديثين

فضلها احاديث متعددة لكن ليس لاحد ان يعظمها بما ذمه الشرع وهى عنه مع ان بعض العلماء
 آئى هين هر كيكو اختيار نهين كراوكى تعظيم ايسى امور مين كراى جسكو شرع برا كيتاى هى اوراوس سى مانعت كرتى هى باوجوديك بعض علماء

قالوا لم يثبت في قيامها شيء عن النبي عليه السلام ولا عن اصحابه فعلى هذا يجب على كل مسلم في هذا
 بهر كيتى هين كواس رات كى ناز كى باب مين كجهت ثابت نهين هى نوقبه غير سبده سى اوند او كجا اصحاب سى اس بيان كى موافق اس زمانه مين هر مسلم يروا جابى كس

الزمان ان يحذر من الاغترار والميل الى شيء من البدع والمحدثات ويصون دينه من العوائد التى استأ
 كه بدعات كى ريجه سى اور محدثات كى توجه سى پر ميز كراى اور اپنى دين كو اون اشغال سى جسيمين الش بكو كهاى

بها وتربى عليها فانها سمة فاتر من مسلم من افاتها وظهر له الحق معها لان البدعة لها حلاوة في
 اور پرورش پائى هى سالم بچاوى ميشك بهر اشغال زهر قاتل هين اسكى افات سى آدمى كم بچتاى اوراوسكى كاهنه حق كتر ظاهر نونا سى اسو سلى كه بدعت كا نزه

قلوبها لها يستحسنها طبايعهم فلا يتركونها وقد روى عن عكرمة وغيره من المفسرين ان الليلة
 بهر عتيون كى دليمن ايسا بهر چتاى كه طبيعت او سكو نيك جانتى هى سوبراز نهين جهوتى اور عكرمه وغيره مفسرين سى روايت هى كه ده مبارك رات

المبركة الواقعة في سورة الدخان قد فسرت بليلة نصف شعبان كما ذهب اليه الاكثرون فانها ليلة
 جسكا ذكر سورة دخان مين هى ده شب برات هى چنانچه اكثر مفسرين بهر هى كيتى هين

يقدر فيها كل امر يكون في تلك السنة لقوله تعالى فيها يفرق كل امر حكيم قال عطاه بن يسار
 كه نجاوس مال مين هونو الا هى سب اوس رات كو اندازه كيا جاتاى اس آيت كى دليمن سى اوسمين جدا هوتاى كام جانتا هوا عطا بن يسا كيتاى

اذا كان ليلة النصف من شعبان يذفر الى ملك صحيفة فيقال له اقض روح من في هذه الحقيقة
 كه جب شب برات هوتى هى فرشته كو نامه ديكر كه ديتى هين كه جن جن كا نام اس كا غد مين هى اوكى روح قبض كرينا

وكم من شخص بيتي الدور ويشد القصور ويغرس الاشجار ويجفر الانهار ويتزوج النسمان ويتوغل في
 سوبه تيرى شخص كه بتاى هين اور محلون كى كج كيرى كى هين اور باغ لگاتى هين اور نهين كهود قى هين اور عورونلى نكاح كرتى هين اور عمارت مين كيتى

البنسيان وقد كتب عليه الموت ودفعت نسخته الى ملك الموت وهو في هواه ولا يعلم منتهاه فياصغر
 اوراوكى موت كهي هوتى سو قى هى اور ده كا غد ملك الموت كول بكتاى اور ده ايتى هواوس مين بهول راى اوراوجام كى خبر نهين سوانى

بطول الاصل ويا مسرور بسره العين كن من الموت على الرجل فلا تدرى متى ما يلجم عليك الاجل فكم
 اميدون كى ديوانه اوراى اسحال بكي متوالى موت سى ذرتاره نو كيا جاتى كه موت تجكو سو قى كيتاى كى

من مستقر يومه لا يستكمله وكم من موطن غدا لا يبدره يسر الله تعالى التدارك الموت قبل هجومه
 اوكى سمجنى الى ايكون كى او سكو پر نهين كرتى اور بهت اميدوار كيتى دن كى كراوسكو نهين باقى ايتى كهو موت كا تدارك او سكى آفنى سى بيتى آسمان كر

المجلس الخامس والعشرون في لزوم طلب سرية هلال رمضان قال رسول الله صلى
 ينجيسوب محمد س من تاش رمضان كى چاند كى ضرورت

الله عليه وسلم لا تقصروا حتى تروا الهلال ولا تقصروا حتى تروا الهلال فان غم عليكم فاقدروا له
 اسد عليه وسلم قى فها روزه مست نهيو بدون كيتاى هلال كى اور ده افطار كرو بدون ديكهاى هلال كى اوراكر كها هو جادى نوا سكو انداز كرو

له وفي رواية فاكملوا العدة ثلثين هذا الحديث من صحاح المصايم رواه ابن عمر معناه ان السماء
 اور اوليك روايت هين قى نو كيتى تيرون بهر كى حديث مصابيح كى صحيح حديثون مين هى ابن عمر كى روايت سى اسكى معنى بهر هين

إذا كانت مصحبة ولم يكن فيها علة فلا تقصوموا صوم رمضان حتى تروا هلال رمضان ولا تقطروا
 كد آسمان اگر صاف ہو اور دیکھیں کچھ ابر یا غبار نہ ہو تو روزہ رمضان کا بدون دیکھنی ہلال رمضان کی مت رکھو اور نہ عید الفطر کی دن
 یوم الفطر حتی تروا هلال الفطر فان غم عليكم الهلال ولم تروه فقد راعى الشهر الذي كنتم فيه
 بدون دیکھنی ہلال شوال کی افطار کرو پس اگر ہلال ابر میں آجادی اور تمہارا نظر نہ آوی تو ہمسیتہ حال کی گنتی جس میں تم موجود ہو
 ثلثین یوما ثم صوموا ان كان الشهر المقدار شعبان وافطروا ان كان الشهر المقدار رمضان وذلك
 تیس دن کرو پھر روزہ رکھو اگر وہ ماہ حال جس کا اندازہ کیا ہی شعبان ہو اور افطار کرو اگر وہ ماہ حال جس کا اندازہ کیا ہی ماہ رمضان ہو اور یہ
 لان الاصل في كل ثابت بقاءه الى ان يوجد دليل على عدم بقاءه والشهر كان ثابتا بيقين فوق الشك
 اسلی کہ قاعدہ یوں ہی کہ ہر شئی ثابت باقی رہی رہتی ہی جب تک کوئی دلیل اسکی عدم کی نہ ملے اور ماہ حال تو یقینی ثابت ہی پس شک اسپن ہی
 في خروجه فلا يخرج الا بروية الهلال واكمال العدة ولم يوجد واحد منهما فيكون باقيا نظرا
 کہ تمام ہو چکا یا نہیں تو اسکا تمام ہونا بدون دیکھنی چاند یا پوری کرنی گنتی کی نہیں ہو سکتا اور دونوں میں سے کچھ نہ ہو تو وہ ہی مہینا باقی رہی گا موافق
 الى ما روي انه عليه السلام اشار باصابع يديه مكشوفة وقال الشهر هكذا وهكذا وعقد يدها
 اس روایت کی کہ پیغمبر علیہ السلام فی اپنی دونوں ہاتھ کی او انگلیاں کہوں کر اشارہ کیا فرمایا کہ مہینا اتنا اور اتنا اور اتنا تین بار اور تیسری دفعہ
 في الثالث ثم قال الشهر هكذا وهكذا من غير عقد ايها ما فعله من ان الشهر قد يكون
 انگلیوں پر موطا یعنی اوتیس دن پھر فرمایا مہینا اتنا اور اتنا اور اتنا ایک بار انگلیوں پر موطا کیا یعنی تیس دن اس سے معلوم ہوا کہ مہینا کبھی
 تسعة وعشرين يوما وقد يكون ثلثين فيقع الشك في دخول رمضان وخروجه وعلى تقدير عدم
 اوتیس دن کا ہونا ہی اور کبھی تیس دن کا ایشبہ رہتا ہی رمضان کی آئی میں اور تمام ہونی میں اور جس صورت میں کہ رمضان
 خروجه يحرم الفطر وعلى تقدير عدم دخوله يكره الصوم على قصده صوم رمضان اذ يلزم
 تمام نہ ہو تو افطار کرنا حرام ہی اور جس صورت میں کہ رمضان نہ آیا ہو تو روزہ رمضان کی نیت سی کردہ ہی کیونکہ لازم آتا ہی
 ان يؤدى قبل اوانه فهو حرام ولهذا قال عمار بن ياسر من صام يوم الشك فقد عصى ابا القاسم و
 کہ وقت سی پہلے ادا ہو جا سو یہ حرام ہی اس ہی اسلی عمار بن یاسر کہتے ہیں جو شخص شک کی دن روزہ رکھی وہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہی
 الشك فيه ان ليسوى طرفا العلم والمجهل بان يقع الغيم في التاسع والعشرين من شعبان ولا بد
 شک اسپن یہ ہوتا ہی کہ دونوں جانب علم اور جہل کی برابر ہوں اسطور کہ شعبان کی اسیسویں تاریخ میں ابر ہو جاوی اور یہ نہ معلوم ہو
 ان الغد من شعبان او من رمضان فعلى هذا ينبغي للناس ان يطلبوا هلال رمضان في التاسع
 کہ کل کا دن شعبان ہی کا ہی یا رمضان کا ہی اس صورت میں لایق یہ ہی کہ لوگ رمضان کا ہلال انیسویں شعبان کو تلاش کریں
 والعشرين من شعبان فان راوه صاموا وان لم يروه اكلوا عدد شعبان ثلثين يوما ثم صاموا
 پھر اگر دیکھیں تو صبح کو روزہ رکھیں اور نہ دیکھیں تو گنتی میں شعبان کی تیس دن پورا کریں پھر روزہ رکھیں
 لقوله عليه السلام صوموا الروية وافطروا الروية فان غم عليكم الهلال فاكلوا عدد شعبان ثلثين
 موافق قول علیہ السلام کی روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار کرو چاند دیکھ کر پس اگر تمہاری نظری ہلال ابر میں ہو تو گنتی میں شعبان کی تیس دن پوری کرو
 واما اليوم الذي يشك فيه انه من شعبان او من رمضان فالصحيح ان الصوم فيه غير مكروه
 اور وہ دن جس میں یہ شک ہی کہ شعبان کا ہی یا رمضان کا ہی صحیح روایت یہ ہی کہ اس دن کا روزہ مکروہ نہیں
 اذا كان تطوعا لكونه مستثنى من النهي بقوله عليه السلام لا يصام اليوم الذي يشك فيه انه
 اگر نفل ہو اسلی کہ نہی میں سے اسکو جہل کر دیا ہی اس حدیث میں کہ شک کی دن میں جس میں یہ شک ہو

یثبت فعمومات به فیثبت بما یثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فان المتعلق به حق الشرع
اسی فانه منہ ہوتی میں سوا ہی طرز ثابت ہوگا جس طرح اسکی تمام حقوق ثابت ہوتی ہیں بخلاف ہلال رمضان کی کیونکہ اوس سے صرف حق شرع کا تعلق
وہو الصوم فیکتفی بخبر الواحد لما اذ لم یکن فی السماء علة ولا یقبل شهادة الواحد فی ہلال رمضان
یعنی معتمدہ سوا ایک آدمی کی گواہی کفایت کرتی ہی اور اگر آسمان صاف ہو تو بہر ایک آدمی کی گواہی رمضان کی ہلال میں مقبول نہیں ہوگی
ولا شهادة الاثنین فی ہلال الفطر وانا یقبل شهادة جمع کثیر یقع العلم بخبرهم واختلفوا فی مقدار
اور نہ دو کی گواہی عید الفطر کی ہلال میں بہر تراتبی بڑی جماعت چاہی جتنی خبریں یقین حاصل ہو جاوی اور اوس جماعت کی مقدار میں اختلاف
ذلك فقیل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلا وعن محمد لا بد ان يتواتر الخبر من كل جانب
بعضی کہتی ہیں ایک محلہ کی آدمی چاہیں اور بعضی کہتی ہیں پچاس آدمی ہوں اور امام محمد سے روایت ہی ہر طرف سے ہی درہم خبر کا آنا چاہی
والصحيح انه موقوف الى رای الحاكم لان المراد بالعالم المحاصل بخبرهم هو العالم الشرعی الموجب للعمل وهو غلبة
اور صحیح یہ ہے کہ حاکم کی رائی پر حوالہ ہی اس واسطی کہ مراد علم ہی جو ان کی خبر سے حاصل ہو وہ علم شرعی ہی جس سے عمل کرنا واجب ہو جائی یعنی ظن غالب
الظن لا العلم بمعنی التیقن وان جاء واحد من خارج المصر فشہد بروية الهلال شبه ففي ظاهر الرواية
علم بمعنی یقین نہیں ہی اور اگر ایک شخص شہر کی باہر ہی اگر گواہی دی کہ وہ ان چاند دیکھا ہی ظاہر روایت میں اسکی گواہی مقبول نہیں ہوگی
لا یقبل شهادته لقيام التهمة وذكر الطحاوی ان شهادته مقبولة لقلة المانع فی خارج المصر وكذا لو شہد
کیونکہ شبہ کا مقام ہی اور طحاوی فی ذکر کیا ہی کہ اسکی شہادت مقبول ہی اس واسطی شہر کی باہر رکاوٹ کم ہوتی ہی اور ایسی ہی اگر چاند
بروية الهلال فی المصر علی مکان مرتفع ومن رای هلال رمضان وحده وشہد ولو یقبل شهادته کان علیہ
دیکھنی کہ شہر کی اندر اونچی مقام پر ہی گواہی دی اور جس نے رمضان کا چاند تنہا دیکھا اور گواہی دی تو مقبول نہ ہوگی
ان بصوم لقوله علیه السلام صوموا لرويته فانه قد رآه فیلزمه الصوم وان افتر كان علیه القضاء
کہ روزہ رکھی اس حدیث کی موافق روزہ رکھو چاند دیکھ کر کیونکہ اسنی چاند دیکھا ہی سوا سکو روزہ رکھنا لازم ہی اور اگر افطار کر لیا تو اوپر قضاء لازم ہوگی
الكفارة وان افتر قبل ان ترد شهادته اختلفوا فيه والصحيح ان لا یجب علیه الكفارة والحاکم اذا رای هلال
کفارہ نہیں آویگا اور اگر شہادت رد ہوئی ہی پہلی افطار کر ڈالا تو اس صورت میں اختلاف ہی صحیح یہ ہے کہ کفارہ واجب نہیں اور اگر حاکم تنہا رمضان کا
رمضان وحده یصوم ولا یامر الناس بالصوم ولو ان الناس غلب علیهم هلال رمضان واكملوا شعبان
چاند دیکھنے ہی تو وہ آپ روزہ رکھی اور دن کو روزہ کا حکم دی اور اگر لوگوں کو رمضان کا چاند سبب برکی نظر نہ آیا اور انہوں نے شعبان میں
ثلاثین یوما ثم صاموا رمضان ثمانية وعشرين یوما ثم راوا هلال شوال فانهم ان كانوا اعدا شعبان
تیس دن پوری کر کے رمضان کی روزی اٹھائیں دن رکھی ہتی بہر شوال کا چاند نظر آگیا اب اگر انہوں نے گنتی شعبان کی
عن غیر روية قضوا یومین وان کان عدوه عن روية قضوا یوما واحدا فیكون شهر رمضان فی تلك
فی چاند دیکھنی پوری کی ہتی تو دو روزی قضا کریں اور اگر چاند دیکھ کر گنتی پوری کی ہتی تو ایک روزہ قضا کریں اب ماہ رمضان اوس سال میں
السنة تسعة وعشرين یوما حتی انهم لو كانوا راوا هلال شوال بعد ما صاموا رمضان تسعة وعشرين
ان تیس دن کا ہوا یہاں تک کہ انہوں نے اگر عید کا چاند رمضان کی ان تیس روزی رکھ کر دیکھا
یوما لا یلزمهم شیء ولو ان اهل بلدة راوا هلال رمضان فصاموا تسعة وعشرين یوما فشہد جماعة
تو اوپر کچھ لازم نہیں آتا اور اگر ایک شہر والوں نے رمضان کا چاند دیکھ کر ان تیس روزی رکھی بہر ایک جماعت فی قاضی کی پاس
عند القاضي فی الیوم التاسع والعشرين ان اهل بلدة کذا راوا هلال رمضان فی ليلة کذا قبلکم یوم
کہ فلاں شہر والوں نے رمضان کا چاند فلاں رات میں تیس ایک دن پہلے دیکھ کر روزی

الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم واخطر قال في المحيط اختلافوا في وجوب الكفارة والاكثر
فظهر كما عسر كذا وقت ديكيا بهر اس خيال ہی کہ مدت روزی کی گذرگزی افطار کہ ملا محیط میں کہا ہی کہ علماء کو درباب وجوب کفارة کی اختلاف ہی اکثرین کا کہ
على الوجوب وقد ظن بعض الناس ان النهي عن الصوم قبل رمضان بيوم او يومين لم يرد به اغتنام
بہر ہی کہ کفارة واجب ہی اور بعضی لوگوں کو یہ گمان ہی کہ روزی کی ممانعت رمضان سے ایک یا دو دن پہلی اس لئے ہی کہ

الاكل والشرب واخذ النفوس شهواتها قبل ان تمتع منها بالصيام وهذا كله خطأ وجهل اذ قد ذكر
کہانا پہنا اور نفوس کو اپنی شہوت سے ملنے دہونا اس سے پہلی کہ روزوں کی سبب ممانعت ہو جاوی اغنیبت ہی بہ تمام خیالات خطا اور جهالت ہی اس کے ذکر
اصل ذلك متلقى من النصارى فانهم عند قرب صومهم يفعلون كذلك فيلزم التشبيه بهم وقد كان
کرتی ہیں کہ یہ اصل من نصاری سے لیا ہی کیونکہ نصاری کی جب روزی نزدیک آتی تھی تو ایسا ہی کیا کرتی تھی یہ نصاری سے تشبہ لازم آتی ہی اور

النهي عن الصوم في ذلك الوقت لمنع التشبه بالكافرين لانه بد وهو من صوم شرعا لقوله عليه السلام
نہی روزہ کی اور وقت میں صرف کفار کی مشابہت کی سبب سے تھی جس جگہ کہ عسی مشابہت رفع ہو گئی ہی اور تشبہ شرعاً نہ صوم ہی واسطی بنابر قولہ علیہ السلام
من تشبه قوما فهو منهم وربما لا يقتصر بعضهم على الشهوات المباحة بل يتعدى الى المحرمات فمن
جو شخص مشابہ ہو کسی قوم سے ہی پر وہ ان ہی میں سے ہی اور کہی کہی بعضا شخص شہوات مباح پر حصر نہیں کرتا بلکہ محرمات میں داخل ہوتا ہی جسکا

كان هذا حاله فالبهاثم اعقل منه وله نصيب واقر من قوله تعالى ولقد ذرانا لجهنم كثيرًا من
ایسا حال ہو تو اس سے ڈر کر ہوشیار ہیں اسکا اس آیت میں بڑا حصہ ہی اور عسی پہلا کہی ہیں دوزخ کی واسطی بہت
الجنة والانس لهم قلوب لا يفتقرون بها وهم آعين لا يبصرون بها وهم اذان لا يسمعون بها اولئك
جن اور آدمی جنکو دل میں اوس سے سمجھتی نہیں اور نگاہیں میں اوس سے دیکھتی نہیں اور کان میں اوس سے سنتی نہیں وہ لوگ

كالانعام بل هم اضل وبعضهم لا يجنب كبائر الذنوب الا في رمضان فيطول عليه وبكرة صيامه ويشق
جیسی چوپائی بلکہ اوس سے زیادہ بیزارہ ہیں اور بعضی شخص گناہ کبیرہ سے سوا رمضان کی کہی نہیں باز آتی سوا دیکھو رمضان دوہر ہو جاتا ہی اور روزہ کی بکری ہو جاتا
على نفسه مفارقتها كالوفاتها فيعلم ان لا يامر بالليالي ابيود الى المعاصي وبعضهم لا يصلي الا في رمضان فيستقل
اور او کی دل پر مفارقت کبار کی دشوار ہو تی ہی جیسی موت ہو گئی چڑھن دن رات گنتا ہی تاکہ معاصی بہر حاصل کری اور بعضی ہوا رمضان کی نماز میں پڑھتی ہیں

رمضان لاستثقال العبادات المشروعة فيه من الصلوة والصيام وبعضهم لا يصبر على المعاصي فيواقعها
رمضان اون پر بہاری پڑ جاتا ہی سبب گرانی عبادات کی جو رمضان میں ہوتی ہیں گز روزی اور بعضوں کو گناہوں سے صبر نہیں ہوتا پر وہ رمضان میں
في رمضان وهذا هو الخسران المبين المجلس السادس والعشرون في بيان فضيلة رمضان
بہی مبتلا ہوتا ہی اور بہر ظاہر ٹوٹا او ٹھانا ہی چہ بیسویں مجلس رمضان کی فضیلت میں

ورعاية حقه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وفي
اور او کی حق کی رعایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان آتا ہی تو آسمان کی دروازی کھل جاتی ہیں اور ایک
رواية ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم وصفدت للشياطين هذا الحديث من صحيح المصالح
روایت میں جنت کی دروازی اور دوزخ کی دروازی بند کئی جاتی ہیں اور سب شیاطین قید ہو جاتی ہیں یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہی

ابوهريرة وهو ان حمل على معناه الظاهر لا يفيد زيادة فائدة لان الانسان مادام في الدنيا لا يتيسر له الصوم
ابو ہریرہ کی روایت سے اس حدیث کی اگر ظاہر معنی مراد لیوں کو کچھ خوب بڑا فائدہ نہیں ہی اس لئے کہ انسان جب تک دنیا میں ہی تو اسکو آسان پر چڑھنا نہیں
الى السماء ولا الدخول في إحدى الدارين فإني فائدة في فتح الابواب واعلاقها الا ان يقال من مات من
ہو سکتا اور نہ بہشت اور دوزخ میں داخل ہو سکتا ہی بہر دروازوں کی کھلتی اور بند ہونے کا فائدہ ہوا مگر یوں کہیں کہ جو شخص صلی ایمان والوں میں

صلحاء اهل الايمان اذا فتحت ابواب الجنة ياتيهم من روحها وتسميها فوق ما كان ياتيهم قبل الفتح و
مرجعاتهم من عصاتهم اذا خلقت ابواب جهنم لا يصيبهم من حرها وسمومها كما كان يصيبهم من حرها
وكم كان يصيبهم من سمومها ورحمتها من عاصيها ورحمتها من عاصيها ورحمتها من عاصيها ورحمتها من عاصيها
وسمومها قبل التغليب وهو بعيد لانه انما ذكر لترغيب الناس فيما امر وابه من صوم شهر رمضان فتوصم
اور لپٹ بند ہونی سی پہلی آتی تھی اور یہ معنی بعید ہیں اسلوسی کہ یہ مضمون صرف وسطی آدمیوں کی ترغیب کی ہی جو اوکو حکم ہوا ہی ماہ رمضان کی روزوں کا
علیہ حتی يستعد له وتصير ابواب الجنان كانهما فتحت لهما وابواب النيران كانهما اغلقت عليهم فيلزم
تاکہ روزی کی واسطی تیار ہو جاوین اور گویا جنت کی دروازی اوکی لئی کھل گئی اور دوزخ کی دروازی گویا اوکی اوپر بند ہو گئی اب کوئی تاویل
الرجوع الى التاويل بان يقال فتح ابواب السماء كناية عن ثواب نزول الرحمة وتوالي صعود الطاعات لان البواب اذا
کرنی لازم ہی کہ یوں کہیں کہ کھلنا آسمان کی دروازوں کا اشارہ ہی بی دربی رحمت کی آئینا اور بی دربی عبادت کی چڑھنی کا اسلوسی کہ جب دروازہ
فتح یخرج ما فی داخلہ متتابعاً ویدخل ما فی خارجه متوالياً ویؤید هذا التاويل ما جاء فی رواية اخرى فتحت
کھلی تاتی جو اسکی اندر ہی فوراً کھل آتی اور جو باہر ہوتا ہی وہ فوراً داخل ہوجاتا ہی اور اس تاویل کی تائید وہ ہی جو ایک اور روایت میں آیا ہی کھلی تاتی ہیں
ابواب الرحمة وفتح ابواب الجنة كناية عن حصول ما يؤدي الى دخولها من انواع العبادات وتغليق
دروازی رحمت کی اور جنت کی دروازوں کا کھلنا اشارہ ہی اذن امور کی حاصل ہونیکا جو جنت کی اندر پہنچاویں یعنی ہر قسم کی عبادتیں اور بند ہونا
ابواب جهنم كناية عن انتفاء ما يؤدي الى دخولها من انواع السيئات لان الصائم يتنزه عن الكبائر
دوزخ کی دروازوں کا اشارہ ہی دور ہونی اذن امور کا جو دوزخ میں داخل کر دیتی ہیں یعنی ہر قسم کی گناہ اسلوسی کہ روزہ دار ایسی کبار گناہوں سے بچتا ہی
التي من جللتها الا صرار على الصغائر فيغفر له بركة الصوم سائر الذنوب كما جاء في الحديث الصلوات الخمس
جنکی اندر ارط کرنی صغیرہ گن ہون کی ہی داخل ہی سوروزہ کی برکت سی اوکی تمام گناہ معاف ہوجاتی ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ پانچ نمازیں
والجمعة والجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لما بينهن ان اجتنبت الكبائر ونقصيد الشياطين
اور جمعہ اگلے جمعہ اور رمضان اگلے رمضان تک سچ کی گن ہون کو مٹا دیتی ہیں اگر کبیرہ گناہوں سے پرہیز کئے جا اور قید ہونا شیاطین کا
يحتمل ان يكون المراد به ما هو الظاهر من كون الشياطين حقيقة تعظم للشهر وعلامة ذلك ان اكثر المنكرين
احتمال یہ ہی کہ اس سچ اور وہ ہی معنی ظاہر ہی ہون کہ شیاطین واسطی تعظیم اس مہینہ کی قید ہوجاتی ہیں اسکی نشانی یہ ہی کہ اکثر لوگ گناہوں میں کہی ہوتے
في الطغيان يجتنبون المعاصي ولا يزال بعد حرصهم عليها ويشرعون في اقامة الصلوة بعد ان كانوا
گناہوں اور بدی سخی بچتی لگتی ہیں باوجودیکہ گناہوں کی بڑی حرص ہوتی ہیں اور غارت پرستی شروع کر دیتی ہیں باوجودیکہ نماز میں
يتهاونون بها ويقبلون على استماع النصيحة وتلاوة القرآن واما ما يرى من بعض الفسقة انهم لا يستمعون
کمال سستی کرتی تھی اور غلط نصیحت سنی پر اور قرآن کی تلاوت پر متوجہ ہوجاتی ہیں اور یہ جو فاسق معلوم ہوتی ہیں کہ اپنی فسق ہی ذرہ باز
عن فسقهم بل ان تزكوا نوعاً منه ياتون نوعاً اخر قد لا يبقون في نفوسهم الخبيثة من تسويلات
نہیں آتی بلکہ اگر ایک قسم کرتی ہیں تو دوسری قسم کرنی شروع کر دیتی ہیں سو یہ اثر اس خواست کا ہی جو اوکی دل میں دوسرے شیطانی باقی ہیں
الشياطين وقال بعض العلماء لفظ الشياطين وان كان عاماً الا ان المراد به رؤسائهم يؤيد ما جاء في بعض
اور بعضی علماء کہتے ہیں لفظ شیاطین کا اگر جام ہی پر مراد اس شیطانوں کی گروہ کنشال ہیں اسکی تائید ہی جو اس حدیث کی بعضی
طرق هذا الحديث وسيلست مرحلة الشياطين فيقع الفساد بتسويلات غيرهم من شياطين الكفر والجن
روایت میں واقع ہوا ہی کہ اور قید ہوجاتی ہیں سرکش شیطان پر فساد اور ظن کی وسوسہ جو شیاطین جن اور انسان کی ہیں واقع ہوتے ہی

وقيل هو نهار عن امتناع نفوس الصالحين عن قبول وساوسهم وذلك لان رمضان اذا دخل يشتغل الناس بالصوم
 اور کہتی ہیں کہ یہ نجاتی اصل روزہ داروں کی دل شیطانی وسوسہ قبول کرنی سے باز رہتی ہیں اور اسلئے کہ جب رمضان آتا ہے تو آدمی روزہ میں مشغول ہوتا ہے
 فتكسر قوتهم المحيوية التي هي مبدأ الشهوة والغضب المتداعيين الى انواع الفسق والفجور وتنبعث قواهم
 سوا تلك قوت حيراني ضعيف هو جاتي هي جواحت شهوة اور غصه کی ہو کر ہر قسم کی فسق اور فجور کی طرف بجاتی ہے
 العقلية داعية الى الطمأناهية عن المنكرات فتجعلهم مقبلين على وظائف العبادات معرضين عن
 پیدا ہو کر طمأنہ کی طرف بجاتی ہے اور منکرات سے منع کرتی ہے ہر آدمی کو روزمرہ کی مقرری عبادات پر متوجہ اور ہر قسم کی منکرات سے
 اصناف المنكرات فيصيرون كأنهم فتح لهم ابواب الجنان وغلقت عليهم ابواب النيران ولم يبق
 بغير انكرويتی ہی پہر وہ ایسی ہو جاتی ہیں کہ وہ ان کی نئی بہشت کی دروازی کھل گئی اور دوزخ کی دروازی اولیٰ پر بند ہو گئی اور
 عليهم الشيطان سلطان وروى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال اذا كان اول ليلة من شهر رمضان
 اول یر شطانوں کا اصلا تسلط غلب باقی نرا اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے
 صفدت الشياطين ومردة الجن وغلقت ابواب جهنم فلم يفتح منها باب وفتحت ابواب الجنة فلم
 تو شیاطین اور سرکش جن قید ہو جاتی ہیں اور دوزخ کی دروازی بند ہو کر کوئی دروازہ کھل نہیں رہتا اور دروازی بہشت کی کھل جاتی ہیں سو
 يخلق منها باب فينادى مناديا باغي الخير اقبل يا باغي الخير اقبل واما باغي الشر فصر وانه فيه عتقاء من النار وذلك
 او نہیں ہی کوئی دروازہ بند نہیں رہتا پہر منادی بکارتا ہے ای طالب خیر کی اوہ آؤ اور ای حدیثی بڑھتی ہائی شریک ہیں کہ در رمضان میں اس کی ازاد کنی آگ سے بہت ہیں
 في كل ليلة ومعنى هذا الحديث علم من تأويل الحديث السابق لكن هنا زيادة لا بد من بيان معنى تلك
 ہر شب میں ہوتی ہے اولس حدیث کی معنی پہلی حدیث کی تاویل سے معلوم ہو گئی لیکن اس میں کچھ لغز زیادہ ہیں ان کی معنوں کا بیان کرنا ہی ضرور چاہی
 الزيادة وهو ان مناديا ينادى في ليالي رمضان ويقول يا طالب الخير اقبل يا طالب الثواب فانك تعطى
 وہ یہ ہیں کہ منادی رمضان کی راتوں میں بکارتا ہے ای یہ کہتا ہے ای خیر کی طالب یہاں آؤ ثواب لی یہہ ایسا وقت شریف ہے
 ثوابا كثيرا بعل قليل لشر الوقت ويا طالب الشر اترك الشرفان عذاب المعصية فيه اكثر وتب الى الله تعالى
 کہ تھوڑی سی کار بہت بہت ہے بڑا ثواب عطا ہوگا اور ای شر کی طالب بدھاسی باز آ کیونکہ رمضان میں معصیت کا عذاب بڑا سخت ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف
 فانه تعالى يعتق كثيرا من عبادة الصائمين من النار ويعفرد نوبهم الماضية لحمة الشهر كما جاء في
 رجوع کر کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی بہت بندہ روزہ دار آگ سے ازاد کرتا ہے اور ان کی پچھلی گناہ اس مہینے کی برکت سے معاف کرتا ہے چنانچہ ایک اور حدیث میں آیا ہے
 حديث اخر من صام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه يعني ان من صامه مصدق
 جس نے رمضان کی روزہ واسطیٰ ایمان اور ثواب کی برکت سے تو اس کی تمام پچھلی گناہ معاف ہوئی مراد یہ ہے کہ جس نے رمضان کی روزہ اس کی حقیقت
 بحقيقته وفرضيته وطالب الرضاء الله تعالى وثوابه لا خوف من الناس واستخياء منهم يغفر له ذنوبه
 اور فرضیت تصدیق کر کر اس کی مرضی اور ثواب حاصل کر نیو کہ کسی شخص کی خوف سے اور نہ کسی کی حیلاج سے تو اس کی تمام پچھلی گناہ
 المتقدمة وذلك الذاء يكون في كل ليلة من ليالي رمضان وروى عن ابى مامة الباهلي انه عليه السلام
 معاف ہو گئی اور یہ نذر رمضان کی راتوں میں سے ہر رات کو ہوتی ہے اور ابو امامہ باہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 قال من صام يوما في سبيل الله جعل الله بينه وبين النار خندقا كما بين السماء والارض وفي حديث اخر
 جس نے ایک روز واسطیٰ خدا کی روزہ کر کہا تو اللہ تعالیٰ دوزخ اور اس شخص کی بیچ میں ایسی چوڑی خندق کر دے گی جیسی بیچ آسمان و زمین کا اور ایک اور حدیث میں
 رواه ابو سعيد الخدري انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله بقدر الله تعالى وجهه من النار
 ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے روزہ ایک دن کا واسطیٰ اللہ کی کہہ کر تو اللہ اس کی جہنم کی لہ پر دور کر دے گا

سبعین خریفا یعنی ان من صام یوما فی سبیل اللہ و رضائه ینجیہ اللہ تعالیٰ من النار عن النجیة
 مراد یہ ہے کہ جس نے ایک دن کا روزہ واسطی اللہ کی اور کسی رضا مندی کی لئی رکھا اور کو اللہ تعالیٰ اگر سی نجات بخشے گا دوری کو بھرتیوں کی

بطریق التمثیل لیکن ابلغ لان من کان بعیدا عن شئ یحذف المقدار لا یصل الیہ البتہ والمراد بالخریف
 بیان فرمایا تاکہ ابلغ ہو واسطی کہ جو شخص ایک چیز سی اس قدر دور مسافت پر ہو تو وہ چیز اس تک ہرگز نہیں پہنچے گی اور خریف سی مراد

السنة ذکر الجزء و اربا کل وانما عبر عنہا بہ دون غیرہ من الفصول لکونه وقت بلوغ الثمار و حصول
 سال ہی جز کو ذکر کیا اور کل مراد لیا اور فصول وغیرہ کو جزو الخریف کی مانند واسطی بیان کیا کہ اس وقت میں پہل پہن ہیں اور عیش

سعة العیش و روی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال کل ابن آدم یصاعف الحسنۃ بعشر امثالہا الی
 فراخ ہوتا ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا تم ہر آدمی کی حسنت دس گونہ برہمتی ہیں اور دس سی

سبع مائة ضعف قال اللہ تعالیٰ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ ید عن شہوتہ و طعامہ و شرابہ من اجل
 سات سو گونہ تک اللہ تعالیٰ فرماتا ہی روزہ کی سوار کیونکہ روزہ میری واسطی ہی میں ہی اور کا بدلہ لیا کیونکہ اپنی شہوت کھانا پینا میری لئی ترک کرتا ہی

یعنی ان کل طاعة و خیر اذا لم یکن مریاء و نفاقا ف اقل ما یعطى لصاحبه من الاجر عشرة لقوله تعالیٰ من
 مراد یہ ہے کہ ہر ایک عبادت اور خیر اگر بھلائی اور نفاق کی ہو تو کم سی کم اس کا اجر عابد کو دس گونہ عطا ہوگا اس آیت کی سند سی جو

جاء بالחסنة قلہ عشر امثالہا وقد یزاد الی سبع مائة و اکثر لقوله تعالیٰ مثل الذین ینفقون اموالہم
 لادبی بھلائی اور کسی واسطی ہی اوس سی دس گونہ اور کہی سات سو تک یا زیادہ تک نوبت پڑ جاتی ہی اس سند سی مثال اور کسی جو خرچ کرتی ہیں اپنی مال

فی سبیل اللہ کمثل حبة کثیرۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائة حبة واللہ یضعف لمن یشاء
 اللہ کی راہ میں جیسی ایک دانہ اوس سی او گین سات خوشہ ہر خوشہ میں سو سو دانہ اور اسے بڑھاتا ہی جسکی واسطی چاہی

واما الصوم فتواہ بغير حساب لانه لا یتادی الا بالصبر وقد قال اللہ تعالیٰ اما یؤتی الصابر و ان اجرہم
 اور روزہ کی ثواب کا تو کچھ حساب ہی نہیں کیونکہ روزہ بدون صبر کی پورا نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی صبر کر نیوالوں کو ملتا ہی اور کا اجر

یغیر حساب ثم الصبر وان کان یوجد فی غیر الصوم من العبادات لکن وجودہ فیہ لیس کوجودہ فی غیرہ
 فی گنت پھر صبر اگرچہ سوار روزہ کی اور عبادات میں ہی ہوتا ہی لیکن صبر روزہ کا ایسا نہیں ہی جو اور عبادات میں ہوتا ہی

لانه ثلثة انواع صبر علی طاعة اللہ تعالیٰ و صبر علی محارم اللہ تعالیٰ و صبر علی الالام والشدائد کما
 کیونکہ صبر تین طرح پر ایک تو صبر اللہ تعالیٰ کی طاعت پر دوسرا صبر اللہ تعالیٰ کی محارم پر تیسرا صبر تکالیف اور سختیوں پر اور روزہ میں

یوجد فی الصوم اذ فیہ صبر علی ما وجب علی الصائم من الطاعات و صبر علی ما حرم علیہ من الشہوت
 ہنوز قسم کا صبر موجود ہی واسطی کہ روزی میں صبر ہی اوس طاعت پر جو روزہ دار پر واجب ہیں اور اوس شہوت پر صبر ہی جو اس پر حرام ہیں

و صبر علی ما یصیبہ من المکحوم و حرارة العطش وضعف البدن لان الصائم تعرض بدنہ النحر للشمس
 اور اوس الم پر صبر ہی جو بھوک کثی ہی اور پیاس کی گرمی ہوتی ہی اور بدن نا توان ہوتا ہی کیونکہ روزہ دار کا بدن دہلا اور کم نور ہو جاتا ہی

والمفضی الی الہلاک طلبا للرضاء اللہ تعالیٰ اشیر الیہ حیث یدع شہوتہ و طعامہ و شرابہ من اجل
 اور واسطی طلب گاری مرضی الہی کی ہلاکت میں پڑتا ہی اسی کی طرف اشارہ ہی جو روزہ کی اپنی شہوت اور کھانا پینا میری خاطر چھوڑ دیتا ہی

وایضا ان الصائم بسبب منع نفسه عن الاکل والشرب و الجماع یصیر متخلقا باخلاق اللہ تعالیٰ لکونه تعالیٰ
 اور یہ بھی ہی کہ روزہ دار اپنی جان کو کھانا پینا اور جماع سی روک کر خوگیر صفات الہی کا ہو جاتا ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ

منزہا عن ہذہ الاشیاء فلما کان فی الصوم ہذہ المعانی خصہ اللہ تعالیٰ بذاتہ وتولی جزاؤہ بنفسہ
 ان سب امور سی پاک و صاف ہی اور چونکہ روزہ میں یہہ خوب بیان ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ فی روزہ کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور روزہ کی ثواب کا پانی

ولم یكله الى غیره فاعطى الصائم من عنده اجر البسر له حد واحد وقيل ان الصوم ستر بينه وبين العبد
 فمذ ذمها کما یروى بحوالہ نہ کیا بہر روزہ دار کو اپنی درگاہ سی اتنا اجر عطا کیا کہ جسکی کچھ انتہا اور شمار نہیں اور بعضی یہ کہتی ہیں کہ روزہ ایک لایسی اللہ اور بندہ کی
 یفعلہ خالصا لوجهہ وطالب الرضائہ لا یطعم علیہ غیرہ لکونہ نية وامساکا حتی قبل ان الحفظة
 بیچ میں کما یسکو خالص واسطی اللہ کی اور واسطی اوسکی رضا مندی کی اور اگر تا ہی اوسکی سوا کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ یہ روزہ نام نیت اور امساک کا ہی یہاں تک کہ کہتی ہیں
 لا یطعم علیہ ولا تکتبه بخلا سائر اطاعت فانہا مما یطعم علیہ غیرہ تعالی فلما کان ہوا العالم بہ دون
 کرام کاتبین کہ یہی معلوم نہیں ہوتا اور نہ وہاں کو کہتی ہیں بخلاف اور عبادت کی کیونکہ اور عبادت کو اور یہی سوار اللہ تعالی کی جان جاتی ہیں اور چونکہ روزہ کی خبر
 غیرہ خصہ بذاتہ وتولی جزاءہ بنفسہ ولم یؤکله الى غیرہ کا نہ تعالی قال الصوم لی ولا یطعم علیہ
 سوا اللہ تعالی کی اور کو نہیں ہوتی تو اسکو اللہ تعالی فی اپنی ذات سی خاص کر کر آپ ہی اوسکی ثواب کا ذمہ دار ہوا اور یہ حوالہ نہ کیا گیا اللہ تعالی فی یہ شاذ و غریب روزہ
 غیرہ و اما التولی الجزاء علیہ ولا اكلہ الى غیرہ والکریب اذا اخبر انہ یتولی الجزاء بنفسہ یقتضی ان یکون
 ثواب میں ہی اوسکی ثواب کا ذمہ دار ہوں اور یہ حوالہ نہیں کرتا اور سنی جب یہ کہتی ہیں کہ میں آپ اوسکی عوض کا ذمہ دار ہوں تو لازم ہی کہ وہ
 ذلك الجزاء فی غایة العظمة ونہایة الکثرة بحيث لا یكون له احصاء ولا حساب وروی عن ابی ہریرۃ انہ
 عوض نہایت عظیم اور نہایت کثیر ہو ایسا کہ نہ گنتی میں آوی اور نہ حساب میں اور ابوبہرہ سے روایت ہی
 قال للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربہ یعنی ان الصائم له سرور مرتین علی القبر
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی وہ کہو لیتی ہوئی اور ایک خوشی خدا کی دیدار کی وقت مراد یہ ہے کہ روزہ دار کو دو
 مرة من الفرح وهو السرور واما سروره عند لقاء ربہ فیما یجده من ثواب الصوم مدخر عند اللہ تعالی
 فرح سی شوق ہوئی اور سرور کو کہتی ہیں اور سرور و سرور کا کہی ملاقات یا سبب کا ہی کہ ثواب روزہ کا دفعہ جمع کیا ہوا اللہ تعالی کی پاس پاویگا
 فان من ترک طعامہ وشربہ وشہوتہ لله تعالی یعوضہ اللہ تعالی خیرا من ذلك كما قال اللہ تعالی
 اس لیے کہ جس نے اپنا کھانا پینا اور شہوت حد کی واسطی چھوڑی تو خدا تعالی اسکا عوض اوس سی بہتر عطا کریگا جتنا اللہ تعالی فرماتا ہی
 وَمَا تُقَدِّمُوا لَا تُفْسِدُكُمْ مِنْ خَيْرٍ تُجَدُّوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ وَأَعْظَمُ أَجْرًا وقال النبی علیہ السلام لوط
 اور حوالہ ہیچو گی ایسی واسطی کوئی نیکی اوسکو پاوگی اللہ کی پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ اور فرمایا نبی علیہ السلام فی ایک شخص کو
 انک لمن تدع شیئا اتقاء لله الا انک الله خیرا منه وروی ان الصائمین یوضع لهم یوم القیمة مائدة
 تو ہرگز نہیں ترک کرے گا کوئی کتنا خدا کی خوف سی مگر عطا کریگا جتنکو اللہ تعالی بہتر اوس سی اور روایت ہی کہ روزہ داروں کی واسطی قیامت کی دن دسترخوان
 تحت العرش یلکون علیہا والناس فی الحساب فیقول الناس ما لہؤلاء یا کلون ونحن فی الحساب فیقال انہم کانوا
 عرش کی تلی چنا جاویگا اوسپر بیٹھی کہاویگی اور اور لوگ ابھی حساب میں مبتلا ہو گئی وہ لوگ دیکھ کر یہ کہیں گی یہ کون لوگ ہیں کہ کھانا کھاتی ہیں اور ہم حساب میں
 یصومون وانتم تقطرون وفي الصحيحین انہ علیہ السلام قال ان فی الجنة بابا یقال لہ سریان لا یدخل منہ
 روزی کہتی ہیں اور نہ روزہ خور تھی اور صحیح بخاری اور مسلم میں ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام دریائ ہی اوس دروازہ سی
 الا الصائمون والمراد بالصائمین ہم الذین یکثرون الصوم فانہم تحموا تعب العطش حصرایاب فیہ الی الاکان
 صرف روزہ دار ہی داخل ہو گئی اور روزہ داروں سی مراد وہ لوگ ہیں جو روزہ بہت کہتی ہیں کیونکہ انہوں فی جو بہت پیاس کی شدت اور شہائی تو لے لے ہڑے سخت ہوتی
 من العطش قبل تمکنتہم من الجنة واما سروره عند فطرہ فیما یتناولہ من الطعام والشراب والجماع لان النفس
 کہ جسین تازگی اور پیاس کا بچا و جنت میں داخل ہوتی ہی اور فطام کی وقت سرور اسلی ہوتا ہی کہ کھانا پینا جماع سبب حاصل ہوتا ہی کیونکہ آدمی کا بھی
 مجبولة علی اللیل الی ما یلائمہا من المظلم والمشریب والمنعم فاذا صنعت من ذلك فی وقت من الاوقات ثم اذن
 بطور عادت کی اپنی مناسبات کھانی پینی جماع وغیرہ کی طرف متوجہ ہوتا ہی جب اوسکو کن باتوں کی کسی وقت میں روک ہو کہ یہ دوسری وقت میں

یہی لایسی اللہ اور بندہ کی
 یہی لایسی اللہ اور بندہ کی

یہی لایسی اللہ اور بندہ کی

لها في وقت آخر يفرج بذلك طبعاً خصوصاً عند اشتداد الحاجة اليه لتأثير الجوع والعطش فيها وقتاً
 تذهب غيرة جودها عن شوقها في وقتها خاص كرجب او سكره او در هر بهت حاجت بودی کیونکہ بہوک لگی ہوتی ہی پیاس کا زور ہوتا ہی بلکہ
 بلخند حاجتها لشعر بهذا ما روى عن ابن عمر انه عليه السلام كان اذا افطر يقول ذهب الظما وابنت
 این حاجت کا نقصان ہوتا ہی ابن عمر کی روایت سی یہ معلوم ہوتا ہی کہ نبی علیہ السلام افطار کی وقت فرمایا کرتی تھی پیاس بجگتی اور گین تازہ ہوتی
 العروق وثبت الاجران مشاء الله تعالى فان الله تعالى وان حرم على الصائم في نهار صيامه ان يتناول هذه
 اور ثواب ثابت ہو گیا ان شاء اللہ تعالیٰ کیونکہ اللہ تعالیٰ فی اگرچہ روزہ دار پر روزہ کی دن میں بہہ حرام کر دیا ہی کہ ان شہوت کو عمل میں لاوی
 الشهوات لكن اذن له ان يتناولها في الليل بل احسنه تعجيل الفطر في اول الليل وتأخير السحور الى اخر الليل
 لیکن اسکو اجازت ہی کہ رات کی وقت عمل میں لاوی بلکہ رات کی آتی ہی جلدی سی افطار کرنا امیدوار تاجر کر کر آخر شبین کہانی مستحبی
 لما روى عن أبي ذر انه عليه السلام قال لا تزال امتي بخير ما اخروا السحور وعجلوا الفطر وروى ان الله تعالى
 ابو ذر کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا میری امت ہمیشہ بہا ہی گئی جب تک سحر کہانی میں تاخیر اور افطار کرنی میں جلدی کریں اور روایت ہی کہ اللہ تعالیٰ
 وملائكته يصلون على المتسمرين وان احب عبادة اليه اعجلهم فطرا والحاصل ان الصائم يتزك شهوته
 اور اسکی فرشتے سحر کہانی والوں پر رحمت بھیجتے ہیں اور بڑی محبوب بندہ اللہ کی وہ ہیں جو جلدی افطار کرتی ہیں حاصل یہ ہی کہ روزہ دار اپنی شہوت
 بالنهار تقربا الى الله تعالى طاعة له ويتناولها في الليل تقربا الى الله تعالى وطاعة له فلا يتركها الا باعذار
 دن کی وقت اللہ تعالیٰ کی طاعت اور قربت کی لہی ترک کرنا ہی اور رات کی وقت اپنی شہوت کو واسطی قربت اور طاعت الہی کی عمل میں لانا ہی سوائے اللہ تعالیٰ کی حکمت ہی
 الا باعذار فهو مطيع في الحالين فان المؤمن الصائم اذا علم ان رضی مولاه في ترك شهوته قدم رضی مولاه على هذه فصلا لذته وتركها
 ترک کرنا ہی اور وہی کی حکمت سی اختیار کرنا ہی پس وہ دونوں حال میں اللہ تعالیٰ کا قرب برادری کیونکہ اللہ تعالیٰ مؤمن روزہ دارنی جب دیکھا کہ خوشنودی میری صاحب کی شہوت
 اعظم من لذته في تناولها بل يكون كراهته تناولها عنده في خلوته اشد من كراهته لالم الضرب لعلمه
 تکلفین ہی تو خوشنودی اپنی صاحب کی اپنی ہوا پس پر مقدم رکھی تو اسکو واسطی خلک شہوت ترک کرنی میں زیادہ لذت ہی نسبت لذت شہوت برتنی کی بلکہ اسکو شہوت
 بکراهته لالفطر فيكون لذته فيما يرضى مولاه وان كان مخالفا لها ويكون له فيما يكرهه مولاه وان كان
 کہ روزہ کھانا میری صاحب کو ناپسند ہی ہوا تو اسکو لذت اس بات میں ہوگی جس میں اسکا صاحب خوش ہو اگرچہ وہ بات اسکی خواہش کی برخلاف ہو اور اسکو کج و تکلیف ہی
 موافقا لها فاذا كان هذا فيما حرم لعارض الصوم من الطعام والشراب والجوارح ينبغي ان يتأكد ذلك فيما
 بات میں ہوگی جسکو اسکا مولیٰ ناپسند کری اگرچہ وہ بات اسکی مطلب کی ہو جب مؤمن کا یہ حال اظن محرمات میں ہی جو روزہ کی سبب سی ممنوع میں ہی کھانا پینا اور جماع
 حرم على الاطلاق كالزنا وشرب الخمر واخذ اموال الناس بغير حق وكسر اعراضهم فان كل ذلك مما ليس بخط
 تو لائق ہی کہ یہ حالت نیارہ تر ہو دی اور ان امور میں جو مطلقاً حرام ہیں جیسے زنا اور شراب خوری اور کسی کا مال ناحق لینا اور کسی کی بی آبروی کرنی کیونکہ یہ تمام اعمال ایسی ہیں کہ
 الله تعالى في كل حين ومكان فاذا كان اليمان المرء كاملا يكره ذلك كله اشد من كراهته لالم الضرب ثمرات
 اللہ تعالیٰ انسی ہر وقت اور ہر جگہ نیز ہوتا ہی جب آدمی کا ایمان کامل ہوتا ہی تو ان سبکو چوٹ کھانی کی تکلیف سی بدتر جاتا ہی بہر
 المؤمن في حال صومه لما علم ان له ربا يطعم عليه في خلوته وقد حرم عليه ان يتناول شهواته التي جبل
 مؤمن روزہ دار عین روزہ میں چکر کہ بہر حال جانتا ہی کہ میرا رب میری حال ہی خلوت میں ہی خبر داری اور میری اور بہر مقام شہوت کا عمل کرنا جسکی طرف دل کو رغبت ہی
 على الميل اليها اطاع ربه وامتنثل امره واجتنب نهيه خوفا من عقابه وصميلا الى ثوابه ولهذا كان من
 حرام کر دیا ہی تو یہی اپنی رب کی فرمان برداری کرتا ہی اور اسکی عذاب کی خوف سی اور ثواب کی رغبت سی حکم پر عمل کرتا ہی اور نہ ہی اسکی اپنی روزہ دار کا سونا ہی
 عبادة كما جاء في الحديث نوم الصائم عبادة قال ابو العالیة الصائم في العبادة ما لم يغترب وان كان نائما
 عبادت ہوتی ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ روزہ دار کا سونا ہی عبادت ہی ابو العالیہ کہتا ہی روزہ دار جب تک کسی غیبت نکرے عبادت میں ہی اگرچہ نائمی بچہ ہوتی ہی

وكان لا يتركها الا باعذار

علی فراشه فعلی هذا یکن فی لیلہ و نهارہ علی عبادۃ و روی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال الخوف
سواء من قولی کی موافق روزہ دار رات دن عبادت ہی ہیں ہوتا ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ

فما الصائم اطیب عند اللہ تعالیٰ من ریح المسک یعنی ان الخوف وهو یضم الخاء مرا حۃ حاصلۃ فی
روزہ دار کی منہ کی بو اللہ تعالیٰ کی نزدیکی مشک کی خوشبو سی پسندیدہ تر ہی مراد یہ ہے کہ خوف خاکی پیش ہی اس بو کو کہتی ہیں جو

فما الصائم من تصاعد لا یخترۃ لخلو المعدة من الطعام والشراب وان كانت عند الناس مستکرة
روزہ دار کی منہ میں معدہ میں ہی بخارات چڑھ کر پیدا ہو جاتی ہی جب معدہ بکائی ہی پی سی خالی ہوتا ہی اگرچہ وہ بو آدمیوں کو ناپسند ہو

لکنہا عند اللہ احب من ریح المسک حیث كانت ناشئة عن طاعة اللہ تعالیٰ فذلک ذہب الشافعی الی
پس اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سی زیادہ تر پسند ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سی پیدا ہوئی ہی اسہیلو اسطی امام شافعی کی مذہب میں

استحب ان یستدامتھا و کراهۃ ازالہا بالسواک بخلاف الخوف الذی یجدرث من غیر الصوم حیث یلزم
اس بو کا باقی رکھنا مستحب ہی اور مسوک سی اوسکا دور کرنا مکروہ ہی بخلاف اس بو کی جو فاقہ میں بدولن روزہ کی پیدا ہو جادی اسو اسطی کہ اسکا

انزالہ بالسواک فان من عبد اللہ تعالیٰ و طاعہ و طلب ضاہ فنشأ من ذلک العمل اثار مستکرة للنفوس
دور کرنا مسوک سی لازم ہوتا ہی بیشک جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اطاعت بجا لائے اور اسکی رضا مندی طلب کرے اس میں اگر کچھ اثار آدمیوں کی خلاف طبع

فتلک الاثار غیر مستکرة عند اللہ تعالیٰ بل ہی محبوبۃ طیبۃ عندہ و یجعلہا فی الاخرۃ اطیب
نا پسند پیدا ہو جادین تو وہ انما باللہ تعالیٰ کو ناپسند نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ان محبوب اور پاکیزہ میں اور اللہ تعالیٰ اولن اثار کو آخرت میں مشک کی زیادہ تر

سریح المسک فان الصوم لکونہ سکرابین العبد و ربہ فی الدنیا یرضہ اللہ تعالیٰ فی الاخرۃ و یكون علانیۃ
پاکیزہ کر دیکھا کیونکہ روزہ جو در میان بندہ اور پروردگار کی دنیا میں بہید تھا تو اللہ تعالیٰ آخرت میں ظاہر کرے گا پھر سب پر ظاہر ہو جائیگا اور

ولیشتمہ اهل الصیام بذلک بین الناس لما روی عن قوم عا ان الصائمین یخرجون من قبورہم یعرفون بریح
روزہ دار اس ہی تمام خلقت میں مشہور ہو جائیگی چنانچہ انس سی مرقوم عاروا بیت ہی کہ روزہ دار جب اپنی قبروں میں ہی ادا ہیں کی تو منہ کی خوشبو سی بھائی جانے لگی

افواہم فان ریح افواہم اطیب من ریح المسک والحاصل انہ علیہ السلام لما اراد ان یمین فضل
کیونکہ ان کی منہ کی بو مشک سی زیادہ تر خوشبو ہوگی خلاصہ یہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارادہ کیا کہ روزہ کی فضیلت

و درجۃ الصائم شبہ ما یستکرة منہ فی الطباع البشریۃ من الرائحة باطیب ما یرام و یطلب ولینتشیق من
اور روزہ دار کا مرتبہ بیان فرمادین تو جو چیز آدمیوں کی طبیعت کو ناپسند ہی یعنی منہ کی بد بو اوسکا و اس پاکیزہ تر خوشبو سی جو مقصود اور مطلوب ہوتی ہی اور

الرائح والمقصود من ہذا التشبیہ الشاء علی الصائم و نظیب قلبہ لئلا یتستع عن المواقبۃ علی الصوم
سو لگی جاتی ہی اور غرض اس تشبیہ سی روزہ دار کی شاء اور اوسکا دل خوش کرنا ہی تاکہ روزہ کی عبادت سی جس سی منہ میں بو پیدا ہوتی ہی منہ نہ فری

الجالب للخلوف و حیث فضل ما یستکرة منہ علی اطیب ما یستلذ من جنس الطیب لیقاس علیہ ما فوقہ من الاثار
اور جب ایک ناپسند چیز کو پاکیزہ تر خوشبو پر فضیلت ہوتی جس سی نسبت حاصل ہوتی ہی تو اب عمدہ اثار کو اس پر قیاس کر لین باوجودیکہ افطار کی وقت

صم ان لہ عند افطار دعویۃ مستجابۃ کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطارہ دعویۃ مستجابۃ
روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ افطار کی وقت روزہ دار کی دعا مقبول ہی

لکن بشرط ان یمکن افطارہ علی حلال فان من صام عما احلہ اللہ تعالیٰ و افطر علی ما حرّمہ اللہ تعالیٰ لا
پس اس شرط سی کہ افطار حلال چیز سی ہو کیونکہ جو شخص حلال چیز دانی بندہ ہو کر روزہ لےگی اور حرام چیز سی افطار کرے تو اسکی دعا قبول نہیں ہوتی

دعاہ ولا یقبل صومہ لما روی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال من لم یذم قول الزور والعمل بہ فلیس فی اللہ
اور نہ روزہ قبول ہوتا ہی اسو اسطی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جو کلمہ بولے اور اس پر عمل کرنا ترک نہ کرے تو اللہ تعالیٰ

ذلك بقلبه بان يتفكر في كونه صائما ليرتدع نفسه عن سبي القول ويقوى على كظم الغيظ ولا يكافيه

كرايتي دنگين ہی اسطورہ کے خیال کری کہ میں روزہ دار ہوں تاکہ اسکا نفس سخن بہودہ سے باز رہی اور غصہ کو پی جاوی اور گالی کی بجلی گالی نہ دی

على شتمه لئلا يمحط ثواب صومه ويكون من الذين قال النبي عليه السلام فيهم كم من صائم ليس من صيامه

تاکہ روزہ کا ثواب سوخت نہ جاوی پہر اولیٰ گون میں ہو جاوگا جنگی حق میں نبی علیہ السلام کی فرمایا ہی بہت لوگ ایسی روزہ دار ہیں کہ روزہ میں ہی

الا الظماؤ کم من قائم ليس من قيامه الا السهر فان التقرب الى الله تعالى بترك المباح لا يتم الا بعد التقرب

صرف بیاس ہی ہی بہت رات کی ایسی نمازی ہیں کہ انکو رات کی نماز میں کھرب بیدار ہی ہی کیونکہ خدا کی قربت مباحات کی ترک ہی پوری نہیں ہوتی

اليه بترك المحرمات فان من امتثل امره تعالى في ترك الطعام والشراب في نهار صيامه فليمتثل امره فيما

جہتک محرمات کو جو ترک کرے نہ حاصل کری کیونکہ جو شخص روزہ کی دن کھانا پینا چھوڑ کر خدا کا حکم بجالایا تو اسکو چاہی کہ محرمات میں بھی

يحرم عليه في كل وقت ولا يحل له بحال من الاحوال فمن تعجل فيمحرمه عليه قبل وفاته يعاقب في الآخرة

جو اوپر دایہ حرام ہیں اور کسی حالت میں حلال نہیں ہیں اسکا حکم مانی ہو جو کوئی جلدی کرے محرمات کو نہ گنی میں برتی گا تو آخرت میں یہ عقاب ہوگا کہ اس شی سی

بجرمانه وفاته وشاهد هذا قوله عليه السلام من شرب الخمر في الدنيا لم يشر بها في الآخرة ومن لبس

محموم پہی گا اس عوی کا شاہد یہ حدیث ہی جس فی دنیا میں شرب پی آخرت میں ہیں پیو گی اور جس فی دنیا میں

الخمر في الدنيا لم يلبسه في الآخرة فاتقوا الله يا عباد الله في قامة حدود الله اذ كثير من الناس في هذا

حریر پہنا آخرت میں نہیں پہینگا سو آئی بندہ گان اتہی اسدی ڈرو اسکی حدود کو قائم رکھو کیونکہ اکثر نبی آدم اس زمانہ میں

الزمان يمشي على العوائد الشائعة بين الامم لا نام لا على ما يقتضيه الايمان المجلس السابع والعشرون

اوس راہ و رسم پر چلتی ہیں جو خلقت میں مشہور اور مستعمل ہیں و سب نہیں جیتی جو ایمان کی لائق ہی ستائیسویں مجلس میں

في بيان كيفية النية يستدعيه الاسلام قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من

بیان نیت کی کیفیت کا مطابق اسلام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمایا جس

صام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه ومن قام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما

رمضان کی روزی واسطی ایمان اور ثواب کی رکھی اسکی خطائیں معاف ہوگی گزری ہوئیں اور جس رمضان میں واسطی ایمان اور ثواب کی شب بیدار کیا اسکی خطا

تقدم من ذنبه هذا الحديث من صحيح المصايم رواه ابوهريرة وقد ذكر فيه نوعان من العبادة اختص

گزری ہوئیں معاف ہوگی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اس حدیث میں دو قسم کی عبادت کا ذکر ہی کہ

كل منهما بشهر رمضان احدهما صيام النهار والاخر قيام الليالي فلا بد من معرفتهما اما الصوم فهو في

دو ٹوکواہ رمضان سی خصوصیت ہی ایک دن کی روزی اور دوسری راتوں کا جاگنا اب ان دونوں کی معرفت ضروری ہیں صوم نعت میں

اللغة الامساك مطلقا وفي الشرع الامساك عن المفطرات المعهودة التي هي الاكل والشرب والجماع من

مطلق امساك یعنی روک کو کہتی ہیں اور شرع میں کہتی ہیں امساك کو مفطرات مقرر سی یعنی کھانی اور پینی اور جماع سی

الصبر الى غروب الشمس مع النية وهو ثلاثة اقسام فرض واجب ونفل اما الفرض فصوم رمضان اداء وقضاء

غیر گھالی کہ آداب کی ڈو نبی تک نیت کی ساتھ اور روزہ کی تین قسم ہیں فرض و واجب اور نفل حسین فرض تو رمضان کی روزی ہیں اور ہون یا قضا

وصوم الكفارة واما الواجب فالندوم معيها كان او مطلقا واما النفل فما عداها ومن شرع فيه قصد

اور روزہ کفارہ کی اور واجب نہ کی ہوتی ہیں نہر معین ہو یا مطلق نہر ہو اور نفل ان دونوں سوار اور جس فی قصہ روزہ رکھنا

والمطلوب

ولا یُطْلَقُ اَعْمَالُكُمْ وَالضِیَافَةُ عَزَّ فِي حَقِّ الضَّیْفِ وَالضَّیْفِ وَمِنْ ظُلْمِ التَّحْلِیْهِ صَحَابَةُ

اور نہ باطل کرو تم اپنی اعمال کو اور نہ ہائی بہان اور مہمانداری حق میں ایک غرض ہوتی ہے اور جنسی بہت خیال کیا کہ میری ذمہ دہ روزہ میری جہاں میں

ثم علم عدمه فاکل لا یلزمه شیء لانه ظان والمظنون لا یقضی لان القضاء منوط بالالتزام والالتزام

روزہ رکھنا پھر معلوم ہوا کہ نہیں ہی پس کہا لایا اوس پر کچھ نہیں آتا اس واسطے کہ اس کو یقین نہیں تھا اور شبہ کی بدلی تھا نہیں آتی اس واسطے کہ قضاء یا تو لازم کر دیتی ہے یا نہیں

ولم یوجد واحد منهما واشترط لفرضیة صوم رمضان الاسلام والعقل والبلوغ وفرضیة ادائه

سوان دونوں میں سے کچھ نہیں ہی اور رمضان کی روزوں کی فرض ہوتی کی شرط اسلام یعنی کافر نہیں اور عقل یعنی دیوانہ نہیں اور بلوغ یعنی بچہ پر نہیں اور ادا کی

الصحة والاقامة فان المريض والمسافر یجوز لهما الافطار ثم القضاء لكن صوم المسافر افضل لصحة

شرط صحت یعنی بیمار اور اقامت یعنی مسافر نہ ہو کیونکہ بیمار اور مسافر کی نفی جائز ہی کہ افطار کر کے پھر قضا کریں لیکن مسافر کو روزہ رکھنا افضل ہی اور اسطے صحت

ادائه الطهارة عن الحيض والنفساء لا الطهارة عن الجنابة اذ یجوز صوم من اصبح جنباً ونام واحتمل

اداء کی شرط ہی پاک ہونا حیض اور نفاس ہی فقط جنابت ہی پاک ہونا شرط نہیں ہی اس واسطے کہ اگر جنابت میں صبح ہو جاوی یا دن کو سو گیا اور احتلام ہو گیا

واما الحائض والنفساء فلا یجوز صومها بل یلزمها الافطار ثم القضاء لكن الحائض تقطر سرها بجملاً وكذا كل

توبوہ جائز ہی اور حیض اور نفاس کی عورت کا روزہ جائز نہیں ہی بلکہ اگر چاہے کہ افطار کر کے قضا کریں لیکن حیض کی عورت چھپی ہوئی افطار کر کے قضا کرے

من ابیم له الافطار لانه اذا اكل ولم یكن العذر ظاهراً یكون متهماً عند الناس بالفسق الذي هو كل رمضان

جس جس کو افطار کرنا مباح ہی اس واسطے کہ اگر کوئی شخص کہاوی اور دسکا غرض ظاہر نہ ہو تو اور لوگوں کی عند یہ میں فسق میں بدنام ہو گا یعنی رمضان میں دن کو کھانا

والاحترار عن موضع التهم ولجب الروی انه عليه السلام قال من كان یؤمن بالله والیوم لا یخوف ولا یقفن

اور تہمت کی جگہ سے پرہیز کرنا واجب ہی اس واسطے کہ روایت ہی کہ سید علی احمد علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اسد پر اور قیامت کی دن پر ایمان لادی تو تہمت کی

مواقف التهم وقد كفي البزازیة ان من اكل فی شهر رمضان شهراً عیاناً متعدياً یوم یوم یقتله لان صنعہ

مقام پر ہرگز نہ کھڑا ہو اور بزازیہ میں مذکور ہی کہ جو شخص ماہ رمضان میں تمام مہینے پر بلا قضا کھایا کری تو اس کو قتل کریں اس واسطے کہ اس کا یہ عمل

دلیل الاستحالة ویصح اداعه بنیة من اللیل الى الصخرة الكبرى وبنیة مطلقة وبنیة النفل وبنیة واجبة

دلیل حلال سمجھتی کی ہی اور رمضان کی روزہ کرات ہی چاشت کی وقت تک نیت کر کے ادا کرنا صحیح ہی اور مطلق نیت ہی اور نفل کی نیت ہی اور دوسری واجبہ

ثم عندنا لا بد من النیة لكل یوم ولا فضل التبت وهو النیة من اللیل ليقم اول جزء من الصوم مع النیة

نیت ہی ہی صحیح ہی پھر ہماری نزدیک ہر دن کی نفی علیہ نیت ضروری اور تبت افضل ہی یعنی رات ہی نیت کرنی تاکہ پہلا جزء روزہ کا ہی نیت ہی واقع ہو

والنیة ان یعرف بقلبه انه یصوم ولا عبرة بالنیة بالمستقدمة على الغروب وانما الاعتبار بالنیة المتأخرة

اور نیت یہ ہے کہ دل میں قصد کرے کہ میں روزہ رکھوں گا اور اس نیت کا اعتبار نہیں ہی جو غروب آفتاب ہی پہلی ہو اعتبار اسی نیت کا ہی جو آفتاب کی ڈوبتی ہی

عن الغروب حتی لو نوى قبل ان تغیب الشمس ان یكون صائماً عدا ثم غفل الى الزوال من العدا لا یجوز صومه

چھپی ہو یہاں تک کہ اگر آفتاب کی ڈوبتی ہی پہلی یہ نیت کی کہ میں کل روزہ رکھوں گا پھر اگر دن دوپہر تک پہلے گیا تو اس کا روزہ جائز نہیں ہی

ولو نوى بعد غروب الشمس یجوز والنذر المطلق لا یصح الا بالنیة من اللیل وانما النذر المعین والنفل فكل

اور اگر آفتاب کی ڈوبتی ہی بعد یہ نیت کی تو روزہ جائز ہی اور نذر مطلق رات ہی نیت کی بغیر جائز نہیں ہی اور نذر معین اور نفل دونوں

منهما كما داء صوم رمضان یجوز بالنیة من اللیل الى الصخرة الكبرى لكن النیة من اللیل افضل كما صدر

ماخذ اور روزہ رمضان کی رات ہی لیکر دوپہر ہی پہلی پہلی نیت کرنی ہی جائز ہو جاتی ہیں پیرات ہی نیت کرنی افضل ہی چنانچہ گزرجا ہی

فكل صوم لا یتادی الا بالنیة من اللیل اذ انواه مع طلوع الفجر یجوز لان الواجب ان النیة بالصوم لا تقبل الا

پھر جو روزہ بدول رات کی نیت کی ادا نہیں ہوتا اگر صبح صادق کی ساتھ ہی نیت کرنی تو ہی جائز ہو جاتی ہی اس واسطے کہ نیت کا روزہ کی ساتھ ہونا واجب ہی نیت کا روزہ

الكفارة وكذا الزوجة اذا فطرت لذلك كان عليها القضاء دون الكفارة اذ يجب عليها ديانة ان تفعل كفارة نہیں آتا اور ایسی ہی فی روزہ افطار کر دی ایسی ہی کفارہ نہیں آتا اس واسطی کہ از روی دیانت بی فی پر واجب ہر کس خدمتہ فی داخل البیت من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها حتى لو لم تفعل شيئا منها تكون آثمہ کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی کفارہ نہیں آتا اس واسطی کہ از روی دیانت بی فی پر واجب ہر کس وان لم يجبر عليها وكذا الرقيق والخدام الذي ذهب بسكر المهر او لكرهه او لا صلاح للمريض وعليه اگر چه او سپر جبر نہیں ہو سکتا ایسی ہی غلام یا خادم جو واسطی بند کر فی پانی نہر کی یا واسطی کہود فی نہر کی یا واسطی درستی فصیل شہر کی جاوی اور موکل من جانب السلطان واشتد الحر وخاف على نفسه الهلاك فانه لو افطر كان عليه القضاء دون سلطان کی طرف سے او سپر تعینات ہو اور حرارت کی شدت سی جان پر ہلاکت کا خوف ہو تو اگر یہ شخص افطار کر گیا تو او سپر قضا لازم ہی الكفارة ومن كل عدا حتى لزمت الكفارة ثم مرض تسقط عنه الكفارة وكذا المرأة اذا فطرت عدا کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی کفارہ نہیں آتا اس واسطی کہ از روی دیانت بی فی پر واجب ہر کس حتى لزمت الكفارة ثم مرض تسقط عنه الكفارة لان الكفارة تسقط لمرض الحيض والمرض ومن روزہ توڑ دلی ایسا کہ او سپر کفارہ لازم ہو جاوی پھر او سپر دن حائضہ ہو گئی تو او سپر ذمہ سی کفارہ جاتا رہتا ہی اسلی کفارہ حوض یا باری کی عارضہ سی فطر افطر فی اول النهار عدا حتى لزمت الكفارة ثم سافر باختیاره لا تسقط عنه الكفارة وكذا الواكراهة ہو جاتا ہی اور جس شخص فی اول روزہ افطار کیا ایسا کہ او سپر کفارہ لازم ہو پھر او سپر اپنی اختیاری سفر کیا تو او سپر سی کفارہ ساقط نہیں ہوگا اور ایسی ہی اگر علی السفر لا تسقط عنه الكفارة فی ظاهر الرواية ومن سافر فی نهار رمضان لا یجوز له ان یفطر فی ذلك بادشاہ فی ذر دست سفر پر روانہ کیا تو ظاہر روایت میں کفارہ ساقط نہیں ہوگا اور جس فی رمضان میں دن کو سفر کیا تو اس روز او سکوا فطر کرنا حلال نہیں ہی الیوم لان الوجوب قد ثبت علیه فلا یسقط بفعل باثارة باختیاره ولو افطر كان عليه القضاء لا الكفارہ اس واسطی کہ وجوب او سپر ثابت ہو چکا ہی تو اب وہ وجوب ایسی کار سی جو اپنی اختیاری کرتا ہی ساقط نہیں ہوگا اور اگر افطار کر دیکھا تو او سپر قضا لازم ہی ولولم یفطر حتى تذکر شيئا لشيء في منزله فرجع الى منزله فاكل شيئا ثم خرج من منزله كان عليه القضاء کفارہ نہیں ہوگا اور اگر ایسی افطار نہیں کیا تھا جو او سکوا کوئی چیز کہ میں ہوئی یا آئی یہ سب بیکر میں آ یا اب کچھ کہا لیا پھر سی روانہ ہو تو او سپر قضا والكفارة لكونه مقبلا عند الكل حيث رفض سفره بالعود الى منزله واذا علم المسافر انه يدخل فی اور کفارہ دون لازم میں کیونکہ کہا فی وقت مقیم تھا اس واسطی کہ سفر کہ میں آئی سی قطع ہو گیا تھا اور اگر مسافر کو معلوم ہو کہ آج اپنی شہر میں جا پہنچو گا یومہ مصر یرکھ له الفطر لاجتماع حکم الإقامة والسفر فی هذا اليوم فیتخرج جهة الإقامة ومن توڑ او سکوا فطر کرنا مکروہ ہی اس واسطی کہ اس روز حکم سفر اور اقامت کا جمع ہو گیا ہی تو اب اقامت کی جانب غالب ہوگی اور جبکہ علیہ القی وقاء سوءا كان ملا الفم ودونه لا یفسد صومه سواء كان فرضاً او نفلاً لقوله عليه السلام خود بخود فی ہو گئی براہری کہ پردہ میں ہو یا کھڑ ہو تو روزہ نہیں جاتا برابر ہی کہ فرض ہو یا نفل ہو واسطی ایشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم من قاء لا قضاء علیه وان تقیا فان كان ملا الفم یفسد صومه لقوله عليه السلام من تقیا فعليه القضاء جس فی تو قضا نہیں ہی اور اگر آپ سی فی کی تو اگر پردہ میں ہوگی تو روزہ جاتا ہی گا واسطی فرمود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جس فی آئی سی فی کی تو او سپر قضا وان لم یکن ملا الفم یفسد صومه ایضا عند محمد لظاهر الحديث ولا یفسد عند ابی یوسف وبینہی للصالہ اور اگر فی پردہ میں نہ ہو تو امام محمد کی نزدیک روزہ جاتا ہی گا واسطی ظاہر معنی حدیث کی اور امام یوسف کی نزدیک وزہ نہیں جاتا اور روزہ دار کو چاہی ان لا یبالی الفم فی الاستنجاء ولا یتنفس ولا یقوم من مقامه حتى یشف ذلك الموضع بحرقه لئلا یصل کہ استنجاء کرتی ہوئی مبالغہ نکر کی کہل کرتہ بیٹھی نہ او پر کوم بہری اور اپنی جگہ سے جب تک موضع استنجاء کو کپڑیسی نہ پونچھی کھڑا نہ ہو جاتا کہ پانی اندر

الماء الى باطنه فيفسد صومه فان من بالغ في الاستنجاء حتى يبلغ موضع الحقنة يفسد صومه
 من جلا جادى به روزه جانا بهي گا كيونكه جو استنجائين مباغذ كرى بيان تك كه حفتنى كيك به پنج جاوى تروزه جانا بهي گا
 لكن لا يلزم الكفارة هذا حكم الصوم المجلس الثامن والعشرون في بيان كيفية التراويح
 بركفاره نهين آنا بهم بهن روزه كي احكام انباشتون مجلس تراويح كي كيفيت
 وفضيلتها واما القيام في ليالي رمضان فالمراد به احياء ليلاليه واحياء بعض من كل ليلة
 اور فضيلت كي بيان مين اور قايم رهنار رمضان كي راتون مين اس سي تمام تمام راتون كو جاگنا يا بهيك رات مين سي تهو تهو اچاگنا
 باداء التراويح فانه عليه السلام كان يرغب الناس في قيام رمضان من غير ان يامرهم فيه بغز
 واسطى اوار تراويح كي كرى بهي صلى الله عليه وسلم صحابكو واسطى قيام رمضان كي رغبت ولاقي تبي ليكن حكم غزيت كا نهين فرماتي تبي
 فيقول من قام رمضان ايماننا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه يعني ان من قام الى الصلوة في
 يون ارشاد كرى جو شخص رمضان مين واسطى ايمان اور ثواب كي جاگنا بهي توو كي تمام گناه كرى هوئي متا هوئي مراد بهي جو شخص رمضان كي راتون مين
 ليالي رمضان تصديقاً بحقيته وسنيته وطلب الرضاء الله تعالى وثوابه لاخوفاً من مذمة الناس
 او سكو حق اور مسنون سمجه كر واسطى رضا مندى الله تعالى كي اور ثواب كي نماز پڑھنا بهي كچه خوف نكو گون كي برا كهي كا
 واستحياء منه يغفر له ذنوبه المتقدمة وهذا الشرطان لا ينفك عنهما عمل سواء كان فرضاً او
 اور گون كي شرم نهو توو كي تمام بهي گناه معاف هوئي اور به دو مشرطين تمام اعمال مين معتبر مين كوي عمل قالي مين بركه ك فرض هوئي
 نقلاً اذ هما شرطان لقبول كل عمل والله تعالى لا يقبل عملاً الا بهما وبعد هما شرط اخر لا بد منه وهوان
 نفل هو اسطى كره عمل كي مقبول هوئي كي بهي شرطى اور الله تعالى كوي عمل بدول ان شرطون كي قبول نهين كرتا اور بعد انكي ايك اور بهي شرط ضروري هي يعني
 يكون العمل موافقاً للسنة لان العمل متى كان على خلاف السنة لا يقبله الله تعالى والسنة فيها الحجة
 عمل سنت كي مطابق هو اسطى كره عمل اگر سنت كي برخلاف هوگا توو سكو الله تعالى قبول نهين فرماتا اور تراويح مسجد مين جماعت سي
 في المسجد لكن على طريق الكفاية حتى لو تركها اهل مسجد اساءوا وكانوا تاركين للسنة ولو اقامها
 ادا كرى مسنون هي ليكن بطور فرض كفاية كي هي بهان تك كا كرى سجد والى تمام جماعت ترك كرين توو سب گنهگار او تارك سنت هوئي اور اگر بعضوك في
 البعض في المسجد بالجماعة وتختلف البعض وصلاتها في بيته فالتخلف يكون تاسراً للفضيلة ولا يكون
 مسجد مين جماعت سي ادا كي اور بعض جو نه شامل هوئي اپني كرين پڑھين سو جو جماعت مين شامل نهو او فضيلت سي محروم رما كنهگار
 مسبباً ولا تاسراً للسنة لان بعض الصحابة قد روى عنهم التخلف وعن ابي يوسف ان من قدس
 اور سنت كا تارك نهين هوگا اسلي كره بعض اصحاب سي رعایت هي كره جماعت مين شريك نهين هوئي تبي اور ابو يوسف همي رويت هي كره جو شخص
 على اداها بالجماعة في بيته مع مراعاة السنة فالصلوة في بيته افضل والصحيحان للجماعة
 تراويح كو جماعت سي اپني كرين ادا كرسكتا هي سنت كي رعایت كر كر توو سكو كرين پڑھنا افضل هي اور صحيح بهي كره كره الله
 في بيته فضيلة وللجماعة في المسجد فضيلة اخرى فهو حاز احدى الفضيلتين وترك الفضيلة
 جماعت كرى مين ايك فضيلت هي اور مسجد مين جماعت كرى مين اور بهي فضيلت هي سو او سي دو نو فضيلت مين سي ايك حاصل كي اور فضيلت زائد
 الزائدة لترك الجماعة في المسجد وقال صاحب الخلاصة وهكذا الجواب في المكتوبات واما نفس التراويح
 اسلي نه تلي كره مسجد كي جماعت ترك كي اور خلاصه والا كسكتا هي بهي جواب فريض مين ري اور ليكن صرف تراويح علم
 فهو سنة مؤكدة على الاعيان للرجال والنساء توارثها الخلف عن السلف من لدن تاريخه رسول الله
 هر هر مرد اور عورت پر سنت موكد هين رسول الله صلى الله عليه وسلم كي عهد سي آج تك پچھلي پھلون سي سنتي چلي آي مين

الی یومنا هذا فلا ينبغي تركها ^{او لیل کی پہر روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد من حصیر یعنی پورے کا حجرہ بنا لیا تھا} ^{سوترادج کا ترک کرنا سزاوارتہ نہیں} ^{اور لیل کی پہر روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد من حصیر یعنی پورے کا حجرہ بنا لیا تھا}

من حصیر لیصلی فیہا السنن وكان یخرج من الحجر ویصلی التراويح للناس بالجماعة فعل هكذا ثلث

لیال فلما كانت الليلة الرابعة اجتمع ناس كثير حتى عجز المسجد من اهلہ فلما رای بحبة الناس دخل الحجر

اتفاقا وجب جوئی رات کنی تو خفت بہت جمع ہو گئی کہ مسجد میں تنگی سی بگھڑنے لگی جب آئنی پہر انہو دیکھا تو فرض پڑھتی ہی حجرہ میں تشریف لیگئی

بعد ما صلی الفریضة ولم یخرج الیہم فزالوا ینتظرون خروجه وظنوا انہ یجعل بعضهم یتنحرون لیخرج الیہم

بہر ماہر نہ آئی اور یہ لوگ تشریف لائی کی منتظر بیٹھی رہی آخر یہ خیال کیا کہ آپ سو گئی پہر کہنی تو کہاں سنا شروع کیا تاکہ جاگ کر باہر تشریف لاوین

وبعضہم یقول الصلوة فخرج الیہم فقال ما نزل بکم الذی رايت من صلیعکم حتی خفیت ان یکتب

اور کوئی کہتا تھا نماز تیار ہی پہر آپ باہر تشریف لائی فرمائی کہ میں تمہارا یہ شوق ہمیشہ دیکھی جاتا ہوں یہاں تک کہ مجھ کو یہ خوف ہو کہ تمہارے فرض ہو جاوین

علیکم ولو کتب علیکم ما قنتم بہ فصلوا الیہا الناس فی بیوتکم فان افضل صلوة المرء فی بیتہ الا

اور اگر تمہارے فرض ہو جاوینگی تو ادا نہ کرو گی سو تم آئی صاحبو اپنی اپنی گھر میں پڑھ لو کیونکہ آدمی کی نماز سوا فرض ایض کی گھر میں افضل ہوتی ہی

الصلوة المكتوبة فتوفی رسول اللہ علیہ السلام والامر علی ذلک ثم کان الامر علی ذلک فی خلافة

پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وفات کی اور حال یہ بھی رہا پہر حضرت ابو بکر کی خلافت میں ہی حال یوں ہی رہا

ابی بکر وصدرا من خلافة عمر ثم ان عمر فی ايام خلافة رای الناس یصلون التراويح فی المسجد

اور ابتدا خلافت میں حضرت عمر کی ہی پہر حضرت عمر نے اپنی ايام خلافت میں لوگوں کو دیکھا کہ تراویح مسجد میں الگ الگ پڑھتی ہیں

منفردین فامرہم ان یصلوها جماعة وامر ابی بن کعب وتیمم الذاری لیصلیانا بالناس امامة فصلیا

تو انکو یہ حکم کیا کہ جماعت سی پڑھا کرو اور ابی بن کعب اور تیمم ذاری کو حکم کیا کہ امام ہو کر اور لوگوں کو نماز پڑھاوین سوا میں دونوں ہی

بالجماعة والصحابہ سر متوافرون منهم عثمان وعلی وابن مسعود والعباس وابنہ وطلحة والزبیر ومعاذ

جماعت کرائی اور اصحاب اس وقت بہت موجود تھے یعنی عثمان اور علی اور ابن مسعود اور عباس اور عبداللہ بن عباس اور طلحہ اور زبیر اور معاذ

وغیرہم من المهاجرین والانصار وما رد علیہ واحد منهم بل ساء عروہ ووافقوہ وامرہ بذلك

اور سوا انکی اور بہت مہاجر اور انصار موجود تھے سوا ان میں کسی کہی اعتراض نہ کیا بلکہ انکی مددگار اور شریک ہوئی اور اسکی صلاح دی

وواظبوا علیہا حتی ان علیا اثنی علیہ ودعا لہ بالخیر وقال نواللہ مضجع عمر کما نور مساجدنا

اور آپ پڑھتی رہی یہاں تک کہ حضرت علی نے عمر کی تعریف کی اور نیک دعا دی اور دعائیں فرمایا اللہ عمر کی گور روشن کرے جیسی اوپنی ہمارے مسجد میں روشن کرے

وقد قال النبی علیہ السلام علیکم بسنتی وسنة خلفاء الراشدين من بعدی وهي عشرون رکعة

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری سنت اپنی ذمہ میرا لازم کر لو اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت

یسعی کل اربع رکعات منها ترویجة فجاءہا فی اخرها من الترویجة التي هی اسم للجلسة وانما سمي بها

پہر چار رکعت کا نام مجاہد ترویجہ کیونکہ اسکا آخر میں ترویجہ ہوتا ہی یعنی آرام کی لٹی پڑ جاتی ہیں ترویجہ نام جلسہ کا ہی اور جلسہ کو ترویجہ

لان الصحابة كانوا یستريحون بین کل اربع رکعات من اجل طول قیامہم فی الصلوة ولكل ترویجة تسلیفنا

اسلوبی کہتی ہیں کہ صحابہ پہر چار رکعت کی بعد بیٹھ کر آرام کیا کرتے تھے کیونکہ نماز میں قیام بہت طویل دراز کرتی تھی اور پہر ترویجہ میں دو دو سلام ہیں

فتكون التسلیمات عشر والترویجات خمساً والجماعة یا تون بالشاء فی کل تکبیرة الا فتسلیفنا

اس لئی سلام دس ہوئی اور ترویجہ پانچ ہوئی اور امام اور مقتدی تکبیر تحریر کی بعد بھانگ اللہ آخر تک پڑھ کرین اور پہر دو ترویجہ کی

اس لئی سلام دس ہوئی اور ترویجہ پانچ ہوئی اور امام اور مقتدی تکبیر تحریر کی بعد بھانگ اللہ آخر تک پڑھ کرین اور پہر دو ترویجہ کی

بین کل الترویجین قلدر ترویج واحدہ وکذا بین الخاصۃ والوتر لانہ المتواتر من زمن الصحابة
 یجین بقدر ایک ترویج کی حیثیت رکھتی ہے اور ایسی ہی باتچون ترویجہ اور ووتر کی جچین کیونکہ صحابہ کی وقت سی آج تک یہی حال رہا ہے
 الی یومنا هذا وهم فی انتظار یخبرون ان شاء واسبحوا وان شاء واهلوا وان شاء واسکتوا الی
 اور مصلیوں کو استراحت کی وقت میں اختیار ہی چاہیں سبحان اللہ پڑھیں اور چاہیں لا الہ الا اللہ پڑھیں اور چاہیں جبکہ بیٹھی رہیں
 ذلك فعلموا فهو حسن لقوله عليه السلام المنتظر للصلوة كانه في الصلوة واهل مكة كانوا يطوفون
 جو کرین سو ہی بہتر ہے واسطی قول علیہ السلام کی نماز کا منتظر گویا نمازیں ہی اور مکہ والی ہر دور ترویج کی
 بالبيت بين كل ترویجین اسبوعاً ویصلون رکعتین للطواف واهل المدينة كانوا یصلون
 بیچین بیت اللہ کا طواف سات سات بار کرتی تھی اور دو رکعت طواف کی پڑھتی تھی اور مدینہ والی دو سو وقت میں
 فی ذلك اسربع رکعات ثم لا فضل فیها استیعاب اکثر اللیل بالصلوة والاستراحة ويستحب
 چار رکعت پڑھ کر تھی پھر افضل تراویح میں یہی کہ آدھی سی زیادہ رات استراحت اور نمازیں صرف کری اور نماز کی تاخیر
 تاخیرها الی انہاء ثلث اللیل ثم الاصل ان وقتها بعد العشاء الی اخر اللیل قبل الترویج بعدہ لانها
 نہایت رات کی قلمی تک مستحب ہے پھر صحیح یہی کہ وقت تراویح کا عشاء کی بعد ہی آخر رات تک وتر سی پہلی اور بیچمی کیونکہ تراویح
 نوافل سنة بعد العشاء وهل یجوز فی کل شفع ان ینوی الترویج قال بعضهم یجوز لان کل شفع
 نوافل بعد عشاء کی سنت ہیں اور آیا یہ حاجت کہ تراویح کی ہر ہر شفع میں جہاد انیت کری بعضی کہتی ہیں ان حاجت ہی کیونکہ ہر شفع
 صلوة علیحدہ والاصل انہ لا یحتاج لان کل بمنزلة صلوة واحدة فان فانت لا تقضی اصلا
 جدا گانہ نماز ہی اور صحیح یہی کہ حاجت نہیں ہی اسوسطی کہ سب کی سب گویا ایک نماز ہی اگر فوت ہو جاوین تو اصلاً قصاً نہیں ہی
 لا بالجماعة ولا بدولها لان القضاء من خواص الفرض ومن صلی العشاء وحده فله ان یصلی
 نہ جماعت سی اور نہ بدول جماعت کی اسوسطی قصاً کرنا خاصہ فرض ہی کا ہی اور جسنی عشاء کی نماز علوہ پڑھی تو اسکو جائز ہی کہ تراویح
 الترویج بالامام ولو ترکوا الجماعة فی الفرض لم یصلوا الترویج بالجماعة ومن لم یصل الترویج بالامام
 جماعت سی پڑھ لی اور اگر سب فی فرض کی جماعت ترک کی تو ہر تراویح کی لئی جماعت نہ کریں اور جس فی تراویح جماعت سی نہیں پڑھیں
 یجوز له ان یصلی الترویج ولو اقاموا الترویج بامامین فصلی کل امام تسلیمة قال بعضهم یجوز
 تو اسکو جائز ہی کہ وتر جماعت سی پڑھی اور اگر تراویح میں باری باری دو امام کئی ہر ہر امام فی ایک ایک شفعہ پڑھایا تو بعضی کہتی ہیں کہ جائز ہی
 والصحیح انہ لا یستحب المستحب ان یصلی کل امام ترویجاً فاذا اقام الترویج بامامین
 اور صحیح یہی کہ مستحب نہیں مستحب یہی کہ ہر ہر امام ایک ایک ترویجہ پڑھی اور جب کہ تراویح کا پڑھنا دو اماموں کی ساتھ
 علی هذا الوجه یجوز ان یصلی احدهما الفرض والاخر الترویج ویکره للامام فی هذا الزمان التطویل
 اسطورہر جائز ہوا تو جائز ہی کہ امام فرض پڑھادی اور دوسرا امام تراویح اور امام کو اس زمانہ میں قنارت کو
 الترائل عن حد اقل السنة فی القراءة ولا ذکر علی وجه یحصل للجماعة صل لان ذلك سبب للتغیر
 ادنی حد سنت سی زیادہ راز کرنا اور ذکر اس طور پر کہ جس سی جماعت کو طال پیدا ہو کر وہی کیونکہ اس میں لوگ جماعت سی ہائیں گی
 عن الجماعة والتغیر عن الجماعة مکروه ولكن لا ینبغی له ان ینقص عن حد اقل السنة فی القراءة و
 اور جماعت سی ہر گنا مکروہ ہی لیکن یہی نہ چاہی کہ سنت کی ادنی مقدار سی قنارت اور
 التسبیح تمللہم لانہم غیر معذورین فیہ وادنی ما یحصل بہ السنة فی تسبیحات الركوع السجود
 تسبیحات میں اوکی ملائت کی خوف سی کوتاہی کری کیونکہ او کو اس میں کچھ عذر نہیں ہی اور کم سی کم جبین سنت تسبیحات رکوع اور سجود کی حاصل ہو جاوے

ثَلَاثَ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا رَكِعَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَذَلِكَ أَدْنَاهُ وَ
 ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَاسْطَى ارشاد عليه السلام کی جو سنت رکوع کر کے کوئی غبار توجہ سے کہ سجار فی العظیم تین بار کہی اور یہی ادنیٰ عدد ہی اور
 إِذَا سَجَدَ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَذَلِكَ أَدْنَاهُ وَالْمُرَادُ بِهِ أَدْنَى مَا يَحْصُلُ بِهِ السَّنَةُ
 جب سجدہ کرے توجہ سے کہ سبحان ربی الاعلیٰ تین بار کہی اور یہی ادنیٰ عدد ہی اور مراد اس سے ادنیٰ مرتبہ ہی جس میں سنت حاصل ہو جاوے
 وَلِذَلِكَ يَكْرَهُ النَقْصَ عَنِ الثَّلَاثِ وَكَذَا يَكْرَهُ لِلْإِمَامِ التَّجْبِيلَ عَلَى وَجْهِ يَجْزِي الْجَمَاعَةَ عَنْ كَمَالِ أَقْلٍ
 اس میں تین بار سے کم کہنا مکروہ ہے اور ایسی ہی امام کو اتنی جلدی مکروہ ہے کہ جماعت کی لوگ کم سے کم عدد سنوں کی پورا کرنی سے رکوع
 السَّنَةِ فِي تَسْبِيحَاتِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَعَنْ كَمَالِ قِرَاءَةِ الشَّهَادَةِ بِلِيزِيدِ الْإِمَامِ عَلَى الشَّهَادَةِ وَيَأْتِي
 اور سجود کی تسبیحات میں اور قراتِ شہد کی پورا کرنی سے عاجز ہو جاوے بلکہ امام شہد پر کچھ زیادہ کرے اور
 بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ عِلْمَ أَنْهَا لَا تَنْتَقِلُ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَأَنْ عِلْمَ أَنَّهَا تَنْتَقِلُ عَلَيْهِمْ لَا يَأْتِي بِهَا
 نبی علیہ السلام پر درود پڑھے اگرچہ ان کی جماعت کی لوگوں پر اتنی دیر دشوار نہیں ہے اور اگر یہ جانی کہ یہ اوپر دشوار ہی تو نہ پڑھے
 بَلْ يَتْرُكُهَا لَكِنْ لَا جَمِيعًا بَلْ يَقْتَضِرُ فِيهَا عَلَى قَوْلِهِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ لَأَنْهَا وَأَنْ كَانَتْ
 ترک کر دی لیکن تمام ترک نہ کرے بلکہ اس میں اختصار کر کے اتنا پڑھے اللہم صل علی محمد و علی آل محمد اس واسطی کہ درود اگرچہ
 سَنَةً عِنْدَنَا إِلَّا أَنْهَا فَرَضَ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَبِهَذَا الْقَدْرَ يَتَأْتِي الْقَوْلَانِ وَيَكْرَهُ لِلْمُقْتَدِرِ أَنْ يَقْعُدَ
 ہماری مذہب میں سنت ہے پر شافعی کی نزدیک فرض ہے اور اتنی کلمات میں دو نوقول ادا ہو جاتی ہیں اور مقتدی کو مکروہ ہے کہ تراویح کی وقت بیٹھا
 فِي التَّرَاوِيحِ حَتَّى إِذَا رَأَى الْإِمَامَ أَنْ يَرَكِعَ يَقُومُ وَيَقْتَدِرُ لَأَنْ فِيهِ إِظْهَارُ التَّكَاسُلِ فِي الصَّلَاةِ وَالنَّشَبِ
 یہاں تک کہ جب امام رکوع میں جاوے تو کھڑا ہو کر نیت کرے کیونکہ اس میں نماز کی سستی ظاہر ہوتی ہے اور منافقین سے
 بِالْمُتَأَفِّفِينَ الَّذِينَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كَسَالَى يُرَاءُونَ النَّاسَ وَكَذَا إِذَا
 مشابہت آتی ہے جسکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور جب کھڑے ہوں نماز کو تو کھڑے ہوں جی ہاری کہانی کو لوگوں کی ایسی ہی اگر
 غَلَبَ النَّوْمُ يَكْرَهُ لَهُ أَنْ يَصِلَ بِالنَّوْمِ بَلْ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنْصَرِفَ وَيَنَامُ وَلَا يَصِلُ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ لَأَنْ
 نیند غالب ہو جاوے تو مکروہ ہے کہ اونگھتا ہوا نماز پڑھے بلکہ اونگھوں چاہی کہ جا کر سو رہے اور نماز نہ پڑھے جب تک ہوشیار نہ ہو کہونکہ
 فِي الصَّلَاةِ مَعَ النَّوْمِ تَهَاوُنًا وَغَفْلَةً وَتَرَكَ التَّدْبِيرَ ثُمَّ إِنَّهُ أَنْ نَامَ فِي الْقَعْدَةِ كُلِّهَا فَإِنَّهُ إِذَا انْتَبَهَ يَفْضُرُ
 اونگھتی ہوئی نماز پڑھنے میں اہانت اور غفلت اور ترک تدبیر ہے پہر اگر مصلی تمام قعدہ میں سوتا رہے تو جب ہوشیار ہوا تو پہر فرض ہے
 عَلَيْهِ أَنْ يَقْعُدَ قَدْرَ الشَّهَادَةِ وَإِنْ لَمْ يَقْعُدْ تَفْسُدُ صَلَاتُهُ لَأَنْ مَا حَصَلَ مِنْ أَعْمَالِ الصَّلَاةِ حَالَةً
 کہ شہد کی مقدار بیٹھا رہے اور اگر اتنی قدر قعود نہیں کر لیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی اس واسطی کہ جتنی ارکان نماز کی نیت کی حالت میں
 النَّوْمُ لَا تَعْتَبِرُ لَصَدْرُهَا بِإِخْتِيَارٍ فَيَكُونُ وَجُودُهَا كَعَدَمِهَا وَهَذِهِ الْمَسْئَلَةُ يَكْثُرُ وَقُوعُهَا لِأَسْيَا
 ہوئی ہیں اونکا کچھ اعتبار نہیں ہے کیونکہ بی اختیار عمل میں آئی ہیں تو اونکا ہونا نہ ہونا برابر ہے اور یہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہے خاص کر
 فِي لَيَالِي الصَّيْفِ وَالنَّاسُ عَنْهَا غَفَلُونَ ثُمَّ اخْتَلَفَ الْمُشَافِعُ فِي مَقْدَارِ الْقِرَاءَةِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ يَقْرَأُ
 گرمی کی راتوں میں اور لوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں پہر مشائخ میں اختلاف ہے مقدار قرات میں بعضی یہ کہتے ہیں
 فِي كُلِّ شَفْعٍ مَقْدَارًا يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ يَعْنِي أَنَّهُ يَقْرَأُ مِنْ قِصَارِ الْمَفْصَلِ وَهِيَ مِنْ سُورَةِ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا
 کہ ہر شفع میں اتنا پڑھے جتنا مغرب کی نماز میں پڑھتی ہیں مراد یہ ہے کہ قصار مفصل میں سے اور وہ سورہ لم یکن ہی
 إِلَى آخِرِ الْقُرْآنِ لَأَنَّ الطَّوْعَ أَخَفُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ فَيَعْتَبَرُ بِأَخْفِ الْمَكْتُوباتِ وَهِيَ الْمَغْرِبُ وَهَذَا الْقَوْلُ
 آخر قرآن تک ہے اس واسطی کہ نفل قرات میں بہت خفیف ہوتی ہیں سو اب قرات میں ہی خفیف کا اعتبار ہو گا سوئی مغرب ہی اور یہ قول

لیس بصحیح لان هذا القدر لا يحصل الختم والختم فيها مرة واحدة سنة ولا يترك بكسل الجماعة
 صحیح نہیں ہی اس کی کہ اتنی قرات ہی ختم قرآن نہیں ہو سکتا اور ایک دفعہ ختم کرنا سنوں ہی
 حتی لو قرء الامام بعض القرآن في سائر الصلوات لتلايل الجماعة من طول القراءة في التراويح يكون
 یہاں تک کہ اگر امام نے کچھ کچھ قرآن تمام نمازوں میں اسلئے پڑھا کہ جماعت والی تراویح کی اندر طول قرات ہی طول نہیں
 له ثواب الصلوة ولا يكون لهم ثواب الختم وقبله افضل في زماننا ان يقرء الامام على حسب
 تو انکو نماز کا ثواب ہوگا ختم کا ثواب نہیں ہوگا اور کہتی ہیں کہ ہمارے زمانہ میں یہ افضل ہی کہ امام جماعت کی
 حال الجماعة من الرغبة والنفرة فيقرء قدر ما لا يوجب التنفير عن الجماعة لان تكثير الجماعة
 حال کی موافق رغبت اور نفرت کی لحاظ سے پڑھ کرے سو اس قدر پڑھے جماعت سے نفرت نہ کریں اس واسطے کہ جماعت کا زیادہ ہونا
 افضل من تطويل القراءة لكن لا يقتصر بعد الفاتحة على اية قصيرة او آيتين قصيرتين
 تطویل قرات ہی بہتر ہی پھر ہی بعد فاتحہ کی ایک یا دو آیتوں چھوٹی چھوٹی پر اقتصار نہ کری
 لان قراءة ثلاث ايات او اية طويلة مع الفاتحة واجبة وذكر في التجنيس ان بعض الناس اعتمدوا
 اس واسطے کہ تین آیت چھوٹی یا ایک آیت دراز ہمارے فاتحہ کی پڑھنی واجب ہی اور تجنيس میں مذکور ہی کہ بعض لوگوں کی عادت ہی
 قراءة سورة الفيل الى اخر القرآن مرتين وهو احسن في هذا الزمان اذ روى عن بعض المشائخ
 کہ سورۃ فیل سے آخر قرآن تک دوبارہ پڑھتی ہیں اس زمانہ میں یہ بہت خوب ہی اس واسطے کہ بعضی مشائخ سے روایت ہی
 على ما ذكر في فتاوى قاضيان ان لم يكن عارفا باهل زمانه فهو جاهل لان اكثر الناس في هذا الزمان
 چنانچہ فتاوی قاضیان میں مذکور ہی کہ جو شخص اپنی عہد کی لوگوں کا حال نہ پہچانی تو وہ جاہل ہی اسلئے کہ اس زمانہ کی اکثر لوگوں کی
 طبايعهم جامدة صعبة الانقياد ان يروا سبيل الرشيد لا يخذلوه سيدلا وان يروا سبيل الغي يتخذوه
 طبیعتیں ایسی بستہ ہیں کہ مطیع ہونا دشوار ہی اگر دیکھیں راہ ہدایت کی تو وہ نہ پھر وہیں راہ اور اگر دیکھیں راہ الٹی پھر وہیں اوسکو عم
 سيدلا فانهم قد جعلوا التراويح عادة لا عبادة يتقرب بها الى الله تعالى على ما شرطه رسول الله
 راہ سوان لوگوں نے تراویح کو عادت کر لی ہی عبادت نہیں جانتی جس میں قرب الہی ہو جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فيها من القراءة وغيرها فيتخذون صلواتها خلف امام لا يقيم الركوع والسجود والقنوت والجلسة
 تراویح میں قرات وغیرہ کی شرط کی ہی سو ایسی امام کی پیچی نماز شروع کرتی ہیں جو نہ رکوع پورا کرے اور نہ سجدہ پورا کرے اور نہ قنوت اور نہ جلسہ
 ولا يترك للقرآن كما امر الله به بل هو من خاية السرعة يقع في اللحن الجلي يترك بعض حروف الكلمة او
 اور نہ جیسی حکم الہی سے قرآن ترتیل کی ساتھ پڑھے بلکہ وہ جلدی کا مار صاف راگنی میں پڑھنی لگتا ہی بعضی کلمات کی حروف یا حرکات رہ جاتی ہیں
 حرکاتہا وقد ذكر في البرزخية ان اللحن حرام بلا خلاف وذكر في الفتاوى ان الامام اذا كان لحنًا لا باس
 اور برزخیہ میں مذکور ہی کہ راگنی میں قرآن کا پڑھنا بالاتفاق حرام ہی اور فتاوی میں مذکور ہی کہ امام اگر راگنی میں پڑھتا ہو تو اگر کوئی شخص
 للرجل ان يترك سجدة ويجول الى مسجد اخر فانه لا ياثم بذلك لانه قصد الصلوة خلف تقي
 اوس مسجد کو چھوڑ کر اور مسجد میں جانی لگی تو کچھ مضائقہ نہیں اس سے کہ نگار نہیں ہوتا اس واسطے کہ یہ شخص پر ہمہ گار کی پیچی تراویح پڑھتا
 وقد قل النبي عليه السلام من صلى خلف عالم تقي فكان ما صلى خلف نبي من الانبياء وفيه اشارة
 اور نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ پیچھے جستی نماز عالم پر ہمہ گار کی پیچی پڑھے تو گویا نبیوں میں سے کسی نبی کی پیچی پڑھے
 الى انه لو ترك مسجدك بلا عذر يكون اثما فكيف يكون حال الذين يتركون مسجدهم بلا عذر
 کہ اگر کوئی بلا عذر اپنی مسجد میں جانا چھوڑ دی تو گنہگار ہو تا ہی اب او کھا کیا حال ہوگا جو اپنی مسجد کو بلا عذر چھوڑ دیتی ہیں اور جلدی ہی

الی مسجد یكون فيه انوار من الانعام والاحسان ويطلبون اماما لا یتیم الزکوة والشحیذ ولا یرتل القرآن
 ایسی مسجد میں جاتی ہیں جہاں طرح طرح کی نعمتیں اور آگاہ ہوتی ہیں اور ایسا امام تلاش کرتی ہیں جو نہ زکوٰۃ کو شحیذ نہ قرآن کو رتل کرتی ہو بلکہ
 بل ربما یتکرون علی من یتیم الزکوة والسجود ویرتل القرآن وینفرون عنه ویکونون من الذین استخذوا
 بلکہ بعضی وقت ایسی امام پر اعتراض کرتی ہیں جو رکوع اور سجدہ پورا کرے اور قرآن کو اچھی طرح پڑھے اور اس سے نفرت کرتی ہیں پھر وہ اول لوگوں میں ہیں جنہوں نے اپنی
 ذینہم لعباء ولہم وعرشہم فی الدنیا وہم عن الآخرة غفلوا فان من صلی التزویج بترک القیمة
 دین کو نہیں کیل بلکہ انہوں نے دنیا کی زندگی کا اور وہ آخرت کی غفلت میں ہیں بیشک جس نے تزویج ایسی طور پر پڑھیں کہ نہ قیومہ پڑھا
 والجلسة والطمانية المقدرة بمقدار تسبیحة فیہا یکون عاصیا مستحقا للعذاب بالنار لان هذه
 اور نہ جلسہ کیا اور نہ ان میں ایک تسبیح کی برابر طمانیت کی تو گنہگار ہوتا ہی اور مستحق آگ کی عذاب کا کیونکہ یہ
 الاشیاء فرض عندابی یوسف والشافعی حتی تبطل الصلوة بترکها وواجب عندابی حنیفة ومحمد فی
 سب چیزیں امام ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہیں انکی ترک سے نماز باطل ہو جاتی ہی اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی نزدیک ایک روایت میں
 رواية حتی یجب اعادة الصلوة بترکها وفی رواية اخرى سنة وعلی هذه الروایة یکون تارکها مستحقا
 واجب ہیں یہاں تک انکی ترک سے اعادہ نماز کا واجب ہی اور ایک روایت میں سنت ہیں اور اس روایت کی موافق انکا تارک عتاب کا مستحق ہوتا
 للعتاب وحرمان الشفاعة فیکون من الذین صلّ سعیم فی الحیوة الدنیا وہم یحسبون انہم یحسبون
 اور شفاعت سے محروم ہوں اور ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتی ہیں کہ خوب بناتی ہیں
 صنعا ومن الذین بدلہم من اللہ ما لم یکنوا یحسبون وهذا هو الخسران المبین والغبن العظیم ثم
 کام اور ان لوگوں میں سے کہ نظر آیا اور کوا سے کی طرف سے جو خیال نہ کرتی تھی اور یہ صاف ٹوٹا اور بڑا ہی خسارہ ہی ہے ان
 ان ہهنا نکتہ لا بد من التنبیہ علیہا حتی یتضح من کان فیہ انصافا وصیل الی الحق وھی ان التزویج عشر
 یہاں ایک نکتہ ہی اسکا بیان ہی ضروری ہی تاکہ جس میں انصاف اور حق کی طرف رغبت ہی پسند نہ ہو وہ نکتہ یہ ہی کہ تزویج میں کتنی ہیں
 رکعة وفی کل رکعة قومة وجلسة وطمانیت ہما وفی ترک کل منہما ذنب فلو ترک طمانیة احدہما یکون
 اور ہر رکعت میں ایک قومہ اور ایک جلسہ ہی اور دونوں میں طمانیت اور دونوں میں سے ہر ایک کا ترک گناہ ہی پس اگر ایک کی طمانیت ترک ہوئی
 عدد الذنوب عشرين ولو ترک طمانیتہما یرصد عدد الذنوب اربعین ولو ترک انفسہما یرصد
 تو گنتی میں بیس گناہ ہوتی اور اگر دونوں کی طمانیت ترک ہوئی تو گنتی میں چالیس گناہ ہوتی اور اگر وہ دونوں خود ہی ترک ہوئی تو
 مجموع الذنوب ثمانین واذا ضم الیہ معصیة لاظهار یرصد مجموعہا مائۃ وستین ذنبا واذا ضم
 تمام گناہ اسی ہو جاوے گی اور اگر اسکی ساتھیہ معصیت ظاہر کرے گی مائیں تو تمام گناہ ایک سو ساٹھ ہو جاوے گی اور اگر اسکی ساتھیہ
 الیہ عدم الاعادة الواجبة یرصد مجموع مائۃ وثمانین ذنبا مع ان ترک هذه المذكورات یکون سببا
 اعادہ مکررا جو واجب تھا یا جاوی تو سب مکرر ایک سو اسی گناہ ہو جاوے گی باوجودیکہ ان مذکورات کی ترک کرنی ہی جو جو ذکر انتقالات کی اندر
 لاتیان الاذکار المشروعة فی الانتقالات بعد تمام الانتقال وفی اتیان الاذکار المشروعة فی الانتقالات
 مشروع ہیں وہ سب ذکر بعد تمام انتقالات کی ہو جاتی ہیں اور جو ذکر انتقالات کی اندر مشروع ہیں
 بعد تمام الانتقال کراہتان ترکھا عن موضعها وتخصیلھا فی غیر موضعھا فیقسم فی کل رکعة اربع مکروہات
 بعد تمام انتقال کی لائی میں دو کراہتیں ہیں ایک تو اپنی مقام سے ٹلا دینا اور دوسری کہ مکہ دینا اب ہر رکعت میں چار مکروہ ہونگی
 فیلزم منہ ترک اربع سنن فان من ترک القومة والطمانیة فیہا یقع سمع اللہ من حمدة والتکبیر حین انتقلا
 اور اس سے ترک کرنا چار سننوں کا لازم آتا ہی کیونکہ جس نے قومہ یا طمانیت کو ترک کیا تو سمع اللہ من حمده اور اللہ اکبر جب کہتی ہوئی کہی ہیں آوے گی

العمالين التي يجرها ويطلبها كل الخلائق حتى الانبياء والاولياء والالحاين نسأل الله تعالى ان لا

محرم لکری اونیسیون مجس من بیان بحرمانی میں تاخیر اور فطرت میں تفسیر فصلت کا

لأن البركة ليست فيها يوكل من الطعام بل في استعمال السند والجوز فيضم السند فعلم هذا ليكون مصداقاً

النهار ويجوز ان يراد بها زيادة الشاب في الاخوة وقوله عليه السلام تسهوا امر واقا ههنا الاستحباب

اور یہ بھی جائز ہے کہ برکت سے مراد آخرت میں زیادتی ثواب کی ہو اور حدیث کا لفظ تحریر کا صحیفہ ہی اور کسی کم مرتبہ سیمین استعجابی ہو
 فیکون السحر وهو الاكل في وقت السحر مستحبا وقد روى عن عمرو بن العاص انه عليه السلام في فصل الحائض
 اب سحر یعنی سحر کی وقت طعام کھانا مستحب ہوگا اور روایت ہے عمرو بن عاص سے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخاری روزہ میں

صيامنا وصيام اهل الكتاب اكلة السحر اكلة بالضممة اللقمة والمعنى ان اللقمة التي تؤكل في وقت
 اور اہل کتاب کی روزہ میں فرق سحر کھانی کا ہے اور اکلہ ہزہ کی پیش سی لقمہ کو کہتی ہیں اور سنی حدیث کی یہ ہے کہ وہ لقمہ جو سحر کی وقت کھایا جاتا ہے
 السحر هو الفارق بين صيامنا وصيام اهل الكتاب لان الله تعالى اباح لنا في ليلة الصيام ما حرم عليهم
 یہ ہے فرق ہی ہماری روزی میں اور اہل کتاب کی روزہ میں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری لئی رمضان کی راتوں میں مباح کر دیا ہے جو جو انہیں حرام کر دیا تھا
 فان بنی اسرائیل قبل تغیر دینہم وتبدیل شریعتہم كانوا لیلۃ صیامہم اذا ناموا کان الطعام والشراب
 کیونکہ بنی اسرائیل اپنی دین کی تغیر اور اپنی شریعت کی تبدیلی سے پہلے اگر روزوں کی راتوں میں سو جاتی تو انہیں کھانا پینا
 والجماع حراما علیہم کما کان الحکم كذلك فی ابتداء الاسلام ثم نسخ ذلك الحکم وخص لنا فی هذه الاشیاء
 جماع سہ حرام ہو جاتا تھا چنانچہ ابتداء اسلام میں بھی یہی حکم تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور جب تک صبح صادق نہ ہوا ان اشیا کی ہکو اجازت ہو گئی
 صالم یطعم الفجور کان سبب ذلك امر ان احدهما ماروی عن عمر رضی اللہ عنہ انہ جامع امراته بعد النوم ثم ندم علی
 اور اسکا سبب دو چیزیں تھیں ایک تو یہ جو عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بی بی سے سوئی کی بعد جماع کیا پھر اس حرکت سے نادم ہو کر
 ما فعل والی النبی علیہ السلام واعتذر لالیہ فقولہ اکلکم لیلۃ الصیام الرقت الی نسائکم وصارت
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عذر کیا پھر یہ آیت نازل ہوئی حلال ہوا انکو روزی کی رات میں بی پردہ ہونا اپنی عورتوں سے اور انکی نفرت
 نلتہ رحمة فی حق جمیع الامم والثانی ماروی عن قیس بن حمزة انہ صام ولم یجد وقت الافطار شیئا
 تمام امت کی حق میں رحمت ہو گئی اور دوسری وہ جو قیس بن حمزہ سے روایت ہے کہ اسی روزہ رکھا پھر افطار کی وقت کچھ ایسا نہ ملا جس سے روزہ افطار
 یفطر بہ فذهبت امراته فی طلب شیء فغلب علیہ النوم فنام وجاءت امراته بطعام بعد ما کان الطعام
 کر کے پھر اوکی بی بی کچھ کھانی کی تلاش میں گئی اس عرصہ میں انہیں نیند کا غلبہ جو ہوا تو سو گئی اور اوکی بی بی کھانا اسی وقت لائی کہ
 علیہ حراما فاننبہ بعد ما مضی وقت الاکل ولم یاکل شیئا فلما کان نصف النهار من الغد غشی علیہ
 اور انہ حرام ہو چکا تھا پھر اسی وقت جاگی کہ کھانی کا وقت گزر چکا تھا سو اسنی کچھ نہ کھایا جب اکل دل کا دوپہر ہوا تو انکو غش آ گیا
 فقال النبی علیہ السلام طالع فقصر علیہ القصة فنزل قولہ تعالیٰ وکلوا واشربوا حتی یکون لکم الخیط
 نبی علیہ السلام نے پوچھا تیرا کیا حال ہے اسی تمام قصہ بیان کیا پھر یہ آیت اتری اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ صاف نظر آوی تمکو
 الابيض من الخیط الاسود من الفجر فانه تعالیٰ لما احل لنا فی لیلۃ الصیام هذه الاشیاء بعد النوم ورجب
 سفید جلدی داری سیاہ سی فجر کی کہیں اللہ تعالیٰ نے جب یہ چیزیں رمضان کی راتوں میں سوئی کی بعد حلال کر دیں تو نبی علیہ السلام کو
 فی اکل السحور قال تسعرون فان فی السحور بركة و بین انہ فصل بین صیامنا وصیام اهل الكتاب ولهذا
 سحر کی کھانی میں رغبت ہوئی فرمایا سحر کھایا کرو کیونکہ سحر بركت ہے اور بیان کیا کہ ہماری روزہ میں اور اہل کتاب کی روزہ میں سحر کافرق ہے اور اسی لئی
 یکان جمیع مستحبنا ومن کان غیر محتاج الیہ لیستحب لہ ان یاکل شیئا یسیرا ولو تمرۃ او تینۃ او شربة ماء
 مستحب ہو گئی اور جو سحر کھانی کی حاجت نہ ہو تو اسکو بھی مستحب ہے کہ کچھ تھوڑا سا کھالیا کری اگر چہ ایک چہارہ ہو یا ایک پنجہ یا ایک کہوٹ یا فی
 ہمارا اس سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واغتناما لبرکۃ السحور ویستحب تأخیرہ ایضا لما روی انہ
 ہمارا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل ہوا اور سحر کی بركت غنیمت ہو اور تاخیر سحر کی مستحب ہے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے
 قال ثلث من اخلاق المرسلین تجيل الافطار وتأخیر السحور والسواک فان قیل کیف یکون تأخیر السحور
 فرمایا کہ تین امر مرسلین کی عادات میں سے ہیں افطار میں تجيل اور سحر میں تأخیر اور مسواک اگر کوئی کبھی تاخیر سحر میں سے کیں
 صیامنا وصیام اهل کتاب باہل علتنا فالجواب ان المراد بہ الاکلۃ الثانیۃ فانہا كانت تجری
 اخلاق میں سے کیونکہ سحر کی ہی حال یہ ہے کہ سحر صرف اسہی امت کی واسطی ہی تو جواب یہ ہے کہ سحر ہی مراد دوبارہ کھانا ہے کیونکہ یہ اولی حق میں قائم

یجرى السحور فی حقهم و فی حدیث اخر انه علیه السلام قال لا یزال امتی بخیر ما خروا السحور و عجلوا
 مقام سحور کی تھا اور ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ فی فرمایا کہ میری امت ہمیشہ پہلائی پر رہیگی جب تک سحر میں تاخیر اور افطار میں
 الفطر لکن ینبغي ان لا یؤخر علی وجه یقع الشک فی طلوع الفجر فان من شک فی طلوع الفجر فالافطار
 جلدی کرنی چاہیگی لیکن لایق یہ ہے کہ اتنی تاخیر نہ کری کہ صبح صادق کی کہنی میں شک پیدا ہو جاوی کیونکہ جسکو صبح صادق میں شک ہو تو اوکو یہ ہے افطار
 ان یترک الاکل الخرزاعن الوقوع فی الحرم ولو اکل فصوره تام لان الاصل بقاء اللیل ولا یخرج بالشک و روی
 کہ نہ کھاوی ایسا نہ کہ حرام میں واقع ہو جاوی اور اگر اس حال میں کہا لیا تو روزہ پوری واسطی کہ اصل تورات کا باقی رہنا ہی شک سی خارج نہیں ہو
 عن ابی حنیفة انه لو کان فی موضع یتبین له الفجر لا ینتفتح الی الشک ولو کان فی موضع لا یتبین فیه
 اور ابو حنیفہ سی روایت ہے کہ اگر کسی کو شک ہو کہ فجر نکشت ہو جائے ہی تو شک کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر ایسی مقام میں ہی جہاں فطر ظاہر
 الفجر او کانت اللیلۃ مقمرة او متغیة او کان ببصرة علة تكون مسیثا فی الاکل مع الشک لقوله عم
 نہیں ہوتی یا وہ رات چاندنی ہو یا کہتا ہو یا یہ شخص کم سوجہ ہو تو اب حالت شک میں کہنا نا اچھا نہیں واسطی ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
 دعاء یریبک الی ملا یریبک وان کان اکبر سرائہ انه اکل والفجر طالع فالاحتیاط فیه ان یقضی ذلك
 چھوڑا تو جس میں شک ہی طرف اسکی جیسے شک نہیں اور اگر کسی راہ میں احتمال غالب یہ ہو کہ کھانا کھائی ہو تو صبح صادق ہوگی تو احتیاط سے یہ ہے
 بالیوم عملا بغالب الراى لان اکبر الراى کالیقین فیما ینبئ علی الاحتیاط و علی ظاہر الروایة لا قضاء علیہ
 غالب احتمال پر عمل کرنی کو واسطی کہ احتمال غالب یقین کی مانند ہوتا ہی جہاں احتیاط کرنی ہوتی ہی اور ظاہر روایت پر اس پر قضا نہیں ہی
 لان الیقین لا یزول الا بمثلہ ولاصل بقاء اللیل ولو ظہر ان الفجر قد کان طالعا یلزمه القضاء
 اس واسطی کہ یقین بدون یقین کی نہیں جاتا اور اصل یہ ہے کہ رات باقی ہو اور اگر یہ معلوم ہو جاوی کہ فجر بیشک ہوگی تہی تو اس پر قضا لازم ہی
 ولا کفارة علیہ لانه یمنی الامر علی الاصل الذی هو بقاء اللیل هذا کله حکم التمسک و اما الافطار
 اور کفارہ نہیں ہی اس واسطی کہ بنا و اس ہی اصل پر ہی کہ رات باقی تہی یہ سب احکام سحر کی تہی
 فلیستحب تعجیلہ قبل طلوع النجوم لما روی عن سہل بن سعد انه علیه السلام قال لا یزال الناس
 سواکی تعجیل مستحب ہی ایسا کہ ستاری تکلفی نہ پاویں اس واسطی کہ سہل بن سعد سی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا ہمیشہ خلقت
 بخیر ما عجلوا الفطر یعنی ان الناس ما داموا یحفظون هذه الخصلة یكونون علی خیر و اذا ترکوها
 پہلائی پر ہی گی جب تک افطار میں تعجیل کرینگے مراد یہ ہے کہ خلقت جب تک اس طریقہ کو نگہ رکھینگے تو پہلائی پر رہینگے اور جب اسکو چھوڑینگے
 ینقص خیرهم فان الستة ان یجعل الصائم الافطار قبل الصلوة اذا تحقق غروب الشمس لان اهل الکتاب
 تراویکی پہلائی میں نقصان آویگا کیونکہ طریق سنون یہ ہے کہ روزہ دار افطار میں جلدی کری نماز سی پہلی جبکہ آفتاب کا ڈوبنا معلوم ہو چکی اس واسطی کہ اگر کتا
 کانوا یؤخرون الافطار الی اشتیاء النجوم ثم صار فی ملتنا شعرا لاهل البدعة و سمة لهم و ندب
 افطار میں اتنی دیر کیا کرتی تہی کہ ستاری خوب روشن ہو جاویں پھر یہ ہی ہماری امت میں بدعتیوں کی عادت ہوگئی اور طریق پھر گیا اور افطار میں تعجیل
 تعجیلہ مخالفہ ظہر و قد روی عن ابی ہریرة انه علیه السلام قال قال الله تعالی احب عبادی الی اعلم
 اوکی مخالفت کی لئی مستحب ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی بخیر محبوب تر وہ ہندی ہیں جو افطار میں
 لم افان من کان اکثر تعجلا فی الافطار فهو احب الی الله تعالی لکونه متمسکا بشریعة نبيه و معروفا
 ہی کرتی ہیں جو شخص افطار میں جلدی کرے گا وہ ہی اللہ تعالیٰ کا زیادہ محبوب ہوگا کیونکہ اوسکی نبی کی شریعت کو خوب پکڑا اور شریعت کی مخالفت
 ایضا لفہا مع انه اذا فطر قبل الصلوة یودی الصلوة عن حضور القلب و طمانينة النفس فمن کان
 ذہن کی اور یہ ہی ہے کہ اگر نماز سی پہلی افطار کرے گا تو پھر نماز خوب دکن حضور اور طبیعت کی قرار سی ادا ہوگی پھر ایسا شخص

کے اور اس کا روزہ پھر کی

هذه الصفة فهو واجب الى الله تعالى من لم يكن كذلك ويسمى الت يقطر على نحره وما يقوم مقامه
 الله تعالى كما يحب كيون نهيون هو كما
 في الخلاوة كالنتين والزبيب وان لم يجد فعله ماء لما روى عن انس انه عليه السلام كان يقطر قبل
 مقام هو جسي بخير يا موني اورا گرنه ميسر آوى توياني اسوسطى كه انس سى روايت هى كه بغير صلى الله عليه وسلم نماز سى پيلي
 الصلوة على طيبات وان لم يكن فتميرات فان لم يكن حسا حسوا من الماء وقال عليه السلام اذا
 تاذه جهوارى سى افطار كرى اگر نهوتا تو خشك جهوارى اگر بهر بهى نهوتا تو كنى كهونث پاني اور فرمايا صلى الله عليه وسلم لى جب
 افطار احدكم فليقطر على نحره فانه بركة فان لم يجد فليقطر على ماء فانه طهور ويدعو عند الافطار
 كوى افطار كرى تو تر سى افطار كرى كيونكه بهر بركت هى اگر نه پاوى توياني سى افطار كرى كيونكه نهايت پاك هى اور افطار كرى وقت
 باهم مهماته فانه من مظان الاجابة كما جاء في الحديث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة
 ايئى بركى سى بركى مطلب كى دعا مانگى كيونكه او وقت ظن قبوليت كا هى چنانچه حديث مين آيا هى كه روزه داسكى لى افطار كى وقت دعا مقبول هى
 وروى عن ابن عباس انه عليه السلام كان اذا فطر قال اللهم لك صمت وبك امنت وعلى رزقك
 اور عبد الله بن عباس سى روايت هى كه نبى صلى الله عليه وسلم افطار كرى بوى بهر فراقى اللهم لك صمت الى آخره آيى تيرى واسطى مين لى روزه كه اوتيرى اور تيرى كا ليا
 افطرت ووقت الافطار ما روى عن عمر بن الخطاب انه عليه السلام قال اذا قبل الليل من ههنا
 مينى روزه كهولا اور وقت افطار كا وهى وقت هى جو عمر بن الخطاب روى بهت هى كه نبى صلى الله عليه وسلم فرمايا جب بهانسى رات سامنى آوى
 وادبر النهار من ههنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم فانه عليه السلام اتى باسم الاشارة ههنا فى
 اور بهانسى دن جلاوى اور آفتاب دُوب جاوى توروزه دار نزلت افطار كرى اس حديث مين دونو كه لفظ ههنا اسم اشارة كا بيان فرمايا هى
 الموضوعين والشار بالاول الى جانب المشرق لان ظلمة الليل تظهِر اولاً من ذلك الجانب والليل عبارة
 اول مقام مين اشارة مشرق كى طرف هى اسوسطى كه رات كى تاييكى پيلي اور هى طرف سى ظاهر هوتى هى اور رات اوس هى
 عن ظهور ظلمة الليل من جانب المشرق وشار بالثانى الى جانب المغرب لان ضوء النهار الحاصل
 تاريكى كا نام هى جو مشرق كى طرف سى بيهانوتى هى اور دوسرى مقام مين مغرب كى طرف اشارة فرمايا اسلى كه دن كى روشنى جو
 من الشمس يذهب الى ذلك الجانب والنهار عبارة عن بقاء الشمس واغربت يذهب النهار وعل
 آفتاب سى هوتى هى اور هى طرف كو جاتى هى اور آفتاب كى باقى رهنى كو دن كهتى مين جب آفتاب دُوب جاتا هى توان جاتا بهت هى
 هذا يكون غروب الشمس معلوماً من قوله وادبر النهار لان الادبار بمعنى الذهاب ولا حاجة الى قوله
 اس حال كى موافق آفتاب كا جهب جانا تو لفظ ادبر النهار سى معلوم هو چكا تها اسوسطى كه ادبار جاتى كو كهتى مين اب اس لفظك
 وغربت الشمس لكن اتى به لبيان كمال الغروب حتى لا يظن ان بغروب بعض الشمس يجوز الافطار
 وغربت الشمس كيا حاجت هى كيونكه بهر بهى بهر لفظ واسطى بيان كمال غروب كى فرمايا كوى بهر خيال كرى كه آفتاب كى آدى تهاى دُوبنى بهر بهى افطار جائز هى
 والمعنى ان غروب الشمس اذا تم وكل فقد دخل الصائم فى وقت الافطار فيجوز له الافطار بل يستحب
 مراد بهر هى كه آفتاب كا غروب جب خوب بورا هو كى توروزه دارو وقت افطار كا آگيا بهر او كو افطار جائز هى بلكه تجبيل مستحب هى
 تعجيله لكن فى يوم الغيم لا يستحب تعجيله ولا يفطر حتى يغلب على ظنه غروب الشمس وان اذن
 ليكن ابر كى دن تجبيل مستحب هين هى اور افطار بهر گز نه كرى جيتك كه اسكى كان غالب مين آفتاب غروب نهولى اگر چه مغرب كى
 للمغرب وان شك فى غروب الشمس لا يحل له الافطار لان الاصل بقاء النهار ولو افطر فعلى القضاء
 اذن هو كى اور اگر آفتاب كى غروب مين كمك هو تو افطار حلال هين هى اسوسطى كه اصل دن كا باقى رهنا هى اور اگر افطار كرى كا تو او سهر قضائى

لا سيما اذا افطر والكبرايه انه افطر قبل الغروب يجب عليه القضاء على الاصل الذي هو بقاء
خاص اي وقت كذا افطار كرى اورا وكي راي مين احتمال غالب هو كذا غروب هي پهل افطار كيا فواو سپر قضا واجب هي تاكلا اصل هو جوادى كره وان كا
النهار بخلافه فاقدم في اكل السجود لان الاصل فيه بقاء الليل ولونتين ان الشمس لم تغرب ينبغي ان
باقى رهنائى بخلاف گذشته كى جو سحر كى حال مين كذا كيو كه فان اصل رت كا باقى رهنائى اورا كذا ظاهر هو جوادى كذا آفتاب نهين چين تولايتى هي ك

يجب الكفارة نظر الى الاصل الذي هو بقاء النهار وكل من افطر خطأ او بنى على ظن يفسد صومه
بلحاظ اوس اصل كى جو كذا باقى رهنائى كفاره واجب هو طوى اور جينى روزه چوك كر ياگان سى افطار كيا فواو روزه فاسد هو جوادى هي

ويلزمه امساك بقية يومه ويجب عليه القضاء ولا يجب عليه الكفارة ولا ياثم افساد صومه
اور باقى دن بهر امساك لازم هو تاي اور قضا او سپر واجب هي اور سپر كفاره نهين آتا اور كذا كنگار هو تاي روزه فواو اسلى فاشد

فلا تنفاه ركنه بغلط يمكن الاحتراز عنه واما لزوم امساك بقية يومه فلقضاء حق الوقت بالقدر
كه غلطى هي اور سكار كن فوت هو اجس هي احتراز هو سكتا تاي اور امساك باقى دن كا اسلى لازم هي كه وقت كا حق جتنا هو سكى اكر نا چا هي

الممكن ولنفى التهمة عن نفسه لانه اذا اكل ولا عذريه يصير متصفا عند الناس بالفسق والخرق
اور تاكه ذمه پر تهمت نهري اسلى كذا كرى عذر كهواى پيو كيا فواو خلقت كى نزديك فسق كى تهمت لگي اور تهمت كى جگه سى

عن مواضع التهم واجب لقوله عليه السلام من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يقفن مواضع التهم
بجتي رهناء واجب هي واسطى ارشاد نبى صلى الله عليه وسلم كى جو شخص اسد پر اور قباست كى دن بهر ايمان لايام هو تو تهمت كى جگه هر كذا كى طر هو

واما وجوب القضاء فلانه حق مضمون بالمثل شرعا فاذافات يجب قضاءه واما وجوب الكفارة
اور قضا اسوا اسطى واجب هي كه روزه ايكن حق هي شرع مين او سكا بدل ديسا هي چا هي اگره فوت هو تو قضا واجب هي اور كفاره اسوا اسطى واجب نهين هي

فلكون الجنابة قاصرة غير كاملة لعدم القصد واذا لم يوجد القصد ينتفى الاثم ايضا لما روي عن
كه خطا كترى يورى نهين كيو كه بلا قصد صادر هو كئي هي اور جب قصد نهين هو تا كذا نهين هي نهين هو تا اسوا اسطى كه روايت هي

عمره كان جالسا مع اصحابه في رجة مسجد الكوفة عند غروب الشمس في رمضان فاتي كاسر
عمرى كره اپنى يارون كى همرا مسجد كوفه كى صحن مين رمضان مين شام كى وقت بيهي نهين سو كوي شخص

من اللبن فشر به واصحابه فامر المؤذن ان يؤذن فلما صعد المؤذن المئذنة راي الشمس فقال
پيال دوده كا لاي بهر عمرى اور او كى اصحاب في پيا بهر مؤذن كو اذان كا حكم ديا جب مؤذن مئذنه پر چيٹا فواو كيهتا كيا هي كه آفتاب موجود هي بولا

الشمس يا امير المؤمنين فقال له عمر بعثناك داعيا لامرا عيا ما تجانفنا الاثم نقضى يوما مكا
يا امير المؤمنين آفتاب هي عمرى جواب ديا تجھكو اذان پر ميني كو بهجا هي يا آفتاب ديكني كو ميني كذا كى طرف رغبت نهين كى ايكن اسكى بدلى

فقضاء يوم علينا سير فان هذا الحديث يدل على لزوم القضاء وعدم لزوم الكفارة والاثم
قضا كرى ديكي بهر ايكن كى قضا آسان هي بيشك اس حديث سى معلوم هو تاي كه قضا لازم هي كفاره اور كذا كچھ نهين هي

لان قوله ما تجانفنا الاثم معناه لم نعمل الى الاثم واتعمدنا في ذلك ارتكاب المعصية وكذا كل من
اسوا اسطى كه او كذا قول ما تجانفنا الاثم اسكى معنى بهن كى ميني كذا كى رغبت نهين كى اور ميني اس افطار مين عزم معصيت كا نهين كيا اور ايسى هي چي شخص

كان اهلا للصوم في ثناء النهار ولم يكن في اوله ذلك يلزم امساك بقية يومه كما اذا سلم الكافر
آخر روزه مين روزه كه ايل جو اور اول روزه مين روزه كا ايل هو فواو سكو امساك باقى دن كا لازم هي جيسى كه آخر روزه مين كا فريستامان

ويلزم الصبي وفاق المجنون وقدم المسافر وبرئ المريض وظهرت الحائض والنفساء فان كل واحد منهم
يا بچي بالغ ياد لانه هو شيار يا مسافر مقيم يا بيد چنگا يا حيض نفاس والى عورت پاك هو جوادى تو هر يك كو او نهين سى

یلزمه امساك بقية يومه تشبها بالصائمين ولا صل في هذا ان من كان في اثناء النهار على صفة
 باقى روزه کا امساك روزه داروں کی طرح لازم ہے اور قاعدہ اسپین یہ ہے کہ جو شخص درمیانہ روز ایسی حال پر ہو
 لو كان عليها في اوله يلزمه الصوم فعليه الامساك ومن لم يكن كذلك لا يجب عليه الامساك
 کہ اگر روز میں ایسا ہوتا تو اوپر روزه واجب ہوتا تو ایسی شخص پر امساك لازم ہے اور جو ایسا نہ ہوتا تو اوپر امساك واجب نہیں ہے
 لمن كان مريضاً أو مسافراً أو حائضاً أو نفساً فان الامساك لا يجب عليهم لتحقيق المانع عنه وهو قيام
 جیسی کوئی بیمار ہو یا مسافر ہو یا عورت حیض یا نفاس والی ہو ان لوگوں پر امساك واجب نہیں ہے اسوطلی کہ روزه کا مانع موجود ہے یعنی
 هذه الاعذار فيهم فانها كما تنع عن الصوم تمنع عن التشبه اما في الحائض والنفساء فلا الصوم عليهما
 اور نہیں یہ عذرات باقی ہیں ان لوگوں پر جیسی روزه نہیں ہے ایسا ہی روزه داروں کی مشابہت نہیں ہے حایضہ اور نفاس والی عورت کو تو اسلی کہ اوپر روزه
 حرام والتشبه بالحرام حرام واما المريض والمسافر فلان الرخصة في حقهما باعتبار الحرج ولو الرضاها
 حرام ہے اور حرام کی سادہ مشابہت ہی حرام ہے اور مریض اور مسافر کو اسلی کہ انکی حقین باعتبار حرج کی اجازت ہے اور اگر ان پر ثابت ہو کہ
 التشبه عاد الحرج ثم الحائض تاكل سراجاً وكذا كل من ايجله الافطار ياكل سراجاً اكله ان يكون
 تودہ ہی حرج کا حرج موجود ہے پھر حایضہ عورت پوشیدہ کپڑوں کا کھانسی اور ایسی ہی جس جس کو افطار کرنا مباح ہے پوشیدہ کپڑوں کا کھانسی ان جس کا
 العذر ظاهر كالمريض والسفر والنفسا لانه اذا اكل ولم يكن العذر ظاهراً يصير عند الناس متهماً بالفسق
 عذر ظاہر معلوم ہو وہ ظاہر کپڑوں جیسی بیماری اور سفر اور نفاس اسوطلی کہ اگر یہ کپڑا دیکھا اور عذر ظاہر نہیں ہوگا تو خلقت کی نزدیک فسق کی تہمت
 الذى هو كل رمضان ولا حترار عن موضع التهم واجب كما مر ثم ينبغي ان يعلم ان المريض نوعان نوع
 لکی کی یعنی رمضان میں دن کو کپڑا ہی اور تہمت کی جگہ سے احتراز کرنا واجب ہے چنانچہ گدے رچکا پھر جانی کی بات ہے کہ بیمار و طرکھا ہونا ہی ایک تو ایسا
 لا يضر الصوم بل ينفعه ونوع يضره الصوم وهذا هو الذى يبيح الافطار لان الرخصة لا تتعلق بنفس
 جسکو روزه ضرر نہیں کرتا بلکہ فائدہ کرتا ہی اور ایک ایسا کہ روزه ضرر کرتا ہی ایسی بیمار کو روزه افطار کرنا مباح ہے اسوطلی کہ اجازت افطار کی مطلق نفس
 المرض بل بوجود المشقة فلا بد من معرفته وطريق معرفته قد يكون باجتهاد المريض بان يعلم بنفسه
 مرض سی نہیں ہے بلکہ مشقت کا ہونا چاہی اب مشقت کو سمجھنا چاہی اور طریقہ اسکی پہچان کا بعضی فقہ پیار کی سمجھ پر ہی کہ وہ اپنی آپ تجربہ ہی
 بالتجربة انه ان صام يزداد المله ووجعه بالصوم وقد يكون باخبار طبيب حاذق مسلم عدل
 جان لی کہ اگر میں روزه رکھوں گا تو روزہ رکھنے سے میرا کپڑا اور مرض بڑھ جاوے گا اور بعضی فقہ طبیب کی کہنی پر موقوف ہے لیکن طبیب داناسلم عادل ہو
 لا فاسق لان خبر الفاسق في الديانات مردود غير مقبول بخلاف السفرة فان الرخصة تتعلق بنفسه
 فاسق نہ ہو اسوطلی کہ فاسق کی خبر دیانات میں مقبول نہیں ہے مردودی بخلاف سفر کی کیونکہ سفر میں اجازت صرف سفر ہی سے متعلق ہے
 لانه لا يخرج عن المشقة فاقیم مقامها وأدير الحكم عليه المجلس الثلاثون في بيان غائلة من افطر
 کیونکہ سفر مشقت سی کہی غالی نہیں ہوتا سفر کو قایم مقام مشقت کی ہر اگر حکم نکادیا تیسویں مجلس شرکی بیان میں اول شخص کی جو ایک دن رمضان کی
 يوماً من رمضان فيما يجب فيه الكفارة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من افطر
 روزہ توڑ دی جس میں کفارہ واجب ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کا ایک روزہ
 يوماً من رمضان من غير خصة ولا مرض لم يقض عنه صوم الدهر كله هذا الحديث من جسا
 بی اجازت شہرعی اور یہ دن بیمار کی توڑ ڈالا تو اسکا عوض تمام عمر کی روزی نہیں ہو سکتی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں
 المصابيح رواه ابو هريرة وهو وارد على طريق الانذار والتخويف بما يلحقه من الاثم ويفوته من الاجر
 ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور یہ حدیث برسیل ڈرائی اور خوف دلائی کی وارد ہوئی ہے کہ روزہ توڑنے میں کثرت گناہ ہے اور کثرت ثواب جاتا رہتا ہے

فانه لا یجد فضيلة الصوم المفروض الدهر كله فانه لو صام الدهر كله بنیت قضاء
 کیونکہ فضیلت فرض روزہ کی ساری عمر کی نقل روزہ نہیں حاصل ہوتی اور یہ امر اد نہیں ہے کہ اگر تمام عمر رمضان کی ایک روزہ کا بدلہ
 یوم من رمضان لا یسقط قضاء ذلك فان الاجماع علی انه یجزیه قضاء یوم مكانه اصامع الکفارة
 قضاء کی نیت سے روزہ کا کما کرے تو اس کی زمرہ سے قضاء اور سدن کی ساقط نہیں ہوتی کیونکہ بجا اتفاق ہو چکا ہے کہ اس کی بدلہ ایک دن کی قضاء کافی ہے یا تو یہ
 ان كان افطاره بما یوجب الکفارة بما هو غداء ودواء وبغير الکفارة ان كان افطاره بما لا یوجب الکفارة
 کفارہ کی اگر کوئی افطار ایسی چیز سے کیا جس میں کفارہ واجب ہو تو ایسی چیز سے افطار کیا جس میں کفارہ واجب نہیں ہوتا
 مما لیس غداء ودواء من المفسدات للصوم فلی هذا الدخان الذی ظهر فی هذا الزمان من قبل الکفرة
 جیسے نصدہ ہو اور نہ دوا روزہ فاسد کرنے والی چیزوں میں سے اس بیان پر دہوان یعنی حقہ جو اس زمانہ میں کفارہ کی طرف سے

العدرة لاهل الايمان وابتلی به كافق الانام من الخواص والعوام هل یفسد الصوم ام لا فالجواب فیہ ان قول
 جواب اہل ایمان کی دشمن ہیں پیدا ہوا ہے اور اس میں تمام خلقت خاص و عام مبتلا ہو رہی ہیں آیا روزہ فاسد کرتا ہے یا نہیں ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ
 الفقهاء فی عامة الكتب وان كان نصاب علی ان مطلق الدخان اذا دخل الحلق لا یفسد لکنہم قالوا فی تعلیلہ
 فقہاء کا صریح قول عام کتابوں میں اگرچہ یہ ہے کہ مطلق دہوان اگر حلق میں داخل ہو جاویں تو روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اس کی علت یہ بیان کی ہے
 لانه لا یمکن الاحتراز عنه فان الصائم لا یجد بدا من فتح فمه عند التكلم فیدخل الدخان حلقه والقیاس
 کہ روزہ اس واسطے فاسد نہیں ہوتا کہ دہوان میں سے بچاؤ نہیں ہو سکتا کیونکہ روزہ دار کو اس کا کیا علاج کہ بات کرنے میں منہ کھولی اور دہوان حلق میں چلا جاوے اور کیا

ان یفسد صومه لوصل المفطر الى جوفه بفعله وكونه مما لا یتغذى لاینا فی الفساد کا التراب والحصاة وهذا
 میں یہ آتا ہے کہ روزہ جاتا رہی اس واسطے کہ مفطر پیٹ میں اس کی اختیاری گلیا اور غذا نہ ہونا فساد کی منافی نہیں ہے جیسے مٹی اور کنکری روزہ فاسد نہ جاتا ہے
 التعلیل یقتضی ان یكون ذلك الدخان مفسد للصوم لانه یصل الى جوفه بفعله ویدل علیہ ما قال قاضی
 تعلیل جاہتی ہے کہ حقہ کا دہوان روزہ توڑنیوالا ہو کیونکہ یہ دہوان اختیاری پیٹ میں جاتا ہے اور قول قاضی خان کافی ہے اس میں پرستی
 فی فتاواه وان صب الماء فی اذنه اختل فوفیه والصحیح انه هو الفساد لانه وصل الى جوفه بفعله فانظر
 اور اگر اس کی کان میں پانی ڈالیں تو اس میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ روزہ جاتا رہتا ہے اس واسطے کہ اس کی اختیاری منہ جاتا ہے اب دیکھتو

کیف اعتبر الوصول الى جوفه بفعله فی فساد صومه فانه لو اغتسل فدخل الماء فی اذنه لا یفسد صومه فعلم
 اختیار سے اندہ جانی کا روزہ ٹوٹتی میں کیسی اعتبار کیا ہے کیونکہ اگر نہانی ہوئی پانی کان میں چلا جاویں تو روزہ نہیں ٹوٹتا اس سے معلوم ہوا
 من هذا ان لفعله دخلا فی فساد صومه بل لو نظر الى اذنه مستعمل من لانه دواء یلزم ان یجب الکفارة
 کہ روزہ ٹوٹتی نہیں اختیار کو دخل ہے بلکہ اگر حقہ نوشون کی دعویٰ کو خیال کر دو کہ حقہ دوا ہے تو لازم آتا ہے کہ کفارہ ہی واجب ہو
 لان الاصل فی وجوبها وصول الغذاء والدواء الى الجوف من المسالك المعتاد فی نهار رمضان علی وجه التعلیل
 اس واسطے کہ قاعدہ کفارہ واجب ہونے کا یہ ہے کہ غذا یا دوا اندر کی طرف عادت کی راہ سے رمضان میں دن کو قصداً داخل ہو

وهذا المعنی علی تقدیر صدق دعویہم یكون موجودا فیہ ثم انه فی غیر حال الصوم حل استعماله ام لا قد کثر
 اور یہ امر اگر ان کا دعویٰ سچا ہے تو حقہ میں موجود ہے یہ یہ بات کہ حقہ خالی دلوں میں یا روزہ یا بیا حال ہی یا نہیں تو
 فیہ الا قایل والحق الذی علیہ التعویل ان الفعل الاختیاری الصادر عن المكلف ان لم یترب علیہ فائدة
 اس میں بہت گفتگو اور حقی بات جہر اعتماد ہے یہ ہے کہ اختیاری کار جو مکلف کی قصد سے صادر ہو تو اگر اس میں کوئی فائدہ دین کا
 دینیۃ او دنیویہ فهو دایر بین العبد واللہ ولم یفرق بین هذه الثلاثة فی کتب اللغة ولا بد من الفرق
 یا دنیا کا نہ تو وہ کلمہ یا عبث یا لعب اور لہو ہوتا ہے اور لغت کی کتابوں کی اندر اس میں کچھ فرق نہیں لکھا اور فرق ضرور چاہی

لعطف بعضهم على بعض في القرآن وهو على ما ذكره بعض الفحول وكان حقيقاً بالقبول ان العيب الفعل الذي
اسواس على كل قرآن من اتيك كوايك پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق بیان بعضی علماء کی جو لائق قبول کرنا کی ہی یہ ہی کہ عیب وہ کار ہوتا ہی
لیس فیہ لذۃ ولا فائدة واما الذی فیہ لذۃ بلا فائدة فهو لعب ومثله الله والالهوان فيه زيادة حظ النفس
جسمین نہ کچھ لذت آؤتے کوئی فائدہ اور جس کا زمین لذت ہو پھر بیفائدہ وہ لعب ہوتا ہی اور ایسی ہی ابوی پر ہم میں حظ نفس زیادہ ہوتا ہی
بحیث یشتغل بہ عما بہتمها والکل حرام لانہا لم تذکر فی القرآن الاعلی طریق الذم فلما علم حرمة اللعب للهو
استدرك او کسی شغل میں اور ضرورت کو پہل جاتا ہی اور یہ سب حرام ہیں اس واسطے کہ قرآن میں جہان انکار کی سو بچوں کی طور پر ہی جب لعب اور ہجو
والعيب علم حرمة استعمال ذلك الدخان لدخوله اما في اللعب واللهوا وفي العيب بل هو بالعيب النسب
اور عیب کی حرمت معلوم ہوئی تو حرمت حق تعالیٰ کی ہی معلوم ہوئی کیونکہ حق باتو لعب ہوگا یا ابو ہوگا یا عیب ہوگا بلکہ حق کو عیب سے زیادہ مناسب ہے
لخلوة عن اللذة التي في اللعب للهو اللهم الا ان يستلذه نفوس بعض المستعدين له بتسويل شيطاني خبيث
کیونکہ لذت خیالی ہی جو لعب اور ہجو میں معتبری ان شاید بعضی حق نوشون کو شیطان نے آزمائش کی لذت حاصل ہوگی

فی اللعب اولهولكن لا يكون فيه شيء من الفائدة اصلا كما من الفائدة الدينية وهو ظاهر ولا من الفائدة
 لعب اور لمومين داخل ہوگا لیکن حقہ میں کوئی فائدہ ہرگز نہیں ہے نہ تو دین کا یہ توطا ہے اور نہ کوئی فائدہ

الدنيوية لانه لا يصلح لشيء من الغذاء والدواء اصل بل هو مضر لا طباق الاطباء على ان مطلق الدخان
دنيا كما كيونك نه اسمين هرگز امکان غذا کا ہی نه دوا کا بلکه ضرر رسان ہی کیونکہ تمام طبیب اسر مشفق ہیں کہ مطلق و ہوان

مضر قال ابن سبينا لولا الدخان والقتام لعاش بن آدم الف عام وقال جالينوس اجتنبوا ثلثة وعليكم باربعة
مضر ذكر تاي شيخ ابن سينا كهتاي اگر درموان اور غبار نشووتا و ابن آدم هزار برس جيا کرتا اور جالينوس كهتاي تين چيزي بچنا چاهي اور چار چيز كا استعمال چاهي

لا حاجة لكم الى الطبيب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن وعليككم بالدرسم والحلوي والطيب والحمام
طبيب کی کچھ حاجت نہیں بچتی رہو دھوئین اور غبار اور بدبوسی اور استعمال کیا کرو چکنائی اور مٹھائی اور خوشبو اور حمام

یہ قانون میں مذکور ہے کہ درہوئین کی تمام زمینیں باعتبار اپنی جوہر ارضی کی محققین اور زمین نگار تیاریت ہوتی ہیں بعضی ناضل کہتی ہیں

اذا كان مجففاً يكون مجففاً للربط بين البدنية فيؤدي الى حصول امراض كثيرة فلا يجوز استعماله اوجبت
سبب وهو ان مجفف هوا توبل في رطوبت كوخك كركي بهر اس سي بهت سي بولان پيدا هوئي تو اسكا برتانا جايز نهين هي اسطفي كه

صيانة النفس عن الحق الضرر وقد ذكر في نصاب الاحتساب ان استعمال المضرم فان قيل بعض الأطباء

در علاج بعضی بیماریوں کا علاج بعضی قسم کی کرفی میں پیراوسکا فائڈہ ظاہر معلوم ہوتا ہے تمام قسم کی دہنوں سی مانت کرنی کیونکہ صحت ہی

الجواب انہم یعالجون بہ لحظہ یسیرہ لاعلی الادامہ حتی یحصل ہاذل من التخمیف والقیل ہاذل من التخمیف
جواب یہ ہے کہ طبیب دہوین سے تہوڑی دیر کی واسطی حل ج کرتی ہیں ہمیشہ کی واسطی نہیں کرتی تاکہ
خشکی پیدا ہو پھر اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ خشکی ج

لا یصر فی البتة فی لبدته من رطوباته و انتفاعه بتجفیفها و اما وجه المنع فاجاب ان حد الانتفاع به مجهول و لا یستوی سوسولتی مراجع کو خضر نین کرنی کیونکہ تلخ میں رطوبات بہت ہوتی ہیں اور خشکی میں تلخ کو فائدہ ہوتا ہی نہیں ہر گز نہ کہ بکڑی تو جو آب پیہری کردہ ہو میں سی فائدہ یعنی کھانہ

معرفه داشت من طبیب حاکم عارف با علم فرجه و القدر الدی یبلغ به والا فاله فاهم علیه غیر جاری
اسکه دریافت کی واسطی بڑا حاذق طبیب چاہی جوادی کی مرزا جون سی واقف ہو اور اوس مقدمہ ارکو جانی جسین نفع ہوتا ہو اور نہین تو عمل کرنا ہرگز جائز نہیں ہر

مادل دليل الشرع على اباحته والثاني انها متصفة بالاباحة الامادل دليل الشرع على حرمة والثالث

جسكو دليل شرعي في مباح كرويا اورودو سراقول تمام اشيار مباح مگو جسكو دليل شرعي في حرام كرويا اورودو سراقول

وهو الصحيح ان يكون فيها تفصيل وهو ان المصار متصفة بالحرمة بمعنى ان الاصل فيها الحرمة وان المنافع

جو صحيح هي كذا انما هي بين تفصيل هي كذا هم اشياء ضرر رسا ان تو حرام يعني اصل او اثنين حرمت هي اوراشيا رافع منه

متصفة بالاباحة لقوله تعالى هو الذي خلق لكم في الارض جميعا فانه تعالى ذكره في معرض الامتنان

مباح بين واسطى اس آيت كي وهي بي جسي بنايا قهارى واسطى جو كچه من بين هي سب كيونكه اسد تعالى في بيده آيت منت دري كي جكه پرتا زل فرماي

ولا يكون الامتنان الا بالمنافع المباح فكانه قيل هو الذي خلق لاخل فنعلم جميع ما في الارض من المنافع لتتفقدوا

اور منت هي بدون منفعت مباح كي نهين هو سكتي كويا مبه مطلب هو انكه اسد تعالى وهي جسي تمباري فانه كي واسطى تمام منفعت كي چيزين جوز مين پرتا

بها وعلى هذا القول الثالث الصحيح يخرج حكم هذا الدخان ايضا فانه لو كان نافعا لكان الاصل فيه الاباحة

بناك اوس هي منفعت لو اسي تيري قول سي جو صحيح هي حقه كاحكم هي نكلتا اي بيشك حقه اگر مفيد هوتا تو البته اصل مين مباح هوتا

لكن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو في الاجل فيكون الاصل فيه الحرمة بل لو وقع في الشك

ليكن حاوق طبيبون كي خبر ديني سي ثابت هو چكا هي ك حقه مضر هوتا اي اگر چا انجام مين پهر اصل حقه مين حرمت هي بلكه اگر ضرر كرني مين عك هوتا

لغلب جانب الحرمة كما هو القاعدة الشرعية فانه عليه السلام قال الحلال بين والحرام بين وبينهما مشتبهات

تو هي حرمت كي جانب غالب هوتي چنا تخميري قاعده شرعي هي كيونكه پيغمبر صلى الله عليه وسلم في فرمايا حلال ظاهري اور حرام ظاهري ان دونو كي پيچين شبيهات مين

لا يعلم من كثير من الناس فمن اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع في الشبهات وقع

جسكو اكثر آدمي نهين جانتی پهر جو شخص شبيهات سي پچتا را تو اوسي اپنا دين اور آبرو بچا لي اور جو شبهات مين كهس گيا تو حرام مين واقع هوتا

في الحرام كالراعي يرعى حول الحمى يوشك ان يقع فيه واختلف العلماء في حكم هذه الشبهات فذهب بعضهم

جيسي چوپا به بيتر كا كر دچتر چتا سيرا كي لذر كهس جاتا هي اور علماء في اختلاف كيا هي ان مشبهات كي حكم مين بعضي تو

الى حرمتها لانه عليه السلام قد اخبر في هذا الحديث بان من ترك ما اشتبه عليه حكمه ولم ينكشف

اوس كي حرمت كي قائل هوتي مين اسطوي كه پيغمبر صلى الله عليه وسلم في اس حديث مين فرمايا هي جس شخص في ترك كيا ايسي چيز كو جسكا حكم اوكو معلوم نهو اوسا دسكا لي

امره يكون دينه سالما مما يفسده او ينقصه ونفسه ناجيا مما يعيبه ويلازم عليه ومن لم يتركه بل فعلى يقع

نكلتا هوتا و سكا دين مضرت اور نقصان سكا بچا اور و سكا جان عيب سي اور ملامت سي بچي اور جس في ترك كيا بلكه عمل مين كيا

في الحرام وهذا الدخان مما اشتبه عليه حكمه ولم ينكشف حقيقة امره فمن تركه ولم يستعمله يكون دينه

تو حرام مين پيچا اور حقه كايي حكم صاف معلوم نهين هي اور اوسكا حال كهلا هوتا نهين هي پهر جسي اوسكو ترك كيا نه پيا تو اوسكا دين

سالما من الفساد والنقصان ناجيا من العيب واللومين لان امره لم يتركه بل استعمله يقع في الحرام وذهب

فساد اور نقصان سي بچا هوتا هي خلقت كي طرف سي نه اوسكو كچه عيب سي ملامت اور جسي ترك كيا بلكه پيا حرام مين پيچا اور

بعضهم الى كراهته لما جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال الامور ثلاثة امر تبين لك برشدة فاتبعه وامر تبين

بعضي علماء مشبهات كي كرايت كي قائل هوتي مين اسطوي كه اور حديث مين آيا هي كآپ في فرمايا تين چيزين مين ايكو جسكي خوي نه چكو معلوم هوتي اوكا پير كچه

لك غية واخر اختلف فيه فذهب طائفة الى ما لا يريبك ولا يشك ان ما هو الدخان مما ارب ووقع في الاضرار

عيب چكو معلوم هوتي تو اوس كي پير كرايت هي جسي اختلاف سواب چهو مشكوك كطرف غير مشكوك كي اور شك نهين ك حقه كاحال ايسا هي جسي شك اور اضطراب واقع

واقل مراتبه الكراهة ولا يظن انه ينتهي الى درجة الاباحة بتعلل كثير من يتعاطاه انه نافع لكل داعواهم

اوسكا مرتبه كم سي كم كرايت كايي مبه خيال مين نهين آنا كرايت كي درجه كو پيچ جاوي اكثر حقه نوشون كي علت بيان كرني سي ك حقه هر مرض كي دروي

الانقياد مائلة دائما الى مالا يعينهم ان يصحوا لم يقبلوا وان علموا لم يتعلموا وان فهموا لم يتفهموا

ہمیشہ بیفائدہ امور کی طرف جکی رہتی ہیں اگر نصیحت کرو تو نہیں مانتی اگر سکھاؤ تو نہیں سیکھتی اگر سمجھاؤ نہیں سمجھتی

وَانْ فَهَوَاتُرْکُوْا مَا فَعَلُوْا وَهَمُّوْا مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْ یُّکُوْا سَبِیْلَ الرَّشٰدِ لَا یُخٰذِلُوْهُ سَبِیْلًا وَّ اِنْ یُّرْوَسِیْبِلَ النَّحْوِ

اور اگر سچ ہیں تو سب کچھ کر ترک کریں اور وہ ایسی لوگ ہیں کہ اگر وہ گنہگار رہ سوتو اس کی توبہ بھلاؤ اور اگر دیکھیں کہ وہ اولیٰ

يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا نَسُئِلُ اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يُوَفِّقَنَا سَبِيلَ الرِّشْدِ وَيُعِدَّنَا عَنْ سَبِيلِ الْغِيِّ الْمَجْلِسُ الْحَادِثُ وَالثَّلَاثُونَ

ابو سکوہزادین نہ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ ہر گنہگار رستہ کی توفیق دی اور ہر گنہگار کی راہ سے دور رکھی

في بيان سنة الاعتكاف وطلب ليلة القدر فيه وفضيلته قال رسول الله صلى

بیان میں سنت ہوئی اعتکاف کی اور لیلۃ القدر کی تلاش اور اسکی فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمایا
 انی اعتکفت العشر الاول بطلب هذه الساعة ثلث اعتکفت العشر الاوسط ثلثة ففتنا فی القبر سبأ والعشر

انی عندک العشرۃ وطلب هذه البلیۃ ثم اعتقت العشرۃ ووسط لهم ابیت فقیل فی العسین فی العشر
مین فی رمضان کی پہلی وجہ میں لیلۃ القدر کی تلاش میں اعتسکاف کیا یہ بعد اسی کی وجہ میں اعتسکاف کیا یہ میں تیار ہوا تو مجھ کی لیلۃ القدر کی وجہ میں

الأخرف من اعتكف معي فليعتكف في العشير وأخرف قد أريت هذه الليلة ثم أنسيتم هذا الحديث مرعاه

میں تاش سوجنی ساتھ اعتکاف کیا ہو تو وہ پچیس عشرہ میں پھر اعتکاف کرے میں فی لیلۃ القدر کو بیشک دیکھا ہے میری کسی بہن ادا یہ حدیث مصابیح کی

للصالحين رواه أبو سعيد الخدري وأصله على ما في الصحيحين أنه عليه السلام اعتكف العشرة الأولى من

صحیح حدیثوں میں ہا ابو سعید خدری کی روایت سی اور اصل اس حدیث کی جیسی کہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہی یوں ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان کی پہلی عشر میں

رمضان ثم اعتكف العشر الاوسط في قبة تركية ثم اطلع راسه فقال اني اعتكفت العشر الاول اطلب

اعتكاف کیا پہرچ کی دہمہ میں ترکی حیمہ کی اندر اعتکاف کیا پہر سہ مبارک باہر محال کر فرمایا کہ میں فی پہلی دہمہ میں اس شب کی قشربا اعتکاف کیا
 هذه الليلة الى الخلد ريث وفيه دلالة على ان المقصد دم - شعبة الاعتكاف طلبة ليلة القدر فانها

آخر حدیث تک اور اس میں یہ دلیل ہی کہ مقصود اعتکاف کی مشروع ہوئی یا شب قدر کی تلاش ہی کیونکہ یہ شب موافق مضمون نصراً

لكنها خيرا من الف شهر بالنص يلزم احبائها باشراف الاعمال اذ فيه تفرغ القلب عن امور الدنيا واستلهم

بہتر ہی نواؤں سے بین نیک اعمال کی شغف میں جاگتی رہنا لازم ہی کیونکہ سہیں امور دنیا سیلہ کا خالی رکھنا اور

النفس الى المولى والتحصن بحصن حصين وملازمة بيت رب العالمين فيكون كمن احتج الى عظيم

مولی کو جان کا حوالہ کرنا اور پناہ یعنی قلعہ مضبوطی اور ملازمت پر درگاہ عالم کی ہر کی ہی پر یہ ایسا ہی جیسی کوئی ایک تو انکو محتاج ہوا کہ وہ

فلازمه حتی قبی ماریه ذاقیل اذا كان شرعیه الاعتکاف لطبی لیلۃ القدر فلم یر یجتص باللیل الحی
دروازی بر همان تکیه اری که ایضا مطلقا کردی اگر کتب اعتکاف را در حست و دعوت اعتکاف واسطه تلاش بیلالت القدر کرم و تیره اعتکاف بیلالت زیارت بری و غیره

ان الشافع قد نص على كون الاجتهاد في يومها كالاجتهاد في بلدتها في الاستدلال ذلك والله و في الاجتهاد

ان نقساعی کدس لعی یون اہ جہاد فی یوم ۱۵ جہاد فی لیلہا فی اسکیبک دیرہ الموری فی ۱۵ کاد
کہ امام شافعی فی صاف کہا ہی کہ سعی دن کی اندر ایسی ہی مستحب ہی جیسی رات کو مستحب ہی یہہ لزوی فی انکار مین بیان کیا ہی

وهذا الحديث يقتضيه أيضا لأنه عليه السلام اعتكف العشر الأول من رمضان لطلب تلك الليلة

اور اس حدیث سے بھی یہی لازم آتا ہے اس واسطے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی پہلی عشرہ میں لیلۃ القدر کی تلاش کی یعنی اعتسکات کیا

ثم اعتكف العشر الأوسط فلما أتت من الملكة فقال أنها في العشر الأواخر لا في العشر الأولى ولا في

پہر بیچ کی عشرہ میں اعتکاف کیا پہر چوبیسویں رکعتی ۱۰ ایک فرشتہ فی اگر کہا کہ لیلۃ القدر پچھلی عشرہ میں ہی ملتی پہلی عشرہ میں ہی اور نہ
العشرۃ الاوسط فمعا والامع الایع تکافوا فی العشرۃ الاولیاء معاً تکافوا فی العشرۃ الاوسط فمعا

العشرة وسط نعزم عليه السلام على الاعتكاف في العشرة وأحروحت على اعتكافها فإنه عليه السلام
 يخرج إلى منى ثم حضرت صلى الله عليه وسلم في مكة عشرة من أصحابه كاعتكافوا أو لا لم يذكر رغبت زنى سرغف صا وعلب وسلم

پہنچ کر امین صاحب سنی الدینیہ دہلی میں استعانت کا عزم کیا اور اوراولین کو رعیت دی سو پچیس روپے صلہ الدینیہ دہلی

یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی یتوفاه الله تعالی ثم اعتکف ازواجه من بعدة قال الزهری
 رمضان کی پہلی عشرہ میں ہمیشہ اعتکاف کرتی رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فی او کو وفات دی پھر اونکی بعد ازواج مطہرات کرتی رہیں زہری کہتا ہے
 عجبا من الناس کیف یتزکون الاعتکاف ورسول الله علیه السلام کان یفعل الشئ ویتزکله ولم یتزک الا فی
 لوگوں کی تعجب آتا ہے کہ اعتکاف کیسا چھوڑ رکھا ہے اور حال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کار ہو کرتی تھی اور چھوڑ بھی دیتی اور اعتکاف
 حتی قبض ثم الاعتکاف فی اللغة الاقامة علی الشئ وحبس النفس علیہ وفي الشريعة الاقامة فی المسجد واللبث
 آخر دم تک نہیں چھوڑا پھر اعتکاف کی معنی لغت میں ایک شے پر قائم رہنا اور اوس شے پر نفس کو روکنا اور شریعت میں نیت کی ساتھیہ مسی میں دیکھ کر

فیه مع النیة اما اللبث فترکته واما المسجد والنیة فشرطه والمعنی اللغوی موجود فیہ مع زیادة وصف
 رہنا در تک کرتی یعنی پھر رہنا تو اعتکاف کا رکن ہے اور مسجد اور نیت اعتکاف کی شرط ہیں اور لغوی معنی بھی شرعی معنوں میں زیادتی وصف کی ساتھیہ
 وهو سنة مؤكدة فی العشر الاخير من رمضان لانه علیه السلام واطب علیه بعد ما قدم المدينة الى
 پائی جاتی ہیں اور اعتکاف سنت مؤکدہ ہے رمضان کی پہلی عشرہ میں اسوہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہی مدینہ منورہ پہنچے تشریف لائے تو اعتکاف ہیث کرتی رہی
 ان توفاه الله تعالی فان قيل المواظبة من غیر ترک دليل الوجوب فلم لم یجب الاعتکاف فالجواب انه علیه
 یہاں تک کہ اللہ فی او کو وفات دے اگر کوئی اعتراض کریں ہیفگی ایک عمل کی بدون ترک کی وجہ کی دلیل ہوتی ہے پھر اعتکاف واجب کیوں نہیں ہوا تو جواب ہے

کان فی حق الوجوب بعد المواظبة علیه بترک علی تارکہ ولم یترک علی من ترک الاعتکاف فعلم انه لیس بواجب
 کہ نبی علیہ السلام عمل واجب کی باب میں بعد مواظبت کی اوس عمل کی تارک کو ترک کرنا جانتی تھی اور اعتکاف کی تارک پر کہی انکار نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ اعتکاف
 بل هو سنة مؤكدة علی طریق الکفاية فی العشر الاخير من رمضان وفي غیره من الايام فقلنا نقل وانما یجب
 واجب نہیں بلکہ سنت مؤکدہ رمضان کی پہلی عشرہ میں بطور کفایہ کی ہے اور رمضان کی پہلی عشرہ کی سوا اور وقتوں میں نقل ہے اور واجب تب ہوتا ہے

بالنذر والتعلیق بالشروط واما ما کان بالشرع فهو تطوع نثران اقل الواجب یوم حتی لو نذر اعتکاف یوم
 کہ نذر مانو یا شرط سے متعلق کرو لیکن جو اعتکاف شروع کرتی سی لازم بنتا ہے سو وہ تطوع ہی پر کہم سی کہ مدت اعتکاف واجب کی ایک دن ہی یہاں تک کہ اگر اعتکاف
 یدخل المسجد قبل طلوع الفجر ولا تخرج الا بعد غروب الشمس فان قطعه قبل ذلك وافسده یقضیه
 ایک دن کا نذر مانا تو مسجد میں صبح صادق سے پہلی داخل ہوا اور بعد غروب آفتاب کی مسجد سے نکلی سو اگر غروب آفتاب سے پہلی اعتکاف کو قطع کیا یا فاسد کر دیا تو اس کو

ولو نذر اعتکاف یومین او اکثر یدخل المسجد فی ابتداء شروعه قبل غروب الشمس
 اور اگر دو دن یا کئی دن کی اعتکاف کی نذر کریں تو اعتکاف شروع کر کیوں مسجد میں غروب آفتاب سے پہلی داخل ہو
 ولا یخرج عند تمامه الا بعد غروبها ولومات قبل ان یعتکف یلزمه ان یوصی بان یطعم
 اور پورا ہونی کی بعد مسجدی بعد غروب آفتاب کی نکلی اور اگر اعتکاف کرتی سی پہلی مر جاوی تو لازم ہے کہ وصیت کر دی
 عنه لكل یوم نصف صاع من الخنطة ولا یصح ما وجب من الاعتکاف الا بالصوم
 کہ ہر ہر دن کی بد لہ آدم آدم صاع گہوں کا مساکین کو دیدین اور اعتکاف واجب ہر دن روزہ کی اور انہیں ہوتا

حتى لو نذر اعتکاف یوم قد اکل فیہ لا یصح نذره ولا یلزمه شئ وکذا
 یہاں تک کہ اگر کسی نے ایک دن کا اعتکاف نذر مانا کہ اوس میں کھا چکا تھا تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے اور اس کی ذمہ کچھ لازم نہیں ہے اور ایسی ہی
 لو نذر اعتکاف لیلة لا یصح لان اللیل لیس محلا للصوم واما النفل فالصوم
 اگر رات کی اعتکاف کی نذر کی تو صحیح نہیں ہے اس لیے کہ رات کو روزہ نہیں ہوتا اور اعتکاف نفی میں ظاہر روایت کی موافق روزہ
 لیس شرط فیہ فی ظاہر الروایة وهو قولہما ایضا فعلى هذه الروایة لیس لقله تقدیر حتی ان من
 شرطہ نہیں ہے اور صاحبین کا بھی قول ہے اب اس روایت کی موافق کہ سی کم مدت اعتکاف کی مقرر نہیں ہے یہاں تک کہ جو شخص

دخل المسجد ونوى الاعتكاف الى ان يخرج يكون معتكفا ما دام فيه ويحصل له ثواب المعتكفين فاذا خرج
 مسجد من آوى اور ٹکلی تک کی وقت میں اعتکاف کی نیت کری تو معتکف ہو جاویگا جب تک مسجد میں رہیگا اور اسکو اعتکاف الاول کہنا ثواب ملےگا اور جب
 منه ينتهي اعتكافه وروى الحسن عن ابي حنيفة ان الصوم شرط الصحة فعلى هذه الرواية اقله يوم ثم الاعتكاف
 مسجد میں ٹکلی تک تو اسکو اعتکاف پورا ہو جاویگا اور حسن امام ابو حنیفہ سی روایت کرتا ہی کہ روزہ صحت اعتکاف کی شرط ہی اس روایت کی موافق کہ کسی کم مدت کے
 لا يصح الا في مسجد الجماعة له امام ومؤذن يصلي فيه الصلوات الخمس بالجماعة لانه عبادة انتظار الصلوة
 سوا مسجد جماعت کی جسکا امام اور مؤذن معین ہو اور وہیں پانچ نمازیں جماعت سی ہوتی ہوں درست نہیں ہوتا اسلوسی کہ نماز کی انتظار سی ہی
 فيخص به مكان يصلي فيه ذلك والمرأة تعتكف في مسجد بيتها في موضع صلواتها في بيتها ولا يخرج منه
 سوا وہی جگہ ہوتا چاہی جہاں وہ نمازیں ہوتی ہوں اور عورت اپنی کہر کی مسجد میں اعتکاف کری یعنی جس جگہ اپنی کہر میں نماز پڑھتی ہی پورا اس جگہ سی
 اذا اعتكفت فيه وليس لها ان تعتكف في غير موضع صلواتها في بيتها وان لم يكن في بيتها موضع الصلوة
 اگر اعتکاف کیا تو نہ ٹلی اور عورت کو جائز نہیں ہے کہ اپنی کہر میں سوا نماز کی جگہ کی اور کہیں اعتکاف کری اور اگر اسکی کہر میں نماز کی جگہ ہی معین نہ ہو
 لا يجوز لها الاعتكاف فيه ولا يخرج المعتكف من المسجد الا لحاجة شرعية كالجمعة او طيبة كالبول و
 نہ تو اسکو کہر میں اعتکاف کرنا جائز نہیں ہی اور معتکف مسجد سی بدون حاجت شرعی کی باہر نہ نکلی جیسی نماز جمعہ یا بدون حاجت طبیعی کی جیسی پیشاب اور
 الغائط واذا خرج لبول او غائط لا يمكث في منزله بعد الفراغ من الطهور ويخرج الى الجمعة حين تروى الشمس
 یا خانہ اور اگر واسطی پیشاب یا پاخانہ کی مسجد سی باہر آیا تو طہارت سی فارغ ہو کر کہر میں دیر نہ لگاوی اور نماز جمعہ کی واسطی آفتاب ڈھنی کی وقت نہ گزرتا
 ان كان معتكفا قريبا من الجامع بحيث لو انتظر زوال الشمس لا يفوته الخطبة وان كان تفوته الخطبة
 اگر مسجد جامع سی نزدیک معتکف ہو ایسا کہ اگر آفتاب ڈھنی کا انتظار کری تو خطبہ نہ فوت ہو جاوی اور اگر جانی کہ خطبہ ہو چکا گا
 لا ينتظر زوال الشمس بل يخرج في وقت يمكث ان ياتي الجامع ويصلي اربع ركعات قبل الاذان الذي بين يدي
 تو آفتاب ڈھنی کا انتظار نہ کری بلکہ ایسی وقت روانہ ہو کر مسجد جامع میں جا کر چار رکعتیں نماز کی اولیٰ ناسی پہلی پڑھے لی جو منبر کی سامنی ہوتی ہی
 المنبر وفي رواية ست ركعات نحبة المسجد واربع سنة وبعد الجمعة يمكث بقدر ما يصلي اربع
 اور ایک روایت سی کہ چہر رکعتیں پڑھے دو رکعت تحیۃ المسجد اور چار سنتیں اور بعد نماز جمعہ کی اتنا ٹہری کہ چار رکعتیں
 ركعات اوست ركعات على حسب اختلاف الاخبار الواردة في النافلة بعد الجمعة ولا يمكث اكثر من ذلك
 یا چہر رکعتیں پڑھے موافق اختلاف حدیثوں کی کہ جمعہ کی بعد کی نفلوں میں وارد ہوئی ہیں اور اسقدر سی زیادہ دیر نہ لگاوی
 وان مكث لا يضره ولو بوجا ولبيلة لكن لا يستحب له ذلك ولا يخرج لعيادة المريض ولا لصلوة الجنازة ولا
 اور اگر دیر لگاویگا تو کچھ نقصان نہیں ہی اگر چہ ایک دن رات تک لیکن یہ خلاف مستحب ہے اور بیمار پر سی کی واسطی نہ جاوی اور نہ واسطی نماز جنازہ کی جاوی اور نہ
 لاداء الشهادة وهذا كله قول ابي حنيفة لان الخروج من المسجد بلا عذر ولو ساعة يفسد الاعتكاف فعند
 گوئی دینی جاوی یہ تمام قول امام ابو حنیفہ کا ہی اسواسطی کہ مسجد میں سی بلا عذر نکلتا اگر چہ ایک ساعت کی لئی ہو او کی نزدیک اعتکاف کو فاسد کر دیتا ہی
 وهو لا قيس لان الخروج بينا في اللبث وما بينا في في الشئ يستوفي فيه القليل والكثير كالاكل في الصوم والحديث
 اور یہ ہی قابل قیاس کی ہی اسلوسی کہ باہر نکلتا اندر ٹہرنی کی خلاف ہی اور جو شئی کسی شئی کی خلاف ہوتی ہی اس میں تہوڑا بہت سب برابر ہی جیسی وہ میں کھانا
 في الطهارة وكذا اذا خرج ساعة بعد المرض يبطل لان الخروج بعد المرض من حيث انه لا يغلب وقوعه لم يكن
 اور وضو میں حدیث اور ایسی ہی اگر ایک ساعت کی واسطی بیماری کی عذر سی نکلی تو اعتکاف باطل ہو جا تا ہی اسلوسی کہ بیماری کی عذر سی نکلتا باہر اعتبار کرتا درالوقوع ہی
 مستثنى عن الايجاب فصارت كانه خرج من غير عذر الا انه لا ياثم بالخروج بعد المرض وكذا اذا خرج لغير عذر
 کہی کہی ہوتی ہی ایجاب سی مستثنی نہیں ہو ہی سوا گو یا بلا عذر باہر نکلی آیا ہاں اتنا ہی کہ بیماری کی عذر سی نکلی میں کہنگا نہیں ہوتا اور ایسی ہی اگر بلا عذر

یہاں پر اعتکاف

لا يجب بل لفظ الشائع اذا دار بين المعنى الشرعى والمعنى اللغوى يتعين حمل على المعنى الشرعى ما لم يكن لان
 معنى بين اورشده كى كلام اگر در میان معنوں شرعی اور معنوں لغوی کی دایر ہوئی ہی تودہ معنی جہاں تک ہو سکے شرعی معنوں پر حمل کئی جاتی ہیں واسطی
 الغالب من حال النبی علیہ السلام تعریفاً لاحکام دون اللغات فعلى هذا يكون المعنى ان وجوب صدقة الفطر
 کہ اکثر اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم احکام شرعی کو بیان فرماتی تھی لغات نہیں بیان کرتی تھی اس تقریر کی موافق معنی حدیث کی یہ ہوئی کہ صدقہ فطر کا
 على الانسان لغاتين احدهما كونها كفارة لخطاياہ وتطهيراً له بما صدق عنه في حال الصوم من الله والآخر
 انسان پر دو فوائد کی واسطی واجب ہوئی ایک تو کفارہ ہے اور دوسری تطہیر ہے اور اس کی کفایت ہے اس کو جو عیسیٰ جو مذہب کی حالت میں ہوا ہو اور نفو
 الذين ليس في احد منهما فائدة دينية او دينوية ومن الرث الذي هو الكلام القيم وما يصاحبه من الغا الجاه
 جنین کوئی فائدہ نہیں ہے نہ تو فائدہ دین کا اور نہ فائدہ دنیا کا اور یہاں رہتی رہتی ہی کلام یہ اور جو اسکا تندی الفاظ جماع کی
 لان الحسنات يذبحهن السيئات والثانية كونها اقوت للمساكين حتى يكون الفقير في هذا اليوم كالغني في
 البیت نیکیاں دوڑ کر دین ہیں برائیوں کو اور دوسرا فائدہ مساکین کی روضی ہے یہاں تک کہ فقیر اس روز قوت حاصل کر کرے غنی کی مانند ہو جائے
 وجلت القوة وعدم الاحتياج الى السؤال لانه عليه السلام قال اغنهم عن المسألة في مثل هذا اليوم واشأ
 اور حاجت سوال کی نہیں رہتی واسطی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قرآن انکو سوال کرئی ہی آج کی روز غنی کرو اور یہاں اشارہ ہو
 الى ان هذا اليوم انما يكون عيد للفقراء اذا استغفروا فيه عن السؤال بوصول صدقة الاغنياء اليهم
 کہ یہ دن فقیروں کی حق میں عید ہے جب ہی کہ تو انکو دن سے صدقہ لیکر سوال کرئی کی حاجت نہ رہی
 لان الاغنياء مكلفون بانفاق المال في سبيل الخير وسخر لك التكليف ان المال محبوب الخلق وهم مأمون
 واسطی کہ تو انکو دن کو حکم ہے کہ راہ خیر میں مال خرچ کریں اس حکم میں یہودیہ ہے کہ مال تمام خلقت کو محبوب ہوتا ہے اور انکو محبت الہی کا حکم ہے
 بحب الله تعالى وقد دعوا لك بنفس الايمان لان قولهم لا اله الا الله معناه انا قد علمنا واعتقدنا ان
 اور وہ ہی صرف ایمان کی وجہ سے محبت کا دعویٰ کرتی ہیں اسلی کہ انکا قول لا اله الا الله اسکی یہ معنی ہیں ہن جہاں لیا اور اعتقاد کیا کہ
 لا معبود ولا محبوب الا الله فالترصنا عبادته ومحبته ولا نعبد ولا نحب الا اياه فجعل بذلك المال معي
 نہ کوئی معبود ہی اور نہ کوئی محبوب ہی سوا اللہ کی اور معنی انکی عبادت اور محبت اپنی ذمہ پر لی نہ ہم انکی سوا کسی عبادت کریں نہ کسی کو محبوب کہیں سوال کا خرچ کرنا
 لجهنم ومصدق الصدقة من حيث ان جميع المحبوب يتبدل في سبيل المحبوب الذي غلب حبه في قلبه
 انکی محبت کا نشان مقرر ہوئی اور انکی بھی دعویٰ کی تصدیق ہے اس خلاصی کہ تمام محبوب چیزیں ایسی محبوب کی واسطی کہ انکی محبت دل میں زیادہ تر ہو کر ہو کر انکی
 فمن بدل فهو من الذين صدقوا ما عهدوا الله عليه ومن لم يبدل يكون من الذين يقولون يا قوم هم
 سو جس نے مال خرچ کیا وہ اول لوگوں میں ہی کہ اسدی جو عہد کیا تھا وہ سچ کر دیکھایا اور جس نے مال نہ خرچ کیا وہ اول لوگوں میں ہی جو دیا ہی وہ باقین بنا قے ہیں
 ما ليس في قلوبهم بل من اتبع هواه وجعله اله لنفسه حتى كانه يعبد فان من يعبد الهوى نفسه لا
 جو انکی دلیں نہیں ہیں بلکہ انہیں جہاں ہی ہوا کی تابع ہیں اور ہوا کو اپنا معبود بنا لیا ہی گویا وہی کی عبادت کرتا ہی کیونکہ جو ہوا نفسانی پر عمل کرتا ہی
 يهوى نفسه شيئا لا يرتكبه ويتخالف مولا ولهذا قال النبي عليه السلام بفض اله عبد في الارض عند
 تو یہ ہوا اسکا نفس جو شہتا کرتا ہی سہا کرتا ہی اور ہوا کی مخالفت کرتا ہی اسم واسطی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا بدتر معبود کو زمین کی اوپر ہوا گیا ہی
 الله تعالى هو الهوى فعلى هذا يجب على المكلف في هذه العبادات ترك الاشياء الاول ترك المعاصي فان المعصية
 خدا کی نزدیک ہوا ہوس ہی اسکی موافق مکتوب اس عید میں کئی چیزیں واجب ہیں اور عاصی نہ ترک کرنا کیونکہ معصیت کا ترک کرنا
 وان كان تركها لازماً او واجباً تركها في غير ذلك من الاشياء الاول ترك المعاصي فان المعصية
 اگرچہ ہمیشہ ہر وقت میں لازم اور واجب ہو جائے ترک کرنا کیونکہ معصیت کا ترک کرنا

الشهر عند الله اثنا عشر شهرا في كتاب الله يوم خلق السموات والأرض منها أربعة حرم ذلك الشهر
 السنه کی پاس بارہ مہینے ہیں اس کی حکم میں جس دن پیدا کی آسمان زمین اونین چار مہینے اس کی یہ مہینے ہیں
 القيم فلا تظلموا فيهن أنفسكم يعني ان عدة الشهور القمرية التي عليها بدور كثير من الاحكام الشرعية
 دین سوا دینہن قلم نہ کرو اپنی اور اپنی گنتی قری مہینوں کی جس سے بہت سی احکام شرعی موافق حکم الہی کی متعلق ہو رہی ہیں
 في حكمه تعالى اثنا عشر شهرا مثبتا في اللوح المحفوظ منذ خلق السموات والأرض من تلك الشهور الا اثني عشر
 وہ تمام بارہ مہینے ہیں لوح محفوظ میں ثابت جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان زمین کو پیدا کیا ہی اول بارہ مہینوں میں سی
 أربعة حرم وهي ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب وكون هذه الشهور الأربعة للمعينة حروا هو الدين
 چار مہینے ہیں یعنی ذیقعدہ علی اور الحج بقومہ عید اور محرم اور رجب ہرم ہونہ اور یہ چاروں مہینے جو مہینے اور حرم ہوتے ہیں یہ طریق
 المستقيم دين ابراهيم واسماعيل عليهما السلام فلا تظلموا فيهن أنفسكم بهتك حرمتها وارتكاب المعاصي
 راست دین ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کا ہی سوچو کہ ان مہینوں کی حرمت توڑ کر اور ان کی حرمت پر ظلم مت اچھرو
 فيها فان العمل الصالح كما انما اعظم اجر آف من كذلك المعصية فيهن اعظم وزر من المعصية في غيرهن
 کیونکہ ان مہینوں کی گناہ زیادہ ہوتا ہی ایسی ہی گناہ ان مہینوں کی گناہ سے ان سے بہت اور مہینوں کی سخت ہوتا ہی
 وكذا المعصية في شهر رمضان ويوم الجمعة ويومعرفة ولياليها وليلة القدر وایام العیدین ولياليہما
 اور ایسی ہی گناہ ہر رمضان میں اور جمعہ کی دن اور عرفہ کی روز اور ان کی راتوں میں اور شب قدر میں اور دو عید کی دن اور ان کی راتوں
 أكثر وزرا لانه تعالى فضل هذه الامنة باخصها من العبادات التي تفعل فيها وجعل ثواب العبادات ونزول
 سزا میں زیادہ ہی اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اوقات کو یہ فضیلت بخشی ہی کہ ان وقتوں میں خاص خاص مہینوں مقرر فرمائیں جو ان میں عمل میں آتی ہیں اور ثواب ان کا
 الرحمة ووصول المغفرة فيها أكثر من غيرها رحمة هذه الامنة فمن لم يعرف هذه النعمة التي كانت عليه فيها
 اور رحمت کا نازل کرنا اور مغفرت کا دینا ان وقتوں میں بہت اور رحمت کی واسطے رحمت اس امت کی زیادہ مقرر فرمائی ہی یہ جو شخص اس نعمت کی قدر نہ سمجھی جو اس کو ان وقتوں میں
 بلهتك حرمتها بارتكاب انواع الذنوب فيها فقد استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى
 حاصل ہی بلکہ ان مہینوں کی حرمت طرح طرح کی گناہوں سے کر کے خراب کری تو بیشک وہ شخص سخت تر عذاب کا مستحق ہی اور اس کا عذاب زیادہ تر ہوگی
 المؤمن ان يعرف ما انعم عليه ويعظمها عظمه الله تعالى حتى يكون عند الله عظيما وتعظيم هذه الاوقات
 مؤمن کو لازم ہی کہ جو اس کو اللہ نے انعام دیا ہی اس کو بڑھا ہی اور جس کو اس نے عقبت دی ہی اس کو تعظیم کری تاکہ اللہ کی نزدیک اس کو بھی عظمت ملی اور ان اوقات کی تعظیم
 انما يكون بزيادة الاعمال الصالحة فيها فمن عجز عنها فاقل احواله في التعظيم ان يحترز عما يحرم عليه ويكره له
 ہی کہ ان وقتوں میں صالح اعمال زیادہ کرنا ہی جس سے یہ نہ ہوگی کہ یہ کسی کم تعظیم اس کی حق میں یہ ہی کہ محرمات اور مکروہات سے گناہ نہ کری سوتام بہ دعائے
 فيترك البدع والمنكرات وما لا ينبغي له فيها من المهميات وكثير من الناس في بعض هذه الاوقات فقد
 اور منکرات اور جو جو یہ بدع کار اس کو ان اوقات میں لایں نہیں ہیں سب ترک کری اور اس سے بچنا ہی اکثر لوگوں نے ان امور کی برخلاف اختیار کر لیا ہی
 اخذ واخذ هذا المعنى حيث كانوا يسألون في ايام العیدین ولياليہما الى الله واللعب وغيرها من انواع
 چنانچہ ايام عیدین میں رات ہو یا دن ہو ولعب وچند طرح طرح کی بچوں امور میں
 السيات بعضهم بالمباشرة وبعضهم بالمشاهدة مع ان للشيئة الواحدة عشر اشياء من الضرر على ما
 چلا کی اور جب تک کرتے ہیں بعض تو اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں اور بعض دیکھتے ہیں اور حال یہ ہی کہ ایک گناہ میں موافق بیان
 ذكره الفقيه ابو الليث في تنبيه الغافلين الاول استخاطه خالقه بخالفه امر والثاني تفريح ابليس الذي
 فقہ ابو الیث کی تنبیہ الغافلین میں دس چیزیں ہوتی ہیں اول آنے والی خالق کی حکم کی نافرمانی کرنی سی دوسری ابلیس کا خوش کرنا

هو عدة وعد الله تعالى والثالث بعد من الجنة والرابع قربه من جهنم والخامس جفاء من
جوا سکا ہی اور کا دشمن ہی تیسری جنت سی دوری چوتھی دوزخ سی اثر مکی پانچویں اپنی جان پر ظلم کرنا

هو احب اليه وهو نفسه والسادس تنجيس نفسه التي جعلها الله تعالى طاهرة والسابع ابد الخفظة
جسکو سب سے زیادہ محبوب رکھتا ہی چھٹی اپنی جان کا ناپاک کرنا جسکو اللہ تعالیٰ نے پاک پیدا کیا ہی ساتویں کرام کا تین کو ایذا دینی

الدين لا يؤذونه والثامن احزان النبي عليه السلام في قبره والتاسع اشهاد الارض والليل والنهار على نفسه
بجور اسکو نہیں ستانی آٹھویں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف کی اندر تکلیف کرنا نوین زمین اور رات دن کو اپنی برائی پر گواہ کرنا

والعاشر خيانتة لجميع الخلائق لان المطر يقل بالذنوب فاذا كان حال من فعل سيئة واحدة هذا فاذا
دسویں تمام عالم کی بدخواہی اسواسطی کہ گناہوں کی شامت سی مینہ برسنا بند ہو جاتا ہی جب ایک گناہ مین یہ حال ہو تو پھر دیکھو

يكون حال من يفعل فنونا من السيئات لا سيما في هذه الايام المباركات مع ان الخطباء ينادون على
اوس شخص کا جو طرح طرح کی گناہ کرتا ہی کیا حال ہوگا خاص کر ان مبارک دنوں مین باوجودیکہ وقفا نصیحت کرتے ہو ولی منبروں پر کچا رکھا کر

المنابر ويقولون ليس العيد لمن لبس الجديد انما العيد لمن آمن الوعيد ليس العيد لمن تخرب العود انما
کہی جاتی ہیں کہ عید اوسکی لئی نہیں ہی جوئی کپڑی پہن لی عید اسی کی ہی جو عید سی پناہ مین رہی عید اوسکی لئی نہیں ہی جو خوشبو مین بسی

العيد للتائب الذي لا يعود ليس العيد لمن تزين بزينة الدنيا انما العيد لمن تزود بزاد التقوى ليس العيد
عید اسی کی ہی کہ توبہ کر کر بہر نہ پہنسی عید اوسکی نہیں ہی جو دنیا کی زینت سی ارایش کری عید اسی کی ہی جو توشہ تقویٰ سی آسایش کری عید اوسکی نہیں ہی

لمن ركب المطايا انما العيد لمن ترك الخطايا ليس العيد لمن يبسط البساط انما العيد لمن جاوز الصراط وقا
جو اونٹنیوں پر سوار ہو عید اوسکی ہی جو خطا سی بیزار ہو عید اوسکی نہیں ہی جو فرش فروش بچاوی عید اوسکی ہی جو صراط پر سی سلامت گذر جاوی اور

النبي عليه السلام استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتكذب والكفر وروى انه عليه السلام
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکی ہیں کہ ملاہی کا سنا تو معصیت ہی اور اوسکی ہادت کرنا فسق ہی اور اوس سے نہ لینا کفر ہی اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ادخل صبعيه في اذنيه عند سماعه وهم يسمعون امثال تلك الكلمات ولا يلتفتون اليها بل يدعون
ملاہی کی آواز سن کر کانوں مین اونٹکیان دیتے تھیں اب یہ لوگ ایسی ایسی کلمہ گوشتی ہیں اور اوس روایت کی طرف توجہ نہیں کرتی بلکہ تم اسلام کا دعویٰ

الاسلام وحببة الله ورسوله ومعهم نايخالفونهما في الاوامر والنواهي فيكون الحال مشكلا والحكام
کرتی ہیں اور اللہ اور رسول کی محبت جلتی ہیں اور تمام امراء مین اللہ رسول کی مخالفت کئی جاتی ہیں اب کیا مشکل کی بات ہی کہ حکام وقت

يشاهدون امثال تلك المنهيات انما لا يسمعون شيئا منهم بل يساعدون فيها فمن كان باكيا فليبك على
ان تمام منہیات کو دیکھتی ہیں اور سمجھتی ہی نہ سن کر کہ بلکہ اوس مین اور مدد دیتی ہیں اب جو کوئی روی تو چاہی کہ اسلام کی

الاسلام وغربته اذ قد عاد الاسلام غربيا كما بد اغريبا نعم ان هذه الايام ايام فرح وسرور لكن ينبغي ان
غربت پر روی کیونکہ اسلام اب ویسا ہی غریب ہوگا جیسی غریب شروع ہوا تھا ان یہ دن فرح اور سرور کی مین پر یوں چاہی

يكون اظهار الفرح والسرور فيها بما كان مباحا او مستحبيا كما لا غتسال والتنظيف ولبس احسن الثياب
کہ خوشی اور سرور ایسی اسباب سامان سی ظاہر کری جو مباح یا مستحب ہو دی جیسی ہناتا اور نہ شہید گانی اور اچھی اچھی مباح کپڑی پہنی

المباحة التي تكون جديدة او غسيلة على ما سمح لا بما كان حراما كلبس تحريم والخوض في الباطل لان العيد
کہ وہ یا نئی ہوں یا دھوئی ہوں چنانچہ آگے آتا ہی حرام سامان سی نہ کری جیسی میر کا پھٹا اور باطل باتوں مین گستاخو عید کو نہ

انما سمي عيدا لانه تعالى يعود فيه بالامؤمنين بالمغفرة والا احسان فيجب عليهم ان يجتنبوا المعصية والطغيا
اسی لئی عید کہی جیج کہ اللہ تعالیٰ مؤمنوں پر مغفرت اور احسان کرتا ہی بہر اون پر ہی واجب ہی کہ معصیت اور سرکشی سی نہ کریں

حتى يكونوا من اهل السعادة والوضوء لا من اهل الشقاوة والخذلان وقد حكى عن بعض العرفين انه
 انما سادات علماء الدين ورجالهم كالقاضي بنون بدخجت اورثوا والاول من بنون اور بعضی علماء قریب سی حکایت کرتی ہیں کہ وہ
 فریضہ العیدین میں سے ایک عید کا دن تھا کہ ان کا دن تھا کہ ان کو کوئی عید مقبول ہوئی ہی تو ان کو لازم ہی کہ شکر کریں اور یہ شکر گزاروں کی
 فعل الشاکرین وان کان لم تقبل منهم لزمهم ان يخافوا وليس هذا فعل الخائفين ثم يتبغى ان يعلم ان بعض
 کام نہیں ہیں اور اگر مقبول نہیں ہوئی تو لازم ہی کہ خدا کا خوف کریں اور یہ فریضہ الاول کی کام نہیں ہیں پھر سمجھنی کی بات ہی کہ بعض لوگ
 الناس قد زعموا ان ضرب الدف والغناء يوم العید جائر لما روى عن عائشة ان ابابكر دخل عليها يوم
 کہتی ہیں کہ دف دائرہ بجانا اور گانا عید کی دن جائز ہی اسنی کہ روایت ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان ابی بکر عید کا
 العید وعندها جارتان تغنيان بالدف ورسول الله عليه السلام متغيش بشو به فزجرهما ابو بكر فكشف الثوب
 دن آئی اسوقت اوکی پاس دوڑکیان گاتی تھیں اور دف بجاتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اوڑھی ہوئی تھی اولیٰ اوکیوں کو اب بکر کی منع کیا تو نبی صلی اللہ
 وجهه فقال دعهم يا ابابكر فان لكل قوم عيدا فهدا عيدا فان هذا الحديث وان كان يدل على ما نزل
 و علم انہ کہہ کر فرمایا ابو بکر جانی دی کیونکہ ہر قوم کی عید ہوتی ہے یہ حدیث اگرچہ اوکی قول پر جو جائز بتاتی ہیں دلالت کرتی ہی
 لكن ليس لاربعهم اذ قد ذكر في نصاب الاحتساب ان هذا الحديث ما ذكر غير معمول به لقوله تعالى ومن الناس
 پر یوں نہیں ہی جو وہ کہتی ہیں کیونکہ نصاب الاحتساب میں مذکور ہی کہ یہ حدیث مذکور ہی اس حدیث پر عمل نہیں ہی واسطی اس آیت کی ایک لوگ ہیں
 من يشترط طه الحديث فان المراد من لهو الحديث على ما ذكر في معالم التنزيل عن ابن مسعود وابن عباس
 کہ خریدار ہیں کہیں کی باتوں کی کیونکہ مزاولو الحديث ہی جو آیت میں ہی موافق بیان معالم التنزیل کی ابن مسعود اور ابن عباس
 وعكرمة وسعيد بن جبير الغناء وافي معناه من المعازف والمزمار والمراد من اشتراه اختياره والمعنى ان بعضا
 اور عکرمہ اور سعید بن جبیر غنائی اور جو اسکی مثل ہی گانا اور مزمار بجاتی اور اشتراسی مراد ہی پسند کرنا یعنی بعضی ایسی لوگ ہیں
 من الناس يختار الغناء وافي معناه من المعازف والمزمار ليضلل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هورا
 جو غنا کو پسند کرتی ہیں اور اسکی مثل کو سرود اور مزمار تا بجا آوین اللہ کی راہ سی بن سمجھی اور یہ اور بن اسکو ہنسی
 اولئك هم عن اب مهيمن فدللت الآية على تحريم الغناء وافي معناه من الملاهي ويدل على هذا ايضا ان عائشة
 وہ جو ہیں او کو ذلت کی مار ہی یہ آیت غنا کی حرمت پر دلالت کرتی ہی اور جو اسکی مثل ہوگی چیزیں ہیں اور حرمت اس ہی معلوم ہوتی ہی کہ
 بعد بلوغها لم يثقل عنها الا ذم الغناء والمعارف والثاني مما يجب على المكلف في هذا العید صدقة الفطر
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بالغ ہو کر غنا اور معارف کی سوای برائی کی کچھ منقول نہیں ہی اور دوسری جو اس عید میں انسان مکلف ہی صدقة الفطر ہی
 فانها تجب على كل مسلم حر غني والغني الذي هو شرط لجوبها ان يملك نصرا با او ما يكون قيمته نصرا با فاضلا
 صدقة الفطر ہر ہر مسلم آزاد تو اگر پروا جب ہی اور مقدور جو واسطی وجوب صدقة فطر کی چاہی اتنی ہی ہی کہ نصرا با مالک ہو یا ایسی شئی کا مالک کہ اسکی قیمت فضائل
 عن حاجته الاصلية ولا يعتبر فيه وصف الغناء فمن كانت له دار لا يسكنها فيو اجرها او لا يواجرها تعتبر قيمتها
 برابر ہو حاجت اصلی سی زیادہ ہو اور نای ہونا یعنی بڑھنی والی چیز ہونا کچھ ضرور نہیں یہ زکوۃ میں معتبر ہی سو جسکی پاس ایک کہہ ہو کہ جس میں ہا نہیں کہتا پھر کرایہ دیتا ہو
 في الغني وكذا اذا سكنها وفضل عن سكنها شيء يعتبر قيمة الفاضل في الغني لان ما كان من حاجته الاصلية
 اوکی قیمت معتبر ہوگی اور ایسی ہی اگر وہ میں رہتا ہو اور رہتی ہی کوئی طبقہ فاضل ہو تو اب اس فاضل کی قیمت اس غنا میں معتبر ہوگی کیونکہ جتنا اوکی حاجت میں ہی
 لا بد ان يكون مشغولا بها لا بما سيجتاز اليه اذا من مال الا وقد يقع الحاجة اليه في وقت من الاوقات حتى
 چاہی کہ اب اوکی برتاؤ میں ہو وہ نہیں ہی جسکی الکی کو حاجت پیدا ہوگی واسطی کہ جو مال ہوتا ہی سو اسکی حاجت کہیں نہ کہیں آئی لگتی ہی یہاں تک

يحرم عليه السؤال واخذ الصدقة ويجب عليه صدقة الفطر والاضحية دون الزكوة وهو من
 اليسا هو تاي جسكو سوال كرنا اور صدقة ليا حرام هو تاي اور صدقة فطر اور قرباني واجب هو تي اور زكوة واجب نهين هو تي وه اليها شخص ي
 يملك ما قيمته نصاب من غير ان يكون فيه نساء وغني يحرم عليه السؤال لا اخذ الصدقة ولا يجب
 جسكي پاس يسيي چيز سو جسكي قيمت نصاب كي برابر هو پرده چيز نامي نهو اور ليك اليسا غني هو تاي جسكو سوال كرنا حرام اور صدقة ليا جائز اور
 عليه شئ ما ذكر من صدقة الفطر والاضحية والزكوة وهو من يملك قوت يومه ولا يسافر عورته ثم
 او بر جو او پيرد كور هو اكچھ واجب نهين هو تا نه تو صدقة فطر اور نه قرباني اور نه زكوة وه اليسا شخص هو تاي جسكي پاس ليك كاكها تا هو اور بدل كر كوي كوي
 الواجب عندنا نصف صاع من بر او صاع من تمر او شعير والصاع ما يسع فيه الف واربعون درهما
 پير تاري نزيك كيون كا آد صاع واجب هو تاي اور بر او صاع چواري اور جو كا اور صاع وه هو تاي جسبين ليك درهما ليس درهم آوا دين
 وهو صاع عشر وكان قد فقد واخرجه الجحيم ولذلك سمي حجاجيا والظاهر انه كان صاع رسول الله صلى
 پير صاع حضرت عمر والا يي پير سيم گم هو گيا تها اور حجاج في كالا اسي لي صاع حجاجي كهلاتا يي اور ظاهريون يي كه به صاع رسول الله صلى الله عليه وسلم
 اذ كان عمر لا يخالفه في شئ هذا اذا اعطى صدقة الفطر بالصاع ولو اعطاها بالوزن يجوز ايضا
 اسلي كه حضرت عمر كسي باب مين اصلا مخالفت نهين كرتي تهي پير صاع جب چا يي كه صدقة فطر صاع سي ناپ كر اوكري اور اگر صدقة فطر نزل كرتي تو بهي چا يي
 لان تقرير الصاع لما كان بالوزن جاز لا اعطاء بالوزن والزبيب عندنا ي حنيفة كالبر وعندنا كالشعير
 اسلي كه اندازه كرنا صاع كا جب وزن سي جائز هو تا اذ كرنا يي وزن سي جائز يي اور مولاي ابو حنيفة كي نزيك كيون مين داخل مين يي آد صاع دينا چا يي
 وذكر في الجامع الصغير ان دقيق البر وسويقه كالبر الا ان العلماء قالوا الاولي ان يراعي فيهما القدر والقيمة
 او جامع صغير مين مذكور يي كه كيون كا آط اور كيون كا سوز كيون كا مثال يي يي آد صاع دينا چا يي پير علماء يون كيتي مين كه بهتر يي كه كآي اور ستمين احتيا
 احتياط الضعفاء لاثار الواردة فيهما والمعتبر في الخبز القيمة ولا يراعي فيه القدر اذ لم يرد فيه اثر الاصل
 دونو كا تا كرنا چا يي كيون كا آط اسلي باب مين آي مين شحيف مين اور روي مين قيمت يي كا اعتبار يي اسين اندازه كي رعایت نهين يي اسطوي كه اسين كوي اسين يي اصل
 في هذا الباب انه هو منصوص عليه لا يعتبر فيه القيمة وانما يعتبر فيه القدر حتى لو ادى مكان نصف
 صدقة فطر مين وه يي جو منصوص عليه يي يعني جسكا صا ذكر يي اسين قيمت كا اصلا اعتبار نهين يي اسين صرف اندازه يي كا اعتبار يي بيان كيك اگر كسي في كيون كي آوي
 صاع من بر نصف صاع من تمر لا يجوز ان كان قيمة التمر اكثر من قيمة البر واما ما ليس به منصوص عليه فانما
 صاع كي جكه آد صاع چواري كا اوكري او تواجيز نهين يي اگر چه چواريون كي قيمت كيون سي بهت زياده يي اور جو اناج صاف مذكور نهين مين توده
 يلحق بالمنصوص عليه باعتبار القيمة لا بالقدر وعن ابي يوسف ان الدقيق اولى من البر لكونه اقرب الى
 اسين جسكا ذكر آي يي قيمت كر كر طار يي مين اندازه كي روسي نهين طاني اور ابو يوسف سي روايت يي كه آيا كيون سي بهتر يي كيون كيكها مين جلد كيكها يي
 المقصود والدراهم اولى من الكل لكونها ادفع للحاجة على المكلف الغني ان يودي ما ذكر من القدر والقيمة
 اور نقد سب يي بهتر يي كيون كيك نقد سي بهت خوب حاجتين يوري هو تي مين اور مكلف غني پير لازم يي كه فطره باعتبار اندازه يا قيمت كي
 عن نفسه وعن ولده الصغير ذكر اكان او انثى ان لم يكن للصغير مال حتى لو كان للصغير مال يؤدي
 اپني طرف سي اور اپني اولاد نا بالغ كي طرف سي ركا هو ياركي جس صورت مين نا بالغ كي ملك مين مل نهو اوكري يي كيك اگر صغير نا بالغ كي پاس مال هو تا و كيك
 عنه ابوه او وصيته من ماله ولا يجب عليه صدقة ولده الكبير وان كان في عياله ولا صدقة زوجة
 اب يي او كيك مال مين سي اوكري اور اولاد نا بالغ كي طرف سي صدقة ضرر پير واجب نهين هو تا اگر چه او كيك عيال مين داخل يي اور نه صدقة ضرر وكا واجب يي
 ولو ادى عنها بغیر امرها يجوز استحسانا لانه ما ذون فيه عادة ويعطى عن ملوكة للخدمة ولو مدبرا
 اور اگر او كيك طرف سي او كيك يي اوكري تو استحسانا چا يي كيون كيك عادت كي موافق اسين اجازت هو تي يي اور اپني غلام كي طرف سي يي اوكري جو خدمت كي او كيك

یصلی فی المصبر بالضعفاء والمرضى بناء علی ان صلاوة العید فی الموضعین جائزة بالاتفاق بخلاف
جوشم کی اندر نا تاوان اور بیامون کو غار شادی کیونکہ عید کی غار ایک شہر میں ہے

الجمعة فانها جامعة للجماة والتفرق بینا فيه ويستحب التكبير فی طریق المصلی لکن عند ایضیفة لا یجوز
جموعہ کی جموعہ جگہ جگہ نہیں ہی کیونکہ جمعہ جگہ جگہ کو جمع کر دیتا ہی اور تفرقہ اسکی خلاف ہی اور عید گاہ کی رستہ میں تکبیر نہیں ہی ہوتی جانا استحب ہی یعنی اگر کسی کو

فی هذا العید وعندہما یجہر بہ وهو رواية عنه ایضا وعن ابی جعفر انه قال لا ینبغی ان یسمع
عید الفطر میں آہستہ آہستہ پڑھی اور صاحبین کی نزدیک لپکار کر یہ ہے ابو جعفر سی روایت ہی اور ابو جعفر سی روایت ہی کہ عام کو تکبیر ہی منع کرنا

العامۃ عن ذلك لقلة رغبتهم فی الخیر فعلى هذا کان الاولی یصح ان یکبروا لکن لا علی هیئۃ
اچھا نہیں ہی کیونکہ خیرات کی طرف پھیل ہی او کو توجہ کمتر ہی اس روایت کی موافق یہ ہی بہتر ہی کیونکہ پڑا کرین پر سب کو ملکہ

الاجماع ولا اتفاق فی الصوت ومراعات لانعام فان ذلك کله جازم بل یکبر کل واحد بنفسه واذا
اور ایک آواز بنا کر راگنی کی تال سم پڑھیں چاہی کیونکہ یہ تمام طریق حرام ہیں بلکہ ہر ایک جدا جدا تکبیر پڑھی اور جب

بلغ المصلی قطع التكبير وروی عن ابی موسی الرضا انه یکبر فی کل عشر خطوات مرة حتی یبلغ الجبابة
عید گاہ میں پہنچے تو تکبیر موقوف کرے اور ابو موسی رضا سی روایت ہی کہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایک ایک تکبیر پڑھتی ہوئی عید گاہ تک پہنچ جاتی تھی

ولو توجه الرستاقی الی المصلی لیل من فرسۃ ونحوه یبدأ بالتکبیر اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوة
اور اگر کوئی گروناح کا رہتی ولا رات کو عید گاہ میں کوس بہرہ کم زیادہ فاصلہ آجادی تو صبح صادق ہوئی ہی تکبیر پڑھتی شروع کرے ہر جگہ کا وقت

وخرجه وقت الکراهۃ بارتقاء الشمس یصلی الامام بالناس لکعتین بلا اذان ولا اقامة یکبروا ولا لافتا
آجادی اور وقت مکروہ آفتاب بلند ہونی ہی گذر جادی تو امام لوگوں کی ساتھ دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑھی پہلی تکبیر تحریمہ کی

ثم یضع یدیه تحت سترته ثم یشی ثم یکبر ثلاث تکبیرات یفصل بین کل تکبیرة بقدر ثلث تسبیحات
پھر دونوں ہاتھ ناف کی نیچی باندھ لی پھر سچا نک اللہ پڑھی پھر تین دفعہ تکبیر کی ہر تکبیر کی سچ میں بقدر تین تسبیح کی فرق رکھی

لانها تقام یجمع عظیم وبالموالاة یشتبہ علی من کان بعیدا ویرفع یدیه عند کل واحدة من ثلاث
اسو اسطی کہ پڑھی ابنہ میں اتفاق ہوتا ہی ہی درہی ہی فاصلہ کہی میں دور کی آدمیوں کو شاید سنائی نہ دی اور اپنی دونوں ہاتھ ہر تکبیر کی ساتھ

التکبیرات الثلاث ویرسلہما فی اثناہن ثم یضعہما تحت سترته بعد الثالثة ویتعوذ ویسمی ثم یقرأ
تینوں دفعہ کان تکبیرا ہی اور تین میں دونوں ہاتھ چھوڑی رکھی پھر بعد تین بار کی ناف کی تلی دستور کی موافق باندھ لی اور غول اللہ تکبیر کی اور سب سے پہلے

الفاتحة وسورة ثم یکبر ویرکع فاذا قام الی الركعة الثانية یبدأ بالقراءة ثم یکبر بعدھا ثلثا یفصل
سورہ فاتحہ اور ایک سو کوئی سورہ پڑھی پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرے پھر جب دوسری رکعت کی واسطی پڑھو تو قرات قرآن کی شروع کرے کہ یہ بعد قرات کی تین تکبیرا

بینہن بقدر ما ذکرنا فیرفع یدیه ویرسلہما عند کل تکبیرة ویرکع ویرکع فی کون
اونکی پہچن ہی اسبق قدر فاصلہ کی جواب دے گی اور دونوں ہاتھ اوٹا دی اور ہر تکبیر پڑھوئی رکھی اسوقت میں ہاتھ کا باندھنا ثابت نہیں ہی ہر تکبیر کے رکوع

الركعتین تسعا لث منها اصلیتا تکبیرة الا فتلم وتکبیرتان للركوع وستة منها زائد ثلاث فی الركعة
اب تکبیرین دونو رکعت کی نو تکبیرہ ہر دو میں ہی اصل ہی ہیں یعنی تکبیر تحریمہ اور دو تکبیرین دونو رکوع کی اور ان میں کی چھ تکبیرین زائد ہیں تین پہلی رکعت میں

الاولی قبل القراءة الثانية بعد القراءة ولونسی التکبیر فی الركعة الاولى حتی قرأ بعض
قراوت سچا پہلی اور تین دوسرے میں والین قراوت کی پہچی اور اگر پہلی رکعت میں تکبیر کہنی بہو لی گیا اسکا کہ تہوڑی سی

الفاتحة او کلھا ثم تذکر یکبر و یجید الفاتحة وان تذکر بعد قراءة الفاتحة والسورة یکبر ولا یجید القراءة
ایساری سورہ فاتحہ پڑھ لی پھر تہیا دای تو اب تکبیر کہہ کر فاتحہ کو دوبارہ پڑھی اور فاتحہ اور دوسری سورہ پڑھ کر یاد آئی تو صرف تکبیر ہی کی قراوت کو دوبارہ

والا لیس والکون لیس والکون لیس

—

تہا

لا

لا

عند الامام بروية الهلال فانه يصلي بالناس صلوة العید من الغد لان هذا تأخير بعد وقد ورد
 امام کی پاس چاند کی گواہی دین تو اب امام عید کی غائز کو کون کو اگلی دن یعنی دوسری تاریخ پڑاوی کیونکہ اچانکی میں تاخیر ہوئی اور دواہیت ہی
 ان قوماً شهدوا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد الزوال بروية الهلال فامر النبي صلى الله عليه وسلم
 کہ ایک قوم فی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اگر دو پہر ڈھلی چاند کی گواہی دی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حکم فرمایا تھا
 بالخروج الى المصلي من الغد واما التأخير فغير حذر فلا يجوز ان حدث عذر يمنع من الصلوة بعد
 کہ کل یعنی دوسری تاریخ عید گاہ میں چلین اور بی عذر تاخیر کرنی جائز نہیں ہی اور اگر ایسا عذر پیش آوی کہ جسمیں اگلی دن ہی غائز ہو سکی
 الغد لا يصلي بعده لان الاصل فيها ان لا يصلي في اليوم الثاني ايضا لكون يوم الفطر واحداً لکن قد ورد
 تو پہر غائز نہیں ہی کیونکہ اصل اسمین یہہ ہی ہی کہ اگلی روز ہی غائز نہ نہیں کیونکہ یوم فطر ایک ہی ہی لیکن حدیث شریف میں
 الحديث بالتأخير الى اليوم الثاني عند العذر فبقی ما وراءه على قضية القياس ثم ينبغي ان يعلم
 اگلی دن تک تاخیر عذر کی حالت میں اگلی ہی سوا دسکی بعد قیاس کی مطابق ممنوع ہی بہر سمجھنی کی بات ہی
 ان روية الهلال وان كان سبباً لوجوب الصوم والفطر لقوله عليه السلام صوموا لرؤيته وافطروا
 کہ چاند کی دیکھنی ہی اگرچہ روزہ رکھنا ہی اور روزہ افطار کرنا ہی واجب ہو جاتا ہی کیونکہ نبی علیہ السلام فی فرمایا ہی روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار
 لرؤيته لكن العمل به لا يلزم الا بعد قضاء القاضی ولهذا يلزم المراجعة اليه ثم انه اذا كان في السماء
 کہ چاند دیکھ کر بر عمل اس حدیث کی موافق بدون حکم قاضی کی نہیں ہوتا اسہو اسطی قاضی کی پاس مراجعت کرنی چاہی بہر اگر آسمان میں یکجہ
 علة سواء كان غيماً او دخاناً او غباراً او نحو ذلك لا يقبل في هلال الفطر الا شهادة رجلين
 کہ کاٹ ہو برابر ہی کہ ابر ہو یا دھواں ہو یا غبار ہو یا اگر غبار ہو یا مانند اسکی تو ہلال فطر میں گواہی مقبول نہیں ہوگی بدون دومردون
 او رجلين وكما يشترط فيه العدد يشترط الحرية والعدالة ولفظ الشهادة لتعلق حق العباد به لا هم
 یا ایک مرد اور دو مردون کی اور جیسی یہہ عدد و شرط ہی ایسی ہی یہہ شرط ہی کہ گواہ آزاد عادل ہوں اور لفظ شہادت کا ہو کیونکہ اس ہی حق العباد متعلق ہیں
 ينتفعون به فيثبت بها يثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فانه المتعلق به حق الشرع وهو
 اسلی کہ اوکا اسمین نفع ہی سو عید کا چاند اسہو طر پٹا بت ہوگا جسطور اوکی تمام حقوق ثابت ہوتی ہیں برخلاف چاند رمضان کی کیونکہ اس چاند ہی صرف حق شرع متعلق ہی
 الصوم فيكتفي فيه بخبر الواحد لعدل حرا كان او عبداً ذكر اكان او انثى واما اذا لم يكن في السماء علة فلا
 یعنی روزہ سوا اسمین ایک شخص عادل کی خبر ہی کافی ہی آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت ان اگر آسمان صاف ہو یکجہ ہو کہ نہ تو اب
 شهادة الواحد كماله رمضان ولا شهادة الاثنين في هلال الفطر وانما تقبل شهادة جمع كثير يقع العلم بخبرهم
 گواہی ایک شخص کی رمضان کی چاند میں اور گواہی دو شخص کی عید الفطر کی چاند میں مقبول نہیں ہوگی لب گواہی بہت انہو کی موصول ہوگی جنکی خبر ہی یقین آجادی
 واختلفوا في مقدار ذلك فقل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلاً وعن محمد لا بد ان يتواتر
 اور اس انہو کی مقدار میں اختلاف ہی بعضی کہتی ہیں ایک محلہ والی چاسمیں اور بعضی کہتی ہیں پچاس مرد چاسمیں اور امام محمد ہی روایت ہی کہ ہر طرف ہی
 الخبر من كل جانب والصحيح انه مفض الى رأى الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعي الموجب
 خبر کا ہر طرف ہی آنا چاہی اور صحیح مذہب ایہہ ہی کہ حاکم کی راہی پر حوالہ ہی اسو اسطی کہ جو علم اوکی خبر ہی حاصل ہوتا ہی تو اس ہی علم شرعی راہی ہی اس ہی عمل
 للعمل وهو غلبة الظن لا العلم بمعنى التيقن ومن رأى هلال الفطر وحده وشهد عند القاضي ولم يقبل
 کرنا واجب ہو جادی یعنی ظن غالب ہو جادی علم یقین کی درجہ کا مرد نہیں ہی اور اگر کسی فی عید کا چاند اکیلی فی دیکھا اور قاضی کی رو برو جا کر گواہی دی براؤکی گواہی
 شهادته فانه يصوم ولا يفطر وان افطر يقضى ولا كفارة عليه ولو رأى الامام هلال الفطر وحده لا
 مقبول نہوئی تو اسکو چاہی کہ روزہ رکھی افطار نہ کری اور اگر افطار کیا تو قصاری اور اسپر کفارہ نہیں ہی اور اکیلی امام فی اگر عید کا چاند دیکھا تو افطار نہ کری

ولا يخرج صلوة العید من راي هلل الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم وافطر قال في المحيط المختار
 اور عید کی نماز کو ہی بخاوی اور اگر کسی نے عید کا چاند عمر کی وقت دیکھ کر اس خیال سے کہ مدت روزوں کی تلخ ہوئی رضہ افطار کر ڈالا محیط میں ہوتا ہی
 فی وجوب الکفارة والاكثر على الوجوب ولوان اهل بلدة واواهلل رمضان صاموا تسعة وعشرين
 کہ بابت وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثر فقہ کفارہ واجب بتائی ہیں اور اگر ایک شہر والوں فی رمضان کا چاند دیکھ کر انیس روزہ رکھی تھی
 يوما فشهد جماعة عند القاضي في اليوم التاسع والعشرين ان اهل بلدة كذا واواهلل رمضان في
 کہ سہین ایک گروہ فی قاضی کی پاس انیسویں تاریخ اگر گواہی دی کہ فلاں شہر والوں فی رمضان کا چاند فلاں شب میں تیس ایک دن پہلی
 ليلة كذا قبلكم بيوم فصاموا وهذا اليوم يوم الثلثين من رمضان واهل هذه البلدة لم يروا الهلال
 دیکھ کر روزی رکھی ہیں اور آج رمضان کی تیسویں تاریخ ہی فقط اور حال یہ ہے کہ اس شہر والوں کو اس شب میں چاند نہیں نظر آیا تھا
 في تلك الليلة والسماء مصحبة لا يباح لهم الفطر خدا ولا يترك التراخي لان هذه الجماعة لم يشهدوا البروة
 باوجودیکہ آسمان صاف تھا تو اب ان لوگوں کو اگلی دن افطار کرنا مباح نہیں اور نہ تراویح ترک کرنا سنی کہ اس گروہ فی نہ چاند دیکھنے کی گواہی دی ہی
 ولا على شهادة غيرهم وانما حكموا روية غيرهم واما لو كان شهدوا عند القاضي ان قاضي بلدة كذا
 اور نہ اور نہ کسی گواہی پر گواہی دی ہی صرف اور دن کی رویت کا حل بیان کیا ہی ان اگر قاضی کی سامنی یہ گواہی دی کہ فلاں شہر کی قاضی کی سامنی
 شهد عنده شاهدان بروية الهلال في ليلة كذا وقضى ذلك القاضي بشا دتهما جاز هذا القاضي ان
 دو گواہوں فی فلاں شب میں چاند دیکھنے کی گواہی دی تھی اور اس قاضی فی او کی گواہی کی موافق حکم جاری کیا تو اب اس قاضی کو ہی جائز ہوتا کہ اگلی گواہی کی موافق
 يقضى بشهادتهما لان قضاء القاضي الاول حجة فيجوز العمل به يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضا الله بلفظه
 حکم کر دیتا اس واسطے کہ پہلی قاضی کا حکم حجت ہی اور پھر عمل کرنا جائز ہی اتنی جہر آسان کر اعمال اپنی موافق رضا کی اپنی لطف اور
 وكرمه امين يا معين المجلس الثالث والثلاثون في بيان فضيلة صوم شوال قال رسول الله
 کرم سی قبول کر یا مددگار تینتیسویں مجلس میں بیان روزہ ماہ شوال کی فضیلت کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
 من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال كان كصيام الدهر هذا الحديث من صحيح المصا بيه رواه
 جس فی رمضان کی روزہ رکھی پھر اوسکی پیچھی چہ روزہ شوال کی رکھی تو ایسا ہی جیسی تمام سال کی روزی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ اور
 ابوهريرة وابو ايوب الانصاري وانما كان ذلك كصيام الدهر لان الحسنة تصاعف بعشر امثالها
 ابویوب انصاری کی روایت سی اور یہ روزی مانند روزوں سال کی اسنی ہیں کہ حسنات دس گونہ زیادہ ہوتی ہیں
 فمن صام رمضان يصير كانه صام عشرة اشهر ثم اذا صام بعد ستة ايام من شوال يصير
 بہر جس فی رمضان کی روزی رکھی تو گویا دس مہینے کی روزی رکھی بہر اگر بعد اوسکی شوال میں چہ روزی رکھی تو
 كانه صام شهرين فيكون المجموع كاثني عشر شهرا فان قيل يفهم من هذا الكلام ان المراد من الدهر
 گویا دو مہینے کی روزی رکھی بہر سب ملکر گویا بارہ مہینے کی روزی ہوئی اگر اعتراض کریں کہ اس کلام سی یہہ سمجھا جاتا ہی کہ دہری مراد
 السنة لكن استعمال الدهر بمعنى السنة غير متعارف في كلامهم بل هو عند اهل اللغة يطلق على الابد
 ایک سال ہی پر دہر کا استعمال سال کی معنوں میں عرب کی کلام میں بایا نہیں جاتا بلکہ دہر کی لفظ کو لغت والی زمانہ بدی پر بولتی ہیں
 وقد اتفق ابو حنيفة وصاحباہ على ان الدهر المعروف باللام يكون للمعروف الظاهر ان يحمل على مدة العمر
 اور امام ابو حنیفہ اور صاحبین اس بات پر متفق ہیں کہ دہر کا لفظ الف لام کی سائنہ یعنی الدہر تمام عمر کی معنوں میں ہی تو اب ظاہر یوں معلوم ہوتا ہی کہ تمام عمر
 ولا وجه لحمله على السنة فالجواب ان الحمل على السنة هو الحمل على مدة العمر لان المكلف لا بد ان يصوم
 معنی میں ایک سال کی معنوں کی کوئی وجہ نہیں ہی تو جواب یہہ ہی کہ سال کی معنی یعنی بہر عمر کی ہیں اس واسطے کہ مکلف آدمی کو ضرور ہی کہ رمضان کی روزی

رمضان ثم اذا اعتاد ان يصوم بعد ستة ايام من شوال يكون لمن صام مدة عمره فان قيل
 رکھی پہر جب یہ حادث ہوئی کہ بعد اوسکی شوال میں چہ روزی رکھا کری تو ایسا ہی کہ اپنی تمام عمر روزی رکھی اگر کوئی اعتراض کری
 من صام شهرًا كاملاً ای شہر کاں ثم صام بعد ستة ايام يكون كصيام سنة بمقتضى قوله تعالى
 جب کوئی کسی ایک پوری مہینہ کی روزی رکھی پھر اوسکی بعد چہ روزی اور رکھی تو یہ ہی برابر ایک سال کی ہونگی موافق مضمون اس آیت کی
 مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ مِّثْلُهَا فما وجه تخصيص رمضان وشوال بالذكر فالجواب ان شهر
 جو کوئی لایا نیکی اوسکو ہی اسی دس گونہ پہر خاص رمضان اور شوال کی ذکر کرنی کی کیا وجہ ہی تو جواب یہ ہے کہ رمضان کا
 رمضان متعين للصوم وشهر شوال لوقوعه عقیبه كان صیامه فی الفضل ولحقابه فی الشرف
 مہینہ وروزوں کی لئے متعین چلا آتا ہی اور شوال کا مہینہ چونکہ اوسکی بعد اوس ہی متصل ہی تو شوال کی روزی ہی فضیلت میں رمضان کی مانند ہیں اور شرف میں
 حتی قيل صيام ستة ايام من شوال يلحق بصيام رمضان ويكون لمن صامها مع رمضان كصيام
 اوسکی ساتھ ملے ہوئی ہیں بیان تک کہ کہتی ہیں چہ روزی عید کی چاند کی رمضان کی روزوں میں داخل ہیں اور جو کوئی شوال کی چہ روزی ہمراہ رمضان کی ادا کری اوسکو ایسا تو
 الدهر فرضاً فلذلك خصا یا ہما بالذکر من بین سائر الشهور ثم لا فضل ان يكون صومها بعد يوم الفطر
 ہی گویا تمام سال کی فرض روزی ادا کی اس لئے خاص ان دونو مہینوں کا تمام مہینوں میں ہی ذکر کیا پہر افضل یہ ہے کہ روزی شوال میں بعد عید الفطر کی
 متوالية وحكى عن بعض العلماء كراهة صومها متصلا به حرزا عن التشبيه باهل الكتاب في زيادتهم
 پی در پی ہونا اور بعضی علماء ہی مذکور ہی کہ متصلاً روزی مکروہ ہیں تاکہ اہل کتاب کی مشابہت نہ ہو
 على الفرض لكن كراهة فيه في المختار لان الكراهة انما تكون فيما لا يؤمن ان بعد ذلك من رمضان
 لیکن مختار مذہب میں کچھ کراہت نہیں ہی کیونکہ کراہت تنبی ہی کہ یہ خوف ہو کہ یہ روزی رمضان میں شمار کی جائیگی
 ويكون تشبيها بالنصارى في زيادتهم على الفرض فذلزال هذا المعنى لا تنفقاء الاتصال بفصل يوم
 اور مشابہت نصاریٰ کی فرض چہ ہر ماہ میں ہر چالیسی اور یہ بات تمہارا ہی جب کہ عید کا روز بچیں آجانی ہی اتصال جاتا رہے
 الفطر مع ان كلامهم يشير الى ان الكراهة في حق العوام لا في حق اهل العلم وروى عن ابي حنيفة انه
 باوجودیکہ فقہاء کی کلام میں یہ اشارہ ہی کہ عوام کی حق میں مکروہ ہی اہل علم کی حق میں مکروہ نہیں ہی اور روایت ہی ابو حنیفہ ہی کہ
 كرهه متتابعاً ومتفرقاً والمتأخرون من علماء مذهب لم يروا به باساً لكنهم اختلفوا في ان لا فضل
 مکروہ جانی ہی پی در پی کو اور جدا جدا کو اور متاخر علماء مذهب اس میں کچھ باک نہیں جانتی پر اس میں اختلاف کرتی ہیں کہ آیا افضل پی در پی ہیں
 التابع والتفرق فان فرقها او اخرها عن اوائل الشهر يحصل له فضيلة الاتباع ويكون البعد من شهرته
 یا جدا جدا اگر جدا جدا کی یا اول ماہ ہی گذر کر آخر مہینہ میں رکھی تو اوسکو فضیلت اتباع کی ملجائی ہی اور اختلاف کی شبہ سی ہی الگ ہوتا ہی
 الاختلاف اما ما قيل هذا شيء وضعه الجهال وكل حديث يروى فيه فهو موضوع فلا ينبغي ان يسمى هذا
 اور یہ کہ جو کہتی ہیں کہ یہ بات جاہلون کی گھڑ ہی اور جو حدیث اس باب میں مروی ہی وہ سب موضوع ہیں تو یہ طعن سنن کی لاپٹی
 الطعن لان هذا الحديث ثابت في صحيح مسلم وكل حديث ثبت في احدي الصحيحين لا يسمى طعن الوضع
 نہیں ہی کیونکہ یہ حدیث صحیح مسلم میں موجود ہی اور جو حدیث صحیح مسلم یا صحیح بخاری میں موجود ہو وہیں عیب وضعی ہونی کا موقع نہیں ہی
 ثم ينبغي ان يعلم ان بعض الناس كانوا لا يرون يميناً في التزوج في شوال ويتطيرون به وهذا من امر الجاهلية
 یہ سمجھتی کی بات ہی کہ بعضی آدمی شوال میں نکاح کر نیکو مبارک نہیں جانتی اس میں مدفالی لیتی ہیں سو یہ بات جاہلیت کی ہی
 فانهم كانوا يتشامون بشوال من النكاح فيه وسبب ذلك على ما قيل ان طاعونا وقع في شوال في سنة
 جاہلیت والی شوال میں نکاح کر نیکو محس جانتی تھی اسکا سبب یہ کہتی ہیں کہ ایک سال میں ماہ شوال کی اندر وبا طاعون پیدا ہوئی تھی

من السنین ومات فیہ کثیر من العرایس فتشام به اهل الجاهلیة وقد ورد فی الشرع باطلاله
 او من بہت ہی دہنیں مرگئی تھیں سوال جاہلیت کی اسکو بخش ہوا گیا اور شرع میں اسکا ابطال ظاہر موجود ہی

کہا مروی عن عائشة انہا قالت تزوجنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شوال وبنی بنی فی شوال فانی
 چنانچہ عائشہ ہی روایت ہی کہ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے شوال میں نکاح کیا اور ماہ شوال میں مجھے ہی بیاہت کی یہ کہتی

نساء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان احظی عنده منی قال للنور انہا قصدت بہذا مہما کان علیہ
 بی بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھ سے زیادہ بہرہ منہ تھی نوری کہتا ہے کہ عائشہ مقصود اس بیان سے یہ کہنا اعتقاد

اہل الجاہلیة من ظہر التزوج فی شوال فانہم کانوا تتشامون بشہر شوال فی النکاح فیخاصۃ کما کانوا یشمون
 اہل جاہلیت کا ہی یعنی ماہ شوال میں نکاح کرنے کی بدشکونی کیونکہ اہل جاہلیت وہ شوال میں صرف نکاح کر لیتے تھے جس سے وہ صفر کو

بشہر صفر مطلقا ویقولون انہ شہر مششوم وکثیر من الناس فی ہذا الزمان یوافقونہم ویبتشامون
 مطلق سب باب میں منحوس جانتی تھی اور کہتی تھی کہ یہ مہینہ منحوس ہی اور بہت لوگ اس زمانہ میں ہی اولی ساقی بنکر ماہ صفر کو منحوس سمجھتی ہیں

بشہر صفر ویبتنعون فیہ عن السفر والتزوج وغیرہما فان تخصیص الشوم بزمان دون زمان کثیر شوال
 اور اس مہینے میں سفر اور نکاح وغیرہ نہیں کرتی بیشخصیہ صیت نحوست کی کہ کسی وقت ہو اور کسی وقت نہ ہو جیسا کہ شوال

وغیرہ غیر صحیح فان الزمان کلہ من خلق اللہ تعالیٰ ویقع فیہ افعال العباد فکل زمان شغلہ العبد بطا
 وغیرہ میں صحیح نہیں ہے کہ چونکہ تمام زمانہ اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہی جس میں تمام عباد اللہ کا بار کرتی ہیں سو جس زمانہ کو آدمی عبادت میں صرف کرتی

فہو زمان مبارک علیہ وکل زمان شغلہ العبد بمعصیۃ فہو زمان مششوم علیہ والشوم والیمن
 وہ زمانہ اوسپر مبارک ہے اور جس زمانہ کو آدمی معصیت میں صرف کرتی وہ زمانہ اوسکی حق میں منحوس ہی اور منحوس اور مبارک

فی الحقیقۃ ہو المعصیۃ والطاعة کما قال عدی بن حاتم عن المرء وشومہ بین لمحیۃ یعنی لسان
 حقیقت میں معصیت اور طاعت ہی چنانچہ عدی بن حاتم کہتا ہے آدمی کی برکت اور نحوست دونوں بجز ان میں ہی اور زبان ہی

وقال ابن مسعود ان کان الشوم فی الشئ ففیما بین اللحین یعنی اللسان واما شئ اخرج الی طول السجین
 اور ابن مسعود کہتے ہیں اگر کسی چیز میں نحوست ہو کر فی تو اس میں ہوتی جو دونوں کل میں ہی یعنی زبان اور کوئی چیز سوا زبان کی ایسی نہیں جو قید کی زیادہ سے

من اللسان وروی عن عائشۃ انہ علیہ السلام قال الشوم سوء الخلق فلا شوم فی الحقیقۃ الا المعاصی
 اور حضرت عائشہ ہی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا نحوست بد خلقی ہوتی ہی سو اب حقیقت میں نحوست سوائے معاصی اور

الذنوب فانہ تسخط اللہ تعالیٰ فانہ تعالیٰ اذا سخط علی عبد یموت فذلک شقی فی الدنیا والاخرۃ واذا
 گناہوں کی کوئی چیز نہیں ہی کیونکہ گناہ سے اللہ تعالیٰ بیزار ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ اگر کسی بندہ سے بیزار ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت میں بد بخت ہی اور اگر

رضی عن عبد یموت فذلک العبد سعید فی الدنیا والاخرۃ وبعض الصالحین قد شکى الیہ عن
 کسی بندہ سے راضی ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت میں نیکی بخت ہی اور بعضی صلحا کی پاس عام مصیبت کی جس میں

بلاء وقع الناس فیہ فقال ما اری ما انتم فیہ من البلاء الا بشوم الذنوب فعلى هذا یموت
 تمام خلق گرفتار تھی شکایت کی جواب دیا جس بار میں تم گرفتار ہو چکو سوا نحوست گناہوں کی معلوم نہیں ہوتی اس حکایت کی موافق

المعاصی مشوم علی نفسه وعلى غیرہ فانہ لا یؤمن ان یمنزل علیہ عذاب فیعم الناس
 نافرمان بندہ آپ اپنی جان پر اور سب پر منحوس ہی کیا بعید ہی کہ اوسپر عذاب نازل ہو پھر سبکو پکڑی

خصوصاً من لم ینکر عملہ فالبعد عنہ لانہم وکذلک الاماکن التي یفعل فیہا المعاصی
 خاصاً ان کو جو اوسکی عمل سے انکار نہیں کرتی سو اوس ہی دور رہنا لازم ہی ایسی ہی اون کمانوں سے جہاں معاصی عمل میں آتی ہیں

یلزم البعد عن الحرب منها خشية نزول العذاب على من كان فيها كما قال النبي صلى الله عليه وسلم لا صحابة
 دورهمنا اور ہمارا گنا چاہی اس خوف کی ماری کہ سہارا جو جو اوس مکان میں ہیں سب پر عذاب نازل ہو چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی یادوں کو
 حین ہر علی دیار نشو و نما بالجر لا تدخلوا ما کن هؤلاء المعتدین الا ان تكونوا باکین خشية ان يصيبكم فاصلاً
 منع فرمایا جب وہ حجر میں دیار قوم شود پر گزری کہ ان کو کون حدیسی پڑی ہو وہ کی مکانات میں داخل نہ ہونا مگر وہ فی ہوی اس خوف کی ماری سہارا پھر ہی وہ عذاب
 فان هجران اهل العصيان من جملة الهجرة لما موربنا التي سبب المغفرة الذنوب والخطايا الا ترى ان الذي
 جوا نہ آتا آجادی بیٹک ان عصیان سی مایب ترک کرنا ہجرت میں داخل ہی جسکا حکم ہی اور باعث بخشش ذنوب اور خطا کا ہی کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ صبی
 قتل مائے نفس من بنی اسرائیل سئل علما من علماء ہم هل له توبة فقال له العالم نعم وامر ان ينتقل من
 سوا آدمی بنی اسرائیل کی قتل کر کے آئینی عالموں میں سے ایک سی پوچھا آیا میری کوئی توبہ ہی عالم نے اوسکو جواب دیا ان اور اوسکو بتایا کہ مفسد

قرينة الفساد الى قرية الصلح وادركه الموت بينهما واختصم فيه ملكة الرحمة وملكة العذاب واوحى
 گانوں میں سے صالح مکانوں میں چلا جا پھر وہ دونوں مکانوں کی پیچھن جاتا ہوا اگر کیا اب رحمت اور عذاب کی فرشتوں میں جھگڑا ہوا کہ دونوں میں سے اسکو کون
 الله اليهم ان قيسوا بينهما والى انهما كان اقرب الحقوة ما فوجدها الى القرية الصالحة اقرب برؤية الحجر
 اور اللہ تعالیٰ نے ان کو دو جی بھیج کر کہ ان کو جودہ ہر نزدیک ہوا اور ہر ملا دو پھر اوسکو صالح گانوں کی طرف اتار نزدیک پایا جتنا دیکھا پتلی کی ہیں

بقا برحمة الله تعالى و مغفرته المجلس الرابع والثلاثون في بيان فضيلة العشرة اول من ذي
 سوا اللہ کی رحمت اور مغفرت سی اور ہر ملا دیا چونیسویں مجلس ماہ ذی الحجہ کی پہلی عشرہ کی فضیلت کی بیان میں

الحجة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من ايام العمل الصالح في من احب الى الله تعالى من هذه الايام
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی دن ایسی نہیں ہیں جتنیں عبادت اللہ تعالیٰ کو محبوب تر ہو نہ نسبت ان دنوں کی

هذا الحديث من صحيح المصايم رواه ابن عباس والمراد من هذه الايام العشرة اول من ذي الحجة بدليل قوله
 یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابن عباس کی روایت سی اور ماہ ذی الحجہ کی ایام سی دالوجہ کا پہلا دہائی اسواسطی کہ اور حدیث میں ارشاد ہی

في حديث اخر ما من ايام احب الى الله تعالى ان يتعبد له فيها من عشر ذي الحجة يعدل صيام كل يوم منها
 کوئی دن نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی عبادت اور تہنیں محبوب تر ہو نہ نسبت عشرہ ذی الحجہ کی کہ اس میں سی ہر روز کا روزہ برس دن کی روزوں کی برابر

بصيام سنة وقيام كل ليلة منها بقيام ليلة القدر وانما كان العمل الصالح في هذه الايام افضل لانها ايام
 اور ہر شب کا قیام قیام لیلۃ القدر کی برابر ہوتا ہی اور ان دنوں میں عمل صالح اسلٹی افضل ہی کہ یہ دن بیت اللہ

زيارة بيت الله تعالى والمسجد الحرام والبلد الحرام والوقت اذا كان افضل يكون العمل الصالح فيه افضل
 اور مسجد حرام اور مکہ کی زیارت کی ہیں اور وقت جب افضل ہوتا ہی تو اس میں عمل صالح ہی افضل ہوتا ہی

وروي عن ابی الدرداء انه قال عليك بصوم ايام العشر واكثر الدعاء والاستغفار والصدقة فيها فافى
 اور ابو درداسی روایت ہی کہ کبھی تھی اپنی اور ہر روزی ان دس دن کی اور بہت دعا اور استغفار اور خیرات لازم کرلو

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم الويل لمن حرم خير ايام العشر عليكم بصوم اليوم التاسع خاصة فان فيه
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سہاری افسوس ہی اوس شخص پر جو ان دس دن کی خوبی سی محروم رہا اور اپنی اور خاص کر نون تاریخ کا روزہ لازم کرلو کہ میں

من الخيرات اكثر من ان يحصيها العادون وروي انه عليه السلام قال يوم عرفة احسب على الله تعالى ان يكفر السنة
 اسقدر خوبی ہی کہ شمار کر نیوالوں کی اندازه سی طہر ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں ایسا گان کرنا ہوں کہ عرفہ کا دن ایک سال گزشتہ

التي قبلها والسنة التي بعدها يعني ان من صام يوم عرفة ارجو من الله تعالى ان يغفر ذنوبه الصغائر
 اور ایک سال آئندہ کا کفارہ ہو جاوی مراد یہ ہے کہ جس نے ذی الحجہ کو روزہ رکھا تو امیدی اللہ تعالیٰ سی کہ اوسکی تمام صغیرہ گناہ

لواقعة فی السنة الماضية یتکون فی حفظ الله تعالى وکنفه من اقتران الذنوب فی السنتہ بیان فضیلہ
جور سال گذشتہ میں ہوئی ہیں معارف ہو جویں

فی فتاویہ ولا باس بضموم یوم عرفۃ سوامکان فی الحضرة والسفر اذا کان یقری علیہ ویکره صوم عروہ وسمی علیہ
یعنی فتاوی میں کہتا ہی عرفہ کی دن کی روزہ میں کچھ مضائقہ نہیں ہی برابر ہی مقیم ہو یا مسافر ہو اگر روزہ رکھنی کی طاقت رکھتا ہی اور عرفات میں عرفہ کی دن کا
یوم الترویہ لانہ یعجز عن اداء افعال الحج فاذا اراد العبد ان ینال الثواب والفصائل التي ذکرها النبی علیہ السلام
ذکر کی آیتوں تاریخ کا روزہ اسلامی کہ ارکان حج کی ادا کر فی ہی کا اگر آدمی بیمار آرزو کرے کہ وہ فواس اور فضیلت جو سب سے بڑی اسلام علیہ وسلم فی ذکر فرمائی ہی رہی
ینبغی لہ ان یعرف حرمة الوقت وشرفه ویحفظ فیہ لسانہ عن الکذب الغیبة وقیم الکلام ویراجع عن الخ
قرین چاہی کہ وقت عزت اور شرافت کا لحاظ رکھی اوسیں یعنی زکال کو جھوٹ اور غیبت اور یہودہ ظالم سی بند رکھی اور انی اعضا انکبہ اہلہ وغیرہ خطا سی بجاوی

والاثام وقلبه عن العجب والكبر وعلو الانام هذا ما بینہ النبی علیہ السلام من العبادة فی یوم عرفۃ واما الاجتماع
وراجی دل کو غرور اور کبر اور خلقت کی دشمنی سی نگاہ رکھی عرفہ کی دن میں ہر عبادت ہی جو نبی علیہ السلام فی فرمائی ہی

فی ذلك اليوم فی الجامع او فی مکان خارج المصر تشیبا بالواقفین فلیس بشی لان الوقف عبادة مخصوصة بعرفات
مسجد جامع میں یا جنگل میں کسی مکان کی انداموہ کر عرافات والوں کی مشابہت کی ہی عرفہ کی اصل ہی اسلوسی کہ وقوف بعرفات عبادت مخصوصہ عرفات برہی

فلا یکن عبادة فی غیرها کسائر الناس حتی ان احدا طاف حول المسجد سوی الکعبة یخشى علیہ الکفر وروی عن
سواء اور کسی جگہ عبادت نہیں ہو سکتی جیسی حج کی اور احکام یہاں تک اگر کوئی شخص کسی مسجد کی گرد طوف کرے سوای کعبہ کی تو کفر کا حریف ہی

ام سلمة انه علیہ السلام قال اذا دخل المعشہ ولم اذ ان یضی فی العیس من شعرة وبشرته شبثا فی رواية من رای هلا
روایت ہی کہ سید علیہ السلام فی فرمایا جب معشہ ذی الحجہ کا شروع ہوئی اور ہمارے کسی ارادہ ہو تو انھی بال اور دن کو کچھ نہ جھوٹی

ذی الحجۃ وازاد ان یضی فلا یأخذ من شعرة واطفاره قال فی شرح السنتہ اختلف العلماء فی العمل بظاهر هذا الحد
اور قرانی کر کیا ارادہ ہوا تو مال اور ناخن نہ تراشی

فذهب قوم الى ان یرید التضعیة لا یجوز لہ بعد دخول العشر ان یأخذ من شعرة وطفرة مالم یدبح وقالوا النہی
سوا یک گروہ کا یہ مذہب ہی کہ جو عمر قرآن کا ارادہ کرے تو اسکو ماہ ذی الحجہ کا شروع ہونے کی بعد فرمایا و یج کر فی ہی سہلی اپنی مال یا ناخن تراشی چارہ نہیں ہیں اور کہتی ہیں کہ معاملت

فیہ للتحریم وكان ابو حنیفة ومالك والشافعی یروونک علی الذرب والاستحباب قال فی شرح المنیة یندب لمن
واسطی حرمت کی ہی اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور امام شافعی اسکو مندوب اور تحب سمجھتی ہی

اخذ ان یضی تاخیر تقليم الاظفار وحلق الراس الى ان یضی ولا یجب ان استلزم التأخیر الکراہتہ لا یؤخر وھو ما
کہ قرانی فوج کر فی تک ناخن تراشی اور سر مونڈانی میں تاخیر کرے اور واجب ہیں ہی

زاد علی الاربعین ان قد خکر فی القنیة ان افضل العبد ان یقلم اظفاره ویقص شاربه ویحلق عانته وینظف بدنہ
کہ چالیس دن سی زیادہ ہو جاوے اسلوسی کہ قنیہ میں مذکور ہی کہ آدمی کو افضل یہ ہی کہ ہر ہفتہ میں ناخن تراشی اور لین کر توادی اور ہی ہائی موندی اور ہا ہا ہر دن کو

بالاغتسال فی کل اسبوع فان لم یفعل ففی کل خمسۃ عشر یوما ولا عذر فی ترکہ وراہ الاربعین فالاسبوع ھو افضل
یک مٹا کر ہی ہر اگر ہر ہفتہ میں نہ ہو سکی تو ہر بندہ دن کی بعد اور چالیس دن کی بعد دہر کر فی میں کوئی عذر نہیں ہی

والخمسۃ عشر لا وسط والاربعون الا بعد ولا عذر لہ فیما وراہ الاربعین ویستحب الوعید ثم ان النہی لیس للتشبیہ
اور بندہ دن مدت دریا نہ ہی اور چالیس دن انتہا کی مدت ہی ہر چالیس دن کی بعد کوئی عذر نہیں ہی ہر سزاوار وعید کا ہی ہر یہ سماعت بال موندی کی اس ہی نہیں ہی

بالحجۃ المحرمین کہا ذہب الیہ بعض العلماء اذ لو کان للتشبیہ شاع فی بساثر محظورات الاحرام ولم یختص بالیونحن من اجزاء
کہ حجاج احرام والوں سی مشابہت ہر چنانچہ بعضی علماء کا یہ ہے کہ یہی کہہ کر اگر ماقت مشابہت کی ہی ہوتی تو احرام کی تمام منہ منہ میں ہی جاری ہوتی جیسی ہمار قتل حیلان وغیرہ

البدن بل حلة النبی صلی الله علیه و آله و سلم علی ما ذکره التور و یشتق ان المضحی یجعل ضحیته فدیة یفقدی بها نفسه من عذاب

یوم القيامة و یزید بها قربة الی الله تعالی فكان بما اكتسب من السيئات و بما اتی به فی حقوق الله تعالی من

الغیرات ساری نفسه مستوجبة لا عظم العقوبة و هو القتل غیر انه اجمع عن الاقدام علیه لانه لم یأذ

نه فیہ فیجعل قربانه فداء لنفسه فصار کل جزء من قربانه فداء لكل جزء من بدنه فعمت بركة القربان

جميع اجزاء البدن فلم یخل منها ذرة و لم یجزم منها شعرة فلما كانت هذه الفضیلة ملحقة بالاجزاء المتصلة

بالمضحی دون المنفصلة عنه رای النبی علیه السلام ان لا یمس شیئا من شعره و بشرته لئلا یفقد من ذلك

شیء ما عند نزول الرحمة و فیضان النور الالهی فیتیم له الفضائل و یزعم عنه النقائص فعلی هذا ینبغي

للناس ان یطابوا هلال ذی الحجة و یعلوا الیامه لیسلموا وقت ذبح الاضحية و یستعدوا لها لکن ثبوت

روية الهلال لما توقف علی حکم القاضي لزم المراجعة الیه ثم انه اذا كان فی السماء علة سواء كان غیبا

او دخانا او بخارا او غبارا او نحو ذلك لا یقبل الا شهادة رجلین او رجل وامرأتین فی ظاهر الرواية و هو الاصح

للتعلق حق العباد به بالتوسعة بلحوم الاضاحی و ینبث بما ینبث به سائر حقوقهم و كما یشترط فیہ العدد

یشترط المحربة و العدالة و لفظ الشهادة وان لم یکن فی السماء علة لا یقبل الا شهادة جمع کثیر یقع العلم بخبرهم

و یختلفوا فی مقدار ذلك فقیل لابد من اهل محلة و قیل لابد من خمسین رجلا و عن محمد لابد ان یتواتر الخبر

من کل جانب الصحیحة انه مفوض الی رای الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعی الموجب للعمل و هو العلة

الظن لا العلم بمعنی التیقن و لو وقع الشك ان هذا الیوم کان من عاشر ذی الحجة او تاسع ذی الحجة فلاحوط

ان یضحی فی الغد بعد الزوال و لا یؤخر الدین یوم بعدة الی یوم الثالث لاحتمال ان یقع فی غیره و انه انحرکان

کر قربانی اگر دو روز پیش از ذبح کردی و اگر بعد از ذبح می کنی در آن تک تأخیر نکردی کیونکه تا یک روز وقت ذبح هر جاوی

اوراوس انبوه کی مقدار من اختلاف می بعضی گفته است یک عددی که اگر چه این پنج مرد چاهین اولام محمدی روایت می کردی در پی هر طرف می

من کل جانب الصحیحة انه مفوض الی رای الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعی الموجب للعمل و هو العلة

الظن لا العلم بمعنی التیقن و لو وقع الشك ان هذا الیوم کان من عاشر ذی الحجة او تاسع ذی الحجة فلاحوط

علم بعضی کی معنون من نہیں می اور اگر بر حسب پر جاوی کہ آجکاں ذی الحجہ کی دسویں تاریخ می

ان یضحی فی الغد بعد الزوال و لا یؤخر الدین یوم بعدة الی یوم الثالث لاحتمال ان یقع فی غیره و انه انحرکان

کر قربانی اگر دو روز پیش از ذبح کردی و اگر بعد از ذبح می کنی در آن تک تأخیر نکردی کیونکه تا یک روز وقت ذبح هر جاوی

اوراوس انبوه کی مقدار من اختلاف می بعضی گفته است یک عددی که اگر چه این پنج مرد چاهین اولام محمدی روایت می کردی در پی هر طرف می

من کل جانب الصحیحة انه مفوض الی رای الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعی الموجب للعمل و هو العلة

الظن لا العلم بمعنی التیقن و لو وقع الشك ان هذا الیوم کان من عاشر ذی الحجة او تاسع ذی الحجة فلاحوط

علم بعضی کی معنون من نہیں می اور اگر بر حسب پر جاوی کہ آجکاں ذی الحجہ کی دسویں تاریخ می

ان یضحی فی الغد بعد الزوال و لا یؤخر الدین یوم بعدة الی یوم الثالث لاحتمال ان یقع فی غیره و انه انحرکان

کر قربانی اگر دو روز پیش از ذبح کردی و اگر بعد از ذبح می کنی در آن تک تأخیر نکردی کیونکه تا یک روز وقت ذبح هر جاوی

اوراوس انبوه کی مقدار من اختلاف می بعضی گفته است یک عددی که اگر چه این پنج مرد چاهین اولام محمدی روایت می کردی در پی هر طرف می

المستخرج

المستحب ان يتصدق بجميع لحمه ولا ياكل منه المجلس الخامس والثلاثون فی بیان فضیلة

هراقة دم القربان فی ایام الخیر ونوعه وکیفیتہ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

ان دم من عمل يوم النحر احب الى الله تعالى من هراقة الدم وانه لياق في يوم القيمة بقربها والله اعلم

بوم نحرین ایسا نہیں ہی کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو بجز رنجتہ کرنی خون کی اور وہ قربانی قیامت کی روز صحیح سلام مع سیکون اور باون اور سون کی موجود ہو

وان الدم یقع من الله تعالى بكان قبل ان یقع علی الارض فطیورها بنفسها هذا الحديث من حسان المصابیح

اور اللہ وہ خون اس سے پہلے کہ زمین پر کرے اللہ تعالیٰ کی ان قبول ہو چکا تھا ہی سو اس سے بدل خوش رہو یہ حدیث مصابیح کی سن حدیثوں میں ہی

روقه ام المؤمنین عائشة رضی الله عنها ان افضل العبادات يوم النحر اراقة دم القربان وان صلیا فی يوم القيمة

حضرت ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی اسکی یہ معنی ہیں کہ عہد عبادت بوم نحرین قربانی کا بیج کرنا ہی اور وہ قربانی البتہ قیامت کی دن

کا کان فی الدنیا من غیر ان ینقص منہ شیء لیکون لکل عضو منہ اجر ویصیر مربة علی الصراط وکل وقت یختص

جیسے دنیا میں بقی عینہ موجود ہوگی کچھ اس میں سے کم ہوگا تاکہ او کی ہر ہر عضو کی بدلہ اجر حاصل ہو اور یہ صراط پر سواری بن جاوی اور ہر وقت میں ایک ایک

بعیادہ وهذا اليوم اختص لعبادة فعلها ابراهيم النبی علیہ السلام ولو کان شیء افضل منہ لما ذری به اسمعیل

عبادت ہوئی ہی اور اس دن میں خاصہ عبادت ہی جسکو ابراہیم علیہ السلام کا تھی اور اگر اس کی کوئی اور عبادت افضل ہوتی تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کو کرنا پڑتی

ولهذا قال صاحب الخلاصة شراء الاضحية بعشرة وذبحها افضل من التصديق بالفلان القرية التي تحصل

اسی طرح اس کی کتاب ہی قربانی دس دہم کو خرید کر ذبح کرنا ہزار دہم خیرات کر دے ہی بہتری کیونکہ جو ذاب خون بہا دے ہی حاصل ہوتا ہی

بل اراقة الدم لا تحصل بالصدقة لكن ینبغی ان یعلم ان اراقة الدم فی هذا اليوم وان كانت افضل العبادات

وہ صدقہ دینی سے نہیں حاصل ہوتا لیکن سچہ چاہی کہ خون کا بہانا اس دن میں اگرچہ سب عبادات سے افضل ہی

الا ان قوله تعالى كن كما قال الله لعمومها ولا دماؤها ولكن یقاله التقویٰ منکم یشیر الی ان المعتبر لیس مجرد اراقة

پراس آیت میں اللہ کو نہیں پہنچتی او کی گوشت دلو ہو لیکن او کو پہنچتا ہی تمہارے دل کا ادب یہ اشارہ ہی کہ صرف خون کا بہانا

الدم واطعام اللعوم بل المعتبر تحصيل التقویٰ التي هی شرط لقبول الطاعة كلها كما قال الله تعالى انما یتقبل الله

اور گوشت کا بہانا معتبر نہیں ہی بل اصل معتبر تقویٰ ہی جو تمام عبادات کی مقبول ہونی کی شرط ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اللہ قبول کرتا ہی

من المتقین والتقویٰ لا یحصل الا بالاجتناب عن جمیع المنہیات والاتیان بجمیع الامورات واذ لم یحصل ذلك لا یغنی

ادب والوں سے اور تقویٰ جہی حاصل ہوتا ہی کہ تمام منہیات سے بچی اور تمام مامورات کو بجالا دی اور اگر یہ سمجھتے نہیں ہی

عنہم اراقة الدم والتصدق باللحم وان کثر منهم ذلك فعلى هذا یجب علی المکلف فی هذا العید عدة اشياء الاول

تو خون بہانا اور گوشت کا خیرات کرنا کچھ کم نہ آویگا کتنا ہی بہت کیا کرو سو اس بیان کی موافق اس عید میں مکلف پر کئی چیزیں واجب ہیں اول

ترك المعاصی فان المعصیة وان كانت قبیحة فی جمیع الازمنة الا انها فی بعض الازمان یکون اکثر رجحا واکثر جرم

معاصی ترک کرنا کیونکہ گناہ کرنا اگرچہ ہر وقت میں بد ہی پر بعضی وقت زیادہ تر بد اور سخت تر جرم ہوتا ہی

لشر الزمان فیكون تركها الزم ووجب لقوله تعالى ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا فی کتاب الله یوم

واسطی شرف اوس وقت کی اوجہ وقت میں گناہ کا ترک کرنا بہت لازم اور واجب تر ہی اس لیے سی مہینوں کی گنتی اللہ کی پاس بارہ مہینے ہیں اللہ کی حکم میں جن

خلق السموات والارض منہا اربعة حرم ذلك الذین القیم ولا تظلموا فیہم من انفسکم یعنی ان عدد الشهور القمریہ

پیدا کئی آسمان زمین اونیں چار مہین ادب کی یہی ہی سیدہ دین سو اونہیں ظلم نہ کرو اور یہی اوپر یعنی قری مہینوں کی گنتی

التي عليها يدور كثير من الاحكام الشرعية في حكمه تعالى اثنا عشر مثبتا في اللوح المحفوظ منذ خلق السموات

ومن اكثر شرعي احكام كما مداري حكم النبي من باره ميسني لروح محفوظ من ثبات جبى اسد تعالى في اسمان

والارض من ثلث الشهور الاثني عشر اربعة حرم هي ذوالقعدة وذوالحجة والحرم ورجب وكون هذه الاشهر

اورزمن سيد كمي اولن باره مين سى چار اداپ اور عزت كي مين ذليقعد اور ذى الحجة اور محرم اور رجب يعني خالي بقرة عبيد در مريج روزه اولن چالو

الاربعة المعينة حرما هو الدين المستقيم دين ابراهيم النبي عليه السلام فلا تقبلوا دينهم ولا تعبدوا ما يعبدون انفسكم بهتاك

معين كا اداپ عزت والا هونا بهه مين دين درست دين ابراهيم عليه السلام كا سوانين تم اپني جانك پران اوقات كي حرمت كهو كر

حرمها وارتكاب المعاصي فيها فان العمل الصالح كما انه اعظم اجرا فيهن كذلك المعصية فيهن اعظم من

اور تين معاصي اختيار كر كر ظلم مت اوتارو كيونكه نيك عمل كا ان بهتون مين جيسى ثواب زياده هوتا هي اليهي مي معصيت ان ميسون مين

المعصية في غيرهن وكذلك المعصية في شهر رمضان ويوم الجمعة ويوم عرفة ولياليها وليلة القدر

اور وقت كي معصيت مي بدتر هي اور اليهي مي معصيت ماه رمضان مين اور جمعو كر دن اور عرفي روزه اور اكلي راتون مين اور شب قدر مين

وايام العيدين ولياليها اكثر وزنا لانه تعالى فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التي تفعل

اور دو نوعيد كي دن اولن كا راتون مين سزا مين زياده نهي اسلي كه اسد تعالى في ان اوقات كو خاص خاص عبادات مي جوان لوقات مين عمل كي جاتي مين فضيت دي هي

فيها وجعل ثواب العبادات ونزول الرحمة ووصول المغفرة فيها اكثر من غيرها رحمة لهذه الامة

اور عبادات كا ثواب اور رحمت كا نازل فرماتا اور مغفرت كرني ان اوقات مين به نسبت اور اوقات كي مقرر فرماي مي مرفو اسلي رحمت كي

المرحومة فمن لم يعرف النعمة التي كانت عليه فيها بل هتك حرمتها بارتكاب انواع الذنوب فيها فقد

مروجو بر لب جو شخص اس نعمت كي قدر جو اسوت مين اسير ميندل هوتي هي بخاني كه اسوت كي حرمت اور بركي طرح كي گناه عمل كر كر توبيشك

استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى المسلم ان يعرف النعمة التي كانت عليه ويعظم ما

بيبه شخص سزاواري كر اسكو سخت عذاب اور بركا هي عقاب هو سوسلمان كو لازم هي كر اس نعمت كي قدر جو اسير ميندل هي سيجي اور جكو اسد في

عظمه الله حتى يكون عند الله تعالى عظيمها وتعظيم هذه الازمنة انما يكون بزيادة الاعمال الصالحة

عظمت دي هي او كي اعظيم كرني تاكه اسد كي نزديك عزت باوي اور تعظيم ان اوقات كي بهه هي صالح اعمال كي كثر مي هوتي هي

فيها فمن عجز عن ذلك فاقل احواله في التعظيم ان يجتنب عما يحرم عليه ويكره له فيترك البدع والمنكرات

پير جو شخص اعمال صالح مي عاجز هو تو كم مي كم او كي تعظيم بهه هي كر ان اوقات مين تمام محرمات اور مكورات مي گناه كرني بهر تمام بدعات اور منكرات

وما لا ينبغي له فيها من المنهيات وكثير من الناس في بعض هذه الازمنة قد ارتكبوا ضد هذا المعنى حيث

اور جو جويي بهوده كالور ممنوع مين ترك كرني اور بعضي لوگ كيسي كيسي ان اوقات مين اسك خوف كر بيتهي مين چنانچه ايا

كانوا يسارعون في ايام العيدين ولياليها الى اللهو واللعب وغيرها من انواع السيئات بعضهم بالمباشرة وبعضهم

عنه مين مين شب روز هوو لعب وغيره اقسام منبهيات مين مصروف رهي مين بعضي خود عمل كرني مين اور بعضي

بالمشاهدة مع ان للسيئة الواحدة عشرة من الضرر على ما ذكره الفقيه ابو الليث في تنبيه الغافلين الاول اسفا

تماشاد كيتي مين باوجوديكه ايك گناه مين موافق بيان فضيلة ابو الليث كي كتاب تنبيه الغافلين مين دس مرقدين اولن مي ظاهر كرني

خالقه عليه بخالفة امره والثاني تفرج البليس الذي هو عدوه وعدو الله تعالى والثالث بعدة من الجنة و

اپني طلي پر او كي كم كي مخالفت كر كر زده كرنا دوسري البليس كا خوش كرنا كرده اسكا اور اسد كا بهي دشمن هي تيسري جنت مي دوري چوتي

قربه من جهنم والخامس جفاء من هو احب اليه وهو نفسه والسادس تجيس نفسه التي قد خلقها الله تعالى

دور مي نزديكي پاچين اپني جان مي جفا كرنا جو سب مي زياده محبوب هي چوتي اپني جان كو ناپاك كرنا جكو اسد تعالى في پاكره پيدا كيا هي

ظاهر

فقال دعها يا ابا بكر فان لكل قوم عيد فهدنا فان هذا الحديث وان كان يدل على ما زعموا لكن ليس كما زعموا
 فوايا ابا بكر اني قد سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول في حديثه ان من لم يفرح بعيد بني اسرائيل لم يفرح بعيد بني
 اذ قد ذكر في نصاب الاحتساب ان هذا الحديث من رواة غير معول به لقوله تعالى ومن الناس من يشترى غفورا
 اسلوسم على نصاب الاحتساب من مذکور ہی کہ یہ حدیث متروک العلوی اس پر عمل نہیں کرتی اس آیت کی موافق اور ایک لوگ ہیں کہ خبر دار ہیں کہ اس کی
 الحديث فان المراد من هو الحديث على ما ذكر في معالم التنزيل عن ابن مسعود وابن عباس وعروة وسعيد بن
 کیونکہ موافق بیان معالم التنزیل کی ابن مسعود اور ابن عباس اور عروہ اور سعید بن جبیر سی ہوا الحدیث سی غنا اور جو اس کی مثل ہی معارف
 جبیر الغناء وما فی معناه من المعارف والمزاویر والمراد من اشتراطه اختياره والمعروف بعضا من الناس يختار
 اور غزا میر وغیرہ مراد ہی اور اشتراط سی مراد اختیار اور پند کرنا اور معنی آیت کی یہ ہیں کہ بعضی لوگ
 الغناء وما فی معناه من المعارف والمزاویر المفضل عن سبیل اللہ بغیر علم ولینحذها هههه اولیاء لهم عند البهین
 غنا کو پسند کرتی اور جو اس کی مثل ہی معارف اور غزا میر وغیرہ تمام لوگوں اس کی راہ سی میں سمجھی اور ہر اور میں اس کو نہیں وہ جو میں ان کو ذلت کی مار ہی
 فدللت الایة على تحريم الغناء وما فی معناه من الملاهی ويدل على هذا ايضا ان عائشة بعد بلوغها لم ينقل عنها الا
 سو بہ آیت غنا کی اور اس کی مثل ملاہی وغیرہ کی حرمت پر دلالت کرتی ہی اور حرمت اس کی اس ہی ہی ثابت ہوتی ہی کہ حضرت عائشہ سی بعد بلوغ کی غنا
 ذم الغناء والمعارف والکافی مما یجب علی المكلف فی هذا العید الاضحية فانها تجب علی مسلم حر مقیم موسر
 اور معارف میں سوا برائی کی اور کچھ منقول نہیں ہی دوسرا امر جو اس عید میں مکلف پر واجب ہی قربانی ہی سورتانی مسلمان اور مقیم تو اکثر پر واجب ہی
 والیسار فیها ان یملک نصابا او ایکون قیمته نصابا فاضلا عن حاجته الاصلية ولا یعتبر فیہ وصف الخلاء فمن
 اس میں مقدور انتہای چاہی کہ نصاب کا مالک ہو یا ایکم کا مالک اس کی قیمت حاجت اصلی سی بڑھتی برابر نصاب کی ہوا میں نامی ہوتا کچھ ضرور نہیں ہی جس کی ملک میں
 كانت له دار لا یسکنها فینوجرها یعتبر قیمتها فی الغنی وكذا اذا سکنها وفضل عن سکنها شئ یعتبر قیمته الفاضل
 ایک کہ ہو جس میں رہتا نہیں کرایہ دیتا ہی تو مقدور کی لئی اس کی قیمت کا اعتبار کیا جائیگا اصل ہی ہی اگر وہ میں رہتی ہی لیکن اس کی رہتی ہی کچھ باقی رہ جائی تو اس باقی کی قیمت
 فی الغنی لان ما کان من حاجته الاصلية لا بد ان یکون مشغولا بها لا یستلجج الیه اذا من مال الا ویقیم الحاجة
 مقدور کی باقیین لیاوی اسلوسم کہ جس قدر اس کی حاجت اصلی کی لئی ہی تو ضرور ہی کتاب اس کی برتاو میں ہو یہ نہیں کہ آیت کو برتاو میں آو گیا اسلوسم کہ ایسا مال کوئی نہیں ہوتا جس کی
 الیه فی وقت من الاوقات حتی لو کان فی دار بکراء فاشترى قطعة ارض بمائتي درهم فبنی فیها دارا یسکنها فهو غنی
 کہیں کہیں حاجت پیش نہ آجادی بہان کہ اگر ایک شخص کہیں کہیں رہتا ہو پہر ایک قطع زمین کا دوسرہم کو خرید کر رہتی کی لئی کہ تیار کیا تو اب یہ شخص اس کہیں کہیں
 لانها فاضلة عن حاجته الحالية وانما یستلجج الیه فیما سیجی ومن کان له دار فیہا بیعتان حبیبی ویتستوی لیکون
 کیونکہ بالفعل اس کی حاجت سی فاضل ہی اگر حاجت ہوگی تو بہر کہیں ہوگی اور جس کی پاس ایک مکان ہو اس کی اندر رکھ کر ہی اور چاروی کی سون تو غنی
 غنی وان کان فیہا ثلث بیوت یعتبر قیمته الثالث فی الغنی وصاحب الشیاب لا یکون غنیاً بثلاثة دسجیات
 نہیں ہی اور اگر اس میں کاغذیں تیسہ اگر ہو تو اس میں تیسہ کی کہیں قیمت غنا کی لئی جائیگی اور اگر اس میں مالک تین جوڑی کپڑی سی غنی نہیں ہوتا
 احدھا للبدلیة والثانیة للمهنة والثالثة للجمعة والاعیاد وكذا بالفرشین وما زاد علی الدسجیات الثلث
 ایک دوسرہم کی کہیں کا دوسرا کار کرتی کی دنت کا تیسہ جمعہ کار اور جمعہ کی دنت کا اور ایسی دو بچھوئی سی غنی نہیں ہوتا اور جس قدر تین جوڑی کپڑی
 من الشیاب وعلی الفرشین یعتبر قیمته فی الغنی والغازی لا یكون غنیاً بفرسین وان کان له ثلثة افراس یعتبر
 اور دو بچھوئی زیادہ ہوگا تو غنی ہوتی کی لئی اس کی قیمت حساب میں لیاو کی لائی نہ رہتا بچھوئی غنی نہیں ہوتا اور اگر تین کپڑی ہوگی تو ایک
 قیمته احدھما فی الغنی وما زاد علی الواحد من الواحد من الدواب اثنتی عشرة ذیلاً فیدسجیان او حماراً لایقان وغیرہ وعلی الخادم
 کپڑی نہ قیمت غنی سو نہیں حساب کیاو کی اور تین ذیلاً ایک چوبیس سی زیادہ ہوگا نہ ذیلاً اور تین فاس کپڑی ہوگا یا کہ ذیلاً یا کہ ایک خادم سی زیادہ

يعطيه ولو كان له مال كثير غائب في يد شريكه او مضارب به ومعه ما يشتري به الاضحية من الحج
 ديه بيجا اورا گر بهت سامال اسکی قبضه سی با هر بود شریک بمضارب کی قبضه من اصله کی قبضه من
 او متاع البيت يلزمه الاضحية وال وقتها بعد طلوع الفجر من يوم النحر لكن يشترط تقديم صلوة
 بیکر کا اسباب ہی تو ایسی حال میں قرانی واجب ہی اور ان وقت قرآنیکا دسویں تاریخ جسکو یوم تحریر ہی بعد طلوع فجر کی ہی لیکن شہر کی رہنی والوں کی حق میں
 العید علیہا فی حق اهل الامصار حتی يجوز الذبح لمن كان في المصر لا بعد فراغ الامام من الصلوة ولو
 عید کا اور اگر زمین بیان تک کہ شہر میں رہنی والی کو قرانی ذبح کی جائز نہیں ہی جب تک امام روگاہ نہ سی فارغ نہ ہوئی اور اگر امام غازی پہلی ذبح کر دی تو درست نہیں
 ضحی قبل صلوة الامام لا یصح ولو خرج الامام بطائفة الى الجبابة واهل رجلوان یصلی بالضعفاء فی
 یعنی قبلہ اسکی ذمہ رہتی ہی اور اگر امام بہہ جماعت کی عید گاہ کی طرف روانہ ہوا اور کسی شخص کو نایب کیا کتا تو ان کو شہر میں غائب ہوا
 المصر وضحی البعض بعد اصابی احد الفريقین يجوز استحسانا وان كانت بلدة لا یصلی فیها صلوة
 اور بعضی جہازوں فی قرانی ذبح کر دی بعد فراغت غارتک شخص امام یا نائب کی تو استحسانا جائز ہی اور اگر ایسا شہر ہی کہ اوسمیں عید کی غازی نہیں ہوتی
 العید ما لعدم الامام او غلبة اهل السنة يجوز التضحية فی اليوم الاول بعد الزوال وفي اليوم الثاني و
 تو اسکی کہ امام نہیں ہی یا اہل فتنہ کی غلبہ سی تو قرانی پہلی دن یعنی دسویں تاریخ دوپہر پہلی جائز ہی اور گیارہویں اور
 الثالث يجوز قبل الزوال وبعده وقال بعضهم فی ذلك المكان يجوز التضحية فی أي وقت كان لوقوع الیاسر
 بارہویں میں دوپہر پہلی ہی اور بعد دوپہر کی ہی جائز ہی اور بعض کہتے ہیں کہ ایسی جگہ قرانی جہوت کر دی ہر وقت جائز ہی بگو گناہ کی توقع تو نہیں
 عن الصلوة وان اخر الامام الصلوة يوم العید ینبغي للناس ان یؤخروا التضحية الى وقت الزوال ولو خرج
 اور اگر امام عید کی روز نمازین دیر لگاوی تو لوگوں کو ہی چاہی کہ قرانی میں دوپہر پہلی تک تاخیر کریں اور اگر امام غازی ہی
 الامام الى الصلوة فی الغدا وبعد الغد قد ضحی بعض الناس قبل ان یصلی الامام يجوز لانه فات وقت الصلوة
 اگل دن یا اگل سی اگل دن روانہ ہوا اور بعضی لوگوں فی امام کی غازی پہلی قرانی ذبح کر دی تو جائز ہی الوسطی کہ منون وقت نماز کا
 علی وجه السنة ثم لاعتبر مکان المذبح لا مکان المالک حتی لو كانت الاضحية فی المصر وصاحبها فی السواد
 تو حاکم تاسا بہر جواز ذبح میں قرانی کی مکان کا اعتبار ہی مالک کی مکان کا اعتبار نہیں ہی یہاں تک اگر قرانی شہر میں ہو اور اوکا مالک شہر ہی دور ہو
 فاهل الجبل الذبح فذبح الوکیل قبل الصلوة لا يجوز ولو كانت الاضحية فی السواد وصاحبها فی المصر واحد
 بہر اہل مالک کسی شخص کو کہہ کر قرانی ذبح کر دینا اوس شخص کی غازی پہلی ذبح کر دی تو جائز نہوگی اور اگر قرانی شہر ہی دور ہو اور مالک شہر میں ہو اور اوس
 اهل الصلوة لا یجوز ذبح اهل قبل الصلوة لا یجوز ذبح لو كان رجل فی مصر واهله فی مصر اخر وکتب الیهم ان یذبحوا
 یعنی اہل کو کہہ کر ذبح کر دینا اوسکی اہل فی نماز سی پہلی ذبح کر دی تو جائز ہی اور ایسی ہی اگر ایک شخص ایک شہر میں ہو اور اوسکی اہل اور شہر میں ہوں اور اوس شخص اپنی اہل کو کہہ
 یلزمهم ان یذبحوا عنه بعد صلوة الامام فی البلد الذی هم فیہ اعتبار المكان الذی بیعة ومن اراد ان یتعجل
 تو لو کی ذمہ ہر لازم ہی کتا وکی طرف سی داک کی امام کی نماز کی ہا حصین وہ آپ رہتی ہیں ذبح کریں کیونکہ اعتبار قرانی کی مکان کا ہی اور جسنی جدیدی گوشت کھانا جا
 له اللحم واخر اضحیته من المصر وذبحها قبل الصلوة قالوا ان اخرجهما مقدرا یباح للمساقر قصر الصلوة
 اور قرانی کو شہر ہی باہر لیا کر نماز سی پہلی ذبح کر دی تو علماء کہتے ہیں اگر اوس قرانی کو اتنی دور لیا کر ذبح کی جس مسافت پر مسافر کو قصر نماز
 فیہ یجوز ولا فلا هذا کله فی حواهل الامصار واما اهل السواد والقری فیجوز لهم الذبح بعد الفجر الثاني من
 تو جائز ہی کہ انہیں تو جائز نہیں ہی یہ سب بیان شہر والوں کا تھا اور اگر دنوں احکا تو لوگوں کی لوگوں کو دسویں تاریخ ذبح کی صبح صادق کی بعد
 اليوم والعاشر من ذی الحجة واما اهل البوادی ومم لا یذبحون الا بعد صلوة اقرب الائمة الیهم ولخروجها
 اور جب تک قرانی رہنی والی بدون فراغت نماز اپنی سی نزدیک سی نزدیک امام کی ذبح نہ کریں اور آخر وقت قرانی کا
 ذبح کرنا جائز ہی

تو جائز ہی کہ انہیں

تو جائز ہی کہ انہیں

تو جائز ہی کہ انہیں

فی حق الكل قبیل غروب الشمس من اليوم الثالث من ایام النحر و افضل اوقات التضحية اليوم الاول و ادونها

سبکی حق من آفتاب دوی بی سبکی چهل تنگ تیسری دن ایام نحر یعنی بادون کی اخیر عصر تک ہی اور قربانی کا احسن وقت پہلا روز ہی یعنی دسویں تاریخ اور تیسری

اليوم الآخر و بكرة الذبح لیلادوان جاز لاحتمال الغلط فی ظلة الليل ولو وقع الشك ان هذا اليوم كان من

سبسی چھلان دن اور رات کو ذبح کرنا مکروہ ہی اگرچہ جائز ہی شاید کہ رات کی اندھیری میں ٹھیک جگہ ذبح نہو اگر بہ شبہ آ پڑی کہ آج ذبح کری

عاشري الحجة و اتاسم ذی الحجة فالاحوط ان یضحی فی الغد بعد الزوال قال قاضی خان فی فتاویہ فی کتاب

دسویں تاریخ ہی یا ذبح کری تو اب احتیاط یوں ہی کہ اگلی دن دو پہر ڈی ذبح کری قاضی خان اپنی فتویٰ کی کتاب الصوم میں کہتا ہی

الصوم شهر رمضان اذا جاء يوم الخميس و يوم عرفة جاء يوم الخميس ايضا كان ذلك اليوم يوم عرفة لا

کہ ماہ رمضان کا چاند اگر جمعرات کی دن ہو وی پہر عرفہ ہی جمعرات کی روز کا آ پڑی تو وہ روز بیشک عرفہ کا ہی یوم النحر یعنی دسویں تاریخ

يوم النحر حتى لا يجوز التضحية فی هذا اليوم اعتمادا علی قول علی رضی یوم نحرکم يوم صومکم لان ذلك لم یحل

نہیں ہی اوس دن قربانی ذبح کر فی جائز نہیں ہی کیونکہ قول حضرت علی کا اس میں معتد ہی دسویں ذبح کر پہلی رمضان کی اپنی اس واسطی احتیاط ہی

یحتمل انه اراد به ذلك العام دون الابد ثم الاضحية انما تجوز من اربعة اصناف من الحيوان الابل والبقر

کراس قول میں بہر ہی احتمال ہی کہ آتی اسی سال کا حل ارشاد کیا ہو سبکی کی قاعدہ مفرا یا ہو بہ قربانی چار قسم کی حیوان کی جائز ہی اونٹ اور گای

والغنم والمعز ذكورها واناثها الا انثى من الابل والبقر افضل والذکر من الغنم والمعز افضل ثم المعتبر من

اور بکری اور دنبہ نر اور مادہ دونوں پر اتنا ہی کہ اونٹنی اور گای کا مادہ افضل ہی اور بکری اور دنبہ سی نر افضل ہی بہر معتد

هذه الاصناف الاربعة الشئ وهو من الغنم والمعز ماتت له سنة وطعن فی الثانية ومن البقر ماتت له سنتا

ان چار دن قسم میں شنیہ ہی یعنی نو جوان اور نو جوان بکری اور دنبہ میں وہ ہی جسکو ایک سال پڑا ہو کہ دوسرا سال شروع ہوا ہو اور گای میں وہ ہی جسکو دو سال

وطعن فی الثالثة ومن الابل ماتت له خمس سنين وطعن فی السادسة ولا يجوز ما دون ذلك من هذه الاصناف

پوری ہو کر تیسرا سال شروع ہوا ہو اور اونٹ میں وہ ہی جسکو پانچ برس پوری ہو کر چھٹا شروع ہوا ہو اور اس عمر سی چھوٹا ان قسموں میں سی کوئی جائز نہیں ہی

الا لجذع من الضأن اذا كان عظیما بحيث لو اختلط بالثنيات لم یتمیز من بعید وهو ما كان له الیة والی

مگر جذع مینڈ ہی کا اگر کھان راس ہو ایسا کہ اگر ایک برس کی عمر والوں میں طحاوی تو دور سی پچا نا نہ جاوی اور جڑ عده ہوتا ہی کہ جسکی کچھ ظاہر ہو

عليه ستة اشهر و شئ من الشهر السابع وذكر فی الخلاصة ان التضحية بالذليک والدجاجة فی ایام النحر من

چھہ مہینے پوری ہو کر پچھ دن ساتویں مہینہ کی گزری ہوں اور خاصہ میں مذکور ہی کہ مرغ اور مرغی کی ایام نحر میں قربانی کرنی جکو

لا اضحية عليه بعساره تشبه بالمضحی مكره لانه من رسوم المجوس ولو اشترى فقیر ساة الاضحية

افدس کی سبب سی قربانی واجب نہیں ہی قربانی کرینوالوں کی مناسبت حاصل کر نیو مکروہ ہی اس واسطی کہ یہ مجوسیوں کی رسم ہی اور اگر کسی فقیر فی قربانی کی واسطی پڑی

ولم یضرح حتى مضت ایام النحر ان عليه ان یتصدق بتلك المشاة حية او بقیمتها ولو انه ذبحها بعد ایام

پہر ذبح نہی یہاں تک کہ ایام نحر تک ہی اب اوسپر لازم ہی کہ وہ بکری جیتی خیرت کردی یا اوسکی قیمت دیدی اور اگر بعد ایام نحر کی ذبح کر کر

النحر و تصدق بلحمها یجوز لکن ان كان قيمتها حية اکثر یلزمه ان یتصدق بالفضل فان اكل منها یغرم

گوشت خیرات کر دیا تو ہی جائز ہی لیکن اگر جیتی کی قیمت گوشت سی زیادہ ہو تو نہی بڑھتی قیمت ہی خیرات کری اور اگر اوس میں سی آپ کہانی

قیمته وان لم یفعل شیئا من ذلك حتى جاء يوم النحر من القابل فضحی بها عن العام الاول لا یجوز لان کوئی

تواؤسی کی قیمت اور ادا کری اور اگر اوس میں سی کچھ ہی نکلیا یہاں تک کہ اگلی سال کا یوم نحر آ گیا اب اوسنی پہلی سال کی قضا کی نیت سی ذبح کی تو جائز نہیں ہی

الدم قریة عرف ادعاء القضاء و يجوز الابل والبقر من احدی سبعة اذا اراد کلهم القریة اتفقت جملة القریة او

بجوعبادت ہی تواؤ یعنی اپنی وقت پر عبادت ہی بطور قضا نہیں ہی اور اونٹ اور گای ایک سی لیکر سات آدمیوں تک جائز ہی اگر دن سبکی ارادہ قربت کا ہو کہیں نہی

نہیں ذبح کر

بجوعبادت

اختلفت كالأضحية والقران والمتعة والعقيقة والتقدير بالسبعة يسم الزيادة لا النقصان حتى يكون
 كمن طرح في هوجبسي قربان اور قران اور متعه اور عقيقه اور سات تنگ کی حد جائز ہی زیادہ کی ممانعت ہوگی ہی ہکتی کی ممانعت نہیں ہی یہاں
 عن ستة وخمسة وأربعة وثلاثة واثنين ان لم يكن لاحد من السبع كالأضحية رجل وترك ابنا وامراة
 کہ چہ یا بائج یا چار یا تین یا دو آدمیوں کی طرف سے ہی جائز ہی اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کمتر ہو جیسی ایک شخص ہو اور دوسری ایک بیٹا اور دوسری
 وبقرة وضحاياها لا يجوز وكذا الواشترى ثلثة نفر ودفع احدهم اربعة دنابر وثلثة دنابر وثلثا
 اور ایک گائی ترکہ میں چھوٹی اور بھون فی وہ گائی قربانی کی تو جائز نہیں اور ایسی ہی اگر تین آدمیوں فی مکرتوب فی خریدی ایک فی چار دینار دی اور دوسری فی تین دینار اور تیسری فی
 دینارا واشترى بقره على ان يكون البقرة بينهم بقدر اموالهم وضحاياها لا يجوز ولو اشترى سبعة في بقره
 ایک دینار دیا ہر گائی مولیٰ اسطوریہ کر دیناروں کی حساب پر شرکت ہی اور بیج کی تو قربانی جائز نہیں ہی اور اگر سات آدمی ایک گائی میں شریک ہو ہی
 ونوى بعض الشركاء التطوع وبعضهم الاضحية لهذه السنة وبعضهم قضاء عن السنة الماضية يجوز
 اور کسی فی او ہی سال کی قربانی کی نیت کی اور کسی بیچلی سال کی قصا کی نیت کی تو سب جائز ہی
 الكل لكن يكون تطوعا عن نوى القضاء عن السنة الماضية فلا يقع عن قضاء بل يلزمه ان يتصدق
 لیکن جس بیچلی سال کی قربانی فی قصا کی نیت کی ہی او کی نفل ہو جائی کی او کی قضا ذمہ سے ساقط نہ ہوگی بلکہ او کو لازم ہی کہ قیمت درمیانہ
 بقیته شاة وسطا ماضى لو لم يحد السبعة وقال ورثته اذ يحوها عنه وعنكم يجوز استخسانا
 بکری کی بعض سال گذشتہ کی شریک کر دی اور اگر ساتوں شریک میں سے ایک مر گیا اور او کی وارثوں فی کہا کہ کسی طرف سے بیج کر لو تو استخسانا جائز ہی
 ولو اشترى سبعة وضحاياها لا يجوز واقتسموا اللحم وزنا يجوز ولو اقسموه جزا فالا يجوز الا ان يضم الى اللحم شيء
 اور اگر سات آدمیوں فی مکرتوب گائی قربانی کی اور گوشت تول کر بانٹا تو جائز ہی اور اگر انگلیں بانٹا تو جائز نہیں ہی ان اگر گوشت کی ساتھ کچھ کچھ
 من الكارع او الجلد سواء كان في كل جانب شيء من اللحم او شيء من الكارع او كان في كل جانب شيء من اللحم
 یا نہ یا چتر یا لین تو جائز ہی برابر ہی کہ ہر حصہ پر کچھ گوشت اور کچھ یا نہ یا ہر حصہ پر کچھ گوشت اور کچھ یا نہ
 شيء من الجلد او كان في جانب لحم والكارع وفي اخر لحم وجلد وانما يجوز جزا الفجل الى خلاف الجنس ولو
 کچھ چتر یا ایک حصہ پر گوشت اور یا نہ اور دوسری حصہ پر گوشت اور چتر اس صورت میں انگلی کی تقسیم اسلی جائز ہی کہ ہر جنس کا خلاف جنس ہی
 لم يضموا الى اللحم شيئا وحل كل واحد منهم لصاحبه الفضل لا يجوز لان تحليل الفضل هبة وهبة المشاء
 مشکی ساتھ بدولن علی یا نہ یا چتر ہی تقیم کر ہی ہر ایک شخص دوسری کو کتبی ہر ہتی کی عبارت دی کہ حل کر دی تو جائز نہیں اسلی کہ ہر ہتی کا حل کرنا ہبہ ہوتا ہی اور ہر ہتی شاع
 فيما يحتمل القسمة لا يجوز وان اقسموه اللحم وزنا وتصدقوا بالجلد على فقير او هبوا الغنى لا يجوز ولو جعلوا
 تقیم ہونیولی چیز میں جائز نہیں ہی اور اگر گوشت تول کر بانٹ لیا اور چتر اسب فی ملکر ایک فقیر کو دیدیا یا کسی غنی کو بخش دیا تو جائز ہی اور اگر
 اللحم والشحم سبعة اسهم وقسموه بينهم جزا فالا يجوز ويجوز الخصي والجماء التي لا قرن لها والثؤلاء الى الجنس
 گوشت اور چرلی کی سات حصہ یعنی ہر گائی کی سات حصہ تقیم کر لیا تو جائز ہی اور ہر ہیا اور منڈا جسکی سیگنہ پیدا میشی ہون اور باولی جائز ہی
 ولا يجوز العماء التي ليس لها عيان ولا العوراء التي ليس لها عين واحد ولا العجفاء التي لا مخ في عظمها
 اور اندر ہی جسکی دونوں آنکھیں ہون اور کانے جسکی ایک آنکھ نہ ہو اور ایسی دہلی جسکی ہڈی کی اندر مغز باقی نہ ہو
 ولا يعرجاء التي تشي بثلاث قوائم ويجاف الرابعة عن الارض وان كانت تضع الرابعة على الارض وضعا
 اور انگڑی جو تین پاؤں پر چلتی ہو اور چوتھی پاؤں کو زمین پر نہ لگاتی ہو جائز نہیں ہی اور اگر چوتھا پاؤں ہی زمین پر ہو لی ہی کہ کہ
 خفيها وتستعين بها الا انها تتمايل عند المشي تجوز ولا يجوز ما ذهب اكثر من ثلث اذنها واليتها وعينها
 مٹ لیتی ہی پرانہ ہی کہ چلتی وقت جبکتی ہی تو جائز ہی اور جسکا تہائی سے زیادہ کان یا خضیہ یا آنکھ جاتی رہی ہو تو جائز نہیں ہی

وطريق معرفة ذهاب الثلث من العين ان يشد عينها المفقوعة بعد كونها جائعة فيقرب اليها العلف

اور طريقه ريفت نهائي ان يضاف اليها شيء من اول بهوتى هوئى انكبه بند كركر مخطات بهوكى حالت مين او سكو كباس وكهاوين

فينظر من اى مكان نرى العلف ثم يشد عينها الصحيحة ويقرب اليها العلف فينظر من اى مكان نرى العلف

بهر خيال ركبين كتنى دورسى كهر من ديكبه ليتقى بهر اچي انكبه بند كركر كباس وكهاوين اب بهر خيال كركن كتنى دورسى كباس ويكبه ليتقى بهر

ثم ينظر تفاوت ما بين المكابين فان كان نصف فالذاهب نصف وان كان ثلثا فالذاهب ثلث وهكذا

اب دون مكان مين فرق ديكبين كتنى اگر آد بول آده كا فرق هى تو آد هى انكبه نين هى اور اگر نهائى هى تو نهائى انكبه نين هى اوليسى هى صاحب

و شق لا ذن والكى لا يمنع جواز الاضحية وكذا كسر القرن الا اذا بلغ الخ ولو ذهب عينها او كسر رجلها فى

اور چرى هوئى كان اور اذ غدار هوئى سى قربان منع نين هوئى اوليسى هى سينگ توئى سى ان اگر منكر كج جاپه نين اور اگر كج كركى لى بچياو تى هوئى انكبه

معالجة الذبح فانه ان لم يرسلها يخون وان ارسلها وصحى بها فى وقت اخر فى ذلك اليوم او فى يوم اخر

اگر او سكونه جهوژ او بوقت ذبح كوردا الوجايزى اور اگر او بوقت جهوژ ديا اور او وقت اسهى دن مين يا ايام تحركى روز اور دن مين

من ايام النحر اختلفوا فيه وعن ابى يوسف انه يجوز وبه اخذ الزعفرانى ولو ولدت الاضحية كان

ذبح كيا تو اسمين اختلاف هى امام ابو يوسف كى نزيك جاپه نين اور بهر هى منسوب زعفرانى كا هى اور اگر قربانى بيا پڑى تو

عليه ان يذبح الولد ايضا وان لم يذبحه حتى مضت ايام النحر فعليه ان يتصدق به حيا ولا فضلات

لازم هى كى بچه كو بهى ذبح كوردا اور اگر بچه كو ذبح كنيا اور ايام تحركى كركى تو لازم هى كى به بچه جيتا خيرات كوردا اور افضل بهر هى

يذبح اضحيته بيده ان قد لانه عبادة فالاولى ان يفعلها بنفسه وان لم يقدر يا مرغيه ولا يا حرم

كراپنى قربانى اگر بهوكى تو اچي آهه سى ذبح كرى كيو كى ذبح كرا عبادت هى تو اولى بهر هى كى كراپنى ذات سى ادا كرى اور اگر نين بهوكى تو ادا كوردا كوردا

الكتلى لانه قربة وهو ليس من اهلها ولو امره فذبح يجوز لانه من اهل الذكوة والقربة يحصل بانأبته و

كنا تى شخص كو نيكى اسلوسلى عبادت هى اور ه اس كام كا نين هى اور اگر كراپنى كوردا اور او سنى ذبح كوردا تو جاپه نين اسلوسلى كذا بجه كراپنى كا درست هى تو عبادت

نيتة لكن بكرة ويستحب احداث شفرته قبل الاضجاع وبكرة بعده لما روى انه عليه السلام مر على رجل

هو جانيگى پر كورده هى اور چرى كا تير كرا بچياو تى بچياو تى مستحب هى اور بعد بچياو تى كى كورده هى اسلوسلى كى رهايت هى كى بغير عليه سلام ايك شخص كى پاس جاپه نين

اضجع بشاته وهو يحيد شفرته وهى تلخظ اليه ببصرها فقال اتزidan قيمتها صوتات هلا احداث

كورده بكرى بچياو تى چرى تير كرا تها اور بكرى ابني انكبه سى اور هر ديكيتى تى سوآپ تى فرمايا تو چا پشاي سكو كنى موت سى مارى بچياو تى سى پولى چرى تير

شفرته قبل ان تضجعها ويكره جرها برجلها الى المذبح وترك التوجه الى القبلة ويكره النعم وهو الذبح

كيون سكرى اور قربانى كو ناك بزرگ ذبح كرا بچي هوئى لى جانا اور قبل كى طرف منبه نكرنا كورده هى اور نفع هى كورده هى ببنى اسيا سخت ذبح كرا

الشديد حتى يبلغ النخاع ويكره السلخ قبل ان يسكن عن الاضطرار ويستحب ان يحضر الانسان اضحيته

كخناج نك نوبت جاپه نين اور چر اچيلدا هيندى هوئى سى پولى كورده هى اور سخب هى كى آدى ابني قربانى كى ذبح هوئى هوئى

عند الذبح ولو وضع صاحب الشاة يده مع يده القضاة فى المذبح حتى يكون ذا الخاصم القضاة قال الشيخ كاه

پاس حاضر هى اور اگر قربانى كى مالك تى هى اينا آهه قضاى كى ساهت چرى پر كركه ليا تا كى قضاى كى بهر ذبح مين شريك بهو جادى تو شيخ امام محمد

محمد بن الفضل تجب على واحد منها التسمية حتى لو ترك واحد لا يحل المذبح لان شرط حلة التسمية عليه

بن الفضل كتنى كى كرون دونو بر بغير ذبح كى كتنى واجب هى بهان نك اگر دونو مين سى كوى ايك تكبير ترك كرا تو مذبح م راد بهوكا اسلوسلى شرط طها هوئى كى

لقوله تعالى ولا تأكلوا مما لم يذكر اسم الله عليه فالذبح اذا تركها عدا يكون الذبيحة ميتة لا يحل اكلها ولو

موفق اس آيت سى اور امين سى كهاو جسر نام نه ليا اسدا كهاو ذبح كرا نيا لا اگر تكبير عدا ترك كرا تو ذبح م راد هى او سكا كها تا حل نين هى اور اگر

يا ايام تحركى روز اور دن مين

يا ايام تحركى روز اور دن مين

يا ايام تحركى روز اور دن مين

ذکر مع اسم الله تعالی غیره ان کان بالعطف مثل ان یقول بسم الله ومحمد رسول الله یحرم وان کان بغير
الله تعالی کی نام کی ساتھ اور کچھ بھی کہہ یا اگر عطف کی ساتھ کہا کہ بسم الله ومحمد رسول الله تو صحیح و درست ہے اور اگر بغير

العطف لا یحرم بل بیکره ویکره ایضا ان بدل عویشی بعد التسمیة قبل الذبح مثل ان یقول بسم الله اللهم
عطف کی کہا تو حرام نہیں ہی بلکہ مکروہ ہی اور یہ مکروہ ہی کہ تسمیہ کے بعد زچ سے پہلی کچھ اور بات زبان پر لاوی مثلاً یون کہی کہ بسم الله

تقبل منی او من فلان واما بعد الذبح فلا بأس به لما روی انه علیه السلام قال بعد الذبح اللهم تقبل هذه
ججسی اور فتاویٰ سے قبول کر لی پھر ذبح کر لی ان ذبح کی جگہ اسکا کچھ مضامف نہیں کیونکہ روایت ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے بعد ذبح کی فرمایا اے اللہ یہ قربانی قبلہ کی

عن امة محمد من شهدک بالواحد لایة ولی بالبلاغ وما تداولته الا لسن عند الذبح بسم الله والله اکبر
محمد کی تمام امت کی طرف سے جو جو تیری وحدانیت کی اور میری تبلیغ کی گواہی دیتی ہیں اور ذبح کرتی ہوئی جز بالون پر جس پر حاج آقا ہی بسم الله والله اکبر

لکن ذکر فی القنیة ان المستحب ان یقول بسم الله الله اکبر بدلت الواو ومع الواو بیکره ولو ذبح رجل اخصیة
قنیہ میں مذکور ہے کہ مستحب یہ ہے کہ بسم الله الله اکبر بدون واو کی کہی اور واو کی ساتھ مکروہ ہے اور اگر کسی شخص نے غیر کی قربانی

غیره بغير اذنه یجوز استحسانا ولو کان بین الاثنین شاتان فذبحهما عن نسکهما یجوز ویاکل من لحمها
بی اجازت ذبح کر دی تو استحساناً جائز ہے اور اگر دو آدمیوں میں دو بکریاں مشترک ہوں پھر دونوں فی بلا تین اپنی اپنی طرف سے ذبح کر دیں تو جائز ہے اور بکری

ویؤکل غیره من الاغنیاء والفقراء وهب لمن یشاء ولا یعطی اجر الخزار منها وندب التصدق بثلاثها وندب ترک
اور اور کو کھلاوی غنی ہو یا فقیر اور جو چاہی عطا کرے اور مردودی میں قصائی کو اوس میں سے نہ دے اور تہائی کا خیرات کر دینا مستحب ہے اور

التصدق ایضاً الذی عیال توسعة علیهم ویجوز الاستفاعة بجلدها بان یتخذہ جراباً او غراباً او بساطاً او
صاحب عیال کنبہ والی کو خیرات نہ کرنا یہی مستحب ہے تاکہ عیال پر فراغت ہو جاوے اور اسکی چھڑیسی فائدہ او ٹھانا جائز ہے کہ تھلا یا تیرہ یا ڈول یا بچھونا

غیرہا ولہ ان یدلہ بما ینتفع به مع بقاء عینہ کالحف ونحوہ لا بما ینتفع به الا باستہلاک عینہ کالنخل
دیگر بنائی اور اسکو جائز ہے کہ اسکی بدلہ میں ایسی چیز لے لی جس سے نفع ہووے پڑتا باقی رہی جیسی نمزہ اور ننداسکی ایسی چیز بدل میں نہ لےوے جسی بدلہ میں ہلاک نہ ہو

ونحوہ ولا بأس ببعه بالدرهم یتصدق بها علی الفقراء ولس له ان یدبعه بالدرهم لیتنقمها علی نفسه وعبا
وغیرہ اور اسکا ڈھینچ کر چھڑی کے غیر لون کو خیرات دیدی اور یہ جائز نہیں کہ چھڑی بدلہ میں کیجے کہ اپنی او پر اپنی عیال پر خرچ کرے

وان فعل ذلک یتصدق بثمنه ولو امر اذ ان یدبعه لیتصدق بثمنه لیس له فی اللحم الا اکل والا طعام و
اور اگر ایسا کیا تو اسکا ثمن خیرات کر دی اور اگر چاہی کہ گوشت کیجے کہ اسکا ثمن خیرات کر دی تو اسکو گوشت میں آسانی عرف ہی کہ کھانی اور کھیکو دیدی

لیس علی الرجل ان یضیی عن ولده الصغیر فی ظاہر الروایة وان کان للصغیر مال قال بعض مشائخنا یضیی عنه
اور ظاہر روایت میں کہ بیکہا یہ مذمہ نہیں ہی کہ نابالغ اولاد کی طرف سے قربانی کرے اگرچہ نابالغ اولاد مالدار ہو ہاری بعضی علماء صدقہ فطر پر قیاس کر کہتی ہیں

ابوہ او وصیه من مال الصغیر عند ایحیفة قیاساً علی صدقة الفطرو قال الامام السرخسی زعم بعض المشائخ
کہ بچہ کا باپ یا وصی صغیر کی مال میں سے امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کرے اور امام سرخسی کہتی ہیں کہ بعضی مشائخ یہ کہتی ہیں

ان علی الاب والوصی ان یضیی من مال الصغیر عند ابی حنیفة علی قیاس صدقة الفطرو الا صر انه لیس له
کہ باپ یا وصی کا ذمہ ہے کہ صغیر کی مال میں سے امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کرے جیسی صدقہ فطر کا حال ہی اور صحیح مذہب یہ ہے کہ اسکو

ان یفعل ذلک وان فعل اخذا بقول بعض المشائخ لا یتصدق بشیء منه بل یاکل منه الصغیر وما بقی یدل
قربانی کر نیکیا اختیار نہیں ہی اور اگر موافق قول بعضی مشائخ کی قربانی کر دی تو اوس میں سے کچھ خیرات کرے بلکہ اوس میں سے وہ چھوٹا کھادی اور بچہ کی بدلہ میں

بما ینتفع به الصغیر مع بقاء عینہ کالثوب ونحوہ لا بما ینتفع به الصغیر الا باستہلاک عینہ کالنخل
صغیر کی واسطی ایسی چیز نفع رسان لیدی کہ جسکی ذات باقی رہی جیسی کپڑا وغیرہ ایسی چیز بدلہ میں جیسی صغیر کو بدلہ میں ہلاک ذات کی فائدہ حاصل نہ ہو جیسی روٹی

بسم الله

بسم الله

و نحوه وذلك لان الواجب لمرأاة الدم واما التصرف فتبرع و مال الصبي لا يحتمل التبرع واما جاز التبدیل قیاساً
 و غیره اسلمی کہ واجب تو صرف ذبح کتابی بہا خیرات کرنا سو وہ احسان ہی اور صغیر کمال قابل احسان کی نہیں ہی اور تبدیل اسلمی جائز ہی کہ چرہ کو آخر تبدیل کتابی
 علی الجار فان الجار يجوز ان ينتفع به وان يبذل بما ينتفع به مع بقاء عينه لان البذل لم يكون في حكم المبدل فيكون
 کیونکہ چرہ ہی فائدہ لینا ہی جائز ہی اور بیدل لینا نفع رسان چیز کا ہی جائز ہی ہر دو کی ذات باقی رہی کیونکہ بیدل کے بعد اصل تبدل کی حکم میں ہی ایسا ہی
 کا لا منتفع بعینه فلما كان الحكم في الجار هذا قاسوا عليه اللحم اذا كان للمصبي ضرورة والثالث ما يجب على المكلف

گو یا اصل ہی سی نفع پایا چرہ کا جو یہ حکم تھا اسی پر کشت کو قیاس کر لیا ہی اگر صغیر کو کچھ ضرورت ہو اور تیسری شی جو مکلف ہو
 فی هذا العید التكبير التشریق فانه عند أبي حنيفة يجب علی الأحرار المقيمين فی الأماصار عقیب کل فریضة اذ
 اس عید میں واجب ہی وہ تکبیرات تشریق میں سو یہ تکبیرین امام ابو حنیفہ کی نزدیک ازادوں شہر میں موجود ہونیوالوں پر یعنی جو مسافر نہ ہوں چچی ہر فرض نماز کی جو
 بجماعة فلا يجب علی اهل القرى ولا علی المسافر ولا علی العبد ولا علی المنفرد ولا علی المرأة الا اذا اقتدری هؤلاء عن يجب

جماعت سی ادا ہو واجب ہیں گا نو کوین والوں پر واجب نہیں اور نہ مسافر پر اور نہ غلام پر اور نہ منفرد پر جو اکیلا نماز ہی اور نہ عورت پر نان اگر یہ لوگ جو کسی فرض
 علیہ التكبير فيجبون معه تبعاله الا ان المرأة لا ترفع صوتها لان صوتها عورة و غیرہا بچہ ہر نماز بہ لان
 مجبورین واجب نہیں ہیں کہ مقتدی ہو جاوین جبہ واجب ہیں تو اب اسکی ساتھ تکبیر کہیں امام کی تبعیت میں مگر عورت بکا کر نہ ہی اور سکو آواز کا ہی چپا نا چاہی اور آواز

السنة فيه الجهر ولا مانع ولا يجب عقیب صلوة العید ولا عقیب الوتر ولا عقیب النوافل لان تلك الصلوات ليست بفریضة و يجب
 کہ اس میں آواز کا بلند کرنا منہ ہی اور کوئی مانع ہی نہیں اور عید کی نماز کی چچی واجب نہیں ہی اور نہ بیچھی و ترکی اور نہ چچی غفلت کی کیوں کہ یہ سب نمازین فرض نہیں ہیں اور نماز
 عقیب صلوة الجمعة لانها فریضة و عندها يجب علی کل من یصلی المكتوبة ولو كان قرویا أو مسافرا أو عبداً أو منفرداً
 جمعة کی چچی واجب ہی کیونکہ جمعہ کی نماز فرض ہی ہو جاوین کی نزدیک ہر شخص ہر نماز فرض ادا کر ہی واجب ہی اگر چہ گانوں میں ہو یا مسافر ہو یا غلام ہو یا اکیلا ہوتا ہو

وامرأة ولبتداءه من فجر يوم عرفة الى عصر يوم النحر عند أبي حنيفة فيكون التكبير عقیب ثمان صلوات
 یا عورت ہو اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک شروع تکبیر زین تمام حج کی فرض ہی دسویں کی عصر تک سو تمام تکبیرین آٹھ نمازوں کی بعد ہوں ہیں

وعندهما الى عصر آخر ایام التشریق وهو الثالث عشر من ذی الحجة فيكون التكبير عقیب ثلثة وعشرين
 اور صاحبین کی نزدیک آخر ایام تشریق کی عصر تک واجب ہیں یعنی ذی الحجہ کی تیسروں تمام حج تک تکبیرین تینیس نمازوں کی بعد ہوں ہیں

صلوة والعمل في هذا الزمان علی قولهما احتیاطاً فی بلد العبادات وکیفیتہ ان یقول مرة واحدة بعد السلام
 اس زمانہ میں واسطی احتیاط کی باب عبادات میں صاحبین کی قول پر عمل ہی اور او کی کیفیت یہ ہی کہ ایک دفعہ سلام کی بعد

قبل الكلام الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر والله اكبر والله اكبر واصله ان ابراهيم النبي عليه السلام
 بولنی سی پہلی ہی اور اھل یون ہی کہ ابراہیم نبی علیہ السلام فی

لما اضعج ولده اسمعيل عليه السلام للذبح امر الله تعالى جبريل عليه السلام ان يذهب بالفداء فلما جاء
 جب اسماعیل نبی علیہ السلام کو واسطی ذبح کر کے لٹایا تو اللہ تعالیٰ فی جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ فدیہ لیجا جب جبریل علیہ السلام

جبريل عليه السلام بالقرآن خاف ان يعجل ابراهيم عليه السلام فقال لله اكبر لله اكبر فلما سمع ابراهيم عليه السلام
 قرآنی لیکر آئی تو خوف کیا ایسا ہو کہ ابراہیم علیہ السلام ذبح میں جلدی کر بیٹھیں تو جبریل فی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا جب ابراہیم علیہ السلام فی

صوت جبريل عليه السلام وقع في قلبه انه ياتيه بالبشارة فهل وذكر الله تعالى بالوحدانية والكبرياء فقال
 جبریل کی آواز سننی تو اونکی دل میں یہ خیال آیا کہ جبریل کوئی خوشخبری لا تی ہیں سو انہوں نے لا الہ الا اللہ پڑا اور اللہ کو وحدانیت اور بڑائی سی یاد کیا یہ

لا اله الا الله والله اكبر فلما سمع اسمعيل النبي عليه السلام كلامهم بالاعمال فقال بالوحدانية والكبرياء فقال
 کہات کہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر جب اسماعیل علیہ السلام فی دونوں کی کلام سی تو سمجھ گئی کہ فدیہ آیا سو اللہ تعالیٰ محمد کی اور لکھ بکا لا لکھ کہا

بجاء من

الله أكبر والله الحمد فصا ذلك منهم ميراثا لنا في هذه الايام وان نسي الامام التكبير وقام وذهب في المخرج
 الله أكبر والله الحمد الله أكبر ولا يكره ولا يعود ولا يكره بل يكبر القوم وحدهم ومن ترك صلوة في هذه الايام قضاه
 توبته كالتكبير كبري اور اگر مسجد سی باہر ہو گیا تو نہ پڑھی اور نہ تکبیر کی بلکہ مقتدی تھا کہلین اور اگر کوئی شخص ان دنوں میں نماز ترک کر کے ہر اہلین دنوں میں
 فیہا یکبر ولو ترکھا فی غیرہا وقضہا فیہا اور ترکھا فی غیرہا لا یکبر وکذا لو ترکھا فیہا وقضہا فیہا فی
 تو تکبیر کی اور اگر کسی کی نماز ہی ہوئی ان دنوں میں قضا کرے یا ان دنوں کی نماز ہی ہوئی اور دنوں میں قضا کرے تو تکبیر نہ کرے اور ایسی ہی اگر ان دنوں کی نماز ہی ہوئی اگل سال کی
 عام اخر لا یکبر ومن احدث عمدا یسقط عنه التكبير ومن سبقه المحدث یکبر بلا وضوء ولو اجتمع سجود
 ایام تشریق میں قضا کرے تو تکبیر نہ کرے اور جب نیت قصد وضوء تو وضوء یا اختیار ٹوٹ گیا تو وہ وضوء تکبیر کی اور اگر سجدہ سہو کا
 السهو والتکبیر والتلبیۃ یبدأ بسجود السهو ولا ینودی فی تحریمة الصلوة ثم بالتکبیر لانه ینودی بعد الصلوة
 اور تکبیر تشریق اور تلبیۃ جمع ہو جائے تو پہلی سجدہ سہو کا اور اگر کسی سجدہ سہو نماز کی اندر آدا ہو تا ہی پہر تکبیر کی کیونکہ تکبیر نئی ایک مصلیٰ ادا ہوتی ہی
 متصلا بہا ثم بالتلبیۃ لانه ینودی خارج الصلوة من کل وجه ولو قدم التكبير بسجدة لانه لا ینا فی الصلوة ولو
 پہر تلبیۃ کی کیونکہ تلبیۃ ہر صورت نماز سی باہر آدا ہو تا ہی اور اگر کسی تکبیر پہلی ادا کر دی تو سجدہ کر لی کیونکہ تکبیر نئی مٹا فی نہیں ہی اور اگر
 قدم التلبیۃ یسقط التكبير والسجدة لانه لا ینا کلام فیقطع الوصل والمسبوق یکبر عقیب قضاء ما فاتہ لامع الامام
 تلبیۃ مقدم کیا تو تکبیر اور سجدہ دونوں ساقط ہو جائے ہیں کیونکہ تلبیۃ کلام ہی غایتہم ہو جائے ہی وصل کو قطع کر دیتا ہی اور سبق اپنی غایت فوت کی ہوئی پوری کر کے تکبیر کی امام کی نماز
 فانه وان کان یتابع الامام فی سجود السهو لانه لا یتابعہ فی التكبير والمتطوع اذا اقتدى بالمفترض فی ایام
 کیونکہ متطوع اگر سجدہ سہو میں امام کا تابع ہی پہر تکبیر میں امام کا تابع نہیں ہی اور نفیس پڑھتی والا اگر تکبیر کی دنوں میں فرض پڑھتی والی کا مقتدی ہو جائے
 التكبير یکبر معہ تبعالہ والرابع ما یجب علی الکلف فی هذا العید الصلوة وقبل الصلوة یستحب للرجل السجود
 تمام کا تابع ہو کر تکبیر کی چوتھی جوام اس عید میں مکلف پر واجب ہی وہ نماز دو گنا نہ ہی اور نماز سی پہلی مرہ کو مستحب ہی مسکون کرنے
 والاغتسال والتطیب ولیس احسن الثیاب المباحۃ بان یکون جدیدا وغسیلا لا حیرافانہ حرام علی الرجال
 نہانا خوشبو لگانی اچھی کپڑی مباح نہیں نئی ہوں یا دھوئی ہوئی ہوں حریر نہ ہو کیونکہ حریر مردوں کو
 حتی الصبیان الا ان الاثم علی من البسہم وصلوة الغداة فی مسجد حیه والتکبیر وهو سرعۃ الانتباه والا
 بچوں تک حرام ہی پرگناہ او سکھو ہوتا ہی جو بچوں کو حریر پہناوی اور اشراق کی نماز محلہ کی مسجد میں اور تکبیر یعنی سجود جلد تیار ہو جانا اور معنی انتہا کی
 وهو المسارعة الی المصلی والتوجه الیہ ماشیا والرجوع من طریق اخر ثم الخروج الی المصلی سنة وان وسعهم
 جلد سی عید گاہ کی طرف متوجہ ہو کر پیادہ یا جانے اور دوسری رستہ سی چلنا یا پہر عید گاہ میں جانا مسنون ہی اگرچہ جامع مسجد میں
 الجوامع لکن الامام یستخلف من یصلی فی المصربا الضعفاء والمرضى بناء علی ان صلوة العید فی الموضعین جائزۃ
 اتنی گنجائش ہو لیکن امام کسی کو اپنا خلیفہ کر دی جو شہر کی اندر نا توانوں اور بیادوں کو نماز پڑاوی اسلی کہ عید کی نماز دو جگہ بالاتفاق جائز ہی
 بالاتفاق بخلاف الجمعة فانها جامعة للجماعات والتفرق بینا فیہ ویستحب فی هذا العید تاخیر الاکل حتی
 برخلاف جمعہ کی کیونکہ جمعہ جماعت کو جمع کرتا ہی اور تفریق اسکی مٹا فی ہی اور اس عید میں کھانی میں اتنی تاخیر کر لی کہ عید کی نماز چاہلین
 یصلی صلوة العید قبل هذا فی حق من یضی لیاکل من اضحیتہ ولا لان السنة ان یاکل من کبدها ولا واما
 مستحب بعض کہن میں یہ تاخیر قرانی کرنا والی کی ہی تاکہ پہلی اپنی قرانی میں سی کھادی کیونکہ مسنون ہی کہ پہلی قرانی کی کھادی اور دوسری کی
 فی حق غیرہ فلا واول اول اصحابہ ان اصحابہ کانوا یمنعون صبیانہم عن الاکل واطفالہم عن الرضاع الی الصلوة
 حق میں نہیں ہلا اول روایت صحیح ہی کیونکہ روایت ہی کہ صحابہ اپنی بچوں کو کھانی میں منع کیا کرتی تھی اور چھوٹی بچوں کو نماز ادا کر فی تک دودہ پینی ہی مکتبی

ولیسحب فی هذا العید ایضا التکبیر جمہا فی طریق المصلی بالاتفاق لاعلی هیئۃ الاجتماع والاتفاق فی الصلوۃ
 اور اس عید میں یہ بھی بالاتفاق مستحب ہے کہ عید گاہ کی سترہ میں تکبیر بلند آواز سے کہتا جاویں ^{اور ایک آواز بنا کر الگ کی} پر سبکو ملکر
 ومراعاة الانعام فان ذلك كله حرام بل یکبر کل احد بنفسه واذ ابلغ الی المصلی یقطع التکبیر وروی عن ابی
 تال سم پر نہیں چاہی کیونکہ یہ سب حرام ہی بلکہ ہر ایک جدا جدا تکبیر پڑھی اور جب عید گاہ میں جا پہنچی تو تکبیر موقوف کری اور ابو موسیٰ
 موسی الرضا انہ کان یکبر فی کل عشر خطوات مرۃ حتی یملغ الجبابة ولو توجه الرستاقی الی المصلی لیملا
 رضاسی روایت ہے کہ وہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایک بار تکبیر پڑھتی ہوئی عید گاہ تک چلی جاتی تھی اور اگر کوئی گردنواں کا رہتی ولا رات کو
 من فرسہ ونحوہ یبدأ بالتکبیر اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوة وخرج وقت الکراهة بالرفع لشمس
 کوس پہر کی فاصلہ سے عید گاہ میں آجاویں تو صبح ہوئی ہی تکبیر پڑھتی شروع کری پہر جب نماز کا وقت آجاویں اور آفتاب بلند ہوئی ہی وقت مکروہ گرجاویں
 یصلی الامام بالناس رکعتین بلا اذان ولا اقامة یکبر اولاً ولا فتاح ثم یضع یدیه تحت سترته ویثنی ثم یکبر
 تو امام لوگوں کیساتھ دو رکعت بدو رکعت اذان اور اقامت کی پڑھی پہلی تکبیر تحریمہ کی پہر دونوں تہنات کی پہی باندھ لی پہر جہانک اللہم پڑھی پہر تین بار
 ثلث تکبیرات یفصل بین کل تکبیرتین بقدر ثلث تسبیحات لانہا لتقام بحجم عظیم بالمؤلة یشبه علی من کا
 تکبیر کی ہر ہر تکبیر کا پچیس بقدر تین تین تسبیح کی فرق لکھی اسطی کہ بڑی ابوہ میں اتفاق ہوتا ہی صلی بی فاصلہ کہیں میں دور کی آدمیوں کو شاید سنائی
 بعیداً ویرفع یدیه عند کل واحدة من تلك التکبیرات الثلاث یرسلہما فی اثنا تھن ثم یضعہما تحت سترته
 ندی اور اپنی دونوں ہاتھ ہر ہر تکبیر کیساتھ تینوں دفعہ کان تک اٹھاویں اور پچیس دونوں ہاتھ چھوڑی لکھی پہر دونوں ہاتھ بعد تین بائیں ناف کی پہی
 بعد الثالثة ویتعوذ ویسوی ثم یقرأ الفاتحة وسورة ثم یکبر ویرکع واذ قام الی الركعة الثانية یبدأ بالقراءة ثم
 اور بعد از پانچ پڑھی اور بسم اللہ پڑھ کر سورہ فاتحہ اور ایک اند کوئی سورہ پڑھی پہر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کری پہر جب دوسری رکعت کی واسطی کہہ کر دو رکعت قرار دے
 یکبر بعد ہا ثلثا یفصل بینہن بقدر ما ذکر انفا ویرفع یدیه ویرسلہما عند کل تکبیرة ولبس هنا لوضع ثم
 بعد قرأت کی تین بار تکبیر کی اور اولی پچیس اسہی قدر فی صدر کی جواب ذکر کیا ہی اور دونوں ہاتھ اٹھاویں اور ہر تکبیر پہر چھوڑی لکھی اسوقت تہنات کا باندھنا ثابت نہیں ہے
 یکبر ویرکع فیکون تکبیرات الركعتین تسعاً ثلث منها اصلیت تکبیرة الافتتاح والتکبیرتان للركوع وست
 تکبیر کہہ کر رکوع کری اب تکبیرین دونوں رکعت کی نو ہو گئیں تین نوادھن سی اصل میں یعنی تکبیر تحریمہ اور دونوں تکبیرین دونوں رکوع کی اور چہرہ تکبیر میں ناہی ہیں
 من وائد ثلث فی الركعة الاولى قبل القراءة وثلث فی الركعة الثانية بعد القراءة ولو نسبت التکبیر فی الركعة
 تین پہلی رکعت میں قرأت سی پہلی اور تین دوسری رکعت میں قرأت کی پہی اور اگر پہلی رکعت میں تکبیر کہی بھول گیا اسکا
 الاولى حتی قرأ بعض الفاتحة او کلها ثم یکبر ویعید الفاتحة وان تذکر بعد قراءة الفاتحة والسورة
 تہوڑی سی یا تمام سورہ فاتحہ پڑھی تو اب تکبیر کہہ کر سورہ فاتحہ کو دوبارہ پڑھی اور سورہ فاتحہ اور دوسری سورہ پڑھ کر یا دوسری سورہ پڑھ کر یا دوسری سورہ پڑھ کر
 یکبر ولا یعید القراءة لانہا تمت وبعد التمام لا تقبل النقص بالاعادة بخلاف الوجه الاول والثانی فانہا لم تتم
 قرأت کو نہ پڑھاویں اسطی کہ قرأت پوری ہو گئی اور پوری ہونی کی بعد پڑھائی سی نقص نہیں ہو سکتا برخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کی کیونکہ قرأت
 فیہا فصلا کہہ لہم یشروع فیہا فیعیدہا مراعاة للترتیب ثم یخطب بعد الصلوة خطبتین یبدأ فیہما بالتکبیر فیصل
 سو یہ ایسا ہی گویا قرأت ابھی شروع نہیں ہوئی اب واسطی رعایت ترتیب کی قرأت کو پڑھاویں پہر امام نماز کی بعد دو خطبہ پڑھی دونوں خطبہ تکبیر سی شروع کری اور دونوں
 بینہما بجلسة خفيفة مقدارها ان یستقر کل عضو منه فی موضعه والخطبة فی العیدین سنة ولین
 خطبہ میں اتنی دیر جلوسہ خفیف کرے کہ تمام جوڑ توڑ بدن کی اپنی اپنی جگہ درست ہو جاویں اور خطبہ دونوں عیدوں میں سنت ہی اور اس خطبہ میں
 فیہا ما لیس فی خطبة الجمعة ویکرہ فیہا ما یکرہ فیہا ولعلہ فی هذا العید احکام الاضحية وتکبیر التشریق ومن
 وہ ہی ام سنون ہی جو جمعہ کی خطبہ میں سنون ہی اور اس میں وہ ہی ام مکروہ ہی جو جمعہ کی خطبہ میں مکروہ ہی اس عید میں احکام اور مسائل قرآنی اور کبیر تشریق کی

دستور نماز عید

کی طرح کری

دستور نماز عید میں

نماز عید

لا بد لك صلوٰة العید مع الامام لا یقضیها ومن ادرك اثناء اقامۃ الركوع یكبر للافتتاح قائما لان تكبیرة الافتتاح
عیدك فان الامام كما سالتهم ان شاء الله تعالى توابعهم فضا لنه ی

شرع في القيام المحض ثم للعيد ان ظن انه يدركه الا قام في الركوع لان المحل الاصل لتكبيرات العيد القيام
 صرف حالت قيامتهن جازي به عيد كالتكبير كذا، اگر سیه معلوم ہو تا نو کالتکبیر بن عید کما کہ کلام کر رکوع من حالون کما اسلمہ کما اصل عید کما تکبیر کما صرف

الحض وان خاف فوت الركوع يكبر للركوع ويكبر ثم يكبر تكبيرات العيد في الركوع لانها واجبة ولا اشتعا

سنة ايضاً ولا وجه لاتيان سنة فيه ترك سنة اخرى واذا رفع الامام مراسه يسقط ما بقى من التكبير

فلا يمتها في الركوع ولا في القومة قبل يسارع في متابعة الامام لانها فرض فلا يترك للواجب ولو ادرك الامام

فِي الْقُوَّةِ لَا يَكْبِرُ فِيهَا لِأَنَّهُ يَقْضَى ثَلَاثُ الرُّكْعَةِ مَعَ التَّكْبِيرَاتِ وَمِنْ فَائِتِهِ رُكْعَةٌ وَاحِدَةٌ إِذَا قَامَ إِلَى قَضَاءِ

والمسبق يبدأ بالقراءة ثم يكبر بعدها تكبيرة العيد ويركع ولوا درك الامام في التشهد او بعد السلام في

سجود السہو فانہ یقوم ویصلی ویاتی بالتکبیرات فی محلہا ویستحب تعجیل الصلوۃ فی هذا العيد وتأخیر

عید الفطر فی القنیة تقدم صلاة العید علی صلاة الحنابلة اذا جمعتا وصلاة الحنابلة علی الخطبة

اور قنیہ میں ہی کہ عید کی نماز جنازہ کی نمازی پہلی ادا کریں اگر دونو جمع ہو جاویں اور نماز جنازہ خطبہ سی پہلی ادا کریں

فی البزازیۃ ان اجتمع العبد والكسوف يقدم العبد لانه واجد كما تقدم على الحنازة لكون وجهه

فَسْنَا وَوَجِبَ الْجَنَازَةُ كَهَابَةِ وَبِكَهَ التَّنْفِ فِي الْمَصَاقِلِ قَصْدُ الْعِدَّةِ وَبَعْدَهَا الْمَوَاقِفُ وَغَرَّةُ وَانْقِصَافُ

یہی اور جنازہ کی نماز واجب کفایہ ہی اور عید گاہ میں جا کر عید کی نمازی پہلی نظیں پڑھنی مکروہ ہیں اور بعد نماز عید کی امام وغیرہ خواص کو مکروہ ہی اور اگر

عید میں کوچ عذر عید کی نمازی روک دی تو اگلی دن گیا رہوین کو پڑھیں اور اس دن سی اگلی دن بدرہین کو پھر بارہوین کی بعد پڑھیں کیونکہ اسکا وقت

وقت الاصحیہ فجر رعادام وقتہا باقیہ ولا يجوز بعد خروج وقتہا ثم العذر ہما لیس لہما جواز بل لیس الذرہما
سوجب تک ہی جائز ہی کہ قربانی کا وقت باقی ہو پھر قربانیکا وقت نکلی چھی جائز نہیں پھر اس عید میں عند کا ہونا واسطی نفی جواز کی نہیں ہی بلکہ اسلو

تقی لو كان تأخيرها إلى الغدا وبعد الغد بغير عذر يجوز الصلوة لكن يلزم الساعة بخلاف الفطر فان العذر
 لا يبرئ من تأخيرها إلى الغدا ولو كان تأخيرها إلى الغدا بغير عذر فهو تأخيرها إلى الغدا بغير عذر
 لا يبرئ من تأخيرها إلى الغدا ولو كان تأخيرها إلى الغدا بغير عذر فهو تأخيرها إلى الغدا بغير عذر

به لطفی اجازت حق بود که تاخیرها را به الغد بفرستد و لا یجری یسرنا الله تعالی علما و افتقار رضائه با لطفه و
 لطفی نفعی عانی که به بیان نک که اگر اس نامزدین تاخیر اکتی این است که در برابر هیچ زمین فی الهی بگویند آن که اعمال و امت این رسنای این لطف

وکرمه المجلس السادس والثلاثون فی بیان فضیلة شهر الله المحرم وصوم یوم عاشوراء

اور کرم سی چہ تیسویں مجلس
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم هذا الحديث من صحيح المصنف
 رسول الله صلى الله عليه وسلم فی فرمایا افضل روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہیں یہ حدیث مصنف کی صحیح میں ہے
 رواه ابوهريرة واصله الثمیر الى الله تعالى لتعظيم شأن الشهر والمصنف قد قدیر ان افضل الصيام بعد صيام رمضان
 ابوہریرہ کی روایت سی اور شہر کی اصناف اللہ کی طرف واسطی تعظیم مرتبہ مہینی کی ہی اور مضامین حدیث ہی اصل میں عبارت یوں ہی افضل روزی بعد رمضان کی
 شهر الله المحرم وهو صریح فی ان افضل ما تطوع به من الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم لكن يحتمل ان يراد به انه افضل
 کی روزی ماہ الہی محرم کی ہیں اس عبارت سی صاف معلوم ہوتا ہے کہ افضل نوافل روزی بعد رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہیں لیکن یہ بھی احتمال ہے کہ اس سی یہ روزی افضل
 شهر تطوع بصيامه كما لا بعد رمضان واما التطوع ببعض الشهر فقد يكون غير افضل منه كصيام يوم عرفة او عشر
 مہینہ کی پوری روزی رکھی جاوےں بعد رمضان کی محرم ہی اور نفل روزی تہوڑی تہوڑی بعضی اور مہینی کی محرم سی افضل ہوں ہیں جیسی روزہ روزہ کایاں میں روزہ اللہ
 ذی الحجۃ او ستۃ شوال او نحو ذلك ويشهد لهذا ما روى عن علي بن ابي رباح عن النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا ايها
 ذی الحجۃ کی یا چہ روزی شوال کی اور انہ اسکی اور اسکی سند وہ روایت علی رضی سی ہی کہ ایک شخص فی نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا یا رسول اللہ
 اخبرني بشهر صومه بعد رمضان فقال له النبي عليه السلام ان كنت صائما شهرا بعد رمضان فممن المحرم فانه
 بتما ہی بعد رمضان کی کس مہینہ میں روزی رکھوں آپ فی فرمایا
 شهر الله وفيه يوم تابل الله فيه على قوم ويتوب على اخرين لكن قد كان النبي عليه السلام يصوم شهر شعبان
 مہینہ اللہ کا ہی اور اس مہینی میں ایک ایسا روزہ ہے جسکی اللہ تعالیٰ نے ایک عسکری خطا معاف کی اور اردو کی خطا معاف کر لیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ماہ شعبان میں روزی رکھتی تھی
 ولم ينقل عنه انه كان يصوم المحرم وانما كان يصوم منه يوم عاشوراء وقوله عليه السلام في حديث ابن عباس
 اور یہ کہ سیفی بیان نہیں کیا کہ محرم میں روزی رکھتی تھی محرم میں صرف یوم عاشوراء کا روزہ رکھتی تھی اور آپ کا ارشاد ابن عباس کی حدیث میں
 ان رقيت الى قابل لا صوم التاسع يدل على انه عليه السلام كان لا يصوم التاسع لكن روى انه عليه السلام امر
 اگر میں اگلی سال تک جیتا رہا تو البتہ نوین تاریخ روزہ رکھوں گا اس سی یہ ثابت ہے کہ نوین تاریخ میں روزہ نہیں رکھتی تھی لیکن روایت ہی کہ آپ نے ایک شخص کو فرمایا
 رجلا ان يصوم الا شهر الحرم وافضل صيام شهر الله المحرم وافضل شهر الله المحرم عشرة الاول
 کہ اس مہرم میں روزی رکھی اور اس مہرم میں افضل روزی ماہ الہی محرم کی ہیں اور ماہ الہی محرم میں سی افضل روزی پہلی رہی کی ہیں
 فلما كان هذا الشهر من بين الشهور مضاف الى الله تعالى فانسب ان يختص بعمل مضاف الى الله تعالى وهو الصوم
 اور یہ مہینہ تمام مہینوں میں سی جو اللہ کی طرف مضاف ہی تو مناسب یوں ہی کہ اس مہینہ میں عمل ہی ایسا جو اللہ کی طرف مضاف ہو سو وہ عمل رفقہ ہی
 فان الصوم ستر بين العبد وربه يفعل خالص الوجه طال بالرضا له ولا يطمع عليه غيره لكونه نية وامساكا
 کیونکہ روزہ بندہ کے بین اور اللہ کے مہینہ ہوتا ہے کہ صرف واسطی خدا کی اسکی رضا مندی کی ہی رکھتا ہے اور سو اللہ تعالیٰ کی کوئی اور سی خبر نہیں ہوتا کیونکہ روزہ نیت
 حتى قيل ان الحفظة لا يطمع عليه ولا تكتبه بخلاف سائر العبادات فانها ما يطمع كثيرة تعالى فلكونه هو العالم به
 یہاں تک کہ کہتی ہیں کہ کرم کا تبین کو خبر نہیں ہوتی اور نہ وہ کہتی ہیں برخلاف تمام اور عبادات کی کہ وہ سوای اللہ تعالیٰ اور اللہ کو ہی معلوم ہوتی ہیں اور اس کی کوئی اور نہ ہو
 دون غيره خصه بذاته وتولى جزاءه بنفسه ولم يجعله الى غيره كما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال لكل من ابن
 اور کو نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہی اسکی اپنی ذات سی خاص کیا اور نہ اسکی نواب بذات خود ہوا اور پر جو اللہ تعالیٰ چاہے ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا کہ ابن آدم
 لزم ايضا عفا حسنة بعشر امثالها الى سبعة ضعف قال الله تعالى الا الصوم فانه لي وانا اجزي به
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سو اور روزہ کی کہ روزہ میری ہی میں ہی اسکی جزا دوں گا

یدع شهوته وطعامه وشرابه من اجل المعنى ان كل طاعة وخير اذ لم يكن رياء فاقبل ما يعطى لصاحبه من اجر
 میری لئی اپنی شهوت کھانا پیناسب چھوڑ دیتا ہی یعنی ہر طاعت اور نیک عمل جس میں ریا نہ ہو تو کم سی کم عابد کو اس کا ثواب دس گونہ ہی
 عشرة لقوله تعالى من جاء بالحسنة فله عشر مثا لها وقد يزداد الى سبعمائة واكثر لقوله تعالى مثل الذي
 واسطی قرانی اللہ تعالیٰ کی جو کوئی لایا نیکی اور کوئی اوسکی دس برابر اور کسی سات سو گونہ اور اس سی زیادہ ہو جاتا ہی واسطی قول اللہ تعالیٰ کی مثال
 يَنْفِقُونَ اَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمِثْلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سَنَابِلَةٍ مِائَةٌ حَبَّةٌ وَاللَّهُ يُضَعِفُ
 جو خرچ کرتی ہیں اپنی مال اللہ کی راہ میں جیسی ایک دانہ اوس سی اکیس سات بالین ہر مال میں
 مِنْ لَبَنٍ ثَمَرًا واما الصوم فثوابه بغير حساب لانه لا يتانى الا بالصبر وقد قال الله تعالى انما يؤتى الصائرون اجرهم
 جسکی واسطی چاہی اور روزہ کا ثواب تو بی حساب ہی کیونکہ بظن صبر کی آتا نہیں ہوکتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی صبر کرنے والوں ہی کو ملتا ہی اور لکھا نیکی
 بغير حساب ثم الصبر وان كان يوجد في غير الصوم من العبادات لكن وجوده في غيره ليس كوجوده في الصوم لانه ثلثه
 ان گنت پھر صبر اگرچہ سو روزہ کی تمام عبادات میں ہی ہوتا ہی پھر صبر اور عبادات میں آتا نہیں ہوتا جتنا روزہ میں ہوتا ہی
 انواع صبر على طاعة الله تعالى وصبر عن محارم الله تعالى وصبر على الالام والشدائد وكلها يوجد في الصوم
 قسم پھر ہوتا ہی صبر طاعت الہی پر اور صبر اللہ تعالیٰ کی محبت سی اور صبر رنج اور سختیوں پر اور یہ تینوں صبر روزہ میں موجود ہوتی ہیں
 فيه صبر على الصائم من الطاعة وصبر عما حرم عليه من الشهوات وصبر عما يصيبه من المأثم
 کیونکہ روزہ میں طاعت پر صبری جو روزہ دار پر واجب ہوتی ہی اور شهوات سی صبری جو روزہ دار پر حرام ہو گئی ہیں اور بہوک کی تکلیف پر
 وحرارة العطش ضعف البدن فانه يعرض بدنه النحول والنقصان الذي يفضي الى الهلاك طلبا الرضا ثم
 اور پیاس کی گرمی پر صبری اور بدن کی سستی پر کیونکہ روزہ دار کی بدن میں لاغری اور نقصان ایسا آجاتا ہی کہ جسم میں ہلاک ہو جاویں یہ سب اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر
 اشير اليه حيث قيل يدع شهوته وطعامه وشرابه لاجلي بخلاف سائر الطاعات ثم انه بسبب منع نفسه عن
 اس پر اشد تعلق ہی یہ جو کما ہی کہ روزہ دار اپنی شهوت کھانا پینا میری لئی چھوڑ دیتا ہی برخلاف اور طاعت کی پھر روزہ دار اپنی نفس کو کھاتی
 الاكل والشرب والحام يصير متخلفا باخلاق الله تعالى لكونه منزها عن هذه الاشياء فلما كان في الصوم
 اور یعنی اور جماع سی بند کر کر گویا صفات الہی پیدا کر لیتا ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ان تمام صفات سی پاک و صاف ہی یہ ہی اور متجاوز ہی ہیں جو
 هذه المعاني خصه الله تعالى بذاته وتولى جزاءه بنفسه ولم يكله الى غيره والكرهيم اذا خبر انه يتولى الجزاء
 اس ہی نظر سی اللہ تعالیٰ فی روزہ دار کو اپنی ذات پاک ہی خاص کیا اور روزہ دار اوسکی ثواب کا آپ ہو اور جو اللہ نہیں کیا اور ذات کریم جو یہ خبر دی کہ میں آپ اوسکی عفو کا
 بنفسه يقتضى ان يكون ذلك الجزاء في غاية العظمة ونهاية الكثرة بحيث يكون له حد ولا عدد وقد روى
 تو ضروری کہ وہ عفو بہت ہی بڑا ہو راتنی کثرت سی ہو کہ اوسکی نہ کچھ حد ہو اور نہ کچھ شمار اور
 عن ابي امامة الباهلي انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله جعل الله بنيه وبين النار خندقا كما بين
 ابو امامہ باہلی سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام فی فرمایا جسنی ایک روزہ روزہ واسطی اللہ کی رکھا تو اللہ تعالیٰ درمیان اوسکی اور دوزخ کی ایک خندق سی اسف صراط پر لکھا
 والارض في حديث اخر رواه ابو سعيد الخدري انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله بعد الله وجهه
 اور زمین کی ہی اور ایک اور حدیث میں ہی ابو سعید خدری کی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام فی فرمایا جسنی ایک روزہ واسطی اللہ کی رکھا تو اللہ تعالیٰ اوسکا منہ
 عن النار سبعين خريفا ومعنى الحديث ان من صام يوما لوجهه ورضائه ينجيه الله تعالى من النار عبر عن التنجية
 دوزخ سی ستر خریف دور کہیں اور معنی حدیث کی یہ ہے کہ جسنی ایک روزہ صرف واسطی رضامندی الہی کی روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اوسکو دوزخ سی نجات دیکھا نجات کو
 بطريق التمثيل ليكون ابلغ لان من كان بعيدا عن شيء بهذا المقدار لا يصل اليه البتة والمراد بالخریف السنة
 بطور تمثیل واسطی مبالغہ کی اس عبارت میں بیان کیا واسطی کہ جو شخص کسی لائی تین دور ہو جاوی تو وہ شی اوس تک ہرگز نہ پہنچی گی اور خریف سی مراد سال ہی

عن ابي امامة الباهلي

ذكر الجزء وارید الكل وانما جریه عنها دون غیره من الفصول لكونه وقت بلوغ الثمار وسعة العیش وروی عن

جزءا ذكر كركی كل م ادلیا ہی اور خریف خاص كركی بدون اور فصول کی اساسی ذکر کیا کہ یہ وقت مہیوں کی پختگی اور عیش کی فراخی کا ہی دور اور یہ

ابی هوریرة انه علیه السلام قال للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه ومعنی هذا الحديث

سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک فرضی روزہ افطار کرنے پر ہوتی اور ایک عیشی صوم کی ملاقات کی وقت اور اس حدیث کی معنی

ان للصائم سرور امرین علی ان الفرحة مرة من الفرح وهو السرور بالمسیرة عند لقاء ربه فیما یجره من ثواب الصوم

کہ روزہ دار کو دو بار مسرت ہو تا ہی اساسی کہ فرح کا لفظ مرث کی واسطی فرح سی مشتق ہو ای اور فرح کی معنی مسرت کی ہیں یہ مسرت روزہ دار کا رب کی ملاقات پر ہوتی ہے

مدخر عند الله تعالى فان من ترك الله تعالى طعاه وشربه وشهوته یعرضه الله تعالى خیرا من ذلك كما قال الله

الصدقائی کی ان کیبار ذخیرہ کیا ہوا یا ویکو کیونکہ جو شخص اللہ کی واسطی اپنا کھانا پینا شہوت بند کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو عوض دے گا بہتر عطا فرما دے گا چاہے اللہ تعالیٰ

وما تقرءوا لا نفسکم من خیر تجدوه عند الله هو خیرا واعظم اجرا وقال النبی علیه السلام لرجل انک

اور جو آگے بھیجی گئی اپنے واسطی کوئی نیکی اور کوئی نیکی اللہ کی پس بہتر اور ثواب میں زیادہ اور نبی علیہ السلام نے کسی شخص سے فرمایا

لن تدع شئیا التقاء لله تعالى الا انک الله خیرا منه وروی ان الصائمین یوضع لهم یوم القيمة فائدة تحت العرش

تو جب کسی منکر کو خدا کی خوف کا مارا ترک کرے گا تب ہی اللہ تعالیٰ تجھ کو اس سے بہتر دے گا ایت کر لیا اور روایت ہی کہ روزہ داروں کی واسطی قیامت کی روز عرش کی

یا کلون علیها والناس فی الحساب فبقول الناس ما هو لا یاکلون ونحن فی الحساب فبقال لهم انهم كانوا صوما وانتم فقط

اور پیغمبر نے کہا دیکھ باقی لوگ ابھی حساب میں ہونگی سو وہ لوگ کہیں گی یہ کون لوگ ہیں کہ ہم بھی کہاں ہیں اور ہم حساب میں ہیں سو جواب ملیگا یہ لوگ روزہ کرتے تھے اور تم روزہ

وفی الصحیحین انه علیه السلام قال ان فی الجنة بابا یقال له ربان لا یدخل منه الا الصائمون والمراد بالصائمین

اور صحیح بخاری اور مسلم میں ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت کا ایک دروازہ ہی اس کو تیار ہے جو ایمان لے کر آئے ہیں اور صوم کی وجہ سے روزہ داروں کی

هم الذین یكثرون الصوم فانهم لما تم لهم العیش خصوا باب فیہ الی والا مان من العطش قبل تکمهم من الجنة

وہ لوگ ہیں جو اکثر روزہ دار رہتی ہیں کیونکہ ان لوگوں کی جو پیاس کی شدت اور ہائی تھائی تھی ایسا دروازہ خاص کیا گیا جس میں جنت میں جاتی تھیں یہی سیرابی اور پیاسی لوگ

واما سرورہ عند افطاره فیما یبتا وله من الطعام والشراب ان النفس تجبر له علی الميل الی ما یلاہیها من المظم والمشراب

اور روزہ کی کہوتی وقت اس واسطی خوشی ہوتی ہی کہ کہاذا اور نبی کا اہتمام تھا ہی اس واسطی کہ نفس کی عادت ہی کہ اپنی لاپرواہی سے پیاس اور پیس کی طرف متوجہ ہوتا ہی نفس کو اگر کسی وقت مانعت ہو وی یہ روزہ اور وقت میں اجازت سوا کوئی نہ خواہ بخیر و خوش ہوتا ہی خاص یہی وقت کہ وہ سوا کی ہو

والمکرم فاذا صنعت من ذلك فی وقت من الاوقات شہ اذن لہ فی وقت اخر ففرح بذلك طبعاً خصوصاً عند اشتداد

اور کھانچ کی طرف متوجہ ہوتا ہی نفس کو اگر کسی وقت مانعت ہو وی یہ روزہ اور وقت میں اجازت سوا کوئی نہ خواہ بخیر و خوش ہوتا ہی خاص یہی وقت کہ وہ سوا کی ہو

به وكان بعضها ختام السنة الهلالية وبعضها مفتاحها الزم ان يكون من صام ذى الحجة سوى ايام الحرم فيها
 اورا وحين ہی بعضا مہینہ قمری سال کا تہامی ہی . اور بعضا مہینہ قمری سال کا ابتدا ہی تو لازم ہی کہ جس ذی الحجہ میں سوار چاروں کی جنین ہوزی حرم میں
 الصیام وصام الحرم قد ختم السنة بالطاعة واقتسمها بالطاعة فيرجى ان يكتب سنة كلها طاعة وعبادة يسئل الله
 روزی کہی بہر حرم کی روزی کہی تو اوسی سال عبادت ہی میں تمام کیا اور عبادت ہی میں شروع کیا الہامیہ یہ ہی کہ سارا سال کا سال عبادت اور طاعت میں کھایا ہی الہامیہ
 عملہ بلطفہ وكرمه المجلس السابع والثلاثون في بيان فضيلة يوم عاشوراء وبيان ما يفعل
 اعمال ہی لطفاً اور کرم ہی آسان کری سینتیسویں مجلس یوم عاشوراء کی فضیلت میں اور اس روز کیا کیا عمل میں آوی
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صيام يوم عاشوراء احسب على الله تعالى ان يكفر السنة التي قبلها هذا الحديث من
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا یوم عاشوراء کی روزی گان غالب ہی کہ اللہ تعالیٰ ایک سال گذشتہ کا کفارہ کردی یہ حدیث مصابیح کی
 صحاح المصابیح رواه ابو قتادة وصعناه ان من صام يوم عاشوراء اسرجو من الله تعالى ان يعقر ذنوبه التي وقعت في
 صحیح حدیثوں میں ہی ابو قتادہ کی روایت سی اور معنی اس حدیث کی یہ ہے میں جس ذی الحجہ میں روزہ رکھا تو میں اللہ تعالیٰ ہی امید کرتا ہوں کہ اسی گناہ جو کہ
 السنة للماضية والمراد من الذنوب الصغائر لان الكبيرة لا يكفرها الا التوبة وفي حديث اخر رواه ابو هريرة انه
 سال گذشتہ میں ہوئی ہوں معاف کردی اور گناہوں میں صغیرہ گناہ میں اسو سطلی کہ گناہ کبیرہ بدوں توبہ کی معاف نہیں ہوتی اور ایک حدیث میں ابو ہریرہ کی روایت سی
 قال افضل الصيام بعد رمضان شهر الله الحرم يعني ان افضل الصيام بعد رمضان صيام شهر الله الحرم وهو
 کہ یہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا افضل روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہیں مراد یہ ہی کہ افضل روزی بعد رمضان کی روزی ماہ الہی محرم کی ہیں اور یہ حدیث
 ان كان ظاهراً في فضيلة شهر الله الحرم بعد صيام رمضان لكن قيل المراد به صيام يوم عاشوراء وانما كان صيام
 اگرچہ بظاہر تمام ماہ الہی محرم کی روزوں کی فضیلت میں ہی بعد روزوں ماہ رمضان کی لیکن کہتے ہیں کہ مراد اس سی روزہ یوم عاشوراء کا ہی اور اس دن کا روزہ
 ذلك اليوم افضل لكونه فضا في اوائل الاسلام ثم نسخت فرضيته بوجوب صوم رمضان والعبادة التي نسخت
 اسنی افضل ہی کہ اوائل اسلام میں فرض تھا پھر جب رمضان کی روزی فرض ہوئی تو اسکی فرضیت منسوخ ہو گئی اور جس عبادت کی فرضیت منسوخ
 فرضيتها افضل من العبادة التي لم تكن فرضاً اصلاً فان قيل قد ذكر في الاصول ان الجواز ينزل بنسخ الوجوب فكيف
 ہو جاتی ہی تو وہ البی عبادت سی جو بھی فرض نہ ہوئی ہو افضل ہوتی ہی اگر کوئی کہی کہ اصول میں مذکور ہی کہ وجوب کی نسخ سی جواز ہی زائل ہو جاتا ہی پھر
 يكون الصيام فيه افضل فالجواب ان ذلك اليوم لما نسخت وجوب الصيام فيه صار كسائر الايام في جواز الصيام فيه
 یہ روزی افضل کہیں کہ ہر سستی میں سو جواب یہ ہی کہ اس کی اندر وجوب صام جب منسوخ ہو تو وہ روزی کی واسطی ایسا ہو گیا جیسی ہر ساری دن میں
 فيكون افضل قال ابن عباس ما رایت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتحرى صيام يوم فضله على غيره الا هذا
 سوا افضل ہی ہوگا ابن عباس کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ تلاش کرتی ہوں روزہ کسی روزہ کا جسکو الہی فضیلت دی ہو سوا اس
 اليوم يعني عاشوراء فانه عليه الصلوة والسلام كان يبالغ في تفضيل صومه ما لم يبالغ في تفضيل صوم غيره وقال ابن
 دن یعنی یوم عاشوراء کی کیونکہ یہ عجب علیہ السلام یوم عاشوراء کی نصیبت میں تنا مبالغہ فرماتی تھی جو اور روزی کی فضیلت میں نہیں فرماتی تھی اور ابن
 عباس ايضا حين صام رسول الله عليه السلام يوم عاشوراء وحرص فيه فانوا يا رسول الله اني يوم عظيم اليهود والنصارى
 عباس یہ ہی کہتے ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشوراء کا روزہ رکھا اور اوجھار کو دس بارہ کا ارشاد کیا تو عرض کیا یا رسول اللہ یہ دن ہی کہ اسکی یہود و نصاریٰ
 فقال النبي عليه السلام ان بقيت الى قابل لا صوم الناس في انما اردان يضم اليها يوم اخر ليكون هديه فخافوا
 سونی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا اگر میں اگلی سال تک جیتا ہوں تو بالصورہ میں تاریخ کا ہی روزہ رکھوں گا کہی میں عاشوراء کی ساتھ ایک اور دن کی ملائی اسکی ملائیکہ تھا کہ
 لم يدر اهل الكتاب فلما مات العام القابل لا توفي رسول الله عليه السلام فعلم من هذه الاخبار ان يوم عاشوراء
 اہل کتاب کچھ نہیں سمجھتے تھے کہ انی نہ پایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اب ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ یوم عاشوراء

یوم مبارک ینبغی المؤمن ان یصومہ لکن المستحب ان یصوم معہ التاسع والحادی عشر فحالف الیہم و انظر
 روز مبارک ہی مؤمن کو چاہی کہ اوس روز روزہ رکھا کری پرستحب یہ ہے کہ اوسکی ساتھیہ سو روزہ نصاب کی مخالفت کی لئی توین تاریخ یا گیارہون تاریخ کا ہی روزہ رکھیں
 ویتصدق علی الفقراء بما قدر واما الصلوة فی هذا الیوم لارضاء الخصوم علی ما وقع فی بعض الكتب فقد ذکر فی البرزخ
 اور اپنی مقدور کی موافق فقرا کو خیرات دی اور اوس روز کی نماز
 انہ لا تقبل ان خصمہ ان کان عافیا فہو لا یؤخذ بما علیہ یوم القیامۃ فالفائدة سر وان کان لم یعف یلخذ من
 تو ہزارہ میں نہ کہ نہیں ہی اس واسطی کہ مدعی اگر معاف کر چکا ہی تو اوس ہی قیامت کی دن کچھ مواخذہ کر لگا پھر اب کیا فائدہ ہوا اور اگر معاف نہیں کیا

حسناتہ یوم القیامۃ ان کان له حسنات وان لم یکن له حسنات یؤخذ من سیئات خصمہ و یحل علیہ ثم یطرح
 تو قیامت کی دن اوسکی حسنات لیبیک اگر اوسکی پاس حسنات ہونگی اور اگر اوسکی پاس حسنات ہونگی تو اوس مدعی کی گناہ لیکر اوسکی سرکہ دینگی پھر آگ میں پینک دینگی
 فی النار کما جلد فی حدیث رواہ ابوہریرۃ انہ علیہ السلام قال اتدرون من المفلس قالو المفلس فینما من لا درہم معہ
 چنانچہ حدیث میں ابوہریرہ کہ روایت سی آیہی کہ پیغمبر علیہ السلام فی پوچھا تم جانتی ہو مفلس کون ہوتا ہی عرض کیا ہم میں مفلس وہی جسکی پاس نہ درہم ہو
 ولا متاع قال المفلس من امتی من یاتی یوم القیامۃ بصلوۃ وزکوۃ وصیام و یاتی قد شتم هذا وقد ف هذا وضر
 اور نہ کچھ سبب جو آپ فی فرمایا مفلس میری امت میں وہی جو قیامت کی دن موعناز اور زکوۃ اور روزوں کی کو لگا لگا کر لگایا ہی تھا اور اسکو تھمت لگائی ہی اور اسکو مارا ہی

هذا واکل مال هذا فیعطی هذا من حسناتہ وهذا من حسناتہ فان فذبت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ
 اور اسکا مال کھا لیا ہوتا پھر اوسکی کچھ حسنات اسکو دی جاوینگی اور کچھ حسنات اسکو دی جاوینگی پھر اگر اوسکی حسنات اس ہی پہلے کہ حقوق ادا ہوں ہو چکی تو اوسکی گناہ لیکر
 اخذ من خطایا ہم فطرح علیہ ثم طرح فی النار فی حدیث اخر رواہ ابوہریرۃ ایضا انہ علیہ السلام قال من
 اور ایک اور حدیث میں ہی ابوہریرہ لگی روایت سی ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جسکی
 كانت عنده مظلة لاختیه من عرض اوال فلیقل منہ الیوم قبل ان یوحده یوم لا ینار فیہ ولا درہم ان
 ذمہ کوئی حق کسی بندہ کا ہو آبرو کا یا مال کا تو آج اوس ہی معاف کر لی اس ہی پہلے کہ وہ ایسی روز مواخذہ کری کہ وہاں نہ دینار ہوگا اور نہ درہم اگر

کان له عمل صالح اخذ منہ بقدر مظلتہ وان لم یکن له حسنات یؤخذ من سیئات صاحبة فیقل علیہ قبل یؤخذ
 اسکی پاس عمل صالح ہوگا تو اوس حق کی موافق لیبیا جاوینگا اور اگر حسنات کچھ نہ ہوں گی تو اوس مدعی کی گناہ اسکی ذمہ رکھی جاوینگی
 بقدر دانق وهو سدس درہم سبع مائۃ صلوۃ مقبولة اذین بحجۃ فیعطی الخصم واما خاٹ الجواہر فی هذا الیوم فقد
 کہ ایک دانق کی بدلہ کہ چھ حصہ درہم کہ ہوتا ہی سات سو نمازین مقبول جو جماعت ہی ادا کیں ہوں لیکر مدعی کو دیندینگی اور کرنا سختیوں کا یعنی ٹھکن ہوتا اس زمین

ذکر فی القنیۃ انہ لم یرد فیہ اثر قوی لکن لا بأس بہ بل ربما یثاب علیہ وکان الاکتال فیہ سنۃ لکن لما صار علامۃ
 سونقیہ میں مذکور ہی کہ اس باب میں کوئی روایت وارد نہیں ہی پر اسکا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ کبھی سپر ثواب ہوتا ہی اور سرمد لگانا اس دن میں سنت تھا لیکن جب ہی پیشانی
 لمبغضی اهل البیت وجب ترکہ وکرہ فعلہ حتی قیل لبعض السلف اھو سنۃ من غیر ذلک یوم عاشوراء فقال انہ
 دشمنان اہل بیت کی ہر گئی ہی تو اسکا ترک واجب ہی اور اسکا کرنا مکروہ ہی یہاں تک کہ کسی اہل سلف ہی پوچھا کیا سرمد لگانا بغیر بغض اہل بیت کی روز عاشوراء میں سنت ہی

سنۃ المختشین واما اتخاذہ مائلا لاجل قتل الحسین بن علی رضا کا یفعلہ الروافض فھو من عمل الذین صل سبغہم
 یہ سنت زمانوں کی ہی اور اس دن میں ماتم کرنا واسطی شہادت عام حسین بن علی کی جسکی بغض کرتی ہیں سو یہاں لوگوں کا عمل ہی جسکی جاتی رہی گائی
 فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسبون صنفا اذ لم یام الله ولا رسولہ باتخاذ ایاام مصائب الانبیاء وھم
 دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتی ہیں کہ خوب بناتی ہیں کام اس واسطی کہ نہ اللہ فی امر کیا اور نہ اوسکی رسولی کہ انبیاء علیہم السلام کی ایاام مصیبت اور ایاام شکر
 ماتم فکفہم وادونہم ولفاص الذی یدکر الناس قصۃ القتل یوم عاشوراء و یخرق ثوبہ ویکشف لاسہ و یامرھم
 ماتم کیا کرو پھر جو انبیاء کی کفر ہی اوسکا تو ماتم کہاں اور قصہ خوان جو لوگوں کی سامنی قصہ شہادت کا یوم عاشوراء میں سناتی ہیں اور اپنی پٹری پہاڑی ہیں اور لگی سر ہوتی ہیں

بالقیام والتسبیح تأسفا علی المصیبة یحب علی ولات الدین ان یمنعوهم والمستمعون لا یعدون فی الاستماع
 کثیر کر تاسع کی حالت میں مصیبت پر کلمات یہود بکثرت ہیں دین کی ماکون پر واجب ہی کہ انکو منع کر دین اور سنی والی ہی معذور نہیں ہیں کہ سا کرین
 قال الامام الغزالی وغیره یحرم علی الواعظ وغیره رواية مقتل حسین وحکایة ما جرى بین الصحابة
 امام غزالی وغیرہ فرماتی ہیں کہ واعظوں پر حرام ہی بیان کرنا امام حسین کی شہادت کا
 التشاجر والتخاصم فانه مهيج علی بغض الصحابة والطعن فیهم ومما علم الدین تلقی ائمة الدین عنهم منتلقینا
 جبکہ اور خصومت واقع ہوئی کیونکہ ایسی کتابیں جو بغض پیدا ہوتا ہی اور لوں پر طعن ہوتی گنتا ہی اور حال یہ ہی کہ صحابہ کی پیشوا ہیں بزرگان دین فی
 من الاثمة والطاعن فیہ طاعن نفسه ودينه وقال الشافعی وغیره من السلف تلك دعاء طهر الله تعالی عنہا
 ائمہ بزرگوار کی سبکھا سو جو او کی عیب جوئی کر دی وہ ہی اتنے اور ہی جو کھت گتھی اور امام شافعی اور سواد او کی اور بزرگ سلف کی کچھ ہیں کہ اس پر ختم فی ہادی ائمہ بزرگوار
 ایدینا فلنظہر عنہا السنن وقد روی عن عبد الله بن مغفل انه علیه السلام قال الله اصحابی لا تتخذن ویم عنہما
 تو چاہی کہ صحابیوں کی عیب کر کہیں اور عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا خدا ہی ڈرو میری یادوں کی کچھ میں میری یادوں کو
 من بعدی ومن احبهم فحببی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن اذنبهم فقد اذنبی من اذانی فقد اذی
 نہایت مذمت اور جو شخص اور کو محبوب رکھے گا سو میری محبت ہی محبوب رکھے گا اور جو کو دشمن رکھے گا سو میری بغض کا مارا دشمن رکھے گا اور جو سنی اور کو ستایا تو سنی اور کو ستایا اور جو سنی جو کو
 الله ومن اذی الله تعالی فیوشک ان یاخذہ وفي حديث اخر رواه ابو سعید الخدری انه علیه السلام قال ان شرب
 نہ کو ستایا اور جو سنی اور کو ستایا تو قریب ہی کہ اللہ اور کو پکڑے اور کیونکہ حدیث میں آیا ہے ابو سعید خدری کی روایت ہے کہ آپ فی فرمایا میری یادوں کو بڑا مت بزرگوار
 اصحابی فلان احدکم لو اتفق مثل احدہما طالعہم ولا نصیفہ فعلی هذا یحب علی المؤمن تعظیمہم ذکر
 کو تم میں سے کوہ احد کی برابر سونا خرچ کرے تو صحابہ میں سے کسی کی برابر ہونگا اور نہ آدمی کی برابر اب موافق اس حدیث کی ہر مومن پر اور کی تعظیم اور غور و فکر
 بالخیبر وكف اللسان عن الطعن فیہم ذلیسب قتل عثمان وقتل حسین جرت فتن کبیرة واکاذیب کثیرة وظہرت
 یا کرنا اور لوں پر طعن و طعن سے زبان بند رکھنا واجب ہی الوسوط کی بسبب شہادت مختلف اور شہادت امام حسین کی کثرت ہی ہو گئی اور بیت جہول ہاتھ مشہور ہیں
 اہواء وبدع وقم فیہا طوائف من المتقدمین والمتأخرین وصاروا کاذبین واکاهواء والبدع لا ترال نردادحتی
 اور بیت فرما سنا اور بدعتیں پیدا ہو گئیں جنہیں بہتری مقدم اور بہتری متاخر مثلاً ہو گئی اور صد جہول قضا اور راطل مذہب اور بدعتیں ہر حق چلی جاتی ہیں یہاں تک
 حدثت امور بطول شرحها فمن جعلتها دالبتد عمکثیر من الناس یوم عاشوراء فجعلوا ما تمالیظہرون فیہ النیاحۃ
 کہ ایسی امور پیدا ہو گئی ہیں جنکا بیان در از ہی چنانچہ او میں سے ایک یہ بیت ہی جو بہت لوگوں فی یوم عاشوراء کو ماتم پھر رکھا ہی اوس روز نوہ کو گزرا
 والجزع وتعذب النفوس وسب من مات من اولیاء الله تعالی والکذب علی اهل البيت وغیر ذلک من المنکرات المنعہ
 اور رونائیں اور تکلیف اور ٹانی اور اولیاء اللہ کو جو رکھی ہیں برا کہنا اور اہل بیت پر جھوٹ بولنا اور سوار اسکی بہت منکرات جو موافق
 بکتب الله وسنة رسوله واتفاق المسلمین فان الحسین قد اکرم الله تعالی بالشهادة فی ذلک الیوم وهو اخره احسن
 کتاب اللہ اور سنت رسول کی منوع اور باتفاق مسلمانوں کی ماجا زین بیشک حضرت امام حسین کہ اوس روز اللہ تعالی فی شہادت ہی مشرف فرمایا وہ اور او کی پر حسن
 شبان اهل الجنة وقتلہا وان کانت مصیبة عظيمة لانه تعالی شرع للمسلمین عند المصیبة الاسترجاع
 جو نان بہشت کی ہیں اور اوں کا قتل اگرچہ بڑی مصیبت ہی
 بقوله ثم وتبتر الضمیر الذین اذا صابہم مصیبة قالوا ایا الله واکبر مرجعون اولئک علیہم صلوات من ربہم
 اور جسے سنا ثابت رہتی وہ لوں کو کہ جب انکو پہنچی کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور جو اوں کی طرف پرجانا ایسی کوک نہیں ٹھانسیا ہی عیب کی
 ورحمہم واولیاءہم المقتدون وروی عن سعید بن جبیر انه قال بطل الاسترجاع لا من لایم الا هذه الامة ولوا عظمی
 اور مرانی اور وہ ہی ہیں نہ پر اور سعید بن جبیر کی روایت ہے کہ کبھی میں کہ استرجاع نام امتوں میں سے سوار اس امت کی کسی کو عطا نہیں ہوا ہی اگر عطا ہوتا

وینکرت انکرت

وینکرت انکرت

یخبر هذه الامراض فيما لا احتمال فيه للسراية كما اشیر اليه فيما روى عن ابی هريرة ان اعرابيا قال للنبي عليه السلام
 يه يا ربان ایسی حکم پیدا ہو جاتی بین جہان اصلا احتمال سرایت کا نہیں ہی چنانچہ ابی ہریرہ کی روایت میں یہی اشارہ ہی کہ ایک اعرابی نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
 کہا بالابل في الرمل کا تھا الظما فيجتاحها البعير لا جرب فيجربها فقال النبي عم فمن اعدى الاول فانه عم انا هذا
 کیا حال ہی اونٹ کا کہ دوڑتا ہی جیسی ہرگز نہ ہو اس سے خارشتی اونٹ ملتا ہی اوسکو ہی خارشتی کر دیتا ہی نبی علیہ السلام نے فرمایا پہلی اونٹ کو کسی خارشتی کر دیا پس نبی علیہ السلام
 القول الى ان الجرب في البعير الاول ان حصل من بعير اخر جرب يلزم التسلسل الى علة نهائية له وهو حال وان لم
 فرمایا کہ اگر پہلی اونٹ میں ہی خارشتی دوسری خارشتی اونٹ سے ہوئی ہی تو تسلسل لازم آوے گا جو کہیں جا کر نہ ٹوٹی
 يحصل عنه بل بسبب اخر فالذي اوصله الى البعير الاول هو الذي يوصل الى غيره من الاصحاء وهو الله الخ
 دوسری خارشتی اونٹ سے نہیں ہوئی بلکہ کسی اور سبب سے ہوئی تو یہ جرحی پہلی اونٹ میں پیدا کر دی ہی وہ ہی پہلی چنگی اچھی اچھی اونٹوں میں پیدا کر سکتا ہی وہ اللہ ہر شے کا باریک بینی
 لكل شئ القادر على كل شئ وذهب بعضهم الى ان المنعني ليس نفس السراية لما روى انه عليه السلام قال لا يورث مرض
 اور تمام شے پر قدرت رکھتی والا ہی اور بعض کا یہ مذہب ہی کہ منعی عین سرایت نہیں ہی کیونکہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا بیمار اونٹوں والا اپنی اونٹ اچھی اچھی
 على مصم والمريض صاحب ابل المريضة والمصم صاحب ابل الصحيحة والمراد النهي عن ايراد ابل المريضة على الصحيحة
 اونٹوں میں نہ ہمسای اور مرض کتنی ہی بیمار اونٹوں والی کو اور مصم کتنی ہی پہلی چنگی اونٹوں والی کو اور مضمو بیمار اونٹوں کو اچھی اچھی اونٹوں میں ملانی سے منع کرنا ہی
 وفي حديث اخر انه عليه السلام قال فمن المجزوم فرارك عن الاسد فعلم من هذين الحديثين ان المنعني ليس نفس
 اور ایک اور حدیث میں ہی کہ پیغمبر علیہ السلام فرمایا بہاگ مجزوم سے جیسی تو شیر ہی بہاگتا ہی بے ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ منعی عین سرایت نہیں ہی
 السراية بل المنعني اضافتها الى العلة وهذا القول الثاني اولى لما فيه من التوفيق بين الاحاديث الواردة فيه مع ما فيه
 بلکہ منعی سرایت بنسبت بیمار کی ہی اور یہ دوسرا مذہب ہی کیونکہ اسمین تمام حدیثیں جو اسباب میں وارد ہیں موافق ہو جاتی ہیں
 من صيانة الاصول الطبية عن التعطيل بخلاف القول الاول فانه يفضي الى تعطيلها ولم يرد الشرع بتعطيلها بل ورد
 اور طبی فاعلا ہی بیکار ہونی سے منع جاتی ہیں برخلاف پہلی مذہب کی کہ اسمین قاعدی طبی بیکار ہوئی جاتی ہیں اور شرع نے طب کو بیکار نہیں ہٹایا بلکہ
 بانثاتها واعتبارها على وجه لا يناقض اصول التوحيد فانه عليه السلام امر بابطال ما كان اهل الجاهلية يعتقدون
 قواعد طبی کو ایسی طرح پر ثابت کر کے اعتنا کیا ہی کہ اصول توحید کی برخلاف نہ ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض اہل جاہلیت کی عقاید کا بطل کرنا ہی وہ بول جاتی تھیں
 من ان العلة تسري بطبعها فقال لا حرجي وبين بقوله هذا ان الامر ليس كما نزعوا بل العلة تحصل بقضاء الله نعم
 کہ بیماری خود بخود اتر جاتی ہی سو آپ نے فرمایا کہ عدوی نہیں ہی اور شرح کر کے کہ یوں نہیں ہی جیسی اہل جاہلیت کہتے ہیں بلکہ بیماری حکم الہی سے اور اس کی تقدیری ہی ہوتی ہی
 وقد مره لكن قد تكون المداناة من الاساليب المقدرة لحصول العلة بالنسبة الى بعض الاشخاص ولذلك فليحذر
 ہر کہی نزدیک ہونا یعنی حیا نا ہی بپا ہی بپا ہونی کی ہی بعضی شخصوں میں سبب تقدیری ہو جاتا ہی اور اس ہی نبی علیہ السلام نے
 عن ايراد مرض على مصم واهر بالفراغ عن المجزوم فان ذلك من باب الاجتناب عن الاساليب التي خلقها الله تعالى و
 اور اونٹوں کو اچھی اونٹوں میں ملانی سے منع کر دیا اور مجزوم سے دور رہی کو اور فرمایا کیونکہ اسمین اولی اسباب ہی جو کہ اللہ تعالیٰ پیدا کر سبب بلا کا مقرر کیا ہی بجاوی اور
 جعلها اسبابا للبلايا والعبد لما مور بالاجتناب عن اسباب البلايا اذا كان في عافية منها فانه كما يغمر مدبر
 بندہ کو حکم ہی کہ بلا کی اسباب ہی جب کہ بندہ اوس بلا سے بچتا ہی بچا کر ہی
 القاء نفسه في الماء او في النار وبعد دخوله تحت اهدم ونحوه من هو من اسباب الهلاك كذلك يومر
 کہ ڈوب کر نہ مرو یا آگ میں مت جلو یا کرتی ہوئی مکان تلی مت کہسو اور ایسی اور امر جو موت کا سبب ہو سکی
 بالاجتناب عن مقاربة الجرب والمجذوم ونحوهما مما هو من العلل المتعدية باذن الله تعالى فان هذه الاسباب
 کہ خارشتی اور مجزوم سے اور مانند اسکی اور بیمار یونسی جو اللہ تعالیٰ کی حکم سے دوسری میں اتر جاتی ہیں آگ ہو
 کیونکہ یہ امور

السبب للبض والتلف والله تعالى يخلق المسببات عند هالها فانه تعالى هو خالق الاسباب ومسبباتها لا خالق
اور ہاں کہ اسباب میں اور اللہ تعالیٰ ہی وقت پر مرض کو جو مسبب ہے پیدا کر دیتا ہے کچھ کی سبب سے نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی اسباب اور مسبب دونوں کا خالق ہے
لہذا لکن الاسباب نوعان النوع الاول اسباب الخیر فان النعم لا تصاف الى الاسباب بل انما تصاف الى مسبباتها
اور کسی سوا اللہ تعالیٰ نہیں ہے بلکہ ہم پر پہلی قسم تو اسباب خیر ہیں سو نعم کو اسباب سے کچھ علاقتہ نہیں ہے بلکہ نعم مسبب اور مقدر کی مشابہت ہے
مقدرها فظاهر منها ينبغي ان يعرّف بها وينشر عند ظهورها ولا يسكن اليها بل الى خالقها ومسبباتها كما قال الله تع
سو جو بہتر ہی پیش آوی تو لایق ہے کہ اس سے خوش ہو اور حقاً بیشمار حاصل کری اور اس کی طرف متوجہ نہ رہی بلکہ خالق اور مسبب کی طرف متوجہ ہو جائیجئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
في امداد المؤمنين بالمشقة واجعله الله الا بشرى ولتطمئن به قلوبكم وما النصر الا من عند الله واكثر الناس
جب فرشتوں سے مؤمنین کی امداد کی اور یہ خودی اللہ تعالیٰ خوشخبری اور تاجین بکڑی دل تمہاری اور وہ نہیں مگر اللہ ہی اور اس بات کی اکثر لوگ
في هذا الزمان يركنون بقلوبهم الى الاسباب وينسون مسبباتها فاصناف شيئا من النعم الى غير الله تعالى ان كان مع
اسباب کی طرف توجہ نہ ہوتی ہیں اور اصل سبب کو بھول جاتی ہیں سو جو شخص نعم کو سوا اللہ کی اور نہ ہی سمجھی اگر یہی
اعتقاده انه ليس من الله نعم فهو شرك حقيقي وان كان مع اعتقاده انه من الله تعالى فهو نوع من شرك خفي والنوع
اعتقاد ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے تو یہ حقیقی شرک ہی اور اگر اسباب کو لحاظ کرتا ہے مگر اعتقاد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور دوسری
الثاني اسباب الشر فان المصائب لا تصاف الا الى الذنوب كما قال الله تعالى وما اصابكم من مصيبة فبما كسبت انفسكم
فہم اسباب شر سو مصائب ظہور کرتی ہیں ہی سے علاقتہ کہتی ہیں جنہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور جو بڑی تم پر کوئی سختی سرور اور کجا کجا غمناک ہونے لگی
وما ظهر منها ينبغي ان يتفقد عنها بقدر ما ورد به الشرع مثل انقضاء عقارية الاجرب والمجذوم والقدم على مكان الطاء
اور جو اسباب یا مصائب ظہور ہوں تو اس سے تنہا یہ سبب کرنا چاہی کہ جتنا شرع علی اجازت دی ہے جیسی خارش اور مجذوم کی ہمشینی ہی اور دیکھائی کہ ان میں داخل ہوتی ہی
واما خفي منها فلا يشترع اتفاقها واجتنابها لان ذلك من الطيرة المنهي عنها التي من اعمال الشرك والكفر كاحكامها
وجو اسباب یا مصائب پرتیبہ میں تو اس سے یہ سبب کرنا صحیح میں نہیں آیا کیونکہ یہ بد شکوئی میں داخل ہے جو نہایت ممنوع اور شرک اور کفر کا عمل ہے جیسا کہ
الله تعالى عنهم في مواضع من كتابه فانهم كانوا يطهرون وينشأون بالرسول والتابعين وسبب تشاورهم بهم
اللہ تعالیٰ اس کو اپنی کتاب میں کئی جگہ بیان فرماتا ہے کیونکہ وہ لوگ رسول علیہم السلام اور ان کی اصحاب سے بد شکوئی کر کر نحوست سمجھا کرتی تھی اور سبب غصہ سمجھتی تھیں
ان الرسول لمادعوهم الى دين غير ما لو ظلم استغروهم واستنقبحوه ونفرت عنه طباعهم اذ من عادة العوام ان
کہ رسول علیہم السلام نے جب ان لوگوں کو نئی دین کی دعوت کی تو وہ لوگ عجیب سمجھ کر قبیح سمجھ گئی اور ان کی طبیعتیں نفرت کرنی لگیں کیونکہ عوام کی یہ عادت ہے
يتيمينوا بكل ما يوافق هواهم وان كان جالبا لكل شر ووبال وان ينشأوا بكل ما يخالف هواهم وان كان خازنا بكل خير
کہ اپنی ہوس کی موافق آرزو کیا کرتی ہیں اگرچہ اوصین سراسر بدی اور وبال ہو اور جو ان کی مرضی کی مخالفت ہو ان کو نحوست جانتی ہیں اگرچہ اوصین سراسر خیر اور برکت ہو
وفوال وقد ثبت انه عليه السلام قال لا طيرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال الطيرة من الشرك والنشأ عن
اور ثابت ہو چکا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بد شکوئی بالکل نہیں ہے اور ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا بد شکوئی شرک ہی اور گفتگو کر
اسباب السعير بالزل والنظر في النجوم وضرب الحصى والشعير وغير ذلك هو الطيرة المنهي عنها والباحثون عنها لا
غیب کی باتوں میں جو سیدہ دل کی اور ستاروں کی تاثیر دیکھ کر اور کونکے روشنی اور جگہ داند وغیرہ سے یہی طیرہ ہی جسکی مانعت ہو ہی ہے اور سمجھ کر گفتگو کرنا
يشتغلون لما يدفع البلاء من الطائيل يشتغلون بلزوم البيت وعدم الحركة وهذا لا يمنع نزول القضاء والقدر
وہ کام نہیں کرتی جس سے بلاء دفع ہو یعنی عبادات بلکہ یہ میں کہہ بیٹھ رہتی ہیں اور چلتا پھرتا موقوف کر دیتی ہیں اس سے قضاء اور قدر بند نہیں ہوتی
ومنهم من يشتغل بالمعاصي وهذا ما يقوى وقوع البلاء ونفوذ والذي جالبت به الشرعة هو ترك البحث عن
اور بعض لوگ گناہوں میں مشغول ہوجاتی ہیں یہ ایسا کام ہی جس میں بلاء واقع ہوا بلا آوی اور ان کی جو علاج واسطی دفع بلاء کی شرع میں آیا ہے وہ یہ ہی کہ اس میں کچھ گفتگو

ذلك لا عارض عنه ولا اشتغال بما يدفع البلاء من الدعاء والذكر والصدقة والتوكل على الله تعالى ولا إيمان
 اور نہ اور ہر توجہ کری اور وہ شغل اختیار کری جس میں ہمارے ہر دماغ اور ہر ہاتھ اور ہر پاؤں اور ہر ہونہ اور ہر
 بقضائہ وقدرہ فانہ علیہ السلام عند ظہور السبب العقوبۃ السماویۃ المخوفۃ کالکسفی والخسوف کان یاہر
 اور قدر کو تسلیم کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بروقت ظاہر ہوئی سلمان خوفناک عذاب آسمانی کی جیسی سورج کہیں اور چاند کہیں اور کوئی کھنڈراتی
 یشغل بأعمال البر من الصلوة والدعاء حتی ینکشف ذلك عن الناس وهذا كله ما يدل على ان اسباب العذاب لا
 اور کچھ نیک اعمال میں مصروف ہوتی جیسی نماز نفل اور دعا یہاں تک کہ وہ سامان کو گول پر سی دور ہوتا ان تمام روایات سی یہ معلوم ہوتا ہی کہ جب عذاب کی سامان
 ظهرت فالمشروع الاشتغال بما يرجى ان يدفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوى فان هذه الاشياء
 ظاہر ہوں تو موافق شرع کی ایسی عبادت میں مشغول ہو جس میں امید ہی کہ عذاب خوفناک سے محفوظ ہو جاوی یعنی اعمال نیک اور پرہیز گاری بیشک یہ تمام اشیاء
 كلها من اعظم ما يستدفع به البلاء فانه تعالى يخلق اسبابا للعذاب واسبابا للرحمة اما اسباب العذاب فيخلق
 بہ کہ دفع کرنی میں بڑی ہی تاثیر کرتی ہیں بیشک اللہ تعالیٰ سلطان عذاب کا اور رحمت کا دونوں ہی کرتا ہی عذاب کی سامان سی تو اللہ تعالیٰ اپنی بندوں کو ڈراتا ہی
 الله تعالى بها عباده ليتوبوا اليه ويتضرعوا اليه كالريح الشديدة فان الريح من روح الله تعالى تأتي بالرحمة
 تاکہ اس کی طوفان ہوجوے اور وہ ہر کوئی رو دین جیسی ہند اندر بیان بیشک یہ اللہ تعالیٰ کا فیض ہی کہہ رحمت لاتی ہی
 وتأتي بالعذاب وعند اشتدادها أمر النبي عليه السلام ان يسأل الله تعالى خيرا وخيرا وارسلت به وليستعيه
 اور کہیں عذاب اور تندی کی وقت نبی علیہ السلام کا حکم ہی کہ اللہ تعالیٰ سی خیر کی دعا کریں اور جو اس سی آوی اس کی خیر مانگیں اصلوں کی
 به تعالى من شرها وشرها ارسلت به فان عليه السلام قد كان اذا رأى بيحا او غما تغير وجهه واقل ودبر فاذا
 شر ہی اصلوں کی شر ہی جودہ لاتی ہی پہنچا مگن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب آندی یا اور دیکھتی تو چہرہ کی حالت بدل جاتی اور کہی آتی اور کہی جاتی ہرگز
 امطر سرعته ويقول قد عذب قوم بالريح وراى قوم السحابة فقالوا هذا عارض فطرنا فنزل منه العذاب واسباب
 مینہ بہت جاتا تو خوش ہوجاتی اور فرمائی کہ ایک قوم کو عذاب آندی ہی ہوا تھا اور ایک قوم کو دیکھ کر کہی گئی یہاں یہی ہمیر عذاب کا سوا میں ہی عذاب نازل ہوا اور رحمت کی
 الرحمة فيرجي الله تعالى بها عباده كالريح الطيبة والمنظر المعتاد عند الحاجة اليه ولهذا يقال عند نزوله اللهم
 سلام سی اللہ تعالیٰ اپنی بندوں کو امیر و ارکڑا ہی جیسی ہوا زم ہند ہی اور مینہ ہادت کی موافق حاجت کی وقت اور اس ہی واسطی مینہ بہت ہی وقت دعا کرتی ہیں اہم
 سق رحمة لا سقى عذاب واما من اتقى عن اسباب الضر بعد ظهورها بالاسباب المنهي عنها فلا ينفعه بل
 بلاتار رحمت کا نہ بلاتار عذاب کا اور جو شخص اسباب ہر سی بعد ظاہر ہونی کی بطور منع کی چکا چاہی تو اس کو کچھ فائدہ نہیں بلکہ
 كثير اما يقع فيما يخافها واما قوله عليه السلام لا صفر فقد اختلف في تفسيره والقول الاشبه ان المراد به شهر
 اکثر اوقات خوفناک یا مین آجائے اور یہ لڑ شادی صلی اللہ علیہ وسلم کا صفر نہیں ہی سوا اس کی تفصیل میں اختلاف ہی ظاہر حق یوں معلوم ہوتا ہی کہ مراد ماہ صفر ہی
 صفر فان اهل الجاهلية كانوا يتشاءمون ويقولون انه شر مشؤم فابطل النبي عليه السلام ذلك وكثير من الناس
 کیونکہ یلم جاہلیت میں اسکو منحوس بتاتی ہی اور یوں کہا کرتی ہی کہ صفر برا منحوس ہی سوئی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو باطل کر دیا اور بہتری لوگ
 في هذا الزمان يتشاءمون به وربما يمتنعون فيه من السفر والتزوج وغيرها والتشاءم به من جنس الطيرة المنهي عنها ولكن
 اب ہی اسکو منحوس بتاتی ہیں اور بعض دفعہ اس مینہ میں سفر نہیں کرتی اور نہ بیاہ کریں اور نہ اور کوئی کام اس کی نحوستان ہی بہت شکونی کی قسم ہی جکی ممانت ہوگی ہی
 التشاءم به من الايام فان تخصيص الشوم بزمان دون زمان كشر صفر وغيره غير صحيح لان الزمان عبارة عن مدة
 نحوست کسی اور دن کی تمام ایام میں ہی شکونی ہی کیونکہ نحوست کی خصوصیت کسی نکتہ کی جیسی ماہ صفر وغیرہ کی جائز نہیں ہی اس واسطی کہ زمانہ تو ایک مدت دراز کا نام ہی
 فمدة يعرف مقدارها بحركة الافلاك والكواكب وهو في ذاته امر واحد متشابه الاجزاء لا يحصل الا بخلق الله تعالى
 جسکا اندازہ افلاک کی حرکت اور ستاروں سی معلوم ہوتا ہی اور وہ اپنی ذات میں ایک متصل چیز ہی اسکی سبب اسباب الکی ہی ہیں صرف خدا تعالیٰ کی پیدایش ہی

كانوا يقيمون به لا مكان رصيه وصيده من غير الاخراف والباسرح ما يبر من الطير والوحش من جهة يمينك
 اسكو مبارك جاتي تي كيونك او كوتير مارا اور شكار كرنا بدون گردش كي سهل هوتاي اور بارح وه پرنده جانور يا وحشي هوتاي كرا تي طرفي
 الي يسارك والعرب كانوا يشاءون به لعدم امكان رصيه وصيده من غير الاخراف فنفى النبي عليه السلام
 اين طرف چلا جادى عرب كي لوگ اسكو مخوس جاتي هين كيونك اسكا تير مارا اور شكار كرنا بدون گردش كي ممكن نهي هوتا سوني صلى الله عليه وسلم اسكو منع
 وابل واخبرانه ليس له تاثير ينفع ولا ضرر فهذا معنى قوله لا طيرة فان الطيرة على عامر مصدر بمعنى تطير واصل
 اور مثا ويا اور خبر سنا كي اسهين نه كچه نيك تاثير فائده مندي اور نه كچه ضرر ي سوني حديث لاطير وكيه ي هين كيونك طيره چاكي كدر چكا ي مصدر نظير كا منون
 التطير التناول بالطير ثم استعمل في كل ما يتناول به ويعد شوا سوا كان طير او غيره وقد روي انه عليه السلام
 تطير طيرى فال يني كوتي هين يهر اسكي استمال هين يني جرموس هونكي برابري كطير سى هو يا سوار اسكي اور كچه هو اور روايت هى كه حضرت صلى الله عليه وسلم
 قال الطيرة من الشرك يعني انها من اعمال اهل الشرك والكفر كما حكاها الله تعالى عنهم في مواضع من كتابه فانهم كانوا
 فرما بر شكوني شركه هى روايت هى كه طير مشرك اور كفاه اعمال هين سى ي چاكي اسد تعالى في او كي حال كچه يني كتاب هين حكايت كي هى كيونك وه كفار
 يتشاءمون بالرسول واتباعهم وسبب تشاؤمهم بهم ان الرسول لما دعاهم الى دين غير الوفاء لهم استعزبوا واستعجبوا
 رسولون اور او كي ساتيون كو مخوس جاتي تي اور او كي مخوس سمجني كاسبب به تمار رسول جواد كونيا دين خلاف طبع سكياتي تي تو اسكو عجيب غريب جاتي تي
 وفرت عنهم طباعهم اذ من عادة الجمل ان يمتحنوا بكل ما يوافق هواهم وان كان حالبا لكل شر ووبال ان يتشاءموا
 اور اوسى كفار كو بالطبع نفرت هى كيونك كچه عداوت هى كه جواد كي ملاقاتي بات مرضي كي موافق هو اسكو مبارك سمجني اگر چه دين تمام خرابيان موجود هين اور جرات
 ما يخالف هواهم وان كان جاذبا بكل خير ونوال ومن عادتهم ايضا التشاءم ببعض الايام والشهر كشر صفر فان كشر
 او كي مرضي كي خلاف هو تو اسكو مخوس سمجني اگر چه دين هر طرح كي خير اور خوي حاصل هو اور او كي دين هى عادت هى كه بعضي تاريخون اور بعضي مهيتون كو مخوس جاتي تي يني
 من الناس في هذا الزمان يتشاءمون به وربما يمتنعون فيه من السفر والتزوج ونحوهما والتشاءم به من جنس الطيرة
 لوگ اس زمانه كي هين اسكو مخوس گتي هين اكثر وقت اس مهين مين سفر اور بياه وغيره نهي كرتي يبريد شكوني هى ايسى ي منعوع هى جيس طره
 المنهي عنها فان تخصيص الشوم بزمان دون زمان غير صحيح لان الزمان عبارة عن مدة ممتدة يعرف مقدارها
 كيونك مخوست كي خصوصيت بعضي بعضي وقت سى هرگز نهي هوسكتي اسنى كوفانه ايكه مت متصل دراز كو كتي هين جسكى مقدار افك
 بحركة الافلاك والنجوم وهو ذاتها متشابه الاجزاء يحصل بخلق الله تعالى ويقع فيه افعال العباد فلا يكون
 اور ستارون كي حركت سى معلوم هوتي هى اور زمانه اصل مين ايكه جيز اسكى لطير طبع كي جزا مين خدا كي پيدائش ي موجود ي بندون كي افعال اوسين واقع هوتي هين
 فيه يمين ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فكل زمان شغله العبد بالعبادة فهو زمان حرك عليه وكل زمان
 سوا وسين نه كچه بركت هى نه كوي مخوست مگر باعتبار كره وبار بندون كي سوجن وقت كو منده في عبادت مين حرف كياه زمانه او كي حق مين مبارك هى اور جودت
 شغله العبد بالمعصية فهو زمان مشوم عليه وفي الحقيقة اليم هو الطاعة والشوم هو المعصية كما قال علي
 معصيت مين حرف هو اوده زمانه او كي حق مين مخوس هى اور حقيقت مين بركت عبادت مين ي اور مخوست گناه مين چاكي عدى
 بن حاتم كتي هين كاتان كي بركت اور مخوست دونو جبرون مين هى يعنى زمان مين اور بن مسعود كتي هين اگر كسى چيز مين مخوست هو تو اوسين ي جودونو جبرون مين ي
 اللسان وروي عن عائشة رضي الله عنها قال الشوم سوء الخلق فعلى هذا ليس الشوم الا المعاصي
 يعنى زمان مين اور حضرت عائشه سى روايت هى كسيغبر صلى الله عليه وسلم فيا مخوست بخلق هى سواس حديث كي موافق مخوس حرف معاصي اور فلو سى هين
 والد توب فانما تستخط الله تعالى فانه تعالى اذا سخط على عبد يكون ذلك العبد
 يهر هى خدا تعالى كو عصبه لاق هين كيونك جبريد تعالى كسى بنده ي غضبناك هوا نوده شخص

اور اصل مين

مهينيات

مشقیة فی الدنیا والاخرہ واذا رضی عن عبد ینکون ذلک العبد سعیداً فی الدنیا والاخرہ وبعض اصحابنا
 دنیا اور آخرت میں شقی بد بخت ہوا اور جس بندہ سی اللہ تعالیٰ راضی ہوا تو وہ شخص دنیا اور آخرت میں نیک بخت ہوا کسی بخت کی پاس
 قد شکی الیہ عن بلاء وقم فیہ الناس فقال ما یرى ما انتم فیہ من البلاء الا بشوم الذنوب والمعاصی فالعاصی
 لوگون فی ایک بلا میں مبتلا ہو کر شکایت کی اونہوں کی جواب دیا کہ مجھ کو یہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ تم پر یہ بلا صرف گناہ اور معاصی کی غصت ہی نازل ہوئی ہی ہوگی
 علی نفسہ وعلی غیرہ اذ لا یؤمن ان ینزل علیہ العذاب فیعمل الناس خصوصاً من لم ینکر عملہ فالبعید عنہ لانہ لم
 اوسیر اور غیروں پر بھی ہوئی ہی اس واسطی کہ کہاں پہنا ہی کہ اوس گنہگار پر عذاب نازل ہو پر سب خلق پر پہل جاوی خاص اوں لوگون پر جو اوس کی عمل کو برا نہ سمجھتے
 کذا ما کن التی یفعل فیہا المعاصی یلزم البعد عنہا والهرب عنہا خشية نزول العذاب علی من یوجد فیہا فان
 ایسی ہی اوں کمالات سی الگے رہ رہنا ضروری جہاں معاصی عمل میں آتی ہوں اس میں کسی کہ مبادا عذاب اوں سب پر نازل ہو جو جو ان موجود ہوں کیونکہ
 ہجران اهل العصیان واما کنہم من جملة الحجرة المأمور بہا ومن عاداتہم ایضاً البحث عن اسباب الشر بالرجل وضرب
 ترک کرنا تا فراروں کا اور اوں کی کمالات کا ہجرت میں داخل ہی جسکا حکم ہی اور اوں کی عادت میں یہ ہی کہ بوسیدہ رمل اور

المحصى والشعیر والنظر فی العجوم وغیر ذلک وذلك كله من قبیل الطیفة المنہی عنہا ومن قبیل الاستقسام بالانزلام
 کنکر لیل اور دانہ جو کی اور ستاروں میں نظر کر کی اور سوار اسکی غیب کی حالات میں بحث کر کی ہیں یہ تمام بد شکوئی میں داخل ہی کیجی ممانعت ہوئی ہی اور استقسام بالانزلام
 ومعنی الاستقسام طلب معرفة ما قیم مالم یقسم والانزلام القدر التي کان اهل الجاهلیة ینکتون علیہا الامر
 اور معنی استقسام کی یہ ہیں کہ طلب کرنا علم شد فی اور ناشد فی کا اور انزلام تیروں کو کہتی ہیں جن پر اہل جاہلیت امر اور نہی یعنی ان یا نہیں کہتی تھی
 والنہی ینکتون علی بعضها أفعال وأمر فی ربی وعلی بعضها لا تفعل اوہنا فی ربی ویضعونہا فی وعاء فاذا المراد احوالہم امر یا
 بعضی پر فعل یعنی کر یا امری ربی یعنی اسکا حکم الہی پر کہتی تھی اور بعضی پر لا تفعل یعنی مت کر یا نہانی ربی یعنی اسکا حکم نہیں کہتی پیر او کو ایک اس میں نہ کہتی پیر چوٹی
 ادخل بدیہ فی ذلک الوعاء واخرجہ قد حان خیرہ فابہ الامر مضی لما قصده وان خیرہ ما فیہ النہی کف عما قصده وقا
 تو اس برتن میں تہہ ڈال کر ایک تیر نکال لیتا اگر ایسا تیر نکلا جس میں حکم تھا تو وہ اپنی کار کو چلا جاتا اور اگر ایسا تیر نکلتا کہ جس میں ممانعت تھی تو اپنا کار موقوف کرتا اور
 سعید بن جبیر کان لاهل الجاہلیة حصبت قدام اصنامہم اذا المراد احوالہم امر یا من السفر وغیرہ استقسم بہا ای
 سعید بن جبیر کہتی ہیں کہ اہل جاہلیت بتوں کی سامنی کنکر کہتی تھی جب کوئی سفر وغیرہ کا لاکھتا تو انصاف کرنا ہی علم فی اور اسد فی کا حاصل کرتا کہ یہ کار کون
 طلب علم ما قیم لہ من الاقدام والاحجام وقال ابواسحق الزجاج وغیرہ الاستقسام بالانزلام حرام لانہ دخول فی
 یا نہ کروں اور ابواسحاق زجاج وغیرہ کہتی ہیں استقسام بالانزلام حرام ہی اسلی کہ یہ علم الہی میں

علمہ تعالیٰ وهو غیب عنا ویدخل فیہ ما یفعل فی زماننا ویسمونہ قال القران وقال دانیال ونحوہا فانہا لیست من
 مرا خلت ہوئی ہی حالانکہ وہ ہمسی پر شیعہ ہی اور اس ہی میں داخل ہی جو اس زمانہ میں کرتی ہیں اور اسکا نام قرآن کی قال اور دانیال کی قال اور انہ کی کہہ چوٹی ہی کیونکہ
 الفل المحمود فی الشرع بل ہی من قبیل الاستقسام بالانزلام فلا یجوز استعمالہا ولا اعتقادہا حقاً لان فیہا الخبر عن
 طریقہ وہ فل نہیں ہی جو شرع میں محمود ہو بلکہ یہ ہی استقسام بالانزلام کی جس سی ہی سو کا عمل کرنا اور حق اعتقاد کرنا جائز نہیں ہی کیونکہ اس میں غیب کا خبر
 الغیب والظہیر بالقران العظیم واما الفال المحمود فی الشرع التیمن والتبرک بالکلمة الموافقة للبرک کا المرشد والنجیم علی
 اور قرآن کی ساتھ تظہیر یا اور فل جو شرع میں محمود ہی وہ یہ ہی کہ میں اور برکت کسی کلمہ سی اپنی جو مراد کی موافق ہو جس سی اشد یعنی راہ یا بندہ اور نجیم
 روی عن انس انہ علیہ السلام کان یجیہ اذ اخرہم لحاجة ان یسمیہم یا مرشد یا نجیم وفي حدیث اخر انہ علیہ السلام
 جینا نجی انس کا روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آتا تھا کسی کار کو جاتی ہوئی کہ سن پاؤں یا مرشد یا نجیم اور ایک اور حدیث میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کان یتقاول ولا یظہر فی حدیث اخر انہ علیہ السلام کان یجیب الفال ویکرہ الطیفة قال العلماء انا کان النبی علیہ السلام
 قال ینکر فی اور تظہیر نہیں کی کرتی تھی اور ایک حدیث میں ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کو محبوب کہتی تھی اور تظہیر کو مکروہ جانتی تھی علما کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

جس کا

سوا سی الگے کمالات کی اور

و او کہیں

اور اس کا

جس کا

يجب لتناول ويكره الطيرة لان الطيرة فيها الحكم على الغيب وسوء الظن بالله تعالى وتوقع البلاء واما الفاعل فليس فيه الحكم
 قال كرمه ^{اور نظير كرمه} اور نظير كرمه الخجالتی ہے کہ نظیر میں غیب کی خبر اور اسد تعالیٰ کی جناب میں بدگمانی اور توقع بلاء کی ہوتی ہے یہی قال سوا میں غیب کی
 علی الغیب بل فیہ مجرد طلب الخیر وحسن الظن بالله تعالیٰ ورجاء حصول المرافعات لا نسلان عند ظن ہر سبب اذا مر جی و
 خبر نہیں ہوتی بلکہ اور میں خیر کی طلب اور اسد تعالیٰ کی جناب میں نیک لگنے اور امید واری حصول مراد کی ہی بیشک انسان ہر وقت ہر سبب قوی ضعیف کی اگر کسی اسب
 اصل من اللہ تعالیٰ خیر انعمہ عند سبب قوی وضعیف فهو خیر لہ و اذا قطع مرجاؤہ واملہ من اللہ تعالیٰ فهو شر لہ نفو لہ نعم
 خیر کی اور اگر زود نعمت کی کری تو اس کی حق میں بہتری اور اگر اسد تعالیٰ ہی اپنی امید منقطع کری تو اس کی حق میں بدہی کیونکہ اسد تعالیٰ فرماتا ہے

إِنَّهُ لَا يَأْتِيَنَّكَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا الْفُتُورُ وَكَذَلِكَ نَصَابُكَ احْتِسَابُ الْوَجَلِ إِذَا خَرَجَ إِلَى السَّفَرِ فَصَلِّ الْعَقَقِ
 تا امید نہیں ہوتا اسد کی فیض ہی مگر قوم منکر اور لصاح الاحساب میں مذکور ہے کہ آدمی جب سفر کی لئی روانہ ہو اور کو بول بڑی

ورجع من سفره يكفر عند بعض المشائخ وذكر في المحيط ان الهامة اذا صلحت فقال رجل يموت المريض يكفر القائل
 اور یہ شخص سفر موقوف رہی تو بعضی مشائخ کی نزدیک کافر ہو جاتا ہے اور محیط میں مذکور ہے کہ چند کی آواز پر اگر کوئی شخص کہی بیمار ہو جاوے گا تو وہ شخص
 عند بعض المشائخ ومثال التناول ان يكون له حاجة فيسمع من يقول يا واجد فيقع في قلبه مرجاء الوجدان او يكون
 بعضی مشائخ کی نزدیک کافر ہو جاتا ہے اور قال کی یہ مثال ہے کہ کسی شخص کو کچھ مطلب پیش آوی وہ یہ سن کر کہ کوئی کہتا ہے یا واجد یعنی ای پائیل ہوا ہر کسی ظہن توقع اس طلب
 له مرض فيسمع من يقول يا سالم فيقع في قلبه رجاء السلامة والفرق بين الفاعل والطيرة مع كون كل واحد منهما
 شخص کچھ بیمار ہو اور کسی کوئی کہتا ہے یا سالم یعنی ای سلامت رہی والی اسد کی دلین اسید سلامتی کی پیدا ہوا اور فرق قال اور طیرہ میں باوجودیکہ دونوں میں

استدل لا بالعلامة على عاقبة الامر وماله ان الكلمة المحسنة التي تجرى على لسان الانسان لذلك لا تها على المعنى الوا
 کار کی انجام اور مال پر نشانیز ہی استدلال کرتی ہیں یہ ہے کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر گزرتا ہے اس کی موافق معنوں پر دلالت کرتا ہے ناسکام اور یہ
 للمراد يمكن الاستدلال بها على المراد بخلاف طير الطير وحركات المهبائم واصواتها فانها لعدم دلالتها على معنى لا يمكن
 استدلال کرنا ہو سکتا ہے یہ بات جانور کی پرواز میں اور وحشیوں کی حرکات اور آوازیں نہیں ہی وہ کسی معنی پر دلالت نہیں کرتی تو اس ہی

الاستدلال بها على شيء وان كان اهل الجاهلية جعلوا العبرة فيها تارة بحركاتها وتارة باصواتها وتارة بالولها وتارة
 کسی بات پر استدلال نہیں ہو سکتا اگرچہ اہل جاہلیت نے اس میں کئی اعتبار ٹھراتی ہیں کبھی اس کی حرکات سے اور کبھی آواز سے اور کبھی رنگوں سے اور کبھی
 باسماعہا ویتشاورون ببعضها ویتیمون ببعضها فانهم كانوا يشاءون بالعقاب على العقوبة وبالغراب على الغربة ویتیمون بالهدى على الهدى وكذلك كانوا يتبركون
 ناموسی اور بعضی کو منوس یعنی ہیں اور بعضی کو برکت سمجھتی ہیں اہل جاہلیت عقاب ہی عقوبت یعنی عذاب کی نحوست مانتی تھی اور غراب غریب یعنی مسافری کی اور ہدی ہدی کی برکت یعنی تندرستی
 بالسائح ویتشاورون بالبارس ما يمر من الطير والوحش من جهة يسار الفخ الى جهة يمينك والعرب كانوا يتيمنون به لا مكان رمية وصيدة
 اور بارس سے نحوست یعنی تھی اور بارس وہ پرندہ یا وحشی ہے کہ بائیں طرف سے بائیں طرف کو چلا جاوی عرب کی لوگ اسی جانور کو مبارک سمجھتی تھی کیونکہ اس کی تیر مارنا اور شکار کرنا

من غير الخراف والبارس ما يمر من الطير والوحش من جهة يمينك الى جهة يسارك والعرب كانوا يتيمنون به لا مكان رمية وصيدة
 بدون گردش کی ممکن ہے اور بارس وہ پرندہ یا وحشی ہوتا ہے جو داہنی طرف سے بائیں طرف چلا جاوی عرب کی لوگ اس کو شخص جانتی تھی

امكان رمية وصيدة من غير الخراف اذ كان من عادتهم انهم اذا خرجوا الحاجة وراوا الطير والوحش يبرمينه
 کیونکہ اس کو تیر مارنا یا شکار کرنا بدون گردش کی نہیں ہو سکتا قدیم عرب کی یہ عادت تھی کہ جب کسی کار کی لئی باہر نکلتی اور کسی پرندہ یا وحشی کو دیکھتے کہ وہ اپنی طرف سے
 يتبركون به ودين هبون في حاجتهم وان راوا الطير والوحش يبريسر فينشأ وامن به ويرجعون الى بيوتهم وبعالكون
 چلا گیا تو اس کو مبارک جان کر اپنی کام کو چلی جاتی اور اگر کسی پرندہ یا وحشی کو دیکھتے کہ بائیں طرف چلا گیا تو اس کو منوس جان کر اپنی گھر ہی جاتی اور بعضی وقت اس
 ينفرون الطيور والوحش فينظرون انها ان اخذت ذات اليمين يتبركون بها ودين هبون في حاجتهم وان اخذت ذات
 پرندہ کو اوڑھ کر اور وحشی کو بدکار دیکھتی رہتی کہ اگر وہ داہنی طرف چلا گیا تو اس کو مبارک سمجھ کر اپنی کار و بار کو چلی جاتی اور اگر بائیں طرف چلا گیا

اور یہ شخص سفر موقوف رہی تو بعضی مشائخ کی نزدیک کافر ہو جاتا ہے

کسی بات پر استدلال نہیں ہو سکتا

لیستحب له ان یشاروفیه لما روی انه علیه السلام یشاور اصحابه فی جمیع الامور حتی حوائج بیتہ وروحی
 تو منسوب ہی کہ اس میں مشورہ کر لی باعتبار اس روایت کی کہ نبی علیہ السلام اپنی اصحاب ہی تمام کارہ باری میں مشورہ کیا کرتے تھے بیان تک کہ کہہ کر کارہ باری اور علی ہی
 صلاتہ قال اهل امار عن المشاورة وقيل لوشاور ادم عليه السلام الملكة في اكله من الشجرة الممنية لما وقع فيها
 اور ایت ہی کہ آپ نے فرمایا مشورہ کر لی کسی کوئی خراب نہیں ہو اور کہتی ہیں کہ اگر آدم علیہ السلام فرشتوں سے مشورہ کر لیتی کیہوں کہانی میں تو انبیر یہ صیبت شانی
 وقم وقيل افراد الانسان ثلاثة اقسام رجل ونصف رجل ولا شيء فالرجل من له رأى صائب یشاور ونصف الرجل
 جو آدمی اور کہتی ہیں بنی آدم تین قسم کی ہیں پورا آدم اور نصف آدم اور کتا سولہ آدم وہی جو خود دانہ ہو بہر مشورہ کی اور آدم وہی
 من له رأى صائب لكن لا یشاور ویشاور لكن ليس له رأى صائب ولا شيء مثله برای صائب ولا یشاور وفي اجتماع
 جو دانہ ہو بہر مشورہ نہ کری یا مشورہ تو کری پر خود دانہ ہو اور کتا وہی جو خود دانہ ہو اور نہ مشورہ کی پس دونوں بات کی
 الامر من الرجل تام وبانتصافها نصف وبانتفاها لا شيء والاحاديث الصحيحة الواردة في المشاورة كثيرة
 جمع ہوئی ہی مدیور ہوتا ہی اور ایک بات سی آدہ ہوتا ہی اور جب دونوں بات کم ہوں تو کتا ہی اور صحیح حدیث میں جو مشورہ کی باب میں آئی ہیں بہت ہیں اول سبکی
 ويغني عن جميعها وتشاورهم في الامر فانه عليه السلام مع كونه اكمل الخلق ولم يكن احدا فطن منه امر
 بدلی یہ آیت کافی ہی اور مشورہ لی اولی سونبی علیہ السلام کو باوجودیکہ سب سے زیادہ کامل اور انکی سرب کوئی قصیدہ نہیں ہی جب مشورہ کر لی کا حکم ہی
 بالمشاورة في هذه الآية فالظن لغيرة لكن من يريد المشاورة لا يرستحب له ان یشاور فيه جماعة من اهل
 اس آیت میں ہر آدمی پر نہیں کیا خیال ہی لیکن جو شخص کسی کار میں مشورہ کا ارادہ کری تو اسکو مستحب ہی کہ مشورہ ایک جماعت اہل بصیرت و اناسی کری
 البصيرة يكون اقلهم عشرة ويعلم من حالهم النصيحة والشفقة ويشق بدينهم وصدقهم وورعهم وعلمهم
 کم سی کم دس تو ہوں اور انکی حال عدت سی خبر خواہی اور شفقت معلوم ہوتی ہو اور انکی دین اور راستی اور پرہیزگاری اور علم پر اعتماد ہو
 ويعرفهم مقصودهم من ذلك الامر ويبين لهم ما فيه من المصلحة والمفسدة ان علم شيئا من ذلك وان
 اور اس کام میں سی اپنا مقصود اور کو چلا دی اور جو جواب میں خوبی اور برائی ہو اگر کچھ جانتا ہو تو سب انکی سامنی بیان کر دی اور اگر
 لم يجد منهم الا واحدا یشاور في ذلك الواحد عشر مرات وان لم يجد واحدا يرجع الى امراته الى امرأة اخرى يجوز
 سوا ایک شخص کی کہ جس سے مشورہ کر لی نہ لی تو اس ایک شخص سے دس مرتبہ مشورہ کر لی اور اگر ایک ہی نہ سمیر ہو تو بی بی یا کسی رجوع کر لی یا کسی اور عورت سی
 مكالمته ویشاورها وبعد المشاورة يخالفها وفي مخالفتها خير وبركة وقد روى انه عليه السلام قال
 جس سے بات چیت کر لی جائز ہو اور بعد مشورہ کی اسکا خلاف کری اسکی خلاف میں خیر اور برکت ہوتی ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
 شاور هن وخالفهن وحكي ان واحدا من اهل الشام شاور امراته في ايام فتنة يزيدان بطرح نفسه من
 کہ عورتوں سے مشورہ کر اور خلاف کر اور حکایت ہی کہ اہل شام میں سے کسی نے اپنی بی بی سے جن دلوں پر بد کا فتنة برپا نہا بہر مشورہ کیا کہ میں چہت پر سی نیچی گر پڑوں
 السطح فقالت لا تطرح فخالفها وطرح نفسه من السطح فانكسر رجله فلما اصبح جاء اعراب بن زيد ليس له
 سولی بی کہا مت گرنا پردہ شخص اسکا خلاف کر کہ چہت پر سی نیچی گر پڑا اور اسکی ٹانگ ٹوٹ گئی جب صبح ہوئی تو زید کی راہ پر گواہی تاکہ اسکو
 الى محاربة الحسين فلما راوا حاله تركوه فنجى من شقاوة الدنيا والاخرة ببركة عمله باي يدين لان من اكره
 حضرت حسین رضی کی مقابلہ پر روانہ کریں جب اسکا بہر حال دیکھا تو معاف کیا سو وہ شخص دہنا اور بن کی بد بختی سے بچ گیا اس حرکت سے کہ حدیث بر علی کیا تھا کیونکہ جس پر
 يقتل او قطع عضو على قتل مسلم لا يجوز له ان يقتله بل يلزمه ان يصبر حتى يقتل فان قتله يكون اثما ان
 قتل کی با قطع اعضا کی زبردستی کچاوی واسطی قتل مسلم کی راہ کو جائز نہیں کہ مسلم کو قتل کرے بلکہ اسکا سزا ہی کہ جبر کی ورا سی جان دی اور اگر اس مسلم کو قتل کرے تو گناہ ہے و گناہ
 لا يستباح قتل مسلم بضرورة فانه يجب على المستنشد ان يدل اليه ثم وعمل في النصيحة وترك الخيعة في
 کھجورت میں ہی قتل مسلم کامباح نہیں ہی پس مشورہ دینی و بی برائے اسب ہی نا بعد کہ سزا کر جو خرابی کا فکر ہی اور مشورہ من ہر گز بات نہ کری

لکن لا یجوز ان یسئل فی هریقة انه علیه السلام قال المستشار مؤمن وفی حدیث اخر انه علیه السلام
 کیونکہ اگرچہ ہر طرف سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشورہ دینی والا عین ہوتا ہے اور ایک اور حدیث میں ہے

قال لا یجوز ان یسئل فی هریقة انه علیه السلام قال المستشار مؤمن وفی حدیث اخر قال من اشار الى اخيه بامر يعلم ان
 کتاب میں فرمایا مؤمن نہیں ہوتا کوئی تم میں سے جب تک کہ نہ ہر سبھی اپنی بہائی کی لٹی جو بہتر جانتا ہے اپنی لٹی اور ایک اور حدیث میں ہے کہ فرمایا جس نے کسی بہن کو ایک کلمہ بتایا

الرشد فی غیره فقد خانه فانه علی السلام بین فی هذا الحدیث ان من استشار اخاه المسلم فی امر فقال المستشار
 یہ بیان کر کے خولہ دوسری کار میں ہی سواری اور کیا خیانت کی آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں صاف فرمایا کہ جس نے کسی بہن کو ایک کلمہ بتایا اور مشورہ دینی والا

ان المصلحة فی فعله وهو يعلم او یض ان المصلحة فی عدم فعله فقد خانه واذا اشار ووظهر كونه مصلحة
 کہ اپنے عمل بہتر ہے پر وہ یقین جانتا ہے یا گمان غالب کرتا ہے کہ خولہ کی نہ کرتی ہیں تو اسے خیانت کی اور جب اسے مشورہ کیا اور اس کی خولہ معلوم ہوئی

یلزمه ان یقبل ذلك المستشار لکن بعد ان یستخیر الله تعالی فی ذلك بالاستخارة التي رواه البخاری فی صحیح
 قولہ میں کہ مشورہ دینی والا کا مشورہ مان لی ہر اول اس باب میں اللہ تعالیٰ استخارہ کری جو کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں

عن جابر انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا الاستخارة فی الامور كلها كما يعلمنا السورة من القرآن فيقول
 جابر ہی روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر کوئی عام امور میں استخارہ سکھاتی تھی جیسے قرآن کی سورت سکھاتی تھی فرقان تھی

اذا هم أحدكم بالامر فليذكر ركعتين من غير الفريضة ثم ليقل اتي استخیرك بعلمك واستقدرك بقدرتك و
 کہ جب کوئی کسی کام کا ارادہ کری تو دو رکعت نفل پڑھے بہر بہر دعا پڑھے اچھی میں تجسبی غریب کرنا ہوں موافق تیری علم کی اور قدرت طلبہ ہوں تیری قدرت میں

اسألک من فضلك العظیم فانک تقدر ولا أقدر وتعلم ولا أعلم وانت علام الغیوب اللهم ان کنت
 تجسبی گفتا ہوں تیرا فضل بڑا کیونکہ تو قدرت والا ہی اور میں ناتوان ہوں اور تو جانتا ہی اور میں بے خبر ہوں اور تو تمام غیب ہی آگاہ ہی

تعلم ان هذا الامر خیر فی دینی وصعاشی وعاجلہ واجلہ فأقره لی وسیره لی ثم
 تیری علم میں یہ کلام میری حق میں بہتر ہے میری دین میں اور دنیا میں اور انجام کار میں اب ہی اور آگے کو تو اس کا کو میری لٹی بنادی اور آسان کر دی

بأمری فلیعلم ان کنت تعلم ان هذا الامر شر فی دینی وصعاشی وعاجلہ واجلہ فأضرب
 اور میں مجھے برکت دی اور اگر تو جانتا ہی کہ یہ کام میری حق میں بد ہے میری دین میں اور دنیا میں اور انجام کار میں اب ہی اور آگے کو تو پھیر دی

عنی واضرب فی عنقه وأقدر لی الخیر حیث کان ثم أترضی به قال العلماء یستحب الاستخارة بالصلاة
 اور کو تجسبی اور ہجو کو اس سے اور پھر پھیر کر میری لٹی جہاں ہو اور اس پر چھو کر راضی کر دی علامہ کہتے ہیں کہ استخارہ نماز

والدعاء المذكور فی جمیع الامور کا صرح بہ فی الحدیث المذكور ویکون الصلوة رکعتین من النافلة والظاهر انها
 اور دعا مذکور ہی تمام امور میں مستحب ہے چنانچہ حدیث مذکور میں تصریح ہے اور نماز نفل کی دو رکعت ہیں اور ظاہر ہوں ہی

تخصل برکعتین من السنن الرواتب تحية المسجد وغیرها من النوافل ولو تعدت الصلوة لیستخیر بالدعاء المذكور
 کہ سفت روايت کی دو رکعت اور تحیۃ المسجد وغیرہ نوافل میں سے ہی کافی ہیں اور اگر نماز متعد ہو تو صرف دعا مذکور ہی استخارہ کری

واذا استخار یستخیر سبع مرات ثم یبضی بعدها لما یشیر له صدره لما روی عن انس انه علیه السلام قال له
 اور اگر استخارہ کری تو سات مرتبہ کری پھر بعد اس کی وہ ہی عمل میں لاوی جو اس کی دل کو پسند آوی کیونکہ انس ہی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے اوسے فرمایا

یا انس اذا هممت بامر فاستخیر ربک فیہ سبع مرات ثم انظر الى الذی سبق الى قلبک فانه الخیر فیہ هكذا یکن فعل
 ای انس جب تو کسی کام کا قصد کری تو اس میں اپنی رب سے سات مرتبہ استخارہ کر پھر خیال کر جو تیری دل میں آہٹا ہے اس کو ہی میں خیر ہے

عباد الله المؤمنین اذا عرض لهم امر من امور الدین والدنیا فی کون الاستخارة فی امور الدین کالجہ والجهاد وسائر
 اللہ کی مؤمن ہندوں کی عمل جب ان کو کوئی کار دین یا دنیا کا پیش آتا ہے تو یہی ہوتا ہے سو استخارہ امور دینی میں سے ہی اور جہاد اور تمام

وتأثره بالسماها ويتشاءمون بعضها ويتمنن ببعضها فانهم كانوا يتشامون بالغراب على الغربة وبالعقاب

كسبي نامون سی اور بصورت کو منحوس جانتی ہیں اور بعض کو مبارک سمجھتی ہیں حاجت والی غراب سی غربت کی خواست مانتی تھی اور عقاب سی

على العقوبة ويتمنون بالهدى على الهدى وكذلك كانوا يتركون بالسائم ويتشاءمون بالسائم

عقوبت کی خواست سمجھتی تھی اور ہم سی ہدایت کی برکت کی قائل تھی اور ایسی ہی سائح کو مبارک اور سائح کو منحوس جانتی تھی اور سائح

مايسر من الطير والوحش من جهة يسارك الى جهة يمينك والعرب كانوا يسمون به لا مكان رصيه

دہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہی جو تیری بائیں طرف سی داجنی طرف کو چلا جاوی اور عرب اسکو بہت مبارک مانتی تھی کیونکہ اسکا شکار

وصيده من غير الخراف والباسم مايسر من الطير والوحش من جهة يمينك الى جهة يسارك والعرب كانوا يتشاءمون

تیری بغیر خروش کی ہوسکتی ہی اور باسج و جانور اور وحشی ہوتا ہی جو تیری داجنی طرف سی بائیں طرف کو چلا جاوی اور عرب ایسی کو منحوس شمار کرتی تھی

به لعدم امكان رصيه وصيده من غير الخراف والباسم مايسر من الطير والوحش من جهة يمينك الى جهة يسارك والعرب كانوا يتشاءمون

کیونکہ اسکا شکار تیری ہی دون گردش کی ممکن نہیں ہی کیونکہ اسکا شکار عادت ہی کہ جب کسی کا کوٹھلی اور دیکھتی کہ پرندہ

اولو وحش يترك يمينه يترك يمينه في حجتهم وان لا والطير والوحش يترك يمينه يترك يمينه في حجتهم

باجہ یا بدہنی طرف کو چلا جاتی تو اسکو مبارک جانتی وراہی کام کو چلی جاتی اور اگر دیکھتی کہ پرندہ یا وحشی بائیں طرف کو جاتا ہی اور منحوس مانتی اور اٹھتی اپنی

الى ميولهم وربما كانوا ينقرون الطيور والوحش فينظرون انها ان اخذت ذات اليمين فيترك يمينها ويذهبون في

دیکھتی آتی اور بعضی وقت جانوروں کو اور اگر اور حمار یا اون کو مار دیکھتی کہ وہ اگر داجنی طرف کو چلا تو اسکو مبارک سمجھ کر اپنی کار بار کو لگتی

حاجتهم وان اخذت ذات الشمال يتشامون بها ويرجعون عن حاجتهم فمنه النبي عليه السلام عن ذلك بقوله

اور اگر وہ بائیں طرف کو روانہ ہوا تو منحوس مانتی اگر اپنی کار سی الٹی چلی آتی سو فی علیہ السلام فی اس سی منع فرمایا

اقرأ الطير كوناها وروى عن معاوية بن الحكم انه قال قلت يا رسول الله كونا تطير قال ذلك شيء يجده احدكم

کہ جانوروں کو کہہ پڑے میں پڑھا رہی دو اور معاویہ بن حکم سی روایت ہی کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تطیر کیا کرتی تھی آپ نے فرمایا بے شک بات ہی جو تمہاری

في نفسه فلا يصدكم يعني ان ذلك شيء يوجد في النفوس من قبل الظنون التي تقر بكم بحكم البشرية من غير

در میں پیدا ہوتی ہی سو یہ نہ کہو کہ کسی اپنے کو دیکھ دے کہ یہ وہی بات ہی دلیل پیدا ہوتی ہی جیسی خیالات بشریت کی جہت سی آجانی ہیں کسی باب میں

ان يكون له تاثير في شيء من النفع والضرر فلا يصدكم عما توجهون اليه من مقاصدكم وقد جاء في حديث

نفع ضرر کی اس میں تاثير نہیں ہی سو اس خیال کی مادی اپنی مقصود کی توجہ سی بند نہ ہونا چاہی اور ایک اور حدیث میں آیا ہی

اخرانه عليه السلام قال من رذته الطيرة عن حاجته فقد اشرك فقبل ما كفارت به يا رسول الله فقال يقول اللهم

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص طیرہ کو مان کر اپنی کار بار سی باز رہی سو وہ مشرک ہی کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکا کفارہ کیا ہی فرمایا یہ دعا الہی

لا طير الا طير ولا خير الا خير ولا اله غيرك ثم يضي الى حاجته يعني ان كان ما يصيب الانسان من الخير

ہیں کوئی غیر بجز تیری طیر کی اور نہیں کچھ غیر سوائے تیری خیر کی اور نہیں کوئی معبود سوائے تیری پس پڑہ کر اپنی کار بار چلا جاوی مراد یہی کہ انسان کو جو پیش آتا ہی خیر اور

الشر والنفع والضرر واليمن والشوم لا يصيبه الا بقضائك وتقديرك وحكمك ومشيئتك وفي حديث

شر اور نفع اور نقصان اور برکت اور خواست وہ دون تیری قضا اور تیری تقدیر اور تیری حکم اور تیری مرضی کی نہیں اٹھیک اور حدیث

اخره ابن مسعود انه عليه السلام قال الطيرة شرك الطيرة شرك قاله ثلثا وامنا الا ولكن الله

میں ابن مسعود کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا طیرہ مشرک ہی طیرہ مشرک ہی اسکو تین بار فرمایا اور ہم میں کوئی ایسا نہیں جو خیال نہ کری برکت تعالیٰ

ينهي به بالتوكل وقيل قوله امنا الا ليس من كلام النبي صلى الله عليه وسلم بل هو من كلام ابن مسعود

نہ کہ توکل ہی دفع کرتی ہی نہیں کہ یہ امنا الامنا از حدیث میں کا نہیں ہی بلکہ یہ کلام ابن مسعود کا ہی اس میں سی

حذفنا مختصرا ومعناه ليس منا الا من يقيم في قلبه عند ذلك شيء من ذلك على ما جرت به العادة

کچھ محذوف اور مختصر ہی اسکی بہ معنی میں کہیں کیا جیسا کہ وہ نہیں کہہ اسوقت اسکی ایلین کچھ وہم و خطر نہ آوی

لكن لا يستغفريه بل بحسن اعتقاده بان لا موثر الا الله فيسأل الخير ويستعيد به من الشر ومغفر

پہرہ دین نہیں بھرتا بلکہ اعتقاد درست ہو جائے ہی کہ سوائے اللہ تعالیٰ کی کوئی کچھ اثر نہیں کرتا۔ یہ سب خدا ہی خیر یا گناہی اور برائی ہی بنا ہے۔

على مقصوده متوكلا عليه يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وكرمه وفضله الجاسر

اور خدا پر بہر وساکر اچنی کار لگنا ہی اتنی عمل اپنی مرضی کی موافق اپنی لطف اور کرم اور فضل سی ہمسرا سان کرای۔

الحادى والاربعون في سبب نزول البليدك وسبب دفعها من التوبة والدعاء

اگتے لیسریں مجلس میں نذر دل ہلا کی اسباب کا اور اس کی دفع کی سبب کا بیان جو توبہ اور استغفر ہی دور دعا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فعلت امتي خمس عشرة خصلة حل بها بلاد هذا الحديث

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میری امت پندرہ عاقلین اختیار کر لیگی تو اوپر بلاناظر ہوگی۔ یہ حدیث

من صحاح المصابيح وراه على بن ابي طالب وعدّه هذه الخصال وقال اذا اتخذ الفقيه دولة والامانة مغما

مصباح کی صحیح حدیثوں میں سی ہی علی بن ابی طالب کی روایت سی اور وہ عاوتین گن دین اور فرمایا جب فی بعضی سفینت کو دولت سمجھتے ہیں اور امانت کو لوٹ

الزكاة مغواً وأطعم الرجل امرأته وعقابه وترصد يقه وجفأ بابه وظهراً لأصوات في المسجد وساد

اور مرد جو رکھتا تھا اور اس کی پرورش کر کے اور دوست سے احسان کر کے اور باپ پر جفا کر کے اور کسی میں کیا کر دینے اور قوم کا نام

فقبيلة فاسقهم وكان زعيم القوم اذ لهم والكرم الرجل مخافة شره وظهرت المغنيات والمعانف و

اور رئیس قوم کا دل غریب اور دم کی غمت اور کسی بدی کی خوف سی کریں اور گانی والمان اور تال بمورف غرور ہاں ہو

سرب الخمر وليس الحريز وعن آخر هذه الأمة أولها فعند ذلك يكون الناس مستحقين لنزول البلاء عليهم فعلى

شعبہ بین الاقوامی اور حریر پینا شروع کریں اور کچھ ہی امت میں بر لعنت کرنی لگی تو اب یہ لوگ سنو اور ہونگی کہ وہ خیر بلا نازل ہو دی

لَمَّا تَوَجَّهَ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الْبَلَاءِ فَلَيْسَ ذَلِكَ الْبَلَاءُ إِلَّا سَبَبٌ لِنُفُوحِهِمْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ

حجرت کی موافق توجہ ملا و مطہیت کسی لوم پر آئی ہی متوجہ صرف وہاں اولیٰ گناہوں کا ہی

مَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ فِي آيَةِ أُخْرَى إِنَّهُ تَعَالَى قُلْ وَكُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ الْأَوَّلَهَا ظَالِمِينَ فَيَذَرُوهَا أَنْ يَتْرَكُوا مَصِيرَ

دینا اوسکا حوکیا تمام اسوں فی ا (کیسایت من ی کانسعالی فی فرمایا اور ہم نہیں کسانوالی بستوں کی مگر چونکہ وہ ان کی لوگ مہاجر ہوں اب انکو لازم ہی کہ جو گناہ اختیار

تَكْبِيرُهُ مِنَ الْاَوْثَانِ وَيَسْتَغْلُوا بِالتَّوْبَةِ وَالْاِسْتِغْفَارِ لِيَرْفَعَهُ عَنْهُمْ مَا تَوَجَّهَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْمَلَايِكَةِ رَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

وہ سب ترک کریں اور توبہ اور استغفار میں مشغول ہوں تاکہ انکی سرسری وہ ملا حوالہ نہ ملے جو ہی رفع ہو جاویں اسلی کہ عبد اللہ

[illegible]

ہی روایت کی کہ کسی علما نے کہا کہ جو شخص استغفار کو اپنا خاصہ بنائی تو اللہ اس کی واسطی بہ ننگی سی جھپکارا اور بہ رخ سی کشائش پیدا کر لگا اور اس کو قی دیگا

تسبب بل يلزمهم ان يقصروا الى الصلوة في الاوقات الاسحار التي هي اوقات استجابة الدعاء لما روى انه عليه السلام

سنہ گان بنو ملک اونکو ہمہ لازم سی کہ ہر صبح اوٹھ کر غار بڑا کرن کہ وہ وقت دعا کی قبولت کا ہی

نادوا الحزنه امر فرغ الى الصلوة ثم اشتغل بالدعاء لما روى عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام قال الدعاء ينفع

۱۔ اگر کسی عرصہ میں آپ کا توازن نہ ہو کر رہے، یہ دعا میں منقول ہوتی اسلئے کہ عبد اللہ بن عمرؓ روایت کی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ دعا کا دعائی

وَمَا يَنْزِلُ عَنْكُمْ إِلَّا الْغَاسِقُ الْآسِفُ الَّذِي جَاءَ فَأَنصَلَتِ مِنْهُ السُّكَرُ وَالْحُمُونُ وَقَدْ أَمْسَاكَ أَفْئِدَتُكَ يَوْمَكَ الْمَوْتِ لَا تَمْنَحُ وَالْجَنَّةُ بِأَلْفِ نَازِلٍ
وَمَا يَنْزِلُ عَنْكُمْ إِلَّا الْغَاسِقُ الْآسِفُ الَّذِي جَاءَ فَأَنصَلَتِ مِنْهُ السُّكَرُ وَالْحُمُونُ وَقَدْ أَمْسَاكَ أَفْئِدَتُكَ يَوْمَكَ الْمَوْتِ لَا تَمْنَحُ وَالْجَنَّةُ بِأَلْفِ نَازِلٍ

[illegible]

البلاء النازل ويدفع البلاء الذي في صدره التزول فداوموا يا عبدا لله بالدعاء فلا تتركوه فان البلاء ينزل فيلقا
حوائل اهل بيته اوراوس ملاكو دفع كرتي بي جو نازل هوني كوي سواي سندو اسدي هميشه دعا كرتي رهو دعاكو هرگز پنجهو وكيو كه ملاجب نازل هوني تو لولا
الدعاء فيعتلج الي يوم القيمة كما جاء في الحديث ان الدعاء والبلاء يلحقان بين السماء والارض فيعتلجان الي يوم
دعائتي بي بهر قيامت نكده تو لوي جاتي بين چنانچه حديث من آياي كه دعا اور بلا زمين اور آسمان كي وسط مين طاق بين بهر قيامت نكده لوي جاتي بين
القيمة وفي حديث اخر رواه سلمان الفارسي انه عم قال لا يدفع القضاء الا الدعاء فان القضاء وان كان لامر له وكذا
اورايك لدر حديث مين سلمان فارسي كي روايت سي آياي كه قضاءكو سوا دعاكي كوئي نهين رد كر سكت بيشك قضا كا اگر چه كوئي هوشيار نهين بي پي پي بهي
من جملة القضاء رد البلاء بالدعاء فكل بلاء قد لان يدفع بالدعاء يكون الدعاء سببا لرد ذلك البلاء كالترسل
حكم قضا كا بي كه دعاسي ملا رد هوني جاتي بي بهر جو ملا بالفرض دعاسي دفع هوني سكتي بي تو دهعا اوس ملا كي رد هوني كا سبب بي جيسي مثال كه
يكون سببا لرد السهم فكما ان الترس يدفع السهم كذلك الدعاء يدفع البلاء وكذا الصدقة تدفع البلاء لما روي عن
واسطي كه جاتي تير كي سبب هوني بي بهر جيسي مثال تير كو رو كرتي بي اسطرخ دعا ملاكو دفع كرتي بي اورايسي بي خيرات كرنا ملاكو دفع كرتي بي اسوسطي
علي انه عليه السلام قال باكروا بالصدقة فان البلاء لا يخطاها وفي حديث اخر انه عليه السلام قال لكل يوم نحو
علي صلي الله عليه وآله بي كه بيا ليله السلام في فرماي صبح هوني بي صدقه دويس ملا اوس سي آي قدم نهين برتا في اورايك لدر حديث مين بي كه بي علي السلام في فرماي هر دن مين نحوست هوني بي
فادفعوا نحس ذلك اليوم بالصدقة فان الصدقة تمنع وقوع البلاء بعد انفعاد اسبابه وكذا التسبيح يمنع وقوع بلاء
سوخوست اوس دن كي صدقه سي دور كو وي بيشك صدقه آي ملاكو بعد تيار بخاكي سباب كي رو كرتي بي اورايسي بي تسبيح ملاكو بند كر ديتي بي
لما روي عن كعب انه قال سبحان الله يمنع العذاب ويدل عليه قوله تعالى في حق يونس النبي عليه السلام فلكوا
اسلوي كه كعب بي روايت بي كه با سبحان الله عذاب كو رو كرتي بي اور قول الله تعالى كا يونس بي علي السلام كي حق مين بهر بي دلالت كرتي بي بهر اگر نه
انه كان من المستحيين لكثير في بطنه وكان تسبيحه ما حكاها الله تعالى بقوله فتنادي في الظلمات ان لا اله الا الله
هر تاركوه نهيا ايد كرتي پا ك ذات كو تو دهعا او كي هيت مين جسدن نكده مي جو بين اور تسبيح لوس كي بهر بي جسكو الله تعالى بيان فرماتا بي س آي مين بهر بكار اولن الله بهر طر مين كو كوي
اَنْتَ سُبْحَنكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ثُمَّ اَنَّهُ تَعَالَىٰ عَقِيبُكَ لَكَ قَالَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَجَبْنَا لَهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا لَكَ
سوا تير كي عيب بي مين نهيا گهكارون مين سي هر الله تعالى في اوسكي بعد بهر فرماي بهر من لي عيني اوسكي بكار اور بچا ديا او كي كشتي سي اورايل بي هم
فَنَجَّى الْمُؤْمِنِينَ وَرَوَىٰ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ مَن مَكَرَ بِدَعْوَاهُ الدَّعَاءَ اِلَّا اسْتَجِيبَ لَهُ وَفِي رَوَايَةٍ أُخْرَىٰ اَنَّهُ
بيادتي بهر ايمان والون كو اور روايت بي كه بي علي السلام في فرماي هر مصيبت زده بهر يره كرهعا ملاكي تو قبول بي هوني بي اورايك لدر روايت مين بي كه بي علي السلام
قال لا اخبركم بشيء اذا نزل باحكمكم كرب او بلاء فدعا به فرج الله عنه قيل بلي يا رسول الله قال دعاء ذي النون
فرماي كه مكو بك دعا بنادون اگر كسي بهر تم مين كچه سختي يا بلا نازل هوي بهر اوسكي وسيله مي دعا ملاكي تو لولاكو الله دفع كرتي عرض كيا مين يا رسول الله بي في فرماي ده دعا ذي النون
لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين وذكر عن بعض الصالحين ان من اعظم الاشياء الدافعة للبلاء الخفة
كي بي نهين كوئي حاكم سوا تير كي نوي عيب بي مين نهيا گهكارون مين سي اور بعضي صلحا ذكر كرتي مين كه نام اشيا مين سي ملا كي بري وقع كر نيواي درود كي كثر تي
الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم فان كثرة الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم عن الوسائل للامن من الغرق والغزو با على الدرجات يدل على ذلك حديث ابي
بي عليه الصلوة والسلام بهر بيشك درود كي كثر تي نبوي علي السلام بهر واسطي امن كي خوفناك جزون سي اور واسطي ترق بلن در جون كي ايك بيا و سبب بي اس صدي
بن كعب ان من طهر التزم ان يجعل صلواته على النبي صلى الله عليه وسلم اذ انكفي همك ويغفر ذنوبك والحق اصل البلاء
بن كعب كي دلالت كرتي بي كه ايك شخصي عموما تها كه اي تمام وطني هرف نبوي علي السلام سر دونه مفر كرتي سوي علي سلام في اوكو فرماي بي تير نهيه كمال بي اور تير مين نهيا بهر جاس مين
اذا توجه فامشروع الاستغفار بالتوبة والاستغفار وما يرجي ان لا يلهي الله امر اعمال البر والتمتع به فقامه دعائي
كه جب كوئي بلا سامني آوي تو مشروع بهر بي كه توبه اور استغفار مين مستعمل هو اورايل اعمال مين بهر بي مانع بي كه بلا دفع به دعائي لي نبوي حال تير اور بهر بهر جري واسطي ارشاد اله

كما جاء في الحديث ان الدماء والبلاء يلتقيان بين السماء والارض فيعتلجان الى يوم القيمة وقد روى عن سلمان قال
 هذا يوم يحضر فيه سبعون آية من آيات الله عز وجل في الدنيا والآخرة او سلمان فارسي عن رواية هي
 انه عليه السلام قال لا يرد القضاء الا الدماء فان القضاء وان كان مما لا مرد له لكن من جملة القضاء رد البلاء
 كما في حديثه السلام في فوائدها كقضاء كذا دعاء كذا كذا او سلمان فارسي عن رواية هي
 بالدعاء فكل بلاء قد ان يدفع بالدعاء يكون الدماء سببا لذلك البلاء كالترس الذي يكون سببا لرد السهم فكما
 ان الترس يدفع السهم كذلك الدعاء يدفع البلاء وقد روى عن ابن مسعود انه عليه السلام قال سلوا الله من فضله
 ان الترس يدفع السهم او سلمان فارسي عن رواية هي
 فان الله يحب ان يسال يعني ان الله تعالى كريم قادر على قضاء الحاجات يحب ان يطلب منه قضاء الحاجة فطلبوا
 منه قضاء حاجته ايها المؤمنون وفي حديث اخر رواه ابو هريرة انه عليه السلام قال من لم يسال الله يغضب عليه
 لان من لم يطلب منه حاجته يكون في صورة الاستغناء عنه تعالى ولا يجوز للعبد ان لا يعرض حاجة على الله تعالى
 ليكون هذا اعترافا بعبوديته وفقرة وعجزه واحتياجه الى الله تعالى في قضاء حاجته فان احب العباد الى الله تعالى
 من يساله ويبغض العباد اليه من يستغنى عنه واحب العباد الى الناس من يستغنى عنهم ولا يسألهم شيئا والبغض
 العباد اليهم من يسألهم وقد روى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال ليس شيء اكرم على الله تعالى من الدعاء يعني ان اكرم
 العباد الى الله تعالى الدعاء بل جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال الدعاء هو العبادة ثم قرأ قوله تعالى ادعوني
 استجب لكم فانه عليه السلام لما حكم في هذا الحديث ان الدعاء هو العبادة استدلل عليه بالآية لان في الآية
 امر بالدعاء واستثال الامر بعبادة يحصل للداعي في مقابلتها ثواب وان لم يحصل مرادة لكن ظاهر عبارة عليه السلام
 روي على ان لا عبادة الدعاء وليس كذلك بل معنى الحديث ان الدعاء معظم العبادة لان في الدعاء اظهار العجز والافتقار
 بالافتقار والاقبال على الله تعالى والرجاء منه والاعراض عما سواه وهذه الاشياء عن العبادة ويقرب من هذا المعنى
 ما روي عن انس انه عليه السلام قال الدعاء هو العبادة فان في الشيء خالصه وروى عن ابى هريرة انه عليه السلام
 ما روي عن انس انه عليه السلام قال الدعاء هو العبادة فان في الشيء خالصه وروى عن ابى هريرة انه عليه السلام

في بيان دفع الدماء بالبلاء حين نزول البلاء وبعد النزول

مثلاً وہی لفظ احرام ان یکفر عنہ من ذنوبہ بقدر ادعائہ و فی حدیث اخرنا علیہ السلام قال عام من مسلم اور دوسری عبارت میں اس سے دعا کی براہ گنہ مٹ جائیگی اور ایک اور حدیث میں ہی کہنی علیہ السلام فرمایا نہیں کوئی مسلم

یاد عوبید عالم الا اعطاه الله ما سأل او كف عنه من السوء مثله ما لم يدع باثم او قطيعة رحم فالأثم مثل
جو کچھ دعا مانگی مگر اے اللہ تعالیٰ جو طلب کرنا عطا فرماتا ہی یا اوس کی کوئی مصیبت اوسکی برابر دفع کرتا ہی جسبٹ کر گناہ کی یا قطع رحم کی دعا نہ کری بہر گناہ کی دعا تو ایسی ہی کہ
ان يقول اللهم ارزقني شراب الخمر وقتل انسان او وطئ غلام او غير ذلك مما يحرم عليه فعله والادعاء بقيطعة الرحم
ہی مثلاً ہی الہی تجکو پین شراب کا یا قتل انسان کا یا طئ غلام کی میسر کر یا اور کچھ سوار اسکی جسکا عمل او سپر حرام ہی اور دعا قطع رحم کی مثلاً

مثلاً ان يقول اللهم باعني وبين ابني واملي الاخي او غير ذلك فان الدعاء بهذا الوجهين لا يقبل انما ان الدعاء
يكون في اتي دور كه مجكو اور ميری باپ کو اور ماكو يا بھائی کو يا اور سوا اوكي بیشك یہ دونوں طرح کی دعا قبول نہیں ہوتی پہر یہ شخص جب دعا مانگے کہ قصداً
ان يدل عوذبغی له ان يتوب ولا عن خطايا ولا اثم ويرد المظالم وحقوق الانام ثم يتوضاً ويستقبل القبلة ويحشو على
تواضعی کہ پہلے اپنی گناہوں اور مصیبت سی تو بکری اور منڈام اور خلقت کی حقوق ادا کری پہر وضو کر کے قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر روزانہ یہی

رکبتہ ثم یفرع یدیه ویدعو بالخصیوع والخشوع ویسأله ما اذعابه ثلثا لما روى عن ابن مسعود انه عليه السلام
 یہرؤنوا تہما ویکثر نہایت انگسار اور فروتنی سی دعا مانگی اور جو کچھ تین تین بار سوال کری اسو سطحی کہ ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
 کان اذ دعی دعا ثلثا واذ اسال سال ثلاثا ویجتاری فی الدعاء الجوامع والمراد بالجوامع ما کان لفظہ قلیلا ومعناہ کثیرا
 جب دعا مانگتی تو تین تین بار مانگتی اور جب سوال کرتی تین بار سوال کرتی اور دعائیں عبارت جمیع کو پسند فرمائی اور نیز جمیع سی وہ عبارت ہی جس میں لفظ تہوڑی ہو یا

[illegible]

اذا ليس كل احد يحسن الدعاء وقيل ان العلماء كانوا يزيدون في الدعاء على سبع كلمات ويشهد هذا خر سورة البقرة فان دعا
 سواها لم يكن له ثواب في الدنيا ولا في الآخرة وكما ان الدعاء على سبع كلمات في الدنيا والآخرة كسورة البقرة كما هي سواها لقالي
 له يجرني موضع من ادعية عباده اكثر من ذلك حيث بين فيه انهم قالوا ربنا انك انتاخذ بنا ان تسيبنا او تخطانا ربنا
 کسی مقام میں بندوں کی دعاؤں میں اسی سے زیادہ نہیں بڑا جہاں بہ بیان فرمایا ہے کہ انہوں نے بہت کمالی رب ہی سے بڑھ کر جو کچھ کہیں بہتوں سے بڑھ کر

اور نہ رکھ چیر لہو چہ جیسا کہ ہاتھ اسی اگلوں پر
ای رب ہماری اور نہ اوڑھو اسی کی طاقت نہیں بگو اور نہ دگر کسی اور بخش بگو اور نہ کہ ہمیں
اَنْتَ هَوْلُنَا قَا نَصْرُنَا عَلٰی الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ يَسْرُنا اللّٰهُ تَعَالٰى عِيْلَامِى فِى الرِّضَاۃِ بِلَطْفِهِ الْمَجْلِسُ الثَّالِثُ وَالْاَوَّلُ (عجم)
تو ہمارا صاحب ہی تو مدد کر ہماری قوم کا فر پر
ہم پر آسان کری اسد تعالیٰ عمل اپنی رضا کی موافق اپنی لطف سی
تینتا بیسویں مجلس میں

بیان مسنونہ الصلوٰۃ عند ظهور الایۃ المخوفۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا
 بیان نماز مسنون ہو نیکا وقت ظاہر ہوئی نشان خوفناک کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ فی فرمایا جب تم کوئی
 راہیتم ایۃ فاسیروا ہذا الحدیث من حسان المصابیہ رواہ ابن عباس والمراد بالایۃ العلامۃ الّتی یخوف فیہ المؤمن
 ہو کہ نشان ویکیہو تو سارا ظہور ہو یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہے ابن عباس کی روایت ہے اور مراد آیت سی وہ علامت ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو

تعبی اور سجدہ سے مراد غنائی
گو یا نبی علیہ السلام فی فرمایا اے کوگو
بے شک تم کو کسی سی علامت و دیگر علامات عسی جس سے اے تعالیٰ ہی بدوان و درنا ہی

بها عبادة فقوموا الى الصلوة فعلى هذا اذا ظهر علامة من العلامات المخوفة كالسوف والخسوف والزلزال والظهور
 لایة مخوفة کوثرات ای توتم نمازین معروف بوجاؤ اس مصیبت کی موافق جب کوئی علامت خوفناک پیدا ہووی جس میں سوچ کھن اور چاند کھن اور پھونچال اور بجلی کا کرنا
 ولا مطار الدائمة والرياح الشديدة والظلمة الهائلة بالنهار والضوء الهائل بالليل وعموم الامراض والخوف الغالب
 اور متصل بادش اور سخت اندھیاں اور زمین اندھیرا ہولناک اور رات کو روشنی ہولناک اور دباؤ بجلی بجا ریاں اور دشمن کا قوی
 من العدد ونحو ذلك من الاهوال والا فزاعم ينبغي للناس ان يقوموا الى الصلوة ويصلون ان شاء واركتين
 خوف اور ماتداسکی اور ہول اور خوف تو لوگوں کو یہ چاہی کہ نماز میں مشغول ہو جائیں اور چاہیں تو دو رکعت پڑھیں
 وان شاء والاربعة لان كل ذلك من الايات المخوفة التي يخوف الله تعالى به عباده كما قال تعالى وقارسل
 اور چاہیں چار رکعت پڑھیں کیونکہ یہ تمام نشان خوفناک ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اپنی بندوں کو ڈراتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور نشانیاں جو ہم
 بالآيات لا تخوفنا وقد روى انه عليه السلام قال اذا رايت شيئا من هذه الافراز فافزعوا الى الصلوة فانه
 پہنچتی ہیں سو ڈرائی کو اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فی فریضہ جب ہم ان میں سے کوئی شے خوفناک کی دیکھو تو نماز پڑھیں لگو اسلئے کہ
 عليه السلام كان اذا حزبه امر فزع الى الصلوة وعند ظهور علامة من علامات العقوبات كان ياهر
 نبی علیہ السلام کہ جب کسی باب میں حزن پیدا ہوتا تو نماز شروع کر دیتی اور بروقت پیدا ہونی کسی نشان کی عذاب کی نشانیاں میں سے نماز پڑھتی
 بالصلوة والدعاء والاستغفار ويشغل بها حتى ينكشف ذلك عن الناس لانه تعالى قد يرسل علامة من علامات
 اور دعا مانگنی اور توبہ کر لیکر اصرار فرماتی اور آپ ہی ہمیں مشغول رہتی یہاں تک کہ لوگوں کی سرپرستی وہ نشان مل جاتا اسو سہی کہ اللہ تعالیٰ بعضی فوج علامت عذاب میں سے
 العذاب يخوف بها عباده ليتوبوا اليه ويتضرعوا اليه وعلم من هذا كله ان علامة من علامات العذاب اذا
 کوئی نشان پیدا کرتا ہے اور اپنی بندوں کو اس سے ڈراتا ہے تاکہ اس کی طرف رجوع کر کے انکسار کریں اس تمام بیان سے معلوم ہوا کہ علامات عذاب میں سے جب کوئی علامت پیدا ہوئی
 ظهرت فالمشروع الاشتغال بالتوبة والاستغفار وبما يرجي ان يرفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوى
 تو توبہ اور استغفار میں اور ان اعمال میں مشغول ہونا مشروع ہے جس میں توبہ عذاب ہولناک کی دفع ہونے کی ہوتی ہے یعنی اعمال نیک اور پیر ہیز گاری
 فان كل ذلك من اعظمها يستدفع به البلاء واما الاشتغال بالمعاصي والملاهي فلا يمنع زوال البلاء بل
 بیشک یہ تمام واسطی دفع کرنی ہلاکی بڑا ہی علاج ہے اور اشتغال بمعاصی اور ہولناک اور ہولناک سوا اس سے بڑا کچھ نہیں ملتی بلکہ ہلاکی
 يقوى وقوة كما يدل عليه قوله تعالى وما اصابكم من مصيبة في ما كسبت ايديكم وقد روى ان بعض
 آدمی اور زور پکڑتی ہے چنانچہ اس آیت سے ثابت ہے اور جو بڑی تپیر کوئی مصیبت سوبدہ اور کا جو کایا تمہاری ہاتھوں کی ہودہ دایت ہے کہ ایک
 الصالحين قد شكى اليه عن بلاء وقع فيه الناس فقال ما اري ما انتم فيه من البلاء الا بشوم المعاصي فالعاصي
 صالح مرد کی پاس عام ہلاکی شکایت گزری جس میں تمام خلقت مبتلا ہے سوا اس صالح مرد فی فریاض میں اس یل کو بجز نخست تمہاری گناہوں کی نہیں جانتا پس اگر کوئی
 مشوم على نفسه وعلى غيره اذ لا يؤمن ان ينزل عليه العذاب فيم الناس خصوصا من لم ينكر عمله لان النهي
 مشغول ہو رہی ہے اپنی جان پر اور غریب پر اسلئے کہ یہ بچاؤ کہاں ہے کہ اسیر عذاب نازل ہو کر سب خلقت پر پہل جاوی خاص اول لوگوں پر جو اس کی عمل کو ناپسند نہیں کرتی
 عن المنكر واجب فاذا تركه الناس يكون جميعهم مستحقين للعذاب كما روى عن جرير بن عبد الله رضي الله عنه عليه
 اسلئے کہ بدیات کی مانعت واجب ہے جب اس وجوب کو لوگوں نے ترک کیا تو سب ہی مستحق عذاب کی ہوگی چنانچہ جریر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فی
 قال ما من رجل يكون في قوم يعمل فيهم بالمعاصي وهم يقدرون على ان يغيروا عليه ولا يغيرون الا اصابهم
 فریاض نہیں کوئی شخص کہ ایک قوم میں مکر معاصی کیا کری اور حال یہ ہے کہ او کو یہ قدرت ہے کہ منع کر دیں پر منع نہیں کرتی مگر ان سب پر
 منه بعقاب قبل ان يموتوا وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ان الله تعالى لا يعذب العامة بين نوب الخاصة
 جیتی جی عذاب اولیگا اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام فی فریاض بیشک اللہ تعالیٰ بعض بعض کی گناہوں سے تمام خلقت کو عذاب نہیں کرتا

علی السنتہ العوام الذین لا یعلمون ان شوم فعله وسوء عاقبتہ خسارہ لیشعل الحجیم ومنها ان قیام اهل السفینۃ
 کی زبان پر گزرتی ہیں جو یہ نہیں جانتی کہ نحوست اور کج عمل کی اور انجام بد اور کجی خسارہ کا سبب پر آتا ہی
 اور ایک یہ ہے کہ اہل سفینہ کا کثرتی ہو کر

کی زبان پر گزرتی ہیں جو یہ نہیں جانتی کہ نحوست اور کئی عمل کی اور انجام بد اور کئی فساد کا سبب پر آتا ہے اور ایک یہ ہے کہ اہل سفیہ کا کثرت ہو کہ

ومنع من يريد خرقها كما يكون سببا لنجاة جميع أهل السفينة من الغرق كذلك قيام أهل الدين ومنع المنكر

کشتی تازیانہ کو منع کرنا جیسا تمام اہل سفینہ کو دینی سی بچا ہا ہی ایسی ہی دینداران کا مستعد ہو کر کپڑا ہونا اور شکر سی روٹ

يكون سببا لنجاة جميع المسلمين من الاثم والعقوبة ومنها ان خرق السفينة كما لا يقدم عليه الا من هو احق

گناہ اور عقوبت سے تمام مسلمانوں کی نجات کا سبب بنی اور ایک یہ ہے کہ شی کا توڑنا جیسی وہ ہی شخص اختیار کرنا ہی جراتنا حق ہو

يستحسن ما هو قدير في الحقيقة ولا يعلم هلاكه كذلك لا يقدم على المعصية إلا من يستحسنها ولا يعلم ما فيها

کہ اصحابہ امور کو نیک سمجھی اور ڈوبتی سی واقف نہو ایسی ہی موصیت کو وہی شخص اختیار کرتا ہی جو اسکو نیک سمجھی اور یہ بھائی کا سہمن

معظم الاثم والهمم العقاب اذ لو علم يقيناً انه معصية بفعله في دينه من الضرر ما يفعله خارق السفة لما

کتار آگاہ اور کسی سخت عذاب ہی کہو کہ اگر نقیضہ ہے جاننا کہ معصیت میری دین کو ایسا نقصان کرتی ہے جیسے کسی کا توڑنا یا اکاڑا تو معصیت کو کہی

نکته: این کتاب در دسترس نیست. این کتاب در دسترس نیست. این کتاب در دسترس نیست.

اولم عليها ابدا ومنها ان واحدا من اهل السقيفة اذا التزم على يدى يزيدي حرقها واعرض عليه واحدا منهم

اور ایک پہرہ کی کوئی اہل سنیہ نہیں جی جب اس شے اور نیز ایک نسیبہ لری اب الرودی اور محسن اوکین سی اسپر یہ ہفتہ کری کے بھی کیا نام

فان ذلك المعترض لما ينسب الى تحقق وقوله العقل وعدم العلم بعاقبة هذا الفعل من جهة كون المانع من

اور بیشک یہ اعتراض کرنا بالاجبسی حق اور بیوقوف

الْحَرْفُ سَاعِيًا فِي نَجَاةِ الْمَعْتَرِضِ وَغَيْرِهِ مِنَ الْهَلَاكِ كَذَلِكَ مَنْ يَعْتَرِضُ عَلَى مَنْ يُعِيرُ الْمُنْكَرَ لَا يَعْتَرِضُ عَلَيْهِ إِلَّا

کشتی کی تلوٹی سی معترض وغیرہ کو ہلاک ہونی سی بچا تاہی ایسی ہی جو شخص اوسپر اعتراض کری جو منکرات سی منع کرتا ہی وہ اعتراض

من عظم حقه وقلة عقله وصدمه بعاقة المعصية وشوئها فان من يغير المنكر يكون قاشا باسقاط الفر

بڑی حاجت اور بے وقوفی اور معصیت کی انجام اور خواست کی نادانی سہی بیشک جو شخص منکرات کو روکتا ہی نوزہ و اسطی ادا کرتی فرض کی

المتوجه على المعتز وغيره وساعدا في نجاتهم من الاثم وخلصهم من العقوبة ومنها ان اهل السفينة اذ استكروا

جو مقروض وغیرہ پر آئی کوئی کوشش کرتا ہی اور انکو خطاسی بچائی اور عقاب سی چھوڑائی من سسی کرتا ہی اور ایک بیوی کی کشتہ زالی اگر توڑ نہوا ہی سی

عمره يولد خرقاً ولم يمتنع. فانزله كما كان سباعاً في الجلاء كما معوه ولا يمد الخارق من غيره ولا الصالح من الطالح

[illegible][illegible]

اهل و سلام دادند و از عيادت بغير انذار بغير عذاب و لا يميز بين مرتبة الاثم و غيره و لا بين اصالح منهم و غير

اور بربکار کوسا ایسی ہی اہل اسلام جب منکرات کی روئی میں چشم پوشی کریں گی تو سب پر عذاب اور عذاب پہ پہچان ہوگی منکر کا عمل کریو الہ کوسا ہی اور جہان کوسا ہی اور یہ

وَلَذَلِكَ قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَنْقُرُ مِنْ قَالِهَا وَتُرَدُّ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَالنِّقْمَةُ مَا لَمْ يَسْتَخْرِقُوا بِحَقِّهَا

اے نبی! کہو کہ اللہ رب العزت کی اسمی واسطی ہی علیہ السلام فی قرطیا کلمہ لا الہ الا اللہ جو اسی بڑے بیگناہ ہمیشہ فائدہ دیتا رہی گا اور اسوہ سیرت عذاب اور قہر کو مٹاتا رہی گا جس تک اس کی حق کو ضعیف

قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا اسْتَفْتَا بَعْضَهُمَا قَالَ يَظْهَرُ الْعَمَلُ بِمَعَاصِي اللَّهِ تَعَالَى فَلَا يَنْكَرُو وَلَا يَغْفِرُ فَإِنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

مرض کیا یا رسول اللہ! اس کا حق کیونکر ضعیف ہوتا ہے فرمایا جب اعمال بد خواہر ہوں گے یہ نہ کوئی اوس کو نہ پسند کری اور نہ کوئی بندہ کری بیشک نبی علیہ السلام

خبر في هذا الحديث ان ترك الانكار والتغير يكون استخفافا بكلمة التوحيد فلا يرد العذاب عن الناطقين بها

اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ انکار اور تمسخر کی حرکت کرنی میں کلمہ تو حید کی خفت ہوتی ہے سو کلمہ پڑھنی والوں پر سی عذاب کو دفع نہیں کریں

الانكار لا يختص بالكبار بل يعم الصغار ايضا ولا يشترط في كونه منكرا ان يكون معصية فان من رأى صبياً او انكراً كالجحش كباري سي خاص نہیں ہی بلکہ صغیر سی ہی چاہی اور منکر ہونی میں یہ شرط نہیں ہی کہ معصیت ہو اگر کی کہ نہ جو شخص نابالغ ہو کی یا
 مجنونا یشراب الخمر فعلیہ ان یرقی خمره وینعه من الشرب وکن الوری واحد امھما یفعل شیئاً من المنکرات
 یا ولی کو شراب پیتا دیکھی تو او کو نہ ہم ہی کہ شراب کھنڈاوی اور پنی سی منع کردی اور ایسی ہی اگر کسی کو نہیں ہی کوئی اور منکر عمل کرتی ہوئی دیکھی
 ینجب علیہ ان ینعه ولس هذا المنع لكون فعلها معصية اذ لا یبسی فعلها معصية بل لكونه منكراً واما
 تو او کو نہ جب ہی کہ منع کری اور یہ مانع اسلانی نہیں ہی کہ وہ ادنیٰ حتیٰ میں معصیت ہی اسلانی کہ نابالغ اور یا ولی کی اعمال معصیت نہیں ہوتی بلکہ اسلانی منکر اور
 ینبغی ان یعلم ایضاً ان تغیر المنکر لا یختص بالحاکم ولا یتوقف علی اذنبہم بل یجب علی کل احد بحسب استطاعته
 ہر ہی یا دیکھنی کی بات ہی کہ منہیات سی وہ کن صرف حاکم سی خصوصیت نہیں کہ کھتا اور نہ ادنیٰ اجازت پر موقوف ہی بلکہ ہر یک یہ ایک طاقت کی موافق ہوگی
 وان لم یأذونا من جهة هم سواء كان رجلاً او امرأة او حراً او عبداً كما علیہ الاجماع لما روی عن ابي سعید الخدری
 اگرچہ حاکم کی طرف سی مامور ہو برابری کہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام چنانچہ اسی پر است کاجماع ہوا ہی اسلانی کہ ابو سعید سی روایت ہی
 انه علیہ السلام قال من رأى منكم منكراً فليغيره بيده وان لم يستطع فليساؤه وان لم يستطع فليقلبه
 کہ ہی علیہ السلام فی فرمایا جو کوئی تم میں سی منکر کو دیکھی تو چاہی کہ ہتھی سی روکی اور اگر یہ طاقت نہ ہو تو زبانی روکی اور اگر یہ ہی طاقت نہ ہو تو دل ہی ہر ہر ہی
 وذلك اضعف الايمان فقوله عليه السلام فليغيره امر ايجاب بالاجماع وقوله من رأى منكم عام يشمل الوجوب
 اور یہ فی ایمان ہی بسبب اشارت علیہ السلام کا چاہی کہ روک دی بالاجماع امر ايجاب کی ہی ای اور ہی کا قول جو کوئی تم میں سی دیکھی عام ہی تمام است پر واجب نہ ہی
 جميع الامم لكن قوله تعالى وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ عَلَى
 ہر یہ آیت اور چاہی کہ ہر تم میں ایک جماعت ہونی ایک کام پر اور حکم کرتی یسند بات کو اور منع کرتی ناپسند کو یہ دلالت کرتی ہی کہ
 انه فرض كفاية وفرض الكفاية اهم من فرض العين والاشتغال به افضل من الانسغال بفرض العين لان
 فرض کفایہ ہی اور فرض کفایہ کا اہتمام فرض عین سی زیادہ ہر حاجتی اور فرض کفایہ میں مشغول رہنا فرض عین کی نسل سی افضل ہوتا ہی اسواسطی
 من يترك فرض العين يختص هو بالانتم ومن يفعله يختص هو باسقاط الفرض عن نفسه واما فرض الكفاية
 کہ جو شخص فرض عین کو ترک کر گیا تو وہ ہی ایک گنہگار ہوگا اور جو شخص فرض عین کو ادا کر گیا تو وہ صرف اپنی ذمہ کا فرض ادا کر گیا اور فرض کفایہ
 فلو ترك يانهم الجميع ولو فعل يسقط الاتم عن جميع ففاعله ساء في صيانة جميع كلمة عن الاتم ولا شك ان من قام
 اگر ترک کر گیا تو عام امت گنہگار ہوگی اور اگر فرض کفایہ ادا کر گیا تو عام امت گنہگار نہ ہی بلکہ ہر فرض کفایہ بحال لا نسوا تمام است گناہ ہی بچا میں سی کسی کرنا ہی اور یہی شخص
 مقام جميع المسلمين في قامة هم من مهمات الدين يكون افضل ولذلك قال السی علیہ السلام من امر بالمعروف
 ضروری امر دینی کی قائم کر لی جن تمام مسلمانوں کا قائم مقام ہو دی وہ بہت بہتری اسی واسطی نبی علیہ السلام فی فرمایا جو شخص ایک کار سبھاوی اور
 ففی عن المنکر فهو خليفة الله تعالى فی ارضه وحليفه كتابه ورسوله واما كان كذلك لان الانبياء ما بعثوا
 بدکاری روکی بس وہ زمین میں اللہ تعالیٰ کا اورا وکی کتاب اور رسول کا خلیفہ ہی اور یہ خلافت اسلانی ہی کہ انبیاء علیہم السلام اسی واسطی مبعوث ہوئی ہیں
 الا لا امر بالمعروف والنهي عن المنکر وذلك وظيفتهم التي جاءوا بها فمن تبعهم فيها وامرهم فليكون نائبا عنهم في هذا
 کہ نیک کار سبھاویں اور بدکاری روکیں اور یہ ہی اونکا وظيفہ ہی جو لائی میں اس باب میں جو اونکا پیرو ہو کر نیک کار سبھاوی اور بدکاری روکی وہ ہی
 الامر العظيم وتي منزلته منزلتهم في هذا الخطب بحسب سواء كان حاكماً او اذونا من جهة نوع غير ما ذون نعم من
 اس امر عظیم میں اونکا نائب ہو گیا اور اسکا رتبہ اس کا در معظّم میں او کی رتبہ میں چاہیگا برابر ہی کہ وہ حاکم ہو یا حکم طرف سی متین ہو یا غیر متین ان جو شخص
 كان حاكماً او اذونا من جهة يتعين عليه ذلك ويكون له من اقامة الحدود والتعزير ما ليس لغيره من المسلمين
 حاکم ہو یا حاکم کی طرف سی متین ہو تو او کا یہ ذمہ ہی لو راو کو بسبب انتظام حدود اور تعزیر کی انتساب ہوگا جو اور کسی مسلم کو نہ ہوگا

واذا اهل فعلی کل مسلم ان یأمر بالمعروف ویمنی عن المنکر بمقدار طاقته ثم ان کان الوالی واضیایه فیها وان لم
 اوجب وہ مستحق کرے تو یہ ہر یک مسلمان کو لازم ہے کہ امر بالمعروف اور منکر عنی مانعت اپنی مقدور موافق کیا کری بہر اگر حکام سپر خوش ہو تو کیا بات ہی اور اگر
 یکن راضیا بل کان ساخطا فسخطہ منکر یجب لا نکار علیہ لان العلماء قد فہموا من العمومات الواردة فی الامر
 راضی نہ ہو بلکہ ناخوش ہو تو اسکی ناخوشی ہی منکر ہی اس سے ہی انکار چاہی اسلئے کہ علماء اصول عموماً ہی جو در باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وارد ہیں
 بالمعروف والنہی عن المنکر دخول الامرء والسلطانین تحت تلك العمومات فكيف یجتنب الی اذنیہم فی لا نکار علیہم
 یہاں ہی سمجھتی ہیں کہ امراء اور سلطانین ان عموماً کی تہی داخل ہیں بہر اذنیہ کی اجازت اور انکی عمل کی نہ کرنا ہی کیا حاجت ہی اور سلف کا عادت ہیں
 وقد کان من عادات السلف لا نکار علی الامرء والسلطانین كما روی ان المامون بن ہارون الرشید بلغه ان رجلاً
 تنبیہ کرنا امراء اور سلطانین کا مقصد تھا چنانچہ روایت ہی کہ مامون بن ہارون رشید فی یہ سنہ کہ ایک شخص

یمشی فی الناس یأمرهم بالمعروف ویمنیہم عن المنکر ولم یکن مأموراً بذلك من عنده فامر ان یدخل علیہ فلما قام بین
 الرجلین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا پھر تا ہی اور مامون کی طرف سے اسکو یہ حکم نہ تھا مامون فی اسکو طلب کیا جب وہ سامنی اگر کھڑا ہوا
 یدیرہ قال بلغنی انک صریت بنفسک اهل لاہر بالمعروف والنہی عن المنکر وكان المامون جالساً علی کرسیہ ینظر
 تو مامون فی کہا میں سنائی تو ایسی تین لائق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سمجھتا ہی اور مامون کرسی پر بیٹھا ہوا کتاب کا مطالعہ کرتا تھا
 فی کتاب فغفل فوقم منه الکتاب فصارت تحت قدمہ من حیث لا یشرع فقال له الرجل ارفع قدمک عن اسماء اللہ ثم
 سوا لیسہ جواس ہوا اگر کتاب اسکی اتہ سے کر کر پاؤں کی تلی آگئی ایسا کہ مطلق اسکو خبر نہ ہوئی تو اس شخص کی کہا اللہ کی نام پر ہی اپنا پاؤں اٹھائی پھر

قل ما شئت ولم یفہم المامون مرادہ فقال ماذا تقول حتی اعادة ثلثا ولم یفہم فقال هل ترفع ام تاذن لی حتی ارفع
 حوچای ہو کہنا مامون اسکی ہر اذ کو نہ سمجھا کہا تو کیا کہتا ہی آخر اس شخص فی تین بار یہ ہی کہا پڑو نہ سمجھا پھر اس شخص کی کہا کیا تو ادب نا ہی یا مجھی اجازت دیتا ہی کہ
 فقال ذنت فلما توجه الرجل الی الرفع نظر المامون فرأی الکتاب تحت قدمہ واخذہ وقبلہ ثم عاد وقال لم تأمر بالمعروف
 اور نہی عن المنکر کرتا ہی یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کی ہر اذ کو نہ سمجھا کہا تو کیا کہتا ہی آخر اس شخص فی تین بار یہ ہی کہا پڑو نہ سمجھا پھر اس شخص کی کہا کیا تو ادب نا ہی یا مجھی اجازت دیتا ہی کہ
 ونہی عن المنکر وقد جعل اللہ ذلک الینا ونحن من الذین قال اللہ تعالیٰ فیہم الذین ان مکلفہم فی الارض اقاموا الصلوة
 اور نہی عن المنکر کرتا ہی یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کی ہر اذ کو نہ سمجھا کہا تو کیا کہتا ہی آخر اس شخص فی تین بار یہ ہی کہا پڑو نہ سمجھا پھر اس شخص کی کہا کیا تو ادب نا ہی یا مجھی اجازت دیتا ہی کہ

واتوا الزکوة وامنوا بما نزلنا من ربہم فاعرفوا ان مکلفہم فی الارض اقاموا الصلوة
 اور نہی عن المنکر کرتا ہی یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کی ہر اذ کو نہ سمجھا کہا تو کیا کہتا ہی آخر اس شخص فی تین بار یہ ہی کہا پڑو نہ سمجھا پھر اس شخص کی کہا کیا تو ادب نا ہی یا مجھی اجازت دیتا ہی کہ
 وامنوا بما نزلنا من ربہم فاعرفوا ان مکلفہم فی الارض اقاموا الصلوة
 اور نہی عن المنکر کرتا ہی یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کی ہر اذ کو نہ سمجھا کہا تو کیا کہتا ہی آخر اس شخص فی تین بار یہ ہی کہا پڑو نہ سمجھا پھر اس شخص کی کہا کیا تو ادب نا ہی یا مجھی اجازت دیتا ہی کہ

وامنوا بما نزلنا من ربہم فاعرفوا ان مکلفہم فی الارض اقاموا الصلوة
 اور نہی عن المنکر کرتا ہی یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کی ہر اذ کو نہ سمجھا کہا تو کیا کہتا ہی آخر اس شخص فی تین بار یہ ہی کہا پڑو نہ سمجھا پھر اس شخص کی کہا کیا تو ادب نا ہی یا مجھی اجازت دیتا ہی کہ
 وامنوا بما نزلنا من ربہم فاعرفوا ان مکلفہم فی الارض اقاموا الصلوة
 اور نہی عن المنکر کرتا ہی یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کی ہر اذ کو نہ سمجھا کہا تو کیا کہتا ہی آخر اس شخص فی تین بار یہ ہی کہا پڑو نہ سمجھا پھر اس شخص کی کہا کیا تو ادب نا ہی یا مجھی اجازت دیتا ہی کہ

فاستمر الرجل علی ذلك وقد جرى كثير من ذلك الجماعة من السلف قالوا ليس من مقتضى رحمة اهل المعاصي ترك
سوءه شخص او شيء حال پر اور ایسی بہت لوگ سلف میں گذری ہیں وہ یہ کہتی ہیں گنہگاروں پر رحمت کا مقتضی یہ نہیں کہ او کو منع نہ کری
الانکار علیہم وعدم التعرض لهم بل من کمال الرحمة لهم الانکار علیہم وردہم الی منهم القویم والصلح المستقیم فان المؤمن
اور او کی حال ہی متعرض نہ ہو بلکہ او کی حال پر بڑی رحمت یہی ہے کہ او کو منع نہ کرے اور او کو روک کر شاہ راہ استوار اور طریق راست پر لا دے کیونکہ ایمان والا
اذا سمع بالاسیر من اسائر المسلمين فی ارض العدو یرجوه ویبدل حاله ونفسه فی تخلصه فکیف لا یجتهد فی تخلص
جب سنتا ہی کہ کوئی شخص مسلمان دشمن کی ملک میں قید ہو گیا ہی تو او پر رحمت کرتا ہی اور اپنا مال اور جان او کی چڑانی میں نکالتا ہی پہر اپنی بھائی مسلمان کی چڑانی اور چائی میں
اخیه المسلم وانقاذه اذا مره اسیر نفسه وشیطانہ وهما اعدی عدوه فان عرض عنه وتروک اسیر طمعا
کیونکہ کسی نہ کرے گا جب او کو نفس اور شیطان کا قیدی دیکھتا ہی اور یہ دونوں سب ہی بڑی دشمن ہیں اب جو اس سی بی پر دانی کری اور سم کو نفس اور شیطان کی قید نہ
فذلك من جهله فان المؤمن بانقاذا سیر من یدعوه لا یصغر یرکون ثوابه ما ذکرہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ بقولہ
قید رہی دی یہ او کی جہالت ہی کیونکہ مؤمن کو چھوٹی سی دشمن کی اتہاسی قیدی کی چڑانی میں تو یہ ثواب ہوتا ہی جس کا اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں یہ بڑا ذکر کرتا ہی
وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا فاما ذلك بمن انقذا سیر المعاصی من یدعوه الا کبر وقد اقام العلماء
اور جس نے جلائی ایک جان تو گویا جلائی سب لوگوں کو یہ تیرا خیال کہ ہر ہی او کی حق میں جو معاصی کی قیدی کو بڑی دشمن کا اتہاسی خلائی دی اور یہ ایک علامہ ہی
الامر بالمعروف والنہی عن المنکر مقام جہاد لان منع المسلمين من المعاصی التي تقضی الی دخول النار افضل
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو قائم مقام جہاد کا ٹھہرایا ہی مساوی کہ مسلمانوں کا معاصی ہی روکن جو دوزخ میں کہیں لجا دی کفار کا قتال ہی
من قتال الکفار فکما لا یجوز فی الجہاد ان یفر واحد من اثنين کذا فی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر من رای
بہت بہتر ہی اب جیسی جہاد میں یہ جاز نہیں کہ ایک شخص روک مقابلہ ہی پہاگ جا دی ایسی ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں جو کوئی دوسرا شخص نہ ہو
رجلین علی منکر لا یجوز لہ ان یتروکما علی منکر بل یجب علیہ ان یامر وینہی وان کانوا اکثر وخاف علی نفسه
کسی دوسرا منکر پر دیکھی تو او کو جاز نہیں کہ او کو منکر پر متوجہ نہ ہو بلکہ او کو دعا جب ہی کہ مواخذہ کری اور اگر زیادہ ہوں اور یہ بدی جان کا خوف نہ کری
فهو فی سعة من ترکہم لکن الانکار اولی وافضل اذ قد قیل من قدر علی انکار المعاصی مع الخوف علی نفسه کان
تو او کو گنجائش ہی کہ چپ ہو ہی پر منع کرنا تو ہی اولی اور افضل ہی اسو سلی کہتی ہیں جسکو معاصی کی بند کر سکی طاقت ہو پر جان کا خوف ہو
انکارها مندوب الیہ وحتمی علیہ لان الخاطرة بالنفوس فی اعتزال الدین مأمور بها کما فی قتل الکفار والبغاة
تو او کی ممانعت ہی محبوب ہی اور نہایت مرغوب کیونکہ وسطی عزت دین کی جان کو خطرہ میں ڈالنا ہی قتل برداری ہی جیسی لغات اور باغیوں کی قتل میں
وقد روی ان رجلا سال النبی علیہ السلام ائی الجہاد افضل فقال کلمة حق عند سلطان جابر فانه علی السلام
اور روایت ہی کہ کسی شخص نے علیہ السلام ہی پوچھا کہ کونسا جہاد افضل ہی فرمایا حق بات زبردست حاکم کی سامنی بیشک نبی علیہ السلام ہی
جعل کلمة حق عند سلطان جابر افضل الجہاد لان قائلها یجود نفسه لاعلاء کلمة الحق ونصرة الدین مع کف
حق بات کو زبردست حاکم کی سامنی جہاد ہی افضل ٹھہرایا اسو سلی کہ حق بیان کرنا لا واسطی بلکہ کلمہ حق اور اسلام دین کی اپنی جان تک دگڑ نہیں کرتا باوجودیکہ اسکا
یدہ عنه بخلاف من یلاق عدوه فی القتال فانه یبسط یدہ الیہ ویرجوان یغلبہ ویقتلہ فلا یكون بذلہ
بند ہی بخلاف او کی جو صف جنگ میں دشمن کا مقابلہ کرتا ہی کیونکہ یہ تو دشمن پر اتہ چلاتا ہی اور اسید کرتا ہی کہ غالب ہو کر او کو مار ڈالی سواس حالت میں
لنفسه مع رجاء سلامتها کمن یدلها مع یاسه من سلامتها لکن یدبغی ان یراعی فیہ التدریج فیدر فی الکفا
جان کا آگے کرنا باوجود اسید سلامتی کی او کی بڑھتی ہو باوجود خوف سلامتی کی جان کی گردہیتا ہی لیکن لایق یوں ہی کہ اسرا میں آہستگی اور سہولت کی رعایت کر ہی پہلی پہلی
اولا بالاسهل والا لرفق فانه یبدا اولاً بالوعظ والنصیحة والتخويف باللہ تعالیٰ ویبظر الی العاصی بنظر الرحمة
مانعت بطور سہل نرمی کی ساتھ شہد شروع کری پہلی وعظ اور نصیحت کرنی شروع کری اور اللہ تعالیٰ سی ڈلا دی اور عاصی کی حق میں رحمت کی نظر کری

لا ینکسفان لموت احد ولا حیوۃ فاذا امر یتیم فقیہا من ہذا الا قراۃ فافترعوا فی الصلوة فانہ علیہ
 کیسی موت پر نہیں گہتی جب تم کچھ ایسی بول اور خوف دیکھو تو غار پڑھتی مشورہ کرو پس تم علیہ السلام کی
 السلام قد امر فی الحدیث بالصلوة عند ظہور شیء من ہذا الہوال التي من جملتها کسوف الشمس
 اس حدیث میں بروقت ظاہر ہونی ایسی ایسی اہوال کی جنہیں سورج مہین ہی خاص ہی نماز کا حکم فرمایا
 وعلم من ہذا ان المراد من الامر بذكر الله تعالى فی الحدیث السابق الامر بالصلوة فانہ علیہ السلام
 اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ مراد یاد الہی سی جو پہلی حدیث میں مذکور ہی نماز کا حکم ہی کیونکہ نبی علیہ السلام کی
 قد صلاھا بالجماعة وكان القیاس ان تكون صلوة الکسوف واجبة کما ذهب الیہ بعض العلماء
 صلوة کسوف جماعت سی پڑھی ہی اور قیاس میں آتا ہی کہ صلوة کسوف واجب ہو چنانچہ بعض علماء کا ہی مذہب ہی
 واختارہ صاحب الاسرار لكون الامر للوجوب لكن الجمهور قالوا انها سنة لانها ليست من شعائر
 اور صاحب اسرار نے ہی اختیار کیا ہی اس واسطے کہ امر وجوب کی لئی ہوتا ہی پر جمهور علماء سنت کہتی ہیں کیونکہ یہ نماز اسلام کی نشانیوں میں ہی نہیں ہی
 الاسلام وانما توجد بعرض الکسوف الا انه علیہ السلام لما صلاھا بالجماعة كانت سنة مشروعة
 یہ جب ہی ہوتی ہی کہ عارضہ کہیں کا ہو مگر ان نبی علیہ السلام کی جو یہ نماز جماعت سی پڑھی ہی تو سنت ہی جماعت سی بلا کر اہمیت
 بالجماعة من غیر کراہت و حملوا الامر علی الذب فعلى هذا ینبغي لامام الجمعة ان یصلی
 اور غمار فی اس امر کو مستحب کی لئی رکھا اس بیان کی موافق امام جمعہ کو لازم ہی کہ جب سورج کہیں ہو دی تو ہمراہ لوگوں کی
 بالناس فی الجامع او فی المصلی رکعتین کل رکعة یرکوع واحد کھیثۃ النافلة بلا اذان ولا اقامة ولا
 مسجد جامع میں یا عید گاہ میں دو رکعت پڑھی ہر ایک رکعت میں ایک ایک رکوع کری جیسی نفلین ہوتی ہیں نماز ان پڑھی اور نہ تکبیر ہی اور نہ
 خطبة ویقرأ فیہا ما شاء من القرآن ویخفی القراءة عندی حنیفة وعندہما یجہر والا فضل تطویل
 خطبہ اور ادول دون رکعت میں چنانچہ قرآن پڑھی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک قرأت چکی سی پڑھی اور صاحبین کی نزدیک بکا کر پڑھی اور دو رکعت میں
 القراءة فیہما لان فیہ متابعة النبی علیہ السلام اذ قد ثبت ان قیامہ علیہ السلام کان فی الركعة الاولی
 تطویل قرأت افضل ہی اسلئے کہ اسمیں نبی علیہ السلام کی متابعت ہی اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہی کہ نبی علیہ السلام کا قیام پہل رکعت میں
 یقلد قراءة سورة البقرة وفي الثانية بقدر سورة ال عمران ویجوز تخفیفہا لان السنة استیجاب
 بقدر قرأت سورة البقرة کی تھا اور دوسری رکعت میں بقدر قرأت سورة ال عمران کی تھا اور اسمیں تخفیف ہی جائز ہی اسلئے کہ مسنون نماز
 الوقت بالصلوة والدعاء ماروی عن مغیرة بن شعبہ انہ علیہ السلام قال ان الشمس والقمر آیتان
 اور دعائیں وقت کا پورا کر دینا ہی اس واسطے کہ مغیرہ بن شعبہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کی فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں ہی
 من آیات الله تعالی لا ینکسفان لموت احد ولا حیوۃ فاذا امرایتموها فادعوا لله تعالی وصلوا حتی
 دونشانین ہیں نہ کیسی موت پر نہیں گہتی ہیں اور نہ کیسی حیات پر جب تم اس کو دیکھو تو اسہ تعالیٰ سی دعا مانگو اور اتنی نماز پڑھو
 تجلی الشمس وهذا الحدیث یفید استیجاب الوقت بالصلوة والدعاء فان خفف احدهما یطول الآخر
 کہ سورج منہ ہو جاوی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ نماز اور دعائیں وقت کا پورا کرنا چاہی اگر ایک رکعت چھوٹی کر دی تو دوسرے کو بڑا دی
 وبعد الصلوة یدعو حتی تجلی الشمس لان السنة فی الادعية تاخیرھا عن الصلوة ثم هو فی الدعاء
 اور نماز کی بعد اتنی دعا مانگی کہ سورج صاف ہو جاوی اس واسطے کہ طریق مسئلہ دعاؤں میں دعا نماز کی پیچھی ہا
 فحیر ان شاء دعا جالساً مستقبلاً القبلة وان شاء دعا قائماً مستقبلاً الناس بوجہہا او مستقبلاً القبلة
 اختیار ہی چاہی بیٹھ کر رو قبلاً دعا مانگی اور چاہی کھڑا ہو کر لوگوں کی طرف منہ کر کے پڑھو قبلاً ہو کر دعا مانگی

فی بیان مسنونۃ صلوة الاستسقاء عند امطار قال رسول الله صلی الله

علیه وسلم لیست السنة بان لا یطر واولکن السنة ان تمطر ولا تنبت الارض شیئا هذا الحدیث من صحیح

المصابیح رواه ابو هريرة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ان القحط لیس بالثلاث الا یزول علیکم المطر بل القحط ان ینزل علیکم المطر

صحیح حدیثون من ہی ابو هريرة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ان القحط لیس بالثلاث الا یزول علیکم المطر بل القحط ان ینزل علیکم المطر

لکن لا ینبت من الارض شیء او ینبت و لکن یرهلك ولا یدخل فی ایدیکم شیء فان وقع الشدة بعد توقع

السعة وحصول اسبابها اقطع مما کان الیاس حاصل من اول الامر و لیس هذا لھی عن الاستسقاء و

الاستسقاء بل هو لھی عن اعتقاد حصول الرزق بالمطر وعدم حصوله بعدم المطر فاللازم علی العبد ان

استسقاکی دعا نکرو بلکه اس اعتقاد کی مانعت ہی کہ رزق کا ملنا منہ پر موقوف ہی اور رزق نہ ملنا منہ نہ پر سنی ہی اب بندہ کو لازم یہ ہی

یسلم نفسه الی مولاه و یعتقد ان الخیر فی جمیع ما یجئ الیه من مولاه وان کان مخالفا لمراده و هو افعلی

کذا فی جان ابی صاحب کی حوالہ کردی اور یہ جانی کہ جو مجھ پر گزرتا ہی مولای کی طرف ہی سو ب بہتر اور خیر ہی اگر چہ مراد اور خواہش موافق نہ ہو اس میں مضون کی

هذا ینبغی للعبد ان یستسقی و یعلم ان الرزق من الله تعالی فان الاستسقاء و الاستسقاء مستت

موافق آدمی کو چاہی کہ منہ کی دعا مانگی اور استسقا کی دعا کری اور یہ سمجھی کہ رزق اس کا دیا ملتا ہی اسلی کہ منہ ملتا اور استسقا کی دعا کرنی مستوی

لور و لا اخبار ولا ثار الکثیر فیہ فیستسقی لکم ان یامر الناس اولا بصیام ثلثة ايام ثم یخرج بهم فی الیوم

کیونکہ اس باب میں خبریں اور آثار بہت ہیں سو حاکم کو مستحب ہی کہ پہلی تمام لوگوں سے تین دن کی روزی رکھوادی پھر چوتھی روز سب کو جگمل میں بجاوادی

الرابع الی الصحراء فیل یبغی لهم ان یخرجوا ثلثة ايام متوالیات لانها مودة ضربت لارباب الاعذار ولم یقل

کبھی ہیں کہ بہتر یوں ہی کہ تین دن نہ ہر پی در پی استسقا کی لئی جاوین اس واسطی کہ عذر والوں کی لئی یہ ہی مدت مقرر ہی اس سے زیادہ

اکثر من ذاک و یخرجون حشدا فی ثیاب البذلثة التي تلبس کل یوم لابن اب الزینة کالعیل یخرجون

مدت مسقول نہیں ہی اور پیادہ پا پہنچو پہنچو میلی کیلی بڑی جو دروڑہ پہنتی ہوں پس کجاوین عزت کی کڑی عید کی طر کی ہی ہیں کہ نہ جاوین

منذ لاین متواضعین خائفین من الله اهل ناکسین سر و سہم و یقدمون الصدقة فی کل یوم قبل خروجهم

بلکہ قلیل حالت انکسار رت آدمی خدا کا خوف مانی ہوئی سر جھکائی ہوئی جاوین اور ہر روز عید گاہ کی طرف چلتی ہی پہلی خیرات کیا کریں

الی انصلی فان کل خیر فی مثل هذه الاوقات ما صوبہ لکون الخیر دافعة للعقوبات و یردون الظالم

کو کہہ سیتی ایسی قوتوں میں خیرات کرنا حکم ہی اس واسطی کہ خیرات کرنا عقوبات کو دفع کرتا ہی اور حق حقوق لوگوں کی واکرد

و یحدون التوبة فان ذلک هو الوسبب القوی فی الاجلۃ اذ مری عن کعب الاحبار انه قال اصاب

لور از سر خطاسی توبہ کرن کیونکہ شرا سبب دعا کی مدد تروایت کا یہ ہی ہی اسلی کہ کعب اخبار سنی تروایت ہی وہ کہتی ہیں کہ حضرت موسیٰ بنی

الناس فخط شدید علی عہد موسیٰ النبی علیہ السلام فخرج موسیٰ النبی علیہ السلام ببنی اسرائیل الی الاستسقاء

علیہ السلام کی عہد میں لوگوں پر بڑا ہی سخت کاں بڑا پس موسیٰ علیہ السلام استسقا کی واسطی بنی اسرائیل کو لیکر

ثلثة ايام فلم یسقوا فاحی الله تعالی الی موسیٰ النبی علیہ السلام انی لا استجیب لکم و فیکم نمام فقال موسیٰ

میں نے تم کو تین دن تک نہ سقا دیا خدا تعالیٰ نے موسیٰ بنی کو وحی پہنچی کہ میں تمہاری دعا اسلی قبول نہیں کرتا کہ تم میں ایک جھل خور ہی پیر ہی

النبي عليه السلام يا رب من هو حق نخرجه من بيننا فادحى الله تعالى يوحى الى اهلهم عن القيمة فاكون
يا ابي ده كول هي ^{تاكه هم اوسكو} ابني من هي نكال دين ^{پهر الله تعالى في يه وحي بهي اي اوسي من نكو چغل خوري س منكره برون پهر من خود}
تماما فقتال موسى النبي عليه السلام لبني اسرائيل حتى يجمعهم من القيمة فتابوا فارسل الله تعالى طليهم
چغل خري كرتي لكون پهر موسى عليه السلام في ^{بني اسرائيل سي فرمايا تم سب شيعه سي توبه كرو} سواونون في توبه كي پهر الله تعالى في اونيير
الغيث وروى عن سفيان انه قال بلغني ان بني اسرائيل قحطوا سبع سنين حتى اكلوا الجيف والاطفال
مينه برسا ابا اور سفيان سي ^{روايت هي كه ده كهتي من بين في سناهي كه بني اسرائيل برسات برس كا قحط پرايهان تك كه مرواز اور بچون كو كهائي}
وكانوا يخرجون الى الحبال ويتضرعون الى الله تعالى فادحى الله الى انبيائهم اني لا اجيب لكم داعيا ولا ارحم
اور ده پهاژون مين جاكر نهايت اكسار سي دعا كيا كرتي ^{پهر الله تعالى في اوني نبينون پر وحي بهي من نه تهايا دعا قبول كرون اور نه}
لكم بالكلية حتى تردوا المظالم الى اهلها ففعلوا فطرأ وروى ان عيسى النبي عليه السلام خرج مع قومه
تتهاري روي پر رحم كرون جب تك كه تم حق دارون كي حقوق نه ادا كرو ^{سواونون في حق اوني توبه مينه برسا اور واپت هي كه عيسى نبي عليه السلام ابني قوم كو ليكر}
ليستسقي فلما اضجروا قال لهم عيسى النبي عليه السلام من اصاب منكم ذنب فليرجم فرجعوا كلهم
دعا شتقاكي نبي باهر گئي جب مينه برسا تواسي عيسى عليه السلام في کہا ^{تم من سي جو گنگار هو ده هت جاوي تب سب كي سب هت گئي}
ولم يبق معه الا رجل واحد فقال له عيسى النبي عليه السلام امالك ذنب فقال والله لا اعلم في كذنب
اوني سا ته سواي ايك شخص كي كوي باقي نرا پهر عيسى عليه السلام في ^{اوس سي پو چها توني كوي گناه نهين كيا كه اسكي قسم بچو پنا كوي گناه معلوم نهين}
غير اني كنت ذات يوم اصلي فمرت بي امرأة فظننت اليها بعيني هذه فلما جاوزت اذ صبعي
سواي اسكي كه مين ايكن نمايه پرهتا تها ^{ميري پاس كو ايك عورت اگي سويني اوسي طرف اس اگيه سي ديكا جب وه چلي گئي تو مين في ابني اونگلي اگيه}
في عيني فانتزعها فاقبعت المرأة بها فقال له عيسى عليه السلام فادع حتى اؤمن على دعائك فدعا
مين دال كر اگيه نكال لي اور اوس عورت كي بچي بيسيك دي پهر اوس سي عيسى عليه السلام في ^{كهبا تودعا مانگ او مين تيري دعا پرايين كهون پهر اوسني دعاكي}
فتجملت السماء سحابا فسقوا وروى عن عطاء السلمي انه قال منعنا الغيث فخرجنا نستسقي
پهر تررت آسمان مين كهبا كه گئي اور مينه برسا اور عطاء سلمي سي روايت هي ^{كهبا هي كه بچير مينه برسا بند هو گيا س هم شتقاكي واسطي نكلي}
فاذا نحن بسعدون ائجنون في المقابر فطرأ فقال يا عطاء هذا يوم النشور اوبعث من في القبور
ناگاه گورستان مين سعدون ديوانه مل گيا ^{ميري طرف ديكيه كر كني لگا اي عطا يهرون نشر كا هي} يا قرون سي مردون كي او شوي كا
فقلت لا تكنا منعنا الغيث فخرجنا نستسقي فقال يا عطاء بقلوب سماوية اذ بقلوب
مين في كهبا نهين تو چه هم چه سي مينه برسا بند هو گيا ^{اسلمي شتقاكي واسطي باهر آئي مين پهر كهبا اي عطا آسماني دل ليكر آئي هو} يا زميني دل
ارضية فقلت بل بقلوب سماوية فقال هيهات يا عطاء قل للمبهرجين لا يهجر جوا فان الناقد
ميني كهبا نهين بلكه آسماني دل ليكر آئي مين ^{پهر كهبا افسوس هي اي عطا كهوئي شتقاكي كهري كهوئي نه مينين كيو كه كه بهي والا}
بصيرتكم نظري السماء فقال الهي وسيدى لا تملك بلادك بذنوب عبادك ولكن بالمكتون
ميني هي پهر آسمان كي طرف ديكيه كر كهبا ^{اوسي وسيدى ابني شهرون كو گنگار بندون كي بدلي مين بلاكت كر} كين ابني پوشيده
من اسمائك وادارت الحجب من لائك اسقنا ماء غدا تحيي به البلاد وتروى به العباد يا من هو على
ناسون كي بركت سي اور جو كه تيري نعمتين پسر برده مين ^{يكو پاي لي انتها بلا جمين تمام شهر زنده اور بندي سيرا ب هرجا وين اكهوه}
كل شئ قد ير قال لعطاء فما استتم الكلام حتى ابرقت السماء وبارقت بمطر كافواه القر
جوهر شي پر قدرت كهباي عطا بيان كرتا هي كه اوسني اوسي دعا پوري كي هي كه آسمان كر جا

وروی عن ابن المبارک انه قال قدمت المدينة فی عام شدد بها القحط فخرج الناس لیستسقون وخرجت اوران مبارک سی روایت ہی کہ میں مدینہ من البیہ سال میں آیا کہ بڑا سخت کال بڑھ رہا تھا سو تمام لوگ واسطی دعا استسقاء کی نکلی اور میں ہی معہم اذا قبل غلام اسود قطعنی المجلس قد اتر باحدہما والی الاخری علی عاتقه فجلس الی جنبی فسمعتہ انکی سائتہ چلا ناگاہ ایک شی ارکا موئی کئی کی چیتہ ہی تھی ہوئی کہ ایک کا اوچن ہی تہنہ کر رہا تھا اور دوسرا اپنی مونہ ہی پر ڈال کر کہا تھا اگر میرا برادر میرے گناہوں میں سنا بقول الہی اخلقت الوجوه عند كثرة الذنوب ومساوی الاعمال وقد احتسب عناغیت السماء کہ وہ کہتا تھا الہی گناہوں کی کثرت اور اعمال کی برائی ہی چہرے بگڑ گئی اور میرا آسمان سی مینہ برسا سو قوف ہوا

لتودب بذلک عبادک فاسئلك یا حلیم اذ اناة یا من لا یعرف عبادة عنه الا الحمیل ان لیستغفر تاکیر ہی ہنفا ادب پذیر ہوں سو میں تجھے سوال کرتا ہوں اسی حلیم سخاوت والی سو وہ ذات جسکی بندہ سوائے رحمت کی بچہ نہیں جانتی تو انکو اسی سیلاب الساعۃ فلم یزل یقول الساعۃ الساعۃ حتی اکتسب السماء بالغمام واقبل المطر من کل مکات کردی پھر وہ یہ ہی کہتا تھا ابھی ابھی یہاں تک کہ آسمان میں کہتا کہ گئی اور ہر طرف سی مینہ برسنا شروع ہوا فعلى هذا یدبغی للحاکم ان لیستغفر بصلحاء الناس وصعفاءهم وفقراءهم لاجل الدواب والحاشیة اس بیان کی موافق حاکم کو لازم ہی کہ استسقاء کی دعا صلحا اور ضعفوں اور فقیروں سی واسطی پائی چو پاؤن

والانعام الساعۃ والاطفال المعجزة لما وی انه علیه السلام قال لولا صیبيان رضع دہائم رتہ اور چہرہ سویشی اور بچوں جلد ہی فی ہاتھی والوں کی واسطی ہی واسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا اگر دودھ پیتی بچی اور چہرے ہوئی جانور وعبادکم لصی علیکم العذاب صبا وھول فی دعائہ كما قال النبی علیہ السلام اللهم اسع عبادک اور عابد بندہ نبوی تو تم پر عذاب ٹوٹ پڑتا اور دعا ادھی مرت کری جیسی نبی علیہ السلام کی ہی الہی بانی دی اوچی بندہ کو دہائمک وانت رحمتک وحی یدک المیت ویستقبل القبلة بالدعاء قائما والناس قاعدا رائی ہی ہایم کو بانی بلا اور اپنی رحمت پہنچا اور اپنی فرخہ بچہ زندہ کر اور وہ بقیہ کہلا ہوا کہ دعا مانگی اور باقی لوگ وہ بقیل پہنچی ہیں

مستقبلین القبلة لما روی انه علیه السلام استقبل القبلة ودعا فاذا دعی یوقن بالاجابة سو اسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی وہ بقیہ کہلا ہوا کہ دعا کی تھی اور جب دعا مانگی تو قبولیت کا بقیہ کری ویصدق رجاء لما روی انه علیه السلام قال ادعوا لله وانتم موقنون بالاجابة وقد قال الله اور اپنی امید ہو چوئی جانی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا اسدی قبولیت کا یقین کر کی دعا مانگو ادعونی استجب لکم وقال فی ایه اخرى واذا سألک عبادی عني فانی قریب مجیب دعوہ بھگو بھکارو کہ سنچوں تھما ہی بھکارو اور ایک اور روایت میں فرمایا ہی اور جب تجھے پوچھیں بتدی میری بھگو نہ میں نہ ایک سون پہنچتا ہوں بھکاری کی بھکارو

الدعاء اذا دعان ویجتهد فی الدعاء سوا یقول اللهم انک امرتنا بدعائک ووعدتنا اجابتك جسوقت بھگو بھکار تار ہی اور دعا میں خوب مبالغہ کری پوسیدہ ہوں کہی الہی تو ہی بھگو ہی ہی دعا کر نیکا حکم کیا اور قبولیت کا وعدہ کیا فقد دعونا کما امرتنا فاجبا کما وعدنا اللهم فامن علینا بمغفرة ما فرطنا واجابتک فی سقیانا سو میں تو تیری حکم کی موافق دعا مانگی اب تو اپنی وعدہ کی موافق قبول کر الہی ہمارے زیادتیان بخش کر اور اپنی قبولیت سی بانی برسا کر

وسعة رزقنا ویستحب للناس اذا کان فیہم رجل مشہود بالصلاح ان لیستغفرا بہ ویقولوا اور فرخی رزق کی دی کہ میرا منت کر اور لوگوں کو مستحب ہی کہ اگر کوئی شخص وہیں نیکیخت مشہور ہو تو اس سی استسقاء کی دعا کرائیں اور یوں کہیں اللهم انا نستغفرک ونستغفر الیک بعبدک فلان اذ روی فی صحیح البخاری ان ستم من الخطا کان الہی ہم بخشی مینہ مانگی میں اور تیری سامنی تیری فلا ہیہ سی شہادت راتی میں اسطی کہ صحیح بخاری میں روایت ہی کہ عمر بن الخطاب

اذا قحطوا يستسقی بالعباس ویقول اللهم انا کنا نتوسل الیک بنبینا محمد علیه السلام فتسقینا وانا
 جب قحط برتا تو حضرت عباس کی وسیلہ سے دعا استسقاء کرتی یوں کہی اتنی تم تیری سامنی اپنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ کیا کرتی تھی سو تو سہنے برساتا تھا اس پر ہم
 نتوسل الیک بعم بنینا محمد علیہ السلام فاسقنا فیسقون ولیس فی الاستسقاء عندابی حیفة در
 تیری سامنی اپنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حجاب کو وسیلہ کرتی میں سو حکو پانی دی میں ہنہ برساتا تھا اور استسقاء میں نام ابو حنیفہ کی نزدیک کوئی
 صلوٰۃ مسنونہ بالجماعۃ فان صلی الناس حلا نازا جاز واما الاستسقاء عندہ دعاء واستغفار
 نما مسنون جماعت ہی ثابت نہیں ہی اگر لوگ جدا جدا غار غار میں تو جابری اللہ کی نزدیک استسقاء دعا اور استغفار ہی
 لقوله تعالی قلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّکُمْ اِنَّہٗ كَانَ عَقَابًا یُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَیْکُمْ مِدْرَارًا وَیُمِیْزُ کُمْ بِأَمْوَالٍ
 اس دلیل ہی تو میں کہا گناہ بخشوا اپنی رب سے جس کی عینک ہی بخششی والا چوڑی آسمان کی تیر داریں اور پھر ہی دی نکو دہن اور
 بَنَیْنٌ وَیَجْعَلُ لَکُمْ جَنَّتٍ وَیَجْعَلُ لَکُمْ أَهْرًا فَهَذِهِ الْآیَةُ وَانْ کانت حکایۃ لما قال نوح النبی علیہ السلام لطفو
 بیوں ہی اور بنادی نکو باغ اور بنادی نکو نہرین پس یہ آیت اگرچہ نوح بنی علیہ السلام کی قول کی حکایت ہی جو اپنی قوم کو فرمایا تھا
 لکن یجوز الاستدلال بہا لان شریعة من قبلنا شریعة لنا اذ قصہا اللہ تعالی فی کتابہ ولہم ینکرہا ولم یرد
 براس آیت ہی استدلال صحیح ہی اس کی کہ ہم ہی پہلی شریعت میں ہی ہماری اتنی شریعت میں جب اوکو اللہ تعالی اپنی کتاب میں بیان فرمادی اور اسکا انکار نہ کیا اور نہ
 فیہا النسخ کا فی ہذہ الآیۃ فانہ تعالی بین فیہا ان الاستغفار سبب لارسال السماء وهو المطر اذ روی ان
 اسکا نسخ وارد ہو چکی اس آیت میں ہی پس اللہ تعالی اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ استغفار کی سبب ہی مینہ برساتا ہی
 نوح النبی علیہ السلام کذبہ قوم بعد تکریر الدعوة دھرا طویلا فحبس اللہ تعالی علم المطر واعظم
 کہ نوح بنی علیہ السلام کو اسکی قوم نے بعد تکرار دعوت کی مدت دراز تک تکذیب کی سو اللہ تعالی نے چالیس برس تک اور بعض کہتے ہیں
 ارحام نسائہم ربیعین سنة وقیل سبعین سنة فوعدہم نوح النبی علیہ السلام انہم ان استغفروا من
 ستر ستر تک اور مینہ برساتا نہ کیا اور عورتوں کو باج کر دیا بہر نوح بنی علیہ السلام نے دست بردار کیا کہ اگر وہ اپنی گناہوں سے توبہ کریں تو آخر تک
 ذہبہم پر رحم اللہ تعالی الخصب ویرفع عنہم ما كانوا فیہ فعلم منہ ان المسنون فی الاستسقاء الدعاء والاستغفار
 اللہ تعالی نازگی اور رزق کی فراخی دی اور جس مصیبت میں مبتلا ہیں وہ دور کردی اس ہی معلوم ہوا کہ استسقاء میں دعا اور استغفار ہی مسنون ہی
 وروی عن انس ان رجلا دخل المسجد یوم الجمعة ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطب فقال یا رسول
 اور انس ہی روایت ہی کہ ایک شخص جمعہ کی دن مسجد میں آیا اور وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تھی اوسنی عرض کیا یا رسول اللہ
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا الماشی وخشینا الهلاك علی انفسنا فادع اللہ تعالی ان یسقینا ورفم رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم موائی تو مر گئی اب ہکو پانی جانوں کا خوف ہی سوئے اللہ تعالی دعا کرو کہ ہکو پانی عنایت کری بہر رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدیہ قال اللهم اسقنا غیثا مغیثا مرثیانا عذقا معذقا عاجلا غیر اجل قال الراوی
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اوٹھا کر دعا کی اتنی میر مینہ برسا اچھا مینہ تازہ کہ نبی والا بہت فائدہ مند الہی دیر نہ ہو
 فما کلن فی السماء قرعة فارفع السحاب من ہہنا وھہنا حتی صار کما ثم مطرت سبعاً من الجمعة الی الجمعة
 کہ آسمان میں کچھ ابر نہ تھا بہر اوہر اوہر ہی ابر نمودار ہوئی لگا بہاں تک کہ گستا کہ گئی بہر سات دن تک اوس جمعہ ہی اگلی جمعہ تک برسی لگی
 ودخل ذلك الرجل المسجد فی الجمعة القابلة ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطب والسماء تشکب فقال یا رسول
 بہر وہی شخص اگلی جمعہ کو مسجد میں آیا اور وقت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تھی اور مینہ برساتا تھا عرض کیا یا رسول
 اللہ تقدم البیان وانقطعت السبل فادع اللہ تعالی ان یمسک فتمسک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اللہ کہہ کر ڈھنگی اور رستی بند ہو گئی سو دعا کرو کہ اللہ تعالی مینہ کہول دی میں صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بجلالة بنی آدم ثم رفع يديه فقال اللهم حولينا لعلنا اللهم على الاكام والظارب بطون الاودية ومصاب
بنی آدم کی ملائت سی قسم کیا پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی الہی ہماری گرد فواح پر پھر نہیں الہی ٹھیک اور زمین کی پشتوں پر اور پیادوں پر اور نالوں کی اندر اور چار
الشجر قال الراوی فما كان في السماء خروقا فاجابت السحاب عن المدينة حتى صارت حولها كالاكلیل الراوی
درخت پیدا ہوئی ہوں راوی کہتا ہی آسمان میں کہیں ذرہ کھلا ہوا نہ تھا سودہ میں کی اور ہسی اب کہل گیا یہاں تک کہ اوکی گرد تاج کی مثال ہو گیا پس راوی فی سبیل
لم یکن کر فی هذا الخبر غير الدعاء فعلم منه ان الصلوة في الاستسقاء غير مسنونة وقد ثبت ان عمر
سوار دعا کی اور کہہ بیان نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ استسقاء میں نماز سنون نہیں ہی اور بیشک ثابت ہوا ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ
استسقی لم یصل ولو كانت الصلوة سنة لما تركها لانه كان اشد الناس اتباعا لسنة رسول الله عليه السلام
استسقاء کی دعا کی اور نماز نہیں پڑھی اگر نماز سنون ہوتی تو عمر رضی اللہ عنہ ہرگز بچھوڑتی اسلئے کہ عمر کی برابر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہی نہیں تھا
صلی فیہ رکعتین کصلوة العید فذلک انما يدل على الجواز وليس الكلام فيه بل الكلام في كونها سنة والسنة
استسقاء میں دو رکعت عید کی سی نماز پڑھی سو اس سے جواز معلوم ہوتا ہی اور اس میں کلام نہیں ہی بلکہ کلام سنون ہونی میں ہی اور سنت ہونا ایسی حکایات سی
لا تثبت بمثل بل انما تثبت بالمواظبة ولم يوجد المواظبة لانه عليه السلام فعلها مرة وتوكلها اخرى ولم يكن
ثابت نہیں ہونا سنت ہونا مواظبت سے ثابت ہوتا ہی اور مواظبت نہیں پائی جاتی اسلئے کہ نبی علیہ السلام فی کبھی اس کو کیا اور کبھی ترک کیا اور عمل کرنا
فعله اكبر من تركه حتى يكون مواظبة وقالا يصلی الا امام بالناس رکعتین کصلوة العید بلا اذان ولا اقامة
ترک کرنی سے زیادہ نہیں تھا جس کو مواظبت کہہ سکیں اور صاحبین کہتے ہیں کہ امام لوگوں کو ہمراہ لیکر عید کی طرح دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑھی
مع التكبيرات الزوائد والجهر بالقراءة ثم يخطب خطبتين يفصل بينهما بجملة خفيفة ويكون الاستسقاء
اور تکبیرات زوائد ادا کری اور قرات بیکار کر پڑھی پھر دو خطبہ پڑھی دونوں کی بچھین چکاسا جلسہ کری اور استسقاء دو تو خطبوں کا عمدہ مضمون ہو
معظم الخطبتين فاذا فرغ من الخطبة يستقبل القبلة ويجعل رداءه في هذه الساعة تقولا يتحول الحال
جب خطبہ پڑھ چکی تو رو قبیلہ ہو کر اب جاد کو واسطی تقاول بدل جانی حالت کی اولی
فيجعل ما على اليمين على الشمال وما على الشمال على اليمين ثم يدعو ويقول في دعائه اللهم اسق عبادك وبها تملك
پس دایں طرف کا ہلہ بائیں طرف کرنی اور بائیں طرف کا ہلہ دایں طرف کرنی پھر دعا مانگی اور دعا کی اندر یہ مضمون ادا کری الہی انی بندوں اور اپنی حیوانات کو پانی کی
وانشر رحمتك واسحى بلادك المييت اللهم انك امرتنا بدعائك ووجدتنا اجابتك فقد دعوناك كما امرتنا
اور اپنی رحمت کو وسیع کر اور اپنی مروت شہر زندہ کر الہی تو ہی ہکو دعا کر نیکی حکم دیا اور قبول کر نیکی وعدہ فرمایا سو ہم تو بیشک تیری حکم کی موافق دعا مانگ چکی
فاجبنا كما وعدتنا اللهم فامن علينا بمعفوة ما فرطنا واجابتك في سقيانا وسعة رزقنا اللهم لا تهلك بلادك بل تكثر
اب تو اپنی رحمت کی موافق قبول کر الہی ہماری زیادتیان بخش کر اور اپنی قبولیت سی ہکو پانی دیکر اور رزق کی فراخی کر کر ہم منت کر الہی گنہگار بندوں کی بدل اپنی شہر کی
عبادك ولكن برحمتك الشاملة ونعمتك الكاملة اسقنا ماء عذبا يحيي به البلاد وتزوي به الصلوات
دلیک انجرح رحمت شامل اور نعمت کامل سی ہکو اتنا بہت پانی دی جس سے شہر زندہ اور نظام بندی سیراب ہو جاوین تو بیشک
على كل شيء قدیر ربنا آتينا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقمنا عذاب النار المجلس السادس
ہر شئی پر قادر ہی ہو گلب ہماری ہکو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی دی اور ہکو دوزخ کی عذاب سی بجا چہا بیسویں
والاربعون في بيان وجوب تعليم الفرائض والقرآن ولحن الخفي والجلس
مجلس میں بیان وجوب تعلیم فرائض کا اور قرآن کا اور لحن پوشیدہ اور ظاہر کا
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعلموا الفرائض والقرآن فاني مقبوض هذا الحديث من حسان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا سیکمہ لافرائض اور قرآن کو کیونکہ میں قبض ہوں یہ حدیث مصابیح کی

المصابیر و اما ابوہریرہ و فیہ تخریض للامة علی تعلم التوعین من العلم لانہما لا یتعلقان بالتلف سبغ
 حسن حدیثون میری ابوہریرہ کی روایت سی اور اس میں امت کی نئی و اعلیٰ سیکنی و فقہم علم کی ترغیب ہی کیونکہ یہ وہ نوسوی بنی علی علیہ السلام کی اور سی
 الاخذ الامنہ علیہ السلام فانہ علیہ السلام اذا قبض لا یحصل للناس منہ ما شیء بعدہ الا ما تعلمون امنہ
 نہیں حاصل ہوتی تلف کا معنی یعنی کی ہیں کیونکہ ہی علیہ السلام فی جوفات کی تو یہ بعد اذ کی لوگوں کو دو تین سی کوئی علم نہیں حاصل ہو سکتا مگر وہ سی جو سیکھ سیکھ
 واما الفرائض و القرآن اما الفرائض فقد ذهب بعض الناس الی ان المراد بها قسمة الموارث و لا دلیل لہ
 اور وہ دو نوع فرائض اور قرآن ہی جس میں فرائض سی مراد تو بعض لوگ وراثت کا تقسیم کرنا بتاتی ہیں اور موافق ذکر توفیق کی اس خصوصیت کی دلیل نہیں معلوم ہوتی
 فی ہذا التخصیص علی ما ذکرہ التوریشتی بل الصحیح ان المراد بها الفرائض التي فرضها اللہ تعالیٰ علی عبادة
 علیہ صحیح یہ ہی کہ مراد اس سی وہ امور ضروری ہیں جو اللہ تعالیٰ فی اپنی بندوں پر فرض کر دی ہیں
 واما القرآن علی ما ذکر فی الاصول فهو ما کان منقولاً بالتواتر كالقراءة السبع المعروفة التي اختارها الائمة
 اور قرآن علم اصول کی مضمون کے موافق وہ ہی جو تواتر سی منقول ہی جیسی ساتوں قارئین مشہور جسکو قرأت کی ساتوں اماموں فی اختیار کر رکھا ہی
 السبعة من القراء اما کان منقولاً بالتواتر فانه ليس بقرآن بل من القراءة الشاذة سواء نقلت بطريق الشهرة
 وہ نہیں ہی جو بلا تواتر منقول ہی سو یہ قرآن کی احکام میں داخل نہیں ہی بلکہ قرأت شاذہ ہی برابر ہی کہ بطریق شہرت منقول ہو
 او بطريق الاحاد والنقل بالتواتر شرط فی كون المنقول قرآناً سواء کان فی جوہر اللفظ او فی ہیئته والمراد من
 یا بطریق آحاد اور نقل بالتواتر منقول کی ہی قرآن ہونے میں شرط ہی برابر ہی کہ جوہر لفظ میں ہو یا وہی صورت میں اور جوہر لفظی ہی ہم لہی
 جوہر اللفظ ان یختلف خطوط المصاحف فی القرات السبع نحو انک یوم الدین و ملک یوم الدین والمراد من
 کہ خطوط مصاحف کی قرات سبع میں بدل جاوین جیسی مالک یوم الدین اور مالک یوم الدین اور مراد لفظ کی
 ہیئۃ اللفظ ان لا یختلف خطوط المصاحف فی القراءة السبع کا تنجیم و الامالہ و نحوہا فاذا کان
 ہیئت سی ہم ہی کہ مصاحف کی خطوط قرات سبع میں مذہبین جیسی مالک نہ کرنا او مالک نہ کرنا اصناف اسکی اور جب
 النقل بالتواتر شرط فی كون المنقول قرآناً ظہر ان الشاذ سواء نقل بطريق الشهرة او بطريق الاحاد لا یكون
 نقل بالتواتر منقول کی قرآن ہونے میں شرط موافق تو ظاہر ہوا کہ قرات شاذہ برابر ہی کہ نقل بطریق مشہور ہو یا بطریق آحاد موافق
 حکم القرآن حتی لا یجوز قراءتہ فی الصلوۃ و الخصال ان المشہورین من ائمۃ القراء ہم السبعة المذكورون فی
 حکم قرآن کا نہیں ہوگا یہاں تک کہ او سکو نماز کی اندیشہ نہا جائز نہیں خلاصہ یہ ہی کہ قرات کی مشہور امام وہ ہی ساتوں ہیں جو
 التیسیر و الشاطبی و ہم عاصم و حنظلہ و الکسائی ہذا الثلاثة من الکوفۃ و ابن کثیر من مکتہ و نافع من المدینۃ
 تیسیر اور شاطبی میں مذکور ہیں اور وہ یہ ہیں عاصم اور حمزہ اور کسائی بہ تینوں کو کوفہ کی ہیں اور ابن کثیر مکتہ کا اور نافع مدینہ کا
 و ابو عمرو من البصرۃ و ابن عاصم من الشام و قد ثبت شیوخ ثلثۃ اخرون و ہم یعقوب بن اسحق و یزید بن
 اور ابو عمرو بصرہ کا اور ابن عاصم شام کا اور تین شیخ اور یہی ثابت ہیں وہ یہ ہیں یعقوب بن اسحاق اور یزید بن
 الفقعاء و خلف بن هشام و الصحیح ان احکام القرآن من جواز الصلوۃ و غیرہ جاریۃ فی ہذا الثلاثة ایضا
 فقعاء اور خلف بن ہشام اور صحیح یہ ہی کہ احکام قرآن کی یعنی نماز کا جائز ہونا اور سوار کی ان تینوں میں ہی
 کالسبعة و اما ما رواہا من القراءة الشاذۃ مشہور اکان او غیر مشہور فلا خلاف فی عدم جواز قراءتہ فی
 ان ساتوں کی نہ جاری ہیں اور یہی سوار کی اور شاذہ قرات تین مشہور ہوں یا غیر مشہور اس میں خلاف نہیں ہی کہ وہ نماز میں پڑھنی جائز نہیں ہیں
 الصلوۃ و انما الخلاف فی فسادہا قال لا صغر بان مالم یتواتر من القرات الشاذۃ فحکمہا فی الصلوۃ حکم کلام البشر
 اور خلاف ہی تو نماز کی فسادہ کی ہیں ہی اصحاب کہتا ہی کہ قرات شاذہ جسک تواتر نہ ہو تو اسکا حکم نماز کی اندیشہ آدمی کی کلام کلامی

بل انما یبغى باللفظ لفساد رونقه وذهاب حسنه لكن یخل بالفصاحۃ ولا قاتل من اهل الايمان
 مگر لفظ بکر جاتا ہی کیونکہ لفظ کی رونق اور حسن جا تار ہوتا ہی ہے فصاحت میں خلل پڑتا ہی ہے اور اہل ایمان میں کسی سے کوئی قاتل نہیں ہی

اس کے قرآن فوجیہ نہیں ہے اور اس میں ایسی ایسی تمام بغیرات نماز کی انحراف اور سوا نماز کی حرام ہیں اس کا بیان یہ ہے

انما انزل بافصح اللغات التي هي لغة العرب والعبراء وهي لغة قرئش وهزئيل وهو ابن زحل وثقيف واليمن ومنهم
 من قال ان نازل هو ابى جوحاص عربون كى بولى هى اوروه بولى قرئش اور هنرئيل اور هو انزل اوطى اور ثقيف اور عين اور بنو عقيم كى

فلا بد ان يراعى فيه قواعد لغتهم من اخراج الحروف من مخارجها وحيطة صفاتها من ترفيق المرقق وتلخيص
اسباب حموضها وكمالاتها واولى كى قاعدى رعائيت كنى چاوين يعنى حر فون كو او كنى خورجى سى نكالا او نيكىساينى او نكى صفات كى نرمى كى بجه نرمى پر كى چكه

المفخم ومد المدد وقصر المقصور وادغام المدغم واطهار المصهر واخفاء الخفي وغير ذلك مما هو لازم في كلامهم

الذی هو سلیفہ علم یحسنون غیرہ فالقاری اذ لم یراع ذلک یصدیکانه قرء القرآن بغیر لغة العرب وهو
اور جو اونجا ہر بقہ سے کہ سوائے اسکی سہ نہیہم کہ کہ فیہ قاری اگر ان تمام امور کا رعایت نہ کری تو اس سے قارئین کو کو بیا سوار علی کئی اور زبان میں پڑا ہے

ان کے قاریاں صورت لکھ لیس بقاری حقیقت بل هوهازی وعدم قراءتہ اولی من قراءتہ لانہ بھذہ القراءۃ

[illegible]

اون لوگوں میں داخل ہوگا جسکی دور رس فکر ہی دنیا کی زندگی میں اور وہ صحیحی میں کسب بنائی میں کام
 اسکی نام بنی بنی
 فی کتابہ المسمی بالشر لا شک ان الامۃ کلہم متبعون بتصحیح الفاظہ واقاصتہ ورفہ علی الصفۃ المتقلیۃ
 انک اس مہر جسکا اثر نہ ہو بد شک امت کو جسکے قائل ان کے موازی کا کما اوصحت اور دف کا قیام رکھ کر کما کی اسطہر مہر حقاوت کی

من ائمة القراءة المتصلة بالحضرة النبوية الافصحية العربية التي لا تجوز مخالفتها ولا العدول عنها الى
المراتب المنفردة او حذفت نوني فصلا عن سائر حركاتها في الفتح والضم والكسر

لا حول لي مقبول او حضرت بروجي فصيح عربيتي وضع برصص بروجي جسكي حالت جاير بين
غيرها والناس في ذلك بين محسن باجور ومسيئ اثم ومعذرة فمن قلد على تصحيح كلام الله تعالى باللفظ

اور اس پر اب میں لوگ کی توضیح کی ہیں بعض محسن قابل ثواب کی اور بعضی ناکارہ کنگکار اور بعضی معدوم لاجار اب جس کی یہیم ہو سوسا ہی کے اعلام سے وہ فوت افاد
المتحجبہ نامہ پر انقصیم و عزب عنه الى اللفظ الفاسد الجمی القبیہ فانہ مقصر بلا شک وانتم بلا مریب و

اور فصاحت عربی کی وضع پر درست کر سکتا ہو پھر اس وضع کو پیروی کر لفظ فاسد عربی قبیح اختیار کری تو بیشک قصور وار اور بی سبب کہہ سکتا ہوں اور

خاص کان لا یتطاولہ لسانہ اولیٰ یجوز من یرشدہ الی الصواب فان اللہ تعالیٰ قال لا یكلف اللہ نفساً الا

وہ شہد کہ زبان و لسان نہ ہو سکتا کہ بے اختیار لفظ فاسد عربی اختیار کرے اور نہ ہی وہ خود بخود لفظ فاسد عربی کو اختیار کرے اور نہ ہی وہ خود بخود لفظ فاسد عربی کو اختیار کرے اور نہ ہی وہ خود بخود لفظ فاسد عربی کو اختیار کرے

وَسَمِعْنَا لَكُنْ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَجْتَهِدَ لَعَلَّ اللَّهَ يَجِدُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا وَقَدْ ذَكَرْنَا فِي فُتَاوَى قَاضِي خَانِ أَنْ

جو اس کی تجاویز ہی لیکن ایسی شخص کو واجب ہی کہ خوب محنت کی جائے شاید کہ اللہ تعالیٰ بعد اس کی قدرت عنایت نری اور قیامی قاضیوں میں مدد دے

الرجل اذا كان لا يحسن بعض الحروف ينبغي له ان يجتهد ولا يعذر في ذلك وان كان لا ينطق لسانه في

تلك الحروف ان وجد اية لبس فيها تلك الحروف في قراها في صلوته تجوز عند الكل وان قرأ الابه التي فيها

عنه فمعدنی للفرانک وفاقه حروده کماله و هم صنفه دران
ارما و کسی حرد و مقام بهمانا شایسته بی
اینها است که الفاظ کی درین

قلک الحروف تجوز صلواتہ لکن لا یؤم غیرہ وکذا اذا کان الرجل لا یقف مواضع الوقف او کان یتغنی عند القراءة
موجود ہیں تو وہ بھی جائز ہے براور کی امامت نکرے اور ایسی ہی جو شخص وقف کی جگہ وقف نکرے یا قرات میں کہنکا ذکر کرے

لا یؤم غیرہ المجلس السابع والأربعون فی جواز التغنی فی القرآن وما لا یجوز فیہ

تواؤد کی امامت نکرے سینتالیسویں مجلس قرآن میں تغنی وغیرہ جائز ہوئی اور نہ جائز ہوئی میں

وغیرہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من لم یتغن بالقرآن ہذا الحدیث من صحاح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا ہم میں سے نہیں ہے جو قرآن میں تغنی نکرے یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں

المصابیح ما ساعد بن ابی وقاص والمراد بالتغنی المدحور فیہ لیس ہو المشہور المعروف بوجہ الاول
میں سے ہے ساعد بن ابی وقاص کی روایت سے اور تغنی سے مراد جو اس حدیث میں مذکور ہے وہ تغنی مشہور و معروف نہیں ہے کئی وجہ سے پہلی وجہ یہ ہے

ان اول الحدیث وهو قوله علیہ السلام لیس لنا یمنع عنہ لکن معناه لیس من اهل طائفتنا ومن یتبعنا
کہ اول حدیث قول علیہ السلام کا لیس منا اس مراد سے روکتا ہے اس کو منعی کہ ہماری دین میں اور ہماری فرمان برداری میں نہیں ہے

فی امرنا وهو من قبیل الوعد ولا خلاف بین الامۃ ان قارئ القرآن من غیر التغنی یشاہد ما جوف کفیف
اختیار ایک وجہ ہے اور تمام امت میں کیونکہ خلاف نہیں ہے کہ غیر تغنی قرآن پڑھنے والا ثواب دیا جاتا ہے اور ما جوف ہے پھر وہ کیونکہ مکرر اور

الوعدہ قلنا فی ان الفقہاء صرحوا بکون قراءة القرآن بالتغنی معصیۃ ویکون التالی والسامع انشاد
وغیرہ کا ہوا دوسری وجہ یہ ہے کہ فقہاء نے صاف کہنا ہے کہ تغنی کی سبب قرآن کا پڑھنا گناہ ہے اور سنی والا اور سنی والا دونوں گناہ ہوتے ہیں

بل یمکن المستحل کافرا وذلك لان التغنی حرام فی جمیع الادیان وکذا اللحن حرام بالاجماع قال البزازی
بلکہ وہ مکحول سمجھی والا کا فہم ہوتا ہے اور یہ اس لیے کہ تغنی تمام دینوں میں حرام ہے اور ایسی ہی لحن بالاتفاق حرام ہے بزازی کہتا ہے

اللحن حرام بلا خلاف و ذکر ابو البرکات فی شرح النافع ان التغنی حرام فی جمیع الادیان وحکی عن ضہیر
لحن بالاتفاق بلا خلاف حرام ہے اور ابو البرکات نے فی تافیک شرح میں یہ ذکر کیا ہے کہ تغنی تمام دینوں میں حرام ہے اور ظہیر الدین مرغینانی سے

المرشیدانی ان من قال لمقرئ زماننا عند قراءتہ احسنت یکفر ووجہ کون التحسین کفر ان قراءہ هذا
حکایت کرتے ہیں کہ جس نے ہماری وقت کی قاری کو قرات پڑھتی ہوئی کہا احسنت واہ کیا خوب کافر ہو جاتا ہے اور اچھا کہنا کفر اس لیے کہ قرات اس

الزمان قلما یجوز قراءتہم فی المجالس والمحافل عن التغنی والتغنی للناس لماکان حراما بالاجماع کان قطعیا
زمانی کی قاریوں کی مجلسوں اور محفلیں میں تغنی سے خالی نہیں ہے اور تغنی تو گون کی حق میں جو بالاتفاق حرام ہے تو قطعی ہوئی

ولذلك سماہ صاحب البدیع کبیرۃ وکذا صاحب الہدایۃ حیث قال فیہا ولا یقبل شہادۃ من یغنی للناس
اور اسپینی صاحب ذخیرہ اسکو کبیرہ نام لیتا ہے اور ایسی ہی صاحب ہدایہ جس جگہ تغنی کی باب میں کہتا ہے کہ اس کی گواہی مقبول نہیں جو لوگوں کی لٹی تغنی کرے

لأنہ یجمعہم علی ارتکاب کبیرۃ فذل کلامہ ہذا علی ان استماع التغنی کبیرۃ فاذا کان استماع التغنی کبیرۃ
اس لیے کہ اس کو کبیرہ نام لیتا ہے اس پر جمع کرتا ہے اس تقریر سے معلوم ہوا کہ تغنی کا سننا گناہ کبیرہ ہے پس جب تغنی کا سننا گناہ کبیرہ ہوا

فکون التغنی کبیرۃ اولی فالمغنی مرتکب لہذا الکبیرۃ فتحسینہ تحلیل للمحرام القطعی وهو کفر فظہر من هذا
تو تغنی بطریق اولی کبیرہ ہوگی پس مغنی اس کیسے کو اختیار کرتا ہے اب اس کا اچھا کہنا حرام قطعی تحلیل کرنا ہے یہ کفر ہے اب اس سے معلوم ہوا

ان من یحضر الجمعة والجماعۃ فی هذا الزمان قلما یجوز عن ارتکاب کبیرۃ لان کثیرا من الخطباء والقراء
کہ جو شخص جمعہ اور جماعت میں آتی ہے اس زمانہ میں ارتکاب کبیرہ سے بہت کم چلی ہوئی ہے اس لیے کہ اکثر خطیب اور قاریوں کی جلی

قلما یجوز خطبتہم وقرائتہم عن التغنی بل ہم یأخذون فی الخطبۃ والقرآن ماخذہم فی الشعر والغزل
اور قراءت بہت کم چلی ہیں بلکہ وہ خطبہ اور قرآن میں شعر اور غزل کا رویہ برتتے ہیں بہت کم چلی

حتى لا یکاد یفهم ما یقولون وما یقرعون من کثرة النغمات والتقطیعات وکذا حال المؤذنین فی التصلیة وتلاوة
 القرآن تک کبسات کثرة نغمات اور تقطیعات سی سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کوئی بین اور کیا پڑھتی ہیں اور یہی صلی علیہ وسلم اور رضی اللہ عنہ
 والتامین وتکبیر الانتقالات والسماع الحاضر من تکیون لهذه البکیرة وربما یستحسنہم بعضهم
 اور آئین کہیں ہیں اور تکبیر انتقالات میں مؤذنون کا حال ہی اور سننی والی جو موجود ہوتی ہیں یہ کبیرہ اختیار کرتی ہیں اور بعضی وقت کوئی کوئی اچھا ہی کہتی لگتی ہیں
 بل هو لا کثر فی اکثرہم لغلبة الہوی وعدم مبالاة تم فی امر الدین فیلزم ان یکفروا علی ما حکى عن ظہیر الدین المرغینا
 بلکہ اکثر اشخاص میں اکثر یہی ہوتا ہے کہ ہوا ہی نفسانی کا غلبہ اور مردی میں بی پرواہی بہت ہوتی ہے مولانا ہم آج ہی کہ موافق حکایت ظہیر الدین مرغینا کی
 ولما من یحضر التلاوة فی لیا لی مضان لاستماع تسبیحات المؤذنین فی الجوامع والمساجد فان اسماء اللہ
 کافر ہوا ہیں اور یہی ہے جو تراویح میں ماہ رمضان کی راتوں کو جوامع اور مساجد میں مؤذنون کی تسبیحات سننے کا واسطی جمع ہوتی ہیں کیونکہ غلک
 الواقعة فیہا مثل یحان نامان یا ذا الجود والاحسان ونحو سبحان ذی الملک والملکوت تسبیحاً ذی
 نامان میں جو تسبیح کی اندر آتی ہیں جیسی یحان یا مانان یا ذا الجود والاحسان اور جیسی سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی
 العزۃ والجبرۃ وغیر ذلک من الاسماء الحسنیۃ الصفات العلیا بکثرة الالباقہ ولا لحنان یغیرونہا ویحرفونہا و
 لغزت والجرۃ اور اور سوار اسکی اسماء حسنیہ اور صفات علیا انہیں کثرت سی نفی اور لحنان کر کے اس قدر تبدیل اور تحریف اور خفا کر دیتی ہیں
 یخففہا الی مرتبۃ لا یکن تمیزہا وتشخیصہا مثل قولہ سبحان المالکی الحانان سبحان الما لکی المانان
 کہا ممکن نہیں کہ ذرہ تمیز اور تعین ہو سکی چنانچہ سبحان الملک الحانان کو یوں پڑھتی ہیں سبحان الما لکی المانان سبحان الما لکی المانان
 باقرط المدنی ضمة السین وفتحة النون والمیم وفی کسر اللام والکاف وغیر ذلک وکذا لحنان الصوفیۃ مثل
 سین کی ضمة میں اور نون اور میم کی فتح میں اور لام اور کاف کی کس میں خوب کھینچ کر اور سوار اسکی اور ایسا ہی صوفیوں کا لحنان ہی جیسی
 قولہ عقب الطعام نزع الشکر الحمد ولیلہ الشکر ولیلہ بد اللال والراء واللام ونحوہا فینبغی للمسلم ان یحترز
 کہنا تا کہ شکر کی خیال پر نہ لگ کر آتی ہیں الحمد ولیلہ والشکر ولیلہ والہذا اور لام کو خوب کھینچ کر اور پانہ اسکی سو سم کو طاقین ہی کہ ایسی پاس میں
 عن حضوہا وسماعہا ویطلب مسجداً خالیاً عنہا اذ صودت عبادۃ وحقیقتہا معصیۃ وکبیرۃ فلعلہ
 نہ جاوی اور ایسی کلمات نہ سنیں اور مسجد جو ان مفسد سی خالی ہوتا شکر کی سوار سی کہ یہ ظاہر میں تو عبادت ہی اور حقیقت میں معصیت کی ہو ہی ایسا ہو
 یستحسنہا ویفہم دینہ وهو لا یشرع الحال ان البحر لا یكون عذراً ولا یظن احد ان المراد بالتغنی للناس قراءۃ
 کہ اسکو اچھا کہتی تھی اور اسکا دین بی خبری میں برباد ہو جاوی اور حال یوں ہی کہ نادانی کوئی عذر نہیں ہی اور یہی یہ خیال نہ کری کہ نفی لوگوں کی سامنے یہی
 الابیات والاشعار بالاصوات الموزونۃ دون قراءۃ القرآن والاذکار فانه ظن فاسد بل هو لم التغنی بالقرآن
 کہ جیتیں اور شعر آواز موزون بنا کر سننا ہی قرآن اور ذکر و تعین یعنی نہیں ہوتی یہ خیال فاسد ہی بلکہ تنفی قرآن وغیرہ سب میں ہوتی ہی
 وغیرہ لان الفقہاء صرحوا بكون قراءۃ القرآن بالالحنان معصیۃ ویكون التالی والسامع اثمین قال البرازی
 اسلی کہ فقہاء نے صحت کہا ہی کہ قرآن کو لحنان سی پڑھنا گناہ ہی اور پڑھنی والا اور سننی والا دونوں گنہگار ہوتی ہیں ہر زانی کہتا ہی
 القرآن بالالحنان معصیۃ والتالی والسامع اثنان والوجه الثالث من تلك الوجوه المذكورة ان الحرث المذکور
 قرآن لحنان سی پڑھنا گناہ ہی اور پڑھنی والا دونوں گنہگار ہوتی ہیں اور تیسری وجہ وجہات مذکورہ میں سی یہی کہ یہ حدیث مذکورہ
 یكون معارضاً لما خرجہ الترمذی عن حذیفۃ انه علیہ السلام قال قرؤا القرآن بلحن العرب واصواتہا وایلمکم
 اور حدیث سی معارض ہی جو ترمذی کی حذیفہ سی روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا کہ قرآن کو عرب کی لہجہ اور آواز پر پڑا کرو اور فسقوں کی
 ولحن اهل الفسق ولحن اهل کتابین فانه سیرجی بعد قوم یرجعون القرآن فی ترجیم الغناء والہبانیۃ والفرج
 لحن سی اور یہود اور نصاریٰ کی لحن سی کچھ البتہ قریب ہی میری حد تک قوم ہوگی کہ قرآن میں مانہ ترجیع غنا اور راہوں اور ذرا گرا کر ترجیع کچھ

ولا یجوز حارجهم مفتونة قلوبهم وقلوب من یحبهم شانهم ذکر هذا الحدیث الامام الجعفی^۱

اور قرآن او کی گونسی نیچی نہ او ترنگا او کی دل اور او کی دل جو او کی وضع پسند کرتی ہیں فتنہ میں ہیں اس حدیث کو امام جعفی نے

فی شرح الشاطبی وهو اصل عظیم فی هذا الباب الذی هو جواز التغنی بالقرآن وعدم جوازه وعلیه

شاہ کی شرح میں ذکر کیا ہے اس باب میں یہ بڑی اصل ہے یعنی قرآن میں تغنی جائز ہونی کا اور نہ جائز ہونی کا اور

یتفرع مسائل هذا الباب ومن لم یقف علی هذا الأصل یغلط کثیرا اذ جعل بعضهم التغنی حراما

اس باب کی مسائل ہیں اور جو شخص اس اصل سے واقف نہیں ہے بہت غلطی کرتا ہے اسو سطحی کہ بعضی تغنی کو جمیع

فی جمیع الادیان فیلزم الکفار مستحله وبعضهم اجازہ فی الشریعة الحمدیة ولكن اللحن فتعیر

ادیان میں حرام کہتی ہیں اب لازم آتا ہے کہ حلال سمجھنے والا کافر ہو دی اور بعضوں نے شریعت محمدیہ میں حائز رکھا ہے اور ایسی ہی لحن کا حال ہے

الناظر لی هذه الاقوال فلا بد من معرفة معنی التغنی واللحن وما هو المراد منهما عند القائلین

سو جو کہ ان اقوال کو دیکھتا ہے حیران ہوتا ہے اس تغنی اور لحن کی معنی کا سمجھنا ضروری اور جو ان دونوں سے مراد ہے او کی جو جواز کی قائل ہیں

بالجواز والقائلین بعدم الجواز حتی یتخلص من ورطة التخییر والهلاك أما التغنی فهو اما من النغم بالکسر

اور او کی جو ناجائز بتاتی ہیں تاکہ وہ حیرانی اور ہلاکت کی پہنوسی خلاص ہو دی اب تغنی یا ترنم شتی ہے غنی سے جو غن کی تیری ہے

والقصار من الغناء بالکسر والمد فان کان من الاول فهو معنی الاستغناء وان کان من الثاني فهو

بدون مد کی اور یا غنا سے شتی ہے غن کی زیر اور مد سے پہر اگر تغنی اول سے مشتق ہے تو اس کی معنی استغناء ہی نیاز کی ہے اور اگر دوسری شتی ہے تو

بمعنی التریم والترجیم والتطریب اذ الغناء هو الصوت الموزون الریق الحزین والتغنی والتریم والترجیم

او کی معنی سرود اور آواز کا بلند اور سہل کرنا اور رجھانا اسو سطحی کہ غنائیہ ہے آواز موزون بنی ہو دی نرم دلیں چیتی ہو دی او کی ہیں اور تغنی اور تریم اور ترجیم

والتطریب استعمال ذلك الصوت الموزون وتریدة فی الحلق بادخاله داخل الحلق مرة واحدة وارجاه

اور تطریب اس آواز موزون کا برتن اور استعمال کرنا اور اس کا حلق میں بہرنا کہ ایک بار حلق کی اندر لیجاتا اور یہ اس کا بہرانا

اخری علی الطريقة المستفادۃ من الموسیقی وهذا هو المشهور المعروف المراد بالتغنی المحرم فی جمیع

اس طرز پر جو کوئی کرتی ہیں اور یہ ہے مشہور معروف تغنی سے مراد ہے جو کہ تمام دینوں میں حرام ہے

الادیان سواء اقرن بالقرآن او بالاذان او بالخطبة او بالاذکار او بالاشعار او لم یقرن بشی منہا

برابر ہے کہ قرآن میں جاری ہو یا اذان میں یا خطبہ میں یا ذکر میں یا شعر میں یا اشعار میں کسی میں بھی نہ ہو

ولذلك لما بین صاحب فحجم الفتاوی ان استماع صوت الملاهی كالضرب بالقصب وغیر ذلك

اور یہی لہی جو کہ صاحب مجمع الفتاوی نے بیان کیا کہ میخ ملا ہی کی آواز کا ستا جیسی ڈنکی وغیرہ سے بجاتا

ہی حرام ومعصیة لقوله استماع الملاهی معصیة والجلوس علیہا فسق والتلذذ بہا من الکفر ومن سماع

یہ سب حرام اور معصیت ہے واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی کہ سننا ہی معصیت ہے اور اس کو پیشہ کرنا فسق ہے اور اسی مزہ اوٹانا کفر ہے اور حلی کان میں

یغۃ فلا تہم علیہ لکن یجب ان یجتہد کل الجہد حتی لا یسمع لما روی انه علیہ السلام ادخل صبعیہ

ناگاہ آواز آئی تو اس پر گناہ نہیں لیکن واجب ہے کہ تمام تر کوشش کری کہ وہ آواز کان میں نہ آوی کیونکہ وہ آیت ہے کہ نبی علیہ السلام آواز سن کر اپنی کانوں میں

فی اذنیہ عند سماعہ قال دلت المسئلة علی ان مجرد الغناء والاستماع الیہ معصیة وان لم یقرن

اور تنگیان دی ہیں نہیں کہا ہے کہ اس مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلق غنا اور اس کا سننا معصیت ہے اگرچہ کسی شتی میں

بشی من القرآن وغیرہ ووجه الدلالة ان الحاصل من الملاهی مجرد الصوت الموزون لا غیر فیکون مجرد

قرآن وغیرہ سے جاری نہ ہو اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ حاصل ملا ہی سے

شری آواز موزون ہوتی ہے اور کچھ نہیں ہوتا تو اب صرف

قرآن وغیرہ سے جاری نہ ہو اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ حاصل ملا ہی سے

رفع الصوت الموزون وخفضه ونزجده في الحلق من غير اقتران بشئ من القرآن وغيره كما يفعله المشركون من
 آواز موزون كما ينفذ كذا اور پست کرنا اور خلق کی اندر پڑنا بدول کی کہ قرآن وغیرہ میں جاری ہو جیسی کہ خوشن پڑتی ہیں سب گناہ ہی
 وکن اذا اقترن بالقرآن أو الأذان أو الخطبة أو غيرها من الأذکار بل هو أسوء واشنع لأنه خلط المعصية بالعباد
 اور ایسی ہی جب قرآن اور اذان اور خطبہ اور اذان کا زمین جاری ہو بلکہ یہ بدتر اور شنیع تر ہی اسلی کہ معصیت کو عبادت میں ملا دیا
 وتلقب بالدين وان اعتقد هذا الصنيع الشنيع عبادة فهو معصية أخرى اشد استنقيا حاصلا ولاولى وآما الحسن
 اور زمین میں کہیں مشرک کیا اور اگر اعتقاد کرنا ہی کہ یہ عمل بدعبادت ہی تو یہ الگ بڑا ہی گناہ پہل گناہ ہی سخت تر ہی اور بہا الحن
 فهو على ما فهم من كلام صدر الشريعة في باب الاذان انه قد يكون بتخريف الكلمات بان ينقص حرفا من
 سورہ موافق اوس معنوں کی جو صدر الشریعہ کی کلام ہی باب اذان میں معلوم ہوتا ہی یہ کہ کئی کلمات کی تفسیر ہی ہوتا ہی اسطر کے کوئی حرف اوجا حرفوں
 حروفها سواء كان حرف مد او غيره او بان يزيدها فيها حرفا من حروف المد او غيرها وقد يكون بتغيير صفات
 میں ہی کہ کوئی برابر ہی کہ حرف مد ہو یا کوئی اور ہو یا اسطور ہو تہی کہ اوس میں کوئی حرف حروف مد وغیرہ میں ہی بڑا ہی اور کئی حرفوں کی صفات کی بدلتی ہی
 حرفها بان ينقص شيئا من كنهيات الحروف او يزيد كالجركات والسكنات والمدات وغير ذلك من الامور والاختفاء
 ہوتا ہی اسطور کہ کچھ کینیات حروف کی کم کر دی یا زیادہ کر دی جیسی حرکات اور سکناات اور مدات اور زوائد کی ادغام اور خلق کرنا
 والتشباع الحركات وتوفير الغادات ونحوها مما يطول تعدادها على ما ذكر في كتب التجويد وقد يستعمل اللحن بمعنى التقني
 اور حرکت کا بڑا اور غشہ کا پورا کرنا اور ناند اسکی جتنی گنتی بہت ہی چنانچہ کتب تجوید میں مذکور ہی اور کئی لحن کو تقنی کی معنوں میں لیتی ہیں
 وقد يطلق كل من هذه الالفاظ ويراد به مجرد حسن الصوت من غير تغيير لفظ فعلى هذا متى قيل يجوز قراءة القرآن
 اور کئی ان تمام لفظوں ہی زنی خوش آواز ہی بدول تغیر لفظ کی مراد ہوتی ہی پس اس اختلاف کی موافق ہو کئی یوں کہی کہ قرآن کا
 بالالحن اياديه حسن الصوت ولحن العرب كما في قوله هم اقراء القرآن بلحن العرب المراد بلحن العرب صوامع الطبعية التي
 پڑھنا الحالتی جازبی تو خوش آواز ہی اور عرب کا لہجہ مراد ہوگا چنانچہ اس حدیث میں ہی قرآن کو عرب کی لہجہ پر پڑھو اور مراد عرب کی لہجہ ہی اصل طبعی
 هي الممدود وقصر المقصور وتزجيق المرقق ولحنهم المفعوم والمدغم واظهار المظهر واخفاء المخفي وغير ذلك مما هو لازم في
 آواز میں ہیں یعنی دراز کرنا و مدد کرنا اور قصور کرنا مقصور کا اور طحا کرنا طحا کا اور کبر کرنا کبر کا اور غام کرنا غام کا اور ظاہر کرنا ظاہر کا اور خفی کرنا خفی کرنا اور ہوا کی جو جرحوں
 كلامهم الذ هو سليقة لهم لا يحسنون غيره وصح قيل قراءة القرآن بالالحن حرام ويراد به لحن اهل الفسق كما في قوله هم ابا لحن
 کی کلام میں لوان تہیں جروا کا اصل طریقہ کہ کوئی خطا نہ اچھا نہیں سمجھتی اور جب کوئی یہ کہی کہ قرآن کا پڑھنا الحان ہی حرام ہی تو بلحن فاسقوں کی مراد میں جیسی حدیث میں ہی
 اهل الفسق والمراد بلحن اهل الفسق الانعام المستفادة من الموسيقى اذ من يفعلها يكون من اهل الفسق لا نكابه كسيرة
 فاسقون کی لحن ہی سمجھتی رہو اور فاسقوں کی لحن ہی وہ نغمات موزون جو گزرتی کی طرز پر ہوتی ہیں اسلی کہ جو شخص یہ نغمی کرتا ہی وہ فاسق ہی کیونکہ کبیرہ اختیار کرکے لہجہ
 الا ترى ان ابا حنيفة وغيره من المشائخ يبيحون قراءة القرآن بالالحن على ما ذكر في بعض الفتاوى على تقدير كون المراد بها
 دیکھتا نہیں کہ امام ابو حنیفہ وغیرہ مشائخ الحان کی قرآن کا پڑھنا مباح کہتی ہیں چنانچہ بعضی فتاوی میں مذکور ہی اور جس صورت میں کہ مراد اس ہی وہ نغمات ہوں
 المستفادة من الموسيقى كيف يبيحونهم صريح النهي عما يقوله عليه السلام اياكم ولحن اهل الفسق وعلى تقدير كون المراد بها
 موسیقی کی طرز پر ہوتی ہیں تو لحن مباح کہہ سکتی اور حدیث میں مشائخ نے لہجہ فاسقوں کی لحن ہی سمجھتی رہو اور اگر مراد اس ہی خوش آواز ہی
 الصوت ولحن العرب كيف لا يجوزها وقد امر النبي بقله اقراء القرآن بلحن العرب قد لقم الغلط على افهام بعض الناس فظن المراد بحسن الصوت
 اور لہجہ عرب کا ہو تو کیونکہ منع کر سکتی باوجودیکہ نبی علیہ السلام اس حدیث میں ارشاد کیا ہی قرآن کو عرب کی لہجہ پر پڑھو اور دیکھو کہ بعضی لوگوں کی سمجھ غلط پڑتی ہی وہ یہ
 في قراءة القرآن الخطبة والاذان هي التغني الممنون هي ما يزين عن كلامهم عن هذا المعنى المعروف انهم لا يكتفون بما ارتكبوا
 جو قرآن کا پڑھنا اور خطبہ اور اذان میں دیکھا ہی ہی لغتی مشہور و معروف ہی افسوس افسوس انکی سمجھہ برحق تو یہ ہی کہ وہ ان معنوں ہی بہت دور ہیں بہرہ ہی تو نہیں کہ جو اختیار کرکے لہجہ

والخروج فاذا انتهى الى ذلك عاد الاستحباب كراهته اذا تقرر هذا ينبغي ان يعلم ان الفقهاء لما صرحوا بان التفتة
 بمرگ اس نوبت کو پیشی تو مستحب نہیں مکروه ہی جب یہ معلوم ہو چکا تو یہ بات ہی لایق سمجھنی کی کہ فقہاء جب تفتی کو

في القرآن حراماً وشهدوا فيه مع ظواهر بعض الاحاديث الذي تهم جواز فيه فكونه حراماً في غير القرآن من الاذان
 قرآن میں منسوخ ہونے کی اور اسباب میں تشکیک باوجودیکہ بعض احادیث کی ظاہر معنوں سے جواز کا یہم پر آہی یہی سبب تفتی سوا قرآن کی اذان

والخطبة والاذکار وغيرها مع عدم ورود شيء مما يوجب جواز فيها أصلاً من ظواهر الاحاديث واقوال العلماء
 اور خطبہ اور اذکار وغیرہ میں باوجودیکہ ہرگز کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے جواز تفتی کا اذان وغیرہ میں وہم پڑی مذکور ظاہر حدیث بقول کئی علماء کا بطریق اولیٰ حرام ہی

لانه بقي على الخط الاصل المستفاد من قولهم التفتي حرام في جميع الاذان المجلس الثامن والأربعون
 اس واسطے کہ وہ خط اصلی پر باقی ہی ہوا ہوگی اس قول سے مفہم ہوتا ہی کہ تفتی تمام دینوں میں حرام ہی

في بيان فضيلة المؤذن وبين سبب وضع الاذان قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يسمع
 اور بیان سبب اذان کی مقرر ہو چکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں سیکھا

مدى صوت المؤذن جن ولا انشئ الا شهده يوم القيمة هذا الحديث من صحيح المصاير رواه ابو
 انتہا آواز مؤذن کی جن اور نہ انسان اور نہ کوئی اور شئی مگر واسطیٰ مؤذن کی قیامت کی بعد گواہی دیگا یہ حدیث صحیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو نعیم کی روایت

الخدرى وفيه حث على استقراهم الجهد في رفع الصوت بالاذان ليكثر شهود من الجن والانس وغيرها من
 سی اور اسمیں بہتر ترغیب ہے کہ جہاں تک ہو سکے تمام قوت اذان میں آواز بلند کری تاکہ گواہ جن و انس وغیرہ حیوانات

الحيوانات والجمادات يوم القيمة فان المؤذن كلما جعل صوته اجهر يكون شهوده يوم القيمة اكثر وانما
 اور جمادات قیامت کی روز زیادہ ہو جائیں گی کیونکہ مؤذن جتنی آواز بلند کرے گا اتنی ہی اس کی گواہ قیامت کی دن زیادہ ہوگی اور نہیں سیکھا

قال لا يسمع صوته لان مدى الصوت غايته وعلية الصوت تكون اخصى الاحمال فاذا شهد له من بعد
 آواز اس کی اس لہی فرمایا کہ مدی صوت انتہا آواز کا ہوتا ہی اور انتہا آواز کا بالضرورت بہت خفی ہو جاتا ہی

ووصل اليه همس صوته فاولى ان يشهد له من قربه منه وسمع مناد صوته والمراد من شهادة الشهدى
 اور اس کی ہسکتا ہی یعنی ہر تو جو اس کی چیز میں اول اول آواز سنتی ہیں بطریق اولیٰ گواہی دیگا اور اس کی حق میں قیامت کی دن گواہی دی گواہی ہی اور یہ ہے کہ اس بعد اہل عسکری

يوم القيمة اشهاد في ذلك اليوم فيما بين اهل المحشر بالفضل وعلو الدرجة فانه تعالى كما يهين قوما
 بزرگی اور بلند مرتبہ کی گواہی ہوگی بیشک اللہ تعالیٰ جیسے کسی قوم کو قیامت کی دن اس کی حق میں گواہ ہوں گی بری گواہی سنکڑیں کہ آہی تاکہ سب سے سامنی خود دلیل

يوم القيمة لبشارة الشهود عليهم تحقيقاً لفضوهم على رؤس الاشهاد وتسويدهم لوجوههم فكذلك يكسر
 اور کالاً منہ ہوا ہی سوا ایسا ہی بعضی قوم کو

قوما في ذلك اليوم شهادة الشهود لهم تكميداً لسرورهم تطيباً لقلوبهم ثم انهم بكثرة شهادة الشهود لهم يرفع
 اس روز گواہوں کی ہر گواہی کو خوشی پوری اور دل خوش کرے گی لہی عزت کرتا ہی پھر اس قوم کی فخر اور سرور سبب بہتیت آہی کہ ہوں کی برتری باقی ہی

سرورهم وفرحهم فالقول الاذان ذكر والا اصل في الاذكار الاخفاء لقوله تعالى واذا ذكرت في نفسك نص
 یہ اگر کوئی یہ کہی کہ اذان تو ذکر ہی اور تمام ذکر و ن میں اصل اخفاء ہی یعنی چکی ہی دلیل اس آیت کی اور یاد کرتا ہی نبی رب کو دینے کے لئے

فما وجه الجهر فيه فالجواب ان الاذان وان كان ذكر وكان الاصل في الاذكار الاخفاء الا ان فيه معنى زايل
 اور دوتا اور پکار ہی کہ آواز بلند ہی میں اور اس کی کہ نبی علیہ السلام نے اس شخص کو پکارا کہ ذکر کیا تو ہرگز نہیں پکارتا ہر گواہ کو

بہر اذان میں پکارنے کی کیا وجہ ہی تو جواب یہ ہی کہ اذان اگرچہ ذکر ہی اور اصل ہی ذکر و ن میں اخفاء ہی ہی ہر اذان میں ایک اور علت پڑھتی ہی

یوجب الجهر علی خلاف الاصل وهو كونه اعلما لاوقا ^{اصل} وهذا المعنی الزائد واجب فيه حكما عارضا علی
 جس می یکار کرکنا اصل کی برخلاف وقت ہو گیا اور وہ ^{بانت} ہی کہ نماندی وقتوں کی خبر دیتی ہیں اس ہی برائی بات فی اوسین ایک حکم عارضی اصل سے الگ واجب کر دیا ہی
 الاصل وهو الجهر لانه لا یصل ان یكون اعلما الا بصفة الجهر بیان ان الاذان وان كان ذکرا یوجب الاخفاء
 یعنی یکار کرکنا اس واسطے کہ اذان سے بدون یکار کرکنا کی اعلام نہیں ہو سکتا اسکا بیان یہ ہے کہ اذان اگرچہ ذکر ہی جسین اخفاء واجب ہی
 الا ان الاخفاء متمم فيه لانہ قوی هو كونه اعلما لان الاعلام لا یمكن حصوله الا بصفة الجهر و وجوب
 پر بیکیک سین اخفاء ایک قوی مانع کی سبب سے ممنوع ہی وہ مانع یہ ہے کہ وہ اعلام ہی اس واسطے کہ اعلام بدون یکار کرکنا کی حاصل ہونا ممکن نہیں ہی اور ایک
 علة توجب حکما علی وجه لا ینتم وجود علة اخرى توجب حکما اخر مخالفا للاول بل اسمه ایضا یدل علی
 علت ہی اوسکا حکم اس طور پر واجب ہوتا ہی کہ اوس سے دوسری ایسی علت کا پیدا ہونا ممنوع نہیں ہوتا جس سے دوسرا حکم اول کی برخلاف واجب ہو جائے بلکہ اوسکا نام ہی یعنی اذان ہے
 و یوجب الجهر فيه لانه فی اللغة الاعلام مطلقا و فی الشریعة اعلام مخصوص علی وجه مخصوص بالفاظ
 کوئی ہی کہ اوسین جہر واجب ہی اسلی کہ اذان کا معنی مطلق اعلام کی ہیں اور شریعت میں خاص اعلام کو کہتی ہیں بطور خاص الفاظ مخصوص ہی
 مخصوص وقد یمتق ان الاعلام یمتق حصوله بدون الجهر بل سببه ایضا یدل علی لزوم الجهر فيه وهو انه
 اور وہ بیکیک یکار ہی کہ اعلام بدون جہر کی ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ اذان کی ایک واسبب ہی دلالت کرتا ہی کہ اوسین جہر لازم ہی وہ سبب یہ ہی
 علیه السلام لما قدم المدينة و بنی المسجد شاور اصحابه فيما یجعل علامة لمعرفة وقت الصلوة وحضور الجماعة
 کہ تہی علیہ السلام جب مدینہ میں قدم کیا اور مسجد بنائی تو اصحاب سے مشورہ کیا کہ اوقات نماز کی پہچان اور جماعت میں آنی کی لئی کیا علامت مقرر کریں
 فذكر له ضرب الناقوس فقال هو من شعائر النصارى فذكر له النعش في القرن فقال هو من شعائر اليهود فذكر
 کہ تہی ناقوس کا بجانا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا وہ طریقہ نصاری کا ہی پھر صویر پھونک کی ذکر کیا پھر آپ نے فرمایا یہ یہود کا طریقہ ہی پھر کہیں
 له ايضا النار فقال هو من شعائر الجوس فقفر قوامن غير ان يتفقوا علی شيء وكان فيهم عبد الله بن زيد
 اگر جلال کا ذکر کیا پھر آپ نے فرمایا یہ طریقہ مجوسیوں کا ہی پھر یہ یہی اختلاف رہا کہ کسی ایک بات پر متفق نہ ہوئی اور اوس مجمع میں عبد اللہ بن زید انصاری ہی تہی
 فاهتموا شديدا لهم رسول الله عليه السلام فلم ياكل الطعام تلك الليلة فبات مهتما فلما اصبح في رسول
 سوا و کہ سبب فکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑا سخت فکر تھا کہ اوسنی ایسی بات کو کہنا نہ کہایا اس ہی فکر میں سو گیا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ
 الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله اني كنت بين النوم واليقظة اذ رايت نارا من السماء عليه
 صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں کچھ سوتا کچھ جاگتا ہوں
 بردان اخضران فقام على جرم حائط واستقبل القبلة وقال الله اكبر الله اكبر الى تمام كلمت الاذان فقال
 دو چار دہتر اور ہی ہوئی پھر وہ کہہ کر دیوار پر روئے قبلہ کھڑا ہو کر کہنے لگا
 رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا الرؤيا حق فالتوا مرايته على بلال فانه امد منك صوتا فالقيته
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خواب حق ہی سوچو تو نے دیکھا ہی بلال کو سکھادی کہ چونکہ بلال تجھ سے بلند آواز ہی سوینی اوسکو سکھادی
 عليه فقام على رقع سلم فاذا سمعته عمير الخطاب وكان في بيته فخرج يجر دائه حتى اخرج رسول الله
 پھر بلال نے ایک اونچی جگہ پر کھڑی ہو کر اذان پڑھی پس وہ اذان عمر بن الخطاب نے اپنی کہہ میں سنی سوچا کہ پہنچتی ہوئی کہہ سے نکل کر رسول اللہ
 صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله والذي بعثك بالحق لقد رايت مثله اقال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آکر عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہی اوس اللہ کی جس نے تجھ کو برحق بھیجا ہی میں نے بھی دیکھا ہی جیسی بلال کہتا ہی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فله الحمد وروى انه رأى في المنام تلك الليلة احد عشر رجلا من الصحابة ما رواه عبد الله بن زيد قلما
 فرمایا اللہ الحمد اور روایت ہی کہ اوس بات کو گیارہ مرد صحابیوں نے خواب میں یہ ہی دیکھا تھا جو عبد اللہ بن زید نے روایت کی ہر جب

والاقامة قال الزبلي يعني على الوقف لكن في الاذان حقيقة وفي الاقامة يتوهم الوقف قاله الطبري وعلوم الناس
 اور کچھ زبلی کہتا ہے یعنی وقف لیکن اذان میں وقف حقیقی ہے اور کچھ میں وقت کی خست کی یہ قول ہر حکما ہی اور علوم لوگ یوں
 يقولون الله اكبر الله اكبر يضمن الرء الاول وكان ابو العباس المبرد يفتحها بانقل فتحة هـ ثم اسم الله تعالى اليها
 کہتے ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر یہی راء اولیٰ اور ابو العباس مبرد اس کو اوپر زبر پر پڑھتا ہے اللہ کی الف کا زبر نقل کر کر اس کو راء کو دیتا ہے
 لا لتقاء الساكنين كما يفتح الميم في قوله تعالى الله اكبر الله اكبر لان الاصل في الحروف المقطعة الاسكان ويزترتب
 واسطی جمع ہوں دو ساکن کی جیسی میم اس آیت میں مفتوح ہوتا ہے باوجود کہ اصل حروف مقطعات میں سکون ہے اور اس کی کلمات کو کسی ہی مرتب کی
 كلماتها كما شرع حتى لو قدم بعضها واخر بعضها فلا فضل لاعادة مراعاة للترتيب ولا يتكلم فيها ويستقبل فيها
 جیسی شروع ہوتی ہیں یہاں تک کہ اگر کسی کو آگے کی کوئی قود بھی رعایت ترتیب کی دہرانا بہتر ہے اور دونوں پڑھتی ہوئی پنج میں نہ ہوں اور دونوں کو رد قبلہ ہر
 القبلة ويلتفت في الاذان ممر ثبات قدميه في مكانه يميناً عند قوله حتى على الصلوة وشمالاً عند قوله حتى
 پڑھتی اور اذان میں دونوں پاؤں ملانی ہوئی اپنی جگہ میں حتیٰ علی الصلوة کہتی ہوئی دہنی طرف منہ پھری اور حتیٰ علی الفلاح کہتی ہوئی بائیں طرف
 على الفلاح لان طرفي الاذان مناجاة ووسطه مناداة ففي المناجاة يستقبل القبلة لان احسن احوال
 اس واسطی کہ اذان کی اصل اور آخر میں مناجات ہے اور اوسط میں منادات یعنی لوگوں کو پکارا ہے سو مناجات میں رد قبلہ ہی اس واسطی کہ بہتر حال
 الذاکرین استقبال القبلة في المنادات يلتفت الى من يناديهم لانه خطاب لهم فيتوجه اليهم واذ كان في
 یاد الکریم لوگوں کا رد قبلہ بہتر ہے اور پکارا کرتے وقت اطراف منہ پھری جھکو پکارتا ہے اس کی کتاب ادنیٰ کو خطاب ہے سو ادنیٰ کو منہ پھری اور اگر مؤذن
 المنارة ولم يحصل تمام الفائدة بتحويل وجهه ممر ثبات قدميه في مكانه ليستدير فيها ويجعل اصبعيه في اذنيه
 منارہ کی اللہ ہوئی اور منہ پھرائی ہی دونوں پاؤں اپنی جگہ پر جی ہوئی میں خود فائدہ نہ ہو تو اس کی اندر گردش کری اور اپنی دونوں انگلیاں اپنی کانوں میں کر لی
 لما روي انه عليه السلام قال لبلال جعل اصبعيك في اذنيك فانه ارفع لصوتك وان لم يجعل اصبعيه
 اس واسطی کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے بلال کو فرمایا اپنی دونوں کانوں میں انگلیاں دی لی اس سے تیری آواز بلند ہوگی اور اگر وہ انگلیاں نہ لیں نہ دی
 في اذنيه بل جعل يديه على اذنيه فحسن لما روي ان ابا محمد ومرة ضم اصابعه
 بلکہ دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے لی تو ہی بہتر ہے اس واسطی کہ روایت ہے کہ ابو محمد و مرہ نے اپنی چاروں انگلیاں ملا کر
 الاطراف ووضعها على اذنيه وعن ابي حنيفة انه قال ان جعل احدي يديه على اذنه فحسن ولا يؤذن للصلوة
 کہ اگر کسی نے ہاتھ کانوں پر رکھ لی تو ہی اچھا ہے اور کسی نماز کی واسطی
 قبل دخول وقتها ويجعل في الوقت ان اذن قبله لان الاذان للاعلام بدخول الوقت فالاذان قبله يكون تجهيدا
 وقت آنی سے پہلے اذان کہی اور وقت ہونے کی بعد دہرائی جاوی اگر اذان پہلے کہی ہو اس واسطی کہ اذان وقت کی آنی کی خبر دینی کی واسطی ہی پس اذان وقت سے پہلے پہلا وادبائی
 لا اعلاما وعند ابي يوسف وهو قول الشافعي يجوز للفجر في النصف الاخير من الليل لتوارث اهل الحرمين اهل مكة و
 اعلام نہیں ہے اور ابو یوسف کی نزدیک اور ہی قول شافعی کا ہے فجر کی آدی رات گزرنے کی بعد اذان جائز ہے بسبب عمل در آمد اہل حرمین اہل مکہ اور
 اهل المدينة والحجة على الكل قوله عليه السلام لبلال لا تؤذن حتى يستبين لك الفجر هكذا فديدة عرضا و
 اہل مدینہ کی اور بسبب حدیث ہی جو آپ نے بلال سے فرمایا اذان مت دینا جب تک کہ فجر نہ ہو پھر اس طور پر ظاہر ہوئی ہے اذان کا عرض میں کہنی اور
 لظهور التراب في الامم الدينية استحسن المتأخرون التشبيب بين الاذان والاقامة في الصلوات كلها سوى المغرب
 امور دینی میں مسند جوطا ہے ہونی لگی تو متاخرین علماء نے تشویب کو درمیان اذان اور کچھ کے بجز مغرب کی تمام نمازوں میں پسند کیا ہے
 وهو العود الى الاعلام بعد الاعلام بحسب تعارفه كل قوم لانه مبالغة في الاعلام فلا يحصل ذلك الا بالتعارف
 اور تشویب دوبارہ گاہ گاہ ایک خود گاہ گاہ کی موافق تلافی ہر ایک قوم کے اس واسطی کہ تشویب اعلام میں مبالغہ ہوتا ہے بعض تعارف قوم کی نہیں ہو سکتا

و ابویوسف شخص به صیغه زیاده اشتعال باموال المسلمین کالامیر و القاضی و الققی لانهم لا یعرفون وقت
 الحضور و لو حضروا کما سمعوا الاذان و لم یحضر الجماعة یحتاجون الی انتظار فیتعطل مصالح المسلمین ینبغي
 حضوره و بیان نہیں ہوتا اور اگر یہ لوگ اذان سنتے ہی چلی آکرین اور جماعت جمع نہ ہوئے انتظار کرنا پڑیگا پھر مسلمانوں کی کار بار معطل ملتی رہیگی اور مؤذن کو یوں چاہی
 للمؤذن ان یفصل بین الاذان و الاقامة و یکره و صلها لان المقصود من الاذان اعلام الناس بدخول
 کہ اذان اور اقامت کی پہچان کچھ سنگ کیا کری دونوں کا متصل بدلن فاصل کی کہنا مکروہ ہی اسلامی کہ غرض تو اذان ہی لوگوں کا اسما کرنا ہی کہ وقت نازک آگیا ہی
 وقت الصلوة لیتھیئوا لها بالطهارة فیحضر المسجد لاقامتها و بالوصل ینتفی هذا المقصود و طریق الفصل
 بلکہ وہ نازکی تیار کریں وضو غسل کر مسجید میں نماز کی جگہ آئیں اور دونوں کی ملاپ میں یہ غرض فوت ہوتی ہی اور طریق فاصل کا یہ ہی
 ان الصلوة ان كانت مما یطوع قبلها یفصل بینہا بصلوة سنة كانت او غیرہا ما روى عن عبد الله
 کہ اگر نماز ایسی ہی کہ اس میں پہلی نفلین پڑھی جاتی ہیں تو وہ کی بیچ میں نماز پڑھنی لگی خواہ سنت ہو خواہ اور کچھ اسو مسلم کی روایت ہی عبد الله
 بن مغفل انه علیه السلام قال بین کل اذانین صلوۃ بین کل اذانین صلوۃ ثم قال فی الثالثة لمن شاء و المراد
 بن مغفل ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا ہر وقت درمیان دونوں اذان کی نماز ہی ہر وقت درمیان دونوں اذان کی نماز ہی ہر تیسرے دفعہ میں فویا جو شخص پڑ جائی اور راد
 بالاذنین الاذان و الاقامة علی طریق التغلیب و المراد بالصلوة الطوع سواء كان سنة او غیرہا من الغلظ
 و اذان ہی اذان اور تکبیر ہی بطور تغلیب کی اور نماز ہی مراد نماز نفل ہی برابر ہی خواہ سنت ہو یا اور کہ نفل
 لا الفرض بدلیل تحبیرہ علیہ السلام فی المرة الثالثة بقوله لمن شاء و هو حث علی التسل بین الاذان
 فرض مراد نہیں ہی اس دلیل سے کہ نبی علیہ السلام فی تیسری بابین اختیار دیا اس لفظی لمن شاء اور اسمین اولن اور تکبیر کی پہچان نفل پڑھنی کی ترغیب ہی
 و الاقامة لان الدعاء لا یرد بینہما علی ما روى عن انس انه علیه السلام قال لا یرد الدعاء بین الاذان و الاقامة
 اسو مسلم کہ دعا اذان اور تکبیر کی بیچ کی رد نہیں ہوتی موافق روایت انس کی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا کہ دعا درمیان اذان اور تکبیر کی رد نہیں ہی
 فاذا كان الدعاء غیر مردود بینہما یکون العبادۃ بینہما افضل وان لم یفصل بینہما بصلوة یفصل
 جب اذان اور تکبیر کی پہچان دعا مردود نہیں ہوتی تو عبادت او کی بیچ میں افضل ہی اور اگر ان کی بیچ میں نماز نہ کر درگ نوری تو ان ہی دیر تک
 بینہما بجلسة مقدارها ما یتمکن فیہ قراءة عشر آیۃ او مقدار ما یصلی اربع رکعات لحصول المقصود
 بیشما ہی رہی جتنی آیتیں بیس آیتیں پڑھ سکی یا اتنی دیر تک جس میں چار رکعت نماز پڑھ سکی کیونکہ اس میں مقصود پورا ہوتا ہی
 وان كانت الصلوة مما لا یتطوع قبلها کصلوة المغرب فعندابی حنیفہ یفصل بینہما قائما بسکنة
 اور اگر وہ نماز ایسی ہی جس میں اول ہی پہلی نفلین نہیں ہیں جیسی مغرب کی نماز سو نام ابو حنیفہ کی نزدیک اذان اور تکبیر میں اتنی دیر چاہے کہ نماز ہی
 مقدار ما یتمکن فیہ من قراءة ثلاث آیات قصارا وایۃ طویلة و فی رواية عنه مقدار ما یخطو ثلث
 جس میں تین آیتیں چھوٹی یا ایک طویل پڑھ سکی اور ایک دعا ہی میں امام سی اتنی دیر جس میں تین قدم پھر ہی
 خطوت ثم یقیم لان التجہیل مامور بہ و التاخیر مکروہ فیکتفی بادی الفصل لیکون اقرب الی التجہیل
 پہر تکبیر کی اسو مسلم کہ تجہیل کا حکم ہی اور دیر لگا فی مکروہ ہی سوادی فی فاصل کفایت کرتا ہی تاکہ تجہیل ہی قریب رہی
 وعندہما یفصل بینہما بجلسة خفیفة لان الفصل مکروہ و لا یحصل الفصل بالسکنة لوجوبہا
 اور صاحبین کی نزدیک اولن دونوں میں تھوڑی سی نشست کا فاصل کری اسلامی کہ ملا دینا مکروہ ہی اور سکنت کا کچھ فاصل نہیں ہی کیونکہ سکنت تو
 بین کلمات الاذان فیجلس مقدار ما یجلس الخطیب فی الخطبتین وتقضى الفائتۃ باذان و اقامة کلہما
 اذان کی کلمات میں ہی موجود ہی سو اتنی دیر بیٹھ جاوی جتنی دیر خطیب دونوں خطبوں میں بیٹھتا ہی اور نماز فائتہ کی قضا کی ہی اذان اور اقامت دونوں جابین ہی

من سنن الصلوة لا من سنن الوقت فان كانت الفاتحة واحدة تقضى بها ليكن القضاء على
 سبب من سنن الصلوة لا من سنن الوقت فان كانت الفاتحة واحدة تقضى بها ليكن القضاء على
 سنن الاذان وقد روى انه عليه السلام قضى صلوة الصبح صلاة التبرع مع الجماعة باذان و اذان
 هو جادى اور ردايت هي كرمي عليه السلام في بيوت التبرع في صبح كوفي في جماعة من صلاته اذان اور تكبير في صبح
 وان كانت متعذرة وادب قضاءها متواليه يؤذن وتقيم الاولى منها ويكون مخيرا في الباقي ان شاء
 اور اگر وہ نماز میں ہوں اور ایک دفعہ ہی پڑھ لی قطع کیا جائی تو پہلی نماز کو ہی اذان اور تکبير دونوں اور باقی نمازوں میں مختار ہی چلی
 اذن واقام ليكن القضاء على حسب الاداء وان شاء اقتصر على الإقامة لما روى انه عليه السلام شغله
 اذان اور تكبير دونوں تاکہ قضا ادا کی صورت پر موحاوی اور اگر چاہی قناعت ہی پر اکتفا کری اسلمی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مشرکوں کی
 المشركون يوم الخندق عن اربع صلوات سوى الفجر فقضى الاولى مع الجماعة باذان واقامة واسواها باقامة
 حک خندق میں سوا نماز فجر کی چار نمازوں کی فرست دی سو آپ کی پہلی نماز نماز مع الجماعة اذان اور تکبير ہی قضا کی اور باقی نمازوں میں تکبير ہی ہی
 فقط واهل السفر في المفازة يصلون بها ويكره لهم تركها فمن سئل عن الجماعة والسفر لا يسقط الجماعة ولا يسقط
 اور مسافر جگہ میں اذان اور تکبير دونوں ہی نماز پڑھ کر اور اگر وہ کو ترک کرنا مکروہ ہی اسلمی کہ اذان اور تکبير متعلقات جماعت سے ہی اور مشرک جماعت
 ما هو من سننها ولو اکتفوا بالاقامة وتركوا الاذان لا يكره لان الاذان للاعلام بل دخول الوقت ليحضر الغائبون
 نہیں ساقط ہوتی اور وہ جو جماعت ہی اور اگر مسافر ہی تکبير ہی پر اکتفا کریں اور اذان نہ پڑھ کر نہ کو مکروہ نہیں ہی اسلمی کہ اذان وقت کی خبر دین کی واسطی ہی تاکہ جو لوگ
 والذين هم في اشغالهم متفرقون والرفقة حاضران وفي محل نزولهم مجتمعون ولا حاجة الى جمعهم جميعا
 غائب ہیں اور جو اپنی کار بار میں جا بجا لگی ہوئی ہیں وہ سب آجادیں اور رفیق سفر کی حاضر ہوتی ہیں اور اپنی فرود گاہ میں جمع ہوتی ہیں نوادہ کی جمع کر کے حاجت اور ملائی کی ضرورت نہیں
 واما الإقامة فهي للاعلام بالانصراف في الصلوة وهم اليه محتاجون ويكره اذانه المكتوب في مع الجماعة في
 رہی تکبير شکر اس خبر کی واسطی ہی کہ نماز شروع ہو گئی اور انکو اسکی حاجت ہوتی ہی اور فرضوں کا جماعت سے مسجد میں ادا کرنا
 المسجد بغير اذان واقامة ولا يكره في البيوت والكرور وضياح القرية لان ما كان في المصلى القرية من الاذان
 بدون اذان اور تكبير کی مکروہ ہی اور اگر وہ کی اندر اور باغوں میں اور باہر متصل قریہ کی مکروہ نہیں ہی اسلمی کہ شہر اور قریہ کی اذان اور تکبير کو نگو کا ہی ہی
 والاقامة يكفيهم والمقيم في المصلى اذ اصلى في بيته وحده ينبغي ان يصلي باذان واقامة ليكن الاداء
 اور مقيم شہر کی اندر اگر تنہا اپنی کمر میں نماز پڑھ ہی تو بہتر اسکو یہ ہی کہ اذان اور تکبير کہی تاکہ نماز جماعت کی وضع پر ادا ہو جادى
 على هيئة الجماعة وان تركها معا لا يكره ان وجدا في مسجد محلته لانه وان كان مصليا بغير اذان واقامة
 اور اگر اسی دونوں کو ترک کیا تو مکروہ نہیں ہی جس صورت میں کہ محکم مسجد میں ہوتی ہوں اسواسطی کہ یہ مصلی اگرچہ حقیقت میں بدون اذان اور تکبير
 حقيقة لكنه مصلحها حكما لان المؤذن في المحلة ناشئ عن اهل المحلة في الاذان واقامة لنصهم لياه
 کی غائے شہر کی پر وہ حکم اذان اور تکبير ہی پڑھنا ہی کہو تاکہ محل کا مؤذن اذان اور تکبير میں اہل محل کا نائب ہوتا ہی کیونکہ اہل محل ہی اسکو اسوی ہی مقرر کیا ہی
 لذلك فيكون اذانه واقامته كاذان الكل واقامتهم ولهذا حين اراد ان يصلي في بيته بعلة
 تو اب اسکے اذان اور تکبير ایسی ہی جسی سب کا اذان اور تکبير اسوی واسطی جب ابن مسعود کی اپنی کمر میں نماز پڑھ ہی کا ارادہ کیا تھا ہمراہ علقہ
 ولا سوط فقبل له الا تؤذن وتقيم قال اذان المحي بكفينا واما المسافر اذ اصلى في المفازة وحده بغير اذان واقامة
 اور اسود کی توفیسی اسی تھا اذان اور تکبير کہیں نہیں ہوتی تو ابن مسعود کی جواب دیا محکم کی اذان ہمارا ہی کافی ہی اور مسافر اگر جگہ میں اکیلہ مدین اذان اور
 اقامة يكره له ذلك لكونه مصليا بغير اذان واقامة حقيقة وحكما لان المكان الذي هو فيه ليس فيه
 تکبير کا نماز پڑھ ہی تو اسکو مکروہ ہی اسواسطی کہ وہ حقیقت اور حکم
 بدون اذان اور تكبير کی نماز پڑھنا ہی اسلمی کہ اس جگہ جہاں وہ ہی ہرگز کوئی اور نہیں ہی

احدی يؤذن ویقیم لتلك الصلوة اصلاً والمصلی فی المسجد ان صلی جماعة یصلی باذان واقامة ویکره له
 جسلی مان نماز کی نئی اذان اور قیامت کی سر اور صلی مسجد میں اگر جماعت سی نماز پڑھتا ہی تو اذان اور یمکر کہکر نماز پڑھی اور اسکو
 ترك كل منها وان صلی منفرداً فحکمه حکم المصلی فی بیتہ واما القری فان کان فیہا مسجد وکان فی ذلك
 دونو کا ترک کرنا مکروہ ہی اور اگر تنہا نماز پڑھتا ہی تو اسکا حال ایسا ہی جیسی ہی کہ میں نماز پڑھتا ہی اور کانگوین آراوین مسجد ہی اور اس مسجد میں
 المسجد اذان واقامة فحکمه من یصلی فیہ او فی بیتہ کما هو ان لم یکن فیہا مسجد کذلک فحکم المصلی فیہا
 اذان اور یمکر ہی جوتی ہی تو اسکا حال ویسا ہی ہی جو مسجد میں نماز پڑھی یا اپنی کہ میں چنانچہ گذر چکا اور اگر او میں ایسی مسجد نہیں ہی تو اسکا حال ایسا ہی
 حکم المسافر ثم ینبغی ان یعلم ان السنة فی الاذان ان یکون بدلاً عن ولا تغفل لان المقصود منه دعوی الخلو
 جیسی حال مسافر کا پھر سمجھنا چاہی کہ طریق سنون اذان میں یوں ہی کہ بدون لحن اور تفتی کی ہو کر ہی اسلی کہ غرض اذان سی نماز کی ہی خلقت کلابا ہی
 الی الصلوة باعلام دخول وقتها فلا بد ان یکون علی وجه تفہیم السامع الفاظہ حتی یظهر فائدة معنی فیہ
 یہ خبر جتنا کہ کہ وقت ہو گیا ہی اب غور ہی کہ اس وضع پر ہودی کہ الفاظ کا سننی والا سمجھ لی تاکہ اس قول کی معنی کا فائدہ ظاہر ہو ہی کہ
 حی علی الصلوة حی علی الفلاح فان معناها اسرعو الی الصلوة اسرعو الی ما ذیہ بنجاکم من النار وبقاؤکم فی الجنة
 حی علی الصلوة حی علی الفلاح لیونکہ سننی ہی یہ ہیں جلد آؤ واسطی نماز کی جلد آؤ دھر جسین آگے ہی تھادی نجات ہی اور جنت میں ہمیشہ کو رہنا ہی
 لکن قد عیرت هذه السنة فی هذا الزمان فی اکثر البلدان لان اهلها یؤذنون بانواع النغمات والالحان
 لیکن اس طریق سنون کو اس زمانہ میں اکثر شہروں میں بدل ڈالا ہی کیونکہ اکثر شہری اذان ایسی نغمات اور لحن سی پڑھتی ہیں کہ
 لا یفہم ما یقولون من الفاظ الاذان ولا یسمع منهم الا اصوات ترفع وتخفض صوت المزمار وهي علی ما ذکر فی الحد
 بد نہیں سمجھتیں آنا کہ الفاظ اذان میں سی کیا کہتی ہیں اور کیجیسی جن نہیں آتا سوا ہی آواز کی کہ کہی بلند ہو ہی ہی اور کہیست جیسی آواز مزار کی اور یہ طرز موافق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
 بدعت قبیحہ احدیثاً بعض الامراء فی مدینتہ بناھا ثم سری ذلك منها الی غیرھا ثم اثم لم یحرم علی التغنی لم یکتفوا
 رعت قبیحہ ہی اسکو بعض میطقی ابی مدرستہ میں جاری کی تھی یہ یہ بدعتی ساری میں یہی لگئی بہر اہلہ فی تغنی کی حصص کی مادی اذان کی الفاظ پر بس کیا
 بکلمات الاذان بل زادوا علیہا بعض الکلمات من الصلوة والتسليم علی النبی علیہ السلام فان الصلوة والتسليم
 یکن لسان ہر آدمی کی بعضی اور کلمات درود اور تسلیم ہی علیہ السلام کی بڑی ہی بیتک درود اور تسلیم کا
 وان کان مشروعا بنص الکتاب السنة وکان من اکبر العبادات واجبا لکن اتخاذا عادیة فی الاذان علی المنار
 مشروح ہونا اگر یہ صاف کتاب اور حدیث سی ثابت ہی اور پڑھی اور بہتر عبادت میں سی ہی براسکا اذان کی اندر اشارہ کی اور عبادت کرنا
 لم یکن مشروعا اذ لم یفعلہا احد من الصحابة والتابعین ولا غیرہم من ائمة الدین ولبس لاحد ان یضع العلام
 مشروح نہیں ہی اسوسطی کہ یہ کہنی نہیں کیا نہ صحابہ ہی اور نہ تابعین ہی اور نہ کسی ائمہ شیوایان ہی ہی اور کیوکیو یہ اختیار نہیں ہی کہ عبادت کو اور پڑھی
 الا فی موضعہا التي وضعہا فیہا الشرع ومضى علیہا السلف الا ترى ان قراءة القرآن مع كونها من عظم العبادات
 سوا اس موضع کی جہاں اسکو شرع ہی وضع کیا ہی اور بزرگ متقدم اسکو کر فی علی ہی ہی کیا نظر نہیں آتا کہ تلاوت قرآن کی ما وجود یک عمرہ ترین عبادت ہی
 لا یجوز للمکلف ان یقرأہا فی الركوع ولا فی السجود ولا فی القعدة لان کلامہا لیس محل للتلاوة ثم انظر الی هذه
 سکھف کو جائز نہیں کہ رکوع میں قرآن پڑھ کر ہی اور نہ سجدہ میں اور نہ قعدة میں اسوسطی کہ یہ فیہیون مقام تلاوت کی محل نہیں ہیں یہ اس بدعت کو دیکھو تو
 البدعة التي احدثوها فی الاذان من النغمات والالحان کیف تعدت الی محرما آخر وهو اثم جعلوها فی الصلوة
 جو ان لوگون فی اذان کی اندر نغمات اور لحن پیدا کی ہیں ایک اور حرام کی حرف کیسی یہ تو ہی وہ یہ ہی کہ ان لوگون فی نغمات کو نماز کی اندر نغمات اسقالات میں
 حال التبلیغ فی الانتقالات وذلك کلام فی الصلوة علی طریق العمد فیبطل صلوتہم فاذا بطلت صلوتہم یسری
 داخل کیا ہی اور یہ طرز نماز کی اندر گویا عمدہ کلام ہی سوا کی نماز باطل ہو جاتی ہی اور جب او کی نماز باطل ہو ہی تو اب یہ خساد

بالنسبة الى خروجه من الجنة فعلى هذا يكون يوم الجمعة خيرا لا يام وقد عظم الله تعالى به دين الاسلام
 جمعة شريفة کی تخطی سی ہونیں اس سال کی موافق جمعہ کا دن سب ملازمین بہتری اور بیشک اللہ تعالیٰ فی اس دن سی دین اس کو عظمت دی
 وخصه بالمسلمين من بين الانام لما روى عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال هذا يومهم لان
 اور تمام خلق میں سی مسلمانوں کی ہی خاص کیا کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا یہ وہ دن ہی
 فرض عليهم واختلفوا فيه فهدانا الله له والناس لنا تبع اليهود غدا والنصرى بعد غد يعنى انه تعالى
 جو اللہ تعالیٰ انہیں فرض کیا تھا اور انہوں نے اس میں اختلاف کیا سو اللہ تعالیٰ نے اس کی پیروی کرنے والوں کو غدا یعنی یہود تو اگلے دن اور نصاریٰ اسی کی پیروی کرنے والے
 امر عباده ان يجتمعوا في يوم الجمعة ويعظموه بالصلاة ولم يعينهم بل امرهم ان يعينوه باجتهادهم
 اور اللہ تعالیٰ نے اپنی بندوں کو یہ امر فرمایا کہ جمعہ کے دن جمع ہو کر نماز اور طاعت سی اور ان کی تعظیم کریں اور ان میں مقرر کردہ باتوں کی پیروی حکم تھا کہ آپ اپنی اہل سی میں کریں
 فاختلفوا فيه وهالت اليهود هو يوم السبت لانه تعالى فرغ في هذا اليوم من خلق المخلوقات ونحن نفرغ
 سو انہوں نے اس میں اختلاف کیا یہود تو کہنے لگی وہ شنبہ کا روز ہی اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ شنبہ کی روز تمام مخلوقات کو پیدا کر چکا ہے یہی
 فيه من الاشغال تدنيوية ونشتغل بالعبادة وقالت النصرى هو يوم الاحد لانه تعالى ابتدأ في
 اس روز میں دنیا کی کاروبار چھوڑ کر عبادت میں مشغول رہیں اور نصاریٰ کہنے لگی وہ یک شنبہ کا دن ہی اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ فی اس دن میں
 هذا اليوم بخلق المخلوقات فهو اولى بالتعظيم فهدى الله تعالى هذا الامم ووفقهم باصابة حتى
 مخلوقات کا پیدا کرنا شروع کیا تھا تو اسی دن کی تعظیم اولیٰ ہی آخر اللہ تعالیٰ فی اس امت کو ہدایت کیا اور توفیق صلوٰۃ کی دی یہاں تک
 عينوه وقالوا ان الله تعالى اوجد في سائر الايام ما ينتفع به الانسان وفي يوم الجمعة اوجد نفسا
 کہ جمعہ مقرر کر لیا اس دلیل سی کہ اللہ تعالیٰ فی تمام ایام میں تودہ چیزیں پیدا کیں جس میں انسان کی منفعت سی اور جمعہ کی دن میں انسان کی ذات کو پیدا کیا
 والشكر على نعمه الوجود اقدم وقديمن الله تعالى كيفية الشكر في هذا اليوم فقال اذا اوردى الصلوة
 اور شکر گزاری نعمت وجود کی بہت ضرور اور بہت مقدم ہی اور اللہ تعالیٰ اس دن میں شکر کی کیفیت یوں بیان کی
 من يوم الجمعة فاستعور الى ذكر الله وادرك البعق فانه تعالى امره بالاسعي الى الجمعة ثم امره بترك الاشغال
 دن جمعہ کی تودہ اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دینا سو اللہ تعالیٰ نے اول واسطے سی کی طرف جمعہ کی امر فرمایا پھر واسطے ترک شغل کا بار
 بالامور النبوية الصارفة عن السعي الى الجمعة وقد روى عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام
 دنیا کی طرف جمعہ کی طرف جانی سی روکتی ہوں امر کیا اور عبد اللہ بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا
 قال لينتهين اقوام عن تركهم الجمعة او يختمن الله على قلوبهم ثم ليكونن من الغفلين فانه عليه السلام
 ابنتہ باز آؤں لوگ جمعہ ترک کرنی سی یا بیشک اللہ تعالیٰ انکی دلوں پر مہر لگا دینگا پھر وہ مہر سے غافل ہو جا دیں گے اب نبی علیہ السلام نے
 بين في هذا الحديث ان احدا من كائن لا محالة اما الانتهاء عن تركهم الجمعة او ختم الله على قلوبهم
 اس حدیث میں بیان فرمایا کہ دونوں بات میں سی ایک بالضرور ہونی چاہی یا یا انا جمعہ ترک کرنی سی یا انکی دلوں پر اللہ کا مہر لگانا
 ثم ليكونن من الغفلين لان العباد اذا تركوا امر من امر الله تعالى مرة يحصل في قلبه نكتة سوداء
 پھر ہو جا دیں گے وہ غفلت والی اس واسطے کہ آدمی جب کوئی حکم اللہ کی حکون میں سی ایک بار ترک کر دے تو اس کی دل میں ایک داغ سیاہ پیدا ہو جاتا ہی
 واذا ترك مرة اخرى يحصل في قلبه نكتة سوداء اخرى ثم كذلك حتى يسود قلبه فاذا اسود قلبه يغفل
 اور جب آدمی دوبارہ ترک کیا تو اس میں دوسرا داغ سیاہ پڑ جاتا ہی اسی طور آخر سارے دل سیاہ ہو جاتا ہی پھر جب دل تمام سیاہ ہو گیا
 عليه الغفلة وينسى الموت وكونه من اهل العصور وينهمك في الفسوق والفجور فان تاب وانتهى عن ترك
 تو اس پر غفلت چھا جاتی اور موت کو بھول جاتا ہی اور گور میں جانا یاد نہیں رہت اور فسق و فجور میں کہیں رہتا ہی پھر اگر اسی قوم کی اور فراموش ترک کرنی سی باز آتا

ما امر به نزول تلك النكتة عن قلبه نكتة نكتة فيعرض عن ارتكاب المنهيات ويستغل باداء المأمور
تدويع واغواك دل بوسی ایک ایک دور ہونی لکنا ہی بہر گناہ کرنی سہی بہر ہیز کرتا ہی اوراد و مامورات میں مشغول ہوتا ہی
التي من جملتها صلوة الجمعة فانها فرض ثبت فرضيتها بالكتاب والسنة واجماع الامة اما الكتاب
جنین جمعہ کی نماز ہی داخل ہی بیشک یہ فرض ہی اسکی فرضیت قرآن اور حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہی قرآن تو لی
فقلوه تعالى يا ايها الذين آمنوا اذا اتوا في الصلاة من يوم الجمعة فاستعوا الى ذكر الله فانه تعالى
یہ آیت ہی ای ایمان والہ جب اذان ہو نماز کی دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو بیشک اللہ تعالیٰ فی
امر في هذه الامة بالسعي الى ذكر الله تعالى ولا امر للوجوب والمراد بذكر الله تعالى الخطبة وهي شرط لجواز
ام آیت میں یہ لکھا کہ اگر تم ذکر الہی کی جلد جاؤ اور امر واسطی وجوب کی ہوتا ہی اور ذکر الہی سے مراد خطبہ ہی اور خطبہ نماز جمعہ کی ہی
صلوة الجمعة فاذا كان السعي الى الخطبة التي هي شرط لجواز صلوة الجمعة واجبا فيكون السعي الى طاهر
صحت کی شرط ہی بہر جب سعی خطبہ کی ہی جو نماز جمعہ کی صحت کی واسطی شرط ہی واجب ہوئی توسعی واسطی مقصود اصلی کی
المقصود الاصل وهو صلوة اولی واری ثم انه تعالى لتأكيد هذا الجواز امر بترك البيع المباح فقال
کردہ نماز جمعہ ہی بطریق اولی واجب ہے اور ذکر الہی کی واسطی تاکید اس جواز کی واسطی ترک بیع مباح کی امر کیا فرمایا
وذكر البيع لان ذلك لا يكون الا امر واجب واما الشبهة فقلوه عليه الصلوة والسلام اعلموا ان الله
اور ترک کرو بیع کو واسطی کہ ایسا حکم بدل امر واجب کی نہیں ہو سکتا اور حدیث میں ہی قول علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ فی
كتب عليكم الجمعة في يومی هذا في شهری هذا في مقامی هذا فمن تركها تها ونا بها واستخفافا
تخیر جمعہ فرض کیا ہی آج اس مہینہ میں اس مقام میں بہر صحتی اسکو ترک کیا حقیق جان کر اور ادراک کا حق ہلکا سمجھ کر
بحقها وله امام جائز او عادل الا فلا جمع الله شمله الا فلا صلوة له الا فلا زكاة له الا فلا صوم له الا
اور حال میں ہی کہ اسکا امام ہی جائز یا عادل ہو خبردار جمعہ نہ کرو اللہ اسکی پریشانی خبردار نہیں ہی اسکی نماز خبردار نہیں ہی اسکی زکوٰۃ خبردار نہیں ہی اسکا روزہ نہیں
ان يتوب فمن تاب تاب الله عليه واما الاجم فلان الامة قد اجتمعت من لدن رسول الله صلى الله عليه
اگر توبہ کر لی یہ جسے توبہ کی اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کر تا ہی اور اجماع امت میں ہی کہ تمام امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد ہی
الى يومنا هذا على فرضيتها ولم يختلفوا فيها وانما اختلفوا في اصل الفرض هل هو الظاهر ام الجمعة واياها
آج تک جمعہ کی فرضیت پر متفق ہی کیسکو اسمیں اختلاف نہیں ہی اور اختلاف ہی تو اصل فرض میں ہی کہ آیا ظہر ہی یا جمعہ ہی اور بہر صورت
كان يسقط الفرض باداء احدهما ولها شرط زائدة على شرط سائر الصلوات وهي اثنا عشر شرطاً ستة منها
دو لو میں ہی ہر ایک کی اور اگر کسی سی فرض سے کسی ساقط ہو جائے ہی اور اسکی ہی شرطیں تمام نمازوں کی شرطوں سے زیادہ ہیں اور وہ بارہ شرطیں ہیں چہاں میں ہی
في المصلي وهي شرط لوجوب صلوة الجمعة لا ادائها ولا لصحتها الاول الذكورة فلا تجب على المرأة والثاني
مصلی میں ہیں بہر شرطیں تو نماز جمعہ کی وجوب کی ہیں بہر شرطیں ادا اور صحت کی نہیں ہیں پہلی مصلی کا مرد ہونا سو عورت پر واجب نہیں ہی دوسری
الاقامة فلا تجب على المسافر وكل من وجد يوم الجمعة خنجر المص في حكم المسافر والثالث الحربية
مقیم ہونا پس مسافر ہو واجب نہیں ہی اور جسکو جمعہ کا دن مصری باہر ہو جادی بہرہ مسافر کی حکم میں ہی تیسری ازادی
فلا تجب على العبد اتفاقاً واختلق في المكاتب والمآذون والعبد الذي حضرا بجامع ليحفظ دابة مولاه
سودھم ہر کسی کی نزدیک واجب نہیں ہی اور مکاتب اور غلاموں کی باب میں اور اس عہد کی حق میں جو جامع مسجد کی دروازہ پر میان کا کھڑا پکڑی کھڑا ہو
والرابع الصحة فلا تجب على المريض اذا خاف زيادة المرض او بطوء البرد بالنهاب اليها ومثله الشيخ الكبير
چوتھی صحیح و سالم ہونا جس پر واجب نہیں اگرچہ میں جانی سی بیمار کی بڑھیکا یا دیر میں چہاں ہو نیکا خوف ہو اور ایسی ہی سیر فرقت

الضعیف عن السعی و الخامس سلامة العینین فلا تجب علی الاعی عندنا بی حنیفة و عندنا تجب و عندنا
 جلی من تاتوان ^{یا من انکم یون والا ہونا پس نہی پر} ^{نامہ ابو حنیفہ کی نزہۃ واجب نہیں اور صاحبین کی نزہۃ واجب ہے اگر}
 قائل و السادس سلامة الرجلین فلا تجب علی المقعدان وجد من یجاء الی الجمعة والمريض والمریض علی الاصح
 انہ یکرہ الیہ الیہ ^{چہی دونو پاؤں کی سلامتی پس لنگڑی پر واجب نہیں اگرچہ ایسا شخص میسر آوی کہ چڑھی چڑا کو جو میں یوحای اور بیدار اصح قول پرانہ ہو گا کہ}
 ان بقی المریض ضایعا والمریض من جملة الاعتذار بالبیعة للتحلف عن الجمعة و کذا الخوف من ظالم ونحوه و
 اگر مریض چلن نہ جاوی اور بیمار یا کراہون غدرات میں ہی جس سی جو میں بجانا مباح ہو جائتا ہی ایسی ہی ظالم وغیرہ کا خوف اور
 المطر والثلج والوحل ونحوها فهو لا الذین لم یستکملوا الشرائط لا تجب علیہم الجمعة لکنہم لو حضر وہا
 بارش اور اداوی اور کچھ وغیرہ پس یہ نہ کہ جن میں پیشہ میں ہیں ان پر جو واجب نہیں ہی لیکن یہ نہ تو اگر جو میں چلی باویں
 وصلوها یجزیہم عن فرض الوقت فستقصر فی غیر المصلی وہی شروط لادائها وصحتها الاول
 اور پڑھ میں تو قتی فرض نمازی بملا ہو جائتا ہی اور چہرہ شریفین سوای مصلی کی ہیں اور یہ شرطین ادا کی اور صحت کی ہیں پہلی
 المصروف لا یجوز ادائها فی المفازة والقری لکن ان صلیت فی القرية و کنت فیہا یلزمک ان تحضرها وتعمل لقل
 شہر کا ہونا پس جمعہ کا ادا کرنا چھک اور گناہ میں جائز نہیں ہی لیکن اگر گناہ کی اندر جمعہ پڑھنی لگیں اور تو وہ ان موجود ہو تو چھک جمعہ میں جانا اور علی ہذا کی
 علی ایاء وایسبق الی القلوب انکارہ وان کان عندک اعتذار فلیس کل سامع تکس تطیق ان تسمعه عندک
 قول پر عمل کرنا لازم ہی ہے بحدیہ ایسی بات سی جس میں لوگوں کی دلوں میں شبہ انکار کا پیدا ہو اگرچہ چھک عذر حاصل ہو کیونکہ ہر کی سامع منکر ایسا نہیں ہی کہ تو اس کو اپنا عذر بنا کر
 قد جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال من کان یؤمن بالله والیوم الاخر فلا یقعہ موقع التهم واختلقوا
 اور ضرور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا جو شخص ایسا ہے
 فی نفسیر المصروف الصحیح انه الموضع الذی یکون فیہ بیوت وسکاو واسواق وامیر وقاضی فغدا الاحکام
 تعریف میں اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ مصر ایسا موضع ہی جس میں گھر ہوں اور کوئی اور بازار میں اور حاکم اور قاضی جو احکام جاری ملصقة
 ویقیم الحدود و لیس من شرط ادائها المسجد الجامع لجواز ادائها فی فناء المصروف هو ما اتصل به معمل
 اور حد و دقائم کری اور شرط ادار میں مسجد جامع کا ہونا داخل نہیں ہی اسو علی کہ فناء مصر میں ہی جمعہ جائز ہی اور فناء وہی جو میلان مصر کی قریب مصالح کی
 کر بض الخیل و جمع العسکر و دفن الموتی و صلوة الجنائزہ و غیرہا لا یجوز للمخليفة وامیر الحج اقامتها ہی
 کہہ چھوٹا ہو جیسی کہ ہو تو فناء باز نہا اور شکر کا جمع کرنا اور مردوں کا دایا اور جنازہ کی نماز پڑھنی اور نماز اکی اور خلیفہ اور امیر حاج کو جمعہ قائم کرنا منی میں موسم کی
 فی الموسم لانها تكون مصر فی ایام الموسم لاجتماع شرائط المصروف من لامیر والقاضی والبنیة والاسواق
 دنوں میں جائز ہی اسلی کہ منی موسم کی تو نہیں بمنزل مصر کی ہو جاتی ہی اسو علی کہ تمام شرطین مصر کی اوسین جمع ہو جاتی ہیں امیر قاضی اور کائنات اور بازار میں
 لانها لا تبقى مصر بعد نقضاء الموسم وبقاءها مصر لیس بشرط ولا یجوز اقامتها بعرفات لانها لیست
 ان اتنا ہی کہ موسم کی گزرنی کی بعد مصر باقی نہیں رہتی اور باقی رہنا مصر کا کچھ شرط نہیں ہی اور عرفات میں جمعہ قائم کرنا جائز نہیں اسو علی کہ عرفات نہ تو
 بمصر ولا من فنائہ بل هو فضاء ومفازة و فی ظاہر الروایة عن ابی حنیفة لا یجوز اقامتها فی المصر الا فی موسم
 مصر ہی اور نہ فناء مصر بلکہ وہ ایک میدان اور چھک ہی اور ظاہر روایت میں امام ابو حنیفہ سی ہی کہ جمعہ قائم کرنا مصر میں سوا ایک مسجد کی
 واحد فان ادیت فی موضعین او اکثر فالجمعة للاولین تحریم وقیل فراغا وقیل فیہا جمیعاً وان لم یعلم
 جائز نہیں ہی پھر اگر دو جگہ یا دو جگہ ہی زیادہ ہو جائی تو جمعہ انکاحی جنہوں کی پہلی نیت باندھی اور بعضی کہتی ہیں جو پہلی پڑھ چکی اور بعضی کہتی ہیں دونوں میں اور اگر پہلی
 ایہما الاول تبطل صلوة الكل فی روایة عنه وهو قول محمد یجوز اقامتها فی موضع متعدد و فی روایة
 معلوم ہوا کہ کون میں تو سب کی نماز باطل ہی اور اگر بیت میں ابو حنیفہ سی اور یہ ہی قول امام جوہر کا ہی کہ قائم کرنا جمعہ کا کئی جگہ جائز ہی اور ابو یوسف کی روایت

ابی یوسف لا یجوز قامةها فی موضعین الا اذا کان بینهما امر عظیم کدجلة فی بغداد و فی زیقة عنه لا یجوز
 من قامة کرا جمعا و حکمہ جلد نہیں
 او متھا اذا کان علیہ جرح حتی روی عنه انه کان یا مریض الجمعة برفع الحجة وقت الصلوة لیکون
 قامة کرا جمعا یعنی و جگہ طایر نہیں اگر اس نہری پر مل ہو بیان کر کہ روایت کی کہ امام ابو یوسف جمعہ کی دن نماز کی وقت طے اچھو لو تھی ہی تاکہ وہ جگہ
 کمر باری فی کل موضع وقع لانتشاء فی صحة الجمعة تعددها و لوقوع السک فی لمصاردا قامة اهلہ یسعی لهم
 لانتشاء و غیر ان کی ہو جاوی اور جرح جگہ صحت جمعہ میں بسبب تعدد کی یا بسبب مصر کی مشکوک ہوئی کی یہ سببہ پڑی کہ لو اہو یا نہیں توجہ و ان کی لوگ جمعہ میں
 ان یصلون بعدھا و روی اربع رکعات قائلہ کہوا حد منہم نوبت ان اصلی اخر ظہر در رکعت وقتہ و لم اصلہ
 تو انکو سزا دہی کہ بعد اسکی چار رکعت اور الگ الگ پڑھ لیں ہر یک نیت کی وقت یہ کہی نیت کرنا ہوں کہ اگر ان پچھل ظہر جسکا میں فی وقتہ یا پر اب تک پڑی
 بعد و اصل ہذا علی ما ذکر فی القنیة ان اهلہ و لما ابتلوا باقامة الجمعة فیہا مع اختلاف العلماء فی
 نہیں اور اسکی اصل موافق بیان قنیہ کی یہی کہ مروی لوگ متروکین (و جگہ جمعہ پڑھنی لگی مادحہ دیکھ علماء میں دو جمعہ کی جواز میں اختلاف تھا
 جوازہم امرہم اثمہم باء کل واحد منہم اربع رکعات بهذه النیة حتما احتیاطا لان الجمعة التي صلاھا
 تو انکو او کئی بیشواؤن فی فتوی دیا کہ ہر یک احتیاط کی واسطی چار چار رکعت اس نیت سی ضروری پڑا کری
 ان لم یخرج عن عھدة فرض الوقت یقین وان جازت فان کان علیہا ظہر فانت یسقط عنه ذلك
 اگر جواز نہیں ہوا تو فرض وقت کی درسی یقینا پاک ہو جاوے گا اور اگر جمعہ طایر ہو گیا تو پھر اگر اسکی ذمہ کوئی ظہر فائت ہوگی تو اب وہ فائتہ او اہو جاوے گی
 لانت و ان لم یکن علیہ ظہر فانت تکلن تلك الاربع نفلا و لاحتمال كونها نفلا لا بد ان یقر فی الاخرین
 او اگر اسکی ذمہ ظہر فائتہ نہیں ہی تو یہ چاروں رکعت نفل ہو جاوے گی
 بعد الفاتحة سورة لانها ان وقعت فرضا فقر السورة لا تضروا و وقعت نفلا فقر السورة واجبة و التا
 بعد سورة فاتحہ کی سورۃ پڑھی اسوسل کی اگر وہ فرض ہوئیں تو سورۃ کی پڑھنی میں کچھ نقصان نہیں ہی اور اگر وہ رکعتیں نفل ہوئیں تو سورۃ کا پڑھنا واجب ہی اور وہ
 من الشروط التي فی غیر المصلی السلطان و نائبہ و المتغلب الذی لا منشور لہ من السلطان یجوز لہ اقامة
 بشرط غیر مصلی میں ہو سلطان کا یا اسکی نائب کا ہونا اور جو متغلب کہ سند سلطانی نہیں رکھتا او کو قامة کرا جمعا طایر ہی
 الجمعة اذا کان سیرتہ فی رعبۃ سیرۃ الامرء و کان یحکم بینہم بحکم الولاية اذ بد لك یثبت السلطنة
 اگر اسکا معاملہ رعیت سی بطور امراء کی ہو اور رعیت پر حکومت حاو کی طور پر کرتا ہو اسوسل کی اس سی سلطنت ثابت ہو جاتی ہی
 فیتحقق الشرط و الامور بالجمعة ان لیست تخلف و ان لم یؤذن لہ فی الاستخلاف و لا فرق فی ذلك بین وجود
 پھر شرط موجود ہو جاتی ہی اور جو شخص جمعہ کی نئی مامورین جیسے قاضی وغیرہ اختیار رکھتی ہیں کہ اپنا خلیفہ کر دیں اگرچہ انکو خلیفہ کر فی اجازت نہوا و اس نیت پچھل
 الغد و عدم وجودہ و لا بین الخطبة و الصلوة و الاذان فی الخطبة اذان فی الصلوة و بالعکس و لیس
 نہیں خواہ کچھ عذر ہو یا عذر نہوا و نہ کچھ فرق خطبہ کا ہی اور نہ نماز کا اور خطبہ کی اذان بعینہ نماز کی اذان ہی اور بالعکس اور
 للقاضی ان یصلی الجمعة بالناس اذ لم یؤمر بها و کذا صاحب الشرطۃ لیس لہ ان یصلیہا بہم فان مات
 قاضی کو اختیار نہیں کہ لوگوں کو جمعہ پڑاوی اگر اسکو سلطان حکم نہیں ہی اور ایسا ہی محاسب کو جاز نہیں کہ لوگوں کو جمعہ پڑاوی اور اگر حکم شکر ہو
 والی المصر فقبل اتیان وال اخر لوصلی لہم خلیفۃ او القاضی او صاحب الشرطۃ یجوز لان امر العامة فوض
 تو دوسری حکم کی مقرر ہو فی سی پہلی اگر لوگوں کو خلیفہ یعنی نائب یا قاضی یا محاسب جمعہ پڑاوی تو جاز ہی اسکی کہ انتظام علوم کا انکو سپرد ہی
 لہم و ان لم یکن احد من هؤلاء فاجتمع الناس علی احد فصلى بہم یجوز و مع وجود احد منہم لا یجوز
 و اگر انہیں ہی کوئی موجود نہ ہو اور لوگوں فی جمع ہو کر ایک کو امام کر لیا اور انسی جمعہ پڑا دیا تو بھی جائز ہی اور اگر انہیں ہی کوئی موجود نہ ہو تو انکو اسکی

و انما امر العامة

الاباذنه ولو شرع المأمول بها فيها ثم حضر اخر مكانه مضى عليها ولو حضر قبل شروع لا يصح شرعه
 بدون اذنه اذن في جازينين اور اگر کسی غیر مجبوجہ نہ ہو تو اجازت نہیں ہوتی شرع کر چکا سو یہ اس کی جگہ پر دوسرا مقرب ہو کر گیا یا نہ کر تو نہیں نہیں اور اگر شرع کر ہی
 والثالث من تلك الشروط الوقت وهو وقت الظهور فلا يجوز قبل الزوال ولا بعد دخول العشاء
 پہلی گئی تو شرع کر چکا نہیں اور تیسری شرط اون شرطوں میں سے وقت کا ہونا اور وہ وقت ظہر کا ہی سو وہ چوتھیں ہی پہلی جائز نہیں اور نہ بعد جانی وقت عصر کی اور اگر
 خرم الوقت وهو فيها يستألف الظهور ولا يبينه عليها لاختلافها كميتة وشروط والرابع من تلك
 نمازی کی اندر وقت ہو چکا تو اس شرط کو بڑی اور سبکو بڑا کر ظہر نہ کر کی کیونکہ جمعہ اور ظہر مقدس اور شرطوں میں مختلف ہیں اور چوتھی شرط اون
 الشروط الخطبة ولها شرط وركن وواجب وسنة أما شرطها فكونها في الوقت حتى لو خطب
 شرطوں میں سے خطبہ ہی اور خطبہ کی ہی شرط اور رکن اور واجب اور سنت ہیں خطبہ کی شرط تو یہ ہے کہ وقت کی اندر ہو دی یہاں تک کہ اگر پیش از وقت
 قبله لا تقم وكونها بحضرة الجماعة حتى لو خطب وحده ثم حضر الجماعة لا تقم وكونها جمل
 خطبہ پڑھنا تو صحیح نہیں اور جماعت کی سامنی چاہی یہاں تک کہ اگر خطبہ تنہا پڑھنا اور یہ جماعت جمع ہوگی تو صحیح نہیں ہی اور اس کا پکار کر پڑھنا چاہی
 بحيث ليس معها من يكون عنده اذ لم يكن مانع واما ذكرنا فمطلق ذكر الله تعالى بنيتها حتى لو قال
 کہ جو اس کی پاس موجود ہوں سب سن لیں اگر کہیے مانع ہو اور خطبہ کا رکن مطلق ذکر اللہ تعالیٰ کا خطبہ کی نیت ہی یہاں تک کہ اگر خطبہ ہی
 الحمد لله اوسبحان الله اوله لا اله الا الله على قصد الخطبة يخرج عن عند أبي حنيفة اما القول لعطاس
 الحمد لله اوسبحان الله لا اله الا الله خطبہ کی نیت ہی کہا تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک کافی ہی ثلاث بان اگر چہ تک
 او تعجب فلا يخرج عن عندهم لا بد من ذكر طویل يسمى خطبة وهو مقدار ايات وقيل مقدار التشهد
 یا تعجب ہی کہیگا تو کافی نہیں ہی اور صاحبین کی نزدیک اتنا ذکر دراز ضروری ہو چکا خطبہ کہہ سکیں اور وہ تین آیتوں کی برابر ہو اور کوئی کہتا ہی کہ تشہد کی برابر ہو
 من قوله التحية لله الى قوله عبده ورسوله لان الخطبة واجبة بالاجماع والتحية الواحدة
 لفظ التحیات لہ ہی عبودہ ورسولہ تک اسلوب کی خطبہ متفق علیہ واجب ہی اور الحمد للہ ایک بار
 والنسيحة الواحدة والتهليلة الواحدة لا تنضم خطبة واما واجبها فالطهارة والقيام وسائر
 اور سبحان اللہ ایک بار اور لا اله الا اللہ ایک بار خطبہ نہیں کہلاتا اور خطبہ کی واجبات با وضو ہونا اور کھڑی رہنا اور عورت کا
 العورة واما سننها فكونها خطبتين مجلسين بينهما يشتمل كمنه على الحمد والتشهد والصلوة على
 ڈانہا اور خطبہ کی سنت دو خطبوں کا ہونا بیچ میں ایک مجلس کی فرق سی اور دونوں میں حمد اور تشہد اور درود
 النبي صلى الله عليه وسلم والاولى على تلاوة اية والوعظ والثانية على الدعاء للمؤمنين والمؤمنات
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھو اور پہلی خطبہ میں تلاوت آیت کی اور پندہو اور دوسری میں سمان مرد اور عورتوں کی حق ہیں
 بدل الوعظ والخامس من تلك الشروط الجماعة واقلم ثلاثة سوى الامام ويشترط كونهم رجلا عاقلين
 بدل ہندگی دھار ہوا بخیرین شرط اون شرطوں میں سے جماعت ہی کہ کسی کم تین آدمی سوا امام کی ہوں بشرطیکہ تینوں مرد عاقل بالغ ہوں
 بالغين فلا يتعقد بالنساء والصبيان والمجانين ولا يشترط كونهم احرا او مقيمين فتعقد بالعبيد
 پس جماعت نری عورتوں اور بچوں اور دیوانوں سی نہیں ہوگی اور یہ شرط نہیں ہی کہ آزاد یا مقیم ہوں پس جماعت نری غلاموں
 والمسافرين ويشترط بقاؤهم الى السجدة الاولى عند ابي حنيفة فلو نفر اقبلها او نقصوا عن ثلث ثم
 اور مسافروں سی ہو جاوگی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک یہ شرط ہی کہ پہلی عہدہ تک سب موجود رہیں پس اگر پہلی عہدہ ہی پہلی ہوا گئی یا تین سی کم رہ گئی
 يستقبل الظهور عندهما لو نفر وابتعدا الختمية يتم الجمعة والسادس من تلك الشروط الاذن العام
 تو ظہر اور اگر کسی اور صاحبین کی نزدیک اگر بعد تکبیر تحریر کی چلی جاوین تو جمعہ پورا کر لی اور چوتھی شرط اون شرطوں میں سے اذن عام ہی

وهو ان یفتقر یا ان یجامع ویؤذن للناس حتی لو اجتمع فی الجامع واخلقوا بابه وصلوا فیہ الجمعة لا

استطوعوا ان یصلوا فی مسجد جامع کا دروازہ کھل جاوی اور لوگوں کو آئی کی اجازت ملی بیان تک کہ اگر مسجد میں جمع ہو کر پھر دروازہ اوکھا بند کر دیں اور جو کسی نماز مسجد میں داخل

یجوز وکذا السلطان لو اخلق باب قصره وصلی فیہ بحشمہ لا یجوز لہا من شعثا ولا سلام وخصائص

تجایز نہیں ہی اور ایسی ہی سلطان اگر اپنی محل کا دروازہ بند کر لیتی فوج کے ہمراہ جو کہ نماز پڑھتی تو تجایز نہیں ہی اس واسطے کہ جیسے اسلام کی نئی نیون اور دین کی خاص

الدين فلا بد من اقامتها علی طریق الاشتمال واروان فتم باب قصره واذن للناس بالدخول فیہ یجوز سوا

اروان میں ہی ہی سوا کو خواہ غواہ بطور اشتہار کی قائم کرنا چاہی اور اگر بادشاہ اپنی محل کا دروازہ کھول کر لوگوں کو اجازت آئی کی دیدیوی تو تجایز ہی پھر پڑی

دخلوا ولا لکن بیکره لعدم قضاء حق المسجد الجامع فاذا وجدت هذه الشرط كلها یجب السعی

کہ کوئی جاوی یا نہ جاوی پر کمرہ ہی اس واسطے کہ مسجد جامع کا حق ادا ہو اور جب یہ تمام شرطیں پوری ہائی جاوین تو اصح قول پر سعی اور

ترك السعی بالاذان الاول وهو الذي يكون علی المنارة بعد دخول الوقت فی الاصل لانه المعتبر فی

بیج ترک کرنا پہلی اذان پر واجب ہی یعنی وہ اذان جو منارہ پر وقت ہو جاتی ہی بعد ہوتی ہی موافق اصح قول کی اس واسطے کہ یہ ہی توان

هذا الزمان وان كان حادثا غیر واقع فی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما روی انه علیہ السلام

اس زمانہ میں معتبر ہی اگرچہ حوادث ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد میں نہ تھی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

والامامین بعده كانوا یصعدون المنبر بعد الزوال قبل النداء فیؤذن المؤذن بین یدیم فلما كان زمن

اور بعد حضرت کی دونوں امام زوال کی بعد اذان ہی پہلی منبر پر جاتی تھی پھر مؤذن اوکھی سامنی اذان پڑھتا تھا پھر جب زمانہ

خلافة عثمان وكثر الناس رای ان یؤذن المؤذن قبل صعود الامام المنبر لیتنهی الصوت الیہم فیختر

عثمان کی خلافت کا آیا اور لوگوں کی کثرت ہو گئی تو اوکھی ہی میں یہ آیا کہ مؤذن امام کی منبر پر جاتی ہی پہلی اذان کہا کری تاکہ اوکو آواز جاوی اور نہ کر آجودین

وزاد اذانا ثانیاً علی دار فی سوق المدينة بقرب المسجد یقال لہ زوراء وكان هذا الاذان سنة ایض

اور دوسری اور اذان پڑادی ایک گھر پر جو مدینہ کی بازار میں مسجد کی پاس تھا اوکھا نام زوراء ہی اور یہی اذان ہی مسنون ہی

ثقله علیہ السلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين بعدی واما النداء الذي یكون فی وقت

اس حدیث کی موافق لازم کرنا اپنی اور میری سنت اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت اور وہ اذان جو چاشت کی وقت ہوتی ہی

الضحی للتنبیہ علی ان هذا الیوم یوم الجمعة فیدعہ احدہ العجی کم کذا ذکر فی مجمع الفوائد والحاصل ان کل

اطلاع دینی کو کہ یہ دن جمعہ کا ہی سو یہ بدعت ہی اسکو حجاج فی جاری کیا تھا کتاب مجمع الفوائد میں یہ ذکر کیا ہی مطلب یہ ہی کہ جو

اذان یكون قبل الزوال فهو غیر معتبر بل المعتبر الاذان الاول الذي یكون بعد الزوال اذ به یحصل الاعلا

اذان دوپہر ٹی سی پہلی ہووی سوا ویکہ اعتبار نہیں ہی بلکہ معتبر پہلی اذان ہی جو دوپہر ٹی کی بعد ہوتی ہی اسکی کراس ہی اعلام حاصل ہوتا ہی

فان کل من یحب علیہ الجمعة اذا اذن هذا الاذان یلزم السعی الی الجمعة فاذا حضر المسجد الجامع یصلی

بیکہ جب پھر جو واجب ہی جب یہ اذان ہوگی اوکھو جلد جمعہ میں دوڑ جانا چاہی پھر جب وہ مسجد جامع میں پہنچی تو پیشی ہی پہلی

قبل القعود رکعتین تحیة المسجد ثم اربع رکعات سنة الجمعة واذا توجه الامام الی صعود المنبر یجزم

دو رکعت تحیة المسجد پھر چار رکعت سنتیں جمعہ کی پڑی پھر جب امام منبر پر جاتی کو متوجہ ہو تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک

الصلوة والکلام عند الی حنیفة حتی یتیم الخطبة وعندہا لا یاس بالکلام قبل الشرع فی الخطبة واذا

نماز اور بات جمیت سب حرام ہی جب تک خطبہ تمام ہو جاوی اور صاحبین کی نزدیک خطبہ شروع کرنی ہی پہلی پہلی ہائی کا پھر مضائقہ نہیں اور جب

جلس علی المنبر یؤذن المؤذن بین یدیه الاذان الثانی واذا تم الاذان یقوم ویخطب خطبتین یفصل بینہما بجلسة

امام منبر پر چاہیٹی تو مؤذن اوکھی سامنی دوسری اذان پڑی اور جب یہ اذان ہو چکی تو امام کھڑا ہو کر دو خطبی پڑی دونوں کی چھین

خفيفة عند الله ان يستقر كل مضمونه في موضعه وليستحب للقوم ان يتقبلوا الامام عند

الخطبة فانهم انهم ليستحبوا القبلة المخرج في تسوية الصفوف لكثرة الزحام كما ذكر في

شرح الهداية للسروحي واذا فرغ من الخطبة وشرع المؤذن في الاقامة ينزل من المنبر ويصلي

بالناس ركعتين صلوة الجمعة ولو وقع الاشتباه في صحتها بتعددتها ووقوع الشك في المصدر

يصل بعد ذلك واحد منهم فرادى اربع ركعات اخر ظهر كما سبق ثم اربع ركعات بنية السنة

عند ابى حنيفة وعندهما ست ركعات ومن ادرك الامام فيها ولو في التشهد او في سجود السهو يصل

معها ادرك وبني عليه الجمعة وقال محمد بن ادرس في الركوع في الركعة الثانية يبني عليه الجمعة

وان ادرك بعد ما رفع راسه من الركوع في الركعة الثانية يبني عليه الظهر ومن اعذله اذا صلى

الظهر قبل ان يصلي الامام الجمعة يصم ظهره لكن يكون عاصيا لترك الجمعة ويكره للمعذرين

والمسجونين اداء الظهر في المصرا بالجماعة سواء كان قبل فراغ الامام من الجمعة او بعده لان الجمعة

للمجااعة وفي اداء الظهر بالجماعة تفريق الجماعة عن الجمعة وتقليد لها فيها بخلاف اهل القرى اذ لا الجمعة

عليهم ولا يفضى اداء الظهر بالجماعة الى تفريق الجماعة وتقليد لها فيكون ذلك في حقه كسائر الايام

في جواز اداء الظهر بالجماعة من غير كراهة وليستحب للمريض ان يصلي الظهر قبل فراغ الامام من الجمعة

لرجاء البرء في كل ساعة ومن جاء الى الجمعة ووجد المسجد ملان وامر ان يتخطى الناس ان كان يؤذيهم

بالخطي لا يتخطى وان كان لا يؤذي احدا بان لا يطأ ثوبا ولا جسدا لا باس بان يتخطى ويدنو من الامام

وذكر الفقيه ابو جعفر عن اصحابنا ان الخطي لا باس به ما لم ياخذ الامام في الخطبة ويكره اذا اخذ

اورافقه ابو جعفر تباري اصحاب سي نقل كرتاي كه تخطي كا كچه مضائقه نهن جب تك امام في خطبه نهن شروع كيا

اورافقه ابو جعفر تباري اصحاب سي نقل كرتاي كه تخطي كا كچه مضائقه نهن جب تك امام في خطبه نهن شروع كيا

اورافقه ابو جعفر تباري اصحاب سي نقل كرتاي كه تخطي كا كچه مضائقه نهن جب تك امام في خطبه نهن شروع كيا

اورافقه ابو جعفر تباري اصحاب سي نقل كرتاي كه تخطي كا كچه مضائقه نهن جب تك امام في خطبه نهن شروع كيا

اورافقه ابو جعفر تباري اصحاب سي نقل كرتاي كه تخطي كا كچه مضائقه نهن جب تك امام في خطبه نهن شروع كيا

اورافقه ابو جعفر تباري اصحاب سي نقل كرتاي كه تخطي كا كچه مضائقه نهن جب تك امام في خطبه نهن شروع كيا

اورافقه ابو جعفر تباري اصحاب سي نقل كرتاي كه تخطي كا كچه مضائقه نهن جب تك امام في خطبه نهن شروع كيا

اورافقه ابو جعفر تباري اصحاب سي نقل كرتاي كه تخطي كا كچه مضائقه نهن جب تك امام في خطبه نهن شروع كيا

اورافقه ابو جعفر تباري اصحاب سي نقل كرتاي كه تخطي كا كچه مضائقه نهن جب تك امام في خطبه نهن شروع كيا

اورافقه ابو جعفر تباري اصحاب سي نقل كرتاي كه تخطي كا كچه مضائقه نهن جب تك امام في خطبه نهن شروع كيا

اورافقه ابو جعفر تباري اصحاب سي نقل كرتاي كه تخطي كا كچه مضائقه نهن جب تك امام في خطبه نهن شروع كيا

اورافقه ابو جعفر تباري اصحاب سي نقل كرتاي كه تخطي كا كچه مضائقه نهن جب تك امام في خطبه نهن شروع كيا

فعلى هذا يكون جواز التخطي مشروطا بشرطين احدهما ان لا يؤذى احدا والثاني ان لا يكون الامام في
 اس روایت کی موافق تخطی جائز ہونی کی لئے دو شرط ہیں ایک تو یہ کہ کسی کو ایذا نہ

الخطبة يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرصائه بلطفه وكرمه المجلس الخمسون في بيان
 الہی حکم آسان کر موافق اپنی رضا کی عمل کرنا اپنی لطف اور کرم سی

المصافحة وبيان كيفيةها وقوائدها وبدعيها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 اور اوسکی کیفیت اور طرز اور قاعدہ اور اسکا بدعت ہونا بی عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا

ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان الا غفرلها قبل ان يتفرقا وفي رواية اذ التقى المسلمان
 نہیں کوئی دو مسلمان کہ ملین اور مصافحہ کریں مگر دونوں جہاں سے پہلی بخشش جائیگی اور ایک روایت میں ہی جب دو مسلمان ملین

فيتصافحان وحمد الله واستغفر الله غفرلها هذا الحديث من حسان المصاير رواه البراء بن عازب
 اور مصافحہ کریں اور اللہ تعالیٰ حمد کریں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگیں تو اسے اول دن دونوں کو بخش دے گا یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی براء بن عازب کی روایت

والقاء فيه لفظ خاص للتعقيب موجه تعقيب التصافح الالتقاء والتصافح على ما ذكر في صحيح الجوهري
 اور قاء اس میں لفظ خاص تعقیب کی واسطی ہی جس سے مصافحہ ملاقات سے پہلی واجب ہوتا ہی اور قاء خاص مصافحہ کی واسطی ہی جس سے مصافحہ ملاقات سے پہلی واجب ہوتا ہی

المصافحة فيثبت شرعية المصافحة عند لقاء المسلم لاجيه وتكون من تمام التحية بينهما لما
 مصافحہ کی ثابت شرعیہ مصافحہ عند لقاء المسلم لاجیه وتكون من تمام التحية بينهما لما

روى عن ابى امانه عليه الصلوة والسلام قال تمام تحياتكم بينكم المصافحة وهذا الحديث ايضا
 ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام فرمایا تمام تحیات آپ کے مسلمانوں کی مصافحہ ہی یہ حدیث بھی روایت کرتی ہی

يدل على كون شرعية المصافحة عند الملاقاة لانه عليه السلام جعلها من تمام التحيات التحيات
 کہ مصافحہ ملاقات کی وقت مشروع ہی اس واسطی کہ نبی علیہ السلام نے مصافحہ کو تمام تحیات کا ٹکڑا اور تحیات

جمع التحية وهي السلام والسلام انما يكون عند الملاقات وكذا ما هو من تمامه فينبغي ان توضع
 جمع تحیہ کی ہی سلام کو کہتی ہیں اور سلام سواء وقت ملاقات کی نہیں ہوتا اور ایسی ہی جو چیز سلام کی تمام ہی اب سزاوار ہے کہ

حيث وضعها الشارع وبراعى سنتها والسنة فيها ان تكون بكتا اليدين واما في غير حال الملاقاة
 مصافحہ اسی جگہ ہو کر ہی جہاں اس کو شرع نے قائم کیا ہی اور اسکی طریقہ سنون کی رعایت ہو اور سنون اس طور پر ہی کہ دونوں ہاتھوں کی ہوا اور دونوں وقت ملاقات کی

مثل كونها عقيب صلوة الجمعة والعيدين كما هو العادة في زماننا فالحديث ساكت عنه فيبقى
 جیسی بعد نماز جمعہ اور عیدین کی جواس زمانہ میں عادت جاری ہی سو حدیث سے ثابت نہیں ہی پس یہ

بدليل قد تقرر في موضعه ان ما لا دليل عليه فهو مردود ولا يجوز التقليد فيه بل يرد ما روى عن
 بلا دلیل ہی اور اپنی جگہ میں یہ ثابت ہی کہ جس امر کی کچھ دلیل نہیں ہوتی تو وہ مردود ہوتا ہی اور عین تقلید جائز نہیں بلکہ یہ عارضہ رضی کی روایت سنگی روایت ہی

عائشة انه عليه السلام قال من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد اي مردود فان الاقتداء
 کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس نے کچھ نیا پیدا کیا ہمارے اس میں جو میں سے نہیں ہی سو وہ سید ہی یعنی مردود ہی کیونکہ پیروی

لا يكون الا بالنبي عليه السلام اذ قال الله تعالى وَمَا اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا
 سواء نبی علیہ السلام کی کیسی نہیں ہی اس واسطی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور جو نبی تم کو رسول

وقل في آية اخرى فليحذر الذين يخافون عن امره ان تضلهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم
 اور ایک اور آیت میں فرمایا سو تم میں جو لوگ خلاف کرتے ہیں اوسکی حکم کا کہ پہلی اول پر کچھ خرابی یا پہنچی اور کو دیکھ کی مار

علی ان الفقهاء من الحنفیة و الشافعیة و المالکیة صرحوا بکراهتها و کفرها بدعة قال فی المختلط ینکر المصاحفة
 علاوة علیہ ہی کہ فقہار حنفی اور شافعی اور مالکی مذہبون فی اس مصاحفہ کو صاف مکروہ کہا ہی اور بدعت بتایا ہی متقدمین کہتا ہی مصاحفہ بہر حال
 بعد الصلوة بكل حال لان الصحابة ما صافحو بعد الصلوة ولا تھا من سنن الروافض و قال ابن حجر من الشافعية ما
 بعد نماز کی مکروہ ہی اسلوسی کہ صحابہ رضی فی بعد نماز کی مصاحفہ نہیں کیا اور اسلوسی کہ یہ طریقہ رافضیوں کا ہی اور ابن حجر شافعی مذہب کہتا ہی یہ
 یقبلہ الناس من المصاحفة عقیب الصلوات الخمس بدعت مکروہة لا اصل لها فی الشریعة الحمدیة ینبذہ فاعلموا اولاً
 جو لوگ پیچھا نہ نمازوں کی پہلی مصاحفہ کیا کرتی ہیں بدعت مکروہ ہی مشرعیّت محمدی میں اسکی کچھ اصل نہیں مصاحفہ کرنا ایسی کو پہلی جلتا نا چاہی
 بانہا بدعت مکروہة و یغیر ثانیاً ان فعلها و قال ابن الحاج من المالکیة فی المدخل ینبغی ان ینزع الامام ما احداثہ
 کہ یہ بدعت مکروہ ہی اور اگر ترک نہ کریں تو یہ تعزیر دینی چاہی اور ابن الحاج مالکی مذہب مدخل میں کہتا ہی امام کو لازم ہی کہ مصاحفہ جو بعد نماز صبح کی
 من المصاحفة بعد صلوۃ الصبح و بعد صلوۃ الجمعة و بعد صلوۃ العصر بل زاد بعضهم فعل ذلك بعد الصلوات الخمس
 اور بعد نماز جمعہ کی اور بعد نماز جمعہ کی کیا نکال کر شروع کیا ہی منع کردی بلکہ بعضی بڑا کہ پیچھا نہ نماز کی بعد کرنی لگی ہیں
 وذلك كله من البدع و موضع المصاحفة فی الشرع انما هو عند لقاء المسلم اخیه لا فی اداء الصلوات فحیث وضعها الشرع
 یہ تمام بدعت ہی اور شرع میں مقام مصاحفہ کا صرف وقت ملاقات مسلم کا ہی بہائی مسلمان ہی نمازوں کی بعد نہیں ہی بہر جگہ شرع فی مقرر کیا ہی
 یضعها و یفعل عنہا و یزجر فاعلموا ان من خلاف السنة و هذا التصريح منهم یشتعربا لاجماع فلا یجوز الخلاف بل یلزم الاتباع
 و ہی جگہ قائم رکھنا چاہی اور مصاحفہ سے منع کرنا چاہی اور مصاحفہ کرنا کیونکر کرنا چاہی جبکہ خلاف سنت کرنی لگی اور اوکی اس تعزیر ہی اجماع معلوم ہوتا ہی سو مخالفت جائز نہیں ہی بلکہ اتباع
 لقوله تعالى فمن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سيل المؤمنين نول به ما تولى ونصله جهنم
 لازم ہی واسطی قول اللہ تعالیٰ کی اور جو کوئی مخالفت کری رسول کی جب کہل پہلی کو پہراہ کی بات اور چلی خلاف بتمازوں کی لہ ہی سو ہم اوکو جو مکرمین جو اتنی پکڑی اور ڈالیں
 ونساقه صوریاً و ما ذکرہ التوفی فی الاذکار وان کان مشعرا باباحة المصاحفة بعد صلوۃ الصبح والعصر الا انہ یفصم عن
 روز میں اور بت ہی جگہ پیچھا اور وہ جو روزی فی اذکار میں ذکر کیا ہی اگرچہ اس ہی اباحت مصاحفہ کی بعد نماز صبح اور عصر کی معلوم ہوتی ہی پراوس ہی مصاحفہ کا
 عدم مشرع و عینہا لانہ بعد بیان کون المصاحفة سنة و مستحبة عند الملاقاة قال و اما اعتاده الناس من المصاحفة
 غیر مشروع ہونا نکلتا ہی اسلوسی کہ مصاحفہ کو وقت ملاقات کی سنت اور مستحب بیان کر کر یہ کہتا ہی اور وہ جو لوگوں فی بعد نماز صبح اور
 بعد صلوۃ الصبح والعصر فلا اصل له فی الشرع علی هذا الوجه لکن لا بأس به فانظر کیف اعترف بان لا اصل له فی الشرع و بعد
 عصر کی مصاحفہ کی عادت کرنی ہی سوشع میں اس طور پر اسکی کچھ اصل نہیں ہی لیکن اسکا کچھ مضائقہ نہیں اب دیکھ تو کیسی قرار کیا کہ شرع میں اسکی کچھ اصل نہیں ہی
 هذه الاعتراف لا یفیدہ ما ذکر بعدہ من قوله و لکن لا بأس به الی اخر ما قال ولولم یصرح الفقهاء بکراهتها بل كانت مباحة
 یہ اس قرار کی بعد کیا فائدہ کرتا ہی لگی جا کر یہ کہنا پر اسکا کچھ مضائقہ نہیں ہی آخر تک جگہ ہی اور اگر فقہار اس مصاحفہ کو صاف مکروہ نہ کہتی بلکہ فی نفسہ مباح
 فی انفسہا حکمنا فی هذا الزمان بکراهتها اذ اطلب علیہا الناس واعتقدوها سنة لا رخصة بحیث لا یجوزون ترکها حتی وصل
 ہوتا تو ہی ہم اس زمانہ میں کراہت کا حکم کرنی اسلوسی کہ لوگ سپر جم گئی ہیں اور ابی سنت لازم جانتی ہیں کہ اسکا ترک کرنا جائز نہیں کہتی یہاں تک کہ ہو
 البتہ من بعض من اشتهر بالعلم انہ قال ہی من شعائر الاسلام فکیف یترکھا من کان من اهل الايمان فانظر وایا اهل الانصاف
 یہہ فیمنہ ہی ایک شخص ہی جو صاحب علم مشہور ہی کہو کہتا ہی یہہ مصاحفہ اسلام کی نشانیوں ہی ہی جو ایمان دلا ہی انکو کسے نہ کر چھوڑ سکتا ہی اب ای انصاف والو دیکھو تو
 اذا کان اعتقاد الخواص هكذا فاعتقوا العوام ما دایکون وکل مباح ادى الی هذا فهو مکروہ حتی افقی بعض الفقهاء حین
 جب خواص کا یہہ اعتقاد ہو تو عوام کا اعتقاد کیا ہوگا اور جوام مباح اس نوبت کہ پیچھا چاوی یہہ وہ ہی مکروہ ہی یہاں تک کہ بعضی فقہاء فی جب
 شاع صوم ایام البیض فی زمانہ بکراہیتہ لئلا یؤدی الی اعتقاد الواجب مع ان صوم ایام البیض مستحب و بدیہ اخبار
 اوکی زمانہ میں ایام بیض کی روزوں کا دستور چلنا تو فتویٰ دیا ہی کہ مکروہ ہی تاکہ ہوتی ہو تو واجب نہ سمجھ لیں باوجودیکہ روزی ایام بیض کی مستحب میں اس میں شک نہیں

غفل او غلط من بعض من تقدمنا وجعلناه قدوة في ديننا فاذا جلوا احد وانكر علينا ما ارتكبنا من تلك الامور
 جسر سبوا وادوا حتى غفلت في يا غفلت كذا يعني انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى
 فان كان له توقير في قلوبنا نقول له هذا جاتر ذهب الى جواز فلان وندكر بعض من تقدمنا ممن سبى او غفل او
 تروه شخص منكم في دين عزت وعلاني توهم اتنا جواب دينكي كصاحب يهتدوا به في طرانا اسكافا في هي اورا في روبروم ما هي سبوا غفلت يا
 غلط وان كان ممن لا توقير له في قلوبنا يسمعون من الكلمات المنكرة ما لا يظنه ولا يحظر به الى كل ذلك سبب جهل المركب
 غلط كذا يعني انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى
 فينا لا نالوا رايان النفسنا على ما هي عليه من الجهل لقبنا جواب من ارشدنا الى الحق وما اقمنا من سبى او غلط حجة في ديننا
 مركب هو في كذا يعني انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى
 اذا لا يجوز ان يقلد الانسان في دينه الا من هو صاحب الشريعة او من شهد له صاحب الشريعة بالخيرة من شهد له بالكد
 مذاقهم كذا يعني انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى
 وفي عن اعتماده بقوله عليه السلام خير القرون قري الذين بعثت فيهم ثم الذين ياتونهم ثم الذين يلوهم ثم يفسدوا الكذب
 جسك من صاحب شريعت في كذب كذا يعني انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى
 فلا تعتمدوا قولهم دافعوا لهم فلان كل من اتى بعدهم بقوله في بدعة انها مستحبة ثم ياتي على ذلك بدليل خارج عن اصولهم
 سبوا وسبوا كذا يعني انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى
 فذلك غير مقبول منه لان التقليد لا اقتداء بالغير مجرد حسن الظن انما يجوز لمن كان مجتهدا عدلا لمن كان مقدرا
 سوا اسكولان ما تاتى اسواسطى كذا يعني انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى
 لكن لما انقطع الاجتهاد منذ زمان طويل النحصر طريق معرفة الاجتهاد في نقل كتاب معتبر منذ اول بين العلماء واخبار
 ليكن مدت دراز هوي كذا يعني انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى
 عدل موثوق به في عمله وعمله فلا يجوز العمل بكل كتاب اذ ظهر في هذا الزمان كتب جمعها ضعفاء الرجا ولا يقول كل علم
 اورا يسي عادل كذا يعني انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى
 اذ غلب الفسق في الناس بعد القرون الثلاثة والكسوة في حكم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة لجانبة الصدق حتى
 اورا به علم كذا يعني انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى
 يقبل قوله في الديانات ليس بنا الله تعالى موافقا لارثائه بلطفه وكرمه المجلس الحادي والخمسون في بيان
 كذا يعني انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى
 فرضية الصلوة بالكتاب والسنة واجماع الامة والوعيد في حق تاركها قال رسول الله
 فرضيت نماز كذا يعني انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى
 صلى الله عليه وسلم بين العبد والكفر ترك الصلوة هذا الحديث من صحيح المصايب رواه جابر بن عبد الله ومعه
 صلى الله عليه وسلم في نماز كذا يعني انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى
 ان بين العبد وبين ان يصل الى الكفر ان يترك الصلوة وعلم من هذان الصلوة اهم اركان الاسلام واقوى القواعد في
 بين كذا يعني انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى
 دخول دار السلام وهي فرضية على كل مسلم عاقل بالغ سواء كان رجلا او امرأة كافر او على مجنون ولا على صبي الا
 بهت من جاني كذا يعني انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى

بارة كذا يعني انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى انك لو اني دين كما يشاءوا لربنا لم يجرى

ان الصبی اذا بلغ سبع سنین یومر بها واذ بلغ عشر سنین ولم یصلها یضرب علیها لما روى انه علیه السلام قال
 یجب صلات برسک برکاو وکما یزید فی سبکها وین اور جب دس برسکا برکاو ناز نہ پڑی تو بار کرکٹ یا چاہی اسکی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا
 مرد واولادکم بالصلوة وهم ابناء سبع سنین واضربوهم علیها وهم ابناء عشر سنین فانهم وان لم یکن الصلوة فرضا
 کما کروایتی بالادکو واسطی نماز کی چھ صلات برسکی ہوں اور اولاد کو مار کر نماز پڑا واجب وہ دس برسکی ہوں کیونکہ اس عمر میں اگرچہ اونہر نماز فرض نہیں ہی
 علیہم الا انہم عند بلوغهم عشر سنین یمسحون بترکھا عقوبة الشرع فی الدنيا ليعتادوها ویستأنسوا بها فی صغور
 پر جب دس برسکی ہوں تو نماز چھوڑنی بہر دنیا میں سنا واد شرعی منزل کی ہیں تاکہ نماز کی عادت ہو جاوین اور ترک بن میں اوس سی دل لگاری
 حتی لا یترکوها فی کبرھم وقد ثبت فرضیتھا بالکتاب السنة واجماع الامة اما الکتاب فقوله ان الصلوة كانت علی
 تاکہ پیر جوان ہو کر ترک نہ کریں اور بیشک فرضیت نماز کی قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی ثابت ہی قرآن تو یہ آیت ہی یہ نماز ہی مسلمانوں پر
 المؤمنین کتبنا موقوتاً ای فرضاً موقفاً دل النص علی ان الصلوة فرض موقت محدود باوقات لا یجوز اخرجها عنها
 وقت باندہ حکم ای فرض وقت بند ہی ہوئی سو یہ آیت دلالت کرتی ہی کہ نماز فرض وقت بند ہی ہوئی حد مقرر کی ہوئی وقتوں کی ہی بلا عذر وقت سی اور
 بلا عذر لما روى انه علیه السلام قال من ترک الصلوة حتی مضی وقتها ثم قضی حرجب فی النار حقبا الحقبة ثانی سنۃ
 ہرگز جایز نہیں اسطرح کہ روایت تاکہ نبی علیہ السلام فی فرمایا کہ جس نے نماز نہ پڑی اتنی کہ اوکا وقت نکل گیا پھر قصاک تو دفع میں کئی حقبة عذاب کیا جاوگا اور حقبة اسی پر کما ہوا
 والسنة للثلاثة وستین یوماً کل یوم کان مقداره الف سنة والعذر الشرعی المبیح لتأخیر الصلوة عن وقتها استة
 اور برس تین سو ساہتہ دنکا ہر دن کی مقدار ہزار ہزار برسکی اور عذر شرعی جس سی نماز کی وقت کا ثلثا مباح ہوتا ہی چہ
 انشیاءاً أحدها النسیان والثانی النوم والثالث الاغناء والرابع الجنون والخامس الخیض والسادس النفاس وفيما عدا هذه الاغذار
 چیزیں ہیں ایک تو بھول جانا دوسری سو جانا تیسری بے ہوش ہو جانا چوتھی دیوانگی پانچویں حیض چھٹی نفاس اور سوا ان عذرات
 المذكورة لا یجوز تأخیرھا عن وقتھا حتی فکر فی الذخيرة ان امرأة اذا خرجت راس ولدها وخافت وقت الصلوة تتوضأ
 مذکورہ کی نماز میں وقت سی دیر کرنی جایز نہیں ہی بیان تک کہ ذخیرہ میں یہ مذکور ہی کہ حاملہ عورت اگر جنتی ہوئی سہ بی کا نکل چکا ہو اس وقت نماز کا وقت گذرنی لگا
 ان قدرت والا یتیم یجعل لیس ولدها فی قدرا وحفرة وتصلی قاعدة بركوعه ویسجد فان لم تستطعھا اتوی ايماء یعنی
 وضو نہ کری اگر کسی نہیں تو تیمم کری اور اس بچہ کا سر منڈیا میں یا گری میں رکھ دی اور نماز یہ کہ رکوع اور سجود سی ادا کری اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اشارہ سی ادا ہو سی
 انها تصلی بحسب طاقتها ولا تترك الصلوة لان الصلوة لا تنقطع عنها حاله تصرف نساء وفي ذلك بخبر وجہ اکثر الولد والدم ولذا
 کہ اس وقت میں عورت اپنی قدرت کی موافق نماز ادا کری اور نماز کو نہ چھوڑی اسطرح کہ نماز اوکی زمی ساقط نہیں ہوتی جب تک کہ صلا نماز میں ہوتی اور نفاس جب ہوتا ہی
 من وقته فی البحر علی لوح وخاف خرجه وقت الصلوة یدخل أعضاء الوضوء فی الماء بنية الوضوء ثم یصلی بالایمان ولا یترك
 جو دریا کی اندر تھکتہ پر بیٹھا رہ جائی ہو نماز کا وقت جائی لگی تو اعضا وضو کی نیت سی پانی میں داخل کری بہر اشارہ ہی نماز پڑھ لی اور نماز کو ترک
 الصلوة وکذا من شلت یداه ولم یکن معه احد یوضیہ اویتمیہ یسبح وجهه وذراعیه علی الحائط بنية التیمم
 نہ کری اور ایسی ہی کہ او وقتا بہت سن رہ جاوین اور اسکی ساہتہ کوئی ایسا نہ ہو جو وضو یا تیمم کی اوی تو اپنا منہ اور ہاتھ کہیںون تک تیمم کی نیت سی دیوے پر مل لی
 ویصلی ولا یجوز له ترک الصلوة ولا تأخیرھا عن وقتھا فانظر ایھا العاقل وتامل فی هذه المسائل التي یتینھا الفقهاء هل
 اور نماز پڑھ لی اور اولاد کو مار کر نماز نہ پڑا اور نہ دنگ کرنا وقت سی جایز ہی اب دیکھ تو ای عاقل اور سوچہ تو ان مسائل میں جو فقہاء فی بیان کئی ہیں کیا
 تجدد فیہا حدرا غیر العجز التام لتأخیر الصلوة عن وقتھا فضلا عن ترکھا والحاصل ان المكلف لا وسعة له فی ترک الصلوة
 چھو کہ تاخیر نماز کا ہی وقت سی سوا عجز تمام کی کوئی عذر منہا ہی چھ جای کہ ترک کرنا نماز کا حاصل یہ ہی مکلف نماز ترک کرنی کی اور نہ وقت سی
 ولا فی تأخیرھا عن وقتھا معاً مکا اذا تھا فی وقتھا بائی وجہ کان هذا بیان كونها فرضاً موقفاً واما كونها خمسا فلقوله تعالى
 تاخیر کرنی کی یا وجود طاقت ادا کی ہرگز گناہیش نہیں ہی کوئی ہی عذر ہو اگر ہی یہ تو استدلال فرض موقت ہونی کا ہی اور ہر چھ گناہ جو اس آیت سی ثابت ہی

اور اگر عذر ہو تو نماز کا وقت گذرنی لگا

اور یہ آیت قطعی دلیل ہے اسکی کہ نماز مفوضہ پانچ ہیں

خبردار ہونماؤنسی اور پیچ والی نماؤنسی

اسو اسطی کہ اللہ تعالیٰ فی مازکا الیسا مجموعہ فرض کیا ہی جسکی ساتھ نماز گھبراوا دیکم کی جمع سالم جسکی ساتھ درمیان ہو چار بین تین نہیں بین سوا سر

بِحَافِظَةِ الصَّلَاةِ الَّتِي فِيهَا وَسْطَى أَمْرًا بِالصَّلَاةِ الْخَمْسِ ضَرُورَةً وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ

واسطی حاکمیت نازوں کی جسکی ساتھ درمیانہ ہی ہو درحقیقت امر ہی پانچ ناز کا بالضرور اور بیشک اسد خانی فرامی سو پاک اسد کی یاد ہی جب شام کرو

وَحِينَ تَضْحَكُونَ وَلَهُ الْحُكْمُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ وَالْمُرَادُ مِنَ الْأَمْرِ بِالتَّسْبِيحِ فِي هَذِهِ

اور حب صبر کرو اور ایک کھنڈ پڑی آسمان و زمین میں اور ایک کھنڈ وقت اور جب دو پہر ہو اور مراۃ تبیح سی جو ران

الاوراق الامم بالصلاة فيها على طريق ذكر الجرم وارادة الكل كما انه قيل صلوا لله في هذه الاوقات وروى عن

وقایع میں حکم ہوا ہی ان اوقات میں جیسی خبر کو نہ کر کے کل مراد لینی میں گویا یہ امر ہوا کہ خدا کی نماز ان اوقات میں ادا کرو اور میں عباس بن

ابن عباس رضي الله عنه قال نعم وتلا هذه الآية فالمرء يقول له تعالى

سی روایت ہی کہ اسی سببی پر جہاں تک معلوم ہے ذکر یا بچوں کا قرآن میں جواب دیا ان اور یہ آیت پڑھی سو مراد آیت میں

حِينَ تُسَلِّتُ صَلَاةَ الْغُرُوبِ وَالْعِشَاءِ وَبِقِرَاءَةِ حِينَ تَقِيحُونَ صَلَاةَ الْفَجْرِ وَبِقِرَاءَةِ عَشِيَّةِ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَبِقِرَاءَةِ

چین تسموں سی نیاز مغرب اور عشا کی ہی اور چین انجمن سی نیاز فجر کی اور عشا سی نیاز عصر کی ہی

حِينَ تَقُومُونَ صَلَوَاتُ الْأَمْرِ وَالْعَمَلِ فَقُولْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى فَرَضَ عَلَى كُلِّ مَسْلُومٍ وَمُسْلِمٍ تَقِي كَلِمَةٍ

چون نظم و نسق ہی نماز ظہر کی ہے اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو نماز ظہر کی ہے اس سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر کی ہے

وليلة خمس صاوت وهذا الحديث من جملة الأحاديث المشهورة التي ثبتت الأحكام وأما إجماع الأمة فقد

پانچ ماہزین مرض کین پین اور بیہودہ حدیث احادیث مشہور دین سی ہی جس سی احکام معنی ثابت ہو لکری پین اور جماع سی یون ثابت ہی کو

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

امام بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سجدہ سے
 آج کی دن تک بیچکے نام کی درصیت پر بلا خلاف سنی ہی جب مرید

فرصتها هذه الأدلة القطعية لا يجوز نزلها ودور مرت وعيدان شديدة زهديات عليقة لتارها من

ماری ان لایلی قطعیہ سے ثابت ہو چکی تو اب اس کا ترک جائز نہیں کی اور بہرہ شک و تحید سخت اور ہنگامہاں علیحدگی ماری کا زنی صحت میں کی یہی ایک

ما روى انه عليه السلام قال من ترك الجمل فله الجنة
روى عنه كذا قال من ترك الجمل فله الجنة

روایت ہی ہے کہ عیسائیوں نے مسلمانوں کو قتل کرنے کی ہمت نہ کی۔ اور عیسائیوں نے مسلمانوں کو قتل کرنے کی ہمت نہ کی۔ اور عیسائیوں نے مسلمانوں کو قتل کرنے کی ہمت نہ کی۔

لا تتركوا الصلاة متعلية فمن تركها فقد خرج من الملة وفي حديث آخر أنه عليه السلام قال الصلاة عماد الدين من

[illegible]

اقام فقد نتم الدين ومن لم يقم الدين فلو رددنا مثل هذه التوعيدات كسيف شهاب في يدها

ماں تاہم ہی نو دین کو مانیں گے اور نہ ہی کسی اور کو دیا ایسی ہی وجہ جو وارد ہوئی ہیں

عمر فذهب جماعة من أصحابه إلى القرى ما الصحابة فيهم عمرو وعبد الله بن مسعود وعبد الله

اور اس کی بعد کی لوگ فقر کی قابل ہوئی ہیں صحابہ میں سے یہ سب ہیں خود اور عبداللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن مسعود

بن عباس ومعاذ بن جبل وجابر بن عبد الله وأبو الدرداء وأبو هريرة وعبد الرحمن بن عوف وأبو عبد الله الحنفية

[illegible]

احمد بن حنبل واسحق بن راہویہ و عبد اللہ بن المبارک والنخعی والحکم بن عنبۃ وابو ایوب السخنی فی وابو داود
 احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور عبد اللہ بن المبارک اور نخعی اور حکم بن عنبۃ اور ابو ایوب سخنی فی اور ابو داود
 الطیالسی وابو بکر بن ابی شیبۃ وغیرہم وذهب الخرون الی انہ لا یکفر وحملوا الاحادیث التي تدل علی کفر تارکھا
 طیبیسی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور سوار الکی اور اور لوگ یہ کہتے ہیں کہ کافر نہیں ہوتا اور ان احادیث کی جو بی غازی کفر پر دلالت کرتی ہیں یہ تادل
 علی ترکھا جاحداً و علی الزجر والوعید بمعنی ان المؤمن لا یتارکھا ومن ادلتہم علی عدم کفرہ قوله علیہ السلام
 کرتے ہیں کہ بغور انکار کی ترک کری یا زجر اور وعید پر عمل کرتے ہیں یعنی مؤمن شخص نماز نہیں ترک کرتا اور انکی دلیل میں سے ایک یہی ہے کہ کافر نہیں ہے یہ قول ہے علیہ السلام
 خمس صلوات افترضہن اللہ تعالیٰ من احسن وضوءہن وصلنہن لو قہن واتم رکوعہن وسجودہن خشوعہن
 کا ہی پانچ نماز ہیں اللہ تعالیٰ فی فرض کی ہیں جن میں بہترین وضو کیا اور وقت پڑا کہیں اور رکوع اور سجود پوری پوری کی اور خوب کنسا کر کیا
 کان لہ علی اللہ عہدا ان یغفر لہ ومن لم یفعل فلیس لہ علی اللہ عہدا ان شاء غفر لہ وان شاء عنہ فقوله
 تو تو کا یہ نہ ہی اللہ پر کہ اسکو بخشے گا اور جس نے یہ کیا تو اسکا اللہ پر کچھ ذمہ نہیں چاہی اسکو بخشے گا اور چاہی عذاب کری سواب یہ قول
 علیہ السلام ان شاء غفر لہ دلیل علی عدم کفرہ للاجماع علی ان الکافر لا مغفرۃ لہ وقد قال اللہ تعالیٰ ان اللہ لا
 حضرت کا اگر چاہی اسکو بخشے گا کافر نبوت کی دلیل ہی کیونکہ اس پر متفق ہیں کہ کافر کی مغفرت نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ فی فرمایا ہی البیتہم نہیں
 یغفر ان یشک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء وایضا قد اختلف الفقہاء فی حد تارکھا عدا بلا عذر فقال جاد
 بخشا کہ اسکا شریک ہوا ہی اور اس میں نیچی بخشا ہی جسکو چاہی اور یہی کہ فقہاء فی اختلاف کیا ہی بی غازی کے سامین جو عدا بلا عذر ترک کری سو حاد
 بن زید وفکول والشافعی ومالك واحمد بن حنبل تارکھا عدا بلا عذر یقتل الا انہ عند احمد یقتل کفرا وعند غیرہ
 بن زید اور فکول اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ بی نماز عدا بلا عذر کو قتل کریں اتنا فرق ہی کہ احکام نزدیک کافر سمجھ کر قتل کریں اور اور انکی
 من هؤلاء لا یقتل حد لا کفرا وحملوا الاحادیث الدالۃ علی کفر تارکھا علی استحقاق جزاء الکفر ولبس الکفر فی الدنیا
 نزدیک حد میں قتل کریں کفر کی سبب سے نہیں اور اول احادیث کہ جو بی غازی کی کفر پر دلالت کرتی ہیں حمل کیا ہی ان معنوں پر کہ وہ سخت کفر کرے کہ کافر کا یہ دنیا
 جزاء غیر القتل وعند ابی حنیفۃ لا یکفر ولا یقتل بل یحبس ابداً وقیل یضرب ضرباً شدیداً حتی یمیل منہ الدم مباح
 میں سوار قتل کی اور کچھ نہیں ہی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک کافر نہیں ہوتا اور اسکو قتل کریں بلکہ دایم الحبس کیا جاوی اور کوئی کتاب ہی اسکو تارک مارن کہ خون بہنی لگی تاکہ خوب
 فی الزجر وقیل یضرب ضرباً حتی یصلی او یموت وقیل یغزب یاخذ المال لورای الحاکم فیہ مصلیۃ لا طبعاً اذ قیل فی کیفیت
 زجر ہودی اور کوئی کہتا ہی اسکو ماری جاوین آخر بی نماز پڑھی یا مری جاوی بعض کہتے ہیں مال کا قتل والین اگر حاکم کو اس میں مصلحت معلوم ہو کچھ طمع کی راہ میں نہیں المصلی کی کیفیت
 انہ یاخذہ فیمسکہ حتی یتوب فاذا تاب یرد علیہ کما فی اموال البغاة وان اشن من توبتہ یصرفہ الی ما یری فعلی هذا
 اسکی یہ بیان کرتے ہیں کہ اسکا مال لیکر دیا کہی یہاں تک کہ وہ توبہ کری تو وہ مال پہر دی جیسی باغیوں کا مال پہر دیتی ہیں اور اگر توبہ کی امید منقطع ہو تو مناسب جگہ شرع کری
 یجب علی المؤمن ان یحافظ علی اداء الصلوات الخمس فی صلیہا کما امر باحسان وضوہا ورعاۃ وقمہا وانما رکوعہا
 پس بیان کی موافق مؤمن پر واجب ہی کہ پانچوں نماز کی محافظت کہی بہر او کو اور بی طرح ادا کری جیسی حکم فرمایا اچھی طرح وضو کری اور وقتوں کی رعایت کہی رکوع
 وسجودہا وخشوعہا وان غفل عن شئ منها فلیجتہد فی سننہ ونوافلہ ولا تناسل فیہا حتی یکمل بہا فرضہ
 اور سجود پوری پوری کری نہایت فروتنی ہی اور اگر نہیں ہی کسب کی غفلت ہو جاوی تو چاہی کہ اسکی سنن اور نوافل میں خوب کوشش کری سستی نہ کری تاکہ اسکی فرض کامل ہو جاوین
 لما روی انہ طیبہ السلام قال اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیمۃ صلوٰتہ فان وجدت تامۃ کتبت تامۃ
 اسوا سطحی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا پہلی پہلی کہ بندہ سی قیامت کی دن حساب لیا جاوے گا تو نماز کا اور اگر وہ پہلی پہلی نکلی تو پوری کہی جاوے گی
 وان نقص عنہا شئ قال اللہ تعالیٰ انظر اهل ابلدی من تطوع فان کان لہ تطوع یکمل لہ ما ضیع من فرضہ
 اور اگر اس میں کچھ نقصان نکلا تو اللہ تعالیٰ دیکھو تو اس بند کی نگاہیں ہی ہیں بہر اگر اسکی نگاہیں ہو لگی تو اسکی فرض میں جو نقصان تھا

قرنی الشیطان قام ففرقاذا كانت الصلوة بهذه الصفة بدخل صاحبها تحت قوله تعالى **تَحْلِفُونَ** من بعدهم حلف
 شیطان کی سیگون میں چاہیے اور چاہیے شیطان کی جب نماز کا یہ حال ہی تو نمازی اس آیت کی مضمون میں داخل ہی ہے اور اسی جگہ یہ حلف آتی ہے جنہوں نے
أَصْنَعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبِعُوا الشَّعَائِرَ فَسَوْفَ يَكْفُلُونَ غِيًّا فان جماعة من العلماء قالوا ليس المراد بأصاعة الصلوة تركها
 گناہی نماز اور پیچھے پڑی عزت کی سوا کی ملینگی گمراہی بیشک بہت سی علماء کا یہ قول ہی کہ نماز صانع کرئی ہی یہی مراد نہیں ہی کہ نماز ترک کر دی
 بل هو ان لا يقيم حدودها بعد رعاية وقتها وطهارتها وعدم اتمام ركوعها وسجودها ونحوها وقد روى عن ابن مسعود
 بلکہ یہ مراد ہی کہ نماز کی حدود کو قائم رکھیں یعنی نہ رعایت وقت اور طہارت کی کری اور نہ رکوع اور سجدہ وغیرہ کو پورا پورا کری اور ابن مسعود انصاری ہی
 الانصاری انه عليه السلام قال لا تجزئ صلوة لا يقيم الرجل فيها صلبه في الركوع والسجود ولا اخبار في هذا المعنى كثرة
 روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا وہ نماز کافی نہیں ہی جس میں نماز رکوع اور سجدہ میں کر سید ہی نہ کری اور اس باب میں ایسی بہت حدیثیں آئی ہیں
 وهي تبين المراد من قوله تعالى **وَأَصْنَعُوا الصَّلَاةَ** فان من لم يحفظ على اوقات الصلوة وطهارتها وركوعها وسجودها
 کہ وہ اس آیت سی **وَأَصْنَعُوا الصَّلَاةَ** معنی مراد کی تفسیر کرتی ہیں کیونکہ ہر شخص نماز کی اوقات اور وضوء اور رکوع اور سجدہ کی محافظت نہیں
 لا يحفظ عليها ومن لم يحفظ فقد ضيعها فهو لما ساء اضع وقد روى انه عليه السلام قال اذا حسن الرجل الصلوة
 کرتا تو وہ نماز کی محافظت نہیں کرتا اور جس کی حدود کی محافظت کی تو یہ نیک نماز کو ضائع کیا سوا اور کو زیادہ ترک ہوئی والا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے
 فاتمركوعها وسجودها قالت الصلوة حفظك الله كما حفظتني فزفره اذا الساء الصلوة فلم يتم ركوعها وسجودها
 اوسکا رکوع اور سجدہ پورا کرتا ہی تو نماز یہ دعا دیتی ہی خدا تعالیٰ ہی حفاظت کری جیسی تو ہی میری حفاظت کی ہے نماز قبول ہوتی ہی اور اگر نماز بری طرح پڑی رکوع اور سجدہ پورا نہ
 قالت الصلوة ضيكت الله كما ضيعتني فمات كما يلقى الثوب، الخلق فيضرب بها وجهه وروى عن ابى هريرة انه عليه السلام
 تو نماز کو مستی ہی اسے ٹھیکو ضائع کر ہی جیسا تو ہی ٹھیک کر ہی کیا ہے اوس نماز کو برائی پڑی کی طرح پیٹ کر اڑکی منہ پر پڑتی ہیں اور ابو ہریرہ ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
 قال ان الرجل يصلي ستين سنة ولا يقبل له صلاة لعل به يتم الركوع واية السجود اويتم السجود ولا يتم الركوع فمات
 کہ بے نماز آدمی ساٹھ برس تک نماز پڑھتی ہی تا ہی اور اڑکی نماز ایک ہی مقبول نہیں ہوتی اس کی رکوع پورا کرتی ہی تو سجدہ پورا نہیں کرتا اور اگر اڑکی نماز رکوع پورا نہیں
 ان يعرف صلوة مفبولة ثم لا فليظن الى قوله تعالى **إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ** فان ان كان يصلي الله ملوا
 سلام کیا چاہی کہ اڑکی نماز میں یا نہیں یا نہیں اس آیت میں غور کری بیشک نماز روکتی ہی جیسا نبی ہی اور بری بات سی کیونکہ یہ شخص اگرچہ بجا نماز پڑھتا ہی
 الخمس ولم يكن بعد ذلك حسن حال مع ربه بل يقع منه بعض من الفواحش والمنكرات فليعلم ان صلوة غيرا
 اور یہ ہی اوسکا حال رب کی ساتھ درست نہیں ہی مگر اڑکی کی کچھ چیز فحش اور منکرات علی میں آتی ہیں تو جانا چاہی کہ اڑکی نماز میں
 مقبولة بل هي وبال عليه وهو بعد من الله تعالى كما قال ابن مسعود وابن عباس من لم تأمره صلوة بالمعروف ولم تنهه
 مقبول نہیں ہی بلکہ وہ نماز میں اور خدا ہی دور کرتی ہیں چنانچہ ابن مسعود اور ابن عباس کہتے ہیں کہ جب کو نماز بالمعروف پر شوق نہی اور منکرات سی
 عن المنكر لم يزد من صلوة من الله لا بعدا وقال الحسن وقتادة من لم تنهه صلوة عن الفحشاء والمنكر فوصلته وبال
 منع نکردی وہ نماز اس سے ہوا اور خدا کی کچھ نہ بڑا دوی کی اور حسن اور قتادہ کہتے ہیں جسکو نماز فحش اور منکرات سی بند نکردی تو وہ نماز اس پر وبال ہی
 عليه فان من يصلي الصلوة برعاية شرائعها وادائها وسننها وادائها يعصم الله تعالى عن الفحشاء والمنكر
 بیشک یہ شخص تمام نماز میں شرائع اور احکام اور ادائیگی اور سنن اور ادائیگی کی رعایت کر کی پڑی گا تو اسے اوسکو فحش اور منکرات سی محفوظ رکھیں گے
 كما روى عن انس انه قال ان شقي من اذ لم يصلي الصلوة الخمس مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم لم يدع شيئا
 چنانچہ انس ہی روایت ہی کہ ایک جوان انصاری پہنچے نماز رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ ادا کرتا تھا یہی ہو جو فحش ہوتا تھا
 من الفواحش الا ركه فوصف ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال عليه السلام ان صلوة تنهاه بها عما فليثبت
 سو کہ پڑھتا تھا یہ کہی یہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بیان کیا آپ ہی فرمایا بیشک اڑکی نماز کسی نے اوسکو روک نہی گی یہ کچھ درنگی

من الاستفهام معناه حل المخاطب على الأقرار بما يعرف ولا انسان لا يصلح ان يحمل نفسه على الأقرار بان الله تعالى
 قدوس يسهل ادبى كخاطب كواهى معلوما مقرر كرى . اور انسان اس مقام كا نہیں ہى كہا ہى آپ كوس اقرار پر انگیختہ كرى كہ اللہ
 اكبر ولو وقع المد في بناء اكبر بان يقول اكبار بزيادة الالف الممال بين الباء والراء لا يصير دخلا في الصلوة وتفسد
 بڑھى اور اگر اكبر كى باہم واقع ہو یعنی لفظ اكبر بار اور راء كى بیچ میں بڑھ كرى تو نماز میں داخل نہیں ہوتا اور نماز فاسد ہو جاتى ہى
 لو وقع في اثنا ثم انزل قيل انه اسم من اسماء الشيطان وقيل لانه جمع كبر ففتحين وهو الطبل وقيل يصير دخلا في
 اگر نماز میں بیچ تکبیروں كى آجادی اسو اسطى كہ کہتى ہین كہ یہ نام شیطان كى ناموں میں ہى ہى اور كوى كہنا ہى اسطى كہ اكبار جمع كبر كى ہى دوزى ہى طبل كى ہى اور بعضى كہتى ہین
 الصلوة ولا تفسد لو وقع في اثنا ثم انزل لانه اشباع والاول اصح لان الاشباع انما يكون في الاخر لا الوسط وحمل التكبير
 نماز میں داخل ہو جاتا ہى اور نماز فاسد نہیں ہوتى اگر نماز كى بیچ آجادی اسو اسطى كہ یہ اشباع ہى اور وسط كى اشباع آخر میں ہوتا ہى بیچ میں ہوتا اور موقع تکبیر كا
 القيام المحض حتى لو ادرك الا قام في الركوع وكبر حال الاخطاط لا يصير دخلا في الصلوة لان شرط الدخول فيها وقوع
 صرف قيام ہى بیان كہ اگر امام كو ركوع میں پایا اور جب كہتى ہوئى تكبیر كہتا ہو اور ركوع میں شامل ہو گیا تو نماز میں داخل نہیں ہوتا اسو اسطى كہ نماز میں داخل ہونى كى شرط یہ ہى
 التكبير في محض القيام ولو قال في القيام الله وفي الركوع اكبر لا يصير دخلا فيها ايضا والثانية من فرائض الصلوة القيام
 كہ تكبیر كا محض قيام میں واقع ہو اور اگر قيام میں اسكہا اور ركوع میں اكبر تو زہى نماز میں داخل نہیں ہوتا اور وسرا فرض نماز كا قيام ہى
 وهو ركز في الفرض والواجب دون النفل ومطلق عن التقدير نظر الى الدليل وهو قوله تعالى وقوموا لله قانتين حتى لو كثر
 اور قيام فرض اور واجب میں ركز ہى نفس میں نہیں اور اسكى مقدار باعتبار دليل كى كچھ عین میں ہى دليل یہ ہى اور كبرى رہو اسكہ كى آگى اور بعضى بیان كہ كہ اگر تكبیر كرى
 قائما ولم يقف يصير موديا فرض التكبير والقيام جميعا ولا يلزمه التوقف بعده قائما لان قدر ما وجد من القيام يكفي
 ہوتى كہ اور پر توقف نكيا تو فرض تكبیر اور قيام دونوں ادا كرجا اور بعد ازاں توقف كرنا قيام میں كچھ ضرور نہیں ہى اسطى كہ جب قدر اسى قيام عمل میں آيا سو كافى ہى
 ويظهر نفعه في الامم والاخر من مدر لك الا قام في الركوع الا ان المتعارف في حق القارى تقديره في الاوليين بالقرعة
 اور اسكا فائدہ ناخواندہ اور رنگ میں اور جو شخص كہ امام كو ركوع میں باوى ظاہر ہوتا ہى انسا كى فارى كہ حق میں مقدار قيام كى پہلى دو ركعت میں برابر قرأت كى ہوتى ہى امام
 وفي الاخر سبب قول المتقدمين ان شاء قرأ وان شاء سجد وان شاء سكت يشير الى عدم التقدير فيهما
 پہلى دو ركعت میں متقدمين كا جوابہ قول ہى چا ہى كچھ قرآن بڑھى چا ہى سجان اسكہى اور چا ہى چپكا ہى اشارہ ہى كہ ان دونوں میں ہى اندازہ قيام كا
 ايضا لكن ذكر في القسبة انه مقدار بمقدار ثلث نسيجات سواء سجدت او سكتت هذا كله عند القدرة على القيام فان
 مقرر نہیں ہى ليكن قسبة میں يون مذکور ہى كہ قيام كم سى كم برابر تين تسبيحات كى ہى برابر ہى كى تسبيحات كى يا چپ ر ہى یہ تمام جب ہى كہ قيام پر قادر ہو كيو كہ
 المريض اذا قدر على القيام لو صلى قاعدا لا يجوز ولو قدر على بعض قيامه دون كله يلزمه ذلك حتى لو قدر على التكبير
 بیمار اگر قادر ہو طاقت قيام كى بيہ كہ نماز پڑھ لى تو جائز نہیں ہى اور اگر كچھ تہوا كرى ہونى كى طاقت ہو پورى قيام كى نہ تو وتسا ہى او پورا نہ ہى بيان كہ اگر كرى
 يكبر قائما ثم يقعد واما المريض الذي عجز عن القيام حقيقة بحيث لو قام لسقط او خاف زيادة مرضه او بطؤه برأيه
 كچھ تكبیر كرنى كى طاقت ہو تو تكبیر كرا سو كرى بہ ميٹھ جاوى اور وہ بیمار جو حقيقت میں قيام سى عاجز ہو ايسا كہ اگر كرا ہو دى تو كرى يا خوف مرض كى بڑھنى كا ياد رنگ كرجا
 او كان يجزى المأشرديدا فان استطاع المفقود يقعد كما يقعد في التشهد وهو قول زهرى وعليه الفتوى بانه الموقوف في
 يا سخت تكليف ہوتى ہو بہر اگر ميٹھنى كى طاقت ہو تو ميٹھ جاوى جيسى تشہد میں بيٹھتى ہى یہ ہى قول زهرى كہ اسى پر فتوى ہى كہ نماز میں ميٹھ طور بہر جاوى
 الصلوة وفي رواية عجز عن الى حيفة يقعد كما يشاء من التزم وسيرة وقيل يقعد فيما عدا التشهد كما يشاء وفي التشهد
 اور فہم محمد كہ روايت میں البر سنبھ سى ميٹھ ہى كہ ميٹھ جاوى جيسى چا ہى ترمج ونسوسى اور بعضى كہتى ہن كہ سوا تشہد كى نوجس طرح چا ہى ميٹھ رہا اور تشہد میں
 كسائر الصلوات والظاهر هو الاول عند الاستطاعة وعند عدم الاستطاعة عند دفعه بحسب فائزته ويصلى قاعدا
 موافق تمام نمازوں كى بيٹھى اور طاقت ہوتى ہوئى ظاہر اول روایت ہى اور حسب طاقت نہو تو بہر جيسى بن آيت ۱۰۰ رز زمبھہ كرجا نماز ہوا

برکوع و سجود لان الطاعة بحسب الطاقه لقوله تعالى لا یكلف الله نفسا الا وُسْعها وان لم یستطع الركوع والسجود
 رکوع کری اور سجدہ کری اسلئے کہ طاعت طاقت کی موافق ہی اس دلیل سے استدلال نہیں دیتے کسی شخص کو اگر جو اس کی گنجائش ہی اور اگر رکوع اور سجدہ کی طاقت نہیں
 یومی برائے قاعدا و یجعل سجوده اخفض من رکوعه لیستحق الفرق بینہما ولا یزعم الیہ شیء لیسجد علیہ اذا لم یرفع الیہ
 تو بیٹھا ہو سر ہی اشارہ کری اور سجدہ کو رکوع کی بہ نسبت زیادہ نسبت کری تاکہ دو میں فرق ہو جاوی اور یہ نہیں چاہی کہ کوئی چیز اونچی کر دین تاکہ اس پر سجدہ کری اسلئے کہ اگر
 فسجد علیہ ان کان خفض راسہ یصح ویکون صلاتہ بالایمان والا فلا وان لم یستطع القعود لیستلقی علی ظہرہ و
 اور اگر سجدہ کیا ہو سر کو نیچا کیا ہی تو درست ہی اس کی نماز اشارہ ہی ہو گئی اور نہیں تو نہیں ہوئی اور اگر طاقت نہیں کی نہیں تو جت لیا جاوی اور
 یجعل رجلیہ نحو القبلة ویومی برأسه للركوع والسجود لکن ینبغی ان یوضعه تحت راسه وسادة لیمكنه الایمان بالراس
 اس کی پاؤں قبلہ کی طرف کر دین اور رکوع اور سجود کی فی سر ہی اشارہ کری یہ یہ چاہی کہ اس کی سر تکیہ رکھ دین تاکہ اس کی سر کا اشارہ ہو سکے
 لان حقيقة الاستلقاء یمتص الايمان للصحيح فكيف للمريض وان لم یستطع الايمان بالراس لایومی بعینه ولا یحاجبه
 اس کی حقیقت میں جت پڑی ہوئی اچھی چھپی ہوئی ہی اشارہ نہیں ہو سکتا یہ پراسی تو کہاں اور اگر سر ہی اشارہ کر دین کی بھی طاقت نہیں تو اگلیہ کا اشارہ یا ہر دو کا
 ولا یقبلہ بل ان کان یعقل الصلوة فی تلك الحالة توخر عنه الی زمان القدرة ولا تسقط هو الصحيح علی ما ذکر فی الهدایة لہ
 یاد دل کا اشارہ نہ کری بلکہ اگر نماز کی سجدہ باقی ہی اس حالت میں تو قدرت کی وقت تک ملتوی رہی جاوی گی اور زمزمی سابقہ نہیں ہی موافق بیان ہدایہ کی یہ ہی صحیح ہی
 ینفہر مضمون الخطاب وان کان لا یعقلها اکثر من یوم ولیلة تسقط ان لم یفقد فی المدة وان افاد وکان الافاقہ وقت
 کہ مضمون حکم کا سمجھتا ہی اور اگر ایک یا دو دن زیادہ غفلت میں رہا تو نماز سابقہ ہو جاتی ہی اگر اس وقت کی اندر افادہ نہ ہوا اور اگر افادہ ہوا کسی ایک وقت
 معلوم مثل ان ینفقد عند الصبح قلیلا ثم یعود الانشاء فهو افاقہ معتبرة فی بطلان حکم ما قبلہا من الانشاء وان لم یکن
 معین پر جیسی مثلاً صبح کی وقت کچھ فاقہ ہو کر پھر بیہوش ہو جا تا ہی تو اتنا افاقہ ہی واسطی باطل کرنا حکم پہلی بیہوشی کی معتبر ہی اور اگر افادہ کسی وقت میں پر
 الافاقہ وقت معلوم بل ینفقد بغتۃ ثم یعود الانشاء فلا اعتبار بهذه الافاقہ وحن کان فی السفینۃ التجاریۃ اذا
 نہیں ہوتا بلکہ ناگہا کبھی افادہ ہو کر پھر بیہوش ہو جا تا ہی تو ایسی افادہ کا اعتبار نہیں ہی اور جو شخص چلی کشتی میں ہو اگر
 صلی الفرض قاعدا برکوع و سجود مع القدرة علی القيام لا یجوز عندهما لان القيام رکن فلا یسقط الابعذ محقق وعند
 فرض نماز بیٹھ کر رکوع اور سجود کی سادہ باوجود طاقت قیام کی پڑی تو صاحبین کی نزدیک جائز نہیں ہی اسلئے کہ قیام نماز کا رکن ہی سو یہ بدو نہ ضرورت کی قیام
 ابی حنیفہ یجوز لان دوران الراس فیہا غالب الغالب کا محقق لکن الافضل القيام واما فی المربوطۃ فی الشط فلا یجوز
 اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک جائز ہی اسلئے کہ اس میں دوران سر اکثر ہوتا ہی اور اکثر ہی بات ہی مانند ثابت کی ہی لیکن افضل قیام ہی ہی اور ہی کشتی کمانہ پر بند ہی ہوئی سوا میں
 بالاجماع والثالثۃ من فرائض الصلوة القراءة وهي فرض فی جمیع رکعات النفل والوتر والفرض من ذوات الرکعتین ولیست
 بالاجماع جائز نہیں اور تیسرے فرض نماز کی فرائض میں ہی قرارت ہی اور قرارت تمام رکعات نفل اور وتر میں اور فرض دو گانہ میں فرض ہی اور ادان
 بفرض فی جمیع رکعات الفرض من ذوات الاربۃ والثلاث بل فی الرکعتین من غیر تعیین واما عیدت فی الاولین لقوله علیہ الصلوۃ
 فرض نماز کی تمام رکعات میں فرض نہیں ہی جو چار رکعت یا تین رکعت کی ہیں بلکہ دو دو رکعت میں یا تعیین فرض ہی اور پہلی دو رکعت میں اسلئے معین ہو گئی کہ ہی علی الصلوۃ
 والسلام القراءة فی الاولین قراءة فی الاخرین وادی ما یجوز منها عند ابی حنیفۃ آیۃ وان کانت من الفاتحۃ او کانت
 والسلام فی فرائض پہلی دو رکعت میں قرارت بعینہ پچھلی دو رکعت میں ہی اور کم ہی کم قرارت جو کافی ہی تو ابو حنیفہ کی نزدیک ایک آیت ہی اگرچہ سورہ فاتحہ کی ہو یا
 قصیرہ ہر کلمہ من کلماتہ کقولہ تعالیٰ ثم نظروا من کلمات کقولہ تعالیٰ فقیل کیف قلذ والمکتفی ہا صبی لان قراءة
 چھوٹی دی کوئی کسی مرکب ہر جیسی یہ آیت تم نظر یا کنی کلمات ہی جیسی یہ آیت نفس کیف قدر لیکن اس قدر ہو کہ کفار اچھا نہیں ہو سکی کہ
 الفاتحۃ وضم سورۃ او ثلث آیات الیہا واجب وفی الاکتفاء بما ترک الواجب واما لو کانت کلمۃ واحدة کذہا ثانی او حرفا واحدا
 الحمد کا چھوٹا اور کسی اور سورہ کا یا تین آیت کا اس کی سادہ ملا نا واجب ہی اور اگر اس پر اکتفا کری میں ترک واجب ہوا ہی اور جو آیت ایک کلمہ کی جیسی امتنان یا ایک حرف کی

کس وقت و ن فقد اختلف فيه ولا صيانا لا يجوز عنده ولو قرأ نصف اية طويلة كاية الكرسي واية للدراسة
جیسی من ادق اورن سوسین اختلاف ہی اصح یہ ہے کہ ابو حنیفہ کی نزدیک جائز نہیں اور اگر پڑھی آیت میں ہی جیسی آیت الکرسی اور آیت مدائنہ
فی رکعة ونصفها فی رکعة اخرى اختلفوا فيه قال بعضهم لا تجوز لانه لم یقرأ اية تامة فی کل رکعة وقال عامتهم
آری ایک رکعت میں پڑھی اور آری دوسری رکعت میں تلاسمین اختلاف ہی جیسی کہ پڑھی نہیں اس واسطے کہ اس میں رکعت میں پوری آیت نہیں پڑھی اور عام فقہاء
تجوز لان بعض هذه الايات يزيد على ثلث ايات قصار او تعز لها فلا تكون ادنى من اية وعندهما ادنى ما يجوز
کہتی ہیں جائز ہی اس واسطے کہ اگر ان آیتوں کا چھوٹی چھوٹی تین آیت ہی یا پڑھی ہو بہر صورت ایک ہی کہ نہیں ہی اور صاحبین کی نزدیک کم سے کم قنوت جو کافی ہو
منها ثلث ايات قصار و اية طويلة تقوم مقامها لان القرآن معجز و ادنى ما يقع به الاجحاز سورة لقوله تعالى
تین آیتیں چھوٹی یا ایک آیت بڑی جو انکی برابر ہو اس واسطے کہ قرآن مجزئی اور کم سے کم جبین عجز واقع ہو وہ سورة ہی واسطے قول اللہ تعالیٰ کی
فَاَنزَلْنَا سُورَةَ طه مِثْلًا وَاقل السورة الكثر وهي ثلث ايات ومن كان أميًا ولم يطاوعه لسانه على تعلم
لاؤکوی سورة ایسی اور سورتوں میں سب ہی چھوٹی سورة کو پڑھی سوئی اسکی تین آیتیں ہیں اور جو شخص ایسی ہو کہ وہ کسی زبان قرآن سیکھتی ہی قابو میں نہ ہو
القرآن ان كان يجتهد لئلا يبل و اطراف النهار تجوز صلوته وفي اوان ترك الاجتهاد لا تجوز صلوته فعلى هذا
اگر وہ رات دن قرآن پر محنت کرتا ہی تو اوکی نماز جائز ہی اور جو وہ محنت چھوڑ دیکھا نماز جائز نہ ہوگی اس حدیث کی موافق
کل من كان في دأره الاسلام وترك التعلم وبقي أميًا واعنادان يصلي صلوة احمی لا تجوز صلوته لان لا محی انما تجوز
جو شخص دارالاسلام میں ہو کہ قرآن نہ سیکھا اور احمی یا عنادان کی عادت کر لی تو اوکی نماز جائز نہیں ہی اس واسطے کہ احمی کی نماز جب ہی جائز ہی
صلوته اذا بلغ او زال جنونه او اسلم وهجم الوقت ولم يتمكن من التعلم واما اذا تمكن من التعلم ولم بتقيد به
کہ جب وہ بالغ ہو یا جنون ہی ہوش میں آوی یا مسلمان ہو اور مرت وقت نماز کا اجاوی اور فرصت قرآن سیکھنے کی نہ ملی اور جس صورت میں سیکھنے کی فرصت ہو اور محنت میں تگی
فلا تجوز صلوته والرابع من فرائض الصلوة الركوع وهو طأطأة الرأس مع انحناء الظهر فمن طأطأ رأسه مع
تواؤکی نماز جائز نہیں اور چوتھا فرض نماز کی فرضوں میں ہی رکوع ہی اور وہ سر جھکا کر پڑھی کر کہ
انحناء الظهر قليلا ان كان الى الركوع اقرب تجوز وان كان الى القيام اقرب بان يوجد طأطأة رأسه مع
اور کچھ تھوڑی کر پڑھی کی اور وہ رکوع کی طرف قریب ہی تو جائز ہی اور اگر قیام ہی قریب ہی اس طور کہ سر جھکا یا کچھ نہ پڑھوں کی میلان ہی
الميلان في منكبیه ولا يوجد انحناء ظهره لا تجوز لانه يعد قائما لا راكعا ومن كان احديس وبلغت حذو رقبته
بکہ کہ پڑھی نہیں ہوئی تو جائز نہیں ہی اسکی کہ اسکو قائم کہتی ہیں رائے نہیں کہلاتا اور جو شخص بڑا ہو دی اور اسکو کوب رکوع کی
حد الركوع ينخفض رأسه في الركوع تحقيقا للانتقال من القيام الى الركوع والخامسة من فرائض الصلوة
نوبت کو یا پہنچی تڑو رکوع میں سر جھکا دی تاکہ قیام ہی رکوع کی طرف انتقال پا یا جاوی یا بچان نماز کی ذرا بیض میں ہی
السجدة وهي وضع الجبهة على الارض او ما يتصل بها والكمال فيها وضع الجبهة والانف واليدين والركبتين
سجدہ ہی اور وہ رکبتا پیشانی کا زمین پر یا جو زمین کی قائم مقام ہو اور کمال سجدہ میں رکبتا پیشانی کا اور ناک کا اور دونوں ہنوں کا اور دونوں گھٹنوں کا
واطراف القدمين نقوله عليه السلام امرت ان اسجد على سبعة عظام على الجبهة واليدين والركبتين واطراف
اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کا و اسھی قول علیہ السلام کی مجھ کو حکم ہی کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں پیشانی پر اور دونوں ہنوں پر اور دونوں گھٹنوں پر اور دونوں
القدمين والانف داخل في الجبهة لكون عظمها واحدا ولو وضع جبهة دون انفه يجوز لكن يكره ان كان من
پاؤں کی انگلیوں پر اور ناک پیشانی میں آگئی اسکی کہ پڑھی دونوں کی اہل ہی اور اگر پیشانی تو رکبتا ہی اور ناک نہ کہی تو جائز ہی پر مکرہ اگر سجدہ ہی
غير عدد و كذلك لو وضع انفه دون جبهته يجوز عند أبي حنيفة لكن يكره ان كان من غير عدد وعندهما
اور ایسی ہی اگر ناک رکبتا ہی اور پیشانی نہ کہی تو ابو حنیفہ کی نزدیک جائز ہی پر مکرہ اگر ہی غدر ہی اور صاحبین کی نزدیک

لا یجوز الا ان یتكون فی جبهته عند سیمین السجود بها ووضع الیدین والركبتین لیس بفرض بل هو سنة وأما وضع
 جازین نہیں مگر اس صورت میں کہ اوکی پیشانی میں ایسا عذر ہو کہ سجدہ کر سکی اور دونوں ہاتھ اور دونوں کھٹوں کا رکھنا فرض نہیں ہی بلکہ سنت ہی اور دونوں
 القدمین فقد ذکر القدمین والكرخی والخصاف انه فرض حتى لو سجد ولم يضع قدمیه او احدهما علی الارض بل
 قدم کا رکھنا سو قدری اور کرخی اور خصاف کہتی ہیں کہ فرض ہی یہاں تک کہ اگر سجدہ کیا اور دونوں ہاتھ یا ایک ہاتھ زمین پر نہ رکھا بلکہ
 رفعها عن الارض لا یجوز سجدہ ولو وضع احدیها یجوز ولكن یکره وذكر التمر تاشی ان وضع الیدین والقدمین
 دون زمین سی ادھائی تو اسکا سجدہ جائز نہیں ہی اور اگر ایک ہاتھ ہی لگا دیا تو جائز ہی پر مکرہ اور تمر تاشی کہتا ہی کہ لگا دو دونوں ہتھوں اور دونوں پاؤں کا
 سواء فی عدم الفرضیة وقال لکل الدین فی شرح الھدایة انه الحق وذكر فی شرح المسنیة انه بعید عن الحق والمراد بوضع
 عدم فرضیت میں برابر ہی اور اکل الدین شرح ہدایہ میں کہتا ہی کہ حق یہی ہی اور شرح منیہ میں یوں مذکور ہی کہ یہ حق ہی بعید ہی اور مراد دونوں پاؤں کی
 القدمین علی ما ذکر فی الخلاصة وضع اصابعهما والمراد بوضع الاصابع توحیہما نحو القبلة لیكون الاعتماد علیہا
 رکبتی سی موافق اس بیان کی جو خلاصہ میں ہی دونوں پاؤں کی انگلیوں کا رکھنا ہی اور انگلیوں کی ٹکائی سی اونکا قبلہ کی طرف متوجہ کرنا مراد ہی تاکہ اونہی پر غور ہی
 حتی لو وضع ظھر القدمین ولم یوجه اصابعهما او اصابع احدیہما نحو القبلة لا یصح سجودہ وهذا لما یجب حفظہ
 بیان ٹکے کہ اگر دونوں پاؤں کی پشت ٹکیدی اور دونوں پاؤں کی یا ایک پاؤں کی ہی انگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ نہ کری تو سجدہ درست نہیں ہی اور اسکا لحاظ واجب ہی
 واكثر الناس عنه غافلون ولو کان موضع السجود ارفع من موضع القدمین مقدرا نصف ذراع یجوز وان کان اکثر من
 اور اکثر لوگ اس سے غافل ہیں اور اگر سجدہ کی جگہ پاؤں کی جگہ سے آدھ اونچی ہو تو سجدہ جائز ہی اور اگر اس سے زیادہ بلند ہو
 لا یجوز ولو سجد علی کور عامرة ان کان کورھا متصلا بالجبهة ولم یکن غلیظا بحیث یوجد حجم الارض یجوز لکن یکره
 توجیز نہیں ہی اور اگر بگڑکی پیچ پر سجدہ کیا تو اگر وہ پیچ پیشانی سے متصل ہی اور موٹا نہیں ہی ایسا کہ زمین کی سختی معلوم ہوتی ہی تو جائز ہی پر مکرہ
 ولولم یکن متصلا بالجبهة بل کان فوق الجبهة او کان غلیظا لا یوجد حجم الارض لا یجوز وكذلك لا یجوز السجدة علی
 اور اگر پیشانی سے متصل ہی بلکہ پیشانی سے اوپر ہو یا ایسا موٹا ہو کہ سختی زمین کی معلوم نہیں ہوتی تو جائز نہیں ہی اور ایسی ہی سجدہ
 کل شیء لا یوجد فیہ حجم الارض كالقطن المحلوج والثلج والدخن ونحو ذلك لعدم استقرار الجبهة علی الارض او ما
 ایسی شیء پر جائز نہیں ہی جس میں سختی زمین کی معلوم نہ ہو وی جیسی دھنی ہوئی روئی اور برف اور چینا وغیرہ اسو سطح کی پیشانی زمین پر
 یتصل بها ولو سجد علی فاضل ثوبه او بسط خرقة علی الارض وسجد علیہا فلا کلام فی الجواز وانما الکلام فی الکراهیة
 قائم مقام زمین کی ہی نہیں ہرٹی اور اگر کشتی کپڑی پر سجدہ کیا یا زمین پر کپڑی بچھا کر اوپر سجدہ کیا تو اسکی جواز میں کوئی تکرار نہیں ہی اور اگر تکرار ہی تو کرامت میں
 والصحیح عدم الکراهیة لما روی عن ابی حنیفۃ انه صلی فی السجود الحرام وسجد علی خرقة فقال له رجل لا یجوز هذا
 اور صحیح یہی ہی کہ مکرہ نہیں ہی اسلئے کہ ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ اونہوں نے کعبہ میں نماز پڑھی اور سجدہ خرقة پر کیا کسی شخص کی کہا یہ جائز نہیں ہی
 فقال له الا طام من این انت فقال من خوارزم فقال جاء التکبیر من وراء بعضی انکم تعلمون منائم تعلقن ہاھل
 امام فی پوچھا تو کہاں کا رہتی والایہی اونہی کہا خوارزم کا پہرام نام کی کہا پچھلی تعبیر ہوئی یعنی منفذی تکبیر کہنی لگی مراد یہی ہی کہ تم ہم ہی سیکھ کر یہ ہو سکتا ہی ہو کیونکہ ہم
 تصلون علی البردی فی دیارکم قال نعم فقال تجوزون الصلوة علی الحشیش لا تجوزونها علی الخرقة والسادس من
 اپنی ملک میں بردی کا ہاس پر نماز پڑھتی ہو کہاں ان پہرام نام کی کہا تم ہاس پر نماز جائز کہتی ہو اور خرقة پر جائز نہیں کہتی اور چھٹا فرض
 فرائض الصلوة القعدة الاخيرة سواء تقدمها قعدة اخرى او لم تتقدم كما فی الثانیة وقد الفرض فیہا مقدار
 نماز کی فرائض میں سی قعدہ اخیرہ ہی برابر ہی کہ اس سے پہلی ہی قعدہ ہو جیسی رابعی نماز میں یا پہر جیسی ثانی نماز میں اور اس میں مقدار فرض کی اتنی ہی
 ما یتکون فیہ من قراءة التشہد الی قوله عبدة ورسوله لقوله علیہ الصلوة والسلام لابن مسعود حین علیہ
 عبیدہ ورسولہ تک تشہد پڑھ لی اسواسطی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام لی ابن مسعود سی

الأفعال في الصلوة حالة النوم لا تعتبر لصدرها من غير اختيار فيكون وجودها لعدمها وهذه المسئلة بكثرة
 أفعال غامضين سوى هوى أو شهوة من ذلك الاعتبارين هي كيو كده بلا اختيار هوى من أفعالها هونا برابري
 وقوعها لأسباب في التزاويح وخصوصاً في لبيا إلى الصيف لكن الناس عنها غفلون يسئ الله تعالى عملاً موافقاً لرضائه
 تراويح من أوردته هي على الخصوص جوكر ميونك ك شيب ميون هوتي بين ليكن اس سي غافل ميون انهي حسيه اسان كر عمل انهي رضا مندي كي موافق
 بلطفه وكرمه المجلس الثالث والخمسون في بيان فضيلة الصلوة الخمس وكونها
 اپني لطف اور كرم سي تنهين مجلس پنجگانہ نماز کی فضیلت میں جو نماز کا

كفارة للذنوب قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يقيم لوان نهاراً باب احدكم يغتسل فيه كل يوم
 كفاره هونا واسطى كناهون كي رسول الله صلى الله عليه وسلم في فرمايا بناؤ تو اگر تم ميون سي كيكي دروازه آكي نهر هتي هوده هر روز ميون
 خمساً هل بقي من در نه شئ قالوا لا قال فذلك مثل الصلوات الخمس يحول الله بهذه الخطايا هذه الحديث من
 پانچ دفعہ نہایا کری کیا او سپر کچھ میل باقی رہی گا عرض کیا نہیں آپ نی فرمایا ہیں نہر مثل پنجگانہ نمازوں کی ہی اللہ تعالیٰ ان نمازوں سی خطایا کو مٹا دیتا ہے
 صحاح المصابیر رواه ابوهريرة وقد بين فيه ان من صلى الصلوات الخمس يعف الله تعالى ذنوبه ببركات تلك الصلوات
 مصابيح كي صحيح حديثون ميون هي ابوهريرة كي روايت سي اول ميون يه بولان هي جسي پنجگانہ نماز ميون پڑھين تو اللہ تعالیٰ اوکی تمام گناہ ان نمازوں کی برکت سي بخش ديتا هي
 فسلايد للمؤمن ان يداوم عليها في اوقاتها باتمام ركوعها وسجودها وسائر ما يفعل فيها فانه تعالى وان امر
 سؤ من كوا لازم هي كي نمازوں كو وقتون پر ركوع اور سجود كو اور تمام ارکان كو جو نماز كي اندر ميون پورا پورا كر كر عادت رهي كيوكي اللہ تعالیٰ ني اپني كتاب ميون اگر چه نماز كا
 بها في موضع من كتابه لكن ذكر اركانها فيها متفرقة حيث بين فرضية تكبيرة الافتتاح بقوله تعالى في سورة التوبة
 كي جكه امر فرمايا پر او سكي ارکان كو متفرق ذكر كيا هي چنانچہ تكبير تحريره كي فرضيت سورة مدثر كي اس آيت ميون

وَمِنْ لَكَ فَكَبِّرْ وَفَرَضِةُ الْقِيَامِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى فِي سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَفَرَضِةُ الْقِيَامِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى فِي
 اور اپني ب كي بڑائي بول اور قيا لم فرضيت سورة بقره كي اس آيت ميون اور كبري هو اللہ كي آكي اور سي اور قدرت كي فرضيت سورة
 سُورَةِ الْمَزَلِ قَائِلًا مَا تَكْتُمُ مِنَ الْقُرْآنِ وَفَرَضِةُ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى فِي سُورَةِ الْحَجِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
 مزمل كي اس آيت ميون پس پڑھو جتنا انسان هو قرآن سي اور ركوع اور سجود كي فرضيت سورة حج كي اس آيت ميون هي
 اركعوا واسجدوا وانما عرف الترتيب بتعليم النبي عليه السلام تامرة بفعله وتارة بقوله على جابينة العلماء
 ركوع كر اور سجدہ كر اور ترتيب صرف نبی علیہ السلام كي تعليم سي معلوم هوتي هي كهي تو آپ كي كرتي سي اور كهي آپ كي بتاني سي چنانچہ علما ني

في كتبهم وقالوا من يريد الدخول في الصلوة يكبر ويقول الله أكبر من غير ادخال المد في هجرة الله وهجرة أكبر
 اپني اپني كتابوں ميون بيان كيا هي اور علماء كهي ميون جو شخص نماز شروع كيا چاي تكبير اس طور كي اللہ كي ہجڑہ پر اور اكبر كي ہجڑہ اور بار ہجڑہ نہ كينجي
 وبائنه اذ لو حصل المد في إحدى الهجرتين لا يصير شارعا في الصلوة بل لو وقع في اثنتين انفسد صلواته ولو تعدد
 اسوا سطي كہ اگر دو نو ہجڑوں ميون سي کسی پر مد پيدہ ہوگا تو نماز شروع نہوگی بلکہ اگر مد نماز كي ہجج کسی تكبير پر آجا ويگا تو نماز فاسد ہو جاوگی اور اگر
 يكفر لانه يصير استفهاماً ومقتضاه الشك في كبرياء الله تعالى وقيل ان كان لا يميز بين المد وغيره يكون شارعاً
 تو كافر ہو جايا كي اسو سطي كہ كلام استفهامي ہو جاكي اور اسكا مضيق اللہ تعالیٰ كي بڑائي ميون شك پيدا كر ليگا اور كوئي كہتا هي اگر اسكو مد اور ميون تيز نہين هي تو نماز شروع نہوگی
 في الصلوة ولا تنفسد ولو وقع في اثنتين والاستفهام يحتمل ان يكون للتقرير لكن الاول اصح لان مثل هذا الجهل لا يصح
 اور فاسد نہين هوتي اگر چه مد ميون آجاوي اور استفهام ميون احتمال هي كہ تقرير كي واسطى هو ليكن رويت اول اصح هي اسو سطي كہ ايسي حالت كا عذر هونا صحيح
 ان يكون عذراً والتقرير المستفاد من الاستفهام معناه حمل المخاطب على الاقرار بما يعرفه ولا انسان لا يصح ان يحل
 هي اور تقرير جو استفهام سي حاصل هوتي هي اس سي يه مدادي كہ مخاطب كو اپني معلوم كي اقرار پر برا كينجتہ كرتي اور انسان ميون يه مداحيت نہين كرتي

نفسه علی الاقرار بان الله تعالی اکبر ولو وقع المد فی باء اکبر بان یقول اکبار بزيادة الالف المال بین الباء والراء
 اپنی ذات کو اس قدر پرہیزگینت کرے کہ اللہ بڑا ہی اور اگر اکبر کی ماء پر پیدا ہوگا کہ وہ اکبر کہہ دے البتہ کو مانا کہ اگر
 لا یصیر مشارعاً فی الصلوة ایضاً ولو وقع فی اثنا عشر تنفساً اذ قیل انه اسم من اسماء الشیطن وقیل انه جمع کبر
 تو ہی نماز شروع نہوگی اور اگر چھین آج ویکٹا تو نماز فاسد ہو جائیگی اسلی کہ پہلی کبر میں شیطان کی نامزد میں سی ہی اور کوئی کہتا ہی کہ یہ جمع کبر کی ہی
 بفتحتین وهو الطیل وقیل یصیر شارحاً فی الصلوة ولا تنفساً لو وقع فی اثنا عشر تنفساً ولا اول اصح لان
 روز برسی نقاہ کو کہتی ہیں اور بعضی کہتی ہیں نماز شروع ہوجاتی ہی اور فاسد نہیں ہوتی اگرچہ مدینچ میں آجادی اسلوسی کہ یہ شیعہ ہی اور روایت اول اصح ہی
 الاشباع انما یكون فی الاخر لا فی الوسط ومحل التکبیر القیام المحض حتی لو ادسرت الاحام فی الركوع وکبر بحال الخطا
 اسلوسی کہ اشباع آخر کلمہ میں ہوتا ہی بچھین نہیں ہوتا اور تکبیر کی کا محل خالص قیام ہی بیان تک کہ اگر امام کو رکوع میں پایا اور چھپتی ہوئی اللہ اکبر کہتا ہو رکوع میں چلا گیا
 لا یصیر شارحاً فی الصلوة لان شرط الشرع فیها وقوع التکبیر فی محض القیام ولو قال فی القیام الله وفي الركوع
 تو نماز شروع نہوگی اسلوسی کہ شرط نماز شروع ہونے کی یہ ہی کہ تکبیر خالص قیام میں واقع ہو اور اگر کھڑی ہوئی تو اللہ اکبر کہے میں اکبر کہا
 اکبر لا یصیر شارحاً ایضاً ورفع الیدین عند التکبیر سنة حتی لو ترک رفعهما اذ نما من غیر عز یا ثم ولا یاشم
 تو ہی نماز شروع نہوگی اور تکبیر کی وقت دونوں تہ اوٹھانی سنت میں بیان تک کہ اگر تہ اوٹھانی بلا عند ہمیشہ کو چوڑی تو گنہگار ہوگا اور گاہی گاہی
 ان ترکہ احیاناً فعلی هذا ینبغی لمن یرید الشرع فی الصلوة ان یرفع یدیه حتی یحاذی بابها میہ شکم
 ترک کرے تو گنہگار نہیں ہوتا اس میں ان کی موافق لایق ہی کہ جو نماز شروع کرے اپنی دونوں تہ اتنی اوٹھاوی کہ دونوں انگلی ٹہی کانوں کی لو کی برابر ہو جائیں
 اذنیہ بلا ضم اصابعہ ولا تقرب یجھا بل ترکھا علی حالھا قال قاضیان ومیس بطرف الھامیہ شکم اذنیہ
 اور اونٹھانے کو انیسویں نہ ملاوی اور نہ کشادہ کرے بلکہ اپنی حال پر چوڑی قاضیان کہتا ہی کہ سری انگلیوں کی کانوں کی لوسی نکادی
 ویجعل بطن کفیه نحو القبلة اکمالاً لا لاقبال علیہا وقال بعضهم یجعل بطن کل کف الی الکف الاخری ثم یکبر وهو
 اور پھیلانے دونوں تہ کی قبضہ کی طرف کرے تا مابہ قبضہ کا خوب پورا ہو اور بعضی کہتے ہیں کہ پھیلے ہریک تہ کی دوسری پھیلی کی طرف کرے پھر اللہ اکبر ہی اور یہ
 الاصح لان فی فعلہ معنی النفی فی قوله الله اکبر معنی الاثبات وهو بفعله الذی هو رفع الیدین یعنی اکبر بقاء
 اصح ہی اسلوسی کہ اسکی عمل میں معنی نفی کی ہیں اور اس قول میں اللہ اکبر معنی اثبات کی ہیں سبصل اپنی عمل ہی یعنی تہ اوٹھانی سی غیر اللہ سی بڑائی کی نفی کرتا ہی
 عن غیرہ تعالی وبقولہ اکبر یشہا لہ تعالی والنفی مقدم علی الاثبات کما فی کلمة التوحید ولو کبر ولم یرفع یدیه
 اور اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی واسطی بڑائی ثابت کرتا ہی اور نفی اثبات بہ مقدم ہوتی ہی چنانچہ کلمہ توحید میں اور اگر اللہ اکبر کہا اور تہ نہ اوٹھانی
 حتی فرغ من التکبیر لا یرفعھا لفات محلہ وان ذکرہ فی اثنا عشر تنفساً التکبیر یرفعھا لعدم قواخلہ وان لم یکنہ رفعھا
 اتنی کہ تکبیر کہہ چکا تو پھر نہ اوٹھاوی اسلوسی کہ اسکا محل ہو چکا اور اگر اثنا عشر تنفس میں تکبیر کہتی ہوئی یاد آگیا تو اوٹھاوی اسلوسی کہ محل باقی ہی اور اگر موضع مسنون نکات اوٹھاوی
 الی الموضع المسنون یرفعھا قدر ما یمکنہ وان امکنہ رفع احدھا دون الاخری یرفعھا وحدها لما روى انه علیہ السلام
 تو جہاں تک جسکی اوٹھاوی اور اگر ایک ہاتھ اوٹھا سکتا ہی دوسرا نہیں اوٹھا سکتا تو ایک ہی کو اوٹھاوی اسلی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی غزوات
 قال اذا مرتم بامر فائوا منہ ما استطعتم وان لم یکنہ رفعھا الا بالزیادة علی المسنون یرفعھا لانہ یا لی بالمسنون
 جب میں نکلو کوئی کار کھول تو اسکو اپنی مقدور بہر بجالاؤ اور اگر اسکی دونوں تہ نہیں اوٹھاسکتی بدون زیادت کی مقدار مسنون پر تو ہی اوٹھاوی اسلوسی کہ سنت پر عمل
 ولا یستطیع ان یمتنع عن الزیادة والمرة ترفعھا الی منکبھا هو الصحیح لکونه استزھا واذا فرغ من التکبیر یضع
 کرتا ہی اور یہ طاقت نہیں کہ زیادت سی رک رہی اور عورت اپنی دونوں تہ موندھوں تک اوٹھاوی یہ ہی صحیح ہی اسلوسی کہ عورت کو وہی یہ ہی حال زیادہ پردہ پوش ہی
 بطن کفہ الیمق علی ظاہر کفہ الیسری ویخلق بالخصر ولا یھام علی الرسغ تحت سرتہ وهذا الوضع سنة فی کل
 تو پھر دینی پھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے کہ چھو نکلی اور اکھوٹھی سی پھینچی پر ناف سی نیچی حلقہ باندھ لی اور یہ ہی وضع مسنون ہی جس میں

قیام فیہ ذکر مسنون واما الذی لیس كذلك فالسنة فیہ الامصال کما فی قومة الركوع وتکبیرات العیدین و
 قیام من ذکر سنون ہوتا ہی اور جو قیام ایسا نہیں ہی سو اس میں ہتھ چڑھ دینا مسنون ہی جیسی رکوع کی بعد قومه میں اور عیدین کی تکبیرات میں اور
 المرأة تضعها علی صدرها لانه استزلها ثم یقول سبحانک اللہم وبحمک وتبلیح لیسک وتعلی جردک ولا الہ
 عورت دونہ ہتھ اپنی سینہ پر رکھی کیونکہ یہ ہی ہتھ پوش ہی پہر یہ ہتھ پاکی یا کرتا ہوں تیری یا الہی اور تیری حکمت کا جو باریکرت ہی تیرا نام اور تیری تیری ہتھ اپنی اور
 غیرک ولا یقول وجل ثناءک لانه لم یذکر فی الاحادیث المشہورہ و ذکر فی الکافی انه لو سکت عنه لا یؤثر بہ
 سوائی تیری اور نہ ہی جل شاکر اسو اسکی احادیث مشہورہ میں وارد نہیں ہوا اور کافی میں یہ مذکور ہی کہ اس کی ذکر نہ کریں تو امر نہ کریں
 ولو انی بہ لا یمنع عنه ثم یقول أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم وهو تبع للقرآۃ دون الثناء عندابی حنیفۃ ومحمد
 اور اگر ہی تو منع ہی نہ کریں پہر یہ ہتھ پناہ مانگتا ہوں اسکی شیطان رائدہ سی اور یہ عبادت ہمراہ قنارت کی ہی ثنا کی سانبہ نہیں ہی نزکیا ابو حنیفہ اور محمد
 حتی بانی بہ المسبوق دون الموت ثم یقول بسم اللہ الرحمن الرحیم وهو سنة فی اول کل رکعة فی رواية ابی یوسف
 بیان تک کہ مسبق تو نہیں موت نہ ہی پہر بسم اللہ الرحمن الرحیم پہر اور بسم اللہ ہی کہت کہ اول میں مسنون ہی ابو یوسف کی روایت میں
 ثم یقرء الفاتحة ویقول فی اخرها آمین ثم یضم الیہا سورۃ او ثلث آیات من ای سورۃ ثناء فان قرأ معہا ایۃ قصیر
 ابو حنیفہ سی اور اسکو مقتدی نہ ہی پہر سورۃ فاتحہ ہی اور وہی آخر میں آمین ہی پہر اسکی ساتھ کوئی سورۃ ضم کری یا تین آیتیں جس موت میں ہی چاہی ہی اگر سورۃ فاتحہ
 اوایتین قصیر نبین لا یخرج عن الکراهۃ التحرمیۃ لتركہ الواجب لان الواجب فی الركعتین الاولیین بعد قرآۃ
 ایک آیت چوٹی یا دو آیتیں چوٹی چوٹی تو کراہت تحریمی ہی خالی نہیں ہی اسکی کہ واجب ترک کیا اسو اسکی کہ واجب دونہ ہی رکعت میں بعد ہی
 الفاتحة ان یضم الیہا سورۃ او ثلث آیات قصار او ایۃ طویلۃ تعدل ثلث آیات قصار فقل لا یخرج عن کراهۃ
 سورۃ فاتحہ کی یہ ہی کہ اسکی ساتھ کوئی سورۃ یا تین آیتیں چوٹی یا ایک آیت اتنی ہی جو چوٹی تین آیت کی برابر ہو لای ہو اتنی مقدار میں کراہت تحریمی ہی تو
 التحرمیۃ لکن لا یدخل فی حد السنة بل یدخل فی الکراهۃ الترخیصیۃ لانه لا یخرج اما ان یکون فی السفر والحضر
 بیج حاتا ہی ہر صد سنون پر نہیں پہنچتا بلکہ کراہت تنزیہی میں آجاتا ہی اسکی کہ اس حال ہی ما نہیں کہ وہ مسافر ہوگا یا مقیم
 فان کان فی السفر ففی حال الضررۃ من خوف او عجلۃ یقرء بفاتحة الکتاب ای سورۃ ثناء او مقدار سورۃ
 اگر مسافر ہی تو ضرورت کی وقت خوف سی یا شتاب ہی سورۃ فاتحہ ہی اور ایک اور سورۃ جو سی چاہی یا بارہ کسی سورۃ کی
 من ای محل تیسرے فی حال الاختیار وعدم الضررۃ یقرء فی صلوة الفجر مع الفاتحة سورۃ البرہم ونحوہا و فی الظهر
 جس جگہ سی آسان ہو اور اختیار کی وقت جب ضرورت نہ ہو تو فجر کی نماز میں بعد سورۃ فاتحہ کی سورۃ بروج اور اسکی مانند اور نظم میں ہی
 كذلك و فی العصر والعشاء دون ذلك و فی المغرب یقرء بالقصار جدا کما لعصر والکثر وان کان فی المحضر وخاف
 ایسی ہی اور عصر اور عشاء میں اس کی جگہ کم اور مغرب میں بہت چوٹی سورتیں جیسی سورۃ عصر اور کوثر ہی اور اگر مقیم ہی اور وقت کی
 فوبت الوقت یقرء قدر ما لا یفیکہ الصلوة وان لم یحذف فوبت الوقت یقرء فی صلوة الفجر فی الركعتین اربعین ایۃ
 گزرجانی کا خوف ہو تو اتنا ہی کہ اسکی نماز فوت نہ جاوی اور اگر وقت کی جالی کا خوف نہیں تو فجر کی نماز کی دون رکعت میں چالیس آیتیں ہی
 وهو ادنی السنة اوستین ایۃ وهو اوسطها او مائة وهو اعلاها ما روى انه علیه الصلوة والسلام کا یقرء
 اور یہ ادنی درجہ صنت کا ہی یا ساٹھ آیتیں اور یہ بیچ درجہ صنت کا ہی یا سو آیتیں اور یہ اعلیٰ درجہ صنت کا ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام
 فی صلوة الفجر اربعین ایۃ اوستین ایۃ او مائة ایۃ واحیا نا کان یقرء والصفۃ واحیا نا کان یقرء سورۃ
 فجر کی نماز میں چالیس آیتیں یا ساٹھ آیتیں یا سو آیتیں ہی کرتی ہی اور بعض دفعہ سورۃ الصافات اور بعض دفعہ سورۃ ق ہی ہی
 ق وقد کان ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یأمرنا بالتخفیف ویؤمنا بالصافات فعلم من ہذا ان
 اور عبادت ہو چکا ہی کہ ابن عمر کہتی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو قنارت میں تخفیف کی ہی فرماتی اور امامت کی وقت والصافات ہی ہی تو اس ہی معلوم ہوا

مسودہ کوئی

مسودہ کوئی یا بیجا حنیفۃ

ساتھ

قلبة الصافات من باب التحفيف فاذا فرغ من القربة يكبر للركوع مع الانحطاط فلو لم يكبر حال الانحطاط
 كوالصافات كما ثبت من تخفيف من داخل ہی ہر جب اصل قرار سے فارغ ہو چکا تو رکوع کی ہی جگہ ہی تکیہ کی ہوگی نہ کہ رکوع کے بعد
 لا یکبر فی الركوع لفوات محلہ وقد ذکر فی المنیۃ ان فی بیان اذکار للشرعة فی الانتقالات بعد تمام الانتقال
 تو رکوع میں ہر جگہ تکیہ کی اس واسطے کہ اسکا محل فوت ہو گیا اور منیہ میں مذکور ہی کہ جو اذکار انتقالات کی اندر مشروع ہیں انکو بعد انتقالات کی ادا کرنی میں
 کراہتین ترکھا عن موضعها وتحصلها فی غیر موضعها وبعد التکبیر یضم یدیه علی ركبتيه مع تفریح اصابعہ
 دو کراہت ہیں ایک تو انکو اپنی جگہ سے ملادینا اور دوسری ہی جگہ ادا کرنا اور تکیہ کی بعد دو نو ذمہ دو نو کھٹون پر اونٹھکیان کا تہہ کر کے رکھی
 ولا یندب تفریح الاصابع الا فی هذه الحالة وتبسط ظہرہ بحیث لو وضع علی ظہرہ قدح مملو بالماء لاستقر
 اور اونٹھکیان کا تہہ کرنا سوار اس جگہ کی کہیں مستحب نہیں ہی اور اگر کو ایسی ہوا رکڑی کہ اگر اسکی پیٹھ پر پیالہ پانی بکھرا ہوا رکھ دین تو ہر رکھ رہی
 ویستوی رأسہ بظہرہ ولا یرفعہ کالحیۃ ولا ینکسہ کالخنزیر ویقول فی رکوعہ سبحان ربی العظیم ثلاث
 اور سر کو کر کے برابر رکڑی نہ اونچا کر کے سانپ کی ہڈ اور نہ نیچا کر کے سونگ کی مثال اور رکوع کی اندر سبحان ربی العظیم تین بار کہی
 مرات وذلك ادنی کمال السنۃ وبیکرہ ان ینقص منها وان زاد علیہا فهو افضل ان کان منفردا وکان
 اور یہ کمال سنت کا ادنی درجہ ہی اس سے کم کرنا مکروہ ہی اور اگر تین بار سے زیادہ کہی تو افضل ہی اگر منفرد یعنی تنہا پڑھتا ہو اور
 اتمامہ علی وتر ثم یرفع رأسہ قائلا سمع اللہ من حمدہ واذا استوی قائما یقول فی القیام ربنا لک الحمد
 عدد طاق پھر رکڑی پھر سمع اللہ من حمدہ کہتا ہوا سر اوٹھا دی اور جب سیدہ کبڑا ہو جادی تو قیام میں ربنا لک الحمد کہی
 ان کان منفردا ثم یکبر للیسجد مع الانحطاط وان لم یکبر حال الانحطاط لا یکبر فی السجدة لفوات محلہ ثم
 اگر فصل منفرد ہو پھر سجدہ کی ہی جگہ تہہ تکیہ کی ادا اگر اتفاقاً جگہی وقت تکیہ رہ گئی تو سجدہ میں جا کر نہ کہی اس واسطے کہ اسکا محل ہو گیا پھر
 یضم یدیه علی الارض مع ضم اصابعہ ولا یندب ضم الاصابع الا فی هذه الحالة ثم یضم وجهہ بیدیه
 اپنی دونوں ہتھ اور اونٹھکیان کا مل کر زمین پر رکھی اور اونٹھکیان کا ملانا سوار اس محل کی کہیں مستحب نہیں ہی پھر اپنی پیشانی فی دو ہتھوں کی بیچ میں
 بحیث یکون ابهاماہ حذاء اذنیہ ویدیه ضعیفۃ الا فی الارزحام ویجافی بطنہ عن فخذیه ویوجه اصابع
 اسطور پر رکھی کہ اسکی دونوں انگڑی کا ٹون کی برابر رہیں اور دونوں پہلو کو ظاہر کر دی اگر انہو نہ ہو اور اپنی پیٹ کو دونوں سے الگ رکھی اور بلانڈ کی اونٹھکیان
 رجلیه نحو القبلة ویقول فی سجودہ سبحان ربی الاعلی ثلاث مرات وذلك ادنی کمال السنۃ حتی بیکرہ
 قبلہ کی طرف رکھی اور سجدہ کی اندر سبحان ربی الاعلی تین مرتبہ کہی اور یہ کمال سنت کا ادنی درجہ ہی بیان کیے اس سے کم کرنا مکروہ ہی
 ان ینقص منها وان زاد علیہا فهو افضل ان کان منفردا وکان اتمامہ علی وتر والمرۃ فی السجود کالرجل الا انما
 اور اگر اس سے زیادہ کہی تو افضل ہی اگر فصل منفرد ہو اور تمام اسکا عدد طاق ہو اور عورت سجدہ کرنی میں من مرن کی ہی پڑتا فرق ہی
 لا تبدی ضعیفہا ولا تجافی بطنہا عن فخذیہا بل تلزق بطنہا بفخذیہا لکونہ استرھا وتمام السجودۃ یکون
 کہ عورت اپنی پہلو کو ظاہر نہ کری اور نہ پیٹ کو ران سے جدا رکھی بلکہ اپنی پیٹ کو ران سے ملا رکھی کیونکہ یہ زیادہ پردہ پوش ہی اور پورا ہونا سجدہ کا
 بوضع الجبۃ والانف وبیکرہ باحدھا وکذا ینکرہ السجود علی کور عمامتہ ان کان کورھا متصلا بالجبۃ
 پیشانی اور ناک دونوں کی ٹنگائی پر ہی ایک پر مکروہ ہی اور ایسی ہی سجدہ پکڑی کی بیچ پر مکروہ ہی اگر بیچ پکڑی کا پیشانی پر آگیا ہو اہو
 ولم یکن غلیظا بحیث یوجد حجم الارض ولولم یکن متصلا بجبۃہ بل کان فوق الجبۃ او کان غلیظا لایوجد
 اور موٹا نہ ہو ایسا کہ زمین کی سختی محسوس ہوتی ہو اور اگر وہ بیچ ہینائی پر نہ ہو بلکہ پیشانی ہی اوپر ہو یا اتمام موٹا ہو کہ زمین کی
 فیہ حجم الارض لایجوز وکذا لایجوز السجود علی کل شیء لایوجد فیہ حجم الارض کالقطن المحلوج والثلج والدخن
 سختی اس میں معلوم نہوتی ہو تو سجدہ جائز نہیں ہی اور ایسی ہی سجدہ ایسی برشی پر جائز نہیں ہی جس میں سختی زمین کی محسوس ہو جیسی دہنی ہوئی رومی اور برف اور چھینا

ويعتبر لك لعدم استقرار الجبهة على الارض او ما يتصل بها ووضع اليدين والركبتين على الارض في السجدة ليس
 اورا تندی کی کیونکر پیشانی زمین پر یا جزمین کی مثل ہی نہیں بنتی اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنوں کا زمین پر نہ کہنا سہو میں فرض نہیں
 بفرض بل هو سنة واما وضع القدمين فقد ذكر القدر في الكرخي والخصاف انه فرض حتى لو سجد ولم يضع قد
 ہی بلکہ سنت ہی اور دونوں پاؤں کا رکھنا سو قدری اور کرخی اور خصاف کہتی ہیں کہ فرض ہی بیان نکلتے اگر سجدہ کو کیا اور دونوں پاؤں
 او احدهما على الارض بل رفعهما عن الارض لا يجوز ولو وضع احدهما يجوز لكن يكره وذكر التمر تاشي ان وضع اليدين
 یا ایک پاؤں زمین پر نہ لگنا یا بلکہ دونوں کو زمین سے اوٹھانی نہ تو جائز نہیں ہی اور اگر ایک پاؤں بھی لگائی رکھا تو جائز ہی ہے مگر وہ اور تمر تاشی کہتا ہی ہے کہ دونوں ہاتھ کا
 والقدرين سواء في عدم الفرضية وقال اكمل للدين في شرح الهداية هو الحق وذكر في شرح المنية انه بعيد عن الحق
 اور دونوں پاؤں کا فرض نہ ہونی میں برابر ہیں اور اکمل للدين شرح ہدایہ میں کہتا ہی ہے ہی حق ہی اور شرح منیہ میں یوں مذکور ہی ہے کہ یہ حق ہی ہے ہی
 والمراد بوضع القدمين على ما ذكر في الخلاصة وضع اصابعهما والمراد بوضع الاصابع توجيههما نحو القبلة ليكون الاعتناء
 اور دونوں پاؤں رکھنی ہی موافق بیان خلاصہ کی پاؤں کی انگلیوں کا لگنا مراد ہی اور مراد انگلیوں کی رکھنی ہی انگلیوں کا متوجہ رکھنا قبل کی طرف تاکہ اونپر زور ہی
 عليها حتى لو وضع ظهر القدمين ولم يوجه اصابعهما او احدهما نحو القبلة لا يصح سجدة وهذا ما يجب حفظه
 یہاں تک کہ اگر پشت دونوں پاؤں زمین پر رکھی اور انگلیوں دونوں پاؤں کی یا ایک پاؤں کی قبلہ کی طرف نہ رکھی تو اسکا سجدہ صحیح نہیں ہی اسکا لحاظ واجب ہی
 واكثر الناس عنه غافلون ثم يرفع رأسه مكبرا ويقعد ويضع يديه على فخذه فاذا اطمان جالسا وسكن
 اور اکثر لوگ اس امر سے غفلت کرتی ہیں پھر تکبیر کہتی ہوئی سر اوٹھا کر بیٹھ جاوی اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھی جب بیٹھی ہوئی اطمینان ہو جاوی اور حرکت اعضا کی
 اضطراب اعضائه بان يمكنه مقدار تسبيحة تكبر ويسجد سجدة ثانية كالسجدة الاولى واختلفوا في مقدار
 باقی نہ ہی اسطورہ کہ بائزہ ایک تسبیح کی زمانہ گزر جاوی تو تکبیر کہ کر دوسرا سجدہ پہلی سجدہ کی طرح پر کرے اور اس میں اختلاف ہی
 الرفع من السجدة الاولى للسجدة الثانية والاصح على ما ذكر في الهداية ان كان الى السجدة اقرب لا يجوز لانه لا يعقد
 کہ پہلی سجدہ ہی دوسری سجدہ کی واسطی کتنا نہ ہی اور اصح روایت موافق بیان ہدایہ کی یہ ہے کہ اگر سجدہ ہی قریب ہی تو سجدہ ثانی جائز نہیں ہی اسلی مجلس و
 جالسا فلا يتحقق السجدة الثانية بل يصير كأنه سجد سجدة واحدة وان كان الى المجلس اقرب يجوز لانه لا يعقد
 نہیں شمار کیا جاتا سو سجدہ دوسرا ثابت نہیں ہوتا بلکہ ایسا ہی گویا ایک ہی سجدہ کیا ہی اور اگر جوس ہی قریب ہی تو جائز ہی اسلی کہ اب بیٹھا ہوا
 جالسا فيتحقق السجدة الثانية وقيل اذا رفع رأسه مقدار ما يمر الرجز بين جبهة والارض يجوز لكن لا تقصر عليه
 شمار کیا جاتا ہی سو دوسرا سجدہ ثابت ہوتا ہی اور کوئی کہتا ہی اگر مصلی فی اتنا سر اوٹھا کر ہوا اسکی پیشانی اور زمین کی پہنچ کر لگد جاوی تو جائز ہی ہے ایسی پرکھائی کر لینا
 يكره اشد الكراهة لمخالفة ما واظب النبي عليه الصلوة والسلام مدة حيوته واذا فرغ من السجدة الثانية يكبر
 سخت مکروہ ہی اسواسطی کہ ایسی امر کی مخالفت ہی جسکو نبی علیہ الصلوۃ والسلام زندگی جبر کرتی ہی اور جب دوسری سجدہ ہی فارغ ہو چکی تو تکبیر ہی
 ويقوم ميسرئ ولا يعتمد يديه على الارض من غير عزربل يعتمد على ركبتيه ويفعل في الركعة الثانية كما فعل في
 اور سیدہ کبر اہو جاوی اور بدولت عذسکی اپنی ہاتھوں کا زمین پر سہارا نہ دی بلکہ اپنی گھٹنوں پر سہارا کر کے اہو جاوی اور دوسری رکعت میں وہ ہی عمل کری جواہل
 الركعة الاولى لانه لا يفتيم ولا يتعوذ ولا يرفع يديه فاذا اتمها ورفعه رأسه من سجدة الثانية يفتش رجل اليسرى
 رکعت میں کہ چپا کی اتنا فرق ہی کہ تکبیر تحریر کی اور اعوذ باللہ نہ ہی اور نہ ہاتھ اوٹھا دی جب دوسری رکعت پوری کر چکی اور اسکی دوسری سجدہ ہی اوٹھی تو بائیں پاؤں پہچا کر
 ويجلس عليها وينصب جلله اليمنى ويوجه اصابعه نحو القبلة ويضع يديه على فخذه ويسط اصابعه ويوجهها
 او سپر بیٹھ جاوی اور داہنے پاؤں کو رکھی اور اسکی انگلی قبلہ کی طرف رکھی اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھدی اور ہاتھوں کی انگلیوں کو سپر قبلہ کی طرف کر دی
 نحو القبلة لان السنة توجيهه لاجزاء الى القبلة ما استطاع والمرأة تتورأ بان تخرج رجلها من جانب اليمين
 اسلی کہ تمام اعضا کا قبلہ کی طرف جہاں تک ہو سکی متوجہ کرنا طریق مسنون ہی اور عورت سرین پر اسطورہ بیٹھی کہ دونوں پاؤں داہنی طرف کو نکال کر

وتجلس على الميتا اليسرى لانه استرها ثم يقبل التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك ايها
 بائين سرين پر سيش جاوی کیونکہ او کی ہئی اسین خوب پر دہ ہی پر تشہد پڑھی یہ کی سلام ہی واسطی اللہ کی اور رحمت اور پاکیزگی اور سلام تمہاری
 النبی ورحمة الله وبركته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان
 نبی اور رحمت اللہ کی اور رحمتیں او کی اور سلام امیر اور صلحی و بندگان الہی پر
 محمد اعبدة ورسوله ثم ان كان ما يصلی فرضا زاد على الركعتين لا يزيد على هذا القدر من التشهد

کہ محمد بندہ اور سلامی اور رسولی و نکا پر اگر وہ نماز فرض دو رکعت سی پڑھتی ہی تو اتنی تشہد ہی زیادہ قعدہ اولیٰ میں کچھ نہ پڑھی
 فی القعدة الاولى بل يكبر ويقوم الى الركعة الثالثة بلا اعتاد بیدیه على الارض ان لم يكن له عذر ثم
 بلکہ تکبیر کہ کہ تیسری رکعت کی کئی کڑا ہو جاوی لی عذر نہ ہونے کا سہارا نہین پر نہ کری

انه في ما بعد الاولين متخير ان شاء قرع الفاتحة فقط وهو افضل لكون قراءتها فيما بعد الاولين
 اسکو بچلی رکعتوں میں احتیاج ہی اگر چاہی فقط سورۃ فاتحہ پڑھی یہ بہ تر افضل ہی اسلوسی کہ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا بچلی رکعتوں میں

سنة في ظاهر الرواية حتى لو تركها اؤضم اليها سورة سهو لا يلزمه سجود السهو وان شاء سهو ثلث
 سنت ہی ظاہر الروایت میں یہاں تک اگر سورۃ فاتحہ کو ترک کری یا او کی ساتھ سورۃ کوئی سورت ملا دی تو سجود سہو کا نہیں آتا اور اگر چاہی تین بار تسبیح بھی

فرايت وان شاء سكت مقدارها الا ان كان سكت عمدا يكون مسئيا لترك السنة وان لم يكن ما يصلی
 اور اگر چاہی اتنی دیر چکا کہ نہ پڑھی پڑاتنا ہی کہ اگر عمدہ چکا کہ نہ پڑھی تو اچھا نہیں اسلوسی کہ ترک سنت ہوتا ہی اور اگر وہ نماز فرض نہیں سی

فرضا بل كان نفلا او سنة مؤكدة مثل سنة الظهر والجمعة لا يكون مخيرا بين هذه الثلاثة بل يتعين عليه
 بکھ نفل ہو یا سنت مؤکدہ ہو جیسی ظہر کی اور جمعہ کی سنتیں نواب ان تینوں امر میں اختیار نہیں ہی بلکہ او سپر پڑھنا

قراءة الفاتحة مع ضم سورة اليها لكون القراءة فرضا في جميع ركعات النفل والسنة ثم انه في النفل يزيد على
 سورۃ فاتحہ کا معہ طانی کسی سورت کی مقرر ہی اسلوسی کہ نفل اور سنتوں کی تمام رکعتوں میں قرات فرض ہی یہ مصلی نفلوں کی قعدہ اولیٰ میں تشہد

التشهد ان يصلی على النبي صلى الله عليه وسلم في القعدة الاولى وباقي بالثناء والتعوذ اذا قام الى الثالثة لكون
 اور دو زیادہ کر دی اور سجاںک اللہم اور عوذ باللہ ہی پڑھی جب تیسری رکعت پر کڑا ہو اسلوسی

كل شفع صلوة على حدة واما سنة الظهر والجمعة فكون كل منها صلوة على حدة لا ياتي فيها بالثناء والتعوذ
 کہ ہر دو رکعت الگ الگ نمازی اور ظہر اور جمعہ کی سنتیں اسلوسی کہ دونوں نماز علیہ مستقیم ہیں تو سجاںک اللہم اور عوذ باللہ

اذا قام الى الثالثة ولا يزيد على التشهد في القعدة الاولى حتى ذكر في القنية انه لو صلى على النبي صلى الله عليه وسلم
 جب تیسری رکعت پر کڑا ہو تو نہ پڑھی اور پہلی قعدہ میں تشہد پر کچھ زیادہ نہ کری یہاں تک کہ قنیدہ میں فکوری کہ مصلی ظہر کی سنتوں کی پہلی

في القعدة الاولى من سنة الظهر ففي وجوب سجود السهو قولان ثم انه يقعد في القعدة الاخيرة كما يقعد في القعدة
 قعدہ میں اگر دو رکٹہ دی تو سجود سہو کی واجب ہو نی میں دو قول ہیں یہ مصلی قعدہ اخیرہ میں اسطر پڑھ جاوی جیسی پہلی قعدہ میں

الاولى ويتشهد وبعد التشهد يصلی على النبي عليه الصلوة والسلام يقول اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت
 پہلے پڑھنا اور تشہد پڑھی اور بعد تشہد اسلوسی اور عذر تشہد کردی

على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد ولوالديه ان كانا مؤمنين ولجميع المؤمنين ولجميع المؤمنين ولجميع المؤمنين
 اور یہ ہر سب اور آل ابراہیم کی مشک تو صاحب محمد اور برتری پر استغفار کری اپنی اور نبی جان باپ کی دعا گروہ دونوں مؤمن ہوں اور تمام مؤمن مرد اور مؤمن عورتوں کی

ويقول اللهم اغفر لي ولوالدي ولجميع المؤمنين والمؤمنات يوم يقوم الحساب ويدعو بالدعوات لما شوق عن
 و اسلوسی و رپوں کی اتنی بخشش کر مجھ اور میری ماں باپ کو اور تمام مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو جس روز حساب قائم ہو اور وہ دعائیں پڑھی جو علیہ السلام سی

النبي عليه الصلوة والسلام وما يشبه الفاظ القرآن مثلاً ان يقول ربنا اتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة

مردی بین اور جو کہ قرآن کی الفاظ سی متی ہوں جیسی یہ دعا ای میں ہادی دی ہو دنیا میں خوبی اور آخرت میں

حَسَنَةٌ وَقَدْ عَذَابُ النَّارِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ مَرْجَةً إِنَّكَ أَنْتَ

خوبی اور بچا بہکو دوزخ کی عذاب سی ای رہ بیماری دل نہ پھیر جب بہکو ہدایت دی چکا اور دی بہکو اپنی ان سی مہربانی تو ہی سب دینی والا

الوهاب ونحو ذلك فإنه إذا قصد بها الدعاء لا القراءة تكون الفاظ مشبهة بالفاظ القرآن ولا يكون

اور تفسیر صلی اللہ علیہ وسلم کی آیات کو دعائیہ نیت سے پڑھنا اور قرأت کا اوردہ نہ ہو تو یہ الفاظ شاہ قرآن کی ہوگی قرآن نہ ہوگی
قرآن حق مجوز الدعاء بہا مع الجنائز والحق ولا يدعو ما تشبهہ کلام الناس وہو مالا يستحق ط

یہاں تک کہ ان الفاظ سی جنابت اور حیض میں دعا مانگنی درست ہی اور ایسی دعا مانگنی جو آدمیوں کی گفتگو سی ملحق ہر معنی جسکا طلب کرنا آدمیوں سی حال نہ ہو

مثلاً يقول اللهم اعطني مالا اللهم امرزقي جارية اللهم زوجني امرأة فإنه اذا دعى بها تكون صلواته ناقصة

جیسی یہ کہنی لگی اُٹھی جھگو مال دی اُٹھی جھگو لونڈی دی اُٹھی عورت سی میرا بیاہ کردی پس مصلی اگر ایسی دعا مانگیگا تو اسکی ہزار خاص ہوگی

محروجه من بدون السلام الذي هو واجب فاذا فرغ من الادعية التي بعد التشهد يسلم ولا عن يمينه وثاني اعن
سلي كنهانسي بدون سلام کی جو کہ واجب تھا باہر آیا پیر جب اون دعاؤں سے چر تشہد کی بعد میں فارغ ہوا تو سلام پوری سید واسطہ رکھ کر اور دوسری بار

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم: باب اول دعا کسی جو سہل شدی بعد میں فارغ ہوا تو سلام پھیری پہلی راہنی طرف اور دوسری بار
سیارہ و یقول فی کل واحد منهما السلام علیکم ورحمة اللہ ولا یقول فی واحد منهما و بركته فانہ من عادات الخصال

میں طرف اور ہر ایک میں یہ کہی السلام علیکم ورحمۃ اللہ
اور برکاتہ دونوں میں کسی میں نہ کہی کیونکہ یہ جہلون کی عادت ہے

ولو سلم عن يساره او لا يسلم عن يمينه عالم يتكلم ولا يعيد السلام عن يساره ولو سلم تلقاء وجهه يسلم عن يساره

اور اگر بائیں طرف پہلی سلام پیریا تو دہنی طرف بولنی ہی پہلی سلام پیریا اور بائیں طرف دوبارہ نہ پیریا اور اگر سلام سامنی چہرہ کی کیا تو فقط بائیں طرف پیریا
وہوم وی اع علی کا ذکر الزلیع فی نشر الکثر ویند ی المنفد فی خطار علی کجہ من صومہ الی اکثر

بہم روایت حضرت علیؑ ہی ہی ذیل میں فی شرح کثر میں مذکور کیا ہی اور منفرد مصلیٰ علیکم کی خطاب میں اپنی سائہ کی تمام فرشتوں کی نیت کرنی اور

بنو عاد المحصول فيهم الاختلاف الاخبار في عدد هم فقيل مع كل مؤ من خمسة من الملكة وقيل ستون

سے عدد معین کی نیت نہ کری اسلئے کہ فرشتوں کی عدد میں مختلف خبریں آئی ہیں کوئی کہتا ہے ہر مومن کی مانند پانچ فرشتے ہیں کوئی کہتا ہے ساہتھ میں

فيل مائه وستون وقيل اثنان وقيل غير ذلك واصح الاقوال انهم خمسة واحد عن يمينه يكتب الحسن
وآخر كوفي كبتاي ابي سوسا من كوفي كبتاي وروى كوفي كبتاي سب من حكمه قوله ي كوفي كبتاي
الذي روى عن يمينه يكتب الحسن

واحد عن يسارة يكتب السيئة واحد عامه يلقنه الخير واحد ولاءه يرفع عنه الكرامة واحد عنه و

ایک بائیں طرف جو برائیان لکھتا ہے ایک سامنی جو خیرات کی تلقین کرتا ہے اور ایک سجھی جوانیہ اگودور کرتا ہے اور ایک

صيته يكتب على النبي صلى الله عليه وسلم ويبلغه وها ينبغي للصلى بطريق الادب ان يكون نظره فحاشا

امام علیہ السلام کی روایت ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی ایسی چیز میں ایسی چیز

بدھ کی جگہ پر بھی اور سکوع کی حالت میں تپا تو کی پشت پر اور سجدہ کی ہند تاک کی تہنوں پر اور حالت قوموں میں اپنی گود پر جہان

يكون على حجم مخزونه من ثروته وعند التسليم الاول الى مكتبه لا يمن وعند التسليم الثانية الى مكتبه

اور نو زاد کی جوڑ پر کڑا رہتا ہے اور یہ اسلام برقی جوئی دہشتی موتی پر اور دوسرا اسلام پیسہ قی جوئی دہشتی موتی پر

یہاں معصود الخشوع و ترک التكلف و ذلك كله مقتضى الخشوع لان المصلی اذا ترك التكلف یقع بصره فی هذه
 السیة بغرض انكساری اور یہ تمام باتیں انکساری میں واسطہ کہ مصلی جب تکلف کو دور کرتا ہی تو اس کا نگاہ الہی ہی جگہ

ویکره له التماثل علی عیناه مرة وعلی سیراه اُخری لانہ من العبت المثنی للغشوع یسرنا الله عمل الخاشعین

صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الجماعة تفصل صلوۃ الفذ بسبع وعشرين درجة هذا الحديث من صحاح
صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمایا۔ جماعت کی نماز منفرد کی نماز پر ستائیس درجہ برتری ہے
یہ حدیث مصابیح کی

فعلیٰ ہذا ینبغی الثمن ان ید اوم علی اداء الصلوات الخمس بالحجۃ لئینال الثواب الموعود فان الحجۃ فیہا اس دلت کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ ہمیشہ پانچوں نمازیں جماعت کی ساتھ ادا کیا کری تاکہ ثواب وعدہ کیا ہوا پاوی کہونکہ نماز میں جماعت

الاسلام وخصائصه التي لم تكن في سائر الأديان وان تركها بعض منهم بغير عذر يجب تعزيره ولا يقبل
نشأته او يبيح خاص عبادته هي كتمام ديون من ههنا هي اورا اگر جماعت کو کوئی شخص بلا عذر ترک کر دی تو اسکو تعزیر دینی واجب ہے اور اوکل گواہی

و مطالعہ کتبہ نہیں بعد از وقتیل عنہ ازالم یکن عن نکاسل وقلۃ مبالاۃ بها ولم یواظب علی ترکھا واخلق العلماء اور فضلی کتابوں کا مطالعہ عند نہیں ہی اور کوئی کہتا ہی عنہ ہی اگر سستی کی ماری اور جماعت کی بی پروائی سی نہوا اور ترک جماعت کی عادت نہ کر لی اور علماء کہہ کی

در مسجدین تلاش کری بلکہ اگر دو مسجد میں گیا اور جماعت کی غائز پڑی تو بہتر ہے اور اگر اپنی مسجد میں پڑھ لی تو بھی بہتر ہے اور اگر اپنی قبر میں جا کر انہی

ان تساوا في العلم والقراءة فاورعهم وان تساوا في هذه الاوصاف الثلاثة فاكبرهم سنا وان تساوا في هذه الاوصاف
اورعهم او قرأتهم بين برابر هون تو چار پير گار او اگران تينون اوصاف بين برابر هون تو جو عمرين بڑھو او اگران چارون اوصاف بين برابر هون

ساوا و فی هذه السبعة فانظروهم ثوبا وان تساوا و فی هذه الصفات كلها يقرع و يكون الخيار الى الجماعة و بغيره فقد

القداح فرای بجلا بادی صدره من الصف فقال غدا لله تسبوا صفوكم اولی الخالق الله بین وجوهكم قبل المراد
 تیسرے کوئی ہیں یہ ایک شخص کو دیکھا کہ سینہ صفی باہر نکالی ہوئی تھا فرمایا ای بندگاں اتنی اپنی صفیں سیدھی کرو نہیں تو اسے قاتل تباہی چری بگاڑ دیکھا بعض کہتی
 بالوجہ القلوب بدلیل قوله علیه السلام فی حدیث آخر لا تختلفوا تختلف قلوبکم فان اختلاف القلوب یفرض
 چہرہ سی مراد دل میں اس دلیل سے کیا ایک اور حدیث میں آیا ہی آگے چھی نہوتا پھر تباہی دل مختلف ہو جاوے گی بیشک دلوں کی اختلاف سی
 الی اختلاف الوجہ باعراض بعضهم عن بعض لان تقدم الجماعة عن الصف تفوق علی الداخل فیہ و تاخر الخارج عنه
 چہرے مختلف ہو جاتی ہیں کیونکہ ہر ایک دوسری سے منہ پیرتا ہی اس واسطے کہ صف سی آگے بڑھتی والا صف کی برابر والی سی باہر ہو جاتی ہی اور چھی کو مٹتی والا
 ایداء لمن خلفہ و کلہا سبب للبغض والعداۃ فکانہ علیہ الصلوۃ والسلام قال ان لم تتفقوا فی الظاہ عند إقامة
 اپنی ہی بجلی کو ایذا دیتی ہی اور یہ دونو باتیں باعث بغض اور عداوت کی ہیں پس گویا نبی علیہ الصلوۃ والسلام فی یہ ارشاد کیا اگر تم ظاہر میں بروقت قائم ہوئی
 الصلوۃ بالجماعۃ ولم تطیعوا امر الله تعالى ورسوله فیہا یقع بینکم العداۃ والبغضاء وروی عن انس انه علیہ الصلوۃ
 جماعت نماز کی اتفاق نہ کرو گی اور اس میں اسد اور رسول کی حکم کی اطاعت نہ کرو گی تو تمہاری بچھین عداوت اور دشمنی پیدا ہو جائیگی اور انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ صلوۃ
 والسلام قال رخصوا صفوکم وقاربوا بینہا وحادوا بالاعتناق فوالذی نفسی بیدہ انی لا اری الشیطان یدخل فی خلل الصف
 دبا یا اپنی صفیں استود کرو اور دل مل کر ہوا کرو اور اگر زمین بڑھ کر ہکا کر قسم ہی اس کی جکی قبضہ میں میری جان ہی بیشک شیطان کو میں دیکھتا ہوں کہ وہ صف کی جدا میں ہوتا
 کانہا الحذف والحذف بقعة الحاء المهملة والمذال المعجمة غنم سود صغار من غنم الحجاز فکان الشیطان تبصر لیدخل
 گویا سیاہ بکری کا بچہ ہی اور حذف طاء بی نقطہ اور ذال بانقطہ کی زبیری سیاہ بکریاں چھوٹی چھوٹی حجاز کی بکریوں میں سی گویا شیطان یہہ تاکتا رہتا ہی کہ صف کی
 فی خلل الصف ویلشوش علی المصلین ویقطع علیہم صلواتهم ومن انی الجماعۃ بیکرہ لہ القیام خلف الصف وحده متى وجد
 چہرہ میں ہکا نمازیوں کی دل پریشان اور ان کی غارت خراب کردی اور جو شخص جماعت میں ملے تو اس کو صف کی چھی کیلا کھڑا ہونا مکروہ ہی جبکہ صف میں
 فی الصف فرجۃ وان لم یوجد فی الصف فرجۃ ینظر الی الکریم فان جاء واحد یقوم احدهما فی جنب الآخر یحذف الیہما
 جبکہ ملے اور اگر صف میں جگہ نہ ملے تو کوچ تک منتظر کئے رہی اگر کوئی اور آگیا تو دونو برابر برابر امام کی سیدہ پر کھڑی ہو جاوین
 ولا یجذب واحد من الصف الی نفسه فیقف فی جنبہ لکن الاولی فی زماننا القیام وحده بجذاء الامام لغلبة الجهل
 اور میں تو صف میں ہی ایک کو اپنی پاس کھینچ کر اس کی برابر کھڑا ہو جاوے پس زمانہ میں اولی یہی کہ تنہا امام کی سیدہ پر کھڑا ہو جاوے کیونکہ لوگوں پر جہت غالب
 علی الناس فلو جرح احد یفسد الصلوۃ ومن یصلی مع واحد یقیمہ عن یمینہ ولا یجوز للمقتدی ان یتقدم علی امام
 اگر کسی کو چھی کھینچ کر تودہ نماز فاسد کر دیکھا اور جو شخص ایک کی ساتھ نماز پڑھی تو اس کو اپنی دہائی طرف کھڑا کر لی اور مقتدی کو جائز نہیں ہی کہ امام سی آگے بڑھ کر کھڑا ہو
 والمعتبر موضع القدم حتی لو کان المقتدی اطول من امامہ بحیث یقع سجودہ قدام الامام لکن قدمہ غیر متقدمة
 اور اس میں اعتبار قدم کی جگہ کا ہی بیان تک کہ اگر مقتدی امام سی اتنا لمبا ہو دی کہ اس کا سجدہ امام سی آگے واقع ہوتا ہو پر اس کا قدم امام کی قدم سی آگے بڑھا ہو نہیں ہی
 علی قدم الامام یجوز والمعتبر فی القدم العقب حتی لو کان عقب المقتدی غیر متقدم علی عقب الامام لکن قدمہ
 تو جائز ہی اور قدم میں اثر کا اعتبار ہی بیان تک کہ اگر مقتدی کی اثری امام کی اثری سی آگے بڑھی ہوئی نہو دی پر قدم مقتدی کا
 اطول من قدم الامام بحیث یقع اصابعه قدام اصابع الامام یجوز وعن محمد یجعل المقتدی الواحد اصابعه
 امام کی قدم سی اتنا دراز ہو کہ اس کی اونگھیا امام کی اونگھیا سی بڑھ جاتی ہی ہر تو جائز ہی اور امام محمد سی روایت ہی کہ اکیلا مقتدی اپنی اونگھیاں
 عند عقب الامام ومن یصلی مع الاثنين یتقدم علیہما وعن ابی یوسف انه یتوسطہما فلو اقام الواحد خلفہ او عن
 امام کی اثری کی پاس کھی اور جو شخص دو مقتدیوں کی ساتھ نماز پڑھی تو انسی آگے بڑھ کر کھڑا ہو اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ دونو کی بیچ میں کھڑا ہو پس اگر ایک مقتدی کو چھی
 یسارہ بکیرہ ولو توسط الاثنين لا یکرہہ ولو توسط اکثر بکیرہ ومن دخل المسجد وجد الامام فی الجہر بالقراءۃ یقتدی
 یا میں طرف تو مکروہ ہی اور امام دو کی بیچ میں کھڑا ہو تو مکروہ ہی اور اگر دو سی زیادہ کی بیچ میں کھڑا ہو تو مکروہ ہی اور جو شخص سجدہ میں اگر امام کو قرات جہر پڑھتا ہوا دیکھت

به ولا يأتي بالشاء بل يسعم وينصت وان وجدة في الركوع يكبر لا فتاح قائما ثم يكبر لكن ان وقع ركوعه مع رفع الامام
 اور سچانک لہم نہ پڑھی بلکہ چپ رہ کر سنا کری اور اگر امام کو رکوع میں پاوی تو تکبیر تحریمہ کہی ہوئی کہہ کر رکوع میں چکی پر رکوع اگر امام کی سر اوٹاٹی ہوئی واقع ہوگا
 رأسہ لا یکن مدرک لتلك الركعة بل یکن مسبوق لأن ادراك الركعة انما یتحقق اذا وجد المشاركة مع الامام
 توا سکودہ رکعت حاصل نہوگی بلکہ باعتبار اس رکعت کی مسبوق ہوگا اسلوسی کہ رکعت کا حاصل ہونا جب ہی ہوتا ہی کہ امام کی ساتھ سعاد رکوع میں
 في الركوع كله او في مقدار تسبیحہ ولم توجد وان کبر حال کونه الى الركوع اقرب لا یصدیر شمارھا في الصلوة لان الشرط
 بار بار ایک بار سچان ربی العظیم کی شرکت پائی جاوی اور شرکت پائی نہیں گئی اور اگر کسی تکبیر تحریمہ کی حالت میں ہی کہ رکوع سے نزدیک ہوتا تو اس صورت میں نماز میں
 تکبیرة الافتتاح في محض القيام ولم یوجد ومن اتى المسجد ووجد الامام في السجدة او القعدة یلزم ان یکبر لا فتاح
 یہ کہ تکبیر تحریمہ خالص قیام میں ہو سوئی ہوئی نہیں اور جو شخص مسجد میں آیا دیکھا کہ امام سجدہ میں ہی یا قعدہ میں ہی تو لازم ہی کہ تکبیر تحریمہ قیام خالص میں کہہ کر
 قائما ثم یبادر الى متابعة الامام في السجدة او القعدة وان لم یکن تلك السجدة وتلك القعدة محسوبة من صلاته
 پھر جلد ہی واسطی متابعت امام کی سجدہ میں یا قعدہ میں ترکیب ہو جاوی اگرچہ وہ سجدہ اور وہ قعدہ اسکی نماز میں سچا ہوگا
 لكن یلزمه ان یکبر لا فتاح قائما ثم یبادر الى متابعة الامام في السجدة والقعدة وكثير من الناس لا یفعلون كذلك
 برا سکول لازم یہ ہی کہ تکبیر تحریمہ قیام میں کہہ کر جلد ہی سجدہ میں اور قعدہ میں امام کی متابعت کری اور اکثر لوگ ایسا نہیں کرتی
 بل یحی احدھم المسجد ویجد الامام في السجدة او في القعدة فیقف منتظرا بآه حتى یفرغ من السجدة او القعدة ویعود
 بلکہ بعض شخص مسجد میں اگر امام کو سجدہ یا قعدہ میں پاتا ہی تو اتنی دیر امام کا منتظر کھڑا رہتا ہی کہ سجدہ یا قعدہ سے فارغ ہو کر کھڑا ہو
 الى القيام ثم یقتدی به فمن یفعل كذلك فانه یضیع على نفسه اجر کبیرا وثوابا کثیرا فاللازم له ان یکبر لا فتاح
 بہر اور سکا اقتدا کرتا ہی سو جو شخص ایسا کرتا ہی تو پنا پڑا ہی ثواب اور اجر عظیم مہوتا ہی اور سکول لازم یہ ہی کہ تکبیر ہی ہوئی تکبیر تحریمہ کہہ کر
 قائما ثم یسارع الى متابعة الامام في أي حال کان لما روی عن ابی ہریرة انه علیه السلام قال اذا جئتم الى الصلوة
 جلد ہی امام کی متابعت کری امام کسی ہی حال میں ہو اسلوسی کہ ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم نماز کی لئی آؤ
 ونحن یسجد فاسجدوا ولا تعدوها شیئا وروی عن ابن مسعود انه قال فی المسبوق المذکور لعل یعمل ولا یرفع راسه حتی یغفر
 اور ہم سجدہ میں ہوں تم ہی سجدہ کرو اور او کو کہہ سجدہ سجدہ اور ابن مسعود سے روایت ہی کہ ابی مسروق کی حق میں کہتی تھی شاید کہ ابی سرنا دھا و لگا جو اندا سکونہ
 له ویکره للمقتدی ان یسارع الى الركوع والسجود قبل الامام وان یرفع راسه من الركوع والسجود قبل الامام لما روی عن
 اور مقتدی کو مکروہ ہی کہ امام سے پہلی رکوع اور سجدہ میں جلد ہی چلا جاوی اور امام سے پہلی رکوع اور سجدہ میں ہی سر اوٹاٹی
 ابی ہریرة انه علیه السلام قال انما جعل الامام لیسئلکم فلا تختلفوا علیه فاذا رکعوا فاذا قال سمع الله لمن حمده
 روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا امام اسلوسی مقرر ہوا ہی کہ او کی اطاعت کریں سوا کسی ضافہ نہ کر دو جب رکوع کری تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ من حمده
 فقولوا ربنا لك الحمد واذا سجد فاسجدوا و فی حدیث اخر انه علیه الصلوۃ والسلام قال یا یوم من احکم اذا رفع راسه
 تو تم رہنا لک الحمد اور جب وہ سجدہ کری تو تم سجدہ کرو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اگر کوئی تم میں سے امام سے پہلی رکوع اور سجدہ میں
 من الركوع والسجود قبل الامام ان یجعل الله راسه راس حمار ویجعل صورته صورة حمار و فی ہذین الحدیثین وعید شدید
 سر اوٹاٹی تو اس عذاب سے او کو کیا بچاؤ ہی کہ اللہ تعالیٰ او کا سر گرد ہی کا سا بنا دی اور او کی صورت کہہ ہی کیسی پڑ دی اور ان دو حدیثوں میں موافق بیان کو مانی کی
 علی ما ذکرہ الکرمانی لان المسخر عقوبة لا تشبه سائر العقوبات فلذلك ضرب بها المثل لیتقی هذا الصنع ویحذر من
 برا سخت وعید ہی اسلوسی کہ صورت کا بدل دینا تمام عقوبات سے برتر ہے
 سوا پہلی اسکو ضرب المثل کیا تاکہ اس گرداسی بچیں اور باز میں اور جو شخص
 دخل المسجد ووجد القوم قد شرعوا في الصلوة یکره له ان یدخل فی خلال الصف ویصلی السنة فخالط الصف فخالطهم
 مسجد میں اگر دیکھی کہ جماعت قریب شروع ہو گئی ہی اب اسکو مکروہ ہی کہ صف کی اندر کہہ کر صف میں علی ہوئی سنہین پڑھنی لگی

اور اگر امام کی سر اوٹاٹی ہوئی واقع ہوگا

فی القیام والقعود والركوع والسجود بل السنة ان یصلی السنة فی بیتہ وهو افضل اذ فی خارج المسجد وخلف اسطوانة فی
 یوم القیام اور قعود اور رکوع اور سجدہ میں اونکی مخالفت کنی جائز کہ ہر منسلک بھی کہ مستین اپنی کہ میں پڑھی ہو نہ سو ہی بہتر ہی یا مسجد ہی یا ہر پڑھی یا سجدوں کی اوٹ میں
 اووا الشبہ بذلك فی کونہ جائز الا ان لا یتیان بها خلف الصف من غیر حائل مکروہ و فی خلال الصف اشد کراہتہ و لکنہ
 یا اسکی مانند کسی اور چیز کی اوٹ میں پڑھی اسلی کہ سنتوں کا پڑھنا صف کی پیچھے ہون چاہیل ہونی کسی چیز کی مکروہ ہی اور صف کی اندر ملکر تو بہت ہی مکروہ ہی عم کو مکروہ ہی
 للامام ان یشغل علی القوم بالطویل الزائد عن حد اقل السنة فی القراءة والا فکار علی وجہ یمحصل السبل للقوم لان
 کہ قوم پر قرات اور اذکار میں کم درجہ مسنن سی زیادہ پڑا کر اتنا بوجہ ڈالی کہ قوم کو ملالت آنی لگی اسلئے اسکی کاس صورت میں جماعت سی نفرت کرنی لگیں گی
 فذلك سبب للتنفیذ عن الجماعة والتنفیذ عن الجماعة یؤدی الی حرمان لشوائب الزائد علی صلوة الفرد بسبع وعشرون درجۃ و
 اور جماعت کی نفرت کرنی میں اوس ثواب سی محروم ہو جاوے گی جو انکی کی ہر ستائیس درجہ زیادہ ہوتا ہی اور

لیکون مکروها لکن لا ینبغي ان ینقص عن قداقل السنه فی القراءة والتسبیحات اللهم لا تم معذرتین فیہ وسنتہ القراءة مکروهہ ہونیکا لیکن یہ نہیں چاہی کہ قرات اور تسبیحات میں کم درجہ سنوں سی کمادی یا آپی شاید اسو سہلی کہ اوکواسمین کوئی غرض میں ہی اور غریبی فی صلوۃ الفجر فی الركعتین ادناہا بعد الفاتحۃ اربعۃ ایۃ ووسطہا ستون ایۃ واولاها حاشۃ ایۃ تاروی اندم نماز میں دو رکعت کی اند قرات سنوں او فی درجہ بعد سورۃ فاتحہ کی چالیس آیتیں اور پہچا درجہ سائے آیتیں اور اعلیٰ درجہ سو آیتیں ہیں اسو سہلی کہ ہر بیت ہی کہ چالیس آیتیں کان یقرأ فی صلوۃ الصبح بعد الفاتحۃ مقدار اربعین ایۃ او ستین ایۃ او مائۃ ایۃ وایمانا کان یقرأ سورۃ وایمانا صبح کی نماز میں بعد سورہ فاتحہ کی تحمید چالیس آیتیں یا سائے آیتیں یا سو آیتیں چاکر کر ہی ہتی اور بعض دفعہ سورۃ بق چھپنی ہتی اور کہی

كان يقرأ سورة الروم وقد ثبت على ما ذكر في سفر السعادة ان ابن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يامرنا بالتخفيف
 سورة دوم پڑھتی تھی اور ثابت ہو چکا ہے چنانچہ سفر السعادت میں مذکور ہے کہ ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر کوئی تخفیف کی نئی فرمایا کرتی تھی
 ويؤمنا بالصفت ويعلم من هذا ان قراءة والصفات من باب التخفيف الذي كاهم به النبي صلى الله عليه وسلم وادنى ما
 اور آپ اللہ سے صفت پڑھتی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صافات کا پڑھنا تخفیف میں داخل ہے جس کی نئی فرمائی تھی اور رکوع
 يحصل به السنة في تسبيحات الركوع والسجدة ثلاث لما روى انه عليه الصلوة والسلام قال اذا ركع احدكم فليقل
 اور جو وہ تسبیحات میں ادنیٰ درجہ سنت کا تین بار ہی اس واسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فرماتی تھی جب کوئی رکوع کرے

ثلاث مرات سبحان ربی العظیم وذلك ادناه واذا سبح فليقل سبحان ربی الاعلی ثلاث مرات وذلك ادناه والمعادني ما
توتين بار سبحان ربی العظیم اور یہ ادنی مرتبہ ہی اور جب یہ کہی تو تین بار سبحان ربی الاعلی کی اور یہ ادنی مرتبہ ہی اور مراد یہ ہے کہ ادنی درجہ
یحصل بہ السنة ولذلك يكره النقص عن الثلاث وان زاد على الثلاث فهو افضل لان الثلاث اذا كان الادنى فلا اشتك
صحيح صحت ادواہو جادی اور اس میں تین بار ہی کہنا مکروہ ہی اور اگر تین بار ہی زیادہ کی تو افضل ہی اس میں کہ تین مرتبہ جب ادنی درجہ ملے تو بیشک

ان الزيادة على الادنى تكون افضل لكن الامام لا يزيد على الثلث الا برضا الجماعة فاذا زاد برضاهم فالسنة ان يختم
 في مرتبة پر زیادہ کہنا افضل ہو دیگا پر امام تین بلدی سایہ دیوں مرضی جماعت کی نہ پر دوی پر جب انکی مرضی زیادہ پر دوی تو ہر سنوں میں ہی کہ غایق پر
 علی و تروہوا و اخصس و سبع لان الثلث لما كان الادنى وكان المستحب الا يثا رفا نسب ان يكون الاوسط خمسا والا اكل
 تکراری اور وہ یا تو یا پنج یا سات اسکی تین مرتبہ جب ادنیٰ شمار اور ایشا پر حال مستحبی تو مناسب ہو اگر کہ چھکار دے یا پنج دفعہ ہو اور کامل مرتبہ

سبعاً وبكره الامام ان يعجلهم عن اكمال اقل السنة في تسبيح الركوع والسجود وقراءة التشهد لكن لو رفع الايام لاسه
مات دفعه واما مكرهه في كل يوم او في مرتبة سنة كما ركوع اورسجود وكي تسبيحات مين اور تشهيدك بزمين مين بدراكن دي ليكن اگر امام ركوع اور سجد مين سي
من الركوع والسجود قبل ان يسبح المقتدي ثلثا فانه يتابع واما وقلم الاحام من القعدة الاولى الى الركعة الثالثة قبل ان
سهي سيلي - اهواي كه مقتدي تين بار تسبيح كمي تو مقتدي متابعت هي كرى ان اگر امام قعدة اولي سي تيسر ركعت كي لئي اس سي سيلي كرايه جوي

المستفيضة في

کتابخانه ملی ایران

5

1

10

10

1000

1111

کتابخانه

کتابخانه

1

1000

10

1000

Abstract

1000

1000

1

1

3

یکبر مع الامام ولا یکبر لاولی حتی یسلم الامام لانه لو کبر لاولی یشکل قضاء والسبوق لا یشتمل بقضاء ما قدر سبق
 نزول امام کی شامل تکبیر کی اور تکبیر اولی نہ کی جب تک کہ امام سلام پہنچے اسلئے کہ اگر اب تکبیر اولی کہیگا تو قضاء ہو ویکی اور سبق کو گزشتہ کی قضاء میں امام کی فراغت سی
 قبل فراغ الامام وان لم یکبر حتی یکبر الامام اربعاً یکبر هو لا افتتاح قبل ان یسلم الامام و اذا سلم الامام یکبر ثلاثاً
 پہلی بار کھڑا جائی اور اگر تکبیر اولی نہ کہی تھی کہ امام فی چاروں پوری کر دین تو اب یہ شخص امام کی سلام سی پہلی تکبیر افتتاح کی اور جب سلام پہنچے تو تینوں تکبیریں
 صتاً اربعاً بلا دءاء قبل ان ترفع الجنائزۃ وان کبر مع الامام التکبیرۃ الاولی ولم یکبر الثانية والثالثة یکبرهما ثم یکبر
 فی درجہ ہر دوں دعا کی جنازہ کی اوٹنی سی پہلی کہوی اور اگر امام کی ساتھ تکبیر اولی تو کبھی دوسری اور تیسری تکبیر نہ کی تو پہلی یہ دو تکبیریں کہی ہر امام کی ساتھ
 مع الامام الرابعة وقال ابو یوسف من جاء بعد اکبر الامام تکبیرۃ الافتتاح یکبر کما جاء ولا ینظر التکبیرۃ الثانیۃ
 چونکہ تکبیر کہی اور امام ابو یوسف کہتی ہیں جو شخص ایسی وقت آئے کہ امام تکبیر کہہ چکا تو آتی ہی تکبیر کہہ کر شامل ہو جاوی دوسری تکبیر کا منتظر نہ رہی
 قال ابرہیم الحلبي فی شرح المنیۃ ویقولہ ناخذ وان جاء بعد اکبر الامام الرابعة یکبر لا افتتاح قبل ان یسلم
 ابرہیم حبشی منیہ کی شرح میں کہتی ہی اور حبشی لکھا ہی قول لیا ہی اور اگر ایسی وقت آئے کہ امام چوتھی تکبیر کہہ چکا تو امام کی سلام سی پہلی تکبیر افتتاح کی ہی
 الامام و اذا سلم یقضى ثلاث تکبیرات عنده قال ابرہیم الحلبي وعلیه الفتوی ومن دفن قبل ان یصلی علیہ یصلی
 اور جب سلام سلام پہنچے تو تینوں تکبیریں قضا کری امام ابو یوسف کی نزدیک ابرہیم حبشی کہتی ہی اور اسی پر فتویٰ ہی اور جو مردہ نماز جنازہ سی پہلی دفن ہو گیا ہو تو وہ
 علی قبرہ عالم یتقضم اقامۃ للواجب بقدر الامکان والمعتبر فی معرفۃ عدم تقضیہ اکبر الراۃ علی الصحیح لانه
 قبر نماز میں جیسے کہ کسانہو تاکہ بقدر امکان واجب نماز ہو جاوی اور یکسے اور نہ یکسے کی باب میں صحیح مذہب پر غالب لای معتبر ہی اسلئے کہ یہ حالت
 یختلف باختلاف ازمان من الحر والبرد وباختلاف حال المیت من السمن والفرال واولی الناس بالامامۃ فی الصلوة
 باعتبار اختلاف زمانہ گرمی اور جراثی کی اور باعتبار اختلاف حال مردہ کی موٹاپی اور دہلی پن میں یکساں نہیں ہوتی اور نماز جنازہ کی امامت کی
 علیہ السلطان ان حضر ثم القاضی ثم امام المحی ثم الولی علی ترتیب العصبۃ فی الارث فان سبب العصبۃ بتفہ
 سلطان ہی اگر بروقت موجود ہو پھر قاضی پھر امام قوم کا پھر ولی ترتیب عصبۃ وراثت کی اعتبار سی بیشک سبب عصبۃ کا اثر میں
 اول البتۃ ثم الابۃ ثم الاخوة ثم العمۃ واذ انتہی الحق الیہ یجوز لہ ان یاذن لغيرہ ان یصلی علیہ ولیس لغيرہ
 اول بنوت ہی پھر بنوت پھر اخوت پھر عمومیت اور جہا امامت کی کچھ حق پھر چکی تو اسکو اختیار ہی کہ امامت کی ہی اور کبیکو اجازت دیدی اور و کبیکو
 ان یصلی لغير اذنه وان صلی غیرہ بغیر اذنه فله ان یعید ان شاء وبعد ما صلی علیہ ہوا ومن کان مقدماً علیہ من
 یہ اختیار نہیں ہی کہ اسکی بی اجازت نماز پڑھاوی اور اگر غیر شخص بی بی اجازت نماز پڑھاوی تو ولی کو اختیار ہی اگر چاہی تو آپ پھر پڑھ لی اور اگر ولی یا جو ولی ہی
 السلطان او غیرہ لا یصلی علیہ غیرہ اذ بصلوة من ہوا ولی یتادی حق المیت ویسقط فرض الجنائزۃ فلو صلی علی غیرہ
 سلطان وغیرہ نماز پڑھ چکا ہو تو اب کبیکو اختیار اعادہ کا باقی نہیں سی اسلئے کہ سبب نماز پڑھنی ایسی کی جو واسطی ادا حق میت کی اولی ہی فرضیت نماز جنازہ کی اور ہر چکی ایسی
 بعدہ یكون نفلاً والتفعل لہا غیر مشروع وکذا من صلی علیہ مرۃ قبل اذن الولی لا یصلی علیہ مرۃ اخرى مع الولی ولو
 بلکہ کسی مرد کوئی نماز پڑھ چکا ہو تو نفل ہوگی اور نفل نماز جنازہ کی شرع سی ثابت نہیں ہی اور اسی ہی جو شخص ایک بار بدون اجازت ولی کی نماز جنازہ پڑھ چکا ہو تو دوسری دفعہ کی کی
 اوصی بان یصلی علیہ فلان فالوصیۃ باطلۃ ولیس لہ ان یصلی علیہ الا برضی ولیہ وان لم یکن لہ ولی فالجیران اولی
 اور اگر مردہ کی وصیت کا ہو کہ میری نماز جنازہ فلا نا شخص پڑھاوی تو یہ وصیت باطل ہی اس فلا کی کو بدون رضا مندی ولی کی اختیار نہیں ہی اور اگر میت کا کوئی ولی نہیں ہی تو عصبۃ
 ویقوم الامام بجزاء صدر المیت ذکر اکان المیت اوانشی لان الضر لا یشر فی الاعضاء فی البدن لکنہ مع القل الذی
 اور امام میت کی سینہ کی مقابل کبڑا ہو مردہ مردہ یا عورت ہو اسلئے کہ سینہ بدن میں سب اعضا ہی مشرف سی اسوا اسلئے کہ سینہ بدن میں ہی
 فیہ نور لایان فیكون القیام باذائہ اشارة الى ان الشفاعة لہ انما یكون لاجل ایما نہ لیعفو ربہ عن عصیانہ
 جسم میں لایا کاندہ ہوتا ہی اب اسکی مقابل کبڑی ہوتی میں یہ اشارہ ہی کہ شفاعت اس مردہ کی اس ایمان کی واسطی ہی تاکہ اسکی خطا و عن سی پروردگار درگزر کری

توسیع نماز

توسیع نماز

توسیع نماز

توسیع نماز

ولو وضعوا اسر للبيت متباينين لكان الامام يجوز لكن لو تعدده يكونون مسيئين وليستحب ان يصفوا ثلاثة صفوف
 اور اگر قوم في ميت كاسر امام في باطن تهنك متصل كروا قوتهاين پر اگر سب مقدما ايگيا توب عطا وارين اور تحب هي كرتين صفين با وارين
 حتى لو كانوا سبعة يتقدم احدهم للامامة ويقف ثلاثة وراءه واثنان وراءهم وواحد وراءهما وافضل
 بيا تيك كرا كرم اي نو كسات چون تو ايك شخص الماسك لى اكي برهي اور تين آدمي وكي چهي كترين ان دور وادكي چهي اور ايك دن وكي چهي اور
 الصفوف في صلوة الجنائزة اخرها وفي سائر الصلوات اولها ولو جهز الميت صبغة يوم الجمعة يكره تأخيرها الى
 تاجزانه كي تمام صفون من فصل چهي صف چهي اي اور تمام نمازون ميال صف فصل اي اور اگر جنازه جمع كي وقت تيار ميگيا تو پير جمع كي وقت نكنا غير
 وقت الجمعة ليصل عليه جمع عظيم بعد الجمعة ولا يجوز الصلوة عليه عند طلوع الشمس عند استوائها
 تا كرا و سپر جمع كي بعد انچه كثر نماز پري كروه هي اور نماز جنازه طلوع اقبال كي وقت اور زوال كي وقت
 وعند غروبها ان حضر قبل هذه الاوقات وان حضر فيها يجوز من غير كراهة لانها تؤدى كما وجبت لان
 اور وكي وقت جنازه مين هي اگر جنازه اون اوقات مي پيلي موجود چو چكا هو اور اگر ان مي وفات مين تا پير قوتهاين با وارين
 الوجوب بالحضور وهو افضل والتأخير مكروه لقوله عليه السلام لا تؤخرت وذكر منها الجنائزة ولو حضر بعد
 كجانه كي موجود مي تو چي تو چي مي پير فضل هي اور تأخير كروه هي و اسلي ارشاد مي عليه السلام كي دير كرتنا اور لو مين جنازه كو ذكر فرمايا اور اگر جنازه بعد
 غروب الشمس يبدأ بالمغرب ثم بصلوة الجنائزة ثم بسنة المغرب وقيل يقدم سنة المغرب ايضا ويكره الصلوة على
 خروية قلب كي موجود چو چكا هو اول ستر كي فوج مين پير جنازه كي نماز مين پير مغرب كي ستين پيرين اور كوي كبا هي مغرب كي ستين سبي پيلي پيرين اور جنازه كي نماز مين
 الجنائزة في المسجد ان كانت الجنائزة فيه وان كانت الجنائزة والامام وبعض القوم خارج المسجد والباقي فيه
 كروه هي اگر جنازه مسجد كي اندر هو اور اگر جنازه اصنام اور كچم لوگ مسجد مي باهر ميون اور باقي مسجد مين چون
 لا يكره ولو كان الامام على غير طهارة والقوم على طهارة تعاد الصلوة لعدم صحتها واما لو كان الامام على طهارة
 تو كوهه ميت اي اور اگر امام خط و وضو هو اور تمام قوم با وضو هو قنار دو باره پير پيرين اسلي كي ده نماز مين چكا اور اگر امام با وضو هو
 والقوم على غير طهارة فلا تعاد لان صلوة الامام صحيحة وبها يتم حق الميت ويسقط فرض صلوة الجنائزة لعدم
 اور قوم تمام مي وضو ميون قواعد ميتين اسلي كي امام كي نماز صحيح چو كئي هي اور اس مين ميت كا قنار ادا چو كيا اور فرضيت نماز جنازه كي اذمي سا قه چو كئي
 كون الجماعة شرط فيها وان لم يوجد من يصلي عليه من الرجال وصلت عليه النساء وحدث جماعة يجوز
 كي كو اس نماز مين جماعت شرط مين هي اور اگر ورون مين ي كوي نماز مين نه ولا مي سر نها اور مي حورتون ني جماعت كر كوت پري تو جائز هي
 وان امت المرأة الرجال فيها لا تعاد لان صلوة الرجال وان كانت فاسدة لكن صلواتها صحيحة وبها يتم حق الميت
 اور اگر حورت ني نه جنازه مين حورتون كي ساك قواعد ميتين او اسلي كي ورون كي نماز اگر چه فاسد چو پير او مي تو كي نماز تو صحيح چو كئي اور جميع ميت كا حق پير ادا چو كيا
 ويتأدى فرض صلوة الجنائزة فلا تعاد لان تكرارها غير مشروع عندنا ومن ولد او ظهر منه عند ولادته
 اور نماز جنازه كي فرضيت ادا چو كئي پير عاده چو كيا اسلي كي اس كا كر شرع مين هاري ديكي بتا چي اور چو پير پيدا چو كيا اور پير اچو كئي
 ما يدل على حيوته من رفع صوت او تحريك عضو يسمي ويغسل ويصلى عليه وان لم يظهر منه عند ولادته
 كوي نشان زند كي كا معلوم چو كئي جيسه رويكي واز يا كسي عضو كا دانا تو اس كا نام مقرر كرتا و ديكنا و نماز جنازه پير كرتا اگر پيدا چو كئي
 ما يدل على حيوته لا يصلى عليه واختلف في تشميطه وغسله واختار انه يسمي ويغسل ويدلج في خرقه
 كوي نشان زند كي كا ظاهر نها تو و سپر نماز جنازه پير مين كي اور اس كي نام حين كرتين اور نماز مين اختلاف اور غنار ميتين كي تمام ركعتين اور انلا وين اور كرتي مين ليبت كر
 ويدفن نكبرها البقي ادم ولو سبي صبي ومات ان لم يسب معه احدا بويه يصلى عليه لكونه تبعاً للسابع
 مام علي عظيم مي آدم كي دفن كرتين اور اگر لو مين ميچ پير او اسلي و صفا كرا تو اس كي ساكنا و ساكنا ياب كي كئي پير انبي يا تو و سپر نماز مين كي كوهه كرا كر نيو اس كي كا

وان كان مرثداً ينقص منه مراعاة للسنة ولا يصلي على عضو الا اذا كان في حكم الكل بان يوجد اكثر الميت او
 اور اگر مرثدی ہو تو وہ بھی رعایت سنت کی کم کر دین اور مقتول کی عضو پر جنازہ نہیں ہے جب ہی کہ وہ عضو کل کی حکم میں ہو اس طور کہ کسی ہی زیادہ ہو
 نصفه مع راسه بخلاف ما لو وجد راسه ونصفه مشقوقاً بالطول فانه لا يغسل ولا يصلي عليه والمصلو
 سر میت آدم ہو برخلاف اس مقتول کی جسکا فقط سر ہی ہوتا ہے یا تو باطل کی جانب سے چڑھا ہوا ہے یا کسی ہی نہ غسل ہی اور نہ نماز اور سولی دیا ہو
 يترك على خشبته ثلثة ايام عقوبة له وزجر الغيرة ثم لما تم له ثلثة ايام يجلي بينه وبين اهله ليدفنوه ولو
 تین دن تک سولی پر لٹکا رہی اور سولی ہی سنائی اور اورون کی لمبی خوف میر جب تین دن پوری ہو جاوین تو اسکی وارثوں کو اجازت دین تاکہ اسکو دفن کریں اور اگر
 مات كافراً ولم يكن له ولي من الكفار وله قريب مسلم يغسله القريب المسلم ويدفنه كما روى ان علياً لما مات ابو
 کوئی کافر مر جاوی اور اسکا کوئی کافر وارث نہ ہو اور اسکا سگا مسلمان ہو تو وہ ہی مسلمان اسکو غسل دی کر دبدی کیونکہ روایت ہی کہ علی جب اسکا باپ مر گیا
 جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله ان عمك الضال قد مات فقال له النبي صلى الله عليه وسلم
 تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آئی عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا چچا گمراہ مر گیا آپ نے فرمایا

اذهب فاغسله وكفنه واوراه لكن لا يغسل كفيل المسلم بل يصب عليه الماء ويغسل غسل الثوب النجس من
 جا او کونہا اور کفن کر داب دی پیر اسکو مسلمانوں کی طرح نہ پہلا دین بلکہ اوپر پانی بہا دین جیسی گندے کپڑے کو دھوتی ہیں
 غير وضوء ولا بداية من التيامن ويلف في خرقة من غير مراعاة سنة الكفن ويحفر حفرة من غير لحد ويلقي فيه
 نہ تو وضو کر اسے اور نہ دہنی طرف سے شروع کریں پھر کپڑے میں پٹیشن کفن میں کچھ رعایت سنت کی نہ کریں اور اگر پابندوں لحد کی کہو ذکر الہین
 ولا يوضع ويجوز دفعه الى اهل دينه وان كان له ولي من الكفار لا ينبغي للمسلم ان يتولى امره بل يجلي بينه وبينهم
 اور مرثہ کی طرح نہ داتا دین اور جائز ہی کہ اسکا لاشہ اسکی ملت والوں کو حلال کر دین اور اگر کفار میں سے کوئی اسکا وارث نہ ہو تو اب مسلمان کو نہیں چاہی کہ اسکی کار و کا کا ذمہ لے
 ليصنعوا به ما يصنعون بموتاهم هذا اذا لم يكن كفراً بالامر ترداداً واما اذا كان كفراً بالامر ترداداً فلا بد دفعه الى اهل
 وہ جطور ایسی مردوں کو کرتی ہوں سوا اسکو کریں یہ جب ہی کہ اسکا کفر ارتداد کا ہو اور اگر وہ مرتد ہو کر کافر ہو ہی تو اسکی ملت والوں کو چنگی دین میں
 الذين الذي انتقل اليه بل يلقى في حفرة كالكلب بلا غسل ولا كفن يسرنا الله تعالى النجاة من زوال الايمان و
 ملگیا ہی نہ دینیں بلکہ کئی کی مثال لی غسل اور لی کفن بکڑی میں ڈال دین الہی چکو زوال ایمان سے بچنا اپنی لطف و کرم سے آسان کر

المجلس السادس والخمسون في بيان قوله عليه السلام من كان اخر كلامه

لا اله الا الله دخل الجنة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كان اخر كلامه لا اله الا الله
 لا الہ الا اللہ ہی وہ جنتی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکا پچھلا بول لا الہ الا اللہ ہو
 دخل الجنة هذا الحديث من حسان للصاير رواه معاذ بن جبل ومعناه ان كل من كان اخر كلامه عند الموت
 وہ جنتی ہی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی معاذ بن جبل کی روایت سے معنی یہ ہیں کہ جسکا آخر کلام مرئی وقت کلمہ توحید ہو
 كلمة التوحيد يدخل الجنة اما قبل ان يعذب بعقوبته او بعد ان يعذب بقدر ذنوبه فعلى هذا كل من
 وہ جنت میں داخل ہوگا یا تو پہلے عذاب اگر خطائیں معاف ہوئیں یا اگر ہوں کی برابر عذاب ہوگا اس بیان کی موافق
 يكس من حياته ينبغي له ان يكثر الاستغفار ويتوب عن ذنوبه ويستحضر في ذهنه ان هذا اخر اوقات
 جسکو توفیق زیست کی نہ ہی تو اسکو چاہی کہ استغفار بہت کیا کری اور اسی گناہوں سے توبہ کری اور اسی دہن ہی خیال رہی کہ دنیا میں ہی میر یہ ہی وقت آخری السلام
 من الدنيا ويحتمدان يختمها بخير ويسارع في قضاء دينه لا يلبقى في قبره مرتكباً لدينه كما اخبر به النبي عليه
 اور یہ بہت کرے کہ اسوقت کو خیر پر تمام کری اور جلدی ہی اپنا فرض ادا نہ کرے تاکہ قبر کی اندر فرض میں الجھنا نہ پڑا یہی چنانچہ حدیث میں آیا ہے

وقال نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يرضى عنه ويبادر في أداء سائر الحقوق الى اهله من مرد المظالم والودائع والمكف

فرايا مؤمن کی جان قرض میں الجپی رہتی ہی جب تک قرض نہ دے راضی ہووی اور جلد ہی تمام حقوق ادا کی حق ادا کر دی ناحق لیا ہوا پیروی اور مانتین ہوو گئی ہوئی چیزیں

واستحلال اهلہ من زوجته والديه واولاده وعلانہ وجيرانہ واصدقائه وكل من كان معه معاملة او صا

اور اپنی اہل سے یعنی اپنی بیوی اور ابا باپ اور اطفال اور غلاموں اور مسایین اور دستوں سے اور جسکی ساتھ کچھ معاملہ ہوتا ہو یا ہمنشین ہو یا شراکتی

ويوصي بما لا يتمكن من ادائه في الحال حتى لو كان عليه حق من حقوق الله تعالى كالصلوة والزكاة والصوم والحج

اور جو حق کہ بالفعل ادا نہیں ہو سکتا او کسی وصیت کر دی یہاں تک کہ اگر اہل کی ذمہ حقوق اسد ہوں جیسی نماز اور زکوٰۃ اور صدقہ اور حج وغیرہ

وغیرہا یجب علیہ ان یوصی لہذہ الحقوق بثلاث ماله ان احتیج الیہ وان لم یکن علیہ حق من ہذہ الحقوق لا

تو اس پر واجب ہی کہ واسطی ادا ان حقوق کی تہائی مال میں ہی وصیت کر دی اگر اہل کی حاجت ہووی اور اگر کسی ذمہ ایسی حقوق نہیں ہیں تو اس پر اور کسی

یجب علیہ الوصیۃ بل ینبغی لہ ان ینظر الی حال الورثۃ فانہم ان كانوا صغارا فلا فضل لہ ترک الوصیۃ وكذلك

کوئی وصیت واجب نہیں ہی بلکہ او کو یہ چاہی کہ ورثہ کی حال کو لحاظ کرے کیونکہ اگر ورثہ بچی ہیں تو افضل یہ ہی کہ وصیت نہ کرے اور ایسی ہی

لو كانوا اکبارا وھم فقراء ولا یستغنون بحصۃم من التركة كان ترک الوصیۃ افضل لہ وان كانوا اغنیاء ولا یستغنون

اگر بالغ ہوں لیکن ایسی محتاج کہ ترکہ میں سے اپنا اپنا حصہ لیکر بھی غنی ہووین تو بھی وصیت نہ کرنی افضل ہی اور اگر غنی ہوں یا ترکہ میں سے

بحصۃم من التركة فلا فضل لہ ان یوصی باقل من الثلث فیما هو طاعة لامعصیۃ فیہ فیبدأ بمن لیس بوارث

اپنا اپنا حصہ لیکر غنی ہو جاوین تو اب افضل یہ ہی کہ تہائی مال سے کم کی ایسی وصیت کرے جو طاعت ہو اور عین کوئی معصیت نہ ہو پہر اپنی قرابتوں میں سے ایسی ہی شروع کرے

ان كانوا فقراء وان لم یکنوا افقراء بل كانوا اغنیاء فبالجملین وقد لا تستغناء عند البیہیفة علی اذکر فی قضایا الخلا والبرازیۃ ان

اگر وہ محتاج ہوں اور اگر محتاج نہ ہوں بلکہ غنی ہوں تو ہمسایوں سے شروع کرے اور مقدار استغناء کی امام ابو حنیفہ کی نزدیک موافق او کسی جو خلا صدقہ و برزائیہ کی وصایا میں

لکل وارث بعد الوصیۃ اربعة آلاف وعن الفضل عشرة آلاف وبعد الوصیۃ ینبغی لہ ان یحسن

کے حصے اور اگر چاہے ہزار ہر ایک وارث کی تین سو ہزار میں اور فضلی سے یہ روایت ہی کہ دس ہزار بھی ہیں اور وصیت کرنی کی بعد چاہی کہ اپنا مال

ظنہ باللہ تعالیٰ بانہ یرحمہ ویغفر ذنوبہ ولستحضری ذہنہ انہ حقیر فی مخلوقاته تعالیٰ

جناب آہی میں درست کرے کہ مجھ پر اللہ رحمت ہی کرے اور میری گناہ معاف ہی کرے اور اپنی دلیل پر یہ خیال کرے کہ او کی مخلوقات میں سب سے کمینہ ہوں

وانہ تعالیٰ غنی عن عذابه وطاعته ینبغی لہ ان یکون مشغولا بقراءة آیات من القرآن العظیم فی الرجاء

اور اللہ تعالیٰ کو میری عذاب اور طاعت کی کچھ پرواہ نہیں ہی اور چاہی کہ قرآن شریف کی وہ آیات جنہیں رجاء اور اسید واری ہی پڑ ہی

او یقرأھا غیرۃ عندہ وهو یسمع وكذلك لیستقرئ احادیث الرجاء او یقرأ غیرھا عندہ و

یا اسکی پاس اور لوگ پڑھیں یہ سننا ہی اور ایسی ہی رجاء کی حدیثیں پڑ ہی یا اور لوگ اسکی پاس پڑھیں اور

ھو یسمع وحکایات الصالحین واثارہم عند الموت ینبغی لہ ان یحافظ علی الصلوٰۃ الخمس و

یہ سننا ہی اور حکایات کی قضی اور او کی مرنے کی حالات سننے اور او کو چاہی کہ ہجگنا نہ ناس کی اور

غیرھا من وظائف الملین بقدر طاقتہ فانہ اذا عجز عن القيام فی الصلوۃ یصلی

سوائے او کی اور وظائف دین کی طاقت کی موافق محافظت کئی جاوی بیشک اگر وہ نماز میں قیام سے تنگ ہی

قاعد ابرکوع وسجود وان لم یقدر علی الركوع والسجود یصلی بالایماء قاعدا ویجعل سجودہ

تو یہ بیٹھ کر رکوع اور سجود کی ساتھ پڑ ہی اور اگر رکوع اور سجود کی قدرت نہ ہو تو بیٹھ کر اشارہ سے پڑ ہی اب سجدہ کو یہ نسبت رکوع کی

انخفض من رکوعہ لیحصل الفرق بینہما وان لم یقدر علی القعود یصلی بالایماء

پست کرے تاکہ دونوں میں فرق رہے اور اگر بیٹھنے کی قدرت نہ ہو تو کروٹ پر بیٹھا ہوا اشارہ سے پڑ ہی

مصلحہ او مستقل فی لان الطاعة بحسب الطاقة لقوله تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها ويجتنب الغفاسات واستطاع
 ان يتذكر ان كل حاد قد ر طاعت ہوتی ہی اس بیت ہی تکلف نہیں تیسہ کسی کو مگر جو اس کی طاقت ہو اور کسی ہی بہانہ ہو کہ ہی
 حتی اذا عجز عن استعمال الماء یصلی بالتیمم واذ کان علی بدتہ او ثوبہ او موضع صلواتہ نجاسة وعجز عن ازالہا یصلی معها
 یہاں تک کہ پانی استعمال نہ کر سکے تو تیمم ہی غازی ہو اور اگر اس کی بدن پر یا کپڑی پر یا غازی جگہ پر گندہ ہو اور پاں نہ کر سکے تو ویسی ہی غازی ہو
 ولا یترك الصلوة ولا یؤخرها عن وقتہا مادام عقلہ ثابتا خوفا من حصول اجل بغتة وقد حصل منه التقصیر فی اتيان
 وقت نماز کو بالکل نہ کر دی اور نہ وقت ہی تاخیر کری جب تک کہ اس کی عقل قائم ہو کیونکہ یہ خوف ہی کا نام موت ایسی وقت نہ آجادی کہ
 ما وجب علیہ بقدر استطاعته ویجوز من النساء هل فی ذلك اذ من اقيم القیام ان یكون اخر عہدہ من الدنیا التي
 واجبات کی ادا کرنی ہی قاصر ہو اور اس وقت میں سنی ہی ترک کری کیونکہ یہ ہی قیامت ہی کہ دنیا میں جو
 ہی فزیعة الاخرة التفریط فیما وجب علیہ او ندب الیہ ویجتہد فی ختم عمرہ باكمل الحالات ویوصی اهلہ واصحابہ
 آخرت کا کہت ہی ہی آخری وقت میں واجبات پہنچات کی لڑائی کو تاہی پائی جاوے اور چاہیے کہ اپنی عمر کو اچھی ہی چلی لے تمام کری اور اپنی اہل اور اصحاب کو
 بالصبر والا حتمال علی ایصد رمنہ فی مرضہ ویوصیہم بالصبر وترك البكاء علیہ ویقول لهم قد صبرنا علیہ الصلوة
 اور صبر کا تہر جو اس کی جاری میں رہے ہوں صبر و تحمل کے چیکے اور وصیت کری کہ صبر کرنا رو بہ بینا نہیں اور اس طور پر کہ صبر ہی کہ صبر روایت ہی کہ ہی علیہ السلام
 والسلام قال المیت یعذب ببكاء اهلہ علیہ فایاکم یا احبابی والسعی فی اسباب عذابی ویوصیہم ایضا باجتناب
 فی فرمایا ہی میت کو اس کی اہل کی رونی ہی عذاب ہوتا ہی ہوا میری عذاب میں سعی کرنی ہی بچو اور یہ وصیت کری کہ ماتم میں
 صاحبہ بہ العادة من البدمع فی الجنائز ویؤكد علیہم ذلك ویبغی لہ ان یقول فی وقت بعد وقت متی مرا یمتني تقصیرا
 جو بعد عات رسم ہو ہی میں ہرگز نہ کرنی چاہیں اور خوب ناکید کر دی اور چاہئے کہ دم بہ دم یہ سمجھتا ہی ہی تکوین ہی حق ہو
 فی شئ نہ ہو ہی علیہ برفق فانی معرض للغفلة والكسل والاهمال واذ اقصر فشطونی وعادونی علی اہبة سفری
 معلوم ہو تو جو جو نہ کرنی ہی جتا یا کرو کیونکہ میں اب غفلت اور کاہل اور سستی میں مبتلا ہوں اور جب بھی کوئی قصور ہو تو جو جو جتا اور اس سفر کی سامان پر جو جو
 هذا فاذا حضر الموت یوجه نحو القبلة علی شقہ الایمن قال الربیع والخمار فی زماننا ان یلقی علی قفاه وقد صاہ
 چہرہ دنگلنے لگے تو دایبہ کر دیا و سکا مونہ قبلہ کی طرف پیر دین قریمی کہتا ہی مختار میں مانہ میں یہ ہی کہ چہرہ لگا کر اس کے پاؤ
 الی القبلة ویرفع راسہ قليلا لیکون وجهہ الی القبلة دون السماء وانما اختیر ذلك وان کان الاول سنة لکنہ
 قبلہ کی طرف کر کہ نہ ہو اس کا سر او بہا دین تاکہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو جو آسمان کی طرف نہ ہی پیر دین مختار میں یہ ہے اگر صورت اول سنون ہی کہ
 ایسے لحد روح ویلقن الشہادة لانه موضع یقرض الشیطان فیہ لافساد اعتقادہ فیحتلج الی دکر وصتہ علی
 واسمی ترع روح کی آسان ہی اور لکھ شہادت تلقین کریں کیونکہ اس وقت شیطان اس کا اتفاقا خراب کر نہ کو لپٹا رہتا سو اب توحید یا دولانی والی کے
 التوحید وکیفیۃ المتلقین ان یدکر عندہ کلمۃ التوحید ولا یؤمر بها مخافة ان ینضح ویردہا لکن الحال صعبا
 حاجت ہی اور تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو سنا کر کلمہ توحید پڑھیں اس کو نہ کہیں کہ کلمہ پڑھو پڑھو ہی کہ دل تنگ ہو کر رو کر دی کیونکہ اس پر جو جو
 علیہ واذ اقالہامہ لا تعاد علیہ الا ان یتکلم بکلام اخر فینشد یلقن مرۃ اخرى حتی یکن اخر کلامہ کلمۃ التوحید
 وقت ہی اور جبے و ایک باب ہی پڑی تو پھر اس پر لکھ کر دین تاکہ اس کی بعد اور حاجت ہو تو اب دوبارہ تلقین کریں تاکہ اس کے آخر کلام کلمہ توحید ہو
 واما المتلقین بعد الموت فقد اختلفوا فیہ فقیل یلقن لظاہرہا روى عن ابی سعید الخدری انہ علیہ الصلوۃ والسلام
 اور بعد موت کی جو تلقین کرتی ہیں او میں اختلاف ہی کوئی کہتا ہی تلقین کرنا چاہی ہی باعتبار ظاہر معنویات ابی سعید خدری کے کہ نبی علیہ السلام نے
 قال لقنوا موتاکم لا الہ الا اللہ وقیل لا یلقن لعدم الفائدة فیہ بعد الموت لانه ان مات مؤمنا لا یحتاج الی المتلقین
 فرمایا اپنی موت کو لا الہ الا اللہ تلقین کیا کرو اور کوئی کہتا ہی تلقین نہ کریں کیونکہ بعد موت اس میں کچھ فائدہ نہیں ہے لہذا اگر وہ ایمان ہی اتوا تلقین کیا حاجت ہے

البدن من الدن والنجاسة ثم بماء السدر والخمر ليزول ما على البدن لكونه ابلغ في التنظيف ثم بماء فيه
 سيل كحبل نجاست هي سوسه بیک کہ پهل جادی پیر پیری یا اشنان کی خوش دمی ہوئی پانی ہی تاکہ جو بدن پر ہی سوچوٹ جادی کیونکہ اس میں نفاذت خوب ہوتی ہی پیر کاغذ
 کافور ان وجد تطیبا البدن المیت ثم یغسل ناسه ولحیته بالخطمی لانه ابلغ فی الاستحرام الوسخ لكونه مثل الصابون فی التنظيف
 علی ہوئی پانی ہی اگر مسیحت تاکہ میت کا بدن خوش بو جادی پیر او سکا سر او ڈھکی گل ضرورین دہودین کیونکہ اس میں خوب چھوٹا ہی اسکی کہ خطم صابون کی مانند صابون
 وان لم یوجد فبالصابون ثم یضم علی ساره ویغسل حق لصل الماء الی ما یلی النخاع منه ولا یکب علی وجهه لیغسل ظهره
 اور اگر یہ نہ ملی تو صوف صابون ہی پیر یا نہیں کوٹ پر لگا کر اسکا نہ دین کہ پانی نیچے کی طرف تختہ تک یہ جادی اور پیٹہ دھوئی کی کئی مہرہ کی بل اور نہ نہ کر دین
 ثم یجلسه الغاسل ویستندہ الیه ویسجم بطنه برفق وان خرج منه شئ یغسله ولا یعید غسله ولا وضوءه لان غسله
 پیر او سکا سر او ڈھکی پیر یا نہیں کر نرم پٹ کو ملدی اور اگر پیٹ میں سی کچھ نکلی تو دھوئی استی نہ غسل کا اعادہ ہی اور نہ وضوء کا اسو سطلی او سکا غسل
 عرف بالنص وهو حق علیه الصلوة والسلام المسلم علی المسلم ستة حقوق وذكر منها غسله بعد موته وقد حصل مرة فلا بد
 جو نص ہی اس حدیث میں ثابت ہوادی واسطی مسلمان کی مسلمان پر چھ حق ہیں اور تین غسل میت کو ہی ذکر فرمایا سوئی اکیار ہو یا پیر اعادہ نہیں ہی
 ثم ینشف بثوب لئلا یبتل کفانه ویجعل علی ناسه ولحیته الخوط وهو عطر مرکب من اشیاء طیبة ولا یأسس اسانرا نواغر
 پیر کڑی ہی پیر پیر تاکہ کفن تر نہ جادی اور او کی سر اور ڈھکی پر لگا کر خوشبو مرکب لگا دین حنوط خوشبو ہی کئی خوشبو چیزوں کی مرکب ہوتی ہی اور سب سے کم کی خوشبو دھکی
 غیر الزعفران والورد فانهما یکرهان فی حق الرجال دون النساء ویجعل الکافر علی مساجده وهي جبهته واذنیه ویداه و
 سوا زعفران اور ورس کی کچھ ڈھکی ہیں ہی یہ دونوں مردوں کی حق میں مکروہ میں عورتوں کی لٹی مکروہ نہیں اور مساجد پر کاغذ لگا دین اور مساجد او کی پیشانی ہی اور ناک اور دونوں ہاتھ
 رکبتاه وقد ماہ لانہ کان یسجد بھذه الاعضاء فكانت اولی بزیادة الکرامة ولا یسرج مشعره ولحیته ولا یقصظ
 اور دو کھنٹی اور قدیم اسکی لکان اعضاء پر سجہ کرتا ہوتا واسطی زیادتی تعظیم کی یہ ہی اعضاء ہیں تہیں اور بالون میں اور ڈھکی میں لگائی نہ کر نہ اور نہ تاغیر تر نہیں
 وشعره لان هذه الاشیاء انما تفعل للزینة وقد استغنی عنہا وادری انہ علیہ الصلوة والسلام قال صنعوا عبرا تام
 اور نہ پانی کر نہ کیونکہ یہ مسلمان زینت کی ہیں سوا اسکی کچھ حاجت نہیں رہی اور یہ جو روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا سنگار بناؤ اپنی موت کا
 كما اتصنعون بعروسمکم حمل علی التطیب والتطهرة علی التنقیص وازالة الجزء لكون ذلك غیر مستحب فی المیت وروی
 جیسی سنگار کرتی ہو اپنی دہنوں کو سو محمول ہی خوشبو اور طہارت پر ناقص کر نہ ہی اور جزئی دور کر نہ نہیں کیونکہ یہ امور میت کی حق میں غیر مستحب ہیں اور
 عن ابی حنیفة وانی یوسف ان الظفران کان منکسر فلا یأس باخذہ ومن مات ولم یوجد ماء لیغسل یتیم ویصلی علیہ ثم
 ابو حنیفہ اور ابو یوسف ہی روایت ہی کہ ناخن اگر ٹوٹا ہو تو اسکی کتر لیکا کچھ مضائقہ نہیں اور اگر کوئی شخص مر جادی اور پانی غسل کو نہ ہوتا ہی تو اسکو تھیم کر دین اور اگر ڈھکی میں
 ان وجد ماء یغسل وتغاد صلواته وقیل لا تغاد وان جرى الماء علی المیت او صابه مطر عن ابی یوسف انه لا ینوب عن الغسل
 اگر پانی مل جادی تو نہلا دین اور نماز دوبارہ پڑھیں اور کوئی کہتا ہی کہ پیر پڑھیں اور اگر میت پر خور نہ ہو پانی بہہ گیا یا مینہ میں بہہ گیا کیا تو ابو یوسف ہی روایت ہی کہ قایم مقام میں
 لا نأمرنا بالغسل وجریان الماء او صابة المطر یس یغسل والغریق یغسل ثلاثا فی قول ابی یوسف وعند محمد فی رواية ان
 ہونا کیونکہ حکم غسل دینی ہی اور یا نیکی بہنا اور مینہ میں بہہ گیا کچھ غسل نہیں ہی اور ڈھکی ہوئی کو ابو یوسف کی قول پر تین بار غسل دین اور محمد کی قول کی موافق ایک ہی بار
 نوبی الغسل عند الاخراج من الماء یغسل مرتین وان لم ینو یغسل ثلاثا و فی رواية عنہ یغسل مرة واحدة وغاسل المیت
 پانی میں سی نکالتی ہوئی غسل کا نیت کی ہو تو پیر دوبارہ نہلا دین اور اگر نیت غسل کی نہیں کی تو تین بار نہلا دین اور ایک روایت میں انہی کا ایک ہی دفعہ نہلا دین اور میت کا نہلا دین
 ینبغي ان یکون علی طهارة وان یکون اقرب الناس الیه وان لم یوجد فاهل الومرع والصلام واذ تم غسله یکفن وتکفل واحد
 چاہئے کہ با وضوء ہو اور میت کا سب سے زیادہ تر قریب ہو اور اگر ایسا شخص موجود نہ ہو تو کوئی خدا ترس اور پیر گار ہو اور جب نہلا چکیں تو کفن پہنا دین اور ہر ایک
 من الرجل والمرأة کفن السنة وكفن الکفاية وكفن الضرورة فی حقہما ما یوجد وكفن السنة للرجل قیص وازاد لکفاية
 کی لٹی عورت ہو یا مرد ایک تو کفن سنت ہی اور ایک کفن کفایت ہی اور لا چاری کا دونوں کی لٹی وہ ہی جو میسر آ جادی اور کفن سنت مرد کا قیص ہی کفن ہی اور نہ ہوتا جادی

فالتقيص من المنكبين الى القدمين بلاد خريص ولا حبيب ولا كمين وكل واحد من الازار واللقاوة من الفرق الى

پس قمیص دو نو موٹے بون سی ہانوں تک بی سگی اور گرمیان اور بی ہمتی کے اور وہ دو نو لینے تہبذ اور پوٹ کی جاوڑ سے

القدم فاذا اريد تكفينه ينسب اللقافة او لاثم الا اذا رث القميص ثم يوضع الميت فيه ويقمص ثم يعطف

یاد رکھو کہ جب تک کہ یہاں کوئی اور شخص نہیں آتا تو یہاں کوئی اور شخص نہیں آتا۔

الامراء من جملة اليسار ثم من جملة اليمين ثم القادة لانك وان حيف النساء انهن يقدرن على ان

الكشف وكفر. الكفاية له اثار ولفافة وبكرة اقل من ذلك الاعند الضرورة وكفر السنة للمرأة درهم وخمار

کہیں بھادی اور کہیں کفایت مرد کے واسطی تہ بند اور بوٹ کے چھاتی کم نہ کر دیا۔ مگر لا چاری کو اور کہیں سنت عورت کی ٹی بیڑا سن اور اوٹھنے

ولما راد لفاقة وخرقة تربط على ثديها فانها تلبس الدرهم اولاً ثم يجعل شعرها صغيرتين على صدرها فوق الد

اور تہ بند اور پوکے جادو اور دامن میں اس کی بہتان چھا دیں پس عورت کو پہلی برائیں پہاویں پہراؤسکی بالوں کی دو لٹین کر کر پیراں کی اور پورے لوطی سینے

ثم يوضع الحمار على رأسها مشورة كالمقنعة فوق ذلك ثم يعطى شرب الماء للفاقة لها ذرني حق الرجل ثم يربط الحمار

فَوَيْلٌ لِلْكَافِرِينَ إِذَا كَانُوا لِلْحَمَةِ مَعًا

سکھنوں کی اور لیٹا دیں اس کا عرض اسی بنیادی تفسیر ہے۔

الضرورة ويجبر الكهان قبل أن يدخل فيها الميت وتزاولا يزداد على خمس على مائة ذكر الزبلي وقال المرغيناني على ما ذكر

ہاجاری کو اور کفو حکومت کی داخل کرنی یہی پہلے خوشبو کی دھوپیں طاق اور پانچ باری زیادہ موافق بیان طبعی کنی اور مرغینانی موافق اور کے جو فیہ کے

في شرح المنية ان كان في المال كثرة وفي الورثة قلة فكف السنة اولى والا فكف الكفاية اولى مع جواز كف

ترجمہ میں مذکور ہے کہنا ہی اگر ترکہ بہت ہو اور وارث کم ہوں تولفق سنت اولیٰ ہی اور ہمیں تولفق کفایت اولیٰ ہے اگرچہ فقہ سنت نبوی

جائزہ اور مرہمت کن کی باب میں بجایا بالنعی ہی اور وہ لڑکا جو اسی حدیث شہوت کو نہیں پہنچا تو بہتر ہے کہ اس کو کفن یا نع کادون اور اگر

كفن في ثوب واحد يجوز وبعد تكفينه يصلي عليه والصلاة عليه فرض كفاية ان اداها البعض ولو رجلا واحدا

اور کون ایک کپڑا کفن پون تو ہی جائز ہے اور کفن اگر وہ مسلمان نہیں اور غرض جائزہ فرض کفایہ ہے اگر کوئی بھی اور اگر دی اگرچہ ایک ہی مرد یا

وامرأة واحدة تسقط عن الباقيين ولا ياتر الكل واذا حمل على سرية فالسنة ان يحمل اربعة تنفر من جوانبه الاربعة

لیک ہی محو ہو گیا وہی اور یہیں وسیع کاروباری بین اور جیہ وسکو جائزہ برادہائی بین نویسیویم کہ جہاد چارون طرف ہی اوہا وین

نہ کہ اس میں اونٹنی والوں کو خوف ہی اور مرگ کی گرنی ہی اور اڑی ٹلنے ہی کا حفاظت ہی اور راحت کمر بوجھنے سے سانس کے اگر اور کوئی ساتھ نہ چلے تو یہ

جماعة وكبير عون به في المشي بلا خيب وعند كثرة الناس وتناوبهم في حمله يستحب لكل من يحمله ان يحمله من كل جا

جماعت ہے اور چلی جین جلدی کریں دوڑیں نہیں اور کثرتِ بانوہ جین اگر باری باری اوسکو جین جلدیں تو ہر ایک کو چاروں طرف سی

عشر خطوات لقوله عليه الصلوة والسلام من حل جنازة أربعين خطوة كفرت عنه أربعين كبيرة وكيفية حملها

پس قدم قدم لی جلتا مستحب ہے، واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کی جو کوئی جہانہ چاہیں قدم لی جلتا ہے تو اس کے چاہیں کبیرہ گناہ معاف ہو جائی ہیں اور چلتی چلتی

ن یبترای بالمقام الامین ویصعه علی عافه الامین لیر بالموخر الامین ویصعه علی عافه الامین ثم بالمقام الیسر

ہر کسی کی لہجہ ایسی داری کا ہے جو کہ ہر کسی کے لیے داری کا ہے

ویضعه علی عاتقه الایسر ثم بالمؤخر الایسر ویضعه علی عاتقه الایسر فالأفضل لمبقیة الناس مشیهم خلفه لانه اسلخ
 باین مؤدی باین مؤدی باین مؤدی باین مؤدی باین مؤدی باین مؤدی باین مؤدی باین مؤدی باین مؤدی باین مؤدی
 فی الاعتاط واذا بلغوا قبره بیکره لهم الجلوس قبل وضعه علی الارض ولا یکره بعد وضعه هذا فی حق من یشی مع الجنائز
 کی طبیعت خوب ہی اور حبیب قبر کی ہاں چھین تو اوکو کوڑہ ہی کہ جنازہ زمین پر ڈال دے پہلے بیٹھ جاوے اور چھین پر ڈال دے مگر وہ نہیں پڑھتا کی حق میں ہی جو جنازہ کی سندہ تھیں
 واما الذی یرجع قبل ان یصلی علیہا ویعد ان یصلی علیہا فالصمیم انہما لا یقومون قبل الوضع وکان امن کان قاعدا علی
 اور اگر کسی قوم کی جا کر نماز گاہ میں اور کسی مستغنی سے ہوں ہر اوس جنازہ کو وہاں لیکر آویں تو صحیح ہے کہ ہر قوم جنازہ زمین پر گرنے سے پہلے کہہ دے اے اللہ تعالیٰ جسے تیرا پیارا ہے
 الطريق فمرت به الجنائزۃ الا اذا المراد ان یتبعها یا یرد فی الاحادیث من القيام لها منسوخ ولا یتبعی لمن یتبعها
 اور وہ ان کو جنازہ آجھاویں ان کو جنازہ کی سندہ جانیکا ارادہ کرتی ہے ہر اوس جنازہ جو بعد چھین میں جنازہ کی لٹی کہہ دے یا ہی سنو سنو سنو اور ساتھ جانیکا اوکو نہیں جانیکا
 ان یرجع قبل ان یصلی علیہا ویعد ان یصلی علیہا قالوا لا یرجع الا باذن اهلها و ذکر فی المحيط ان الرقیق یسعد الرجوع
 کہنا جنازہ کی پہلی شکل کی آویں اور بعد نماز کے ہی کہتی ہیں کہ بدو ن ہجارت ملی جنازہ کی جنازہ میں کوڑہ کہ غلام کو مصفا یتبعی کی جنازہ
 بغیر اذانہم وهو لوجه والاوی علی ما ذکر فی شرح المنیۃ ویحفر القبر و اختلاف فی مقدار عمقه فقیل قد نصف القامة
 ولی سمیت کی جلا جاویں اور موافق مذکور شرح منیہ کی یہ ہی ہیکل راوی ہے اور قبر کو دین اور اوس کے گہرا دین میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہی بقدر نیم قد اوس
 وقیل ان الصدرة ان زادوا الی القامة فهو افضل واحسن ثم الافضل فیہ اللحد وهو ان یحفر فی جانب القبلة منہ
 اور کوئی کہتا ہی نیکی اور اگر برابر قد اوس گہری کرن تو افضل اور جس سے ہر اوس میں اگر صد فی بنائے حق نہیں ہے بل حد یہ ہوتا ہی قبر کی اندر قبہ کی طرف گہرا
 حفرة ویوضع المیت فیہا وان كانت الارض رخوة فلا یس بالشق وهو ان یحفر فی وسط الارض حفرة کالنهرو یدبی جانباً
 کہو کہ اوکی اندر وہ کوڑہ دین اور اگر زمین میں ہی نہ ہو تو شق کا کہہ مضاف بقین شق یہ ہی کہہ کر کی چون شق نہ کر کی مضاف پڑا کہو دین اور اوس کی طرف ہوا
 باللبن ویوضع المیت فیہا وتسقف باللبن ولا یس السقف المیت والسنة ان یوضع المیت فی قبره من جانب القبلة
 کہی میت ہی چن کوڑہ کی اندر وہ کوڑہ دین اور کچی میت ہی چھائیں اور چھ میت ہی در سے اور طریق سنو سنو سنو کہ میت کو قبر میں قبلہ کی طرف ہی اوتار دین
 ولا تعین فی عرہ الواضعین بل المعتبر حصول الکفاية وترکانوا واشفعوا ویقول جمیعہم عند الوضع بسم الله و
 اور اوتار دینی دالو کی کتی تقر نہیں ہی بلکہ یہ ہی معتبر ہی کہ حقدہ کفایت کریں طاق ہوں یا جفت اور اوتار دینی وقت سے کہ سب پر پڑھیں بسم الله و
 علی صلاۃ رسول الله ویوجه الی القبلة ولا یلقی علی ظہرہ وتحل العقدۃ لانہا کانت لحف انتشار الکفن وقد حصل
 علی صلاۃ رسول الله اور میت کا منہ قبلہ کی طرف بہترین جہت نہ پڑا دین اور اگر کہوں میں کہو کہ کرہ تو مسلم ہی کہی کہ کفن نہ کھل جاویں سوئی
 الا من منہ ویسوی اللبن والقصب علی اللحد ویکره الاجر والخشب لانہما لا یحکم البناء والقبر موضع البلاء والنفاء ووذو
 میں ہی بخت ہو اور حد یہ کہی اینٹ یا بانہ ہلا دین اور کی اینٹ اور گڑیاں کوڑہ میں کہو کہ یہ دونوں چائی تھیں بھٹکے واسطے ہیں اور قبر کے اوپر کچھ جگہ ہے اور
 الرحم المحرمۃ اولی بوضعه المرأة فان لم یکن فاهل المصلاہ من الاجانب ویسجی قبرہا بثوب حال الوضع حتی یجعل اللبن
 حورت کو اوتار دینی کی لٹی محمد شخص لٹی اگر موجود نہ ہو تو اجنبی برہنکار اور عورت کی قبر پر اوتار دینی ہوئی جب تک کہ کچھ چھین چھین نہ ہو
 ویسجی علی اللحد لان مبنی حالہن علی الستر ولا یسجی قبر الرجل لان مبنی حالہن علی الکشف ثم یہال علیہ التراب لیسلم القبر
 پر وہ کئی بہن ہستی کہ حورتوں کی حال ہی سب سے ہے اور عورت کی قبر پر برہن چھائی اسلے کہ مردوں کی حال سینہ مناسبت ہے ہر اوس پر ہی چھین میں اور قبر کو بالستہ ہر
 قد لا یسجی ولا یسجی ولا یزاد علی التراب الذی سخر من القبر ولا یسجی بالتراب بالریح ویکره ان یدبی
 نوٹ کسی شہناوین اور علو دین اور نہ اوپر ہی سوئے قبر کی کہی ہوئی کی ملاوین اور اوس پر پڑھ کر ہی کا کہہ مضاف بقین تاکہ مٹی ہو جائے اور جاکو اور کہہ کہ وہ پڑھان
 علیہ بیت اوقبة اوخوذک وکذا ینکرہ وطوئه والجلوس علیہ والنوم لہدیہ والصلوة الیہ لما روی عن مرثد القنوی
 یا مسج و غیرہ بناوین اور ایسی ہی یا یا کرنا او سپر شہنا اور اوس کے پاس سونا اور اوس کے طرف کو نماز پڑھنے کوڑہ کہ وہاں ہی مذخوری ہے

یستحب لجزیران المیت و اقربائہ الاباء تھیئۃ الطعام لهم و المحاحم فی الاکل ماروی عن ابن مسعود انه عم
میت کی ہمایون اور دور کی نائندہ دارون کو کہا تا تیار کرنا اہل میت کو واسطے اور او کو پخت کہلا تا خوبیم ہو و علی ابن مسعود روایت ہے کہ نبی علیہ السلام
لما جاءه نعی جعفر بن ابی طالب قال اصنعوا لال جعفر طعاما فقد اتاهم ما يشغلهم و یستحب التغزیه ماروی عن ابن مسعود
جذیر مرگ جعفر بن ابی طالب کے سنے تو فرمایا واسطے عیال خیر کہا تا تیار کرو کہ او کو ایسے خیر آئی ہے جس میں غول بن و تو خیر ہے خیر ہے اسے کباب منسوی و آید
انه عليه الصلوة والسلام قال من غری مصابا فله مثل جرة و كيفية التغزیه ان یقال لمن مات له قريب اعظم الله
فرمایا جسے مصیبت زدہ کی تغزیکے قواعد کو ذرا ہی اجرا او کثرت تغزیکے پیسہ کا وہی جیسا کثرت لگا ہو کی خدا تعالیٰ اور عظیم

[illegible]

فی القبر سؤال قد ذکر فی الظہیرۃ ان الزاهد الصغار قال لیس فی هذا ضر ولا خبر ودلیل نفی ذلك عنهم وضح لیس فی
 قبرین سوال ہو اسی سونو قبرین مذکور است کہ زاهد صغار کہتا ہے کہ اس باب میں نہ کوئی نصی اور نہ کوئی ضرر احد اسکے تقی کی دلیل مفاہرست

اللہ تعالیٰ حسن الخاتمة عند الممات المجلس السابع والخمسون فی بیان جو زیارة القیوم وعدم

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نهيتكم عن زيارة القبور فزورها هذا الحديث من صحاح المصابين رواه بريدة
منه بحكمه ووزن حقا هو منكم كما تناسل في كل زمان كما ذكره في حديث مصابيح صحيحه حنفية

وَفِيهِ تَصْرِيحٌ بِوُقُوعِ النِّهْيِ فِي أَثَرِ الْإِسْلَامِ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ لِكُونِهَا مَبْدَأَ عِبَادَةِ الْأَصْنَامِ وَكَانَ ابْتِدَاءُ ذَلِكَ

لَدَاءِ الْغَضَالِ فِي قَوْمِ نُوحٍ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَا أَخْبَرَ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ ارْحَمْ عَصَوْتِي وَاتَّبِعُوا صَنِيعِي

مَنْ يَزِدْهُ مَالًا وَنُفُورًا إِلَّا خُسَارًا وَمَكْرُوهًا مَكْرًا وَقَالُوا لَا تَنْزِلُ إِلَهُكُمُ وَلَا تَنْزِلُ وَكَذَّابٌ سَوَاعَا وَلَا يَعُودُ

اور یوں یہ چھوڑ کر اپنی بہن کو لے کر اور نہ چھوڑ کر دو کو اور نہ صلح کو اور نہ بیعت

[illegible]

فی الدنيا والاغلاظ والاعتبار واما احسانه الى اهل القبور فالسلام علیهم والدعاء لهم بالرحمة وللعقبة وسؤال القبر
 دنیا کی اور پندیری اور محبت اور اہل قبور کی حق میں پہلائی یہ بھی اور سلام پہنچانا اور وہی اسی رحمت اور مغفرت کی دعا کرنا اور دعا کا سوال کرنا
 قال عامة العلماء هذا في حق الرجال واما النساء فلا یجوز لهن ان یخرجن الى المقابر لما روى عن ابی هريرة انه علی الصلوة
 عامہ علماء کہتے ہیں یہ مردوں کی حق میں ہی اور یہی عورتیں سواؤ کو حلال نہیں کہ مقابر میں جا یا کریں اسلمی کہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے
 لعن زوارات القبور وذكر فی نصاب الاحساب ان القاضي یسئل عن جواز خروج المرأة الى المقابر فقال لا یتشکل
 قبروں میں جانا والی عورتوں پر لعنت ہے اور نصاب الاحساب میں کہی کہ قاضی کی سنی پوچھا کہ آیا عورتوں کو مقابر میں جانا جائز ہے قاضی نے جواب دیا کہ نہیں
 عن الجواز فی مثل هذا وانما تشبه عن مقدار ما یلحقها من اللعن فانها لما توت بالخروج كانت فی لعنة الله تعالى
 جواز کو کیا پوچھتا ہے یہ پوچھ کہ عورتوں پر کتنی لعنت برستے ہے ایک جب عورت جانی کی نیت کرتی ہی تو امدتھا اور اس کے
 وملثکته واذا خرجت لحقتها الشیاطین واذا انت القبر یلعنھا روح المیت واذا رجعت تكون فی لعنة الله تعالى
 تو شیطانی لعنت میں داخل ہوتی ہی اور جب جہیزتی ہی تو شیاطین اس کی تنہا پہنچا دیں اور جب قبر پر جا پہنچتی ہی تو شیخ کے لعنت کے شیعہ اور بیان ہی ہوتی ہی تو خدا اور فرشتوں کی لعنت
 وملثکته حتی تعود الى منزلها وقد روى فی الخبر ایما امرأة خرجت الى مقبرة یلعنھا ملثکة السموات السبع والارضین
 رستی ہی جب تک اپنی گہرین آوی اور روایت ہی حدیث میں جو عورت مقبرہ کو جاتے ہے تو اس پر ساتون آسمان اور ساتون زمین کی تو شیعہ لعنت
 السبع وایما امرأة دعت للمیت بخیر ولم تخرج من بیتها یعطيھا الله تعالى ثواب حجة وعسرة وروی عن سلمان الیهی
 کرتی ہیں اور جو عورت میت کی الی گہرین بھیجی ہی بخیر کرتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ ثواب ایک حج اور عہ کا دیتا ہے اور سلمان اور ابو ہریرہ سے روایت ہے
 انه علیہ الصلوۃ والسلام ذات یوم خرج من المسجد فوقف علی باب دارة فالت ابنته فاطمة رض فقال لها من
 کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام ایک در مسجد سے باہر اگر ای گھر کے دروازہ پر بٹھ گئے اس میں حضرت کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا گئیں آپ نے پوچھا کہاں
 ابن جشیت فقال خرجت الى منزل فلانة التي ماتت فقال هل ذهبت قبرھا فقالت معاذ الله ان افعل بشئ بعد
 آتی ہی عرض کیا فلا فی عورت کی گھر گئے تھے وہ جو مر گئی ہے فرمایا کیا اس کے قبر پر گئی ہی عرض کیا خدا پناہ میں کہی میں اس میں ایسا کام کرنا نہیں
 ما سمعت منذ ما سمعت فقال لودھبت قبرھا لم تریحی بالحنة الجنة فعلى هذا كل من یرید ان یزور القبور من الرجا
 انکی کہیں نہیں جکی ہوں آپ سے ہوستا، آپ نے فرمایا اگر تو قبر پر جاتا تو جنت کے خوشبو نسو گیتے اس میں ان کی مطاہر بنی بجز زیارت قبور کا سوا وہ کرنا
 ینبغی ان لا یكون خطه من زیارته لها الطواف علیھا کا لبھا ثم یل ینبغی له اذا جاءھا ان یسلم علی اهلها ویخاطبھم
 تو اس کو چاہئے کہ اپنا حصہ زیارت قبور میں ہی بہا ہم کی طرح کرنا طواف ہی نہیں بلکہ یہ چاہئے کہ جب قبر پر آوی تو مقبور پر سلام بھیجی اور حاضرین کے
 خطاب الحاضریں ویسالھم الرحمة والمغفرة والعافیة كما تقدم فی الاحادیث ثم یعتبر من كان تحت التراب انقطع
 خطاب کری اور وہی اسی خداسی رحمت اور مغفرت اور عافیت انکی چنانچہ اور احادیث میں آج بھی پہر اسکی حال ہی جو مٹی تلی دب کر ان احباب
 عن الاهیة الاحباب وانه حین دخل القبر وابتل بالسؤال هل اصاب فی الجواب وكان قبره مروضۃ من ریاض الجنة
 خدا ہو گیا ہے محبت پکڑی کہ یہ جو قبر میں داخل ہو کر سوال جواب میں گرفتار ہوا آیا اچھا جوابے یا کہ اسکی قبر مشیت کی باخ کا ایک چمن ہوئی ہو
 واخطأ فی الجواب وكان قبره حفرة من حفار النار ثم یجعل نفسه كانه مات ودخل القبر وذهب عنه ماله واهله و
 یا جواب میں جو کہ گیا کہ اسکی قبر ایک گڑاؤں کی گڑبگڑ ہو گئی ہو برائی بات کو یہ تصور کری کہ گویا میں مر گیا اور قبر میں داخل ہوا اور تمام مال وراہل اور
 ولده ومعارفه وبقي وحیدا فریدا وهو الان یسئل فماذا یجیب ماذا یتکون حاله ویكون مشغولا بهذا الاعتبار ما دام
 اولاد اور دوست چھوٹ گئی اور میں اکیلا تنہا گیا اور اب کیا مجھے سوال ہو رہی اب کیا جو بچن اور میرا کیا حال ہوگا اسہی محبت میں مشغول ہی جب تک
 هناك یتعلق بمولاه فی الخلاص من هذه الامور الخطیرة العظیمة ویلجأ الیہ واما قراءة القرآن هناك فجزاها بعض
 وہاں ہی اور اپنی مولیٰ ہی ان امور نہایت خوفناک کے تسکین ہی کی و اسکی مدد دیکر ہی راوی کسی کثیر التذکرہ نے قبر پر قرآن پڑھنا بعض علماء جانتے ہی ہیں

العلماء ومنعوا البعض الآخر وقالوا لا بد للزائر ان يكون مشغولاً بالاعتبار وقراءة القرآن يحتاج صاحبها الى التدبر
 اور بعض نے منع کرتے ہیں کہ کسی کو جائے کہ جنت میں جا رہے اور قرآن پڑھنے والے کو اوس میں حور اور
 واحضار الفکر فیما يتعلق بالاعتبار والفکر لا یجتمعا فی قلب واحد فی زمان واحد فان قال قائل فیما اعتبر فی وقت
 فکر فلا یجوز جواز ہستی اور محبت اور فکر دونو ایک ل کی اندر ایک وقت خاص میں جمع نہیں ہو سکتے اور کوئی مقرر کیا کہ ایک وقت میں نہ ہو
 واقراً فی وقت آخر والقرآن اذا قرئ ینزل الرحمة فیرجى ان یلحق باهل القبور من تلك الرحمة شیء ینفعهم فالجواب عنہ
 اور وہ کہتے ہیں کہ قرآن پڑھنا ہون اور حال ہے کہ قرآن پڑھتے وقت اس کے رحمت و توفیق ہی بامید ہی کہ اوس رحمت میں ہی کہہ جائے کہ ہر ایک کو جو اس کے جواب کے
 من وجہ الاول ان قراءة القرآن وان كانت عبادة لكن كون الزائر مشغولاً بما تقدم عن الفکر ولا اعتبار فی الموت وسؤال
 میں اول یہ کہ قرآن کا پڑھنا اگر عبادت ہی ہوتا ہے اور موت کی خوف میں اور موت کے سوال میں غیر میں
 المکین وغیر ذلك عبادة ایضاً والوقت لیس محلاً لاهذه العبادة فقط فلا یخرج من عبادة الى عبادة اخرى لا سيما
 مشغول رہیں ہی عبادت ہی اور یہ وقت صرف اس ہی عبادت کا ہے سو ایک عبادت کو جو پڑھ کر دوسری عبادت لگتی ہے چاہے خاص کر
 لاجل الغیر والثانی انه لو قرأ فی بیتہ واهدی ثوابها الیہم بان قال بلسانہ بعد فراغہ من قراءتہ اللہم اجعل ثوابی
 دوسری کی کوئی دوسرا جواب ہے کہ زائر اگر اپنی گہر میں قرآن پڑھ کر ثواب بل کر جو کہ پڑھ کر دوسرے کو دے دے تو اس سے بڑا ثواب ہے کہ وہی اس ثواب کا ثواب
 قراءتہ لاهل القبور لوصل الیہم ان هذا دعاء بوصول الثواب الیہم والدعاء یصل بلا خلاف فلا یحتاج ان یقرأ علی قبور
 اہل قبور کو جو دعا دی تو البتہ یہ ثواب و ثمرہ اس کا کہ اس قبور کو ثواب دینی کی دعا ہی اور دعا بلا خلاف ہو جاتی ہے سو اس کے کیا حاجت ہی کہ قرآن قبر پر پڑھا جائے
 والثالث ان قراءتہ علی قبورہم قد یکون سبباً للعذاب بعضهم اذ کلما مرت ایۃ لم یعمل بہا یقال لہ اما قرأتہا معہما
 تیسرا جواب یہ ہے کہ قبروں پر قرآن پڑھنے کی کسی مردہ کو عذاب ہی ہونی لگتا ہے سو اس کے کیا حاجت ہی کہ وہی اس کے ثواب کا ثواب دے دے کہ وہی اس کے ثواب کا ثواب دے دے
 فكيف خالفتم اولہم تعلم بہا فیعذب لاجل مخالفتہ بہا والرابع ان السنة لم ترد بہا وكفی بہا منعاً فاذا كان كذلك فلا
 پہلی مخالفت کی کیا اور یہ عمل کیوں کیا سو اس مخالفت کی باعث عذاب ہوگا اور جو نہ جواب ہے کہ حدیث میں نہیں آیا اور منع کر دینا کی کیا حاجت ہی کہ وہی اس کے ثواب کا ثواب دے دے
 بالزائر ان یتبع السنة ویقف عند نشرہ لہ ولا یتعداہ لیکون محسناً الی نفسه والی اهل القبور لکان زیارة القبور
 دینی کی سنت کا تابع رہی اور شریعت پر توقف کری تجاویز نہ کری تاکہ اپنا اور اہل قبور کا محسن ہو دینی سنت کی زیارت قبور کے
 نوعان زیارة شرعیة وزیارة بدعیة اما الزیارة الشرعیة التي اذن فیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فالمقصود
 دوسری زیارت شرعی اور زیارت بدعی زیارت شرعی تو وہی حسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت تھی اس مقصد
 منها شیئان أحدهما راجع الی الزائر وهو الاعتناء والاعتبار والثانی راجع الی اهل القبور وهو ان یسلم علیہم الزائر ویدعو
 اور دینی ہون میں ایک تو قائمہ زائر کا ہے یعنی نہ بدیہی اور محبت اور دوسرا قائمہ اہل قبور کا یعنی زائر کو سلام پہنچا دینی اور اس کی نئی حاجت
 لهم واما الزیارة البدعیة فهي زیارة القبور لاجل الصلوة عندها والطوفان بها وتقبیلها واستلامها وتعظیم الخرد
 کری اور زیارت بدعی ہے کہ قبروں میں نماز پڑھنے کو یا دینی اور اس کی طواف کر لینا اور قبر دینی دوسرا اور چوٹی کو اور سونہر قبر دین
 علیہا واخذ ثوابها ودعاء اصحابہا والاستغاثۃ بهم وسؤالہم النصرة للرزق والعافیة والولد وقضاء الدین وتفریح
 مٹی کو ادا دینی کی نئی مٹی کو اور اہل قبور کو یا کر اوس سے مدد مانگنی کو اور اوسنی باری اور رزق اور عافیت اور اولاد اور ادائی قرض اور کہنا
 الکریات واغاثۃ اللہ فان وغیر ذلك من الحاجات التي کان عباد الاصنام یتساءلون من اصنامہم فان اصل
 سختیوں کا اور اولاد بچاؤں کے اور سوا کے اور اور حاجتیں جو بت پرست اپنی بتوں سے مانگتی ہیں بیشک اصل اس
 هذه الزیارة البدعیة الشریکۃ ما خوذہم ولیس شیء من ذلك مشروعاً باتفاق علماء المسلمین اذ لم یفعلہ رسول اللہ
 زیارت بدعی شریک کی بت پرستوں کی دینی ہوئی ہی اور کوئی امران میں باتفاق تمام علماء مسلمین جائز نہیں ہے سو اس کے کہ تو یہ رسول اللہ

وہی اس کے ثواب کا ثواب دے دے

العلمین ولا أحد من الصحابة والتابعین وسائر أئمة الدین بل قد انکر الصحابة ما هو دون ذلك بكثير كما روی عن
 اہل البیت کیا اور نہ کسی صحابہ اور تابعین میں کسی اور نہ کسی امام ائمہ دین میں کسی ایک صحابی اکثر اس میں کثرت بنی الحاکم کیا ہے عجاوید
 المعذورین سويہ ان عمر صلی صلوۃ الصلوۃ فی طریق مکہ ثم لم یزل الناس یزیدون مذهب فقال ابن یزید ہذا
 معذورین سويہ روايت کہ عمر نے صبح کی نماز کی کہیں سے نہ پڑھی پہر لوگوں کو دیکھا کہ ایک طرف کو جانی ہیں پوجا یہ لوگ کہاں جاتی ہیں
 فقیل مسجد اصل فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہم یصلون فیہ فقال اہلک من کان قبلكم بمثل
 کسی نے جواب دیا اوس مسجد میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی سو یہ لوگ بھی وہاں نماز پڑھیں گی پس مایا پہلی باتیں ایسی ہی باتوں میں ہلاکت
 ہذا کا نواہی تبعل ان آثار انبیاءہم ویتخذونہا کبابس وبعثنا من ادركتہ الصلوۃ فی ہذا المساجد فلیصلہا فیہا ومن
 میں کہ اپنی اپنی انبیاء کی آثار پر گئے رہی تھی اور اس کی گئی تھی وہی جگہ بنا لیتے تھے جس کو وقت نماز کا ان مسجد میں بوجا وی اوس جگہ سے کہ یہاں نماز پڑھی جائے
 لا فلیض لا یتعلھا وکذا بل بلغہ ان الناس یتناولون الشجرۃ التي یومع تحتہا النبی علیہ الصلوۃ والسلام ارسل الیہا فقطعہا
 وقت نماز میں جگہ کو وخواجہ خواجہ ابراہیم مکرری اور ایسی جگہ سے بنا کر لوگ بار بار اسی وقت نماز پڑھتے ہیں جس جگہ میں نبی علیہ السلام نے بیعت کی تھی اسی جگہ کو کھودا
 فاذا کان عمر فعل ہذا بالشجرۃ التي بايع الصحابة تحتہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وذلک لہا لہ تعالیٰ فی القرآن حیث
 پڑھی جاتی اوس وقت کا یہ حال کیا ہو جس کے تلے صحابہ نے نبی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بیعت کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اوس کا ذکر فرمایا کیا چنانچہ
 قال لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فماذا یدعون حکمہ فیما عداہا ولقد جرد السلف الصالح
 کہا ہی اس خوش ہوا ایمان والوں سے جب بیعت کرنی لگی تھی اوس وقت کی نجی اب اور کی تو کیا اصل ہی اور بیگ سلف صالح نے توجہ کو توجہ
 التوحید وحمول جانبہ حتی كانت الصحابة والتابعون حیث كانت الحجرة النبویۃ منفصلۃ عن المسجد الی زمین
 صاف کیا ہی اور توحید کی جانب کو حمایت کے ہے یہاں تک کہ صحابہ و تابعین اس واسطے کہ مجرہ نبوی علیہ السلام مسجد الگ بنا ولید بن عبد اللہ کہ جبکہ
 بن عبد الملک لا یدخل فیہا احدا لصلوۃ ولا لرداء ولا لشیء اخر ما هو من جنس العبادۃ بل كانوا یفعلون جمیع
 کوئی اوس مجرہ میں نہیں کہتا تھا نہ تو وہ اسطے نماز کے اور نہ اسطے حاکم اور نہ کسی دیکھم کو جو عبادت کی جنس کا ہو بلکہ وہ لوگ یہ تمام عبادت
 ذلك فی المسجد وکان احدهم اذا سلم علی النبی علیہ السلام واراد الرداء استقبل القبلة وجعل ظہرہ الی جدار القبر
 مسجد میں کیا کرتی تھی اور ہر ایک یہ حال تھا کہ جب نبی علیہ السلام پر درود پڑھ کر دعا مانگتے تو قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا اور اپنی پشت قبر شریف کی دیوار کے طرف کرتے
 ثم دعا وھذا ما لا نزاع فیہ بین العلماء وائماتہ اعمہم فی وقت السلام علیہ قال ابو حنیفۃ یرید ان یستقبل القبلة عند السلام
 تو دعا مانگتا اور یہ تو وہ مقدمہ ہی کہ اس میں علماء کو کچھ بحث نہیں ہی بحث اس میں ہی کہ درود پڑھ کر دعا مانگ کر امام ابو حنیفہ کہتے ہیں بروقت درود کی ہی قبلہ کی طرف نہ ہوتا
 ایضا ولا یستقبل القبور وقال غیرہ لا یستقبل القبور عند الرداء بل قالوا انہ یستقبل القبلة وقت الرداء ولا یستقبل
 چاہی تو قبر کی طرف توجہ نہیں چاہیے اور اگر کہتی ہیں دعا میں استقبال قبر کا کریں بلکہ کہتی ہیں دعا میں قبلہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور قبر کی طرف
 القبور حتی لا یكون الرداء عند القبور فان الرداء عبادۃ کما ثبت بالحدیث المرفوع ان الرداء هو العبادۃ والسلف الصالح
 موبہ کہ کر کہہ رہا ہو کہ دعا قبر کی طرف نہ واقع ہو کیونکہ دعا عبادت ہوتی ہی عجاوید حدیث مرفوعہ سے ثابت ہی کہ دعا عبادت ہے ہی اور سلف صالح
 من الصحابة والتابعین جعلوا العبادۃ خالصۃ للہ تعالیٰ ولم یفعلوا عند القبور شیئا منها الا ما اذن فیہ النبی علیہ
 یعنی صحابہ اور تابعین نے عبادت کو خاص واسطہ اسکا نہیں کیا ہے اور انہوں نے عبادت میں سے قبروں پر دعا کر کے نہیں کیا کہ درود ہی جس کی نبی علیہ السلام
 الصلوۃ والسلام من السلام علی اصحابہا وسوال الرحمة والمغفرة والعافیۃ من اللہ ولم یسبب لک ان المیت قد انقطع
 فی اجازت دی ہی یعنی اہل حق پر سلام اور اللہ ہی انکی لئی رحمت و مغفرت اور آرام مانگتا اور سبیل کا یہ ہی کہ یہی اعمال تو قطع
 عملہ وھو یحتاج الی من یدعولہ ویشفع لاجلہ وھذا شرع فی الصلوۃ علیہ من الرداء وجوبہا وندبا مالہ لیسر
 چکی ہیں تو اب وکو یہ حاجت ہی کہ کوئی اوس کے لئے دعا مانگی اور شفا کری اور سہی لئی میں دعا واسطے وہ دعا وجوب یا ندبا ثابت میں کہ اوس قسم کے

٤٤

بدعالحق ینذهب الایمان من قلوبکم نسل الله بقلی ان یرزقنا الحق حقاً ویرزقنا اتباعه ویرزقنا الباطل باطلا و
آخر یوتق بوقی تمہارے دونوں ہی ایمان بکل جاوگا ہم خدا سے چاہتی ہیں کہ جو حق ظاہر کر دی اور اوستا بکری و ہم ہر باطل کو
یرزقنا اجتنبہ المجلس الثامن والخمسون فی بیان ذکر الموت ولزوم الاستعداد له قال رسول
باطل ظاہر کر دی اور اوستا بکری و ہم ہر باطل کو یرزقنا اجتنبہ المجلس الثامن والخمسون فی بیان ذکر الموت ولزوم الاستعداد له قال رسول
الله صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا ذکر ہانرم اللذات الموت هذا الحدیث من حسان المصابیح رواہ ابو ہریرۃ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت کیا کرو یاد گاری شیئ لذت شکر کی یعنی موت کی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیث نہیں ہے ابو ہریرہ کی روایت
ومعنا ان الموت یکسر کل لذۃ فاکثروا ذکرہ حتی تستعدوا لہ فان قوله علیہ الصلوۃ والسلام اکثروا ذکر
سی اسکی یہ معنی ہیں کہ موت ہر لذت کو توڑ دیتی ہے سو اسکو ہر وقت یاد کرو تاکہ اسکی سامان میں لگویشک قول علیہ السلام کا اکثر ذکر کرو
ہانرم اللذات کلام وجیز مختصر لکن جمع فیہا جمیع المواعظ فان من ذکر الموت حقیقۃ ینقص علیہ لذۃ الحاضرۃ
لذات توڑنی والیک کلام نہایت مختصر ہے پر اس میں تمام مواعظ ہر وی میں کیونکہ جو شخص حقیقت میں موت کو یاد کرے گا تو اسکو ہر لذت حالیہ
ویمنعہ من غنیمۃ فی المستقبل ویزہد فیہا کان یوصلہ منہا لکن النفوس الراکدة والقلوب الغافلة تحتاج الی تکریر
کمرہ جاوگی اور اسکو آئندہ کی آرزو سے بند کر دیگی اور جو امیدیں بھاتا ہوگا سب چھوڑ دیگی برفورستہ اور غافل نہ ہو کہ یہ حاجت ہے
اللفظ وتطویل الوعظ والا ففی قوله علیہ الصلوۃ والسلام اکثروا ذکر ہانرم اللذات الموت مع قوله تعالیٰ کل نفس ذائقة
کہ عبارت دراز اور غلط طریقہ ہو نہیں تو حدیث کی اس جملہ میں زیادہ کر یاد گاری لذات توڑنی والیک حیرت ہے ہمراہ اس کے
الموت ما یکفی السامع لہ والناظر فیہ لان ذکر الموت یؤثر استشعاراً لا یرتجخ عن هذه الدار الفانیۃ والتوجہ فی کل
ہر جان بکشتی والی ہی موت کو اسقدر سمجھوں ہی کہ سمجھنے والیک اور غور کرنی والی کو کافی ہے اسلئے کہ موت کی یاد کرنا اس در فانی سے الٹنے اور
لحظة الی الدار الباقیۃ اذ قال العلماء الموت لیس بعدہ محض فناء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقة
ہر لحظہ در باقی کی طرف متوجہ رہنی کی عقل پیدا ہوتی ہے اس واسطے کہ علم کہتے ہیں کہ موت نہ اعدام اور صرف فنا ہی نہیں ہے بلکہ موت کیا ہی
عندہ وتبدل من حال الی حال وانتقال من دار الی دار وهو من اعظم المصائب وقد سماہ الله تعالیٰ مصیبة حبث ق
تعلق روح کا بدن سے جھوٹ جانا اور روح کا بدن سے جدا ہونا اور ایک حال کا دوسری حال پر بدل جانا اور ایک گہری دوسری گہری میں جلا جانا موت ہے
فاصابتکم مصیبة الموت فالموت هو المصیبة العظمیٰ واعظم منہ الغفلة عنہ وعدم ذکرہ وقلة التفكير فیہ مع
بڑی مصیبت ہے اور اللہ تعالیٰ فی ہی اسکا نام مصیبت کہہا ہے جان فرمایا ہر آدمی قبر مصیبت موت کی پس موت ہی بڑی مصیبت ہی اور دوسری بڑی مصیبت ہے غفلت
ان فیہ وحده لعبرة لمن اعتبر وقد قال القرطبی فی تذکرۃ ان الامۃ اجتمعت علی ان الموت لیس لہ سن معلوم ولا زمن
یاد کرنا اور دوسری فکر نہ کرنا بوجہ بکرمب اوسین جہت انی والیک بڑی جہت ہے اور قرطبی فی اپنی تذکرہ میں کہہا ہے کہ تمام امت بالاتفاق جانتی ہی کہ موت کا کوئی سال معلوم نہیں ہے
معلوم ولا فرض معلوم وانما کان كذلك لیکون المرء علی ہیبة منہ مستعداً لہ لکن من غلب علیہ حب الدنیا والافہام
زمانہ معلوم اور نہ کوئی فرض مقرر اور ہم اسلئے ہی تاکہ آدمی ہر دم اور سب سے ڈرنا اور سامان کرنا رہی لیکن جمہیر دنیا کی محبت غالب ہے اور اسکی تذکرہ نہیں
فی لذات ہا لا محالة یغفل عن ذکرہ ولا یدکرہ بل اذا ذکر عندہ بکرمہ ویفرغ عنہ طبعہ لان غلبۃ حب الدنیا فی قلبہ
کہتے ہیں بیکو اسکی یاد سے غافل ہے کہی یاد میں کرتا بلکہ اسکی پاس اگر موت کا ذکر آئی تو اسٹا ہی اور اسکی طبیعت کو نفرت ہوتی ہی اسلئے کہ دوسری دنیا کی
ورسوخ علائقہا فیہ یمتنع عن التفكير فی الموت الذی ہو سبب مفارقتہا ولا یحب ذکرہ وان ذکرہ یدکرہ للتعاسف علی الدنیا
محبت کا غلبہ اور دنیا کی مضبوط علاقہ کی موت کی فکر سے روک دیتی ہیں جو کہ سبب بیکو مفارقت کا ہے اور اسکا ذکر اچھا نہیں لگا اور اگر موت کو یاد ہی کرتا ہی تو دنیا کی تعاسف
وینتقل بل منہ ویزید ذکرہ بعدا من اللہ تعالیٰ اذ ذرہ ورد فی الحدیث ان من کرہ لقاء اللہ لغالی کرہ لقاءہ ومعہ هذا
موت کی برائیوں کرتا ہی اور موت بایسا کہ اللہ تعالیٰ سے اوبس دہ کر دیتا ہی سو اسلئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو کر دے جانتا اللہ تعالیٰ کو صورت دیتی

القلوب واجبة لاسیما اذا كان قاسية فعلاجها بأربعة أشياء اذ قد قال العلماء اذا كانت القلوب قاسية
 کیونکہ دلوں کی دوڑ کرنی واجب ہے خاص یہی وقت میں کہ وہ سخت ہو جائیں ہر ایک علاج چار چیزیں ہی اصلی ہیں کہ ملا کہیں ہیں کہ جب دل سخت ہو جائیں تو ایسی
 فعلی اصحابہا ان یلتزموا بأربعة الأول حضور محال العلم التي یکثر فیها دعوة الخلق من الدنیا الی الآخرة ومن
 لوگوں کو چاہی کہ چار چیزوں کو لازم کر لیں اول علم کی ایسی مجلسوں میں حاضر ہونا جس میں خلق کی رہنمائی دنیائی آخرت کے طرف اور
 المعصية الی الطاعة فان ذلك مما تلین القلوب ویجمع فیها والثانی ذکر الموت الذی هو هازم للذات ومفرق
 معصیت سے طاعت کی طرف بہت ہوتی ہو کیونکہ اس سے دل میں شرم اور درد پیدا ہوتا ہے اور دوسرے موت کا یاد رکھنا جو کہ دل کو تڑپاتے ہی اور
 للجماعیت وموثر للبنین والبنات والثالث مشاهدة المحتضرين فان النظر الی المحتضر ومشاهدة سكراته ونزاعته
 جماعت کو بگاڑ کر دیتی ہے اور بیٹا بیٹے کو چھوڑا دیتی ہے اور تیسری مرنے والوں کی حالتیں دیکھ کر کہ مشاہدہ سکرانہ کا اور دیکھنا اس کے بھگتوں اور نزاع کا
 وتامل صورته بعد موته یقطع عن النفس لذاتها وعن القلوب صراحتها ویمنع الاجفان من النوم والابدان
 اور غور کرنا اس کی صورت کا بعد موت کے نفوس کو لذات سے اور قلوب کو صراحت سے اور بدن کو
 من الراحة ویبعث علی الطاعات فهذه ثلاثة أمور ینبغی لمن کان قاسی القلب واسیر النفس صراحتاً الی الذنوب
 اور کسی ایک کو دنیائی اور طاعات پر ادب ہونا ہی سو بہترین طریقہ ہیں چاہئے کہ سخت دل آدمی نفس کا مغلوب گناہوں پر لگا ہوا ان سے
 ان یستعین بها علی ذواته فان انتفع بها فذاك وان عظم علیه ذین القلوب واستحکمت دواعی الذنوب
 اپنے دل کا علاج کرے بہر اگر رفع ہوا تو بس اور کیا چاہی اور اگر دل کے عیب ہم گئی اور سبب گناہوں کی جڑ پکڑ گئی
 فزیارة القبور یؤثر فی ذلك ما لیم یؤثر الاول والثانی وكذلك قال النبی علیه الصلوٰة والسلام زوروا القبور
 تو بہر اس میں جو کہ زیارت ایسا اثر کرتی ہے جتنی اول اور ثانی اثر نہیں کرتا اور چوتھی نبی علیہ الصلوٰة والسلام نے فرمایا قبروں کی زیارت کیا کرو
 فانها تذکر الموت والآخرة وتزهد فی الدنیا فان الاول سماع بالاذن والثانی اخبار بالقلب بما لیه المصیر
 کیونکہ اس سے موت اور آخرت یاد آتے ہی اور دنیا چھوڑ دیتی ہے کیونکہ اول طریقہ کانوشی سنتی کا ہے اور دوسرا طریقہ دل سے انجام کی سمجھ کا ہے اور
 فی مشاهدة من احتضر وزيارة من قبر معاً مئة ولذالك کاننا ابغض من الاول والثانی وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سکتی کو دیکھنی ہیں اور قبر کے زیارت میں انجام کا معائنہ ہوتا ہے اور اس میں ہی بیہ دوں اول اور ثانی سے بہت نافع ہیں چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا
 لیس الخبر بالمعانة لكن الاعتبار والاعتاظ بحال المحتضر غیر ممکن فی کل وقت من الاوقات ولا یتفق لمن یرید علاج
 سنا ہوا دیکھی ہوئی کی برابر نہیں ہوتا ہے بہر صورت اور نہ ہی پیری سکتے کی حال سے ہر وقت میرے ہونا ممکن نہیں ہے
 قلبہ فی ساعة من الساعات واما زیارة القبور فوجودها أسرع ولا انتفاع بها اوسع لكن ینبغی لمن یقصد زیارة
 کیا چاہی تو گہری گہری اور کونہیں گہری زیارت تصور کی تو اس کا تاہم آنا جلد ہو سکتا ہے اور صنعت اسکی ہر قسم بیلائیوں ہی کہ قبور کی زیارت کری
 القبور ان یحترز من زیارة البدع الی التي یقصدھا اکثر الناس فی هذا الزمان وهي زیارة قبور بعض المتبکین
 تو زیارت بدعت سے ہی بہرہ رکھی جو کہ اس زمانہ میں اکثر لوگوں کو مقصود ہے
 لاجل الصلوٰة عندها والطواف بها وتقبیلها واستلامها وتعفیر الخرد علیها واخذ ترابها ودعاء اصحابها
 نماز پڑھنا اور قبروں پر طواف کرنا اور جو سنا اور بوسہ دینا اور اوپر گال ملنے اور دامن کی ٹٹنی لینے اور دوسری دعا مانگتی
 والاستقامة بهم وسواهم النصر والرزق والولد والعافیة وقضاء الديون وتفریح الکربات واغاثة اللفهار وغیر
 اور اونہر بہر سہ کرنا اور ان سے امداد اور رزق اور اولاد اور آرام اور قرضوں کا ادا اور سختیوں کی کشائش اور ناقانون کی مدد مانگنے اور
 ذلك من الحاجات التي کان عباد الاوثان یسئلونها من اوثانهم اذ لیس شیء منها مشروعاً باتفاق علماء المسلمین
 سوا اسکی اور یاضمین جو بہت بہت لوگ اپنے بتوں سے مانگا کرتے ہیں اسو علی کرامتین سے کوئی بات ہی تمام علماء اہل اسلام کی ترویج جائز نہیں ہے

نہیں تامل کیف کانت حالہ دخلت منہم بحالستہم و دیارہم وانقطعت آثارہم وضاعت اموالہم ثم یبصر فی نفسہ فانہ
یبرہر بہ سرچی کیا اور نکاحا علیٰ اولاد کی مجلس اور گریہ رونی خالی رکھی اور اون کا ن ش گیا اور اون کے مال تباہ ہو گئے پھر اپنی طرف خیال کرے کہ میرا ہی
سیکون عاقبتہ امرۃ کما قبتہ امرہم فیسعی فی اصلاحہم نفسہ باسقاط ما فی ذمتہ من الفرائض والواجبات ولا یجتنا
انجام پہر ہی ہوتے والا ہی جو انکا ہوا پہر پہنے حال کو درست کری جو اسکی ذمہ پر سزا میں اور واجبات باقی بختی ہیں او اگر می
عن المحرمات والمکر وہات والتوبۃ عن الذنوب والسیئات یسرنا اللہ التوبۃ والاستغفار اناء الیل والطرف النہار
اور حرام اور مکروہات سے بچے اور گناہوں اور برائی کار سے توبہ کرے اپنے مسکورات کو اور صبح شام ہم در استغفار کی توثیق دے +
المجلس التاسع والخمسون فی بیان ماہیة الطاعون وعدم التقدم علیہ وعدم الفرار منہ
اور نہون مجلس دہا کی حقیقت میں اور نہ او کے اندر جانا اور نہ ومان سے برگشتہ

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الطاعون رجز امسئل على طائفة من بني اسرائيل فاذا سمعتم به باسروا فلا
رسول الله صلى الله عليه وسلم فرمايا طاعونين واما عذاب بني اسرائيل في اكل كرمه بزمانا هو ارجح من كرم بني اسرائيل
تقدروا عليه واذا وقع وانتم فيه فلا تخرجوا منها فرائضه هذا الحديث من صحيح المصايف رواه اسامة بن زيد
او سفيان بن عاصم واما عذاب بني اسرائيل في اكل كرمه بزمانا هو ارجح من كرم بني اسرائيل
والمراد بالطائفة المذكورة هم الذين امرهم الله تعالى ان يدخلوا الباب سجدا ويقولوا حطة قد دخلوا الباب قالوا
اورماد كرمه مذکور ہے وہ قوم ہے جس کو اللہ کا حکم ہوا تھا کہ دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے اور حطہ یعنی معاف کہتی ہوئی چلی جاوے سو وہ لوگ دروازہ
حطہ فتح الفوارم الله تعالى فارسل الله تعالى عليهم الطاعون فمات منهم في ساعة واحدة اربعة وعشرون الفا من
حطہ کہتی ہوئی داخل ہوئی اور انہوں نے امر الہی کی جو خلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر وبا بھیجی سو ان میں سے اچھڑے ہر ایک کو صدہ میں چوبیس ہزار
شیوخہم وکبراہم فذلک الحدیث علی ان سبب ظهور الطاعون هو مخالفة الامر لله تعالى وقد وقع فيه النهي عن
بڑی بڑی آدمی مر گئی اب اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سبب طاعون وبا بڑھیکھا دینے امر الہی کی مخالفت تھی اور اس حدیث میں زمان یعنی دبا کی جگہ میں جان کی ممانعت
القدوم عليه وعن الفرائض قال النبی الاول لبيان لزوم الحذر عن التعرض للتلف اذا يجوز للعبد ان يلقى نفسه الى
اور زمان سے بہا گئی کی پہلی ممانعت ہی تو اس سے پہلے ہی کہ تلف میں بڑھتی سی بچو اس لئے کہ بندہ کو جائز نہیں ہے کہ اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے
التهلكة لقوله تعالى ولا تلقوا بأيديكم الى التهلكة والنهي الثاني لبيان لزوم التوكل والرضا بقضاء الله تعالى وقدره
اس کی تیسری اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت میں اور دوسری ممانعت واسطے بیان لزوم توکل کی ہی اور تقدیر کو اپنا

[illegible]

کما یسلط علیهم اعداءهم من الانس جین افسدوا فی الارض ونیدوا کتاب الله تعالی ولاءهم فهذه الحاربة طحمة من
 جیسه که او نہر او یکی دشمن انسان غالب ہو جاتی ہیں جب وہ ملک میں خاں دیر بیکرتہ ہیں اور کتاب اللہ کو پس پشت ڈالتی ہیں پس یہ محارب صف جنگ
 الانس الطاعون طحمة من الجن وکل منهما یسلط علیہم بتقدیر العزیز الحکیم عقوبة لهم لمن یستحق العقوبة وشهادة
 انساکی ہی اور طاعون صف جنگ جنات کی ہی اور یہ دونوں انہر العزیز حکمت والی کی تقدیر سے علی عذاب سخت عذاب کی اور وہ علی شہادت سخت
 لمن هو اهل لها فھذه سنة الله تعالی فی العقوبات التي یقیم عامة فیكون طهر للمتقین وعذاب للفاخرین وقد ثبت
 شہادت کے سلسلہ میں یہاں پر ان عقوبات میں جو عام نازل ہوتی ہیں عادت آہی یہی سب سے پہلی طہارت اور بدکاروں کی ہی عذاب ہی اور وہ
 فی الحدیث ان سبب فزع الطاعون ظهور الفاحشة واعدان المنکر علی ما روی عن ابن عمر انه علیہ السلام قال ان یظهر
 میں ثابت ہو چکا ہے کہ وہ پڑنیکا سبب فاحشہ کا ظاہر ہونا اور منکرات کا بظاہر ملنا کہ موافق روایت ابن عمر کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہ کیونکر
 الفاحشة فی قوم قط حتی یعلنوها الا فشی فیهم الطاعون واخرج مالک عن ابن عباس موقفا والطبرانی مرفعا ما فشا
 کہ کسی قوم میں فاحشہ تو ایسا ظاہر ہو کہ بر ملا ہوئی لگی اور وہ نہ بڑی اور مالک نے ابن عباس سے سوتو فرمایا اور طبرانی نے مرفوعاً نقل کیا ہے یہی ظاہر
 الزنا فی قوم قط الا کثر فیهم الموت قال ابن جریر الحکمة فی ذلك ان حد الزنا فی المحسن اذهاق الروح بصفة مخصوصة وهي
 زنا کسی کسی قوم میں اگر وہ میں موت کے کثرت ہوئی ہے ابن جریر کہتا ہے حکمت اس میں یہ ہے کہ زنا کی حد محسن کے حق میں جان کا جناہ بنا ہی بطور خاص سینے
 الروح فاذا لم یقیم فیہ الحد یسلط علیہم الجن لیقتلواھم قال السیوطی ومن تامة ذلك ان الزنا لما کان فی غالب الاحوال
 سنگسار کر کے ہر جگہ سینے میں حد قائم نہ ہوتی تو میں اور نیز تعینات ہو تاکہ او کو قتل کریں سب سے پہلی کہتا ہے اس کا بقیہ یہ ہے کہ زنا جو بیکہ اکثر اوقات
 یقیم بسرا یسلط الله علیہم عدا ویقتلہم سرا من حیث لا یرونہ وقاعدة العذاب انه اذا نزل بقوم یم المستحق وغیرہ
 پوشیدہ واقع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی او نہر الباس دشمن تعینات کرتا ہے کہ پوشیدہ مار ڈالی لیا کہ کسی کو معلوم نہ ہو اور عذاب کا قاعدہ یہ ہے کہ کسی قوم پر نازل ہوتی ہے پہلی سبب
 ثم یجسسون علی نیاتہم کما روی عن عبد اللہ بن عمر علیہ السلام قال اذا نزل الله بقوم عذابا اصاب العذاب من کان فیہم
 پہرہ اپنی اپنی نیاتوں کی موافق مبعوث ہوتی ہیں چنانچہ عبد اللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے تو وہ ان کی نیاتوں کی موافق ہوتا ہے چنانچہ یہی
 ثم یبعثون علی نیاتہم قال العلماء انما یصیب العذاب جمیع الناس لظہور المنکرات والاعلان بہا لان انکارها وتغیرها
 پہرہ اپنی اپنی نیت پر مبعوث ہوتی ہیں علماء کہتے ہیں کہ تمام لوگوں کو عذاب اسلئے پہنچتا ہے کہ منکرات ظاہر اور بر ملا عمل میں آتی ہیں اور منکرات کا نیکار اور بدکار
 یصیر وجبا علیہم فمن بای ولم ینکر صار کمن فعل فاستحقاق العقوبة کما روی عن ابن عباس انه قیل یارسول الله
 او نہر واجب ہو جاتا ہے یہ جو کچھ انکھنوں کی مخالفت نہ کریں تو وہ استحقاق عقوبت میں لیا گیا گویا کہ عمل کرتا ہے چنانچہ روایت ہے ابن عباس سے کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ
 انھا لکم القرية وفيھا الصالحون قال نعم قیل یارسول الله قال بنتها وبنہم وسکوتہم عن معاصی الله تعالی ثم ان
 کیا تمام گناہوں کا یہ جانا ہی اور اس میں صلحا ہوتی ہیں فرمایا ان عرض کیا کہ خطا پر یا رسول اللہ فرمایا خدا کی نافرمانی پر او کی کشتی اور جہت ہی سے بہرہ ریشہ
 الطاعون وان کان یقیم عذابا لہم بسبب سکوتہم عن المنکرات عند ظہورھا لکن لم یجعل لہم کفارة وطہرة کان لہم
 وہا اگر ہو او کی لئے منکرات کی ظہور پر چپ رہنے کی سزا میں عذاب آتا ہے چنانچہ او کی لٹی کفارہ اور طہارت ہے تو او کی حق میں
 رحمة کما روی عن ام المؤمنین عائشة رضی اللہ عنہا علیہ الصلوٰۃ والسلام قال اذا کثر ذنوب العبد ولم یکن لہ ما یکفرھا ابتلاہ
 رحمت ہے چنانچہ ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا جب بندہ کی گناہ بہت ہوتی گئے ہیں اور کفارہ او کا کچھ نہیں ہوتا
 الله تعالیٰ بالحنن لیکفرھا ویجوز ان یکون فی حق من لم یقصر فیما وجب علیہ من الامر بالمعروف والنہی عن المنکر لم یأذہ
 تو اللہ تعالیٰ کفارہ کی کو غم میں مبتلا کر دیتا ہے اور اس حال ہی کہ او کی حق میں جو مقام واجبات یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں قصور نہ کریں واسطے افزائش
 حسناتہ کما جاء فی الحدیث ان الرجل لیکون لہ عند الله تعالیٰ منزلة فما یبلغھا بعملہ فما یزال الله یمتلیہ بما یکرھہ
 حسنات کے ہو چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ کوئی شخص تقدیر الہی میں ایک مرتبہ کی لائق ہوتا ہے کہ او کو عمل کی برکت سے نیک حاصل کر سکتا تو اللہ تعالیٰ او کو ہمیشہ برکت دیتا ہے

حتى يبلغه آياه وقد ورد في الحديث ان الطاعون شهادة للمؤمنين ورحمة لهم وجزع على الكافرين وهو صريح في ان
آخروه اوس مرتبه پر پہنچا دیتا ہے اور بیک حدیث میں آیا ہے کہ با مسنین کی حق میں شہادت اور رحمت ہے اور کفار کی لعنت و عذاب ہے اس صاف معلوم ہوتا ہے کہ
کو نہ شہادۃ ورحمة خاصة بالمؤمنين واذا وقع في الكفر فاما هو عذاب عجل عليه في الدنيا وله في الآخرة اشد
عذاب من الدنيا کی لعنت شہادت اور رحمت کے اور کفار کی لعنت و عذاب ہے تو وہ عذاب ہے
کہ اس پر جلدی سے دنیا میں لگایا اور آخرت میں اس کے لئے

العذاب واما العاصي المرتكب الكبيرة من هذه الامة اذا كان عصا طاعها ولم يتب عنها فكون الطاعون شهادة
اور یہی عذاب ہے اور اگر کبیرہ گنہگار ہو تو اس میں سے اگر وہ کبائر نہ کرے اور تائب نہ ہو تو اس کی لعنت و عذاب ہے
له محل نظر اذ يحتمل ان يقال انه لا ينال درجة الشهادة لشوم ما كان متلوثا به من الذنوب وقد قال الله تعالى
اسم من تامل ہی اس واسطے کہ ہر گز کہی کہ کوئی کبیرہ گنہگار ہو تو اس میں سے اگر وہ کبائر نہ کرے اور تائب نہ ہو تو اس کی لعنت و عذاب ہے
ام حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وايضا قد سبق ان الطاعون
کیا خیال رکھئے ہیں جنہوں نے کہا کہ ان میں سے کبیرہ گنہگار ہو تو اس میں سے اگر وہ کبائر نہ کرے اور تائب نہ ہو تو اس کی لعنت و عذاب ہے

ينشأ عن ملوئها فاحشاه ويقع عقوبة بسبب المعصية فكيف يكون شهادة محتمل ان يقال ان درجة الشهادة لعدم الاحبار الاولاد
فاحشہ ملوئہا سے پیدا ہوتا ہے اور گناہ کے سبب سے عقوبت پڑتی ہے اور گناہ کے سبب سے عقوبت پڑتی ہے
فيما لا سيما الحديث الواضح عن ان الله عليه الصلوة والسلام قال الطاعون شهادة لكل مسلم فانه صريح في العموم والقياس

اسی واسطے کہ حدیث میں حکم عام ہے خاص میں اس حدیث میں جو اس روایت کرنا کہی کہ اللہ علیہ السلام فرمایا و باہر مسلم کی لعنت و عذاب ہے
على شهيد المعركة ان يحكم له بالشهادة ولو كان له ذنوب كثيرة لم يتب عنها الا تتبعات الا دعيين للحديث الواضح
اور معرکہ کے شہید پر فاس کر کر حکم شہادت کا کر سکتی ہیں اگرچہ سوا حق امتداد کی اس کے سر پر کئی ہی گناہ لی تو رہا ہی ہوں بدلیل احمدیہ کا کہ
ان الشهيد يغفر له كل ذنب الا الذنوب وسائر التبعات في معنى الدين ولا يلزم من حصول درجة الشهادة لمن اكتسب السيئات
شہید کی تمام گناہوں پر غفران ہوتا ہے اور تمام حقوق ہنرہ فراموش کئے ہیں اور یہ لازم نہیں آتا کہ ایک شخص جو گناہ کرے یا شہادت کا وہ جہاں
ان مساوي المؤمن الكامل في المنزلة لان درجات الشهداء متفاوتة نعم ليستفاد من الحديث ان الشهادة لا تكفر
مومن کامل سے درجہ میں برابر ہو جائے اسی واسطے کہ شہید دیکھ کر سب سے کچھ بڑھتی ہوتی ہے بن السببہ احمدیہ ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہادت ہی حقوق

التبعات لكن التبعات لا تتم الشهادة اذ ليس للشهادة معنى الا انها اذا حصلت لشخص يشبه الله تعالى ثوابا مخصوصا
ہن میں معاف ہوتی ہیں لیکن حقوق باقی ہی سے کچھ شہادت میں منسحق نہیں آتا اس واسطے کہ شہادت کی یہ ہی معنی ہیں کہ جب خدا کی عیب گنہگار ہی تو اس کو اللہ تعالیٰ کی پناہ
ويغفر له ذنوبه غير التبعات ثم ان كان له اعمال صالحة فهي تنفعه في موازنة ما عليه من التبعات وتبقى له درجة الشهادة
اگرچہ اس کے گناہوں پر غفران ہو لیکن تمام گناہ سوائے حقوق کی معاف ہوجاتی ہیں یہ ہر گز اس کی اگر اعمال صالحہ میں توفیق ہو تو وہ اور جو کچھ تعالیٰ میں غائدہ کرے گی اور درجہ شہادت کا اس کے لئے ہر گز نہیں
وان لم يكن له اعمال صالحة فالشهادة تكفر اعماله السيئة غير التبعات وهو في حق التبعات يبقى في مشيئة الله تعالى
اور اگر کچھ اعمال صالحہ نہیں تو شہادت اس کی گناہوں کو سوائے حقوق کی تو محو کر دیتی اور باقی حقوق تعالیٰ کی مشیت میں رہے گا

فانه تعالى اذا اراد ان لا يعذبه يرضى عليه خصمه كما روى انه عليه الصلوة والسلام بينما هو جالس اذ ضحك حتى
بیک تعالیٰ اگرچہ کہ اس پر عذاب نہ ہو تو وہ جو کچھ اس کی گناہوں کی جہاں خدا پر روائت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک وقت بیٹھیں ہوئی ایسے ہنسی
بدلت شياها ففعل له لم تضحك يا رسول الله قال رجلا من اصتي حيث اباين يدي رب الغرة فيقول احدهما يا رب خذ
کہ خدا ان مبارک پیشین نظر آئے گئے ہر گز نہ ہو جہاں یا رسول اللہ کیون نہی میں فرمایا میری ہاتھ دو شخص اب الغرہ کی سانس آئی ایک کہتا ہے امی رب بری میری ہاتھ
لی مظلمتی من هذا الاخ فيقول الله تعالى اعط اخاك مظلمته فيقول يا رب لم يبق من حسناتي شيء فيقول الله تعالى
اس بہا ہی ہی ولا دی بہر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے بہائی کا حق ادا کر دی وہ جواب دیتا ہے امی میری پاس تو کوئی مہلت باقی نہیں رہی میری ہاتھ میری ہاتھ

دعاء علیہم بالہلاک وان کان من لوازمہ الہلاک بل المراد منہ حصول الشہادة لہم بکل من الامرین لان الموت
اگرچہ ہلاکت آدمی کو لازم ہے جسے ہلاکت دعا سے وسیلہ بنی تو اسباب کے اونکے لئے شہادت مطلوب ہے کیونکہ موت تو ایسے پیچیدگے ہوئی ہے
اور لازمہ کلاخلاص منہ فكان محط الدعاء علی جعل کل منہما سبباً للموت الذی قدرہ اللہ تعالیٰ ولا مفر منہ حتی
کہ دوسرے مسئلہ تخلص نہیں ہے جس میں طلب دعا کا یہی کہ طعن اور طاعون ہی موت آیا کری جو ہمہ تن اس مقرر کے ہی اور اس میں کوئی جگہ نہیں ہے
یجصل بکل منہما الشہادة اما حصولہا بالطعن الذی هو القتل المحاصل فی الجہاد والفتن فظاہراً ما حصولہا
ناکران دو وجہ سے شہادت ہوا کری پہر حصول شہادت طعن ہی جو عین جہاد میں یافتہ میں مارے جاتے ہیں ظاہر ہے یہ حصول شہادت کا
بالطاعون فلما ثبت بالحديث انه وخزنه لئلا نسا من الجحیم فیكون شہادة بلا سبب وهذا کان الدعاء برفعه غیر
طاعون سے سوائے کہ حدیث میں ثابت ہوا ہے کہ طاعون کو چاہری دشمنوں جہات کا ہے جس میں شہادت کا دعاء اور اس میں کوئی جگہ نہیں ہے
مشرع قال النبی بکہ لان معاذاً منہ واعتل بان الطاعون شہادة ورجحة ودعوة نبینا محمد علیہ السلام
شیخ کہ تہا ہی کہ وہ ہی اس لئے کہ معاذ نے دعا کی اور یہ جہت کی کہ طاعون شہادت اور رحمت ہے اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعا

بہر حال دعا کا یہی کہ طاعون شہادت اور رحمت ہے اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعا

علی صاری عن عبد اللہ بن زافع ان ابا عبیدہ بن الجراح لما اصیب فی طاعون عمواس استخلف معاذاً واشتد لاهل
سوانی رواہ ابن ماجہ بن رافع کے کہ ابو عبیدہ ابن جراح جب طاعون عمواس میں مبتلا ہوا تو معاذ فرستے اللہ کو اپنا نائب کیا اور اسی خدمت میں
فقال الناس معاذ ادع اللہ برفعه هذا الرجل فکان انہ لیس یجزو لکنہ دعوة نبیکم وموت صالحین قبلکم وشہادة
معاذ کے کہ اللہ ہی دعا مانگو کہ یہ عذاب دور ہو جاوے معاذ نے کہا یہ عذاب نہیں ہے بلکہ یہ شہادت کی دعا ہے اور اللہ کے صلہ کی موت اور شہادت ہی
یحضر اللہ تعالیٰ بہا من شاء منکم اللهم انت ال معاذ نصیبہم لا ورف من هذه الرحمة فخذ القول من معاذ صریح بان
تمین ہی جسکو چاہے اللہ دعا فرماوی اللہ معاذ کی اہل کو بڑا حصہ اس رحمت میں ہی عطا کر اور معاذ کی یہ تقریر سہج ہے کہ
الدعاء برفعه غیر مشروع وقد رحمہ ان معاذ العلم الامرۃ بالحلال والحرام وانه امام الفقہاء یوم القيمة فلو کان مشرعی
اسکے دور ہو نہ کہ دعا جائز نہیں ہی اور تحقیق ہو چکا ہے کہ معاذ تمام امت میں حلال اور حرام کو خوب جانتا تھا اور قیامت کی روز قیام فقہا کا بیٹا ہو گا اگر دعا
لما احوجہم ان یستلوه بل کان یفعل من تلقاء نفسه بل لو کان صیاحاً لہا دیر ففعلہ عند رسول الرحمة عنہ ما ضنوا
جائز ہوتی تو لوگوں کی کہنے کی کیا حاجت تھی بلکہ وہ خود بخود دعا کرتا بلکہ اگر دعا مباح ہوتی تو فوراً کرتا جو لوگوں نے اس سے عرض کیا تھا ہی خیال ہی کہ ہمارے حق میں
انہ مصیحة لہم وقد صرح الحنابلة المسئلة وقال صاحب الفروع منہما لا یقنت لہ لانه لم یثبت القنوت فی طاعون
بہرہم اور حنبلو نے اس مسئلہ کو مراحت ہی بیان کیا ہی اور صاحب فروع اور ابن ہی کہتا ہی اسکی دعا کو نہیں سہی کہ طاعون عمواس میں دعا ثابت نہیں ہوئی
عمواس وغیرہ وابن الجوزی مال الی مشرعی عینہ فرادی الا انہ منہم لاجتماعہ وقال واقعا لاجتماع الدعاء برفعه کما فی
اداب جرجم پسند کرتا ہی کہ الگ الگ جائز ہی پرا اجتماع کو وہ ہے نسخ کرتا ہے اور کہتا ہی کہ جماعت کرنی دفع کی دعا کی جیسے
الاستسقاء قد رتحدث بد مشق فی الطاعون الکبیر سنة تسع واربعین وسبعائة ولم یفد شیئاً بل اجد لاهل
نماز استقامت ہوتی ہی عینہ ہی مشق میں جا کر ہوتی ہی طاعون سنہ سات سو انجاس میں اور کچھ فائدہ ہی ہوا ہوا کہ حال اور ہی
شدۃ ثم قال ولوانہ کان مشرعیاً لم یخف علی السلف ولا علی فقہاء الامصار واتباعہم فی الاعصار الماضية فلم یبلغنا
تباہ ہو گیا بہر کہ اور اگر دعا جائز ہوتی تو سلف پر تشدد نہ ہوتے اور نہ لک کی فقہا پر اور نہ او کی تلافی نہ ہوتے نہ گذشتہ میں سوا اس باب میں کہ کوئی دعا نہ تھی
فی ذلک خبر ولا اثر عن الحديث ولا فرغ مسطور عن احد من الفقہاء وائمة الدین وقد تمسک قوم علی مشرعی عینہ بقول
اور نہ محدثین ہی کوئی اثر اور نہ کسے جزیقی قیام اور دین کی امام کی کہی ہو ہے اور ایک قوم نے جواز دعا پر بیٹھے فقہا کے
بعض الفقہاء ان القنوت فی الصلوات کلھا مشروع عند النوال وان الاجتماع والدعاء لعموم الامراض جائز وقال ابن قسیر
اس قول ہی تمسک کیا ہی کہ دعا قنوت تمام نماز میں بر وقت نزول حوادث کی مشروع ہے اور جماعت کرنی اور دعا مانگنی عموم امور اور کچھ جزیقی قیام اور دین کی امام کی کہی ہو ہے

بالمريض العام بمنزلة التصريح بالوباء الذي يشمل الطاعون وهو ايضا من اشد النوازل والجواب ان كلاما من الوباء والنوازل
 عموم اراض كانا من زمان لم ينفك وبكى في جسمين طاعون في اوله في اوريجيه بڑا حادثہ ہے اور جواب یہ ہے کہ تمام دبا اور حوادث
 وان كان عامًا يشمل الطاعون وغيره الا ان الطاعون اختص بكونه شهادة ورحمة ودعوة نبينا محمد عليه السلام بخلاف
 اگر چه عام این کہ طاعون و غیر وہی اینچہ نخل بہن پر طاعون پر خاص کہ شہادت ہوتی ہی اور رحمت ہی اور حکایت نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا پر خلافت
 الوباء والنوازل وکذا اشرع الدعاء برفعها ولم يشرع برفع الطاعون ويؤيد ذلك ورد النهي عن الفرائض دون الوباء و
 وبار اور حوادث کی اور کسی ہی دبا اور نوازل کی رفع کی دعا جاری نہی اور طاعون کے رفع کی دعا ہائے نہیں اور کسی کی تاکید کرتی ہی طاعون سے بیکسی کی نجات سوار دبا اور
 سائر النوازل فانه قد وقع في القرن الاول مرات متعددة والصحابة يومئذ متوافرون واكابرهم موجودون ولم ينقل عن
 اور تمام حوادث کے کیونکہ طاعون قرن اول میں کئی بار نازل ہوا ہی اور صحابہ اور سوقت بہت اور برسی شے موجود تھے اور کسی ہی بڑا نبی نہیں
 واحد منهم انه فعل شيئا من ذلك او امر به والمراد من قول معاذ دعوة نبيكم حديث اللهم اجعل فناء امتي بالطعن و
 کہ کسی نبی نے کچھ نہ کیا ہو یا کسی کو بتایا ہو اور معاذ کا قول دعوة نبيكم اس سے مراد یہ حدیث ہی الہی کہ وہی یستی برسی امت کے طعن اور
 الطاعون والمراد بالصالحين قبلكم قد تكلم عليه الكلاباذي فقال يجوز ان يكون المراد بهم بني اسرائيل فان الطاعون
 طاعون سے اور صالحین سے جو تبار مراد ہیں اولین کلاباذی گفتگو کرتا ہی اور کسی راہی یہ ہی کہ ان لوگوں سے ہی بنی اسرائیل مراد ہو سکتی ہیں کیونکہ کلاباذی
 وان كان قد وقع عذابهم بسبب سكوتهم عن المنكرات عند ظمورها الا انه قد جعل كفارة لهم وطهرة لما كان منهم
 اگر چه انہیں عذاب آیا تھا وقت ظمور اور بر ملا ہوئے منکرات کے جو دم کہا رہے تھے نکلیا ہوا دیکھی حق پرانہ کی دم کہا رہی کی گناہ کا کفارہ اور طہارت نتجہ
 من السكوت كما كان قتل بعضهم بعضا كفارة لمن كان منهم عبد الجبل فانهم تائبون صالحون مستسلمون وقد علم من
 جیسی آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھ سے واسطے کفارہ گوسالہ پرستی کی سبقت ہوئے کیونکہ یہ تائب و صالح اور مستسلم تھے اور اس کے مسلم ہوا
 هذا ان الواجب على كل مسلم ان يسعى في اصلاح نفسه باسقاط ما في ذمته من الفرائض والواجبات والاجتناب عن
 کہ مسلم پر واجب یہ ہی کہ اپنی ذات کی صفائی اور سنگین کو کش کرے اس طور کہ جو اس کے ذمہ فرائض اور واجبات ہیں اور اگر
 المحرمات والمكروهات والتوبة عن الذنوب والسيئات والمبادرة الى مرد المظالم والتخلص من التبعات وهو مطلوب في كل
 اور محرمات اور مکروہات سے بچے اور گناہوں اور بڑائیوں سے توبہ کرے اور جو اور خطا کی معافی اور حقوق سے رستگاری میں جلدی کرے اور تبتی معی توبہ
 وقت ويتأكد ذلك عند وقوع الوباء عمومًا ولم يقع به الطاعون خصوصا لاسيما الوصية من غير ان يقع فيه لحيف لقوله عم
 در کاری اور اس میں دیکھی موسم میں عموماً تاکیدیہ اور جو طاعون میں مبتلا ہوا ہو سکون زیادہ تر عمل ان خصوصیت میں کہ بلا قصوری کوکات ہو دہلی شادنی علیہ السلام
 ماحق امر مسلمہ شئی بوصی فیہ یبیت لیلین الا وصیئہ مکتوبہ عنده فان معناه اذا كان امر مسلم شئی یرید ان یوصی فیہ
 نہیں چاہا کہ شخص سلمان بالکسی چیز کا قابل وصیت کی کہ وہ اپنے چچو کو وصیت اس کی کہی چچو اس کی بہن کی بہن جیسی و سلمان بالکسی چیز کو وصیت کیا یا
 فحقه ليس الا ان يكون وصيته مکتوبه عنده لانه لا یدری متى یوافیه منیة ویحول بدینہ و بین ما یریدہ وقید لیلین
 تو اس کا اور نہیں ہے مگر اس کی وصیت کہی ہوئی اس کی پاس ہو کیونکہ کیا جانتا ہی اس کی کہ جب یہی اس کی ارادہ کو روکے اور وہ شب کی قید
 غیر مقصود بل ہوتا تنبیہ علی انہ لا یبلغی ان یمضی علیہ زمان وان کان قلیلا لالہ وصیئہ مکتوبہ عنده لاسيما اذا کان علیہ
 کچھ مقصود نہیں ہی بلکہ یہ تاکید ہے کہ ایسا نہیں چاہی کہ اس پر کچھ زمانہ گزری اگر چه قلیل ہو مگر اس کی وصیت کہی چچو اس کی پاس ہو خاص وقت کو روکے
 دین اور دیعة او غیر ذلك من الحق في يلزمه الوصية ويستحب تعجيلها لانه لا یأمن ان یشتد مرضه فیتقل السانہ
 قرص ہو یا انت یا کوئی اور حق ہو پس یہ وصیت ضروری ہی اور اس میں تعجل اس کے مستحب ہے کیا خبر ہی کہ مرض بڑہ کر زبان بند ہو جائے
 فیموت بغير وصية فيكون اثبات ترك ما وجب علیه ان كانت الوصية واجبة علیه بان كان عليه حق من حقوق الله
 یہ ہے وصیت مرعوب و اب اپنی ذمہ کا واجب ترک کرنی ہی گناہ ہو لیگا اگر وصیت میں خطا ہو چکے کہ اس کی ذمہ کو سزا حق اللہ

من الصلوة والزكاة والصوم والحج يؤتى لهم يوم القيمة فيوفي اليهم اجورهم بالميزان ثم يؤتى باهل البلد فلا يصيب
 اور زکوۃ دینی والے اور روزہ دار اور حج و عمرہ کے دن حاضر کئے جائیں گے تو ان کو ثواب بہن ان ہی کو ملے گا جو ان کا جادو یا جادو سے مراد ہے کہ
 لهم الميزان ولا ينشر لهم الديوان بل يصيب الاجر صبا فيؤد اهل العاقبة لو ان جلودهم كانت قرضت في الدنيا
 بلائی جاوے گی سو کہ ان کی نہ ترانہ نہ کڑی ہوگی اور نہ کچھ نہ فرمود ہوگا بل ان کا اجر بے اندازہ بڑا یا جاوے گا جو ہر اہل ایمان کو دیکھ کر ان کی زبانیں ہل جائیں گی
 بالمقاريض يرون ما يعطى لاهل البلد من الثواب بغير حساب فذلك قوله تعالى لمن اوفى الصابرون اجرهم بغير
 جلتے کیونکہ دیکھنے کے کہ اہل ہلاکت نے حسابے اب عطا ہوا ہے کہ قول اللہ تعالیٰ کا شہر ان والوں کو ملے گا ہی اور ان کا کمال

حساب و لهذا كان السلف الصالح يفرحون بالبلاء في الدنيا لما تحققوا ان في الصبر عليه اجرا جزيل الا لهاية فان
ان كنت اوراسي المي متقدمين صلحا و دينا مين بلا پر خوش ہو تو تہے کیونکہ ادا کو یقین تھا کہ بلا پر صبر کر نہیں بڑا ہی ثواب ہی ہی اگر کوئی
قیل ان كان المراد بالصبر على البلاء الرضى به وعدم الكراهة فلا قدرة للادمي عليه وان كان المراد به الفرح بوجوه
اعتراض کری کہ بلا پر صبر کرنے سے اگر یہ مراد ہی کہ بلا پر راضی ہو اور نا خوش نہ آوی تو یہ بہ آدمی کی اختیار میں نہیں ہے اور اگر کوئی کہ یہ مراد ہی کہ بلا پر خوش ہو
فہو ا بعد من الاول فالجواب ان الشارح لم يبينه عن شيء لا يدخل تحت الوسم وانما هي عن المكتسب كسحق الجيوب وضرب
توبہ اور کسی ہی بعد تر معلوم ہوتا ہی جواب یہ کہ شائع فی ایسی شئی ہی کہیں نہ نہیں جو اس کی اختیار میں نہ ہو ممانعت اور کسی ہی جسکو کر سکتا ہی ہو کسی کر سکتا ہی جو کرنا
الخرد والقول باللسان کا الذب والنياحة وآما ما ذكر من فرح الصالحين به فذلك فرح شرعي مكتسب من قوة الايمان
کے چیتنے اور زبان سے کہنا جیسے جیٹنا اور نوحہ کرنا اور وہ جو مذکور ہے یعنی بلا پر صلحا کی فرحت سو یہ فرح شرعی ہی ایمان اور یقین کے قوت سے
واليقين مثاله مثال رجل قال له الملك كلما اضربك سوطا اعطيك مائة دينار فان ذلك الرجل كما يفرح بكثرة ضرب
حاصل ہوتی ہی او کی مثال ایسی ہی کہ کسی شخص کو بادشاہ کہی میں تیری جب کوڑا ماروں تو ہر کوڑہ کی بدلہ سو شہری دو ٹکڑا سو شہر شخص با وجود الم کی جیسا

المالكه مع وجود المضر بما يرجوا من جزيل العطاء فكذلك الصالحون لما سمعوا قوله تعالى انما يوفي الصبرون اجرهم
بادشاہ کی کثرت ضرب سے خوش ہوتا ہی کیونکہ بڑی بخشش کا امید واری تو ایسی ہے کہ جب یہ آیت سنے ہر نے دلوں ہی کو ملتا ہی ہو گیا
بغیر حساب وقولہ تعالیٰ و جزا نعم بما صبروا و جنتہ و جزا ہر کہ وہ تبتقوا بحصول جزیل الثواب ہاں علیہم ما اصابہم فی
ان گنت اور بدلہ دیا انکو کہہ کر وہ ہر سے بے باغ اور پوشاک پریشی اور یقین لائی بڑی ثواب پلنی کا تو اور نہ دنیا میں جو

الدنيا من المصائب كما حكى عن بعض النساء الصلوات انهما عثرت يوما فانقطعت ظفرفها فضجعت فقبل لها اما تجدين مصيبت گذری سببان ہو گئی چنانچہ کسی صاحبہ عورت کا قصہ ہے کہ ایک دن پہلے گر بڑی تڑاؤ کا ناخن ٹوٹ گیا تو وہ سنی لگی کشتی کہا کیا جھگو موارۃ الوجع فقالت ان لذۃ الثواب الحاصل من اللہ تعالیٰ بالصبر والرضی اذالت عنی مرارة الوجع قال العلماء حقیقتہ الراضی اس میں دکھ نہیں ہوتا جواب دیا ثواب کی لذت ہے جو اللہ تعالیٰ سے صبر اور رضا پر ملے گا کہہ کہ تلخی کو میری لسی دور کر دیا ہی ملا کہتی ہیں حقیقت یہ کہ ما علمہ اللہ تعالیٰ ان نقولہ عند المصیبة انا لله وانا الیہ رجعون وهذا استرجاع باللسان فلا بد للعاقل عند ابتیائہ وہ ہی جو اللہ تعالیٰ سے ہو کر تعلیم کی ہی کہ مصیبت کی وقت پر کہہ کہیں ہم مال اللہ کا ملے رہی رہے کہ اس طرف پہر جائے اور یہ تو اس رجوع زبان ہو اپر عاقل کو لازم کی اس کو زبان کی ہو بہ ان یتفکر فی ثواب المصیبة لیسہل علیہ المصیبة فان ثواب المصیبة اذا استقبلہ یوم القیمۃ یؤد کما لو ان جمیع المصیبت کی تڑاؤ کی تصویر کر کے تاکہ اس پر مصیبت آسان ہو جاوے۔ بیشک مصیبت کا انوار حقیت کے روز سنا ہی آویگا تو یہ بہ آرزو کرے گا کہ شکی میرے ساری اولاد

وصبر اہل المؤمنین ومناجات رب العالمین قال علیہ السلام ان اعظم الخیراء مع عظم البلاء وان الله تعالى اذا
 اور دین کے لئے اور پروردگار کی سرگوشی ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک بڑا ثواب ہے بلا پر ہوتا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ
 احب قوم ابنتلہم فمن رضى فله الرضى ومن سخط فله السخط یعنی ان کثرت الثواب يحصل بحصول کثرة
 کسی قوم کو محبوب کرتا ہے جو اس پر بلا نازل کرتا ہے چنانچہ اس پر راضی ہوا تو اس کی ہر چیز اور ہر جزا ہوا تو اس کی ہر چیز کے ثواب کے کثرت بلا کی کثرت
 البلاء فمن رضى به وصبر عليه يحصل له رضا الله تعالى ومن كره البلاء وجزع ولم يرض بحكمه تعالى حصل
 حاصل ہوتا ہے ہر جزا راضی ہوا اور اس پر صبر کیا تو اس کے لئے اللہ کی رضا مندی ہے اور کسی بلا کو کڑھ جانا اور دلوں کا اور اس کے حکم پر راضی ہوا تو اس کی ہر
 له سخط الله وغضبه لكن ينبغي ان يعلم ان الرضى والسخط معلوما للقلب وهما يتعلقان باللسان فلهذا تولى
 اللہ کی ہر جزا اور غضب ہے لیکن چاہئے کہ رضا مندی اور ہر جزا کا ثبوت نازل ہے یہ دونوں ہی ملاقات کہیں ہیں زبان سے ملاقات نہیں کرتی ہے
 كثير من الناس يكون له انين من وجع او شدة المرض مع ان في قلبه الرضى والتسليم بالله تعالى فعلى هذا كل من
 اکثر لون کو دیکھتا ہے جو درد کی یا بیماری کی شدت سے آہ ان کو کرتے ہیں یہ سب تو اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور تسلیم ہوتی ہے اس بیان کی موافق جس کی آہ نہ
 يسمع منه انين لا يجوز ان يقال في حقه انه غير صابر وغير راض بحكم الله تعالى اذ لا يطمع احد على قلب احد
 سنے میں آہ نہیں سکو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ صبر نہیں کرتا اور اس کی حکم پر راض نہیں ہے
 وتروى عن عامر الرامى انه عليه السلام ان المؤمن اذا اصابه السقم نثر عافاه الله تعالى كان كفارة لما مضى من
 اور عامر راسی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن اگر بیمار ہو جاتا ہے بہرہ اس کو اللہ تعالیٰ عافیت دیتا ہے تو گذشتہ گناہوں کا کفارہ
 ذنوبه وموعظة له فيما يستقبل وان المناق اذا مرض ثم اعفى كان كالبعير الذي عقله اهله نثر اسلوه فلم يعلم
 اور بیشک منافق اگر بیمار ہو کر صحت پاتا ہے تو اب اس پر جیسے اونٹ کہ پیسے اس کو مالکون فی باندہ دیا ہے اس کو چھوڑ
 لم يعقلوه ولم ارسلوه فعلم من هذا انه تعالى انما يبنتلى عبدة المؤمنين لحوستياته اولو فم درجاته التي لم يبلغها
 تو اس کو چھوڑ نہیں ہوتی کہیں باندہ تیار اور کیوں چھوڑ دیا تو اس کے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مومن بندہ کو ہلکی جلا کرتا ہے اور اس کی گناہوں کو اور وہ درجات کہ بڑا ان سے ایک نہیں
 الا بانواع البلاء فانه تعالى يرسل عليه في الدنيا مشائدها ومحنها حمية له عن الاقتان بها وتزهد له عنها
 سکتا تھا باندہ ہو جاوے ہوا اللہ تعالیٰ اس پر دنیا میں
 سنہان اور محنتیں نیا کی فتنہ سے بچا لگا اور دنیا سے چھوڑا دینا ہے
 لئلا يطمئن اليها ويالف محبتها فيقطع ذلك عن منازل الآخرة لانه متى ابتلى يضعف سموه في نفسه وبينه وبين
 تاکہ دنیا پر اطمینان نہ کرے اور اس کے الفت میں نہیں سمجھا دی پروردگار کی خوشی اخروی مراتب ہی محمود ترہ جاوے گی کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی سست اور شری
 صفات بشريته وينقطع عنه موالهوى ولذة الدنيا في توجه في كل حال في السراء والضراء الى مولا وبالف الاقبال عليه
 عادات جاتی رہیں اور ہوا ہوس اور دنیا کی لذت اس کی نفسی قہر بہر حال راحت اور رنج میں اپنے مولیٰ کے طرف متوجہ رہے گا اور کچھ ٹھکانے
 ويستوطن بالصبر والرضى بين يديه الى ان يرفعه الى درجات الاحباب والاولياء وهذا معنى ما روى عن انس انه عليه
 الفت پکڑے گا اور صبر اور رضا کو اپنی سلسلہ قائم رکھے گا آخر اس کو مرتبہ دوستوں اور اولیاء کا حاصل ہو جاوے گا اور انس کی روایت کے یہ بھی ہیں کہ نبی کریم
 قال ان الله تعالى اذا اراد بعد خيرا او ازاله ان يصابه صيب عليه البلاء صبا ومن جملة ما يصب عليه من البلاء
 فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی خیر یا اس کو ہٹا دیا جاتا ہے تو اس پر بہت بلا نازل دیتا ہے اور بعضے بلا میں اس قسم کی ہیں کہ
 انه تعالى يقيض له ويسلط عليه من بعض خلقه من يقصد بالاذى حتى لو خفي في حجر ضب او فارة يقيض الله تعالى
 کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے ایسی کو اس پر تعین کرے کہ غائب کر دیتا ہے کہ اس کو ہر وقت ستا رہی یہاں تک کہ اگر وہ باجوبی کی بل میں جا کر دیکھ تو اسے ستا رہا
 له من يؤذيه كما روى عن علي انه عليه السلام قال لو كان المؤمن في حجر ضب يقيض الله تعالى له فيه من يؤذيه وروى
 اور یہی جگہ اذ ارسان کو پہنچتا ہے چنانچہ علی رضی اللہ عنہ کہ فرمایا اگر مومن کوہ کی بل میں جا رہا ہو تو اس کی بل میں چھتا ہوا لااموجود ہوتا ہے اور ایسی ہے

مثله عن انس بلفظ لو ان المؤمن كان في جرفارة لقيض له فيه من يؤذيه والحكمة في ذلك ان البلاء يسبك صفات
النفس من غير رقابة اي اگر مؤمن جو بھی کسی پہر میں ہو تو اس سے بگڑے اور اس کا مؤثری جامو موجود ہوتا ہی اور اس کی ہمت ہی کہ بلا صفت بشیر کو لاکر صاف کر دیتی ہی
العبد فکانه تعالى يسبك نفس عبدة المؤمن بنار المحنة والبلاء ليصفيه من كدورات اخلاق بشرية ليصلح لولاية
گواہ عبد تعالیٰ اپنی ہون میں ہندہ کی نفس کو صحت اور بلا کی آگ میں لگا کر صاف کرتا ہی اور کدورات بشری کی کدورت سے صاف کر دلایت اور محبت کے لائق ہو جاوے
ومحبته المجلس الثالث والستون في بيان تحقيق قوله عليه السلام اغتتم خمسا قبل خسر
بستون مجلس اس حدیث کے تحقیق میں کہ غنیمت جان مانج کو پہلے پانچ سے اور حدیث تک

الحديث وما يتفرع عليه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لرجل يعظه اغتتم خمسا قبل خسر شابك
اور جو اس سے متعلق ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے چند دینی ہوشی فرمایا غنیمت جان مانج کو پہلے پانچ کی جوانی کو
قبل هرك وصحتك قبل سقمك وغناك قبل فرك وفراغك قبل شغلك وحياتك قبل موتك هذا الحديث
پہلے بڑائی سے اور صحت کو پہلے بیماری سے اور تواگر کچھ پہلے فقر سے اور فرصت کو پہلے دہندگی اور زندگی کو پہلے موت سے یہ حدیث
من حسان المصابيح سواه صيوان بن مهران فانه عليه السلام بين فيه ان الانسان في حال شبابه يقدر على
مصايج كل من يحدثون من شيء سمون بن مهران کی روایت سے بیشک نبی عبد السلام فی احمدیہ میں یہ فرمایا کہ آدمی اپنی جوانی میں وہ کار کر سکتا ہے
الاعمال التي لا يقدر عليها في حال هرمه فلا بد له ان يغتتم الفرصة وليشتغل بالطاعة في حال شبابه قبل هرمه لانه
جوانت بری میں کچھ نہیں کر سکتا سوا سکول لازم ہی کہ فرصت کو غنیمت جانے اور بعد جوانی میں پیری سے پہلے عبادت میں مشغول رہی کیونکہ
في حال شبابه ان ترك العمل والتعب هو له وتغلب بالمعصية لا يقدر على تركها في حال هرمه فينبغي له ان يترك
جوانی میں اگر عمل غیر ترک کر کر ہوا ہوس میں نہیں اور معصیت کی عادت کر لے تو بہر کیا طاقت ہی کہ ٹیڑھی میں چھوڑ دے تو لایق یہ ہے کہ معاصی کو
المعاصي في حال شبابه ويعود نفسه باعمال الخير حتى يسهل عليه في حال هرمه وبين ايضا انه في حال صحته يقدر
جوانی میں ترک کرے اور اعمال خیر کی عادت ڈالے تاکہ پیری میں جا کر آسانی رہی اور یہ یہی بیان فرمایا کہ ان اپنی صحت میں لایق
على كسب الخيرات بما له وبدنه فينبغي له ان يغتتم صحته ويجهد في كسب الخيرات بما له وبدنه لانه اذا فرض يضعف
مال اور بدن کی ثواب حاصل کر سکتا ہی بہر او سکول لازم ہی کہ اپنی صحت کو غنیمت جان کر لے مال اور بدن سے کسب خیرات میں کوشش کرے کیونکہ بیمار ہو کر بدن ناتوان ہوجاتا ہے
بدنه فلا يقدر على الطاعات وبدنه ويقصر بده عن ماله فيما زاد على الثلث فلا يقدر على التصرف في ماله الا في مقدار
پہر بدن میں طاعات کی طاقت کہاں رہتی ہی اور اتہا ہے تہا ہی مال کی زیادہ سے تنگ ہوجاتا ہی بہر یہ قدرت نہیں کہ تہا ہی مال سے زیادہ خرچ کرے
ثلثه وبين ايضا انه في حال غناه وفي حال فراغه يقدر على الطاعات بلا مانع فاذا بدل الغنى بالفقر والفراغ بالشغل
اور یہ یہی بیان فرمایا کہ آدمی تواگر ہی اور فرصت میں بلا سوانح طاعات کر سکتا ہی اور جب تواگر ہی کی بدد فقر آیا اور فرصت کی جگہ دہندگی
يظهر الموانع فلا يقدر على الطاعات بل يكون مشتغلا بامر المعاش فينبغي له ان يغتتم غناه وفراغه في تصبيل الاعمال
تو یہ سوانح پیدا آجاتے ہیں چنانچہ کئی کہاں تک اپنی معاش کی فکر میں لگا رہتا ہے سوا لایق یہ ہے ہی کہ تواگر ہی اور فرصت کو صالح اعمال کی غنیمت سمجھے
الصالحات لان الغنى يعقبه الفقر والفراغ يعقبه الشغل وبين ايضا انه في حال حيوته يقدر على العمل فاذا مات
اسے کہ غنا کے پیچھے فقر اور فرصت کی پیچھے دہندگی ہوا ہے اور یہ یہی بیان فرمایا کہ آدمی اپنی زندگی میں عمل کر سکتا ہی اور جب ہوا
ينقطع عن العمل فينبغي له ان يغتتم حياته ولا يضيع عمره فيما لا يعنيه فان كل نفس من انفس العمر جوهر نفيسة لا
تعمل تام ہوئے ہیں لازم یہ ہے کہ اپنی زندگی کو غنیمت جان کر لے اور ان عمر بکری کیونکہ عمر کا ایک ایک دم ایک غنیمت ہے ہا جو ہر ہے
قيمة لها اذ يمكن ان يشتري بها كنوز الجنة التي لا يتناهي نعيمها ابدا فادفاعة تلك الانفاس واشترائها
اسے کہ اس کے برابر ایک خزانہ حیات کی خزانوں میں سے ہوتا ہے جسکی نعمتیں کہے نام نہوں گے بہر ایسی انفس کو منلج کہونا اور ایسی چیز کا خریدنا

بما ما یكون سبباً له لا یتابع هواه غایة الخسران ونهاية الخذلان فان من یتبع هواه ینفعل ما یضره او یجلب له
 حال اور مالی کا منور اور جہاں ہو پروردگار ہی یا جانتا ہی برقی و فانی سی حال کی بنا پر انداز لذت کو
 حالاً او لا و هو لا یسیر او یشعر لکن لحفة عقله یرجع اللذة الحاضرة التي لا یبقا لها علی العقوبات الاخریة
 اخروی عقوبات سے جسکی

التي لا نهاية لها ویبطن لعصی بصیرته و تناهی عما فته انه ظفر بشئ من اللذائذ لا یعلم ذلك لاحصاؤه
 کچھ انتہا نہیں ہے بہتر سمجھتا ہی اور انداز ہو کر کمال برتری سے فیماں کرنا ہی کہ کچھ عیش اور نایا
 یمخر من الدنيا ویری انه لم یظفر بشئ من اللذائذ اصلاً من لذائذ الدنيا لانها عنه نزول ولا من لذائذ
 الہی ٹھکر دیکھ لگا کہ کچھ ہی عیش نکلیا نہ تو دنیا کی عیش و لذت کیونکہ سب پر چکیں گی اور نہ

الاخریة اذ لیس الیها الوصول فبقی فی حسرة و ندامة حین لا ینفعه الذم و قد روی انه علیہ السلام قال
 آخرت کی عیش کی لذت کیونکہ وہ کہان ما تہ آئندہ کی ہر حسرت اور ندامت ہوگی اور سوت نہایت سی کچھ فائدہ نہ ہوگا اور روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا
 ما من احد یصوم الا ندم قالوا و ما نذا متہ یا رسول اللہ قال نکان محسناً ذم ان لا یكون ازدا و ان کان
 جب کوئی مرتبہ ہی سو نادم ہوتا ہی عرض کیا یا رسول اللہ نہایت کیوں ہوتی ہی فرمایا اگر نیکو کار ہوتا ہی تو یہ نہایت ہوتی ہی کہ عمل زیادہ کیوں گئی اور اگر
 مستیان ذم ان لا یكون تفرغ فیما الیها العاقل لا تصیغ عملک فی الغفلة واجتہد فی تحصیل متعته الاخریة قبل
 بدکار ہوتا ہی تو یہ نہایت کیوں نہ ہوتا ہی سودا نا ہو کر اپنے غفلت میں کیوں کہوتا ہے آخر وہی سامان حاصل کر نہیں کوشش اس سے بہتر
 ان یحیی یوم لا یقدر علی تحصیلها فی ذلك الیوم فانک عن قریب تعاین ذلك الیوم فتندم علی
 کہ ایسا دن آج ہی کہ اس روز تو نہ کر حاصل نہ کر سکے بیشک تو اس دن کو جلد دیکھ لگا

ما فات من عملک فی غرطاعة ربک لا یفعلک الذم فان العبد اذا کان فی شغل من اشغال الدنيا و
 ہر دن عبادت پروردگار کی نادم ہوگا اور نہایت سی کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ آدمی جب تک دنیا کے کاروبار میں لگا رہتا ہے
 کان شغله ینعہ عن العلم احوالک العمل علی فراغه و قال اذا فرغت عملت فذلک من حاتمہ من
 اور وہ شغل اسکو عمل نیک سے باز رکھتا ہی تو اس عمل نیک کو فرصت کی وقت ال رکھتا ہی کہتا ہے فرصت میں تو کرونگا سو یہ صرف یہ وقت ہی
 و جہین احدهما ایتار الدنيا علی الاخریة و لیس هذا من شان العاقل و قد قال اللہ تعالیٰ بل تو ترون
 دو چیز ہی ایک تو دنیا کو آخرت پر پسند کرنا اور یہ عاقل کا کام نہیں ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہی بلکہ تم پسند

الحیوة الدنيا والاخریة خیر و ابقی والتأکی تسویفہ العمل لی وان فراغه فانه قد لا یجد مھلة بل یخطفہ
 رکھتی ہو دنیا کا جینا اور بچھا کر بہتر ہے اور نبی والا اور دوسرے عمل کو فرصت کی وقت پر ڈال رکھنا کیونکہ بھٹے دفعہ مہلت نہیں ملتی بلکہ
 الموت قبل فراغه او مزاج شغله لان اشغال الدنيا استتار بعضہا بعضاً فبقی بلا زاد لیوم المعاد فاذا
 موت فرصت کی وقت ہی پہلی آکرے ہی یا وہ دنیا کا دھند بڑھا چلا جاتا ہی کیونکہ دنیا کی کام کا سلسلہ ایک ہی ایک لگا ہوا ہی ہے آخرت کے توشہ ہی خالی و جاتا
 علی العبد ان یبادر الی الاعمال الصالحات علی ای حال کان قبل حصول الموت وحصول لغوت لقولہ
 سو آدمی پر یہ واجب کہ جلد ہی اعمال صالحہ کو کئے حال میں ہو موت ہی پہلی اور فوت ہی پریشتر اختیار کر ہی اس کے

تعالیٰ سارعوا الی مغفرة من ربکم و جنة عرضها السموات والارض عدت للمتقین فان من تغلق قلبہ
 مطابق اور توجہ بخشش پر اپنی رب کی اور جنت بڑھکا پہلا وہی آسمان اور زمین تیار ہو ہی ہی دہلی بہتر کار نکلی بیشک بکا دل
 بالدنيا واخذ منها القدر الزائد علی حاجتہ من الطعام والشراب اللباس یكون مضرة علیہ لان استیعاب
 دنیا پر لگا ہوا ہی اور دنیا میں ہی کچھ مقدار حاجت ہی پر پہنچا اور دنیا حاصل کرنا ہی تو اس کی حق میں مضرت ہی ان اگر اس طاعت الہی میں غفلت

علی طاعة الله تعالى لان كل ما يحببه الانسان وظهر به لا بد ان يعاقب فان كان احبه لغير الله يعذب به
 اسلمی کہ آدمی جس چیز کو محبت کی راہ میں پیدا کرے ہی تو بالفرض اس سے جدا ہو جائیگا پھر اگر اس کی محبت درسطی غیر اللہ کی ہی تو اس کی
 بغواتہ ان يحصل له من الالم قدر ما تعلق به قلبه ولهذا قال بعض السلف من احب الدنيا فليوطن نفسه على
 سے دل بکھڑکے اور اتنا ہی الم پیدا ہو جائیگا جتنا اس سے مل تعلق تھا اس ہی میں بعض متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص دنیا کی محبت کرتا ہے اسے کہ اپنی جان کو
 تحمل المصائب فان محبتها لا ينفك عن ثلث مصائب هم لازم وقتها اثم وحسرة لا تنقضي فلو لم يكن محبتها
 مصیبت کا گہرائی کیونکہ دنیا کے محبت میں مصیبت غلہ نہیں ہوتی منکر دائمی اور سچ ہمیشہ کا اور ارادہ بے انتہا اور اگر دنیا دار کو تڑپ کوئی
 العذاب عاجل لاهذا الكفى له مصيبة فكيف اذا حيل بينه وبين محبوباته ولذا انه كلما بالموت وصال
 عذاب سوا کے نہ تو یہ مصیبت ہی اس کی اتنی کفایت کرتی ہی پھر تو کیا حال ہوگا جب موت اوسین اور اس کی محبوبات اور لذات کی ہجرت میں عبادی اور دنیوی کے
 معذبا بنفسه كان مثلهذا به على قدر لذته التي شغلته عن سعيه في طلب لذة ليوم معادة اذ لو كان
 عذاب میں رہ جاؤی جس سے فری اور تانا تھا سوائے اس کے جس کے لئے قیامت کی راہ در راہ کی گم ہوتی تھی اس لئے اگر کسی
 لاجل الف محبوب ينزل به عند الموت في وقت واحد الف مصيبة لانه كان يحب جميعها ويسلب
 ہزار محبوب ہر دن تو موت کے آگے ہی اوس ہزار مصیبت انبار کی بڑھاتے ہیں اس لئے کہ اس کو سب ہی محبت تھی اور وہ سب کی سب
 عنه في لحظة واحدة كلها وبقي محسرة ونذا فانه بعد موته وهذا اول ما يلقاه عقيب موته من الالام فضلا
 ایک دم ہر من جاتی رہتی ہیں اور مرتے ہی حسرت اور ندامت میں رہ جاتا ہے اور پھر تو پہلا الم ہے جو مرتے ہی پیش آوے گا
 عما اعتده الله تعالى للذين اسحبوا الحيوۃ الدنيا ورضوا بها من عذاب لاخرة والحاصل ان من احب
 اس کو تو کیا کہنے جو اس نے اپنے لئے جو دنیا کو محبت سے آخرت کی عذاب پر پسند کر رکھی ہیں آخرت کا عذاب تیار کر رکھا ہی اور حاصل یہ ہے کہ جو شخص
 شيئا سوى الله تعالى ولم يكن محبته له لله تعالى ولا لكونه معذبا على طاعة الله تعالى يحصل له به
 سوائے اللہ کے اور جس کی محبت ہی اس کی اور نہ خدا کے واسطے ہو اور نہ طاعت الہی پر ہر دو کار ہو تو اس کے حق میں
 الضل سوا طغى به اولم يظفر فانه ان لم يظفر به يعبش بفضته ولا يستريح من التعب وان ظفر به يكون
 مسرتی یا پسند نہ کر دے شئی اس کو حاصل ہو یا نہ ہو کیونکہ اگر نہ حاصل ہوئی تو اس کے غم میں لگتا رہتا ہی بچ سی اگر ان میں پاتا اور اگر حاصل ہوئی تو وہ الم
 ما حصل له من الالم قبل حصوله فمن الحسرة عليه بعد فواته اضعافا ضعا فاحصل له من اللذة
 کہ حصول ہی پہلی دیکھا وہ کا وہ اور اوس پر فوت ہونے کے بعد چند در چند اوس لذت سے زیادہ دل کے حسرت
 ولو مال لعبد كل حظ من حظوظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسع في تحصيل
 اور اگر آدمی کو دنیا کے تمام عیش اور آرام اور ساری لذتیں عمر بھر حاصل رہیں اور اس نے آخرت کی سعادت میں
 السعادة في الآخرة يصير عند الموت كأنه لم يظفر بشي من حظوظها ولذا تھا وتفق تلك الحظوظ
 کچھ سے تھے تو وہ مرتے ہی ایسا ہوگا کہ دنیا میں کچھ ہی پھڑا اور آرام نہ پایا اور وہ ہی عیش اور آرام
 واللذة عذابا له ويصير معذبا بنفسه ما كان منغابا من جهتين من جهة فوته مع شدة تعلق
 اس کے حق میں عذاب ہو جائیگی اور وہ ہی عیش کی چیز میں دو دو جیسی عذاب کا سبب بنے گی ایک تو اس کا جو دنیا اور
 قلبه به ومن جهة عدم حصول ما هو له انفع وادوم فالمحسوب الحاصل نفوت عنه والمحسوب لا
 دل اور دنیا کی جو ہوگا دوسرے حاصل ہونا جو اس کے لئے ہمیشہ کو مفید ہوتا ہے حال کا محبوب تو اتنے سے جاتا رہیگا اور محبوب غلم
 لا يحصل له وهذا اول ما يلحقه من العذاب قبل عذاب النار اذ قد قال لعلماء ليس الموت لعدم
 اس کو میرے ہوگا اور پھر تو وہ عذاب ہی جو دوزخ کے عذاب ہی پہلے اس پر گذریگا اس واسطے کہ علمائے دین کہ موت عدم محض

ولا فناء صوته وإنما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقة عنه وتبدل من حال إلى حال انتقال من
 اور مری فنا ہی نہیں ہی جگہ موت کیا ہی روح کا علاقہ بدن سے چھوٹ جانا اور بدن سے الگ ہو جانا ایک حال ہی دوسرے حال بدل جانا اور ایک جگہ
 دار الحیاء اور هو اعظم المصائب وقد سماه الله تعالى مصيبة حيث قال فاصابتكم مصيبة الموت
 دوسری جگہ نقل کرنا اور یہ ہر پنج مصیبت ہی اور بیشک اللہ تعالیٰ فی موت کا نام مصیبت رکھا ہی چنانچہ فرمایا ہے ہر پنج مصیبت موت کی
 فالمتی هو المصيبة العظمى اعظم من الغفلة عنه وعدم ذكره وقلة التفكر فيه وترك العمل له واتقوا
 سو موت ہی بڑی مصیبت ہی اور اس سے بڑھ کر فاضل رہنا کہ نہ اس کو یاد رکھی اور نہ اس کا کچھ نہ کر کری اور نہ اس کی کچھ عمل کرے اور
 الهوى فان اتباع الهوى سم من سموم الدين يفضي الى الهلاك يوم الدين مع ان المؤمن بنفسه لا يمان
 ہوا ہوس میں پڑا ہی بیشک ہوا ہوس کی اطاعت دین کی حق میں ایسا زہر ہے کہ قیامت کی روز ہلاک کر دے ایسا باوجودیکہ مومن صرف بواسطہ ایمان
 قد عاهد الله تعالى ان لا يعصيه وذلك لان الايمان قبول التزام فمن يقول لا اله الا الله يصير كانه
 اللہ تعالیٰ سے ہم عہد کر لیتا ہی کہ نہ فرمانی نکر دے گا اور یہ اس لیے کہ ایمان قبول اور مانتے کہتے ہیں ہر جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے گو باوہ بیگناہ ہی
 يقول لي علمت واعتقدت انه تعالى احد في ذاته وصفاته وافعاله ولا يظهر في العالم شيء الا
 کہ میں نے یقین کیا اور اعتقاد لایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات اور افعال میں بیگانہ ہی اور عالم میں کوئی شئی اس کی اور اظہار اور
 بعلمه وارادته وخلقته ولا يستحق العبادة الا هو والى لزومت عبادته ولا عباد الا اياه فبعد هذا
 عہد ایش کی بدون ظاہر نہیں ہو سکتی اور کوئی سوا اس کی سخت بندگی کا نہیں اور میں نے اس کی بندگی اپنی ذمہ ل اور کسی سوا اس کے عبادت نہ کرنا
 المعاهدة يحرم عليه ان يعصيه في شئ من اوامره ونواهيه حتى اذا دعته نفسه الى الفضيحة عهد مولاه
 عہد کے بعد اس کو نہ فرمانی کرنے حرام ہے کوئی بات جو حکم یا مانت
 يلزمه ان يقول لها كما قال يوسف لنبى عليه السلام لا امرأة الغريز حين دعت الى نفسها معاذا الله
 تو اس کے لازم ہے کہ میں یہ کہی جیسے یوسف نبی علیہ السلام نے عزیز کے جوڑ سے کہا تھا جب اس نے اپنی طرف طلب کیا خدا کی بناء
 انذرتني احسن مثواي انه لا يفلح الظالمون فان من اشتد ميل نفسه الى ما يشتهيه وتركه مع قدرته عليه
 وہ عزیز ایک ہے میرا اچھی طرح رکھا ہی چھو کہو البتہ پہلا نہیں جاتی جو لوگ بے اعتدال ہیں بیشک بجا دل شہرہ ٹوٹ پڑی اور شہوت کو قدرت ہوتی ہوئے
 في موضع لا يطلع عليه الا الله تعالى يكون ليدل على صحته معاھدته مع ربه في ايمانه فان المؤمن اذا علم
 جیسے مقام میں کہ سوا اللہ تعالیٰ کی کوئی مطلع نہیں ہو سکے ترک کرے تو یہ دلیل ہے کہ اس نے اپنی ایمان میں عہد کو رکھے ساتھ پورا کیا بیشک میں جب یہ سمجھتا ہے
 ان يرضى مولاه في تركه هواه يقتد رضى مولاه على هواه ويكون لذته وصفاه فيما يرضى مولاه وان كان مخالفا
 کہ مولیٰ کے خوشی ہوا ہوس کے ترک میں ہی تو اپنی ہوشی اپنے خواہش پر مقدم رکھتا ہی اور اس کی لذت اور صفائی میں رضامندی میں ہوتی ہی اگر خواہش کے خلاف
 هواه ويكون له جفاه فيك يرضى مولاه وان كان موافقا هواه بل يكون لذته في ترك شهواته لله تعالى
 اور اس کا الہا اور جفا مولیٰ کی ناخوشی میں ہوتا ہی اگر خواہش کے موافق ہو بلکہ اس کو ترک شہوات میں لذت اس سے زیادہ ہوتے ہی کہ اس لذت کو
 اعظم من لذته في تناوها بل يكون كراهته تناوها عنده في خلوته اشد من كراهته لالم الضرب و
 حاصل کرے بلکہ اس سے لذت کی بیزاری میں خلوت میں مارا اور قید کے الم سے زیادہ ہوتے ہے
 المحسن لا ترى ان يوسف لنبى عليه السلام حين قالت امرأة الغريز في حقها وان لم يفعل ما آتته السجين
 کیا معلوم نہیں کہ یوسف نبی علیہ السلام کے لئے جب زلیخا عزیز کی بیوی نے یہ کہا اور اگر نہ کر لگا جو اس کو میں کہتے ہوں البتہ قید میں
 وليكون من الصاعين كيف قال رب السجن احب الي مما يدعونني اليه فان امرأة الغريز لما كان قلبها
 اور ہو کا بنے عزت تو یوسف علیہ السلام نے کیسے یہ ہی کہا ای رب مجھ کو قید پسند ہی اس بات سے جھکو جلتا ہوں کہ نہ زلیخا عزیز کی بیوی کا دل

فلنك قال الله تعالى فلا تغرنكم الحياة الدنيا والثاني بنفسك وهي شر لا حد لها روى عن ابن عباس رضي الله عنهما
 اسد تعالیٰ فرماتا ہے سو نہ گرو کہ دنیا کا جینا اور دوسرا دشمن تیرا نفس ہی ہے یہ سب سے بدتر ہے مواقع و دوستی بن عباس کی کہ تم ہی علیہ السلام
 قال اعزك صدرك بنفسك التي بين جنبيك وقد اخبر الله تعالى انها بدل انما اماراة بالسوء حيث قال ان
 تفرق سب سے بدتر دشمن تیرا نفس جو تیرے دو طرف ہوتا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ نفس خود بخود پرانی کی بات بتاتا ہے یہاں فرمایا ہے ایک
 النفس اماراة بالسوء والامر بالسوء دایما و عادتہا کہ لاہما خفت ظلمتہا جاہلۃ والعلم والغفل طائر علیہا
 ہے تو سبکھا تاہی برائی اور برائی کا حکم دیتا اور سکا طریق اور عادت ہے اسلیٰ کہ اصل میں میرا اور جاہل پیدا ہوتا ہے اور علم اور عدل عارضی ہوتا ہے
 وان لم يدركها رحمة الله تعالى وفضله تبقى على جهلها وظلمها وتكون من حزب الشيطان وتخرج من طاعتها
 اور اگر اس پر اللہ کی رحمت اور فضل نہ ہو تو جاہل کا جاہل اور ظالم کا ظالم ہی ہے اور شیطان کی جماعت میں بہرے ہو اور اپنی فوج بردار کو
 الى العصيان ومخالفة الرحمن لانها تجري بطبعها في ميدان المخالفة والعبد مجتهد يمنعها عن سوء المطالبات
 گناہوں میں اور احسان کی مخالفت پر لگا دیتی کیونکہ نفس بطبع مخالف ہے میدان میں جلتا ہے اور کوی او کو روک کر مواخذہ کی خوف سی منع کرتا ہے
 فمن اطلق عنايتها فهو شريك في فسادها والثالث شيطان الحق فاستعد بالله تعالى منه والرايع شيطان
 پہر جسنی اسکی باگ ڈھیل چھوڑی تو فساد میں اور شکر شریک ہے اور تیسرا دشمن شیطان حق ہے سو اس سے خدا کی پناہ مانگنا اور چوتھا دشمن
 الانس فاحذر فانه اشد عليك من شيطان الحق لان شيطان الحق يكون اغواءه بالسوء والاشيطان
 شیطان انسی ہے سو اس سے بچنا بیشک شیطان ہی ہی تیرے ہی سخت تر ہے اسلیٰ کہ جتنی شیطان کا تو اغواء صرف خیالات ہی ہوتا ہے اور انسی شیطان
 الانس فهو رفيقك السوء يكون اغواءه بالمعاشة والمواجهة لا يزال يطلب عليك وجهه ايزن بك عما كنت عليه
 تیرا رفیق بد ہوتا ہے اسکا اغواء ظاہر کہہ کہہ آتا ہے انسان سامنی ہوتا ہے مردم ہی تلاش کہتا ہے کہ کس طرح مجھ کو تیری وضع سی ڈگادی
 كما قال بعض السلف انك تستعيد بالله من الشيطان الرجيم فينصر واما شيطان الانس فلا يدبر حتى يوقعك في
 جانی بعضی مستغنی کا قول ہے کہ جب تو شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ لیتا ہے تو وہ لچکتا ہے اور انشی شیطان انسی سو معصیت سے ڈالے بغیر کہی نہیں ملتا
 المعصية ولهذا قال النبي عليه السلام لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي فانه عليه السلام حذر في هذا
 اسے نبی علیہ السلام نے فرمایا سو ہی مؤمن کی کسی پاس مت بیٹھ اور تیرے کہنا سو ہی پر ہیز گار کی کوئی اور نہ کہانی بائی بیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں
 الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي عن مخالطة لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة في القلب فيلزم
 بہ کار کی ہم نشینی اور ملتی جلتی سی اسلیٰ ڈرا یا ہے کہ ہم نشینی اور ملتی ملتی الفت اور محبت پیدا ہو جاتی ہے یہ ضروری کہ موافق
 ان يكون كما قال النبي عليه السلام يحشر المرء على دين خليله فلينظر احداكم من يخال ولا قد قال الله تعالى الاخلاء
 ارشاد نبی علیہ السلام کی آدمی اپنی دوست کی دین پر اوہی اب ہر ایک کو غور کرنا چاہئے کسی سی دوستی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے جتنی دوست ہیں
 يومئذ بعضهم لبعض عدوا الا للمتقين فان كل واحد من الاخلاء غير المتقين يقول يوم القيمة يرويتي ليتخلى
 اوسدن دشمن ہوگی مگر جو ہیں ڈروانی بیشک جو دوست پر ہیز گار نہیں ہیں وہ قیامت کی روز یہہہ کہیں گی ای غریبی میری کہیں نہ
 اتخذ فلانا خلیلا ليت بيني وبينك بعد المشرقین فخليل الانسان ومحبه من يسعي في عمارة اخرته وان كافيہ
 پکڑی ہوئی یعنی فلاں کی دوستی کس طرح مجھ میں اور تجھ میں فرق ہو مشرق مغرب کا سو انسان کا دوست اور محبہ ہے ہی کہ آخرت کی بساط میں سبھی کری اگرچہ اوہیں
 ضرر لدنياه و ضرره من يسعي في خسارة اخرته وان كان فيه نفع لدنياه فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان لا يتخذ
 دنیا کا ضرر ہو جاوی اور دشمن وہ ہی جو آخرت کو خراب کری اگرچہ اوہیں دنیا کا فائدہ ہو اس بیان کی مطابق مؤمن کو لازم ہے کہ دوستی ایسی ہی کری
 خلیلا الا من يتق بذینه و امانته ويعرف صلاحه وتقواه لان المرء يكون يوم القيمة مع من احب لادری علیہ السلام
 جسکی دین اور امانت پر اعتدال ہو اور تقویٰ اور تقویٰ معلوم ہو اسلیٰ کہ آدمی قیامت کی روز محبوب کی ساتھ ہو و لگا اس مدت کی موافق

قال المرء مع من احب قال الحسن البصري لا یفرنکم ظاہر قلبہ علیہ السلام المرء مع من احب فانکم لم تلحقوا
 کہ نبی علیہ السلام فرمایا آدمی ساتھ محبوب کی ہو ویگا حسن البصری کہتے ہیں احمدیث کی دنیا ہر مہینوں پر نہ ہوں کہ آدمی ساتھ محبوب کی ہو ویگا بیٹک تم بدون ہمارے
 الا بلز الا باعمالکم فان الیہود والنصری یحبون انبیاءہم ولا یكونون معہم یوم القیمة وھذا القول منہ
 ابراہیم بن یحییٰ کہتے ہیں کہ یہود اور نصاریٰ اپنے انبیاء کو محبوب رکھتے ہیں اور قیامت کی دن انکی ساتھ نہوگی انکی اس بات میں یہ
 یشیر الی ان مجرد المحبة من غیر الموافقة فی العمل لا ینفع فان تعظیم الانبیاء والعلماء والصلحاء وصحبہم انما
 اشارہ ہی کرتی محبت بدون موافقت اعمال کی سفید نہیں ہی کیونکہ انبیاء اور علماء اور صلی انکی تعظیم اور محبت واجب ہوتی ہی
 یكون باتباعہم فیما دعو الیہ من العلم النافع والعمل الصالح واقفاء اثارہم وسلوک طریقہم لان من اتبعہم
 کہ انکی اطاعت کری جد ہر وہ بلائی ہیں یعنی طرف علم نافع اور عمل صالح کی اور انکی پیروی کری اور انکا سا طریق اختیار کری اسلامی کہ جو شخص
 اقتفی اثارہم فیکون سببا لتکثیر اجورہم بمقتضی قولہ علیہ السلام من دعی الی ہدی کان لہ من الاجر مثل اجلی
 انکی اطاعت اور پیروی کرکے تو باعث انکی زیادتی ثواب کا موافق ارشاد علیہ السلام کی جو شخص ہدایت کری تو انکو برابر ہدایت ہوتی والوکی ثواب ہو ویگا
 من تبعہ لا ینقص ذلک من اجورہم شیئا واما من لم یتبعہم ولم یقتف اثارہم بل خالفہم فی العمل واشتغل بتقیل
 اور انکی ثواب میں سی کچھ نہ ہو ویگا اور جہنی اطاعت نہ کی اور نہ انکی پیروی نہ کی بلک علی میں تو اوسنی مخالف اور انکی ہدایت نہ پاؤ تو چلتا
 ایدیہم وتقلیب بغلہم والتملق بین ایدیہم والقیام عند روتہم فلیس ذلک من التعظیم والمحبة لانه جعلہم
 اور جہنیان سیدہ کی کتاب اور سامنی خوشامد اور دیکھ کہ تعظیم کی کئی کڑا ہوتا رہا تو یہ کچھ تعظیم اور محبت نہیں ہی کیونکہ اپنی ساتھ
 مع نفسه ضرر ما من الاجر فای تعظیم وصحبہ فی ذلک المجلس الثالث والستون فی بیان محاسبة
 انکو ہی ثواب سی محروم نہ کیا پھر اسمیں کیا تعظیم اور محبت ہوتی تزیین ہوں محبس بندہ کی محاسبہ کی بیان میں
 العبد یوم القیمة والمناقشة فی الحساب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزول
 قیامت کی دن اور حساب کی مناقشہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا نہیں ہل سکتی دونو
 قد فاعبد یوم القیمة حتی یسئل عن اربع خصال عن عمرہ فیما افانہ وعن جسدہ فیما ابلاہ وعن
 پاؤ کسی آدمی کی قیامت کی روز جب تک پوچھا جاوی چار جہز دہی عمری کیونکر ہوئی اور بدلی کیوں کر پڑا کیا اور
 حالہ من این التسبہ و فیما انفقہ وعن علمہ ما عمل فیہ ہذا الحدیث من حسان المصابیر مزہ ابن
 علی سی کہانی لایا اور کہاں خرچ کیا اور علم سی اوسیر کیا عمل کیا یہ حدیث مصابیح کی حسن حشون میں ہی ابن مسعود کی
 مسعود والعبد المذکور فیہ وان کان عامالکونہ نکرۃ فی سباق النقی لکنہ مخصو ص بقولہ علیہ السلام
 روایت سی اور عبد جو اس حدیث میں آیا ہی اگرچہ عام ہی کہ نکرہ نیچی نفی کی پڑا ہی پر بیان خاص ہی بریل اس حدیث کی
 یدخل الجنة من امتی سبعون الفا بغیر حساب فعلی ہذا یكون السؤال المذکور فیہ لغير هؤلاء السبعین
 میری امت میں سی ستر ہزار بی حساب جنت میں جاویگی احمدیث کی موافق یہ چاروں سوال سواء ان ستر ہزار کی اور ان سی ہوگی
 الفا فلا بد لكل من یؤ من بالله والیوم الاخر ان یعلم انه یسئل یوم القیمة ویناقش فی الحساب ویطالب
 ہر ایک کو جو اللہ اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہی ضروری کہ جان رکھی کہ قیامت دن سوال ہوگا اور حساب میں جہز اہمیلگا اور ذرہ ذہ
 بمثاقیل لاند من الخطرات والمخاطر ویتحقق انہ لا ینجیہ من ھذہ الاخطار الا لزوم محاسبة النفس
 سی خطو اور نگاہ کا مواخذہ ہو ویگا اور ثابت ہی کہ خطرات سی بدون لازم کرنی حساب نفس کی نجات نہیں ہو سکتی
 فی تجارتہم الاخرتہا ومطالبتہا فی انفسہا وسلاتہا وحرکاتہا وسکناتہا فان من حاسب نفسه قبل ان
 انکی تجارت کا حساب آخرت کی واسطی اور انکا مطالبہ حرکات اور سکانات میں دم دم اور کڑی کڑی کیسی حساب دینی سی پہلی اپنا حساب

یحاسب بحیف علیہ یوم القیمة حسابه ویحضر عند السوال جوابه ویحس منقلبہ ومابہ ومن لم
درست کیا تو اس پر روز قیامت کو حساب دینا سہل ہو دیکھا اور سوال ہوتی ہے جواب پیدا ہو جائیگا اور اسکا مال اور انجام نیک ہو دیکھا اور جس نے حساب
یحاسبہا یدم حسرتہا ویطول فی عرصات القیمة وقفاتہ ویعود الی الخزی والمقت سیاتہ فاذن
درست کیا تو ہمیشہ کو زمانہ ہی کا اور مدت دراز تک قیامت کی میدان میں کھڑا رہی گا اور اسکی تمام گناہوں کا انجام رسوائی اور عار کا ہے سواب

لا بد للمؤمن ان لا یعفل فی تجارتہ لاخرتہ عن مراقبۃ نفسه فی حرکاتہا وسکناتہا ولحظانہا وخطراتہا
مؤمن کو ضرور ہے کہ آخرت کی تجارت میں اپنی نفس کی نگہبانی ہی غفلت نہ کری اسکی حرکات اور سکناات اور خطرات اور خطرات کو دیکھتا رہی
لان هذه التجارة رجحان الفردوس الاعلی وبلوغ سدة المنتهى مع النبیین والصديقین والشهداء قد قیق
کیونکہ اس تجارت کا فائدہ فردوس اعلیٰ اور مقام سدرة المنتہی انبیاء اور صدیقین اور شہداء کی ساتھی ہے سواس تجارت کی

الحساب فی هذه التجارة اہم من تدقیقہ فی تجارة الدنیا لان اس باہ تجارة الدنیا بالقیاس الی النعم المقیم فی
حساب کی صفائی بہ نسبت دنیا کی تجارت کی بہت ضروری اسلئے کہ دنیا کی تجارت کا فائدہ بہ نسبت دائمی نعمتوں اخروی کی کمتر ناپا یاد رہی
العقبی قليلة سریعة الزوال ولاخیر فی خیر لا یدوم بل شر لا یدوم خیر من خیر لا یدوم لان الشر لا یدوم ولا
اور عیش ناپا یاد رہی کچھ خوبے ہیں ہی بلکہ تکلیف ناپا یاد عیش ناپا یاد رہی بہتری اسلئے کہ تکلیف ناپا یاد رہی جو چکی

زال یبقی الفرح دائما والخیر الذی لا یدوم اذ زال یبقی الاسف دائما فاعلم هذا ینبغی للمؤمن اذا صیر فرغ
تو پھر دائمی فرحت رہی گی اور عیش ناپا یاد رہی جو چکی تو ہمیشہ کو افسوس باقی رہی گا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہے کہ صبح ہوتی ہی
من فريضة الصبر ان یفرغ قلبه ساعة فيقول لنفسه یا نفس لیس فی بضاعة الا عمر کاذا فانی یفرغ
غیر کی نازی فارغ ہو کر ایک دم اپنی دل کو خالی کر کر اپنی نفس سے یہ کہی ای نفس میری پاس سوای عمر کی کوئی سرمایہ نہیں ہی جب یہ ہی ہو چکی تو

راس المال ویقع الیاس عن التجارة وطلب الریح وهذا اليوم یوم جدید اقدمه لى الله تعالى فيه و
اس مال جو چکا پھر تجارت اور حصول منفعت کی امید نہیں ہی اور آج کا دن ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ فی مجھ کو اسمیں بہت عطا کی ہی اور
آخر فی اجل ولو کان تو فانی لکنتم اتمنی ان یرجعنی الی الدنیا یوما واحدا حتی اعمل فیہ صالحا فاحسب
اجل میں تاخیر کر دی ہی اگر وفات دیدیتا تو مجھے آرزو کرتا ہوتا کہ ابکدن کی ہی مجھ کو پھر دنیا میں بھیج دی تاکہ اسدن نیک عمل کروں ای نفس تو یہی سمجھتی

یا نفس انک توفیت ثم رددت الی الدنیا فایا اذک ثم یا اذک ان تضیع هذا الیوم فان کل ساعة من ساعا العمر
کہ مر کر پھر دنیا میں آیا ہی سو جو کس رہ یہ جو کس رہ یہ دن ضایع ہو جاوی بیشک عمر کی ایک ایک ساعت بلکہ عمر کا
کل نفس من انفسہ جوہرة نفیسة لا بدل لها یکن ان یشتزی بہا کثر من کنوز الجنة لا یتناهی نعيمہا ابدا
ایک ایک دم ایسا جوہر نفیس ہی نظیر ہی کہ اسکی بدلہ جنت کا ایک خزانہ مول سکتی ہیں جسکی نعمتیں کہی تمام ہنوں کی سو ایسی انفس کا

الاباد فانقضاء هذه الانفاس ضائعة او مصروفة الی المعاصی غایة الخسران ونہایة الخذلان فان عمر الانسان
بیکار گذرنا یا معاصی میں لگا رہنا بڑا ہی خسارہ اور نہایت ہی ہتہ ہی کیونکہ انسان کی زندگی
زمان اعمالہ الصالحة المقربة له الی الله تعالى والموجبة له جزيل الثواب فی یوم الحساب وهذه هی
اعمال صالحہ کی واسطی ہی جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو اور قیامت کی دن بڑا ہی نواب علی اور یہ ہی

السعادة التي ینبغی للانسان ان یسعی فی تحصیلها اذ لیس له منها الا ما سعى کما قال الله تعالى وان لیس
سعادت ہی جسکی ہی انسان کو ضرور سعی کرنی چاہیئی اسواسطی کہ انسان کو وہی طریقہ جو آپ کر جائیگا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور یہ
للانسان الا ما سعى فکل جزء یفوت من العمر خالیاً من عمل صالح یفوت من سعادة الاخرة بفقدہ وھذا
کہ آدمی کو وہی ملتا ہی جو کما یا پھر عمر کا جو دم عمل صالح سے خالی گشتا ہی وقتی ہی سعادت اخروی گشتی ہی اور یہی ہی

عظمت مراعاة السلف لانفسهم ولخطاتهم وادبهم الى اغتنام ساعاتهم ووقاتهم ولم يضيعوا عملهم في
 متقدمين ايها الفاسد اور لحظه لحظه کی بہت ہی خبرداری کرتی تھی اور ہر دم اپنی ساعت اور اوقات کو غنیمت سمجھتی تھی اور اپنی ہر
 البطالة والتقصير قال الحسن البصري ادرت قوما كانوا على ساعاتهم اشفق منكم على دنائكم ودرأهمكم
 بیکرا اور تقصیر نہیں نہ کہوتی تھی حسن بصری کہتے ہیں مینی ایک قوم کو دیکھا ہی کہ وہ اپنی ساعت کو اس ہی زیادہ سنبھالتی تھی کہ تم اپنی اس شرفی دروہیہ کو سنبھالتی ہو
 فان واحدا منكم كما لا يحب ان يخرج منه درهم واحد الا فيما يعود اليه نفعه وهم كذلك كانوا لا يحبون
 کیونکہ جیسے تم میں سے کسی خوش نہیں ہوتا کہ روپیہ ایسی کار میں خرچ ہو جاوے کہ کچھ فائدہ نہ ہو وہ لوگ ہی ایسی ہی خوش نہوتی تھی کہ او کی عمر میں ہی ایک ساعت
 ان يخرج من اعمارهم ساعة الا فيما يعود اليهم نفعه فان اليوم واللييلة اربع وعشرون ساعة وقد صرح
 بیفائدہ گذر جاوے بیشک دن رات چوبیس ساعت کا ہوتا ہی اور حدیث میں آیا ہی چنانچہ امام غزالی احیاء میں بیان کرتی ہیں کہ

في الخبر على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان العبد يعرض عليه يوم القيمة لكل يوم وليلة اربع وعشرون
 آدمی کو قیامت کی دن ہر دن رات کی چوبیس چوبیس

خزانة مصفوفة فيفتح له منها خزانة فيرأها ملوكة نواب من حسناته التي عملها في تلك الساعة فينالها
 غزالی کی تطاریش آویگی بہر او کی ہی آویگی سی ایک خزانہ کہو لیگی نواب کہ حسنات کی نوری بہی جو جو اس ساعت میں کیا تھا بہر او کو
 من الفرح والسرور والوزع على اهل النار لادعشهم ذلك الفرح والسرور عن احساس الم النار ويفتح له
 اتنا فرحت اور سرور حاصل ہوگا کہ اگر وہ دوزخ میں لے جاتے تو بی حواسی دوزخ کی الم کا ادراک نہ کر سکتے بہر او کی ہی اور خزانہ کہو لیگی
 خزانة اخرى فيراها سوداء مظلمة يفرح ننتها ويتعشاها وهي الساعة التي عصي الله تعالى فيها
 او سو سیاہ تاریک دیکھ لیگا کہ بد بو پھیل رہی ہی اور اندھ بہر او کی ہی یہ وہ ساعت ہوگی جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہی

فينالها من الحزن والغم والوقسم على اهل الجنة لنقص عليهم نعيمها ويفتح له خزانة اخرى فيرأها فارغة
 بہر او کو اتنا غم اور ملال پیدا ہوگا کہ اگر جنت میں لے جاتے تو دوزخ جنت کی تمام نعمتیں بی فائدہ ہو جائیں بہر او کی ہی اور خزانہ کہو لیگی او کو خالی پاو لیگا
 ليس فيها ما يسره وما يبسده وهي الساعة التي نام فيها واشتغل بشيء من مباحات الدنيا فيقتصر على خلوها
 نہ دوزخ میں کچھ خوشی ہی اور نہ کوئی غم یہ وہ ساعت ہوگی جس میں سورا یا دنیا کی کسی مباح چیز میں مشغول ہو گیا بہر او کی خالی ہوتی پر

ويقال له من الام ما ينال من قدر على الرمح الكثير والملك الكثير وجاهل به وتجاهل فيه حتى فاته وهكذا يعرض
 اتنا ارکان کر کر الم اور ملال دیکھا جیسی کہو لیگا فائدہ اور مالک اتنا آسکتا تھا سنی اتنی سنی اور دیر کی کہ وہ ہاتھ ہی جاتا تھا اس ہی طرح غزالی
 عليه خزانة اوقاته طول عمره فيذبح له ان يجتهد في تعديها ولا يدعها فارغة عن الكنوز التي هي اسباب
 عمر کی ساعت کی بیش آتی جائیگی اب او کو سزاوار ہی کہ اوقات عمر کو ابلا کر ہی اور غزالی خالی چھوڑی جو کہ باعث اسکی سعادت اور ملک کا ہیں

سعادته وذلك في حفظ جوارحه السبعة التي هي العين والاذن واللسان والبطن والفرج واليد
 اور ساتوں اعضاء کی حفاظت کری کہ وہ انکے ہی اور زبان اور بھیت اور شرم نگاہ اور ہاتھ

والرجل لانه ان فعل بواحد منها معصية يكون كافرا النعمة الله تعالى في جميع اسباب التي لا بد له منها
 اور پاو کیونکہ کہیں ہی اگر کسی ہی گناہ کر لیگا تو اسے کی نعمتوں کا تمام اسباب میں مندر ہے جیسا کہ جس سبب کی عمل کہیں ضرورت ہوتی ہی سہی

في اقدمه على العمل لان المراد من خلق الدنيا وما فيها ان يستعين الانسان على الوصول الى طاعة الله تعالى
 کہ مقصود دنیا اور دنیا کی سامان کی سبب اس ہی ہی کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طاعت پر پہنچے حاصل کری

ولا يمكن الوصول الى طاعة الله تعالى الا بدوام البدن ولا يبقى البدن الا بالغذاء ولا يحصل الغذاء الا بالبلع
 اور حاصل اللہ کی کامیاب ہونا بدون قیام بدن کی ممکن نہیں ہی اور بدن بدون غذا کی قائم نہیں رہتا اور غذا بدون پانی

والله اعلم ولا یمکن ذلك الا بخلق الارض والسماء فمن استعمل شیئا من اعضائه فی غیر طاعة الله تعالى یكون كافرا
اور ہر کس کہ بیادین ہوتا اور ہر سب بدعت پیدایش زمین آسمان کی پورائین ہوتا ہر جیسی کوئی سے اعضا ہوای عبادت کی کسی کار میں لگائی رکھا تو وہ اللہ کی ان تمام
لنعمۃ الله تعالى فی جمیع ذلک ولا بد من حفظ الجوارح لان حفظها هو راس المال والربح بعد ذلک فمن لم یکن له راس
لنعمتی منکر ہی اب حفاظت اعضا کی ضروری کیونکہ انکی حفاظت بجای اصل بل کی ہی اور فائدہ اسکی بعد ہو ویکا ہر جسکی پاس اصل بل کی ہی
المال کیف یحصل له الربح وهذه الجوارح السبع اللة للہذک والنجاة فمن یہلک بہا ہلک باہا لہا وعدم حفظها
تو وہ فائدہ کیونکہ اگر سکتا ہی اور ان ساتون اعضا ہی آدمی ہلک ہوتا ہی اور نجات ہی پاتا ہی پس جو ہلک ہوتا ہی تو اوکی چھوڑ دینی اور حفاظت نہ کرنی ہی
ومن یخون یخون بحفظها وعدم راس الہا فحفظها اساس کل خیر واهمالها اساس کل شر والجمع من سبعة ابواب
اور جو نجات پاتا ہی تو اوکی حفاظت اور نہ چھوڑنی ہی اب اعضا کی حفاظت تمام خیر کی جڑ ہی اور چھوڑ دینا تمام بدی کی جڑ ہی اور ورخ کی سات درواز ہی
وانما یتعین تلك الابواب لمن عصی الله تعالى بتلك الجوارح فیلزم حفظها عن معاصيها اما العین فیحفظها
اور وہ درواز ہی نا فرمانی کی واسطی اور ان اعضا کی نام سی مقررین تو تمام اعضا کا معاصی ہی بچانا ضروری
عن النظر لما یحرم نظره بل عن کل فضول مستغنی عنه لان الله تعالى یبذل العبد عن فضول النظر كما یبذل عن
بچاوی بکے ہر نا بد بچاوی کیونکہ اللہ تعالیٰ بندہ سی فضول نگاہ کا ہی مواخذہ کریگا جیسی بیہودہ کلام سی مواخذہ کریگا
فضول الکلام فاذا حفظها عنه لا یقنع به بل یصر فہا الی ما خلقت لہ من النظر الی عجائب صنع الله تعالى لیست
اور جب نگاہ کو گناہ سی محفوظ رکھا تو ہی پر نہ بیٹھ رہی بلکہ نظری نظر کا کام لی یعنی عجائب صنایع الہی کو دیکھ کر اوکی
یہ علی وجہ وقدمہ ووجلته وقلوبہ وایرادتہ وعلیہ وحيوتہ والنظر فی کتابہ ونسنة رسولہ وسائر
وجود اور دوام اور وحدت اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر استدلال کری اور اوکی کتاب اور اوکی رسول کی سنت اور تمام
کتب الدین لیتعلم امر دینہ ویتعظ وھکذا یفعل فی کل عضو لا سیما فیما ہو راس الارواح وهو القلب الذی یلزم
کتب دین کو دیکھی تاکہ امر دینی سیکھی اور بندہ پر ہووی اور اس ہی طرح ہر عضو کو کام میں لاوی خصوصاً تمام اعضا کی رئیس کو یعنی دل جسکا
تظہیر من الاخلاق الذميمة وتزینہ بالاخلاق الحميدة وتکبیلہ بالعلم المقرون بالعلی قان من تعلم مسئلة
عادات بدہی پاک رکھنا اور نیک سیرت سی آراستہ کرنا اور علم حاصل سی کامل بنانا ضروری کیونکہ جو کوئی
من مسائل الدین یدینی لہ ان یكون عالما بما والا یستل یوم القیمة عنہا یدک علیہ قولہ علیہ السلام عن علمہا
سائنس دینی میں سے کوئی مسئلہ سیکھی تو چاہی کہ او سپر عمل کری اور نہیں تو قیامت سبکی دن اسکا مواخذہ ہو ویکا احمدی سی معلوم ہوتا ہی اور اوکی علم سی پوچھگی
عل فیہ فانه محق لانه علیہ السلام لم یقل ما قال فیہ فلینظر العبد فیما علم هل علیہ وکان من الصّديقین الذین اتفق
کہ اوپر کیا عمل کیا بیشک یہ خوف کا جبکہ ہی الہی کہ نبی علیہ السلام فی یہ نہیں فرمایا او میں کیا بحثشک اب انسان کو غور کرنا چاہی اپنی علم میں آیا او سپر عمل کیا تاکہ اصا دین
الله تعالى علیہم بقولہ اولئک الذین صدقوا وخالف عملہ بفعلہ ودخل فی قولہ علیہ السلام انشد الناس عنہا
میں داخل ہو چکی اللہ تعالیٰ یہ کہتا کرتا ہی یہ وہ قوم ہی جنہوں کی سچ مانیا علی اپنی علم کی برخلاف کر کی اس حدیث کی مضبوط میں داخل ہوا سخت تر عذاب
یوم القیمة عالم لم ینفعہ اللہ بعملہ وروی عن ابن مسعود انه قال ما منکم من احد الا سخطوا اللہ بہ کما یخول حکم
قیامت کی دن عالم کو جسکی علم سی اللہ تعالیٰ فی نفع نہایا اور ابن مسعود ہی روایت ہی کہتے ہی جوبی تم میں سے سو کیسا دیکھیں گا اللہ کو جسکی بکیتی ہو تم کیسی
بالقبر لیلۃ البدر ثم یقول ما غرت بی یا ابن آدم ما غرت المرسلین یا ابن آدم الم ان رقیبا
چوہو میں رات کی چاند کو پر فرما دیکھا تو فی ای شخص میری حق میں کیا دیکھا کیا ای شخص تو فی موافق علم کی عمل کیا ای شخص تو فی مرسلین کا کہنا کیا مانا ای شخص کیا میں ہی
عل عینک وانت تنظر بہا الو لا یحیل لك الم ان رقیبا علی اذک وھکذا علی سائر الاعضاء فقند بہ مسکین فی عظیم
انگہر کا گنہگار نہتا اور تو انگہر سی حرام کی طرف نظر کرتا نہتا کیا میں تیری کار کا کذبہ ان نہیں ہوا اس ہی طرح تمام اعضا پر اب سوچ تو ای مسکین تیری کتنی بڑی ذمہا ہی

خیانتك اذا ذكرک الله تعالی ذنوبك شفاهها اذ یقول لك یا عبدی اما استخیت منی فامرتنی بالقیمة
بجانب الله تعالی تیری خطاؤك کو مبتدء در منبسط اولوگیا جب فرمودی ای شخص کیا توئی مجھ سے حیا کی جلدیسی خطا کر بیٹھا
واستخیت من خلقی و اظهرت لم الجلیل انک انت اهلک من سائر عبادی استخفت بنظری
اور میری خلقت سے حیا کر اود کی سامتی ایچیکو کاری ظاہر کی کیا میں تیری نظروں میں تمام مخلوقات سے ہکا بھرا میری نگہبانی کو ہکا سمجھ کر ہوا نہ کی
الیک ولم تكثر به واستغظمت نظر غیری فکیف یكون حالک وخجالتک اذا عرک علیک
اور اوردن کی نظر کو بہت بڑا سمجھا اور وقت تیرا کیا حال ہوگا اور کیسی شرمساری ہوگی جب تجھ پر اذکی
نعماء ومعاصیک ولاؤہ ومساو بیک فان انکرت شیئا یشهد علیک جوارحک فتغضم علی ملاء
نعمتیں اور تیری گناہ اور اود کی خوبیوں اور تیری خطا شرم ہوگی پہرا اگر کوئی کار کر گیا تو تیری اعضا اتہ پاؤں گویا دیکھی پہر تو تمام خلق اللہ کی سامتی
الخلاق بشهادة الاعضاء الا ان الله تعالی وعد المؤمن ان یستر علیه ذنبه ولا یطلع علیه غیره
اعضاء کی گویا کار سوا ہو گیا ہن بیشک اللہ تعالیٰ فی مومن سی وعدہ کیا ہی کہ اود کی خطا چھپادی اور غیر کو اس پر خبر نہ رکھی
کما روی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال یدعی الله العبد من یوم القیمة ویضع علیه کفہ
جسلی ابی ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کی دن بندہ کو پاس بلاوگا اور اس پر پردہ ڈاکر
ویسترہ من الخلاق کلها ویدفع الیہ کتابہ فی ذلک السرف یقول له اقر کتابک فیمر بالحسنة فیبضها
تہم خلق میں سے چھپا لیا گیا پہرا اوس پردہ کی اندر اوسکو تمامہ اعمال دیکر فرماوگا اسکو پردہ تو سہی پہر یہ حسنات کو دیکھ کر خوشی سے کھل جاوگا
وجہہ ویر السیئة فیسودہا وجمہ فیقول لله انک اعز یا عبدی فیقول نعم یا رب اعز فیقول انی اعز
اود گناہوں کو دیکھ کر چہرہ سیاہ ہو جاوگا پہرا اللہ تعالیٰ فرماوگا کچھ جانتا ہی ہی عرض کر لیا ان ای پروردگار میں تو جانتا ہوں
بک منک قد غفرت لک فلا یزال یرحمک بحسنة تقبل فیسجد وسیئة تغفر فیسجد فلا یری الخلاق منہ
پہرا اللہ فرماوگا میں تجھ سے زیادہ جانتا ہوں کہ تجھ کو معاف کر چکا ہوں پہر یہی حال رہی گا کہ حسنات کو مقبول دیکھ کر اس سے بخود کر گیا اور خطا کو معاف پاوگا پہر سجد کر گیا شوق
الا ذلک حتی ینادی الخلاق بعضہا بعضا طوبی لہذا العبد الذی لم یعص قط ولا یردون ما جری بینه
اسکا ہی حال نظر آوگا یہاں تک کہ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں یہ شخص کیا خوش نصیب ہی اسی گناہ کہیں نہیں کیا اور یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ میں
وبین الله تعالیٰ فیما وقفہ علیہ والاخبار بهذا المعنی كثيرة وذلك بفضل منہ فانه یخاطبہ خطا
اور ان میں دن کبھی کبھی کیا معاملہ گذر گیا اور اس مضمون کی حدیثیں بہت ہیں اور یہ اسکا فضل ہی فضل ہی کہا و کون سی ہی مخاطب ہو کر فرماوگا
الملاطفة فیقول له هل تعرف عبدی فیقول اعرف یا ربی ویقول مننا علیہ ومظہر فضله لدیہ
ای شخص جانتا ہی ہی عرض کر لیا پروردگار میں جانتا ہوں بہر منت رکھ کر اور اس پر اپنا فضل ظاہر کر فرماوگا
فانی سترتها علیک فی الدنیا ولم افضحک بها وانا اغفر ہذا لک الیوم قیل ہذا ذنوب تاب عنہا کما ذکرنا
میں تو دنیا میں تیری پردہ پوشا کی اور عزت رکھتی آج ہی تجھ کو معاف کرتا ہوں بعض کہتی ہیں یہ گناہ توبہ کی ہوئی ہونگی چنانچہ یونہی
عنہ و زاعی عن ہلال بن سعید ان الله تعالیٰ یغفر الذنوب لکن لا یحوها عن الصیفة حتی یوقفہ علیہ الیوم
اور عیسیٰ ابوہ ہلال بن سعید سی روایت کرتا ہی کہ اللہ تعالیٰ گناہ تو معاف کر دیتی ہی پر نامہ اعمال میں نہیں مٹاتا تاکہ قیامت کی روز اس سے آگاہ کر دی
القیمة وان تاب عنہا قال القرطبی فی تذکرۃ زفلا عن شیخہ ولا یعارض ہذا ما فی التذکر والحدیث من
اگرچہ توبہ کر چکا ہو قرطبی اپنی تذکرہ میں ایچا استاد سی نقل کرتا ہی اور یہ روایت قرآن اور حدیث کی معقول سی فی ثلث نہیں ہی
ان السیات تبدل بالتوبۃ حسنات فلعل ذلک بعد ما یوقفہ علیہا ویدل علی ہذا ما روی عن ابن مسعود
یعنی خطا میں سے توبہ کی حسنات ہو جاتی ہیں شاید کہ تبدیل آگاہ کر دینگی بعد ہوتی ہو اور ابن مسعود کی روایت سی ایسا ہی معلوم ہوتا ہی

اپنی نامہ اعمال میں نگاہ کریگا تو اہل معاصی نظر آویں گی اور آخرین حقائق پر جب ابتدا و نامہ پڑھیں گے

نوکیلا دیکھتا ہے کہ سراسر حسانت ہیں اور ابن عباس روایت ہے کہ کہتی ہیں جب بندہ تو پر کربا ہی تواند ہی او سپر رحمت کربا ہی اور کربا جس کو بہار بیتا ہی جو اسکا گناہ

المحمد قاشي يشهد عليه قيل هي ذنوب كانت بينه وبين الله تعالى وأما ما كان بينه وبين العباد فلا

یہ کہ مخلوقات میں سے کوئی اوسکا برا کہنی والا نہ ہوگا بعضی کہتی ہیں یہ وہ گناہ ہیں جو صرف حقوق المسدین پر ہی وہ گناہ جو حقوق العباد میں سوائے خود ہی

صنات میں سب سے بڑا ہر وہی چنانچہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسکی ذمہ کوئی حق کیسکا ہو

عرض اموال فيتعلم منه اليوم قبل ان يوحى منه يوم لا دينار فيه ولا درهم ان كان له عمل صالح اخذ

یامال کا قولاً ہم ہی کہ آج اوس روز کی مواخذہ ہی پہلی کہ نہ دینا رہوگا اور نہ درہم معاف کر لی اگر اوی پاس مل صاحب ہونی

اور اگر اسکی پاس حسنت نہ ہو تو دعویٰ کی گناہ لیکر سپرد الی جاوے گی

فصانه عليه السلام قال اندرون من المفلن قالو المفلن فينا من لا درهم معه ولا متاع قل ان المفلن من

سنة ص. ياتي بم القمة صلاة و زكاة و ياتي قد شتم هذا وقد و هذا و ضرب هذا و اكل مال هذا فيعطى

ہوگا جو قیامت کی روز
نماز اور زکوٰۃ لاویگا ہر کوئی اور یوں کہ اس کو پیر کہا تھا اور اس کو گالی دی تھی اور اس کو مارا تھا اور اس کا مال کہا گیا تھا

پس اگر اس کی حسنا دار حقوق سے پہلے روکیں تو اس کی گناہ لیکر اس کی ذمہ داری لگی

المرجوع عليه ثم طرح في النار فاذا تقر هذا يجي على كل مسلم البدار الى تدارك حاله فينظر هل عليه من

و حَقِّقْ الزَّادَ شَيْءًا لَا فَتْرَ لَهُ وَلَا مَوْتَ لَهُ وَمَا زَاوَاهُ إِلَّا فِي قَضَاءِ نَازِلٍ

پہر اسکا عوض کر دی جو فریض الہی میں سی فوت ہوا ہر ادا کر دی اور تمام حقوق دانہ دانہ واپس کر دی

• اور جو کہ تہی بازانہ، باز اعضا سے استانباب ہو، معاون الہی اور ان کا دامن خوش رکھم آخری تو اس کا کہ جسے نہ کرے

ضيعة ولا مظلة ويدخل الجنة بغير حساب لأنه ان مات قبل رد المظالم يحيط به خصامه ويتشبه

نہ ہو اور نہ کوئی حق اور بہشت میں بی حساب چلا جاوی اسلی کہ اگر حقوق ادا کر لی ہی پہلی مر گیا تو مدعی کبیر کرنا حق ہی تو جینگی

۴. محالہم فہذا یقول ضریحی و ہذا یقول اسجد منی و ہذا یقول ستمنی و ہذا یقول السہری
 ایک کینکا حکم داتا کوئی کینکا مجسم خدمت کی تھی یہ کینکا جھکو گائی دی تھی وہ کینکا جسم چیل کی تھی

لذا يقول اغتبتني وهذا يقول اخذت علي وهذا يقول بايعتني واخفيت عنى عيب متاعك وهذا

سیکامیری غیبت کی ہتی کوئی کہیں تو فی سب زمال جھپٹا تھا کوئی کہیں گا
تو لی میری اہتہ دل بیجا اور اسکا عیب کا ہر شیا کوئی

یقول کن بتی تسرمتا عک وهذا یقول وجدنی مظلوما وکنت قادر علی دفع الظلم فمادفعت عنی الظلم
 کما مال کی بہا وین تونی مجسی چرٹ بولا اور کوئی کینگا تونی مجیر ظلم ہوئی دیکھا اور توفیق کسکتا تھا پر تونی مجکو ظلم ہی نہ بچایا
 وهذا یقول لایتنی علی منکر فما نهیتنی عنه فبینهما هوکذا العصبیوت متخیر من کثرة الخصماء اذ لم یبق فی عمره
 اور کوئی کینگا مجکو تونی گناہ میں مبتلا دیکھا پر مجکو منع نکلیا پس وہ کوئی حالت میں مدعیوں کی کثرت ہی حیران بریشان ہوگا اسلوسی کہ کوئی باقی عمر کا
 احد من اهلہ بدرهم او جالسہ فی مجلس او قد استحق علیہ مظلة بغیبة او استمرأ او خیانة او نظر
 تمام عمر میں جس ہی کچھ معاملہ کیا ہو درہم سی یا بیٹھا ہو مجلس میں مگر وہ مستحق ہوگا اسپر کسی دعوی کا غیبت کا یا خوش طبعی کا یا خیانت کا یا
 بعین حقارة وقد عجز عن مقاومتهم ومدعنی الرجاء الی المولی الغفار لعلہ ینجیہ من ایدیہم اذ یقرع
 حقارت سی دیکھیں گا اور بیشک انکی مقابلہ سی شک سی گا اور مولی غفار کی طرف امیدوار ہو کر سراوٹھا دیکھا کہ شاید وہ ہی انکی ہاتھ سی بچا دی کہ اسکی
 سمعہ نداء الحبار الیوم تجزی کل نفس ما کسبت لا ظلم الیوم فعند ذلک ینخلع قلبہ ویوقن بہلاکہ فتنکر
 کان میں یہ آواز آویگا آج ہلا پاؤنگا ہر جی جیسا کا یا ظلم نہیں آج اسستی ہی دل چرٹ جاؤنگا اور یقین کرینگا کہ مر لیا سو ای غافل
 اعمی الغافل ما اندرک الله بہ فی کتابہ حیث قال ولا تحسبن الله غافلا عما یعمل الظلمون فما اشد فیرحک
 یاد کر جو اللہ تعالیٰ فی اپنی کتاب میں ڈرا یا ہی کہ فرمایا اور مت خیال کر کہ اللہ بی خبر ہی ان کامرئی ہو کر فی بین بی انفس سواب تو لوگوں کی
 الیوم مہکس اعراض الناس وتناول املہم وما اشد حسرتک فی ذلک الیوم اذ اوقفت علی بساط العدل وشوفت
 آبرو بگاؤر اور انکا مال چھین کر کیسا خوش ہوتا ہی اور مجکو اوس روز کس قدر حسرت ہوگی جب تو عدالت کی فرش پر کھڑا ہوگا اور سیاست کا
 بخطاب السیاسة وانت مفلس فقیر عاجز لا تقدر ان تزدحقا او تظہر عنہ فخذ ذلک توخذ من حسناتک
 حکم سینگا اور تو مفلس فقیر ہوگا طاقت ہوگی حق ادا کرنی کی یا عند پیش لانی کی سو او وقت تیری حسنات تمام عمر بہر کی لیکر
 التي صرفت فیہا عمرک وتطعی الی خصائیک غرضاعن حقوقک ما ورنہ فی الاحادیث فانظر الی مصیبتک
 حقوق کی بدلہ میں تیری مدعیوں کو دینی جاؤنگی چنانچہ حدیثوں میں آیا ہی سو اپنی مصیبت کو
 فی مثل ذلک الیوم اذ قلما یوجد لك حسنة تسلمت من افات الریاء ومکائد الشیطان وان سلمت حسنة
 ایسی دن میں غور کر اسلوسی کہ بہت کم ہوگا نیک عمل کہ ریا کی آفت اور شیطان کی مکرسی سلامت بچا ہو اور اگر مدت دراز میں
 واحدة فی مرة طویلة یمتد مدہا خصائیک ویأخذ منہا وقیل لو کان ثواب سبعین ندیا وکان له خصم احد
 کوئی ایک آدھ بجای تو مدعی ترت چھین چھیٹ بیگی اور کہتی ہیں اگر کسی شخص کی پاس ثواب ستر نینوں کی برابر ہو دی اور انکا ایک ہی مدعی
 بنصف دانو لا یدخل الجنة حتی یرضی خصمه وقیل یوخذ بدنانق فی سبعاثة صلوۃ مقبولة فتعطی
 نیم دانگ کا ہو بی رضامندی مدعی کی جنت میں نہیں جاسکتا اور کہتی ہیں کہ ایک دانگ کی بدلہ سبعتا دنوں کا ثواب لیکر مدعی کو دیا جاؤنگا
 للنخضم ذکرہ لتشییر فی التجرد وقال الامام الغزالی فی احویاء وعلاک حاسبت لنفسک وانت مواظب علی قیام
 یہ بیان قشیری کا ہی تجرید میں اور امام غزالی احیاء میں کہتی ہیں اور کاشکی تو اپنی ذات کا حساب کیا کری اور رات کی قیام
 الیل وصیام النہار لعلت انک لا ینقضی علیک یوم الا ویجری علی لسانک من غیبة المسلمین ما یستوفی جمیع
 اور دن کی صیام پر مداومت کرتا ہی تب تو بیشک معلوم کرینگا کہ تجھے پر کوئی دن ایسا نہیں گذرے کہ تیری زبان پر مسلمان کی غیبت نہ آئی ہو جو کہ تمام
 حسناتک فکیف ببقیة الستات من کل الحرام والشبهات والتقصیر فی العبادات وکیف الخلاص من المظالم
 حسنات کو یاد کر لیجی ہی پر باقی گناہوں کی کیونکر مچائی گی کہ مال حرام یا مشتبہ کھایا ہو اور عبادت میں کوتاہی کی ہو اور حقوق ہی کیونکر رستگاری ہوگی
 یوم یقتصر فیہ للجماء من القرناء ویقول الکافر یلینتی کنت ترابا فاتق الله ایہا المسکین فی مظالم العباد فان
 جس روز منڈی جانو کہ سینگ دالی ہی بدل لیا جاؤنگا اور کینگا کا فر کہہ دے میں مٹی ہوتا سو مسکین حقوق العباد میں خد کا خوف کر کیونکہ

وقد ورد اخبار صحيحة نقلها ثقات ولا بد من الايمان بها ان من كان من اهل الايمان لا يبقى في النار
 او يترك صحاح حديث ثقات في نقل كبري اهل الايمان لاننا نرى من كان من اهل الايمان ولا يكون له حساب يوم القيمة
 بكسبه ولا ينزل بل يخرج منها والخروج منها لا يكون الا بعد الدخول فيها قال القرطبي في تذكرته وقد ظن بعض
 بلکہ دوزخ سے نکلے گا اور دوزخ میں سے نکلنا بدون داخل ہونے نہیں ہو سکتا قرطبی اپنی تذکرہ میں بھی ہیں بعض علماء یہ کہان کرتے ہیں
 العلماء ان الحساب يختص بعامله موخر له اجرة ولا يؤخذ منه شيء لمظلة ظلمها امتسكا بما قال الله تعالى
 کہ روزہ صرف روزہ دار کی کام آئیگا اور یہاں کی ثواب کو بڑا دیکھ اسمیں ہی کیسی حق کی بدلہ میں کچھ نہ لیا جاوے گا اس دلیل سے کہ اللہ تعالیٰ فی
 فی الحديث القدسي الصوم لي وانا اجزي به لكن احاديث القصاص يرد هذا الظن فان الحقوق توخذ
 حدیث قدسی میں فرمایا ہے کہ روزہ میری نئی ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا لیکن بدلہ یعنی کی حدیثیں اس گمان کو غلط کرتی ہیں کیونکہ حقوق تمام
 من جميع اعمال صوما كان او غيره وقيل الصوم سر بين العبد وربه لا يطلع عليه احد سواه لكون نبيته وترك
 اعمال میں سے اور کئی جاوے گی روزہ ہو یا کچھ اور ہو اور کئی کہتا ہے روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی ہمدیہ ہی اور سرسوی اور کئی کوئی مطلع نہیں ہوتا کیونکہ روزہ
 المقطرات والملئكة الكتبه لا يطلعون على ما لا علم لهم فيه فاذا لم يكن معلوما لاحد ولا مكتسبا في الصلوة
 نیک اور مقطرات سے ہی بچتا اور فرشتے کرام کا تبین وہی جانتا کرتے ہیں جسکا اور کون کون سے ہر جہ سے کچھ معلوم نہوا اور نہ اعمال نامہ میں مندرج ہوا
 يستره الله تعالى ويخبره حتى يكون له جنة من النار فانهم يطرحون عليه سيئاتهم فتذهب عنهم فلا
 تو اللہ تعالیٰ اسکو چھپا رکھتا ہے تاکہ اسکی نئی دوزخ کی ڈال نہ جاوے بیشک علی اس پر اپنی گناہ ڈالے گی سو اسے اور نہ جاوے گی کچھ
 نقرهم لزوالماعنهم ولا يصرة ايضا لكون الصوم جنة له قال القاضي ابو بكر بن العربي في سراج المريدین
 ضرر کرے گی کیونکہ اسکی ذمہ سے موقوف ہو چکا اور اسکو ہی ضرر نہ کرے گی اسے کہ روزہ اسکی نئی ڈال موجود ہے قاضی ابوبکر بن عربی سراج المريدین میں بھی ہیں
 هذا تاويل حسن ان شاء الله تعالى ولا تعارض والحمد لله المجلس الرابع والستون في بيان لزوم
 یہ خوب تاویل ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اسکی مقابلہ پر کچھ نہیں ہے اور اسے کہی چوسٹوں میں اس بیان میں
 محاسبة العبد نفسه قبل ان يحاسب ويناقش فيه ملك قال رسول الله صلى الله
 کہ بندہ کو محاسب کرنا اپنی ذات کا پہلی حساب دینی سے ضروری کہ مناقشہ میں ہلاک نہ ہو
 عليه وسلم ليس احد يحاسب يوم القيمة الا هلك هذا الحديث في صحاح المصابير روتہ ام المؤمنين عائشة
 فرمایا نہیں کوئی جسے قیامت کی دن حساب طلب ہووی مگر ہلاک ہووے گی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ام المؤمنین عائشہ کی روایت
 فانها لمسموعة قالت وليس يقول الله تعالى فسوف يحاسب حسابا يسيرا فقال النبي عليه السلام فذللك الله
 سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہنچی ہے عرض کیا اللہ تعالیٰ ہم نہیں فرماتا تو اسی حساب لینا ہی آسان حساب نہیں ہی علیہ السلام نے فرمایا یہ سبھی ہی
 ولكن من نوقش في الحساب هلك والمناقشة في الحساب ان يستقصي فيه بحيث لا يترك قليل ولا كثير ولا
 لیکن جسکی حساب میں مناقشہ ہووے ہلاک ہو اور حساب میں مناقشہ یہ ہوتا ہے کہ حساب پورا کیا جاوی کوئی بات تھوڑی نہ بہت
 صغير ولا كبير الا يسئل عنه واما العرض فهو ان يعرض على العبد عمله ولا يستقصي في حسابيه والحديث يحتمل
 چھوٹی نہ بڑی یا قیصر نہ بڑی کہ اس سے سوال نہوا اور عرض انتہائی ہوتا ہے کہ بندہ کی ساری اسکی اعمال کر دین اور پورا پورا حساب نہوا اور اس حدیث کی دوسری ہو سکتی ہے
 معنيين احدهما ان يكون نفس المناقشة هلاكيا فيهما من التوبيخ وتاينهما ان تقضى الى الهلاك فاذا ثبت
 ایک یہ کہ عین مناقشہ ہی ہلاکت ہووی کیونکہ او میں زجر و توبیخ ہوتی ہے اور دوسری یہ کہ انجام کو ہلاکت پر پہنچا دی جب یہ امر ثابت ہوا
 ان العبد ليس يوم القيمة عن كل شيء حتى عن سمعه وبصره وفواده كما قال الله تعالى ان السمع والبصر
 کہ آدمی سے قیامت کی دن ہر شے کا سوال ہوگا یہاں تک کہ کان اور آنکھ اور دل سے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک کان اور آنکھ

والفكر اذ كل ذلك كان عاقله فليس عليه ان يحاسب نفسه قبل ان يناقش في الحساب لانه هو تاجر
اوله بغير سبب بل هو تاجر

في طريق الاخيرة وبضاعتها عمره وريحته عمره في الطاعات والعبادات وخسر عمره في المعاصي والسيئات فحسبه
رسته كاسوفا گر هو تاجر اور اسکا مال عمر ہی اور عمر کو طاعت اور عبادات میں صرف کرنا اور عمر کو معاصی اور سیئات میں تلف کرنا

شركة في هذه التجارة هي وان كانت تصلي للخير والشر لكنها للمعاصي قبل والى الشهوات اميل فلا بد له من مراقبتها ومعاينتها
خسارتی اور اس تجارت میں نفس اسکا سامجی ہی اور نفس میں اگرچہ صلاحیت نیکی بری دونوں کی ہی پروردہ معاصی کی طرف بہت متوجہ اور شرارت کی طرف بہت جھکتا ہے

لانه ان اهلها لحظة تسرع في الخيانة وان تادى في الاهمال تهلك في الحياة حتى يذهب راس المال كله
سوادی کو لازم ہی کہ اوی حفاظت اور محاسبہ کرتا رہی کیونکہ اگر کم بہرہ ہی حفاظت نہ کریگا تو وہ تیرت خیانت کریگا اور اگر گدست دراز تک جیوڑی رکھا تو ہمیشہ خیانت کریگا

وما من لم يجهلها بل مراقبها وحاسبها يتبين له الربح والخسران والزيادة والنقصان
آخر وہ مال تمام ہو چکا اور جیوڑی غلط ہو چکی ہوگی اور حساب لیتا رہے تو اسکو نفع نقصان اور گھٹا بڑا معلوم ہوتا رہیگا

ودليل وجوب محاسبته قوله تعالى يا ايها الذين امنوا انقروا الله ولتستقروا نفسكم
اور محاسبہ ہونیکی دلیل یہہ آیت ہی ای ایمان والو

قد كنت لغد ففی هذه الآية إشارة الى لزوم محاسبة النفس على ماضی من الاعمال فكأنه تعالى قال لينظر احدكم
بہرہ ہی کل کبریا سطحی سو اس آیت میں یہہ اشارہ ہی کہ گزری ہوئی اعمال پر نفس کا محاسبہ لازم ہی گویا اللہ تعالیٰ یہہ فرماتا ہی کہ ہر ایک تم میں سے یہہ نگاہ کرتا رہی

ما قدم ليوم القيمة من الاعمال هي من الصالحات التي تنجيها من الطالحات التي تردية فان الحسنات يوم القيمة
کہ قیامت کی دن کی کوئی کیا عمل کرکھا ہی آیا وہ عمل نیکی ہی جس سے نجات ہووی یا وہ عمل بدی کہ ہلاک کرڈالی بیشک قیامت کی دن حساب

انما يحفظ على من يحاسب نفسه في الدنيا وانما يشق على من يجهلها ولا يحاسبها فان من يحاسب نفسه في اخرها
اور یہی شخص پر آسان ہوویگا جو اپنی نفس کا حساب دنیا میں لیتا رہتا ہی اور اسکو سیر دشوار ہوگا جس نے نفس کو چھوڑ کر کہا ہی اور حساب نہیں لیتا کیونکہ وہ شخص اپنی نفس کا حساب

قبل حساب الشدة يعود امره الى الرضاء والعبطة ومن يجهلها ولا يحاسبها يعود امره الى الندامة والحسرة فان
سختی کی حساب سے پہلی لیتا ہی تو اسکا انجام رضا مندی اور آرزو منہ کی طرف ہی اور جو چھوڑی رکھتا ہی اور اسکا حساب نہیں لیتا تو اسکا انجام ندمت اور حسرت کی

الانسان اذا مات ينكشف له بالموت عالم يكن لكشوف في حياته كما ينكشف للمستيقظ عالم يكن مكشوف في نومه
ہی بیشک ان کو مرنے ہی موت کی وہ سب باتیں معلوم ہو جاتی ہیں جو زندگی میں معلوم نہیں تھیں جیسی نیند کی جاگتی ہی وہ معلوم ہونی لگتا ہی جو سوئی میں

والناس بنام فاذا ماتوا انبهروا فيكشف له اولا ما يفرح من حسناته وما يضره من سيئاته فلا ينظر الى سيئاته الا
معلوم نہتا اور آدمی اب سوئی میں مرے گی تو جاگے گی یہہ اسکو پہلی پہلی حسنات نفع رسان اور بدیان ضرر رسان معلوم ہونگی پھر بدیوں کی طرف کال حشر ہی

يتحسب عليها تحسرا يختار ان يخوض غمرة النار للخلاص منها فانه مادام في الدنيا كان يشغله شواغل الدنيا عن
دیکھہ کہ یہہ پسند کریگا کہ آگ کی دریا میں ڈولوں کی طرح غلغلی ہو کیونکہ جب تک دنیا میں رہے تو دنیا کی کار بار میں اسکی خبر نہ لی

الاطلاع عليها فبالموت ينقطع الشواغل وينكشف له جميع اعماله عند انقطاع النفس قبل المدفن وتشتعل فيه
اب موت ہی وہ کار بار چھوٹی تو اسکو سیر تمام اعمال نفس کی منقطع ہوتی ہی دفن ہی پہلی ظاہر ہونگی اور جہانیک آگ دنیا فانی کی لذت و نشی

نار الفرقه عما كان يطمن اليه من لذات الدنيا الغانية وهذا نوع من العذاب يحجم عليه قبل المدفن وبعد
جن رحمتی نکاہی ہوتا کیونکہ ہر دم اور ہیگی اور یہہ ہی ایک طرح کا عذاب ہی جو دفن ہی پہلی ہجوم کریگا اور دفن کی بعد

الدفن يرد روحه الى جسده لنوع اخر من العذاب ويكون حاله كحال من تنعم زمانا في دار ملك من الملوك
اللہ ورتبہ بندہ کہ سطحی اسکی بدینہ ۳۰ سال ڈالی جو دیکھی اور اسکا حال ایسا ہوگا جیسی کوئی تہوڑی دیر کو ایک بادشاہ کی کمر میں

جاسعی وانت تعرض عنها اعراض المغرور المستحق ولیس هذا من علامات الايمان فلو كان الايمان بالسلا
جولای اور تو اس میں ایسی ہی ہر ایسی کتابیں جیسی مقرر حقارت کرنا اس میں نہیں ہے۔ اسی اور زبانی دعوی ایمان کی علامت نہیں ہے۔ پس اگر ایمان کا زبانی دعوی دیکھ
یکف فلما ذاک یكون المنافقون فی الدرك الأسفل من النار فما جرتک علی معصية الله تعالى ان کان مع عقاب
کفایت کرتا تو منافق لوگ دوزخ کی تہ میں کبریا جاتی بس خدا تعالیٰ کی معصیت پر تیری کیا ہی جرات ہے اگر تو یہ اعتقاد کرتا ہی
انه تعالى لا یرک فما اعظم کفرک وان کان مع علمک بانه تعالى یرک فما اشد تم قباحک وما اشد حاقک
کہ اللہ تعالیٰ جھک نہیں دیکھتا تو میرا کتنا بڑا کفر ہے اور اگر تو یہ جاننا ہی کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہی تو تیری کیا ہی بڑی قباحت ہے اور کبھی سخت طاقت ہی
فباي جسارة تتعرض لمقتله و غضبه وشدید عقابه والیم عذابا فظن انک تطيق عذابه وعقابه
پس تو کس دلیری پر خدا کی بغض اور غضب اور عقاب سے یہ اور دردناک عذاب کی سامنی آتا ہی کیا تو یوں جاننا ہی کہ تو کسی عذاب اور عقاب کو
هیئات هیئات کانک لائق من بیوم الحساب فان یهودیا لو اخبیرک فی الذنا طعنوا لانه یضرب فی مرضک
سہیگا افسوس افسوس تو تو گویا قیامت کی دن پر ایمان ہی نہیں لایا کیونکہ ایک یہودی اگر تجھے مرغوب سی مرغوب طعام کو کھدے اس مرض میں یہ جھک نقصان
لصبرت عنه وترکت ما کان قول الله تعالى فی کتبه المنزل وقول الانبیاء المودین بالمجرة اقل عندک
دیکھتا تو البتہ کچھ صبر کری اور کتنا چھوڑ دی پس گویا اللہ تعالیٰ کا فرمودہ منزل کتابوں میں اور انبیاء کا ارشاد جسکو معجزہ سی تا سہر ہوا ہی تیری نزدیک
تاثیر من قول یسوع یخبرک عن ظن و تخمین مع نقصان عقل و دین بل لو اخبیرک طفل من الاطفال بان
یہودی کی قول سی جو گان اور انجیل سی کہتا ہی تاثر میں کتری باوجودیکہ نہ اسکی عقل درست ہی اور نہ دین بلکہ اگر تجھے ایک بچہ یہ کہے کہ
فی ثوبک عقر بالرمیت ثوبک فی الحال من غیر توقف ولا سوال افکان قول الانبیاء والعلماء اقل عندک من
تیری کتری میں جھوٹی تو تو تری ہی تامل اپنی کتری پیسہ کی نہ سوچی نہ پوچی اب انبیاء اور علماء کا قول تیری نزدیک بچہ کی قول سی کتری
قول صبی و صائر نار جهنم و اضلالها و افایعها و عقرها ما حق عندک من عقرها لا تحسن الما الا یوما
یا دوزخ کی آگ اور نہ بچہ اور نہ بچہ تیری نزدیک ایسی بھوٹی جتنی ہر غایت ایک دن
واقبل منه فان کنت تعرف جمیع ذلك وتعلم من به فبا بالک تشتغل بالشهوات وتسوف العمل والموت الا بالمرضا
یا کتر ہوتی کتری میں اب اگر تو یہ تمام باتیں جاننا ہی اور یقین کرتا ہی یہ جھک کیا سوا کہ شہوت میں مشغول رہتا ہی اور ایک عمل میں تاخیر کرتا ہی اور موت تیری
فعلہ یخطفک من غیر مل فماذا امن من استعجاله فکم من مستقبل یوفی لم یستكمل وکم من مومل عد لم
داؤم میں سی مثلاً کہ وہ جھک اپنی ایک ہی یہ جھک اسکی جلد سی کیا بجاؤ ہی سو اکثر صبح کر نیوالی دن پورا نہیں کرتی باقی اور اکثر کمال کی امید وادارہ
یبلغه وعلی تقدیر انک و صرت بالام مال مائت سنة واخرت العمل الی اخرها فما ظنک ان من لم یطعم لذاتہ
دن نہیں بیکسکتا یا تاکہ جھک سو برس کی عمر کا وعدہ دیا ہی اور تو آخر تک عمل میں تاخیر کرتا ہی اب تو کیا کہتا ہی کہ جو شخص اپنی شو کو کھا نادانہ
الا فی حسیض العقبة هل تقدر علی قطع العقبة بها وهل الما تم عن المبادرة والباعث علی التسویف سبب غیر
کبھی نہ ہوئی سو ہی دامن کوئی کیا وہ اپنی طاقت رکھتا ہی کہ اس شہ پر چڑھ جاوی اور دیرت عمل کرتی سی یا نہ رہتی کا اور آج کل کرتی رہتی گا اور کیا سبب ہی ہو سکتا کہ
عمرک عن مخالفة هو الذلانی ذلک من التوب المشقة وهل تجد یوما یا نیک ولا یعسر فیہ مخالفة الهی هذا یوم
کہ تو اپنی خواہش کی خلاف نہیں کر سکتا کہو کہ اس میں دشواری اور مشقت ہوتی ہی کیا جھک اس دن معام ہی جس میں ہوا سو ہی مخالفت دشوار ہوگی ایسا دن تو
لم یخلف الله تعالى ولا یخلفه الا فی الجنة والجنة معروفة بالمکرة والمکرة لا تكون خفیفۃ علی النفوس
اللہ تعالیٰ ہی کوئی نہیں پیدا کیا اور نہ پیدا کر سکتا ایسا ہی جنت کی اور جنت کی جا طرف مکراہ ہیں اور مکراہ نفس کو کبھی خوش نہیں آتی
قط هذا حال وجوده فان کنت لا تقم هذه الامور الجلیۃ وترکن الی التسویف فای حاجة ترید علی هذه
یہ حال ہی ہرگز نہیں ہو سکتا ہرگز ایسی ظاہر مقامات کو نہیں سمجھتا اور عمل میں درنگ کی جاننا ہی اب کو کسی نادانی سے تا دہی نہادہ ہوگی اور اگر

الحقيقة وان كنت تعتمد على كرم الله تعالى وفضله فما بالك لا تعتمد على كرمه وفضله في امر دينك اما
 تجبوا صدق كرم اور فضل پر مبنی ہو کر دنیا کی کاروبار میں اللہ تعالیٰ کی کرم اور فضل پر مبنی ہو کر دنیا
 تستعد المشتاء بقدر طول مدتها فتجتم القوت والحط والكسوة وغيرها من اللوازم ولا تشكل على فضل الله
 کیا تو جاؤ گی کہ کئی بقد مومن کی تیری نہیں کرتا کہاں اور ایندھن اور پوشاک وغیرہ ضروریات جمع کرتا ہی اور اللہ تعالیٰ کی کرم اور فضل پر مبنی ہو کر
 کرم حتی يدفع عنك برد الشتاء من غير حجة ونحوها فانه قادر على ذلك اقتض ان برد زهم بر حصن
 نہیں کرتا تاکہ اللہ تعالیٰ پر کرم اور فضل پر مبنی ہو کر دنیا کی کاروبار میں اللہ تعالیٰ کی کرم اور فضل پر مبنی ہو کر دنیا
 اخف بردا وقل مدة من برد زهم الشتاء ام تظن انك تجوز منها من غير سعي هيها تهيها فان برد الشتاء
 ہر سی کی ہی اور تھوڑی دیر ہوگی یا تجھ کو یہ خیال ہی گواہی ہی بخت ہی کا
 كما لا يندفع عنك الا بالحجة والحط واللوامز كذا لا يندفع عنك حرنا من حصن وبرد زهم برها الا بالتخص
 حسی بردن جیتہ اور ایندھن وغیرہ لوامز کی دفع نہیں ہوتی ایسی ہی دفع کی گئی اور زہم برہ کی ہرگز نہیں جاتی بدون پہا یعنی
 بحسن الطاعات والعبادات مع ترك المنكرات فانما كرم الله تعالى وفضله في ان يعرفك طريق التخصيص لا في ان يدفع
 طاعات اور عبادات کی منکرات کو چھوڑ کر اور اللہ تعالیٰ کی کرم اور فضل پر مبنی ہو کر دنیا کی کاروبار میں اللہ تعالیٰ کی کرم اور فضل پر مبنی ہو کر دنیا
 عند العذاب بل ان التخصيص فان كرم الله تعالى وفضله في دفع برد الشتاء عندك ان يخلق لك التامر
 بردن پناہ کی دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی کرم اور فضل پر مبنی ہو کر دنیا کی کاروبار میں اللہ تعالیٰ کی کرم اور فضل پر مبنی ہو کر دنیا
 يهديك طريق استخراجها من بين البحر والحديد حتى تدفع عن نفسك برد الشتاء فكما ان شرى الحجة والحط
 او کو چھوڑ کر دنیا کی کاروبار میں اللہ تعالیٰ کی کرم اور فضل پر مبنی ہو کر دنیا کی کاروبار میں اللہ تعالیٰ کی کرم اور فضل پر مبنی ہو کر دنیا
 وسائر اللوازم مما يستغنى عنه خالقك ومولاك وانما تشتريه لنفسك اذ جعله سببا لاستراحتك كذلك
 اور اور تمام لوامز کی تیری خالق اور مولیٰ کو کچھ پردہ اور نیاز مند ہی نہیں ہی صرف قوی اینچھان کی فائدہ کو خرید لیتا ہی کیونکہ اس میں تیرا نام ہی ایسی ہی
 طاعتك ولجواهدك مما يستغنى عنها خالقك ومولاك وانما هي طريق نجاتك من عذاب اليم ودصولك
 تیری طاعت اور عبادت کی تیری خالق اور مولیٰ کو پروا نہیں ہی عذاب الیم کی نجات کا یہ ہر ہی طریقہ ہی اور عیش وانی کا وسیلہ
 الى التعميم المقيم فمن احسن فلنفسه ومن اساء فعليه باالله غنى عن العالين ولعلك تقول لا يمنعني
 جسنی ہدائی کی سوائی جان کی نئی اور جسنی برا کیا سوائی نقصان کو اور اللہ ہی پروا ہی عالین ہی اور شاید تو کہی گی مجھ کو راہ راست ہی
 عن الاستقامة الا حرص على لذة الشهوات وقلته صيبك على الكاهن والمشقة فان كنت صادقا في ذلك
 بجز حرص مزہ داری شہوات کی اور صوابی صبر ہی الم اور مستقیم ہی اور کبھی کسی نہیں روکتا اب اگر تو اس میں سچا ہی تو تیری کتنی بڑی
 فما اشد حرقك وما اقم عذرك فان شهوات الدنيا فانية سريعة الزوال غير خالصة عن الكدر ريت في
 تو فی ہی اور کیا برا عذری کیونکہ دنیا کی شہوات تو فانی ہی ہی ہو چکیں گی اور کبھی کسی وقت میں کدورت ہی خالی نہیں ہیں
 حال من الاحوال فما بالك لا تطلب الدخول في الجنة للتعيم فيها بالشهوات الباقية الدائمة الصافية عن
 اب تیرا کیا عجب حال ہی کہ جنت میں جانا طلب نہیں کرتا تاکہ اس میں عیش کیا کر شہوات باقیہ دائمی ہر طرح کی کدورت ہی ہمیشہ کو صاف
 الكدر ريت في جميع الاحوال فان الاخرة خير وابقى فاستعدنا لآخرة على قدر بقائك فيها فان بصاعتك
 کیونکہ آخرت بہتر اور ہمیشہ والی ہی اب تو آخرت کا سامان جب تک کا کہ تو وہاں ہی تیار کر بیشک تیرا سرمایہ
 ايام عمرك وقد ضيعت اكثرها وما بقي منها الا ايام معدودة فلان انجرت فيما بقي رحت وان ضيعت البا
 دنہ کی کل میں سوئی تو کفر کو چھوڑ
 اس میں ہی چند روز باقی ہی ہیں پھر اس باقیہ میں اگر تجارت کر گیا تو فائدہ ہوگا اور اگر باقی کو ہی کہو دیا

ولستمرت على ذلك القديم خست خسرنا ضياعا فانتبه بامسكين من نوم الغفلة فان الموت ^{اورايجي قديم الموت پر چلتا رہا} ^{تو خوب ظاہر ٹوٹا ہو گیا} ^{پس ای مسکین غفلت کی نیند سی آنکھیں کھول بیٹھک موت تیرا واحد ہی}
 والقبر بيتك والقراب فراشك والفرع الاكبر امامك وعسكر الموت في خارج البلد ينتظر ونذكركم ^{اور گور تیرا کہ ہی اور قبری تیرا کھوتا ہی اور بڑا خوف تیری سامتی ہی} ^{اور مردوں کا لشکر شہری باہر تیرا مستطری وہ سب}
 الربا لايمان المغلظة ان لا يرجعوا من مكانهم حتى ياخذوك ويضمون الى انفسهم اما تعلم انهم يتبنون ^{سخت سخت شہیں کہا ہی ہوئی ان کی جھگوئی بغیر اپنی جگہ سی نہ ٹھینگی} ^{اور غم کو اپنی سادہ اور وکی کیا بھی خیر نہیں کہہ ایک کیو اسی دنیا کی کسی گزرو کر ہی ہیں}
 الرجعة الى الدنيا يوشعوا فيه بتدراك ما فرط منهم وانت تضيق ايامك وتظن انهم دعوا الى الاخرة ^{تاکہ اپنی اشد کا عوض ہی زمین اور تو اپنی اوقات ضایع کرتا ہی} ^{تو یہ خیال کرتا ہی کہ وہ تو آخرت میں بلائی گئی ہیں}
 وانت من الخلدن هيهات هيهات فانك في هدم عمرك منذ خرجت من بطن امك تبني على ظهر الارض ^{اور تو ہمیشہ بل ہلکا کبھی نہیں کہیں کیونکہ تو اپنی عمر جیسی کی بیٹھی پیدا ہوا ہی برباد کی جاتا ہی زمین پر محل جوتا ہی}
 قصر وعن قريب يكون بطنها قبرك تفرح كل يوم بزيادة مالك ولا تحزن بنقصان عمرك تعرض عن الآخرة ^{اور غم نہ ہو تو ہر روز مال بڑھتی ہی خوش ہوتا ہی اور غم کسی کا جھگو کچھ غم نہیں ہی آخرت سی منہ پھرتا ہی}
 وهي مقبلت عليك وتقبل على الدنيا وهي معوضة عندك فما اعجب ذلك انك مع كونك من تكبلا الانواع ^{اور وہ سامتی ہی آتی ہی اور تو دنیا پر متوجہ ہوتا ہی اور وہ تجھی آگ ہوئی جاتی ہی تیرا ہی عجیب حال ہی باوجودیکہ سب سے کی گناہ کی جاتا ہی}
 الخطايا لا تتجهت في عمارة اخرك بل تشغل بعمارة دنياك كانك غير مرتحل عنها فاخذ بامسكين ^{آخرت کی رستی میں ذرہ کو شمش نہیں ہی بلکہ دنیا کی رستی میں ایسا لگا ہوا ہی گویا کہی نہیں مر گیا} ^{سوڑ اپنی جان پر ای مسکین}
 يؤا الى الله تعالى على نفسه ان لا يترك فيه عملا امره في الدنيا ونهاه فيها حق يسأله عن عمله قليله و ^{اوسے ہی کجا دیکھا تو خدا کی طرف کہ وہ اس دن میں کسی آدم مکلف کو باقی چھوڑی کا بیان تک کہ اوسے تمام اعمال کی پرشش کر لگا تھوڑا ہو}
 كنبره دقيقه وجليله خفيه وجليله فانظر ايها الغافل باي قلب تقف بين يديه وباي لسان تجيب ^{یا بہت ارنی ہو یا اعلیٰ پوشیدہ ہو یا ظاہر سونیکہ تو او غافل کیا منہ لیکر سامتی کڑا ہوگا} ^{اور کس زبان سی اوسکی مول کا}
 عن سؤاله واعط للسؤال جوابا والجواب صوابا واصرف بقية عمرك الى العمل الصالح في ايام قصاير الايام ^{جواب دیکھا سوال کا جواب تیار کر کہہ جواب با صواب} ^{اور بچتی عمر چھوٹی چھوٹی دنوں میں بڑی بڑی دنوں کی}
 طول في دار الفناء لدار البقاء فان قلت ان نفسي لا تطاوعني على المجاهدة والمواظبة على الطاعة فما سبيل ^{واسطی دار فناء میں دار بقا کی واسطی اچھی نیک کام میں صرف کر اگر تو بہت ہی کہ میرا نفس مجاہدہ کو} ^{اور داعی طاعت کو نہیں مانتا پھر سکا}
 معالجتها فاعلم ان انفع اسباب علاجها على ما ذكره الامام القرطبي في الاحياء ان تختار حبة تعبد يتجاهد ^{کیا علاج تو سمجھ لی کہ اسکا بڑا مفید علاج تو موافق بیان امام غزالی کی احیاء العلوم میں یہ ہی کہ تو صحبت ایسی شخص کی اختیار کری جو طاعت الہی میں مجاہدہ}
 في طاعة الله تعالى وتلاحظ احواله وتقترک به لكن هذا العاريج متعذر في هذا الزمان لفقد من يجتهد ^{کرتا ہو اور اوسکی حالات کو ملاحظہ کر اوسکی پیروی کری پر یہ علاج اس زمانہ میں دشواری کیونکہ ایسا شخص}
 في العبادة اجتهاد الاولين فلا علاج انفع لك في هذا الزمان من سماع احوالهم ومطالعة اخبارهم وما كانوا ^{جو متقین کی وضع پر عبادت میں مجاہدہ کرتے ہو نہیں ملے سب سے تیری ہی مفید علاج اس زمانہ میں اونکی حالات سنی کی برابر اور اخبار دریافت کرنی کی بلکہ کوئی نہیں ہی}
 فيه من الجهد الجهد قد انقضت تعبهم وبقي ثوابهم ولعبيهم لا ينقطع ابدا ولا اشد حسرة من لا يقترک ^{کہ وہ کیا کیا دشواری مجاہدہ کرتی تھی اور بیشک اونکی محنت تو ہو چکی اور ثواب اور عیش باقی رہ گیا جو کہی تمام ہوگا اور کتنی بڑی حسرت اوٹھا دیکھا جو اوسکی پیروی نہیں کرتا}

هم فيمنع نفسه ايما قلا تمل شهوات حركت ثم ياتيه الموت ويحال بينه وبين ما يشتهي به فعليه ان تظا
 زائني نفس كو چند روز كند شهوات سی باز بکوی
 پیرا و سکو موت شهوات سی روک دیگی
 سو بچکو صحابه

حوال الصحابة والتابعين ومن بعدهم من المجاهدين والوقوف على احوالهم يستبين لك بعدك وبعد
 اور تابعین اور تابعین کے احوال کا مطالعہ پر ضروری
 اور انکا حال دیکھ کر تجھ پر یہ کہل جاوے گا کہ تو اور تیری زمانہ کی لوگ

اهل عصرك عن اهل الدين فان حدثك نفسك وقالت انما يتسر الخير في ذلك الزمان لكثرة الاعوان
 دینداروں سے کہتا الگ ہیں بہر تیرا نفس اگر سو سے سی یہ کہی کہ خیر اور عبادت اور ہی زمانہ میں ہو سکتی تھی کیونکہ اسباب بہت تھیں

واما في هذا الزمان فان خالفت اهل عصرك يسغرون بك ويقولون انه مجنون فوافقهم فيما هم فيه فلا
 اور یہ زمانہ اب اگر تو اہل عصر کی خلاف کرے گا تو وہ مسخرہ بنا کر باؤ لا کہہ دیگی
 سو اوکھی موافق جو وہ کرتی ہیں کئی جا

يجرب عليك الا ما يجري عليهم والبلية اذا حمت طابت فاياك ان تتدلى بحبل غورها وتتحدر
 جو اوکھا حال ہو تیرا حال مرگ بانوہ جشن ہوتا ہی
 سو تو بچتی رہنا مسدا اسکی حیلہ اور فریب اور مکر اور زور میں آ جاوی

بتذيرها وقل لها اريد لو هجم سبيل غرق كل من صادقه وثبت اهل البلد على مكانهم ولم ياخذوا حذرهم
 تو اوکو یہ جواب دی کہ اگر یا تیری ایسی رو چڑھاؤی کہ جو سامنی آوی سو ڈوبی اور ایک گا تو دلی اپنی جگہ پر پڑی رہیں اور اپنا بچاؤ نہ کریں

ولنت تقدر على ان تفارقهم وتركب سفينة وتخلص من الغرق فهل يختلف في قلبك ان المصيبة
 اور تجھ کو اتنی قدرت ہوگی کہ اتنی الگ ہو کر کشتی پر سوار ہو کر ڈوبی سی بچ جاوی اب یہی تیری دلیل یہ خدا شہ آوی گا کہ مرگ بانوہ جشن ہوتا ہی

اذا حمت طابت ام تترك موافقتهم وتستجملهم في صنيعهم تاخذ حذرهم مادهاك فاذا كنت لا توافقهم
 یا اوکھا ساتھ چھوڑ کر اس حرکت سی اوکو نادان بناوے گا اور اس روسی اپنا بچاؤ کرے گا یہ اگر تو ڈوبی گا مارا اوکھا ساتھ چھوڑتا ہی

من الغرق وهذا الفرق لا يمدادى الساعة من ليل او نهاس فكيف لا هرب من عذاب الابد وانت متعوض له في كل
 اور حال یہ ہی کہ ڈوبنے کی تکلیف رات یا دن میں بجز ایک ساعت کی زیادہ نہیں ہوتی پھر داعی عذاب سی کیون نہیں بچتا اور تو ہر وقت اوکھی سامنی چلا رہا ہی

حال ومن اين تطيب المصيبة اذا حمت فان الكفار لم يهلكوا الا بموافقة اهل زمانهم حيث قالوا
 اور مرگ بانوہ کسی جشن ہوتا ہی بیشک کفار اہل زمانہ کی موافقت ہی سی ہلاک ہوئی ہیں

انا وجدنا ابا عنا على امة وانا على اثارهم مقتدون فاياك ثم اياك ان تنظر الى اهل عصرك ومن مضى
 ہمیں ایسی باب رادی ایک بارہ بیسی اور ہم انہیں کی قدموں پر چلتے ہیں سو بچتا بہر بچتا اہل زمانہ پر اور جو پہلی گذر گئی ہیں نگاہ نہ کرنا

قبلك فانك ان تطعم اكثر من في الارض يضلوك عن سبيل الله نسال الله ان يعصمنا من الضلال
 بیشک اگر تو اکثر زمین کی باشندوں کی اطاعت کرے گا تو اسے کی راہ سی بھلاوے گی خداسی دعا ہی کہ بھلو گری ہی بجاوی

المجلس الخامس والستون في بيان حث الامة على التوبة ووجوبها على القلوب وتحققها
 بیستون مجلس امت کو توبہ ترغیب دلائی میں اور واجب ہونا توبہ کا فی القور اور توبہ کی تحقیق

بالمعاني الثلاثة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ايها الناس توبوا الى الله فاني اتوب اليه
 باعتبار تینوں معانی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای لوگو اللہ کی طرف توبہ کرو کیونکہ میں طرف اللہ کی اسلار

في اليوم مائة مرة هذا الحديث من صحيح المصا بيم رواه الاعز المزني وفيه حث الامة على التوبة لانه عليه
 ہر روز سو بار توبہ کرتا ہوں یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی اعز مزنی کی روایت سی اور اس میں امت کو توبہ پر ترغیب ہی اسلامی کہ نبی صلی اللہ

اذا كان يتوب في اليوم مائة مرة مع عظم شانه وكونه معه وفاقيف لا يشته في التوبة ليدلا ونهار
 اگر روز سو بار توبہ کرتی تھی باوجود اس شہرت کی عظیم ہو کر عظم شانہ وكونه معه وفاقيف لا يشته في التوبة ليدلا ونهار

من بدلت حریرة اعماله بالتوبة مرة بعد اخرى لكن ينبغي ان يعلم ان التوبة لا يتحقق الا بثلاثة امور
 جسک نامہ اعمال پچ در پی گناہوں سی سہ ہوتا رہتا ہی لیکن سمجھنی گناہات ہی کو توبہ بدلان ان تین امور مرتبہ کی نہیں ہو سکتی
 مرتبة علم وحال وعمل فالعلم اول والحال ثان والعمل ثالث وذلك لان العبد اذا عرف عظم ضرر الذنوب
 علم اور حال اور عمل اول مرتبہ علم ہی دوسرا مرتبہ حال ہی تیسرا مرتبہ عمل ہی اور یہ اسلئے کہ توبہ جب یہ معلوم کرتا ہی کہ گناہ ہی بڑا ہی
 وكونها اجابا بينه وبين محبوبه في الاخرة يحصل من هذه المعرفة في قلبه تألم وليست تألمه هذا ندما
 نقصان ہوتا ہی اور گناہ آخرت میں میری اور محبوب کی چھین مثال پردہ کی ہوتا ہوا گناہ اس معرفت ہی اور اسکی ملین الہی ہوتا ہی اور اس کو ندامت کہتی ہیں
 فالمعرفة علم والندم حال حصل من العلم فاذا غلب هذا الندم على القلب يحصل منه فيه قصد الى فعله
 پس یہ معرفت تو علم ہی اور یہ ندامت حال ہی کہ اس معرفت ہی پیدا ہوتا ہی یہ ندامت جب دل پر غالب ہوتا ہی تو دل میں ایسی کام کا ارادہ آتا ہی
 فعلق بالحال والاستقبال والماضي فالتعلق بالحال فترك الذنوب والتعلق بالاستقبال فبالعزم
 جسکو زمانہ حال اور استقبال اور گذشتہ ہی لگاؤ ہوتا ہی بہ زمانہ حال ہی بہ علاقہ ہوتا ہی کہ گناہ ہی باز رہتا ہی اور استقبال ہی یہ علاقہ ہی کہ غم کرتا ہی
 على تركها الى اخر العمر والتعلق بالماضي فبتذكر ما فات بالجبر والقضاء ان كان قابلا للجبر والقضاء
 کہ عمر بہرہ بگناہ نہ کر دنگا اور زمانہ ماضی ہی بہ علاقہ ہی کہ جرمات فوت ہو گئی ہی اور اسکا عوض اور قصا کی ہو
 وهذا الفعل على حصل من الندم الحاصل من العلم والمراد من العلم ههنا الايمان واليقين بان الذنوب مسموم
 اور اسکا یہ فعل عمل ہی گناہ مسموم حاصل ہوا اور وہ سمجھتا ہی کہ گناہ ہی مسموم ہی اور ایمان اور یقین ہی کہ گناہ آخرت میں ذہر قاتل ہوتا ہی
 فهدى في الاخرة ونور هذا الايمان اذا اشرف على القلب فثمر نار الندم لانه مبصر باشرق نور الايمان عليه
 اور اس ایمان کا نور جب دل پر چمکتا ہی تو ندامت کی آگ بہرہ گراؤ ہوتی ہی کیونکہ ایمان کی نور سی جواؤ میر چمکتا ہی ظاہر دیکھتا ہی کہ یہی سی آگ رہ گیا
 صاكر محجوب باعن محبوبه فيشتعل نار المحبة فيه فينبعث بتلك النار ارادة وقصد الى الفعل المتعلق بالذكر
 اب محبت کی حرارت شعور زن ہوتی ہی تو اس حرارت کی زور سی اس فعل کا ائدہ پیدا ہوتا ہی جو اوقات مذکورہ حال اور استقبال اور ماضی ہی
 من الحال والاستقبال والماضي فالعلم والندم والقصد الى الفعل المذكور ثلثة معان يطلق اسم التوبة على مجموعها
 متعلق ہی سو علم اور ندامت اور ارادہ فعل مذکور کا یہ تین امور ہیں اس مجموعہ کو توبہ کہتی ہیں
 فلا تتحقق هذه المعاني الثلاثة يتحقق التوبة وكثيرا ما يطلق اسم التوبة على الندم وحده ويجعل العلم والمقدرة
 جب یہ تینوں امور موجود ہوتی ہیں تو توبہ بیشک ہوتی ہی اور اکثر اوقات توبہ صرف ندامت کو کہتی ہیں اور علم کو اسکا مقدمہ ہوتا ہی
 والفعل المذكور كالثمره وبهذا الاعتبار قال النبي عليه السلام التوبة توبتا لا يخلو الندم عن علم يوجبها ويثمره
 اور فعل مذکور کو ثمرہ جانتی ہیں اور اس ہی اعتبار سی نبی علیہ السلام ہی فرمایا ہی ندامت ہی توبہ ہی اسلئے کہ ندامت بدون علم کی کہ باعث اور موجد ہی اور
 وعن عمر بن الخطاب وعنه وبتأله فيكون الندم مخفوقا بطريقه احداهما ثمرة والاخر مفرغ ثم ان التوبة واجبة على جميع
 بغیر عمر کی کہ اسکی پیچی لازم ہوتا ہی نہیں ہوتی سو اب ندامت دونوں طرف سی کہی ہوتی ہی ایک طرف ثمرہ اور دوسری طرف باعث اور موجد ہوتا ہی یہ بیشک توبہ تمام
 المؤمنين على الفور فاجوبها على الجميع فلقوله تعالى وتوبوا الى الله جميعا أيها المؤمنون ولقوله تعالى يا أيها الذين
 مسلمانوں پر بالفعل توبہ واجب ہی وجوب آرسبی اور اس آیت سی ثابت ہی اور توبہ کرو اللہ کی طرف سب مکر ای ایمان والو اور اس آیت سی ای ایمان والو
 اصنعوا توبوا الى الله توبة نصوحا وظاهرها تين لايتين يدل على ان التوبة واجبة على كل احد من المؤمنين
 توبہ کرو اللہ کی صاف دل کی توبہ اور ظاہر معنی ان دونوں آیتوں کی یہ ہی دلالت کرتی ہیں کہ توبہ ہر ہر شخص مؤمن پر واجب ہی
 لورود الامر فيها على العموم ونور البصيرة ايضا يرشد الى ذلك لان معنى التوبة الرجوع عما لا يرضاه الله تعالى
 کیونکہ اس امر ان دونوں آیتوں میں سب کو عام ہی اور دل کی روشنی ہی یہ ہی گواہی دیتی ہی اسو اسلئے کہ توبہ کی معنی اللہ تعالیٰ کی نارضا مندی سی

الی ما یرضاه وذلك لا یتصور الا من العاقل والعقل لا یکمل الا بعد کمال الشهوة والغضب وسائر الصفات المذمومة
 رمانندی کی طرف جبر کرنا اور یہ امر صرف عاقل ہی سے ہو سکتا ہے اور عقل کمال نہیں ہوتی بدون کمال ہوتی قوی شہوانی اور غضبی اور تمام اوصاف پر کی
 التي هي وسائر الشيطان الى اغواء الانسان فان الشهوة من جنود الشيطان والعقل من جنود الملائكة وليس
 جو جو وسطی ہوگا فی انسان کی شیطان کی وسیلی میں کیونکہ شہوت شیطان کا لشکر ہے اور عقل فرشتوں کا لشکر ہے اور ایسا
 في الوجود انسان الا وشهوته التي هي علة للشيطان متقدمة على عقله الذي هو علة للملائكة فيكون الرجوع
 انسان کوئی نہیں ہے جسکی شہوت جبر شیطانی سامان ہی عقل پر کہ فرشتوں کا سامان ہی مقدم نہیں ہو سبب امور سابقہ سے جو شہوت کی
 عما سبق من مساعدة الشهوة ضارياً في كل انسان بعد البلوغ لان من بلغ كافر اجابها لدين الاسلام يجب
 مرد گدھ میں یا ذرہنا ہر انسان کو بلاغت کی دونوں ضروری اسلی کہ جو شخص حالت کفر میں اسلام سے نا واقف یا بالغ ہو گیا تو اس پر
 عليه التوبة عن كفره وجعله يتعلم ما يحصل به الاسلام ومن بلغ مسلم اتبعه ابويه خافوا من حقيقة الاسلام
 توبہ اپنی کفر اور جہالت سے واجب ہے کہ وہ با تین سیکہ میں سے اسلام حاصل ہو دی اور جو شخص باپ کی ساتھ حالت اسلام میں بالغ ہو جائے بجز اسلام کی حقیقت سے
 يجب عليه التوبة عن غفلته بفهم معنى الاسلام ان بعد البلوغ لا يفيد اسلام ابويه شيئاً طال ما يسلم بنفسه
 تو اس پر توبہ اس غفلت سے واجب ہے کہ اسلام کی معنی خوب سمجھی اسلی کہ بالغ ہو کر باپ کا اسلام اسکی حق میں کچھ مفید نہیں ہے جب تک خود مسلمان نہ ہو دی
 فاذا فهم معنى الاسلام بعد البلوغ يجب عليه الرجوع عن عادة والفة بالاسلام في الشهوات والعادات وهو اشق
 پہر جب بالغ ہو کر معنی اسلام کی سمجھ چکا تو اس پر باز آنا اپنی عادات اور لغت سے شہوت وغیرہ عادات میں لی جہاد ہو رہی ہے واجب ہے اور اس قسم کی توبہ
 ابواب التوبة وفيه هلاك اكثر الخلق لعجزهم عنه لان الشهوة تكمل في الصبي قبل البلوغ وكما العقل فيكون
 سبب موت کی نسبت دشواری اشین اکثر خلقت عاجز ہو کر ہلاک ہو گئی ہے اسلی کہ شہوت بزرگن میں بلاغت اور کمال عقل سے پہلے مستقر ہو جاتی ہے سو
 جند الشيطان في الابتداء مستولياً على حكمة القلب ويقع للقلب الشر والفتنة ضياع الشهوات والعادات
 شیطانی لشکر پہلی ہی دلی ولایت کو مغلوب کر لیتا ہے اور دل کی اندر شہوات اور عادات کی محبت اور لغت پیدا ہو کر غالب آجاتی ہے
 ويغلب فيه ذلك ويعسر عليه النزوع عنه ثم يلوح العقل الذي هو من حزب الله تعالى جنده فان كان كاملاً
 اور اس حالت سے اوکو ٹھٹھنا دشوار ہوتا ہے پہر عقل کہ اللہ تعالیٰ کا جنت اور شکر کی ظاہر ہوتی ہے بہر اگر وہ کامل
 قويائمه لا نقاد عباد الله تعالى من ايدى أعدائه شيئاً فشيئاً على التدرج فيكون اول مشغله قمع جنود
 اور قوی ہی تو وسطی چھوڑنی عبادات کی دشمنوں کی انتہی آہستہ آہستہ بتدریج تیار ہوتی ہے پہر شیطانی لشکر کا اوکھا دنا شہوتوں کو توڑ کر
 الشيطان بكسر الشهوات ومفارقة العادات والطمع على سبيل القهر الى العبادات ومعنى التوبة الا هذا وان لم يكن
 اور عادات کو چھوڑنا اور طبعیت کو بزور قہر عبادات پر لگانا اور سکا اول شغل ہے اور توبہ کی معنی ہوا اسکی اور کچھ نہیں ہیں اور اگر وہ عقل کامل
 كما هو قوي ياتسلم مملكة القلب للشيطان ويخزل العين وعدة حيث قال لئن اخرجتني الى يوم القيمة لاستنكن ذمتي
 اور قوی نہ ہو دی تو دل کی مملکت شیطان کی حوالہ کر دیتی ہے اور وہ ملعون اپنا وعدہ پورا کرتا ہے جتنا کچھ کہتا ہے اگر تو مجھ کو ذلیل دی قیامت کی دن تک تو اسکی اولاد کو اڑھائی دی
 الا قليلاً والمعنى انك ان اخرجتني حياً الى يوم القيمة لا قد تم حيث ما شئت
 اگر تھوڑی سی اور مراد یہ ہے کہ اگر تو مجھ کو جیتا چھوڑ دے گا قیامت تک تو بیشک اوکو جہد ہر چاہو گنا کتنے بچاؤ گنا
 ولا ستولين عليهم استيلاء قويا لا قليلاً منهم وهم المخلصون من عباد الله المسلمين
 اور بیشک انہیں غالب رہو گنا گنا انہیں سے بعضوں پر کردہ غلبہ منہ ہی نہ کی صلاحتین
 وهذا القول للمعين لا يترتب لهم في الارض ولا غيرهم اجمعين وانما عرفوا كنه حصول ذلك المطلب له مع انه لا
 اور یہ چنانچہ ملعون کہتا ہے اہستہ میں اوکو نیاری دکھاؤں گا زمین میں اور راہ سے کہو دنگا اوکو ورنہ میں حصول اس مطلب کا باوجودیکہ غیب دان نہیں ہے

یعلم الغیب استدلالا بما یرای فیهم من كون مبدء الشر متعددا ومبدء الخیر واحد اذ فی نفس الانسان قوة بطیمة
اسیة یل سی سحر کما کہ او سنی دیکھا کہ آدمیوں کی اندر بدی کی اسباب قوت بہت ہیں اور بہلائی کا سبب ایک ہی ہے کیونکہ انسان کی ذات میں قوت بہیمہ
شہوانیت و قوت سبعیہ غضبیہ و قوت وھمیہ شیطانیہ وھذه الثلاثة مستویۃ علیہ من اول الخلق ذلک عین
شہوانی اور قوت سبعی غضبی اور قوت وھمیہ شیطانی ہی اور تینوں قوتیں ابتداء ہیہ الیش سی اسیر غالب پہلی آتی ہیں شر کی طرف
لہذا فی الشر و بعد هذه الثلاثة فیہ قوت عقلیہ ملکیہ وھذا ان كانت داعیۃ الی الخیر لکنہا انما تکمل بعد استیلا
منوجہ کہتی ہیں اور ان تین قوتوں کی بعد اوسمیں قوت عقلی ملکی ہوتی ہی اور یہ اگرچہ آدمیکو خیر کی طرف ہلاتی ہی بہیمہ قوت جب کامل ہوتی ہی کہ
الثلاثة الاولی علی القلب فلما رای العین فیہ ذلک علم ان ما یریدہ یمن حصولہ فعلی هذا لیکون التوبۃ فرض علی
وہ پہلی تینوں قوتیں دل پر غالب ہو جاویں جب شیطان ملعون فی انسان میں یہہ قوتیں دیکھیں تو جان گیا کہ میرا ارادہ ہو سکتا ہی اب اس بیان کی موافق ہر شخص پر
علی کل شخص لا یتصور ان لیستغنی عنہا احد من افراد البشر واما وجوبہا علی القور فلما فی تاخیرا من الاصرار
فرض عین ہی اور معلوم نہیں ہوتا کہ افراد انسان میں سی کوئی ہی اسکا حاتمہ نہ ہو اور اوتوبہ کا ترت فی الحال واجب ہوتا سوسلی کہ تاخیر کرنی میں اصرار
الحرم الذی یتضاعف الذنوب بہ اذ یلزم بتاخیرہا لحظۃ ذنب اخر و لعل التوبۃ حق قالوا یلزم بتاخیر التوبۃ
حرام لازم آتا ہی یعنی ہرگز نہ کہ جس سی گناہ درگاہ برہتی چلی جاتی ہیں کیونکہ توبہ سی ایک دم بہر تاخیر کرنی میں ایک گناہ واجب التوبہ پتہ ہو جا تا ہی
عن کبیرۃ زمانا و احدا کیرتان الاولی وترک التوبۃ عنہا وزمانین ثم یمر کبار الاولیان وترک التوبۃ عن کل منہما
اتنا کہ کہتی ہیں گناہ کبیر کی توبہ سی ایک دم بہر تاخیر کر نہیں دو کبیر ہو جاتی ہیں ایک ہی پہلو اور اوس توبہ کرنی اور دوم میں چار کبیر ہو جاتی ہیں دو پہلی اور دوسری توبہ کرنی
وثلثۃ ازمینۃ ثمانی کبار واربعة ازمینۃ ستۃ عشر کبیرۃ وخمسۃ ازمینۃ اثنان وثلثون کبیرۃ وھكذا
اور تین دم میں آٹھ کبیر ہوتی ہیں اور چار دم میں سولہ کبیر ہوتی ہیں اور پانچ دم میں تیس کبیر ہوتی ہیں اس طرح گناہ برہتی جاوے گی
یتضاعف الذنوب فھما زاد التاخیر قد ذکر فیما سبق ان العلم بكون الذنوب سمي ما مھلکۃ من نفس الايمان فاذا ثبت
بصغر تاخیر ہوتی جاوے گی اور اوپر مذکور ہو چکا ہی کہ گناہ کو نہر قاتل سمجھا عین ایمان ہی جب یہہ ثابت ہوا
ان هذا العلم من نفس الايمان یلزم ان یکون الايمان باعثا علی ترک الذنوب فمن لم یترکھا فهو فاقدر لھذا الخیر من الايمان
کہ یہ علم عین ایمان ہی تو لازم آتا ہی کہ ایمان واسطی ترک ذنوب کی باعث ہو کر ہی بہر جو شخص گناہ کو ترک نہیں کرتا تو اوسمیں ایمان کا یہ جز نہیں ہی
وھذا قال النبی علیہ السلام لا یرنی الزانی یرنی وهو مؤمن فانه علیہ السلام ما اراد بہ نفي الايمان الذی هو العلم
اور اس ہی نبی علیہ السلام فی فرمایا کہ زانی زمانہ نہیں کرتا کہ نہ کرنا چاہو وہ مسلمان ہی ہو بیشک نبی علیہ السلام کی یہہ مراد نہیں ہی کہ وہ ایمان جو خدا کا چھٹا
باللہ وطلعتہ وكتبہ ورسلہ فان ذلك الايمان لا ینافی الزنی وسائر الذنوب بل المراد بہ نفي الايمان الذی هو العلم
اور اوکی فرشتوں کا اور کتابوں اور انبیاء کا ہی چھٹا کہ کہو کہ نہ کرنا اس ایمان کا منافی نہیں ہی اور نہ اور تمام گناہ بلکہ اس سی یہہ مراد ہی کہ وہ ایمان حسین بہہ سمجھتا ہوتا
بكون الزنی مبعدا من اللہ تعالیٰ ومرجبا للمقتۃ فعلی هذا لیکون المصرا علی المعاصی کما لا ینافی ایمانہ بل یکون ناقصا فیہ
کہ نہ خدا سے دور کر دیتا ہی اور ہلاک کر ڈالتا ہی باقی نہیں رہتا اس بیان کی موافق جو شخص معاصی پر جا ہوا ہی ایمان کامل نہیں کہتا بلکہ ایمان کی باب میں ناقص ہوتا ہی
وذلك لان ترک الذنوب لا یتصور الا بالصبر والصبر لا یتيسر الا بالخوف والخوف لا یتحقق الا بالعلم بعظم ضرر الذنوب
اسی کہ ترک ذنوب بدوں صبر کی خیال میں نہیں آتا اور صبر بدوں خوف کی مہ نہیں جھنڈا اور خوف میرا نہیں ہوتا جب تک گناہوں کا بڑا ہی طریقہ نہ کری
والعلم بعظم ضرر الذنوب لا یحصل الا بتصدیق اللہ تعالیٰ ورسولہ فمن لم یترک الذنوب فاصبر علیہ یا یسرع ینہ
اور گناہوں کی ضررہ یقین بدوں تصدیق خدا اور رسول کی نہیں ہوتا یہ جو شخص گناہوں سے باز نہ آوی گناہوں پر جا ہی ہی تو ایمان ہی خدا اور رسول تعالیٰ
اللہ تعالیٰ ورسولہ فیخاف علیہ امر عظیم عند الموت آدمہا لیکون موته علی الاصرار بسبب الزوال ایدہ رے ہنجا وہاں سے
نہیں کی تو اس پر مرقی دم بڑا ہی خوف ہی اسلی کہ ہو سکتا ہی کہ اوکی موت اسی پہنچے پر ایمان کو ڈکاوی

الحاتمة ویسفی فی جہنم ابداً لا یبادوان لم یختم له بسوء الحاتمة بل مات على الايمان یكون فی مشیة الله تعالى ان
خاتمة پر ہودی اور مہیشہ کو درخیز پر رہی اور اگر انجام خاتمہ پر نہ ہو بلکہ ایمان پر موقوف تاج مرضی کا ہی چاہی اور کو درخیز ڈاکٹر

مشاعریدخل جہنم ویعذبہ فیہا بقدر ذنوبہ ثم یخرجہ منها ویدخلہ الجنة ولویعد جن وان شاء یعفو عنہ
بمقدار دعا صلی کی عذاب دیکر ہر طرح میں ہی نکال کر جنت میں داخل کری اگرچہ بڑا بڑا عرصہ کی ہو اور چاہی اور کو معاف کری

ویدخل الجنة بلا عذاب الا یتحیل ان یتحمله عھوم العفو بسبب خفی حتی لا یظلم علیہ احد غیر الله تعالى
دو بلا عذاب جنت میں داخل کری اسلی کہ کیا حال کی کہ اسکی عنایت عام اوسپر ہی ہو جاوی کسی پر شیعہ سبب ہی جو کو بجز اللہ تعالیٰ کی کوئی نہ جانتا ہو

کما لا یتحیل ان یدخل حد خرابا لطلب کثر فائق ان یجدہ لکن من خرب بیتہ وضیم مالہ وترك نفسه وعبالہ
جیسی ممکن تھا کہ کوئی حد خراب کی تلاش میں جاوی ہر اتفاقاً خزانہ پا لوی لیکن جیسی اپنا کھربا کر دیا اور مال تلف کر اپنی چلن کو اور اولاد کو

جیسا علیہ عزم انہ ینتظر من فضل الله تعالى ان یوزقہ کثر تحت الارض فی بیتہ فانہ کما یعد من المحقق المغرورین وان
بہو کا مارا کہی کہ اللہ کی اس فضل کا منتظر ہوں کہ میری کھربا اندر زمین میں ہی خزانہ عنایت کی سوسپہ شخص حق بی وقوف سمجھا جائیگا اگرچہ اسکی خواہش

کان ما ینتظرہ غیر مستحیل فی قورۃ الله تعالى وفضلہ کذلک من ینتظر المغفرۃ من فضل الله تعالى مع کونہ مصر
بلا فاقدرت اور فضل الہی کہ کچھ محال نہیں ہی ہر کسی ہی الہی ہی جو شخص بخشش کا امید والہی اللہ تعالیٰ کی فضل سی باوجودیکہ

على الذنوب غیر سالك طریق المغفرۃ یعد من المعنویین فبعض من هو کلاء المحقق المغرورین یروج حاققہ بکل امر حسن
گناہوں پر جم رہا ہی اور بخشش کی راہ نہیں چلتا بیوقوف کہلاو گی پھر بعض انہیں ہی احق بہولی اپنی حاقق کی ساتھ اس خوبی سی کلام کرتی ہیں

ویقول ان الله کریم لا تقصین جنتہ عن مثل ولا تنصرہ معصیتی ثم ذلک الاحق بکم البجار وینتظر فشاۃ الاسفا
اللہ تعالیٰ بیشک کریم ہی اسکی جنت مجہ سوال سی تنگ نہیں ہو جاو گی اور میری معصیت سی اسکا کیا ضرر ہی پھر تم اس حق کو کہتی ہو کہ دریا کا سفر کرتا ہی اور

فی طلب الدرہم والدينار واذ قیل له ان الله تعالى کریم وخرائن دراهمہ ودنانیرہ لا یقصر عن مثلك ولا یضرب کسلاک
واسطی طلب درہم وپہ شرفی کی سفر کی مشقت کہنتا ہی اور اگر یہ کہی کہ اللہ تعالیٰ بیشک کریم ہی اور اسکی خزانہ میں روپہ اشرفی کی تجہ سوال کی لئی کچھ کمی نہیں ہی اور تجارت میں تیری

بترک التجارۃ فاجلس فی بیتک عساکہ ان یرزقک من حیث لا تحتسب فانہ یستحق من یقول ہکذا ویستمر
سستی ہی اسکا کیا نقصان سوتو اپنی کھرب پیٹہ ابی چھو روزی دیو لگا جہان سی تیرا گمان نہو اب اس تقریر والی کو احق بتا ہی اور چیل کی راہ سی کہتا ہی

به ویقول ما ہذا اللھوس فان السماء لا تمطر ذہبا ولا فضۃ وانما یحصل ذلک بالکسب ہکذا اجرت عادیۃ
یہ کہتا و اہیات ہی آسمان سی اشرفی روپہ کہی نہیں برستا بہر تو بدو ن محنت کسی کو حاصل نہیں ہوتا اسطرح اللہ کی عادت

الله تعالى وسنتہ ولا تبدل لسنة الله ولا یعلم ہذا الاحق ان رب الدنیا والاخرۃ واحد ولا تبدل
اور قاعدہ جاری ہی اللہ کی ان قاعدی نہیں بدلتی اب یہہ احق نہیں سمجھتا کہ پروردگار دین دنیا کا تو ایک ہی سوا اسکی قاعدی دونو

لسنتہ فیہما جمبعاً وقرا خبر ان لیس للانسان الامراسع فکیف یعتقد بکونہ کریم فی الاخرۃ ولا یعتقد بکونہ
جہان میں نہیں بدلتی اور بیشک بہر فرمایا ہی اور نہیں ہی واسطی انسان کی مگر جو کایا اب کیونکر اسکو آخرت کی لئی تو کریم جانتا ہی اور دنیا کی باب میں

کریم فی الدنیا فان من یخاف من الهلاک فی ہذہ الدنیا القانینہ اذا کان یحجب علیہ الاحترار عن السموم و
کریم نہیں سمجھتا بیشک جو شخص اس دار فانی میں ہلاکت سی ڈرتا ہو جبہ اوسپر وہ واجب ہی کہ نہر وغیرہ مضر اور مہلک استیاری

یضربہ من المہلکات فکل حال فالحاق من الهلاک الا بدی اولی ان یحجب علیہ الاحترار عن المعاصی التی ہی سموم
ہر وقت احتراز کیا کری بس جو شخص ہلاک ادی کا اندیشہ کرتا ہو اوسپر اولی تر واجب ہی کہ جملہ معاصی سی جو دین کی حق میں نہر ہیں احتراز کرتا ہی

الدين فان الخوف من ہذہ السموم قوت لاخرۃ الباقیۃ التی لیسست اضعاف اعمار الدنیا عشر عشرین یا اذ
کیونکہ اس نہر سی خوف آخرت باقی کی قوت کا ہی جسکی ہر بر دنیا کی چند در چند عمریں سو تین حصہ کو نہیں پہنچتی کیونکہ

لیس بندتها غاية ولا نهية وفيها النعيم المقيم والملاك العظيم في فواتها الى العبد المذنب **المجلس السادس عشر**

والتستون في بيان قولهم ان الله يقبل توبته العبد المذنب **المجلس السادس عشر**

ما لم يغفره هذا الحديث من حسن المصابير وراه ابن عمر الغرغرة تردد الشيء في الحلق ولستعمل في تردد الروح

وهو المراد منها والمعنى ان توبة المذنب مقبولة ما لم يبلغ الروح المحلوم اذ عند الغرغرة ويلوغ الروح المحلوم

يعاش ما يصير اليه من رحمة او هوان ولا ينفعه حيثئذ توبه ولا يمان كما قال الله تعالى فيما نوله من القرآن

فلم يك ينفعهم ايمانهم لما رواه اسنا وقال في آية اخرى وليست التوبة للذين يعملون السيئات حتى اذا حضر

احدهم الموت قال اني تبت ان لا من شرط التوبة العزم على ترك الذنب الذي ثبتت عنه وعدم المعاودة

عليه وذلك انما يتحقق اذا تمكنت التائب منه وبقى وان الاختيار فيما لم يبلغ الروح المحلوم لا ينقطع الرجاء فيصير

منه الندم والعزم على ترك الذنب فعلم من هذا ان التوبة مبسطة للعبد حتى يعاش قابض الارواح وذلك

عند الغرغرة ويلوغ الروح المحلوم فعلى هذا يجب على العبد ان يتوب عما كان عليه من المعاصي قبل المعاشنة

والغرغرة ولا يالس من رحمة الله تعالى لانه تعالى قال لا يالس من روح الله الا القوم الكفرون وقال في آية اخرى

وهو الذي يقبل التوبة عن عباده ويعفو عن السيئات فينبغي للعاقل ان يتوب في كل وقت ولا يكون مصرط

الذنب فان التائب من الذنب لا يكون مصرط وان عاد في اليوم سبعين مرة وقد جاء في الحديث انه عليه

قال من لزم من الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ورفقه من حيث لا يحتسب

في حديث اخر انه عليه السلام قال كل بني آدم خطاء وخير الخطائين التوابون وروى انه عليه السلام قال والله

اني لا استغفر الله واتوب اليه في اليوم اكثر من سبعين مرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال يا ايها الناس

لا تتركوا الاستغفار ولا تتركوا التوبة فاستغفروا له ما مضى من ذنوبكم واتوبوا اليه مما مضى من ذنوبكم

في حديث اخر انه عليه السلام قال كل بني آدم خطاء وخير الخطائين التوابون وروى انه عليه السلام قال والله

اني لا استغفر الله واتوب اليه في اليوم اكثر من سبعين مرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال يا ايها الناس

لا تتركوا الاستغفار ولا تتركوا التوبة فاستغفروا له ما مضى من ذنوبكم واتوبوا اليه مما مضى من ذنوبكم

علی ما فعل من الذنوب واكتسب من السيئات وعزم ان لا يعود الى مثله يقبل الله تعالى توبته ويتجاوز عن
 کئی بڑی گنہ اور کئی بڑی برائیوں سے نادوم ہو اور نیت کرے کہ ایسا کام پھر نہ کرے لگا تو اللہ تعالیٰ کو کسی توبہ قبول کرتا ہے اور اس کی گناہوں سے مدد فرماتا ہے

سيئاته لكن ينبغي ان يعلم ان الذنوب على نوعين ذنب فيما بينك وبين الله تعالى وذنب فيما بينك وبين العباد
 لیکن سمجھنی کی بات ہے کہ گناہ ہی دو قسم کی ہیں ایک گناہ تیری اور خدا کی سمجھن یعنی حق اللہ ہی اور ایک گناہ تیری اور بندہ کی درمیان میں یعنی حق العباد ہی
 فالذنب الذي بينك وبين الله تعالى يكفي فيه الاستغفار باللسان والندم بالقلب والعزم على ان لا يعود
 پھر جو گناہ صرف حق اللہ ہی تو اس پر صرف زبان سے استغفار اور دل سے ندامت اور پھر نکرئی کی نیت کافی ہے

فاذا فعل ذلك لا يبرح من مكانه حتى يغفر له ذنبه الا ان يكون شيئا من الفرائض فان الشرع لا يكتفي فيه
 جب یہ حال بنایا تو اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا یا تاکہ اس کی گناہ معاف ہو جائے ہیں ان اگر کوئی فریضہ ترک ہو رہا ہو کیونکہ شرع فی اسباب میں توبہ پر اکتفا نہیں کیا
 يعجز التوبة بل اضاف الى ذلك في البعض قضاء كالصلاة والصوم وغيرها وفي البعض كفارة ايضا واما حقوق
 بلکہ اس توبہ کی سادہ بعضی جگہ قضاء لگا رہی ہے جیسی نماز اور روزہ وغیرہ اور بعضی جگہ کفارہ ہی لگا رہا ہے اور یہی حقوق

الادميان فلا بد من ايصالها الى مستحقها فان لم يوجدوا يلزم تصدقها عنهم بنية ان تكون وديعة
 العباد پس پہچانتا حقوق کا مالکوں کی پاس ضروری ہے اگر وہ لوگ نہیں تو توہنا کوئی طرف سے اس نیت سے خیرات کر دے کہ اللہ تعالیٰ کی یہاں ودیعت
 عند الله تعالى يوصلها الى اصحابها يوم القيمة فمن لم يجد السبيل لخروجه عما عليه من التبعات لا يحساره
 رہی قیامت کی روزہ مالکوں کی حوالہ کرے پھر جسکو ماری مفلس کی حقوق ادا کر نیکی کوئی راہ نہ ملے تو اسکو

فعليه ان يكثر من الاعمال الصالحة ويستغفر لمن ظلم من المؤمنين والمؤمنات في اكثر الاوقات فانه اذا فعل
 یہ لازم ہے کہ اعمال صالحہ بہت کیا کرے اور اپنی مؤمن مظلوموں کی حق میں اکثر اوقات استغفار کیا کرے جسک حب یہ عمل کر گیا
 كذلك يرحم من فضل الله تعالى ان يرضى خصاؤه يوم القيمة قيل لبعض العلماء هل للتائب من علامة يعرف بها
 تو اللہ تعالیٰ کی فضل سے امید ہے کہ قیامت کی دن اسکی مدد ہو کر اسکی گناہوں کو مٹا کر دے کئی ایک عالم سے پوچھا آیا تائب کی وہی کوئی ایسی علامت ہے جس سے معلوم ہو

قبول توبته قال نعم علامته اربعة اشياء الاول ان ينقطع عن صحاب السوء والثاني ان يكون معرضا عن
 کہ توبہ قبول ہوئی کہا ان کی چار علامتیں ہیں اول یہ کہ بدکاروں سے بیزار ہو جائے اور دوسری یہ کہ ہر گناہ سے نفرت کرے
 كل ذنب مقبلا على الطاعة والثالث ان يذهب من قلبه فرح الدنيا ويرى حزن الاخرة دائما في قلبه ولما
 اور طاعات کی طرف متوجہ ہو رہی اور نیکی سے مسکراوے دلین دنیا کی فرحت نہ رہی اور آخرت کا فکر دل میں ہمیشہ لگا رہی اور چوتھی یہ

ان يرى نفسه فارغا مما ضمن الله له من الرزق ويكون مشغولا بما امر به فاذا وجد فيه هذه العلامات
 کہ اپنی جان کو ایسی چیزوں کی فکر سے جسکا اللہ تعالیٰ ذمہ دار ہو چکا ہے فاسخ یا دی جیسی رزق اور احکام الہی کی بجا آوری میں مشغول رہی جب وہ میں علامتیں موجود ہوتی ہیں
 بكمرة الله تعالى بامرهم كرامات احدثها ان يخرجهم من الذنوب كانه لم يذنب قط والثاني ان يحبه والثالث ان
 تو اسکو اللہ تعالیٰ چار لامتناہی عنایت کرتا ہے ایک یہ کہ گناہوں سے الہام کر دیتا ہے گویا کہی ہی گناہ نہیں کیا اور دوسری یہ کہ ایسا سکودوست رکھتا ہے جس سے یہ

يحفظه من الشيطان ولا يسلط عليه والاربع ان يؤمنه من الخوف قبل ان يخرج من الدنيا لانه تعالى قال
 کہ وہ کو متبھانسی محفوظ رکھتا ہے شیطان کو اس پر تسلط نہیں دیتا چوتھی یہ کہ خوف سے مامون رہتا ہے اس سے پہلے کہ دنیا میں ہی روانہ ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 تنزل عليهم الملكة الاتخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون ويحببه على الناس اربعة اشياء
 ان ہر اورتی میں فرشتی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی سزاؤں میںشت کی جسکا تمکو وعدہ تھا اور اور لوگوں پر اسکا حق واجب ہو جاتی ہیں

اولها ان يحبه لانه تعالى قد احبه والثاني ان يدعواله بالثبات على التوبة لان الثبات على التوبة اشد من
 اول یہ کہ اس سے محبت کیا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے دوسری یہ کہ اسکی حق میں توبہ پر قائم رہے کی دھاکا کرے اسکی توبہ پر قائم رہنا توبہ کر نیکی

وخلقته من طین والی هؤلاء الانشارة بقوله تعالى للذين اشتروا الحیوة الدنیا بالآخرة فلا یخفف عنهم العذاب

اور او کو بنا یا خاک سی اور اسی طرف اشارہ ہی اس آیت میں جنہوں نے خریدی دنیا کی زندگی آخرت دیگر سونہ ہلکا ہوگا اور پھر عذاب

ولاہم ینصرون وعلمہم هذا الغرور اما التصدیق بمجرّد الایمان والتصدیق بالبرہان اما التصدیق بمجرّد الایمان

اور نہ انکو مدینہ پہنچی کی اور اس دہوکہ کا علاج یا تصدیق نری ایمانی سی یا تصدیق برہانی سی پھر نری تصدیق ایمان کی

فہو ان یصدق الایات الواقعة فی القرآن من جملتها قوله تعالى ما عندکم ینقذ و ما عند اللہ باق وقوله نعالی

تو یہ ہی کہ ایت کی جو کہ قرآن میں آئی ہیں تصدیق کری جنہیں سی ایک یہ آیت ہی جو تم پاس ہی چڑھا دی اور جو اسد پاس ہی سوچنا ہی اور ایک یہ آیت

والآخرة خیر والبقی وقوله تعالى وما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور فآذنه علیہ السلام قد اضر بد الشطوائف

اور پھر کہہ بہتر ہی اور رہنی والا اور یہ آیت اور دنیا کا جینا ہی ہی جنس و خاک بیشک نبی علیہ السلام فی بہت کھار کا اسکی خبر سنائی

من الکفار فصدقہ وامنوا بہ ولم یطالبا لبرہان بالبرہان وهذا یمخرہ العامة من الغرور و اما التصدیق

پس انہوں نے سچی مانا اور اس پر ایمان لائی اور کوئی برہان آپ سی طلب نہ کی یہ آیت ایمان ہی کہ حوام لوگ دہوکہ سی بچ جاتی ہیں اور تصدیق برہانی

بالبرہان فہو ان یعرف وجہ فساد هذا القیاس الذی نظمه البلیس فی قلبہ فان کل مغرور فلغرور ذہ سلب و

یہ ہی کہ اس قیاس کی فساد کو معلوم کری جو کہ البلیس نے اپنی دلیں مرتب کیا تھا کیونکہ جو شخص دہوکہ میں آتا ہی تو اسکا کوئی سبب ہوتا ہی

ذلك السبب ہو دلیلہ وکل دلیل نوع قیاس یقع فی القلب و یورث السكون الیہ وان کان صاحبہ لا یشعر بہ

وہ ہی سبب اسکی دلیل ہوتی ہی اور ہر دلیل ایک طرح کا قیاس ہوتا ہی جو دلیں پیدا ہو کر دکھ لکھیں دیتا ہی اگرچہ قیاس والی کو اسکی خبر نہ ہو

ولا یقدر علی نظمه بالفاظ العلماء فالقیاس الذی نظمه الشیطان فی قلب الغرور مرکب من اصلین أحدهما

اور نہ اتنی استعداد ہو کہ علماء کی طور پر عبارت مرتب کر لی پس وہ قیاس جو شیطان نے پہلی ہوئی کی دلیں مرتب کیا تھا دو اصل سی مرکب ہی ایک تو یہ

الدنیا نقذ والآخرة نسئة وهذا اصحیح والثانی النقذ خیر من النسئة وهذا محل التلبیس اذ البلیس الامرکن للامثلة

کہ دنیا نقد ہی اور آخرت اداسی یہ تو صحیح ہی اور دوسرا یہ کہ نقد بہتر ہوتا ہی اور دوسری یہ ہے کہ دہوکہ کی کیونکہ کلیہ یوں نہیں ہی

بالاذا کان النقذ مثل النسئة فی المقدار والمقصود ہو خیر منها واما اذا کان اقل من النسئة فالنسئة خیر منه

بلکہ نقد اور اداسی دونوں اگر مقدار اور مقصود میں برابر ہوں تو جب تو نقد بہتر ہی اور اگر نقد مقدار میں اور دوسری کتر ہو تو یہ نقد اور دوسری بہتر ہوتا ہی

فان هذا المغرور یدل فی تجارتہ درہما نقذا لیاخذ عشرة نسئة ولا یقول النقذ خیر من النسئة وکن اذا

کیونکہ یہ مغرور ہی اپنی تجارت میں ایک روپیہ نقد خرچ کرتا ہی تاکہ دس روپیہ اداسی یعنی انجام کو حاصل کری اب نہیں کہتا کہ نقد بہتر ہی اور دوسری اور ایسی ہی اگر

حاضر الطیب من الفواکہ ولذا یند الاطعمہ یتزک ذلك فی الحال خوفا من الم المرض فی الاستقبال والتجار کلہم

طیب میوی اور لذت دہا تو کسی منع کر دی تو آئینہ کو محفوظ کا ملا فوراً چھوڑ دیتا ہی اور تمام تجارت پیشہ

یرکبون التجار ینتارون مشاق الاسفار فی الحال لاجل الرج والراحة واللذذ فی الاستقبال فاذا کان العشر فی

دریا کا سفر اور سفر کی مشقتیں بالفعل کو ادا کر لیتی ہیں آئینہ کی منفعت اور آرام اور لذت کی خاطر یہ چاہتے ہی کہ

الاستقبال خیر من الواحد فی الحال وکن اذا کان الرج والراحة واللذذ فی الاستقبال خیر من الالم والمشفقة فی

حال کا ایک سی اور ایسی ہی آئینہ کی منفعت اور راحت اور لذت حال کی الم اور مشقت سی بہتر ہوتی تو

الحال ففقس لذة الدنیا و راحتہا من حیث مدتہا بالنسبة الى مدة الآخرة فان اقصى عمر الانسان مائة سنة

پس دنیا کی لذت اور راحت کو باعتبار دنیا کی مدت کی آخرت کی مدت کا نسبت قیاس کر لی کیونکہ انسان کی بڑی سی بڑی عمر سو برس کی ہوتی ہی

قلما ینتجا وزعنا وهو لیس عشر عشر من جزء من الف جزء من مدة الآخرة فکانہ ترک واحدا لیاخذ الف الف

اس سی بہت کہ مہیسی پاتا ہی سو بہت سا حصہ ہی نہیں ہی ہزار دین حصہ میں کا آخرت کی مدت میں سی گویا اسی ایک کو

من اکہ یعنی کی واسطی ترک کیا

بل لیاخذ ما لا نهاية له هذا من حيث المدة وأما من حيث النوع فلذات الدنيا مكدرة مشوبة بانواع الآلام
 بلكي نهيت كي واسطی یہہ افزایش تو اعتبار مدت کی ہی اور باعتبار خوبی قسم کی سودنی کی لذتیں طرح طرح کی ام سی مکر اور سختیوں سی اودہ ہیں
 والمشدائد ولذات الآخرة صافية غير مكدرة فاذن يظهر غلطه في قوله التقدير من النسبة وعند ذلك
 اور آخرت کی لذتیں صاف اور مصفا اسب او کی غلطی صاف ظاہر ہوتی ہی کہ نقد بہتر ہوتا ہی اودہ سی اور اسوقت
 يرجع الشيطان الى قياس اخر وهو ان اليقين خير من الشك والدنيا يقين والآخرة شك فلا يترك اليقين وهذا
 شیطان ایک اور قیاس منظم کرتا ہی اور وہ یہہ ہی یقین بہتر ہوتا ہی شک سی اور دنیا تو یقینی ہی اور آخرت میں شک ہی حقیقین کو ترک نہیں کر سکتی اور یہہ
 القياس اكثر فسادا من الاول لكون كل من اصله باطلا لان كون اليقين خيرا ليس الا اذا كان مثله لا مطلقا
 قیاس پہلی قیاس سی خراب تر ہی کیونکہ اسکی دونوں اصل غلط ہیں پہلی کہ یقین جیسی ہی بہتر ہوتا ہی کہ شک کی مثل ہو دی کچھ کلیہ نہیں ہی
 الا ترى ان التاجر في ثوبه على يقين وفي حصول ربحه شك وكذا المريض يشرب الدواء الشيع الكريه وهو في
 کیا تو نہیں دیکھتا کہ سوداگر اپنی مشقت کو یقین جانتا ہی اور فائدہ ہونی میں شک ہی اور ایسی بیمار کو یقین دوا پیتا ہی تلخی دوا کی تو یقینی ہی
 حرارة الدواء على يقين وفي حصول الشفاء على شك لكن يقول الم حرارة الدواء قليل بالنسبة الى الم امتداد المرض الك
 اور صحت ہونی میں شک ہی پروہہ یہہ کہتا ہی کہ الم کڑی دوا کا نسبت الم زیادتی مرض کی کتر ہی جس میں
 الى الهلاك فمن كان على شك في امر الآخرة يجب عليه ان يقول الصبر في ايام قلائل وهو صمتي الامر قليل بالنسبة
 م رہی جاتی ہیں بہر جگہ آخرت کی باب میں شک ہو تو اوپر یہہ تصور واجب ہی کہ صبر کرنا چند روز کا یعنی آخر حیات تک بہ نسبت
 الى ما يقابل من امر الآخرة فان كان ما يقال فيه كن بافنا يفوتني الا التمتع ايام حياتي وقد كنت في العدم من الان
 اپنی مقابل یعنی آخرت کی کتر ہی کیونکہ آخرت کا حال جو مشہوری اگر جھوٹ نکلا تو میرا سوا عیش زندگی کی کیا جائے گا اور یہہ شک میں ازل ہی
 الى الان واحسب اني بقيت في العدم ولم اتعمد ان كان ما يقال فيه صدق البقي في النار طويلا وهذا ما
 اب تک نابود ہی تھا میں سمجھتا ہوں کہ میں معدوم ہی ہم عیش حاصل نہوا اور اگر یہہ مشہور ہی ہوا تو میں زمانہ دراز تک آگ میں جلونگا اس مصیبت کی طاقت
 لا يطاق به وكذلك قال على بعض المحررين المنكرين للآخرة ان كان ما قلتم حقا تخاضتم وتحلصنا وان كان
 ہرگز نہیں ہی ایسا ہی علی رضی اللہ عنہ ان ایک طبعی جو آخرت کا منکر تھا جواب میں یہہ فرمایا جو کہتا ہی اگر ہی ہوا تو تم ہی بھی اور ہم ہی بھی اوسا کہ
 ما قلنا حقا تخاضنا وهل كنتم وليس هذا القول منه على شك في الآخرة بل كالمحذر على قدر عقله ودين له
 ہمارا قول حق ہوا تو ہم ہی بھی اور تم ہر گئی اور یہہ قول علی کا آخرت میں کچھ شک کی راہ ہی نہ تھا بلکہ طبعی او کی عقل کی موافق کلام کیا اور او کو ظاہر کر دیا
 انه وان لم يكن متيقنا فهو مغرور وأما الأصل الثاني الذي هو ان الآخرة شك فهو باطل ايضا لان ذلك يقين
 کہ بلا مشہد اگر وہ نہیں یقین دیکھتا تو وہ دہوکہ میں ہی اور اس قیاس کی دوسری اصل یعنی آخرت مشہوک ہی یہہ ہی باطل ہی اس لیے کہ مؤمن کی نزدیک
 عند المؤمن وإيمانه يدفع غرور الشيطان لانه اذا انزل الله تعالى وضيع الاعمال الصالحة ولا يسلم المعاصي
 یقین بات ہی ایمان کا ایمان شیطان کی فریب کو دفع کر دیتا ہی پراستا ہی کما سی جب احکام الہی کو ترک اور اعمال صالحہ کو ضائع کیا اور معاصی
 والمنكرات يكون مشاركا للكفار في هذا الغرور لانه وان كان معترفا بكون الآخرة خيرا من الدنيا لکنه
 اور منکرات میں مبتلا ہوا قیاس دہوکہ میں کہ کفار کا شریک ہو گیا اوسا کہ اگرچہ آخرت کو دنیا سی بہتر جانتا ہی اور آخرت کرنا ہی پر دنیا کی طرف رغبت ہو کر ن
 الى الدنيا واترها على الآخرة واستحق ان يكون من اهل النار كالکفار الا ان امره يكون اخف لان اصل الایمان
 دنیا کو آخرت پر پسند کر لیا ہی اور سنو اور ہی کہ کفار کی طرح نادری ہو دی لیکن اسکا حال بہ نسبت کفار کی خفیف تر ہی کیونکہ اصل ایمان
 ينقيه من العذاب الابدي ويخرجه من النار ولو بعد حين وهذا هو فائدة مجرد الايمان وحده وأما
 ابدی عذاب سی بجا کر دوزخ میں سی نکال دینا اگرچہ کچھ مدت کی بعد اتنا تو فائدہ نری ایمان کا ہی اور

القول بالمقصود فلا یکنفی له مجرد الايمان وحده بل لابد من ضم العمل الصالح اليه كما يدل عليه آيات القرآن

من جملتها قوله تعالى قل فی اعقابکم ^{سوا من ذلک} کتاب وامن وعمل صالحا ثم اهتدی وقوله تعالى ان رحمته الله قريب ^{حاصل کرنا در کتاب}

وقوله تعالى والعصر ان الانسان لکفر خسر الا الذين آمنوا وعملوا الصالحات فوصل المغفرة فی کتاب الله تعالى منوط ^{او نہیں کسی ایک یہ آیت ہی اور میری بخشش ہی اور سپر جو خوب کری اور یقین لاوی اور کری بہلا کام بہراہ پر رہی اور یہ آیت بیٹک ہر اس کی نزدیک ہی اور کسی}

بالایمان والعمل الصالح جمیعاً بالایمان وحده فمن اقر بلسانه ان الاخرة خیر وابقى ثم ترك العمل واشتغل بالمعاصی ^{اور یہ آیت قسم دیتی ہے کہ مقتدر انسان پر تو تیری مگر جو یقین لائی اور کسی پہلی کام پس کتاب اس میں بخشش کا وعدہ ایمان}

فهم من المغفرة من بالدنيا والمسرورين بها والمحبين لها والكارهين للموت خيفة فوات لذاتها لا خيفة فوات لذات ^{اور عمل صالح دون پر موقوف ہی نری ایمان پر نہیں پر جسکی ایمانی بہرہ افزا کر کیا کہ آخرت بہتر اور سخی والی ہی پر عمل خیر ترک کر کر معاصی میں مشغول ہوا}

الآخرة وحصول عقابها فهو كراهة هم الدين غرتهم كحياة الدنيا وهم عن الآخرة هم غفلون والدين هم بالله الغرور ^{قوله دنیا کی دہوک میں آ کر ہوا ہی دنیا پر خوش ہوتا ہی اور اوی محبت میں موت سی ڈرتا ہی مباد دنیا کی لذت فوت ہو جاوی یہ خوف نہیں ہی کہ آخرت کی لذت}

فهم الذين يجهلون الاعمال ويشغلون بالمنكرات ويقولون ان الله كريم رحيم نرجو رحمته ومغفرته وهذا ^{الآخرة وحصول عقابها فهو كراهة هم الدين غرتهم كحياة الدنيا وهم عن الآخرة هم غفلون والدين هم بالله الغرور}

الکلام وان كان صحيحا في نفسه مقبولا في القلوب الا ان الشيطان لا يخفى الانسان الا بكلام مقبول الظاهر ^{فوت ہو کر عقاب ہونی لگی سو یہ وہ لوگ ہیں جنکو دہوک دنیا کی زندگی کی اور وہ آخرت سی بی خبر ہیں اور جنکو دہوک میں ڈالا اللہ کی نامی غرور}

بل انهم يجهلون حقيقة ما يستحقون من العقاب والى ذلك يرجع قوله الكيس ^{وه دی لوگ ہیں جو اعمال میں سستی کرتی ہیں اور منکرات میں مشغول ہوتی ہیں جو کہی ہیں کہ اللہ کریم اور رحیم ہی اوی رحمت اور مغفرت کی امید ہی یہ}

فرد والباطن ولو لاحسن ظاهره لما اتخذت به القلوب لكن النبي عليه السلام كشف عن ذلك بقوله الكيس ^{بالت اگر چه حقیقت میں راست ہی دل مانتی ہیں پر انسان کو شیطان ایسی ہی بات سی پہنچاتا ہی جو ظاہر میں مقبول ہو}

من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هو لها وتمني على الله وهذا التمني هو الغرور الذي غر ^{مرد و الباطن ولو لاحسن ظاهره لما اتخذت به القلوب لكن النبي عليه السلام كشف عن ذلك بقوله الكيس}

الشيطان اسمه وسماه رجاء حتى خدعه به كثير من الناس وقد نشر الله الرجاء بقوله الذين آمنوا وهاجروا ^{من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هو لها وتمني على الله وهذا التمني هو الغرور الذي غر}

وجاهدوا في سبيل الله اولئك يرجون رحمت الله وقيل الحسن قوم يقولون نرجو الله ويضيعون العمل فقال ^{رجاء نام کہنا ہی یہاں تک کہ بہت لوگوں کو اس فریب میں لی لیا ہی اور رجاء کی شرح اللہ تعالیٰ فی اس آیت میں آپ کر دی ہی جو لوگ ایمان لائی اور ہجرت کی}

هيئات هيئات تلك ما نهم يترددون فيها من رجاء شيئا طلبه ومن خاف شيئا هرب منه وكما لا ينبت في ذلك ^{وجاهدوا في سبيل الله اولئك يرجون رحمت الله وقيل الحسن قوم يقولون نرجو الله ويضيعون العمل فقال}

نزع الا بالحراثة كذلك لا يحصل في الآخرة اجر وثواب الايمان والعمل وكما كان معنوها من رجاء ولما لم ينك ^{هيئات هيئات تلك ما نهم يترددون فيها من رجاء شيئا طلبه ومن خاف شيئا هرب منه وكما لا ينبت في ذلك}

ونك ولم يجامعوا جامع ولم ينزل كذلك يكون معنوها من رجاء رحمة الله تعالى ولم يؤمنوا امن ولم يعمل ^{نزع الا بالحراثة كذلك لا يحصل في الآخرة اجر وثواب الايمان والعمل وكما كان معنوها من رجاء ولما لم ينك}

الصلوات او عمل الصالحات ولم يترك السيئات وكما ان من نك وجامع وانزل ينبغي له ان يرجو حصول الولد ^{ونك ولم يجامعوا جامع ولم ينزل كذلك يكون معنوها من رجاء رحمة الله تعالى ولم يؤمنوا امن ولم يعمل}

بمكرى يا اعل صالح في كرى ^{الصلوات او عمل الصالحات ولم يترك السيئات وكما ان من نك وجامع وانزل ينبغي له ان يرجو حصول الولد}

بمكرى يا اعل صالح في كرى ^{بمكرى يا اعل صالح في كرى}

وان یخاف عدم حصوله كذلك ان من عمل الصلوات وترك السیات ینبغي له ان یرجو حصول

اور اولاد نہونی کا بھی خوف کری ایسی ہی جو شخص ایمان لایا اعمال نیک کئی اور برائیوں چھوڑ دین تو اس کو ملایق ہی کہ اجر اور ثواب کا

الاجر والثواب وان یخاف عدم حصوله فالواجب علی المؤمن ان یتوب عن السیات ویدوم علی الطاعات

متوقع ہووی اور محرومی ہی ڈنتا ہی پس مؤمن پر یہ واجب ہی کہ برائیوں سے توبہ کری اور ہمیشہ طاعات کرتا ہی

ثم یمکن بین الخوف والرجاء ولا یقنط من رحمة الله تعالى ولا یأمن من عذاب الله تعالى فان المنعم فی العا

بہر خوف اور رجاء دونوں ہی اور اس کی رحمت سے نا امید اور عذاب الہی سے بخوف نہ ہو بیشک جو شخص گناہوں میں مبتلا ہی

قد یخطر له التوبة فیقول له الشیطان انی یقبل توبتك مع ارتکابك امثال تلك الذنوب فیجب عند

لکی دل پر شک ہی توبہ کا خیال آتا ہی براؤ کو شیطان یوں ہنگامی تیری توبہ کب قبول ہوتی ہی تو ایسی ایسی گناہوں میں گرفتار ہی پس ایسی حالت میں واجب ہی

ذلك قمع القنوط بالرجاء ویقول ان الله کریم رحیم یغفر ذنوب التائبین لانه تعالى قل وانی لغفار

کہ نا امید کو دفع کر کر امید وار ہو جاتا جا ہی اور کہی کہ بیشک اس کی رحمت اور رحیم ہی توبہ کرنے والوں کی گناہ معاف کرتا ہی اسلی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی انی لغفار الذین

تاب وودع قبول التوبة وقال وهو الذي یقبل التوبة عن عبادة فان التوبة طاعة تکفر الذنوب کلها

توبہ کری اور توبہ قبول کر لیا وعدہ کیا فرمایا اور وہ ہی ہی جو قبول کرتا ہی توبہ اپنی بندوں سے بیشک توبہ ایسی عبادت ہی کہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ سب سے

صغیرها وکبیرها حتی الکفر بخلاف سائر الطاعات فانها لا تکفر الا الصغائر فمن توقع المغفرة مع التوبة فهو

دیتی ہی بیان تک کہ کفر بخلاف تمام اور عبادات کی سوا اور عبادت صرف گناہ صغیرہ کو اتار دیتی ہیں بہر جو شخص توبہ کر بخشش کا امیدوار ہو تو وہ

سراج وتوقع المغفرة مع الاصرار فهو مغرور وكل توقع یورث التوبة والتشمیر علی العبادة فهو رجا وکل توقع

ناجی ہی اور گناہ ہر اڑا ہوا بخشش کی توقع کری تو وہ مغرور ہی جس توقع میں توبہ اور عبادت کا غم حاصل ہووی وہ ہی رجا ہی اور جس توقع میں

یوجب الفتور فی العبادة والركن الی البطالة فهو غرور فان من خطر له ان ینترك الذنوب ولیشتغل بالعبادة

عبادت میں قصور اور بہر دوگی کی طرف رغبت آوی وہ ہی غرور ہی کیونکہ جسکی دل میں یہ خیال ہی کہ گناہ سے بچوں اور عبادت کروں

یقول الشیطان له مالک تؤذی نفسك وتعذبها والشر رب کریم غفور رحیم فیغتر بذلك عن التوبة والعبادة

تو شیطان کو یہ سوسوسہ دیتا ہی تجھ کو کیا ہوا اپنی جان کو تکلیف اور عذاب دیتا ہی تیرا پروردگار تو کریم اور غفور اور رحیم ہی سوس فریب میں آکر توبہ اور عبادت سے باز رہتا ہی

فهذا غرور وعند ذلك یجب علی العبد ان یستعمل الخوف ویخوف نفسه بنضب الله تعالى وعظیم عقابه

سو یہ ہی غرور ہی البیچ التبعین ضروری کہ آدمی خوف کری اور اپنی نفس کو غضب الہی اور اس کی بڑی عذاب سے ڈراوی او کو یہ سمجھاوی

ویقول لها ان الله تعالى كما كان غافر الذنوب وقابل التوبة فهو شدید للعقاب ایضا وأنه مع کونه کریم

کہ اللہ تعالیٰ جسے گناہ معاف اور توبہ قبول کرتا ہی پس وہ عذاب ہی بہت بڑا کرتا ہی اور کریم اور رحیم ہوکر

رحیم یمکن له ان یسلب العذاب والحق والافراط والعلل والفقر

کھا کر دیتا غنیمت قدیم کی ہی ڈال رکھا ہی باوجودیکہ او کی کفر سی او کا کیا ضرر تھا ملک میں کی اندر اپنی بندوں پر عذاب سخت اور بکھ اور ہاری اور فقیری

والجوع علی عبادة فی الدنیا مع کونه کریم رحیم قادر علی انزل المتأفنین کان سسته فی عبادة كذلك کیف یغتر به

اور بہر کہ تعینات کر دیتا ہی حال یہ کہ کھمچو اور رحیم ہی قدرت والا سب تکلیفیں دور کر سکتا ہی بہر جسکا بندوں کی حق میں یہ سطر ہو تو آدمی کب فرہشت

العبد ولا یخافه وقد خوفه عقابه ورجاء اکثر الخلق فی هذا الزمان هو سلب فقرهم عن العمل واقبالهم علی الله

ہو سکتا ہی کہ اس کا خوف اور بھاری اور وہ بیشک اپنی عقاب سے ڈرا سکتا ہی اور اس زمانہ میں اکثر خلق کو رجاء ہی کہ عمل میں سست دنیا پر متوجہ

واعراضهم عن طاعة الله تعالى واهمالهم للمسعی للآخرۃ وهم لا یعلمون انه غفور ولس یرجاء وقد أخبر النبی علی السلام

آخرت کی سعی میں جست کو ضعیف کر دیتی ہی اور یہ نہیں سمجھتی کہ یہ شیطان ہی دہوکہ ہی بھانپیں ہی اور بیشک نبی علیہ السلام فرمادی

طاعت الہی ہی پرواہ

ان الغرور یسلب علی اخر هذه الامة قال الامام الغزالی قد کان ما اخبر به النبی علیه السلام فان الناس فی الزمان
 یکی ہیں کہ غرور آٹھ کوس اور کج خلق اور کج کردار ہیں کہ نبی علیہ السلام کی جو خبر دی تھی وہ ہو گئی کیونکہ اول زمانہ میں لوگ ہمیشہ
 الاول کانوا یأثمون علی الطاعات والعبادات ویبذلون فی الاحترار عن الشبهات والشبهات ومع ذلك کانوا
 طاعت اور عبادت میں مشغول رہتے تھے اور شہوات اور شہوات سے خوب بچتے تھے اور ہر پہلی اپنی حال پر

یخافون علی انفسهم ویبکون فی الخلوۃ وآما الان فترى الخلق آمنین فرحین غیر خائفین مع اصحابہم علی
 ڈر رہتے تھے اور تنہائی میں روکا کرتے تھے اور اب اس زمانہ میں دیکھتے ہو کہ خلقت امن کی اندر خوش و غور میں خوف و ہراس معاصی پر اڑی ہوئی
 المعاصی وانہما کم فی الدنیا واعراضہم عن طاعة الله تعالى ویزعمون انہم واثقون بکرم الله تعالى وفضله و
 اور دنیا میں کہیں ہوئی طاعت الہی سے بی پرواہی اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی کرم اور فضل پر بڑا ہر وسوسہ ہی افساوی

سراجون لعقۃ ومغفرۃ ویقولون ان نعمته واسعة ورحمته شاملة واین معاصی العباد فی بحار مغفرۃ وسمون
 دیکھ کر نور بخشش کی امید ہے اور کہتے ہیں کہ اس کی نعمت فراخ ہے اور رحمت تمام اور بندوں کی معاصی کی اوکی دیکھ کر مغفرت میں کیا اصل ہے اور اس تمنی
 تمینہم واعتبر انہم رجلء ویقولون ان الرجاء مقام محمۃ فی الدین فکانہم یزعمون انہم عرفوا من کرم الله تعالى و
 اور اعتبرا کہ نام رجاء کہم جہڑا ہے اور کہتے ہیں کہ رجاء دین میں بہت بڑا مقام ہے سو گویا یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کا کرم اور فضل

فضله مالم یعرفہ الانبیاء والصحابۃ والسلف الصالح المجلس الثامن والستون فی بیان فضیلة التقوی
 ایسا جانتے ہیں کہ انبیاء اور صحابہ اور سلف صالحین نہیں جانتے تھے اہلسنیہ میں مجلس تقوی اور حسن خلق کی فضیلت میں اور بیان دونوں کی حقیقت کا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتدرون ما اکثر ما یدخل الناس الجنة تقوی الله وحسن الخلق هذا الحدیث
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو کیا چیز ہے جو جنت میں لوگوں کو زیادہ بجاوگی پہنچے گا اور حدیث نیک یہ حدیث

من حسن المصابیر رواہ ابوہریرۃ ومعناہ ان اکثر اسباب السعادة الابدیۃ انما یحصل بالجمع بین ہاتین الخصلتین
 مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہے ابوہریرہ کی روایت سے اس کی معنی یہ ہے کہ اکثر سبب سعادت ابدی کا بدوں جمع کرنا ان دونوں خصلتوں کی حاصل نہیں ہو سکتا

فان التقوی اشارۃ الی حسن المعاملة مع الخلق وحسن الخلق اشارۃ الی حسن المعاملة مع الخلق فعلى هذا ینبغی
 کیونکہ تقوی ہی اشارہ طرف نیک معاملہ کی ہے ساتھ خلق کی اور حسن خلق اشارہ طرف نیک معاملہ کی خفت سی اسکی موافق لایق ہے

لمن علم ان سعادة الدنیا فانیۃ وان سعادة الآخرة باقیۃ ان یجتار سعادة الآخرة علی سعادة الدنیا وسعادة
 اور جو یہ جانتا ہے کہ سعادت دنیوی فنا ہونے والی ہے اور سعادت اخروی رہتی والی کہ سعادت اخروی کو سعادت دنیوی پر پسند کرے اور سعادت

الآخرة لا یحصل الا بتقوی الله تعالى لان حسن الخلق وان ذکر معہا اہتما ما یبشأنہ الا انہ داخل فیہا لانہا عبارة عن
 اخروی بدوں تقوی الہی کی حاصل نہیں ہوتی کیونکہ حسن خلق اگرچہ اسکی ساتھ عظمت شان کی لئی مذکور ہے پر وہ تقوی ہی میں داخل ہے اسلی کہ تقوی ہی ہے

اجتناب المنکرات والمنہی عنہا واتیان المعروفات والمأمور بہا وہا یحصل خیرات الدنیا والآخرة اما الخیرات الدنیویۃ
 منکرات اور ممنوعات سے بچنا اور امور حسنہ اور خدا کی فرمودہ کو بجالانا اور اسی میں دنیا اور آخرت کی خوبیاں موجود ہیں یہ خوبیاں دنیا کی

فمنہا الحفاظ والحراسة كما قال وان تصیروا وتفقوا لا یضرکم کیدہم شیطا ومنہا النجاة من الشدائد والزلف من
 ایک اور میں حفاظت و نگہبانی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اگر تم ہمتی رہو اور جتنی دیکھو بگڑ بگڑا تو انکی قریب سے اور ان میں سے سختیوں سے نجات پائی اور خطر و زلف

الحلال كما قال الله تعالى ومن یقت الله یجعل لہ مخرجاً ویرزقہ من حیث لا یحتسب واما الخیرات الآخرویۃ
 چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور جو کوئی اللہ سے ڈرے وہ کدی اور کدازہ اور روزی دی اور جو چاہے اور جو خیال نہو اور آخرت کی خوبیاں سے یہ ہے

فمنہا اصلاخ العمل كما قال الله تعالى یا ایہا الذین امنوا اتقوا الله وقولوا قولا سلیدا یصلحکم اعمالکم ومنہا
 درستی عمل کی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ای اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اللہ سے سیدھی کہ سنو اور دیکھو تمہاری کام اور ان میں سے

قبول العمل كما قال الله تعالى انما يقبل الله من المتقين ومنها الاكرام والاعزاز كما قال الله تعالى ان اكرم
 قبول عمل کی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ قبول کرتا ہے سوا دوسروں سے اور ان میں سے اکرام اور عزت چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک عزت اللہ کی ہاں
 عند الله اتقاكم ومنها البشارة كما قال الله تعالى الذين آمنوا وكانوا يتقون لهم البشري في الحياة الدنيا
 اور اس کو میری جگہ دے گا اور ان میں سے مراد چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ یقین لائے اور پوری پرہیزگاری کرتے اور کوئی خوش فہمی دنیا کی جیتی
 وفي الآخرة ومنها النجاة من النار كما قال الله تعالى ثم ينجي الذين اتقوا وندم الظالمين فيها جثيا ومنها الخلود
 اور آخرت میں اور ان میں سے دوزخ سے نجات چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر کیا لینگے ہم اور جو جوڑی رہے اور جو پڑے لینگے گنہگاروں کو اور ان میں سے جنت
 في الجنة كما قال الله تعالى لكن الذين اتقوا ربهم لهم جنت تجري من تحتها الأنهار خالدين فيها وهم فيها لا يملون
 میں ہمیشہ کو رہنا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لیکن جو لوگ ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور کوئی باغ میں جسکی نیچی بہتی ندیاں رہ پڑی اور ان میں سے درجہ بلند
 العليا والمرتبة القصوى التي هي محبة الله تعالى كما قال الله تعالى ان الله يحب المتقين ولولم يكن في
 اور انہا کا مرتبہ یعنی محبت الہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ کو خوش آتی ہیں احتیاط والی اور اگر تقویٰ میں
 التقوى سوى هذه الخصلة لكفت فكيف لا يسعى العبد في تحصيلها مع ان لها فضائل كثيرة سواها و
 سوا کی کوئی خصلت نہ ہوتی تو بھی کافی تھی پھر آدمی کیونکر نہ سعی کرے اور کو حاصل کرے باوجودیکہ وہ میں اسکی سوا بہت فضیلتیں ہیں اور
 القرآن مملو بذكر فضائلها فانه تعالى قال في آية الله ولى المتقين وقال في آية أخرى والعاقبة للمتقين
 قرآن اسکی فضائل سے پری بیشک اللہ تعالیٰ ایک آیت میں فرماتا ہے اللہ رفیق ہی درخیزاں کا اور دوسری آیت میں فرمایا اور آخرت میں ہی در والوں کا
 وقال في آية أخرى وائرلفت الجنة للمتقين وغيرها الآيات الدالة على فضيلة التقوى فانه تعالى قد صرح
 اور ایک اور آیت میں فرمایا اور نزدیک لائی گئی بہشت در والوں کی اور سوا اسکی اور آیتیں جو تقویٰ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بیشک
 بها الاولين والآخرين من حيث قال وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ آوَوْا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَأَيَّاكُمْ أَنْ اتَّقُوا اللَّهَ الْعَظِيمَ
 پہلے اور پچھلے کو وصیت کی ہے چنانچہ فرماتا ہے اور میں نے کہہ رکھا ہے پہلے کتاب والوں کو اور تم کو کہ ڈرتے رہو اللہ سے حاصل یہ ہے
 انها اجتمع كل خير وهي في اللغة فرط الصيانة وفي عرف الشرع عبادة عن التوقى عما يضر في الآخرة من فعل أو
 کر اس میں تمام خوبیاں جمع ہیں اور تقویٰ لغت میں خوب احتیاط کرنے اور عرف شرع میں ایسی اعمال سے بچنے کو کہتی ہیں جو کرنی سے چھوڑنے سے آخرت میں ضرر
 ترك فيلزم اجتناب الكبائر بالاتفاق في تحصيلها وعند البعض يلزم اجتناب الصغائر ايضا
 پہنچاوی سوا اسکی حصول تقویٰ کی کیا برسی بچتی رہنا بالاتفاق لازم ہے اور بعضوں کی نزدیک تقویٰ کی کئی صغائر سے بھی بچنا ضروری
 في تحصيلها وهو الحق وقيل لا يلزم اجتنابها لانها مكفرة عن مجتناب الكبائر
 اور یہی قول حق ہے اور کوئی کہتا ہے صغائر سے اجتناب ضروری نہیں کیونکہ صغائر اسکی اور بڑی میں جو کبار سے بچتا ہے
 فلا يستحق العبد بها العقوبة لقوله تعالى ان يجتنبوا كبائر ما تنهون عنه نكفر عنكم سيئاتكم لكن هذا خطأ
 سو ہندہ صغائر کی بدلہ سزاوار عقوبت کا نہیں ہوتا اس آیت سے اگر تم بچتی رہو گے بڑی چیزوں سے جو تمکو منع ہوئیں تو ہم او تار دینگے کسی قصیر میں تمہاری لیکن یہ لائی
 مخالف لقواعدها لان العقاب على الصغيرة جائز عندهم ولو مع اجتناب الكبائر لان بعض المفسرين
 خطا اور اہل سنت کی قواعدی خلاف ہے کیونکہ اہل سنت کی نزدیک صغیر پر ہی عذاب کرنا جائز ہے اگرچہ کیا برسی بچتا ہے بعض مفسرین نے اس آیت میں کیا برسی مراد
 حملوا الكبائر في الآية على انواع الشرك كشرک اليهود والنصارى والمجوس وغيرهم لان المطلق عند عدم القرينة
 اقسام شرک لے میں جیسی یہود اور نصاریٰ اور مجوس وغیرہ کا شرک کیونکہ مطلق سے بدون قرینہ کی فرد کامل لفظ مراد ہوتا ہے اور
 ينصرف الى الكامل وهو الشرك ولا يتعين تكفير غيره بل يبقى في مشية الله تعالى ان الله لا يعفون ان
 فرد کامل شرک ہی اور شرک سے بچنے میں اور گناہ کا اور نہ مقرر نہیں ہوتا بلکہ مشیت الہی میں رہتا ہے اس آیت سے بیشک اللہ بہت نہیں بخشتا

يُشْرِكُ بِهِ وَيَعْفُو مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ صَعْرَانِ لَا صِرَارَ عَلَى الصَّغَارِ كَبِيرَةٍ فَلَا يَكُونُ مَكْفَرَةً بَلْ لَا بُدَّ مِنْ اجْتِنَابِهَا
 کہ او سکا شریک شہرادی اور اوس سے بھی بخشتا ہی جکو چاہی باوجودیکہ صغیر برحق رہتا کبیرہ ہوتا ہی پھر کفار و کب ہوسکیگا جبکہ اوی بھی اجتناب ضروری ہی
 وَقَدْ رَوَى عَنْ عَطِيَّةٍ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَا يَبْلُغُ الْعِيدَانِ يَكُونُ مِنَ الْمُتَّقِينَ حَتَّى يَبِيعَ مَا لَا بَأْسَ بِهِ حَذَرًا
 اور عطیہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا آدمی جو حجہ تقوی کا نہیں پاتا جب تک لا باس کو نہ چھوڑی بخوف ابتلا اونی دلتگی
 عَمَّا بِهِ بَأْسٌ هَذَا الْحَدِيثُ نَصٌّ فِي لزوم اجتناب الصغائر في تحصيل التقوى لانها على تقدير كونها مكفرة عن محبتك
 اس حدیث سے صاف ظاہر ہی کہ اجتناب صغائر سے واسطی حصول درجہ تقوی کی ضروری ہی کیونکہ صغائر کو مانا کہ کیا یہ کی بچنی دالی اسی اور جاتی ہیں
 الْكِبَائِرُ يَكُونُ هَمًّا لَا بَأْسَ بِهِ فَيَلْزَمُ اجْتِنَابُهَا مَعَ ان للمعنى التقوى الذى هو شرط الصيانة يقتضى اجتناب الكبائر و
 پر لا باس بہ میں تو داخل ہیں پس صغائر سے اجتناب لازم ہی باوجودیکہ لغوی معنی کی رعایت یعنی خوف احتیاط کرنی تقاضا یہی کہ کبار سے اور
 الشبهات ايضا لكن لا حترار عن جميع الشبهات لا يمكن في هذا الزمان كما قال قاضيان في فتاواه ليس جائز ان يترام
 شہادت سے بھی لیکن اس زمانہ میں تمام شہادت سے احتراز نہیں ہو سکتا چنانچہ قاضیان ابنی فتاوی میں کہتے ہیں ہمارا زمانہ شہادت گمانہ نہیں ہی
 الشبهات وعلى المسلم ان يتقى الحرام العائش وكذا قال صاحب الهداية في التجنيس زمانها قبل ستمائة سنة وقد بلغ
 مسلم کا یہی ذمہ ہی کہ حرام ظاہر سے پرہیز رکھی اور ایسا ہی ہدایہ والا تجنیس میں بتایا اور ان دونوں کا زمانہ چہ سو برس سے پہلے ہی اور اب تو
 التاريخ لان ما بلغ ولا شك ان الفساد والتغير يزيدان بزيادة بعد الزمان عن عهد النبوة والسبب في عدم امكان
 زمانہ کا حال ہی سو ہی اور اس میں کچھ شک نہیں ہی کہ عہد نبوت سے زمانہ جتنا دور ہوتا جاتا ہی فساد اور تغیر بڑھتی جاتی ہیں اور اس زمانہ میں شہادت سے
 الاحتراز عن الشبهات في هذا الزمان عدة احوال الاول ان قوام البدن انتظام المعاش ليس الا بالنقود والحبوب ونحوها
 احتراز نہ ہو سکتی کی کئی سبب ہیں اہلیم کہ بدن کی تندرستی اور گزران کا انتظام بدون نقود اور دانہ وغیرہ کی
 مما يخرج من الارض والغالب المستعمل في النقود والفسوخ ليس الا الدراهم وقد صغروها بحيث لا يعلم كم منها يبلغ قدر
 جو زمین سے پیدا ہوتا ہی نہیں ہوتا اور اکثر معاملات کی کرنی اور توڑنی میں چلن سواری درہم کی نہیں ہی سوا کوئی نام کہ کر ڈالا ہی کہ اصلاً معلوم نہیں ہوتا کہ زمین سے کی
 وزن درهم واحد شرعى بل الطامعون من اخساء الفسقة والكفرة لا يزالون يقطعونها حتى صار المقطوع في الدرهم
 درہم برابر ایک درہم شرعی کی ہو سکتی ہیں بلکہ لالچی فرومایہ فاسق اور کفار ہمیشہ درہم کو کترتی جاتی ہیں بیان کہ کتر اہل بچتی سے
 خاليا على غيره وسبب ذلك تركوا وزنها وجعلوها من المعدنات في التباين والاستقراض والفضة وزينة ابدان
 پر ہو گیا ہی اسکا باعث یہ ہوا ہی کہ درہم کو تولنا چھوڑ دیا ہی اور انکو سبوع اور فرض وغیرہ میں محدود نہ ہوا کہ ہا ہی اور چاندی ہمیشہ کا ہی وزنی ہی
 لنص الشارع عليه فلا يتبدل بالعرف لان شرط اعتباره عدم النص وهذا مذهب ابي حنيفة ومحمد ورواية ظاهرة
 شارع او کو صاف فرما چکا ہی سو عرف کی برتاؤ سے بدل نہیں سکتی اسکی کہ عرف وہاں معتبر ہوتا ہی جہاں نص موجود نہ ہو اور یہی مذہب ہی ابو حنیفہ اور محمد کا اور یہ ہی ہی
 عن ابي يوسف في رواية ضعيفة عنه يعتبر العرف مطلقا اذا كانت الفضة وزينة ابدان يلزم بيان وزنها في
 ظاہر روایت ابو یوسف سے اور ایک ضعیف روایت ابو یوسف سے یہ ہی کہ عرف مطلق معتبر ہوتا ہی پھر جب چاندی ہمیشہ کو وزنی ہی تو اسکا وزن بیان کہ دنیا میں
 التباين والاستقراض لان بيان مقدار الثمن شرط صحة البيع ونحوه ومقدار الوزن لا يعلم بالعد كما لا يعلم
 اور قرض میں ضرور ہوا اسکی کہ ثمن کی مقدار بیان کرنی سبوع وغیرہ کی صحت کی ہی شرط ہی اور وزن کی مقدار کتنی سے معلوم نہیں ہوتی جیسی تو ہی
 مقدار العددي بالوزن فاذا لم يبين وزنه يفسد البيع والاجارة والقرض ونحوها فيكون ما اشترى بالبيع
 کتنی معلوم نہیں ہوتی پھر جب اسکا وزن معلوم نہ ہوا تو بیع اور اجارہ اور قرض وغیرہ سب فاسد ہوئی پس جو جو وسیلہ بیع فاسد کی خرید
 من الطعام والجارية فليكن المشتري بعد القبض لكن لا يجعل له اكل الطعام ولا وطى الجارية ولا فحاص منه و
 کہانا یا لونڈی یہ سب بعد قبض کی خریداری ملک ہو گئی پراکو نہ تناول کہانی کا حلال ہی اور نہ صحبت لونڈی کی اور اس سے کوئی غصہ نہیں ہی

معمولاً فی المعنی الشرعی ما حکم وفرض الصیبات
 شرعی معنی میں جہاں تک ہو سکے کہی اور غلطی اور غیب احتیاطی

ولا حيلة فيه الا التمسك بالرواية الضعيفة عن ابي يوسف لتعسر الجمع بين العدل والوزن خصوصا
اور نہ اس میں کوئی حیلہ بجز تمسک اسی ضعیف روایت کی جو ابو یوسف ہی کی کیونکہ گنتی اور قول کا جمع کرنا بہت دشوار ہی خاص کر
فی حق الفقراء وقد تقرر ان الضرورات تبيح المحظورات والثاني غلبة الطمع على الناس بحيث ترى كثيرا
فقراء کی حق میں اور ہمیشہ کٹھن ہوجاتی ہے کہ ضرورت میں ممنوع چیز مباح ہوجاتی ہے دوم سبب لوگوں پر طمع کا غالب ہوجانا چنانچہ تو اکثر لوگوں کو دیکھتا ہی
منهم لا يرضون بحقوقهم ولا يقنعون بحظوظهم بل يتجاوزون الى احرام والثالث غلبة الظلم بين الخلق
کہ اپنی اپنی حق پر راضی نہیں ہوتی اور اپنی اپنی حصہ پر قناعت نہیں کرتی بلکہ احرام تک جڑھ جاتی ہیں اور تیسری خلقت میں ظلم کا پہلو
من الغصب والسرقة والخيانة والتزوير ونحوها والرابع غلبة الجهل على التجار والصناع والاجراء والشركاء
چھین لینا جو لینا خیانت کرنی دغا کرنی اور اغوا سکی چوتھی اصل یا سبب میں جہالت کا غلبہ سودا گروں اور کاروباروں اور مزدوروں اور شرکاء پر
فی الاصل والعلة فلا يراعون شرائط الشرع في معاملاتهم فاذا ن معاملاتهم لا تتناولها ان تبطل فيكون
سود پر لوگ شرعی شرطوں کی رعایت اپنی کاروبار معاملہ میں نہیں کرتی پر اب اونکی معاملات اس سے خالی نہیں یا باطل ہوگی بہرہ
مكسوبهم حراما او تفسد فتنه فتكون مكسوبهم حراما حيث لا يكون ملكا بالقض بل ان امكن الرد
اونکی کا ہی حرام ہوگی یا فاسد اور مکروہ ہوں کی اب اونکی کا ہی خبیث مشکوک ہوگی اور حرام چیز قبضہ کرنی سے مک نہیں ہوجاتی بلکہ اگر اونکی مالک تک
الى صاحبه يجب الرد اليه ويجعل لا يغيره ولا يجوز لاحد اخذه بشراء او اجارة او هبة او صدقة او
بہتادینا ممکن ہو تو بہتادینا واجب ہوتا ہی اور بدولت اسکی گنہگار ہوتا ہی اور کبھی اوسکا لینا جائز نہیں خرید کر یا اجارہ سی یا ہبہ سی یا صدقہ سی یا
انحوها اذا لا يصدر بها احلا وان تعد من الرد الى صاحبه فسد فتنه لا خيرة في الحديث وان كان ملكا
کسی اور جو سی مانند اسکی کیونکہ کوئی وجہ حلت کی نہیں ہی اور اگر مالک تک پہنچنا دشوار ہو تو اسکی راہ بجز صدقہ دینے کی کوئی نہیں اور خبیث مشکوک اگر حق قبضہ کرنی سے مک
بالقبض لكن يجب على مالكة التصديق وبانتم بغيره ولا يجوز لاحد اخذه الا ان يتصدق عليه وهو فقير فاذا
تو ہوجاتی ہی یہ مالک کو واجب ہی کہ صدقہ دیدی اور سوا صدقہ کی گنہگار ہوتا ہی اور کبھی اوسکا لینا جائز نہیں ہی ان جسکو صدقہ دیدی اور وہ فقیر ہو جب
كان كذلك فكيف يمكن المعاملة بالناس في هذا الزمان مع الاحتراز عن الشبهات فان كثيرا ما في ايديهم
حال یہ ہی تو اس زمانہ میں لوگوں سے شہادت ہی بچکر معاملہ کرنا کیونکہ ممکن ہو سکتا ہی کیونکہ اکثر مال اونکی قبضہ میں ہیں
من الاموال اما حراما وخبيثا بسبب ظلم بعضهم بعضا بالغصب والسرقة والخيانة والتزوير ونحوها
یا حرام ہیں یا خبیث مشکوک آپکی ظلم سے بسبب غصب یا چوری یا خیانت یا دغا بازی وغیرہ کی
او بسبب عدم مراعاة شرائط الشرع في معاملاتهم فالأخذ بالقول الاحوط والاحتراز عن الشبهات في هذا
یا اپنی معاملات میں شرعی مشابہت کی رعایت نہ کرنی سے پس محتاط قول کو لینا اور شہادت سے بچنا اس سے
الزمان يستدعي ان لا يعامل مع الناس ويقتضي العزلة عنهم والفرار الى الجبال وسكنى المغارات وبطون الا
زمانہ میں یہ بہت چاہتا ہی کہ لوگوں کی سادہ کوئی معاملہ نہ کیجی اور اسی سراسر انگ ہر کر پہاڑوں میں بہاگ جائی اور غاروں اور ناووں کی اندر آکر ہی
ورتر الغشيب الكلاء وفي هذا حرج عظيم وتكليف بما لا يطاق وكلاهما منفيان في الشرع بالنظر لان الانسان
اور کھانسی سپوش کھالیا کر ہی اور اس میں بڑا ہی حرج اور طاقت سے زیادہ تکلیف ہی اور شرع کی اندر یہ دولہ دولت نص نہیں ہیں کیونکہ انسان کی طبیعت
مدنى بالطبع لا يمكنه ان يعيش وحده بل لابد له ان يعيش مع الناس فيتعين في هذا الزمان لا محالة الاخذ
ملن ساری یہ بہت ہو سکتا ہی کہ کھیل گزراں کری بلکہ بالضرورت اسکی گزراں آدمیوں میں ہوگی پس اس زمانہ میں بالضرورت اور اداری و انتظامی یعنی چاہی
بما قال مجروح من تبعه من المستأجر من جوار اخذ مال الغير باذنه ورضائه وبعض وبغير عوض مالم يعلم كونه
جوامع محمد بنی ہیں اور اونکی تلمیذ بعضی مشایخ کہ غیر کمال اسکی اجازت اور عرضی سے لینا بدلہ میں اور بی بدلہ جب تک صاف معلوم نہ ہو

حراما بعینه تمسکا باصول مقربة فی الشرع من ان الید دلیل المالك وان الاصل فی الاشياء الاباحة وان
 جائز بقیة بین قواعد مقربہ سے تمسک کر کے قبضہ دلیل ملک ہوتا ہی اور اصل شئیہ میں اباحت ہی اور
 الیقین لا یزول بالشک وانما یزول بیقین مثله وان الثمن فی العقود والفسوخ اذا کان من النقود لا یتعین
 یقین شک سے دفع نہیں ہوتا یقین جب ہی جائز ہی تب ویسا ہی یقین ہو اور ثمن عقد اور فسخ میں اگر نقد روپیہ ہوتا ہی تو یقین کرنی ہی
 بالتعین بل یشتب بالذمة حتی لو اشیر الی الثمن بالنقد ودفع غیره یجوز بخلاف البیع فانه یتعین بالعقد حتی
 متعین نہیں ہوتا بلکہ ذمہ پر لازم ہوتا ہی بیان تک اگر ثمن نقد کو اشارہ ہی متعین کری اور وہ اور ذمہ پر دیتی تو جائز ہی بخلاف بیع کی پس بیع عقد کرنی ہی متعین ہوتا ہی
 لا یجوز استبداله باخر واقامتہ مقامہ الا بالفسخ وتکرار العقد وبما قال الکرخی وقد صرحوا بكون الفسخ کلیه
 یہاں تک کہ او کو اور بیع ہی بدل دینا اور بدلہ کو اور کلیہ حکمہ ہر دینا جائز نہیں ہی جب تک پہلے فسخ اور وہ بارہ عقد نکاحا ہی اور تمسک نامام کرنی ہی قول ہی کہ صا کہ جب ہی بین
 فی هذا الزمان ان المشتري بحرام بعینه حلال طیب الا ان یشترک الیہ حین العقد ثم سلم فحرم یكون ملکا خبیثا
 کہ اس زمانہ میں فتویٰ ایسی ہر ہی کہ شئی خریدی ہوئی ثمن معین حرام ہی حلال پاکیزہ ہوئی ہی مگر اس صورت میں کہ عقد کرنی ہوئی اس ثمن حرام کی طرف اشارہ کریں پیروہ ہی مدین
 واجب التصدق ویما ذہب الیہ ابو حنیفہ من ان الخلط المرافع للتمیز استہلاک موجب للمتک والضمآن وبما روی
 پرہ شئی خبیث ہوگی او کا شک کر دینا واجب ہی اور تمسک کرنا امام ابو حنیفہ کی نہ سب ہی کہ ملا دیا وچیز کا جمیع استہلاک باقی نہ رہی ہاں کہ دینا ہی اس میں ملک حاصل ہر طاق ہی ہوتا ہی
 عنه ان سبب الطیب وجوب الضمان لا اذا وہ نعم ما لا یدرک کلہ لا یتزک کلہ فان لا احتراز عن جمیع الشبهات لما
 اور تمسک کرنا جو اس میں روی ہی کہ سبب علت کا وہ ہی ضمان کا لازم آتا ہی اس کا ادا کرنا نہیں ان جو چیز سراسر سیر نہ آوی تو سراسر چھوڑنا چاہئی بیچک احتراز تمام شہات ہی چونکہ
 لم یکن ہمکنا فی هذا الزمان لزم الاحتراز عن الشبهات التي یمکن الاحتراز عنها فی تحقق التقوی لان الطاعة
 اس زمانہ میں ہمکن نہیں ہی تو احتراز کرنا ایسی شہات سے جو کہ سہل ہیں واسطی ثبوت تقوی کی لازم ہی واسطی کا طاعت موافق طاقت کی ہوتی ہی
 بحسب الطاعة فمن اتقى عما فی وسعه من الشبهات یرجى من فضل الله تعالى ان یعفو عنه ما لیس فی وسعه
 پھر جو شخص اپنی مقدرہ پر شہات سے بچتا ہی تو اس کی فضل سی امید ہی کہ اس کو وہ معاف کردی جو اس کی طاقت سے باہر ہی
 ویجعل له ثواب المتقین وأما طعام اهل الوظائف من الاوقاف او بیت المال فهو کسائر المکاسب فان الکسب
 اور او کو ثواب متقین کا عنایت کری اور اس کا مال ذمہ داروں کا اوقاف میں سے مال بیت المال میں سے سو وہ ایسا ہی جیسی اور تمام کئی کیونکہ فائدہ لینا
 بالبیع والاجارة ونحوهما اذا روی فیہ شرائط الشرع کما یمکن حلا طیباً کذلک الوقف اذا روی فیہ شرائط
 بیع اور اجارہ وغیرہ ہی اگر اس میں شرطیں شرعی رعایت کی جاویں جیسی حلال طیب ہوتا ہی ایسی ہی وقف اگر صحیح ہو اور شرطیں وقف کی اس میں
 الوقف یمکن حلا طیباً وکذا بیت المال یحل لمن کان مصرفاً له وأخراً بقدر الکفاية وتقصیل الکفاية علی ما
 رعایت کی جاویں تو حلال طیب ہوتا ہی اور ایسی ہی بیت المال حلال ہوتا ہی اگر او کی قابل ہو اور بقدر کفایت لیا کری اور تقصیل کفایت کی موافق بیان
 فی الاحباء وغیرہ من الکتب فی السلوک ولا فرق بین الوقف و بین بیت المال و بین غیرهما من المکاسب فی کون
 احباء وغیرہ کتب کی سلوک میں اور دعیان وقف اور بیت مال وغیرہ آندنیوں کی اس باب میں کچھ فرق نہیں ہے
 کل منها حل لا طیباً اذا روی فیہ شرائط الشرع وفي عدم کونه حلالاً اذا لم یراع فیہ شرائط الشرع وذكر فی الوقفات
 کہ یہ سب حلال طیب ہیں اگر ان میں شرائط شرعی رعایت کی جاویں اور در ذمہ خبیث ہوئی میں اگر ان میں شرائط شرعی رعایت نہ ہوں اور واقعات میں مذکور ہی
 ان الذين یقضون ویفتون ویشتغلون بالتعلیم ویاکلون من بیت المال فانهم لیسوا عاطلین بالاجرة بل هم عاطلون
 کہ جو لوگ حکم کرتے ہیں اور فتویٰ دیتی ہیں اور درس تدریس میں مصروف رہتی ہیں اور بیت المال میں سے کبھی کبھی سہم لگے یعنی قاضی مفتی مدرس مزدور نہیں ہیں
 لله تعالى واجرهم علی الله تعالى وکذا ما یعطیه الامراء والساداتین من اموالهم الی رجل حلال عالم یعلم انه حرام
 بلکہ یہ کار بار کرتے ہیں اور ان کا اجر خدا ہی اور ایسی ہی جو کلام امراء و ساداتین اپنی مال میں سے کسی کو کچھ دیتی ہیں سب حلال ہی جب تک معلوم ہو کہ شئی خاص حرام ہی

بعبینه تعم درجات المحال کثیرة عالیة بعضها اعلی من بعض لکن فی زماننا لا یمکن الاخذ بالقول الاحوط فی
 دن مرتبه حلال کی است بین ایک سی ایک والا
 برہاری زمانہ میں تقوی کی پاس میں احتیاط کامل پر عمل کرنا ممکن نہیں ہی

التقوی لان الاستقصاء البالغ فی المحال علی قانون الوزع الاعلی فی زماننا مما یفرض فی الحرج وهو مدفوع فی الدن
 کیونکہ حلال کی باب میں ہدایت درجہ کا مبالغہ کافی موافق قواعد اعلیٰ مرتبہ کی برہاری کی ہمارا زمانہ میں بڑا حرج ہوتا ہی اور دین کی اندر حرج نہیں ہی

بل الشرع هو المیزان المستقیم فما لا ید منہ الشرع فهو حلال مرحمة من الله تعالی علی عبادة فاذا تمسک احد بالشرع
 بلکہ شرع سید ہی تراویج جو کو مخرج ابراہیمی وہب حلال ہی ہی یہ اس کی طرف سی بندو کی حال پر کمال رحمت ہی اور جب کوئی شریعت سی سنوادی

فلیس لاحد ان ینکر علیہ لان انکار علیہ استخفاف بالشرع ومن استخف بالشرع یخاف علیہ نزول الایمان
 یہ یہ کہ کا مقدور ہی کہ اوی انکار کری کیونکہ اس پر انکار کرنا شریعت کی تحقیر ہی اور جو شخص شرع کی تحقیر کری اوپر کفر کا خوف ہی

اذا تحقق هذا فالوزع والتقوی فی هذا الزمان ان یجعل ما فی ید کل انسان ملکاً له ما لم یقین انه بعینہ مفسوب
 جب یہ سام ثابت ہو اور وزع اور تقوی اس زمانہ میں یہ ہی کہ جو چیز جس شخص کی قبضہ میں ہی اوہی کی ملک مانی جاوی جتنک یقینی معلوم نہ ہو کہ یہ خاص چیز چھپی ہوئی

او مسروق وان علم یقیناً ان فی ماله حراماً اذ قد قال قاضیان فی فتاواہ سرجل دخل علی سلطان فقدم الیہ شیء
 یاچو رائی ہوئی ہی اگر یہ بات یقینی معلوم ہو کہ اکی ال میں حرام ہی ملاجاری اس کی قاضیان اپنی فتوی میں کہتا ہی کہ ایک شخص حاکم کی پاس گیا حاکم کی اوی کوئی چیز

من الماکولات ان لم یعلم انه بعینہ غصب یحل له ان یاکل لانه لم یعلم بالحرمۃ والاصل فی الانشياء الاباحۃ
 کہا نیکی دی اگر یہ معلوم ہو کہ یہ ہی خاص غصب کی ہوئی ہی تو اس کو کھا لینا حلال ہی اس کی کہ اوی حرمت معلوم نہیں ہی اور اصل شیار میں اباحت ہی

وان علم انه بعینہ حرام لا یحل له ان یاکل منه لانه علم بالحرمۃ وتسل ابو بکر البلخی عن الفقیر انه لو اخذ
 اور اگر معلوم ہو کہ یہ خاص چیز حرام ہی تو کھانا حلال نہیں ہی کیونکہ حرمت معلوم ہو گئی کسی ابو بکر بلخی سی فقیر کا حال پوچھا کہ اونی اگر

جائزۃ السلطان مع علمه ان السلطان اخذها غصباً یحل له ذلك قال ان السلطان ان خلط الدرہم
 عظیم سلطان کا منصوب جان بوجہ کر لیلیا تو کیا او کو یہ حلال ہی جواب دیا اگر سلطان فی درہم ایک قسم کی دوسری

بعضاً ببعض فلا بأس باخذه وان دفع الیہ من الغصب من غیر خلط لا یجوز له اخذه قال الفقیہ ابو الیث
 قسم میں ملائی تو لینی میں کچھ خوف نہیں ہی اور اگر او کو منصوب درہم کی وہ ہی بدول ملائی کی دیدی تو لینا جائز نہیں ہی فقیہ ابو الیث کہتی ہیں

هذا الجواب یستقیم علی قول البیہقی اذ عنده من غصب الدرہم من قوم و خلط بعضاً ببعض ملکاً الغا
 یہ جواب ابو حنیفہ کی قول پر درست ہوتا ہی اس کی کہ نام کی نزدیک اگر کسی درہم کسی سی چین کر ایک کو دوسری میں ملائی تو غصب ملک

ویکون مادیو نالہم و ذکر فی بستان العارفين ان الناس اختلفوا فی اخذ جائزۃ السلطان قال بعضهم یجوز ما
 اور اس کا قضا ہوتا ہی اور بستان العارفين میں مذکور ہی کہ فقہاء میں درباب قبول کرنی عظیم سلطان کی اختلاف ہی کوئی کہتا ہی جائز ہی

لم یعلم انه یعطیه من الحرام وقال بعضهم لا یجوز اما من اجازہ فقد ذهب الی صاروی عن علی بن ابی طالب
 جینکے معلوم ہو کہ یہ حرام کامل دیا ہی اور کوئی کہتا ہی جائز نہیں ہی یہ جو شخص جائز کہتا ہی تو اونی وہ اختیار کیا ہی جو علی بن ابی طالب سی روایت ہی

انه قال السلطان یصیب من الحلال والحرام فما یعطیک فخذہ فانما یعطیک من الحلال وروی عن عمر انه طلیہ السلطان
 کہ فرمایا سلطان کی پاس حلال اور حرام سب آتا ہی یہ جو جو دیتا ہی سو یہی کیونکہ جو جو حلال ہی دیتا ہی اور عری روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی

قال من اعطی نشیئاً من غیر مسئلة فلیاخذہ فانما هو رزق رزقہ الله تعالی وروی عن حبیب بن ابی ثابت انه قال
 فرمایا جو کوئی شخص بی مانگی کچھ دیوی تولی لینا چاہی کیونکہ وہ اسد تعالیٰ فی رزق پہنچا ہی اور حبیب بن ابی ثابت سی روایت ہی کہ کہتا ہی

مرایت ابن عمر بن عباس ان یتھما ہذا یا المختار فی قبل انہما مع کونہ مشہور بالظلم وروی عن محمد بن الحسن عن البیہقی
 کہ سنی ابن عمر ابن عباس دو کو دیکھا ہی کہ اوی کی پاس ہر یہ مختار کا آتا اور وہ دونوں یسلی باوجودیکہ مختار ظالم مشہور تھا اور محمد بن الحسن یہ حنفی اور وہ حادی

عن حماد بن ابی رهم النخعی خرج الی زهیر بن عبد الله الانزلی وكان عاملا علی حلوان یطلب جائزته هو وابو نزر
 مایکرتین کہ برہم نخعی زہیر بن عبد اللہ انزلی کی پاس جب وہ حلوان کا عامل تھا اپنا جائزہ لینے گئی وہ اور ابو نزر ہدی دوتو
 اظہر فی قال لجزوبہ دخل مالہ تعرف شیئا من عطاءہ حراما بعینہ وهذا قول ابی خنیفة المجلس التاسع والستون
 محمد کہتای ہادی یہ ہی سنہی جہتک معلوم ہو کہ کوئی عظیمہ من بعینہ حرام ہی اور یہ ہی قول ابو حنیفہ کا ہی اور ہشتر وین مجلس
 فی بیان لزوم طلب کسب الحلال ولے الطیب من المكاسب واقیمها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 بیان میں تلاش حلال کا ہی اور کونسی کائی پاک ہی اور کونسی بری ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 ان الطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم هذا الحدیث من حسان المصابیر ورتہ ام المؤمنین
 بیچہ پاکیزہ نرتمہا کہانا تمہاری کائی کا ہی اور تمہاری اطاد ہی تمہاری کائی ہی یہ حدیث مصابیر کی حسن صدیوں میں ہی ام المؤمنین عائشہ کی
 عائشة وقیہ تحریر علی الکسب الحلال لان المراد بالطیب هنا الحلال ومعنی الکسب الطلب السعی فی تحصیل
 روایت سی امین کسب حلال کی ترغیب ہی اسلی کہ طیب سی راہیان حال ہی اور کسب کی معنی تلاش اور کوشش برزق کی واسطی
 الرزق واما جعل الولد کسبا لان الولد یطلبہ ویسعی فی تحصیلہ فیکون من جملة کسابه فیجوز لہ ان یأکل
 اور اولاد کو کائی اسلوسی ہر یا کہ اولاد کی طلب ہوتی ہی اور ادا کی لئی سعی کرتی ہیں پس تو اولاد کی مکائی میں داخل ہی اب اوکو جائز ہی کہ اگر
 من کسبه اذا کان محتاجا ولا الا ان یطیب بہ نفسه قال الفقیہ ابو الیث فی بستان العارفین کرہ
 محتاج ہوتی تو اولاد کی کائی میں سی کہانی اور نہیں تو یہ کہادی ہاں اگر وہ دل ہی خوش ہوتا ہو فقیہ ابالیث بستان العارفین میں کہتا ہی بعضی لوگ
 بعض الناس لا یشغلون بالکسب وقالوا الواجب علی کل انسان الاشتغال بعبادة الله والتوکل علیہ وحجۃم
 کسب اختیار کر لیکو کہو کہتی ہیں وہ لوگ یہ کہتی ہیں کہ ہر شخص پر شغل عبادت الہی کا اور اوسپر ہر دسا کرنا واجب ہی اور ادا کی دلیل
 قوله تعالی وما خلقت الجن والانس الا لیسعبدون وقال النبی علیہ السلام ما اوحی الی ان اجمع المال واکن من التاجرین
 یہ حدیث ہی اور میں جن جنائی جن اور آدمی سوا ہی بندگی کو اور یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ وحی نہیں آئی کہ مال جمع کر تجارت کیا کروں
 ولكن اوحی الی ان یسبح یحمد یرکع یرکب وکن من السجدين واعبد ربک حتی یاتیک البقیة وقال صاۃ اهل العلم الکسب
 لیکن یہ وحی آئی ہی کہ تو یاد کر خویان اپنی رب کی اور وہ سجدہ کر نیر المؤمنین اور بندگی کر اپنی رب کی جب تک پہنچی جہنکو موت اور عام اہل علم کہتی ہیں کہ اتنی مزدوری
 بمقدار ما یکفیہ ولعیالہ واجبان مراد علی ذلک فهو مباح ولا یكون الاشتغال بطلب الزیادة حراما اذا لم یزد
 کہ اوسکو اور ادا کی عیال کو کافی ہو واجب ہی اگر اس ہی زیادہ ہوتی تو مباح ہی اور زیادہ کی تلاش اگر ضروری منظور ہو تو حرام نہیں ہی
 به الفخر والریا وحجۃم انہ تعالی قد فرض الفرائض ولا یتاتی اداؤها الا بستر العورة وقوة البدن ولا یحصل ستر العورة
 ان لوگون کی بہہ دلیل ہی کہ اللہ تعالیٰ فی بیسکہ فی البیض ذمہ پر مقرر کئی ہیں اور وہ فرائض بدول ستر عورت اور قوت بدن کی ادا نہیں ہو سکتی اور ستر عورت
 الا باللباس ولا قوة البدن الا بالقوت اذ قال الله تعالی وما جعلنہم جسدا لیاکلوا الطعام وتحصیل القوة واللباس
 بدول پوشاک کی اور بدن کی قوت بغیر کھائی پیتی نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور یہی بدن نہ جائی تھی کہ کھانا نہ کھاوین اور یہی قوت اور لباس کا
 لا یكون فی الغالب الا بالکسب ما ذکر فی انکار ذلک من الحجۃ فالجواب عنه ان یقال ان التیارة اما ان یکون
 اکثر اوقات بدون کسب کی نہیں ہوتا اور جو دلیل سی انکار میں مذکور ہوئی ہی تو اوکا یہ جواب ہی کہ کہیں تجارت یا تو واسطی طلب کفایت کی ہوتی ہی
 لطلب الکفاۃ او لطلب الزیادة علی الکفاۃ وان كانت لطلب الکفاۃ فهي واجبة ما جوف فاما لطلب الزیادة لطلب الکفاۃ
 یا واسطی طلب زیادت کی قدر کفایت پر پہر اگر واسطی طلب کفایت کی ہی تو واجب ہی ایسا شخص ثواب دیا جائتا ہی پہر تو یہ دہندہ
 بہا اشتغالا بالعبادة وان كانت لطلب الزیادة فان کان طلب تلك الزیادة لاستکثار المال وادخارہ لا یضر
 بجای خود عبادت ہی اور اگر تجارت واسطی طلب زیادت کی ہی پہر اگر وہ زیادت واسطی کثرت مال اور خزانہ کی ہو کہ خیرات اور حسنات میں کام نہ آوی

الی الخیرات والحسنات فهو قبال علی الدنيا التي تجر من كل خطيئة فلا يكون الاشتغال بها اشتغالا بالعبادة

تو به توجہ دنیا کی ہی جکی محبت تمام گناہوں کی سزا دہی پس یہ نہ ہند شغل عبادت کا نہیں ہی

بل ان وجب فيها تلبس وخيانة يكون فسقا وظلما وان كان طلبة باليواسي بالفقراء والضعفاء فهي افضل

بلکہ اس میں اگر کچھ فریب اور خیانت ہوگی تو فسق اور ظلم ہی اور اگر یہ طلب علمی ہی کا سال ہی فقرار اور ضعفاء کی مانتہ موت عمل میں کیا

من الاشتغال بالنزول من العبادات البدنية فكيف لا يكون الاشتغال بها اشتغالا بالعبادة وقد ذكر في الاختيار

تو یہ شغل عبادت بدنیہ میں ہی لفون کی طرح ہی سی افضل ہی بہر یہ شغل کیونکر عبادت کا شغل ہوگا حال اگر یہ کچھ اختیار میں ہوگا

ان الرسل عليهم السلام كانوا يكتسبون ويكفون من كسبهم فادم النبي عليه السلام من راع المحنطة وسقما ووصلا

کہ رسول علیہم السلام انہ کا کام کر کے اپنی کمائی سے کھاتی سی پس آدم نبی علیہ السلام کی یہ ہون بوی پہر کو پانی دیا بہر کا ٹی

وحاسمها ولحنها وعجنها وحبزها واكلها ونوح النبي عليه السلام كان نجارا وبرهيم عليه السلام كان بن زاولا

پہر گام پہر پیسیا بہر خمیر بنایا اور کچکا کر کہا اور نوح نبی علیہ السلام کھاتی کا پیسہ کرتی تھی اور ابرہیم نبی علیہ السلام بناری کرتی تھی اور زاول

النبي عليه السلام كان يصنع الدرع وسليمن النبي عليه السلام كان يصنع المكنل من الخوص وتبيننا نحن عليه

نبی علیہ السلام درع بنایا کرتی تھی اور سلیمان نبی علیہ السلام رگ خرا کی زنجیل بنایا کرتی تھی اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سرع الغم وذكر في الاحياء ان اصحاب رسول الله عليه السلام كانوا يتجرون في البر والبحر ويعملون في تحيلهم

بکریان حرابی ہیں اور احیاء العلوم میں مذکور ہی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خنکی اور درمیں تجارت اور اپنی باغوں کی مانند کام کیا کرتی تھی

وهم القدر فيهم لاقتداء بهم ولا يلتفت الى جماعة انكروا ذلك وقعدوا في المساجد زعبيهم طائفة الى ما

اور یہ لوگ سب سے بہتر ہیں انکی پیروی ضرور چاہی اور کہا اعتراض ہی اول لوگوں کا جو اس احتراز کر مسجدوں میں جا بیٹھتے ہیں اور انکی آنکھیں لوگوں کی مال کو تنگ ہی ہیں

في ايدي الناس فيسمون انفسهم متوكلين وليسوا كذلك بل خرجوا عن حدود الشرع فانهم قد تمسكوا بقوله تعالى

اور یہ انہ متوکل کہہ چھوڑا ہی اور حقیقت میں تو کل نہیں ہیں بلکہ یہ ہی لوگ حد شرع سے باہر نکل گئے ہیں انکی سند یہ آیت ہی

وفي السماء من قكم وما تودون لكنهم بمعناه وتاويله جاهلون فان المراد به المطر الذي هو سبب انبات

اور اسماں میں ہی دوری تمہاری اور کچھ غشی وعدہ کیا ہوا نکواس آیت کی معنی اور تاویل معلوم نہیں ہی کیونکہ اس سے مراد مینہ ہی جس سے رزق پیدا ہوتا ہی

الرزق فلو كان الرزق ينزل من السماء بغیر کسب لما امرنا بالاكسب والسعي في الاسباب وقد قال الله تعالى فاذا

اور اگر رزق ہمہر آسمان پر ہی لی محنت اور ترا کرنا تو ہم کو کسب اور سعی کر لینا حکم ہرگز نہ ہوتا اور اللہ فرماتا ہی بہر جب

قضيت اهلوة فانتشروا في الارض وابتغوا من فضل الله وقال في آية اخرى ليس عليكم حرج ان تبغوا فضلا

تمام ہو چکی تاز تو پہلے پڑو زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا اور ایک اور آیت میں ہی کہہ گناہ نہیں تمہر کہ تلاش کرو فضل

من ربكم وروی عن ابی هريرة انه عليه السلام قال من الذنوب ذنوب لا يكفرها الا الله في طلب العيشة وتسئل

اسی زب کا اور ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کی فرمایا گناہوں میں سے بعض گناہ ہیں کہ انکا کفر اور کفارہ نہیں سوائے مشق طلب عیشہ کی اور ابراہیم

ابراهيم عن التاجر الصدوق اوصاحب اليك ام المتفرخ للعبادة فقال التاجر الصدوق احب الي لان في جهاد

کسبی حال سبھی تاجر کا یہ جہاد تاجروں کو مجرب ہی یا زحابد جواب دیا مجھو سچا تاجر مجرب ہی اسلی کہ وہ جہاد کرتا

يانبه الشيطان من طريق الكيل والميزان ومن قبل الاخذ والاعطاء فيجاهده وقال ابو قلابه لرجل لا يملك

اوسکی یاں شیطان دوسرے کو تابی بیانہ اور ترازو کی راہ سی اور بسنی اور دینی کی طرف سے سو یہ تاجر اور پیر جہاد کرتا ہی اور ابو قلابہ نے ایک شخص کو کہا اگر

تطلب معاشك احب الي من انك في الرتبة المسجد لكن لا ينبغي للتاجر ان يشغله معاشه عن معاده فيكون عمره

میں مجھ کو معاش کی طلب میں دیکھو تو بہت بہتر ہے کہ مجھ کو مسجد کی کو نہ میں دیکھو کہ میری پستی میں معاش کی بہتر ہی میں معاش کو پہلے جا دیکھو تو انکی عمر

یوما و یومین وکانوا یکتفون بذلك ثم یتبعی لمکشیب ان یراعی فی معاملته العدل و یجتنب الظلم لان

ایک روز یا دو روز کام کرتا اور سب کو سہی پر التفکر کی پھر پیشہ ور کو لازم ہے کہ اپنی معاملہ میں عدالت برقی اور ظلم سی بچتا رہی اسنی

المعاملة قد یخرج علی وجه یحکم المفتی بصحتها و انعقادها لکنها تشتمل علی ظلم یتعرض به العاقل لسطط

کے بعض وقت معاملہ ایسی طور پر ہیکٹ جاتا ہے کہ مفتی کو کو جائز بتا دی اور عقد کو ٹھیک کی پراومیں ایسا ظلم ہو جاتا ہے جس سی اہل معاملہ پر غضب

الله تعالی اذ لیس کل شیء مقتضی الفساد للعقد والمراد من الظلم ما یستتضی به الغیر فکل ما یستتضی به الغیر

اگر آجادی کہو کہ ہر شیء ایسی نہیں ہوتی کہ عقد کو فاسد کر دیا کری اور اور ظلم سی یہ ہے کہ جسین غیر کا نقصان ہو جادی پھر جسین غیر کا نقصان ہوتا ہو

فہو ظلم واما العدل ان لا یصدر عنه ضرر لاحد و الضابط فیہ ان لا یجیب لاحد الا ما یجیب لنفسه فکل ما

وہ سی ظلم ہی اور عدل وہ ہی سی جسین کسی کا کچھ نقصان نہ ہو اور قاعدہ کلیہ اسین یہ ہے کہ ہر ایک کی فی وہ ہی بات ہستہ کری جانی فی پسند کرنا ہی پھر

عول به لو کان یشق علیہ و یثقل علی قلبه یدبغی له ان لا یعامل به غیرہ بل یدبغی له ان یستوی عندہ در

معاملہ اسپر دشوار اور آسانی دل پر بہاری گذرنا ہو تو چاہی کہ ویسا معاملہ غیر ہی نہ کری بلکہ یوں لازم ہے کہ اسکی نزدیک اپنا اور پر لیا رو پیہ کیسان ہو دی

ودرہم غیر ہذا ہوا لاجل واما التفصیل ففی حرة اموالہ ان لا یثقی علی السلعة فانه ان وصفہا

یہہ تو قاعدہ مجمل ہی اور ہی تفصیل سونکی باتوں میں ہی اول یہ کہ بکری کی چیز کی تعریف نکلیا کری کیونکہ اگر ایسی تعریف کی

بما لیس فیہ فان لم یقبلہ منہ فہو کذب محض وان قبل منہ فہو مع کونہ کن بالتلبیس و ظلم و ان وصفہا

جواو میں نہیں ہی اگر خریدار غمانی پس وہ زاجہو نہ ہی اور اگر خریداری مان لیا تو اب وہ جھوٹ کا جھوٹ اور ہو کا اور ظلم ہی اور اگر اوکی ایسی تعریف

بما فیہا فان علم به المشرک فہو ہذیان و تکلم بما لا یعنیہ و یحاسب علیہ لان کل کلمۃ تصدر عن الانسان

کی جواو میں ہی یعنی بھی پیر اگر خریدار کو معلوم ہی تو یہہ تعریف یہہہ کب ہی اور نکلی بات اور کا حساب لیا جاوے گی اسنی کہ جرات انسان کی منہ سی نکلتی ہی

فانه یحاسب علیہ بالقولہ تعالی ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید و ان لم یعلم به المشتري فہو مبدکر

اوسپر محاسبہ ہو نیوالا ہی اس دلیل سی نہیں بولتا ایک بات چہنیں اوس پاس راہ دیکھتا نیوالا اور اگر خریدار کو وصف معلوم نہ ہو جیتک یہہہ ذکر کری

فلا یالس بذکر القدر الموجود فیہ من غیر مبالغۃ و اطباب و یكون قصده صناعۃ ان یعرفہ اخو المسلم

تو جتنا ہو و تہا کتنی میں کچھ نہ نہیں ہی مبالغہ نہ کری بات نہ پہلا دی اور اس بیان سی غرض یہہہ کہ برادر مسلمان کو معلوم نہ ہو جادی تو رغبت سی خریدی

فیغیب فیہ و یحصل حاجتہ و لا یدبغی له ان یخلف علیہ البتۃ لانہ ان کان کا ذبا فقد اتی بالیمین الغموس

اور اوکا کام بن جادی اور ہرگز لائق نہیں ہی کہ اوسپر قسم کھا دی اسنی کہ اگر جھوٹ ہوا تو اسنی پیر عیسوی کہانی

وہی من الکبائر التي تدنر الدیار بلا فقه و ان کان صادقاً فقد جعل اسم الله تعالی عرۃ لایمانہ و اساء فیہ

و یہیسیا کبیرہ گناہ ہی کہ ملک کو اوجا دی جی ہی اور اگر سچا ہی تو اسنی اللہ تعالی کی نام کو اپنی قسم کا نشانہ بنایا اور نہ کیا

لان الدنیا اخس من ان یقصد تر و یجہا بذکر اسم الله تعالی من غیر ضرورة و الثانی ان لا یکتم عیونہا و خفایا

اسنی کہ دنیا اس مرتبہ سی کمتر ہی کہ فی ضرورت اللہ تعالی کا نام لیکر اوسکو رونق دی جادی دوسری یہہہ ہی کہ نہ اوکی عیوب پوشیدہ کری اور نہ

صفاتها شئیاً اصلاً بل یجب علیہ ان یظهر جمیع عیونہا خفیہا و جلیہا لانہ ان اخفی شئیاً منہا یكون ظالمًا

ہرگز کوئی اور بات چہی ہوئی چہاوی بلکہ اوسپر یہہہ واجب ہی کہ اوکی تمام عیوب چہی اور ظاہر بیان کر دی کیونکہ اگر کوئی عیب اوسین سی چہاویکا تو ظالم اور ظالم ہرگز

ناکر کا للنصر والغش حرام والنص واجب و قہما اظہر احسن و جہی الثوب و اخفی الوجه الاخر یكون غاشاً و کذلک

خیر خواہ ہو گا اور خیانت رنی حرام ہی اور جیر خواہی واجب اور اگر تہان کا اچھا بلا دکھلا دی اور دوسرہ اچھا چھپا دی تو خائن ہونا ہی اور ایسی

اذا عرض احسن فردی الخف او النعل و امثاله و کذلک اذا عرض المتاع فی موضع مظلم و الحاصل ان الغش

اگر موزہ کا اچھا فرد پیش کر دی اور جوتی کی اچھی پراپی اور مانند اسکی اور ایسی ہی اگر سبب کو اندہ ہی میں سامنی کری حاصل یہہہ ہی کہ دعا



حرام فی البیوع والصنائع جمیعاً فلا ینبغی للصانع ان یتهاون بعمله علی وجه لو جامله به غیراً یتقصیه بل ینبغی له
تمام بیوع اور صنعت میں حرام ہی ہو گا کہ کسی کو نہیں چاہی کیا ہی کار میں ایسی سستی برتی کہ اگر کوئی اور اسکی ساتھ ویسا معاملہ کرے تو کسی پرستی ہو کہ وہ بیوہ ہی
ان یحسن الصنعة ویحکمها وان وقع فیما عیب بین جملہ ما وبه یتخلص من الغش الحرام ومن کونه ظالماً لانا
کہ اپنا کار بہت درست اور مضبوط بناوے اور اگر اتفاق عیب دار ہو جاوے تو عیب بیان کر دی اس میں رعاسی حرام ہی اور ظن پر قلم کر فی ہی صحیح جاتی ہی
ومن هذا القبیل ما روی عن اقام احد انہ سئل عن الرقوب حیث لا یتبین فقال لا یجوز لمن یدبغہ ویخفیہ وی
اور اس ہی قسم کی امام احمد سی بیہ روایت ہی کہ اوشی کسی نی ایسی نو کا مسئلہ ہو چکا کہ ہرگز معلوم نہ ہو پس جواب دیا جی والی کو جاہر نہیں ہی کہ پھر بیوی اور غیبی
انما یجل اذا علم انہ یظہر ولا یخفیہ ولا یرید بیعہ ویدل علی تحريم الغش انہ علیہ السلام من رجل ینبع الطعام
اور حال جب ہوتا ہی کہ معلوم ہو جاوے کہ یہ بیان کر دیا چاہی نہیں یا چھپکا نہیں اور دعا کی حرمت پر یہ روایت دلیل ہی کہ نبی علیہ السلام ایک شخص کی پاس گئی کہ وہ
فاجعبہ فادخل یدہ فالت اصابعہ بلأ فقال ما هذا یا صاحب الطعام فقال ناصبته السماء یا رسول
سوا کیوں نہ آئی پھر آپ ہی او کی اندر آئندہ آتو تو انگلیاں بھیگی گئیں تو فرمایا یہ کیا اے گیمون والی عرض کیا یا رسول اللہ برترین پر گئیں ہیں
اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہذا جعلتہ فوق الطعام حتی یراہ الناس من غشنا فلیس ویدل
پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا اسکو اور کسی رخ کیوں نہ کر دیا تاکہ اسکو سب لوگ دیکھتی ہو کوئی ہو کہ دعا دی ہو میں ہی اس میں اور غیر
علی وجوب النصح باظهار العیوب انہ علیہ السلام لما بايع جریراً علی الاسلام والردان بنصرہ جند بہ و
کی وجب پر عیوب کی اظہار کسی بیہ دلیل ہی کہ نبی علیہ السلام فی جب جریر سی اسلام پر بیعت لی او ماضی روایتی کا ارادہ کیا آپ ہی اسکو کہ پھر
اشترط علیہ النصح لکل مسلم وکان جریر اذا قام الی السلعة لیبیعہا یبصر عیوبہا ثم یخبر مشترکھا ویقول لہ
یہ شرط کی کہ مسلمانوں کی خرید و فروشی کے وقت ہر ایک پر حال تھا جب اسباب بیچنی پڑا ہوتا تو اسکا عیب دکھا دیتا اور خریدار کو خبر کر دیتا پھر خریداری نہ کہہ دیتا
ان نشئت فخذ وان نشئت فاترك وکان وثلة بن الاسقع واقفا فباع رجل ناقۃ لہ بثلاث مائۃ درهم وعقل
چاہو لو اور جاہو مت لو اور وثلة بن الاسقع کہڑی ہی کہ ایک شخص فی اپنی اوشی تین سو درہم کو بیچ دلی اور وثلة بنجر
واثلة وذهب المشترک بالناقۃ فسعی وراءہ وصاح بہ قال یا هذا المشتري الظہر واللم فقال بل للظہر فقال ان
خریدار اوشی لیکر چلتا ہوا پھر وثلة بنی بیچ ہی دور کر پکا کر کہا اے شخص یہ اوشی تو فی سواری کی مٹی ہی بی بیچ کر دیکھو جواب دیا سواری کی داغی پھر واثلی کہا
بخفی انقبأ قدر مائتہ وانما لا یتداع السیر فعدا فردھا فقصہ البایع مائۃ درهم وقال لواثلة مرحمت اللہ قد
اسکی ٹوپی میں نہ ختم ہی مینی دیکھا ہی یہ خوب نہیں چل سکتی پس وہ ہنگر پیر ہی نگاہ پر بائع فی سو درہم قیمت کی کم کر دی اور واثلی کہا اللہ تجھ پر رحم کرے تو ہی
افدت علی بیعی فقال واثلة انا بايعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل مسلم وسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میری بیع بگاڑ دی واثلی فی کہا ہم ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی رسم کی خرید و فروشی پر بیعت کی اور مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سنائی
یقول لا یجل لاحد ان یدبغ بیعاً الا یتن فافیہ ولا من یعلم ذلک الا یتنہ وقد تبین من هذا انہم قد فهموا النصح
کہ فرما فی حق حال نہیں ہی کسیکو کہ کوئی شے بیچی مگر بیان کر دی جو اس میں ہی اور عیب کی جاننے والی کو حال نہیں ہی مگر کہ بیان کر دی اور بیچنے اس میں ظاہر ہوا کہ وہ گو یہ بیع ہی ہی ہی
من الشروط الداخلة تحت بیعتہم لہ علیہ السلام علی الاسلام وهوان لا یرضی لایخیه السلام الا ما یرضی
وہ شرط ہی کہ کوئی بیعت اسلام میں داخل ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوئی اور نصح ہم ہی کہ پسند کرے اپنی برادر مسلم کیواسطی مگر وہ بات جواب ہی ہی پسند نہ کر ہی
وهذا امر یشتق علی اکثر الخلق ولینیسر علی احد الا بان یعتقد امرین احدهما ان یعلم ان تلبيسہ العیوب
اور یہ بات اکثر خلق پر دشوار گذرتی ہی اور بدون اعتقاد دو بات کی کسیکو میسر نہیں ہو سکتی یک تو یقین کر ہی کہ عیوب کو چھپانا اور
ترویجہ السلام لا یزید فی رزقہ بل یحققہ وینہب برکتہ وایجمعہ من متفرقات التلبیس یہ لکھ اللہ تعالیٰ
سبب کو رونق دینا رزق نہیں بڑھاتا بلکہ اسکو نیست نابود کر دیتا ہی اور برکت کہو دیتا ہی اور حوال طرح طرح کی دغا باز بونسی جمع کر ہی او کو اللہ کی کٹاہی

دفعه واحدة اما بالاحراق او بیکه خرق او باخذ الصخر و الظلمة و الکفرة و الثانی ان يعلم ان ربح الاخرة خیر
من ربح الدنيا وان فوائد اموال الدنيا ينقص بانقضاء العمر و یبقى مظلما و اوزارها فکیف یختار العاقل ان یشترک
الدنیا فی غداة سی برتری او مال کی دنیا و فی قادی جبر برتری یا سب ہوکتی ہیں اور لو جو جس پر ربح جاتا ہی پر حاق آدمی کو کسب پند آتا ہی کہ آدمی چیز کو
الذی هو آدمی بالذی هو خیر فان قبل مما وجب علی التاجر ان یشترک عیب متاعه لا یشترک له المعاملة فما الطريق فیما
اعلی شیء سی دل لیدی اگر کوئی بھی جسے بخشنی والی پر یہ واجب ہو کہ اسے کسب کی عیب کھنڈا کری تو معاملہ کہی پورا ہوگا پھر اس میں کوئی شیء
فالجو لیس انما اذا التزم ان لا یشترک الا الجید بحیث لو امسک لنفسه یرتضیه فانه اذا باعه و قنع بربح یسیر
تو جو جس پر یہ کہ تا جبر جب یہ عہد کر لی کہ سوای عمدہ شی کی مول نڈیا کری ایسی کہنی ہی اگر بچا کر لی تو مقبول پند یہ ہودی متوجہ جبر کو بچا اہ تہوڑی سی نفع پر قننا
یبارک له فیہ لا یجتمہ علی تلہیس قس تعوہ هذا لا یشترک المعیب فان وقع فی یدہ نادر من ید کر عیب و یقنع
کری تو اس میں برکت ہوگی و غافلہ کی کچھ حاجت نہیں ہی پھر جکی یہ عادت ہو جاوگی تو عیب دار چیز مول نڈیا پھر اگر اتفاقا عیب دار آوی اہ تہوڑا جاوی تو اس کا عیب
بقیمتہ و انما یباعد سر هذا علی التاجر لانہم لا یقنعون بربح یشیر بل یطلبون بربح کثیر ولا یحصل ذلك الا بتلہیس
کری اور اس کی قیمت ہی پر قناعت کری اور یہ بات تاجر پر اسلمی دشوار گذر تی ہی کہ وہ تہوڑی نفع پر قناعت نہیں کری بلکہ بڑی فائدہ کی طالب ہو تی ہیں پھر جلی تہوڑا ہی
و اما من یقنع بربح یشیر فیسئل له ذلك وقد حکى عن السلف الصالح کثیر من ذلك من جملہ ما ان ابن سیرین باع
اور جو تہوڑی نفع پر قناعت کرتا ہی تو پھر اس کی ہی اور متقدمین صلی علیہ وسلم کی ایسی باتیں بہت مشہور ہیں
نشاة وقال المشتري ائین لك ما فيها من العيب انما تعلت الحلف برجلها و باع الحسن بن صالح جاریة وقال
بچی اور خریداری کیا میں اس کا عیب جس میں ان کروں یہ بکری کہ اس کو بٹاؤں و نہ کہ خراب کر دیتی ہی اور حسن بن صالح نے فی نوڈی بچی اور
للمشتري انما تخمت عندا مرة دما و هكذا یبغی ان یکون اهل الدین فمن لا یقدر علیہ فلیترک المعاملة او
خریداری کیا کہ آدمی ہلاری پاس ایک دفعہ ہوڈا تھا اور دیندار ہوڈا سی ہوں جس سی اتنا تہوڑی تو وہ معاملہ چھوڑ دی یا
لیوطن نفسه علی ذاب النار و الثالث ان لا یجوز فی المقدار و ذلك بتعدیل المکیال و المیزان و الاحتیاط فیہا
دو رخ کی اندر اپنا کھڑا دوی اور تیسری یہ کہ مقدار میں کمی بیشی نہ کری یہ امر پیمانہ اور ترازو کی درستگی سی ہوتا ہی اور دو زمین احتیاط سی
اذ قال الله تعالی و بل للمطففین الذین اذا اکتا الواعلی الناس لیستوفون و اذا کالوهم او وزننهم یخسرون ولا
کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی خزانہ ہی کھٹنیوالوں کی وہ کہ جب ناپ میں لوگوں سی پورا ہر لین اور جب پ دین او کو یا تو ل دین تو کھٹا کر دین
مخلص من هذا الا بان یرید اذا اعطی ینقص اذا اخذ لان العمل الحقیقی قلما یتصور فان من یشترک فی
اسکا بچا و جب ہی کہ دیتی ہوئی کچھ بڑا دوی اور بیتی ہوئی کچھ کم لی اسلمی کہ ٹھیک پورا پورا بہت کتر ہوتا ہی بیشک جو شخص اپنا حق خوب پورا لیدی
اخذ حقه بکماله یوشک ان ینتداه و لکن انما اشترى رسول الله صلی الله علیه وسلم شیئا قال للذی یزب
تو عجب نہیں کہ حق سی بڑا جاوی اور اس ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی شی خریدا تو من و ادا کر نیوالی سی خرقا
التمن زن و ارحم و کان بعض السلف یقول لا یشترک الویل بحجة فکان اذا اخذ نقص حجة و اذا اعطی زاد حجة
تمن قول دی او کہ نہ یادہ دی اور بعضی متقدمین کہا کرتی ہی ہم ویل کو بعض دانہ کی نہیں خریدتی پھر اگر کچھ آپ لیتی تو مقدار دانہ کی کم لیتی اور اگر او کو دیتی تو مقدار
و کان یقول لمن یشترک بحجة حجة عرضتها السموات و الارض فکل من خلط بالبر ترابا او تبنا ثم کاله یكون
او کہتی انبوس ہی جو جنت کو بعض دانہ کی دیدی جکا پھیلا دی آسمان اور زمین پس جو شخص کہوں میں می یا تنگی ملا کر ناپ دیدی تو وہ
من المطففین فی الکیل و کل قصاب و وزن مع اللحم عظما او شیئا لم تجربہ العادة یكون من المطففین فی الوزن
پیمانہ کا کھٹنا نیوالا ہی اور جو قصابی گوشت مانتہ ہئی یا اور کچھ خوف ہم چھوڑا وغیرہ تولدی تو وہ وزن کھٹنا نیوالا ہی

در بیان کسب

در بیان احتیاط

وقس على هذا سائر التقديرات حتى في الزمان الذي يتعاطاه البراز فانه في وقت السلم من ان رسل الشوب ولم يرد
 اوراسي پر تہم تقدیرات میں اندازہ کہ چیزیں قیاس کر دیں ہاں تک کہ اگر کسی جس میں بڑا لین دین ہو کرنا ہی نہیں دیکھ بڑا بڑا گنت کرتی ہوئی اگر کراڈ میں لکری اور
 اذا اشتراه ومدة ولم يرسله اذ اباحه فكل ذلك يكون من التطفيف الذي يحرض صاحبه للويل في الرابع ان يصدق
 جب آپ خریدی اور پہنچا اور پھیلا کر ہی جب پہنچے تو یہ سب وہ ہی تطفیف ہی جس سے ویل پیش آوے گا اور جو ہر ہی وقت بہا کو سچ سچ
 في سعر الوقت اذا لا يجوز لاحد ان يلبس على البائع او المشتري سعر الوقت ويغتنم الفرصة ويخفي من البائع علة السعر
 کہہ کر اسلکی کہ کسی کو یہ جائز نہیں ہے کہ بائع سے یا خریدار سے بہا وقت کا چھپا لے لے اور فرصت کو شینیت سمجھ کر بائع سے بہا کی کرائی
 او من المشترك في الخط الحرفان من يفعل هذا فيكون من الظلمين التاركين للنصم الواجب وقد امر الله تعالى بالعدل و
 یا خریدار سے اندازاتی پوشیدہ کر لی بیشک جو ایسا کرے گا وہ ظالم ہی نصح واجب کا تارک اور بیشک اللہ تعالیٰ کا حکم ہی واسطی عدل اور
 الاحسان حيث قال ان الله يامر بالعدل والاحسان والعدل سبب للنجاة فقط وهو يحرم في مجرى سلامة من
 احسان کی چنانچہ یہہ فرماتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہی انصاف کو اور پہلا ہی کو اور عدل سبب نجات کا ہوتا ہی فقط اور قایم ہی مقام سلامت یعنی اصل
 المالك الاحسان سبب الفؤن ونبيل السعادة وهو يحرم في مجرى الربح فكما لا يعد من العقلاء من يقتنع في معاملاته
 مال کے اور احسان سبب اور باقی اور حصول سعادت کا ہی اور قایم ہی مقام منفعت کی بہر جسمی کہ عاقل نہیں شمار کیا جا تا جو شخص معاملات دنیا میں
 الدنيا برأسه كذا في معاملة الاخرة فلا ينبغي للمؤمن ان يقتصر على العدل ويدع باب الاحسان مع ان مقتضى
 یعنی اصل دل پر قناعت کرتا ہی ایسی ہی معاملات اخروی میں سو منوں کو لایق نہیں ہے کہ صرف عدل پر اکتفا کرے احسان کا باب بند کر دی باوجودیکہ اللہ تعالیٰ
 قال احسن كما احسن الله اليك وقال في آية اخرى ان رحمت الله قريب من المحسنين والمراد من الاحسان فيما
 فرماتا ہے اور پہلا ہی کر جیسی پہلا ہی کر اللہ تعالیٰ تجہی اور ایک اور آیت میں فرماتا ہے بیشک مہر اللہ کی نزدیک ہی نیکی والوں سے اور احسان سے مراد یہاں یہہ ہی
 نحن فيه ما ينتفع به في المعاملة وهو غير واجب بل هو تفضل فاما الواجب العدل وترك الظلم وينال العامل رتبة الاحسان
 کہ معاملہ میں جس بات سے منفعت ہو کر ہی یہہ واجب تو نہیں پر خود کی بات ہی واجب صرف عدل ہی اور ظلم کا نکرنا اور احسان کا تدبیر پاتا ہی
 بولاحد من عدة اموال الاول في الغبن فينبغي له ان لا يغبن صاحبه بما لا يتغابن به في العادة حتى لو بدل المشتري
 جو کوئی مال چند امود میں سے کوئی ساعل میں لاوی پہلے غبن میں یوں لازم ہے کہ ایک کو اتنا نقصان نہ دیو کہ عادت کی موافق وقت نہ بتی ہوں یہاں تک کہ اگر مشتری
 زيادة على الربح المعتاد لشدة حاجته فينبغي للبائع ان يمتنع عن قبوله لان اخذ الزيادة اذا لم يكن فيه تلبيس
 اپنی ضرورت کا مارا فائدہ مروج سے زیادہ دینی لگی تو بائع کو چاہی کہ نہ بیوی اس کی کہ بڑی دینی میں اگر بدوں دغا بازی کی ہو ہی
 وان لم يكن ظلم لكنه ترك للاحسان مع ان من يقنع بربح قليل بكثره عاملاته وليس تفيد من تكررها ربحا
 اگرچہ ظلم نہیں ہے پر احسان ترک ہوتا ہی باوجودیکہ جو کوئی توہی نفع پر قناعت کرتا ہی تو اس کی بکری بہت ہوتی لگتی ہی اور طرح کی بکری میں بہت فائدہ ہو
 كثير اونه يظهر البركة والثاني في احتمال الغبن فان من يشتري طعاما او متاعا من فقير ويكتفل الغبن فينتقل
 بہت ہی اور اس میں بڑکت ہوتی ہی اور دوسری نقصان اور ہٹائی میں بیشک جو شخص علف یا اور مال فقیر سے خریدی اور نقصان اور ہٹائی اور اس سے بڑا کرے
 فيه فانه يكون محسنا داخل في قوله عليه السلام رحم الله امرأه من البيع والشراء واما من يشتري من غف
 تودہ محسن ہوتا ہی اس روایت میں داخل کہ رحم کرے اللہ او سپر جو احسان کرے بیع اور شرا کو اور جو شخص کو بکر سودا کرے خریدی
 تاجر يظلم في زيادة على الربح المعتاد فاحتمال الغبن منه ليس بحسن بل هو تضییع المال من غير فائدة في الدنيا
 جو فائدہ مروج سے زیادہ طلب کرے پہلے ہی موقع پر نقصان اور ہٹائی قابل تعریف کی نہیں ہے بلکہ ہی فائدہ مال کا ضایع کرنا ہی نہ فائدہ دنیا کا نہ آخرت کا
 والاخرة وقد ورد في الحديث ان المعنون لا يحسن ولا ما جاور الكمال ان لا يغبن ولا يغبن وقد كان خيال السلف
 اور بیشک حدیث میں آیا ہے کہ منہون کی نہ تعریف ہی اور نہ ثواب کمال کی بات یہہ ہی کہ نہ کسی نقصان دی اور نہ نقصان اور ہٹاوی اور نہ کو

يستقصون في الشرع ثم يهبون كثير من المال فقيل لبعضهم تستقصي في شراك على اليسير ثم يهب لكثير
 حرم من خوب پور یعنی کیا کرتی تھی پھر اگر مال بخش دیتی تھی کسی سے پوچھا غریب کی وقت دینی چہ کر کو خوب پور کرتی ہو پھر اکثر بخش دیتی ہو
 فلا تمالی فقال لنا الواهب يعطي فضله والمغبون يضيع عقله والثالث في استيفاء الثمن وسائر الدين
 تو کہہ پورا نہیں کرتی جواب دیا بخش دیتی والا اپنا فضل عطا کرتا ہی اور مغبول اپنی عقل ضائع کرتا ہی اور تیسری جمل میں اور قرض پورا یعنی میں
 ولا احسان فيه يكون تامة بالمساحبة وقارة بالامهال والتأخير وتارة بالمساهلة في طلب جردة النقد وكل
 اس میں احسان کہی تو درگزر کرتی میں ہی اور کہی درنگ اور مہلت کر نہیں اور کہی مہولت برتی میں کہہ اور وہ یہ یعنی سی اور یہ تمام امور
 ذلك مندوب اليه محتوث عليه لقوله عليه السلام رحم الله امرأه من البيع سهل القضاء سهل الاقتضاء
 محض ہند و ب الیہ محتوث علیہ دلیل اس حدیث کی رحم کری اللہ اوس شخص پر جو آسانی برقی بیع میں آسانی برقی ادا میں آسانی برقی قسط

فيبقى له ان يغتم دعاء رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اسمي سمي لك
 اور کہہ جانی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو غنیمت سمجھی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام کی فرمایا درگزر کر درگزر کر بزرگ بخش
 وفي حديث ان عليه السلام قال من انظر معسر او ترك له حاسبه الله حسبا يا سيد اوتي لفظ اخر اظله
 اور ایک حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام کی فرمایا جس نے مہلت دی مفسد کو یا اوس کو معاف کیا تو اوشی اللہ تعالیٰ آسانی سی حساب لیگا اور ایک روایت میں ہی آگے
 الله تحت ظله يوم لا ظل الا ظله فهذا هي طرق التجارات في السلف فقد اندرست فمن قام بها في هذا
 اللہ تعالیٰ اپنی عرش کا سایہ دیگا اوس روز کہ سوا اوس کوئی سایہ نہ ہوگا سلف میں تجارت کا بہری طریق تھا جو اب میرا ہو گیا جو شخص اس نامہ میں

الزمان يكون ممن اجي هذه السنة ويرجى له من فضل الله تعالى جزيل الرحمة المجلس السبعون
 اور کہہ یہ وقت آج ہی یہ سنت زمانہ کی اس کی فی فضل الہی سی رحمت کی بری امید ہی ستر دین مجلس میں

في بيان حرمة الاحتكار وسائر ما يتعلق به من الاحكام الشرعية قال رسول الله
 بیان احتکار کی حرمت کا اور تمام احکام شرعی جو اس سے متعلق ہیں رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم من احتكر فهو خاطي هذا الحديث من صحيح المصايف رواه عمر بن عبد الله ومعا
 سی اللہ علیہ وسلم کی فرمایا جس نے احتکار کیا پھر وہ خطا دار ہی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سی ہی عمر بن عبد اللہ کی روایت میں ہی
 ان من يجمع الطعام الذي يجلب الى البلد ويحبسه ليبيعه وقت الغلاء فهو آثم لتعلق حق العامة به و
 جو شخص غنہ جمع کرے جو کہ شہر کی طرف رسد آتی ہی اور دس روک رکھی اس کی کہ ان کر بھیجی تو وہ گنہگار ہی کیونکہ او میں سب کو عام حق ہی اور
 هو بالحسن الامتناع عن البيع يريد ابطال حقهم وتضييق الامر عليهم وهو ظلم عام وصاحبه ملعون لما
 محکم اور مکروہ کہ بیچنی سی بند کرے اور کما حق باطل اور ان کا حال تنگ کیا جاہتای اور یہ ظلم عام ہی اور ایسا شخص ملعون ہی کیونکہ
 روى انه عليه السلام قال الجالب من روق والمحتر ملعون فانه عليه السلام يبين في هذا الحديث ان الذي
 روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کی فرمایا غلہ لانیوالا روق و محتر ملعون ہے لعنت ہے بیشک نبی علیہ السلام کی اس حدیث میں فرمایا کہ جو شخص

يجلب الامتعة والاقوات يبيعها التحصيل الربح يحصل له الربح ولا اثم عليه لان الناس ينتفعون به فميتا له ببركة
 اسباب اور قوت لا لا کہ واسطی تحصیل فائدہ کی دیتا ہی تو اوس کو نفع ہو رہتا ہی اور کہہ اوچکن نہ نہیں ہی اس کی کہ سب خلقت اوس سے فائدہ لیتی ہی
 دعائهم والذي يشترى الطعام الذي يجي الى البلد ويحبسه ليبيعه وقت الغلاء فهو ملعون بعيد عن رحمة
 کہو کہی او کی دعائی فائدہ ہوتا ہی اور جو شخص عام غنہ شہر کی رسد کا خرید کر رکھتا ہی تاکہ مہنگا کر بیچی سو وہ ملعون اور اس کی رحمت سے دور
 الله تعالى ولا يحصل له البركة مادام في ذلك الفعل فاذا رفع امره الى القاضي يامر القاضي ببيع ما بفضله
 ہوتا ہی اور اوس کو کہی برکت نہیں ہونی جب تک یہ کار کرتا ہی پھر اگر اوس کی فریاد قاضی تک جاوے گی تو اوس کو قاضی و تنی ظہ کی بیچاؤ کی اور اوس کی

الحديث في صحيح المصايف

من قوته وقوت عياله على السعة بمثل القيمة بان يقول له بعه كما يبيع الناس ولا يستقر لقل عليه
 عياله في فراغت كمن ساء له في شيء من قيمته بربح يبيع كما يبيع اسطوخودوس كمن يبيع في شيء من قيمته بربح يبيع
 لا تستروا فان الله هو المسعر القاض للباسط الرازق وفي هذا الحديث مبالغته في النهي عن التسعير
 ثم يهاون به في بيعه بغيره كما يبيع اسطوخودوس كمن يبيع في شيء من قيمته بربح يبيع
 اذ بين فيه ان التسعير مما يتوكله الله تعالى بنفسه ولم يكله الى غيره من عباده فليس لهم ان يتكلفوا في
 اسطوخودوس كمن يبيع في شيء من قيمته بربح يبيع اسطوخودوس كمن يبيع في شيء من قيمته بربح يبيع
 وان فعلوا لا يحصل لهم الا ضيق وشدة عقوبة عليهم على معارضتهم له تعالى في قضائه فعلى هذا ينبغي للقاضي
 ان يتعرض لحقه الا اذا كان فيه ضرر للعامة بان يتعدى ارباب الاموال عن قيمتهما تعديا فاحشاً بان
 كذا في حق من دخل بولي ان ارفعوا كل ضرر يوتا
 يبيعون باضعف قيمة ما في يسر القاض بشرة اهل الرأى والبصيرة صيانة لحقوق الناس ثم ان من
 كذا في حق من دخل بولي ان ارفعوا كل ضرر يوتا
 باع منهم بما قدرة القاض وان صم ببعه لكونه غير مكره على البيع لكن ان كان اذا نقص بخاف ان يضرب
 او يبيع في شيء من قيمته بربح يبيع اسطوخودوس كمن يبيع في شيء من قيمته بربح يبيع
 القائل لا يحل للمشتري ما يبيع البايعة لانه في معنى المكره فيلزم للمشتري ان يقول له عند الشراء يعني ما تحت
 ما يبيع في شيء من قيمته بربح يبيع اسطوخودوس كمن يبيع في شيء من قيمته بربح يبيع
 فرباى شيء يبيعه يحل فعلى هذا يلزم للقاضي ان ارفع اليه امر المحتكر ان لا يجعل بالعقوبة والتسعير بل ينماه
 ان يرفع الى القاضي ان ارفع اليه امر المحتكر ان لا يجعل بالعقوبة والتسعير بل ينماه
 عن الاحتكار ويزجره عنه ويأمره بالبيع وان لم يمتثل يعطيه ويهدمه وان امتنع ولو بيع بحسبه وبغير مكره
 منع او طاعت كذا في حق من دخل بولي ان ارفعوا كل ضرر يوتا
 حتى تمتع عن سوء عمله لانه باسركا لا يحل له استحق العقوبة وليس في حد مقدر فيعزاد فعلا للضرر
 به ان يملك كذا في حق من دخل بولي ان ارفعوا كل ضرر يوتا
 عن الناس بل للصحة ان امتنع عن البيع يبيعه القاض اتفاقاً وهذا فيما يضرب حبه عند الحاجة اليه
 ريلجواى بلكه صم ببعه كذا في حق من دخل بولي ان ارفعوا كل ضرر يوتا
 فما هو قوت البشر والمائم كالبشر والشعير والتمر والتين والزبيب وقال ابو يوسف كل ما يضرب بالناس حبه سواء
 بمى قوت آدميون كادور جافون كاجسي كمن يبيع اسطوخودوس كمن يبيع في شيء من قيمته بربح يبيع
 كان ماكولا وغيره اكل فهو احتكار لا يجوز حبه وان كان ثوباً او ذهباً او فضة ومدة الحبس قليل اربعون
 كذا في حق من دخل بولي ان ارفعوا كل ضرر يوتا
 يوماً لما روى انه عليه السلام قال من احتكر اربعين يوماً فقد برئ من الله وبرئ الله منه وفي حديث
 جالس من بين كذا في حق من دخل بولي ان ارفعوا كل ضرر يوتا
 اخرانه عليه السلام قال من احتكر اربعين يوماً ثم تصدق به لم تكن صدقة كفارة لاحتكاره وقبل شهر
 كذا في حق من دخل بولي ان ارفعوا كل ضرر يوتا

ان الاحتكار لا ينافي مع البيع بل هو من البيع وانما ينافي مع الاحتكار هو البيع بالربح
 كذا في حق من دخل بولي ان ارفعوا كل ضرر يوتا

في بيان حق الاحتكار

فهذا في حق العاقبة في الدنيا واما الاثر فهو حاصل وان قلت المدة ومن حبس غلة ارضه لا يكون تحتكر الا
 اور پیر مدت واسطی سزا و دناوی کی ہی اور لگانہ وہ ہم صورت ہوتا ہی اگرچہ مدت کمتر ہو اور جس شخص فی اپنی زمین کا غلہ جمع کر لیا تو مختصر نہیں ہوتا اس واسطی
 خالص حقہ لم يتعلق به حق العامة لكن لو كان للناس اليه حاجة فلا فضل له ان يبيعه ولو امتنع عن
 کہ یہ لو لو کا خالص حق ہی اس سی حق عوام کا متعلق نہیں ہی لیکن اگر عوام کو اس کی حاجت ہو تو پھر افضل یہ ہی ہی کہ بیچ دے لی اور اگر نہ بیچی
 البعير يكون مسيئاً لسوء نيته وقلة شفقتة على المسلمين واما ما جلبه من بلداخر فبقية اختلاف ولا احتياط
 تو پھر اگر نہ بیچی کیونکہ اس کی نیت ہی اور سلفوں پر شفقت نہیں ہی اور جو غلہ وغیرہ بہر کو ہر شہر ہی ملوای سوا زمین اختلاف ہی احتیاط نہیں ہی
 في بيعه بسعريومه حتى ينال الثواب الموعود بقوله عليه السلام من جلب طعاما فباعه بسعريومه فكانما
 کہ اس ہی روز کی بیواؤسی بیچ ڈالی تاکہ وہ ثواب پاوی جس کا اس پر پیشین وعدہ ہی جو بہر بیچاوی اور اس ہی روز کی بیواؤسی بیچ ڈالی تاکہ
 تصدق به وفي لفظ اخر فكانما استقر رقية وقد حكى عن بعض السلف انه كان بواسطه فخره سفينة حنطة
 اس کی دفعہ تمام صدقہ کر دیا اور ایک اور وقت میں ہی گولہ اس کی غلام آنا کر دیا کسی بزرگ کی حکایت ہی کہ واسطہ میں تھا اس کی ایک کشتی گہو کی بصرہ کو روانہ کی
 الى البصرة وكتب الي وكيله بعم هذه الطعام يوم يدخل البصرة ولا توشره الى خذ فوافق سعة في السعر فقال له
 اور گشتہ کو کہہ بیجا اس غلہ کو بصرہ میں پہنچتی ہی بیچ دینا اگلی دن تک نہ کرنا بہر کشتی پہنچی تو بیجا وارزان ہو گیا تا جردن فی
 التجار ان اخرته جمعة فربح فيه اضعافه فاخرة جمعة فربح امثاله فكتب الى صاحب سبائك فكتب اليه صاحب
 کہا اگر جمعہ تک اتہ تمام لو تو کوئی گونہ فائدہ ہو جاوی اس کی جمعہ تک تمام لیا تو خوب فائدہ ہوا اور مالک کو اس کی خبر کہہ بیجی مالک فی گشتہ کو بہر لکھا
 يا هذا اننا قد قنعنا بربح يسير مع سلامة ديننا وانك قد خالفت فاذا وصل اليك كتابي هذا فخذ المال كله فقص
 ای شخص پہنچی تو تھوڑی سی فخر پر ہی کی سلامتی کی ہی قناعت کی تھی اور تو ہی اس کی خلاف کیا اس خط کی پرستی ہی وہ سب کا سب بصرہ کی فکر کر کہ صدقہ دینا
 به على فقراء البصرة على انجو من اثر الاحتكار راسا براس قد علم من هذا ان الاحتكار لا يخلو عن الكراهة
 کا حکمی مجبورا احتکار کی گناہ ہی نجات ملی برابر برابر اس سی معلوم ہوتا ہی کہ احتکار کراہت سی خالی نہیں ہی
 وان اتسعت الاطعمة وكثرت الاقوات واستغنى الناس عنها ولم يرغبوا فيها وذلك لان المحتكر ينظر مبادى
 اگرچہ غلہ بہت موجود ہو اور کھانا اکثریت سی ملتا ہو اور عوام کو اس کی نہ پورا ہو اور نہ اس میں کچھ رغبت ہو اور یہ اسلی کہ محکمہ کو سبب ضرر رسائی پر
 الاضرار التي هي ارتفاع الاسعار وانتظار مبادى الاضرار محظور كانتظار عيبه لكنه دون ذلك والحاصل ان التجارة في
 نظر ہی ہی کہ وہ گران ہونا بیجا و کا ہی اور سبب ضرر پر نگاہ کہنی ایسی ممنوع ہی جسی نظر رکھنی عین ضرر پر وہ اس سی کمتر ہی حاصل یہ ہی کہ تجارت
 الاطعمة والا قوت طلب الربح مما لا يستحب بل ينبغي طلب الربح في شئ اخر وفي حكم الاحتكار على هذا التفصيل تلقى
 غلہ وغیرہ قوت کی منفعت کی واسطی اچھی نہیں ہی بلکہ منفعت اس میں حاصل ہوتا ہی اور احتکاری میں داخل ہی اس ہی تفصیل پر ڈھکے
 الجلب وهو بفتح تين ما يجلب من بلد الى بلد فانه اذا قرب الى البلد يكثر استقباله واشترؤه لا ثمة لتعلق حق
 جائز جلب اور جلب جیم اور لام کی زبردستی بہر فی یعنی رسد ایک شہر سی اور شہر کی طرف سووہ سہر شہر کی پاس پہنچی تو پیرا کی برہ کر وان جا خریدنا کر وہی کیونکہ اس سی
 العامة نه والمتلقى يريد ابطاله حقهم وتضييق الامر عليهم وقد نهى النبي عليه السلام عن تلقى الجلب وقال لا تلقوا
 عوام کا حق متعلق ہو جاتا ہی اور اگر کی برہ کی لینی والا او کا حق کو کو تنگ کیا جا ہوتا ہی اور بیشک نبی علیہ السلام فی تلقی جلب سی منع فرمایا ہی رسد کو اگلی بڑھ کر
 الجلب في حديث اخر انه عليه السلام قال لا تلقوا المسلم حتى يهبط بالي السوق وهذا اذ لم يلبس السعر على الواردين
 سے خریدو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا نہ جاؤ خریدے اسباب کو جنگ بازار میں نہ اوتری اور یہ حکم جیس ہی کہ بیجاو ہر فی والوں کو معلوم ہو
 واما اذا لبس عليهم السعر واشتري منهم متاعهم باقل من قيمته فربحتهم في بيعه الكراهة ومما اكسب من هذا الصنع
 اور اگر ان کو بیجا معلوم نہ ہو اور ان کی متاع اس کی قیمت کہتا کہ جا خریدی تو اس کی کراہت جمع ہو گئی اور حرمت سخت ہو جائیگی اسلی کہ یہ عمل

من الغش الحرام المضاد للنصم الواجب للنصر بان لا یرضی لاختیاره ما لا یرضی لنفسه بل هو من الظلم ان یرضی لنفسه
 غش خیانت مرام من داخل ہی اور نصم واجب کی خلاف جسکی یہ تفسیر ہے کہ اپنے دوست کی دغا میں جو اپنی ہی پسند کی ہو بلکہ یہ ظلم ہی اسو کی کہ جو کسی
 بہ المسلم فهو ظلم واما العدل ان لا یضر لحد لا خیه المسلم ولا یجوز له ان یجرب لنفسه لما مر فی انہ علیہ السلام
 سلم کا نقصان ہو تا ہو وہ سب ظلم ہی اور عدل وہ ہی کہ کوئی اپنی برادر مسلم کو نقصان نہ دی اور پسند نہ کرے تو کسی حق میں سوا اذکی کہ پسند نہ کرے اپنی دغا کی کوئی کوئی دوست ہی کہ ہی
 قال لا یب من احدکم حتی یحب لا خیه ما یحب لنفسه قال بعض العلماء من باع شیئا بدرهم فانه لو کان لا یشتري
 بفرمایا مؤمن نہیں ہوتا کوئی تم میں سے یہاں تک کہ محبوب جانی واسطی اپنی بیانی کی جو محبوب ہی واسطی اپنی بعض علمائے ربیب ہیں جس شخص کوئی شی ایک چیز کا بھی ادا کر دے شی اور کسی
 الا بنصف درهم فهو یكون من تلك النصم لما مر به ولم یحب لا خیه ما احب لنفسه وقد حکى ان یونس بن
 یونی کو آپ کہہ ان سے زیادہ کو ہرگز نہ لیتا پس وہ شخص بضع مامور بیگنا تارک ہی اور سنی اپنی بیانی کی ہی وہ بات پسند نہ کی جو اپنی ہی پسند نہ کرے ہی حکایت کرتی ہیں کہ یونس بن
 عیسیٰ نہ کان عندہ حلل مختلفه الاثمان قيمة بعضها اربعمائة وقيمة بعضها مائتان فلذهب الى الصلوة

بسیار منی پاس چار دین مختلف قیمت کی تین کوئی چار سو کی تھی اور کوئی دوسو کی پھر یونس اپنی بیانی کو
 وترك ابن اخیه فی الدکان فجاء اعرابی وطلب حلة باربع مائة فعرض علیه من حلل المائتين فاستحسنها واشترى
 دکان میں بیٹا کر غار کو چلا گیا پھر ایک اعرابی ہی اگر چار سو درہم کی مانگی اوس لو کی دوسو والی اوسکی سامنی کردی اوسنی پسند کر کی چار سو درہم کر
 منه بااربعمائة وذهب فاستقبله یونس وراى حلتها فی یدہ وعرفها فقال بکم اشتريتها فقال باربع مائة
 چار سو والی سامنی سے یونس گیا وہ چار سو کی اتنے میں دیکھ کر بیچان ہی پرچا کتنی کوئی جواب دیا چار سو کو

فقال لا تسوا اكثر من مائتين فارجع حتى تودها قال هذه تساوی بیلدنا خمسة مائة درهم وانا ارضيها ولا
 یونس ہی کہا یہ چار دوسو زیادہ کی ہیں ہی چل پیڑی اوسی جواب دیا یہ چار ہزاری شہر میں پان سو درہم کی ہی مینی پسند کر لی ہی میں
 امرها فقال له یونس انک وان رضیتها لکن النصم فی الدین خیر من الدنیا بما فیها فرده الى الدکان وشر علیہ
 میں پیڑی پھر یونس ہی کہا اگرچہ پسند کر لی ہی کہیں دین کی خبر خواہی بہتر ہی دنیا اور دنیا کی خبر خواہی سی پھر اوسکو دکان پر بلا لای اور سو درہم پیڑی پھر دینی
 مائة درهم فوجه الى ابن اخیه وقال له اما خشیت الله تعالیٰ حق لیجت مثل الثمن وتوكت النصم
 پھر پیڑی کی طرف متوجہ ہو کر کہا تجھکو خدا کا خوف نہ آیا کہ شن کی برادر توئی نفع لیا اور مسلمانوں کی خبر خواہی ترک کر دی

المسلمین فقال له ابن اخیه والله ما اخذها الا ورضی بها قال فها رضیت له طارضی لنفسك والبلغ
 پیڑی ہی جواب دیا خدا کی قسم اسی تو خوب پسند کر کر لی تھی یونس ہی کہا پھر توئی اوسکی ہی وہ کہیں نکلیا جو اپنی ہی پسند کر تا ہی اوسکی بارگاہ
 ذلك ما حکى عن رجل من التابعین انه کان بالبصرة وله غلام بالسوس یحضر الیه السكر فکتب الیه خلاصه
 ایک شخص تلمی کی حکایت ہی کہ وہ بصرہ میں تھا اور اوسکا غلام سوس میں تھا اوسکی پاس شکر پیچا کرتا تھا پھر اوسکی خلاصہ فی لکھا

ان قضی السكر قد اصابه افة فی هذه السنة فاشترى السكر فانه یربح کثیرا فاشترى من رجل سکر کثیرا
 اوس سال میں ایک بار کی گئی ہیں شکر خرید لیا اس میں خوب نفع ہو دیکھا سوا اوسنی ایک شخص سے بہت سی شکر خرید لی
 فلما جاء وقته باعه وربح فیه ثلثین الف درهم فانضرا الى بیته فتفکر لیلته فقال ربحت ثلثین الفا و
 پھر جب وقت آیا تو وہ بیچی اور تیس ہزار درہم نفع ہوا پھر وہ اپنی کپر چلا گیا پھر تمام شب ل میں سوچتا رہا کہ مینی تیس ہزار درہم نفع لیا اور

ترکت نصم رجل من المسلمین فلما اصبح ذل الیه فذفر الیه ثلثین الفا فقال بارک الله لك فیما فقال
 خبر خواہی ایک مرد مسلمان کی ترک کی جب فجر ہوئی تو صبح دم اوسکی پاس جا کر تیس ہزار درہم اوسکو دی دئی اور کہا تیری ہی خدا اس میں برکت دی اوسنی کہا
 من این صارت هذه لی فقال انی کتمتک حقيقة الحال وکان السكر قد غلا فی ذلك الوقت فقال رجلك
 یہ درہم میری کیونکر ہو گئی جواب دیا مینی تجھسی اصل حال چھپا لیا تھا شکر اور وقت بہت ہی ہو گئی تھی اوسنی کہا خدا تجھ پر رحم کرے

قد علمت فی ان وقد طیبتم الی بیتہ تفکرو قال ما نصحتہ لعلہ استلجی منہ فترکما الی فیکر الیہ
 بکواب جتاد سینجی کو حال کی وہ پہلے ہی کہہ چلا آیا یہ سوچ کر کہا یہ بغیر خرابی نہ ہوئی شاید اوستی شرم کی ماری ہو کر دی ہوں بہر صدمہ آؤ گی پس
 فقال عفاک اللہ خذ مالک فہو اطیب لقلبی فاخذ منہ ثلثین الفا وحکم من ہذا ان لیس لاحد ان
 چاہیہ خدا بخیر معاف کرے اپنا دل کی میری دل کو یہ ہی پسند آئی ہے تو تیس ہزار روپے لی لئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو یوں بچا ہی
 یتیم فی فرصۃ و یخفی من البایع غلاء السعور ومن المشتی اخطا طہ فان من یفعل ذلک یكون ظالما
 کہ فرصت کو غنیمت سمجھ کر بائع سے گراں بیاف کی اور خریداری ارزا فی چھپایا کرے بیشک جو ایسا عمل کرے گا وہ ظالم اور خائن
 غاشا قار کا اللہ تعالیٰ واجب فان المعاملۃ قد تجر علی وجہ یفتی المفتی بصحتها وانعقادھا لکنہا تشتمل علی ظلم
 اور نصیب واجب کا تارک ہی کیونکہ معاملہ بعض وقت ایسی ہو سکتی ہے کہ مفتی کو کور دست اور منعقد بتاریوی پر تو زمین ایسا ظلم ہو جاتا ہے
 یتعرض بہ العامل لفسخ اللہ تعالیٰ اذ لیس کل فی مقتضی الفساد العقد البیع عند الاذان الاول للجمعة فانه
 کہ اس کا کرنا انشاء غضب الہی کا ہو جاوی اسلی کہ ہر پہلے تو عقد کو فاسد نہیں کر دیتی جیسی بیع جمعہ کی روز پہلی اذان کی ہوتی ہوئی یہ بی
 وان کان جائزا لکنہ مکروہ لان فیہ اخلا لا بواجب السعی ہذا اذا قعدا ووقفا فتابعا اذ قال اللہ تعالیٰ اذا
 اگرچہ جائز ہی پر مکروہ ہی اسلی کہ اس میں سنی واجب میں دیر ہوتی ہے اس صورت میں مکنا بیع اور مشتری بیٹھ جاوین یا کھڑی رہ کر بیع کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرمائی
 نودی للصلوۃ من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ وذر البیع واما اذا تبايعا حال عشیہ فلا کراہۃ فیہ
 جہان ہونے کی دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑو بیچنا ان اگر وہ دو نو چلتی چلتی بیع کر لیں تو اس میں کچھ کراہت نہیں ہے
 وکذا بکرۃ الخش وهو ان یزید فی الثمن من لا یرید الشراء بعد ما بلغت السلعة قیمۃ الی رغب غیرہا وانما
 اور ایسی ہی بخش مکروہ جزائی بخش یہ ہے کہ قیمت بیع کی ایسا شخص بڑا بڑی جو خریداری منظور ہو جبکہ وہ سودا بی قیمت پر آچکا ہو تاکہ خرید کر زمین غنیمت پیدا کرے
 کہ ذلک لانہ تغیر المسلم وظلمہ مع انہ علیہ السلام فی عن الخش وقال لا تناجشوا ہذا اذا بلغت السلعة
 اور مکروہ اسلی ہی کہ اس میں مسلم کی سائنہ ہو کہ اور ظلم ہوتا ہے یا وجوہ کہ نبی علیہ السلام فی بخش سے منع فرمایا ہے کہ بخش مت کرو یہ اس صورت میں کہ بیع
 قیمتہا واما اذا لم تبلغ قیمتہا و زاد فی الثمن من لا یرید الشراء علی ان تبلغ السلعة تمام قیمتہا لا یکرہ وکذا بکرہ
 اپنی قیمت پر آچکی ہو اور اگر ابھی قیمت پر نہیں آئی تاکہ کسی ثمن بدلتا زادہ خریداری کی بڑا دیا تاکہ بیع کی قیمت پوری ہو جاوی تو مکروہ نہیں ہی اور ایسا ہر گز
 السوم علی سوم غیرہ بعد رضائہما بثن لقولہ علیہ السلام لا یسوم الرجل علی سوم اخیه وهو فی بصیغۃ
 ثمن بڑا نا بارادہ خرید کی دوسری کی خریداری پر جب کہ وہ دو نو رضامند ہو چکی ہوں ہستی کہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے اپنی بہائی کی خرید پر کوئی اپنی خرید کا بارادہ نہ کرے اور
 التفی فیکون ابلغ واما اذا لم یرکن احدهما الی الاخر فلا یاس للغیران یساومہ ویشتریکہ لانہ بیع من یرید ولا
 لا یسوم ہی ہی صورت نفی پر سوم میں بڑا مبالغہ ہی ان اگر ابھی ایک دوسری کی طرف میل نہیں ہی تو غیر کو کچھ مضائقہ نہیں کہ قیمت بڑا کر خریدے کیونکہ بیع میں یرید ہی
 کراہۃ فیہ لوسر و دالہ شرفیہ وهو ما روی عن انس انہ علیہ السلام باع قداما و حطسا بیدم من یرید وکذا بکرہ
 اس میں کچھ کراہت نہیں ہی کیونکہ اس میں انسا ہی میں ایک بکرہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فی ایک پیارے اندھا ثاٹ بطور بیع من یرید کی بچھا اور ایسی ہی
 بیع الحاضر للبادی لقولہ علیہ السلام لا یبیع الحاضر للبادی وهذا اذا کان اهل البلد فی قحط وهو یبیع من
 بیع شہر والی کی صورہ نشین ہی مکروہ ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی مشہور نا جھگی کی آیت نہ بیجا کرے یہ اس صورت میں ہی کہ شہر کی اندھ قحط ہو اور بائع کران قیمت لاچی
 اهل البلد وطمع الثمن الغالی لما فیہ من الاضرار بهم واما اذا لم یکن كذلك فلا یاس بہ لا نعدام الضرر وقیل
 صورہ نشین لوگون کی ہاتھ بچی کیونکہ اس میں شہر والوں کو ضرر پہتا ہی اور ایسا حال یعنی قحط نہ ہو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ کوئی ضرر نہیں ہی اور بعضی
 صورہ ان بیعی البادی بسلعۃ الی مصر فیقول لہ الحاضر دے سلعتک عندی لا یبعمالك بثن غال و یحبسہ
 کہی ہیں اسکی صورت یوں ہی کہ کوئی صورہ نشین شہر میں سودا لیکر آوی سوایک شہری او کوئی اپنا مال میری پاس چھوڑ جائیں کران قیمت سے بیع رکھوں گا پہلے ہی بائع کو

دری خان

كان طعاما لا يحل له اكله ولو كان جائزا لا يحل له وطها بل يجب على كل واحد من البائع والمشتري فسخ العقد
 طامس هو ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه او ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه
 دفع الفاسد وان لم يقض له بل باع المشتري ما كان له من ثمنه او ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه
 واجبه هي اورا كروني فسخ عقد كذا بلكه مشتري في شراء فاسد في قبضه كذا بلكه عقد صحيح كذا بلكه ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه
 تمليكها لغيره بالمبيع وغيره فلا يتصور بعد الفسخ لتعلق حق العبد به ووجوب الفسخ سابقا كان الحق الشرع
 كرجب مبيع كذا بلكه ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه او ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه
 واذا اجتمع حق الشرع وحق العبد يقدم حق العبد لاجل ان كان الاصل للمشتري ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه
 ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه او ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه
 اذ قيل من غلب على ظنه ان اكثر معاملة اهل السوق على الفساد ينبغي له ان يتنزه عن شراء شيء منهم ومع هذا لو
 كذا بلكه ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه او ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه
 اشترى منهم شيئا يحل له الانتفاع به اذا كان العقد الاخير صحيحا او فاسدا ينبغي ان يتعلم ان من اشترى متاعا بالفساد
 كذا بلكه ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه او ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه
 شراء فاسدا وقبضه ثم باعه ورغب فيه لا يحل له الرجوع بل يجب عليه ان يتصدق به ومن باع متاعا بالفساد
 كذا بلكه ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه او ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه
 بيعا فاسدا وقبض الثمن ثم اشترى به شيئا او باعه ورغب فيه يحل له الرجوع ولا يجب عليه ان يتصدق به والفرق
 فاسد سمي بيجا اور قيمته في بيها او سوي سمي باطلا او لو كوفاه في بيها او لو كوفاه في بيها او لو كوفاه في بيها او لو كوفاه في بيها
 بينهما على ما ذكر في الهداية ان المتاع ما يتعين بالتعيين فيتعلق العقد به فيمكن التخيير في الرجوع والدرهم والدينار
 ان دون ذلك من مواضع بيان صاحب الدار كذا بلكه ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه او ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه
 لا تنتعنان في العقود والفسوخ بل يثبت الثمن في ذمة المشتري فلا يتعلق العقد الثاني بعينها ولا يمكن
 عقود اور فسخ من متعينين هو في بلكه مشتري في ذمة مطلق من ثابت هو جاتاي سودومر عقد اوس ودرهم اور دنانير خاص من متعلقين هو تا
 التخيير في الرجوع الا ان يستبدلها ويقتل منها في يتعلق سلامة الشري بها الوقوع اثمنا فيكون ملكا خبيثا واجب التصديق
 اسلمني خباثت فانه من اشترى من كذا بلكه ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه او ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه
 واما الباطل فهو غير منعقد فلا يفيد الملك اصلا وهذا قيل من غلب على ظنه ان اكثر معاملة اهل السوق على
 اور بيع باطل سمي من منعقد من هو في سوي فانه ملك كذا بلكه ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه او ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه
 البطلان ليس له ان يشتري منهم شيئا ولا يحل له ما اشتراه منهم واما الموقوف فهو بيع مال الغير بغير اذنه فان
 تو اسكو كذا بلكه ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه او ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه
 وان كان منعقدا وصفيده الملك على سبيل التوقف على اجازة مالكه لكن لا يفيد تمام الملك لتعلق حق الغير به
 اور فانه ملك كذا بلكه ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه او ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه
 وجميع المعاملات الجائز في جميع المعصوبات والغارات الواقعة في هذا الزمان من هذا القبيل وهذا قال
 اور تمام معاملات جواس زمان من تمام جينين اور لوسه هو شيئا من جاري من سب اسه طرح كذا بلكه ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه او ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه
 صاحب الزمان في ايام غارة المسلمين لا يشتري من العسكر شيئا لانه حرام ملك الغير ثم ينبغي للتجار ان
 صاحب بزاز كذا بلكه ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه او ان يترك البائع ما كان له من ثمنه او ان يترك المشتري ما كان له من ثمنه

في بيان حرج الاجتنان

في بيان حرج الاجتنان

في بيان حرج الاجتنان

یروا فی معاملته العدل و یحقیق الظلم و المراد بالظلم ان یتقصیر فیہ العیبر فکما یتصور فی الخبر
 کما یروا فی معاملته من عدل کما یحقیق الظلم و المراد بالظلم ان یتقصیر فیہ العیبر فکما یتصور فی الخبر
 العدل ان لا یتضرر منه احد بشیء و لا یتضرر من احد بشیء و لا یتضرر من احد بشیء و لا یتضرر من احد بشیء
 عدل و ہی ہی کہ جسین کسیکاکچہ نقصان نہوگی اور یہی ہر حال میں ہیں آتا جب تک کسی بات کو نہ کسی ضرر نہ کری ایک ہر کہ نقصان نہ ہوگی
 المقدار و ذلک بتعدیل المتکیال والمیزان والاحتیاط لانہ تعالیٰ قال ویل للمطففین الذین اذا اکت البوا
 نکر اور یہی ہر حال میں ہیں آتا جب تک کسی بات کو نہ کسی ضرر نہ کری ایک ہر کہ نقصان نہ ہوگی
 علی الناس لیستوفی و اذا کالوا و من فوہم یخسر و ان لا یجوز من هذا الا من یزید اذا اعطی و ینقص اذا
 لو کونسی پورا بہر لین اور جب ناپ دین او کلو و تول کر دین تو کہہ کر دین او اس سے وہ ہی بچتا ہی جو دیتی دقت کچھ نہ دے ویل او کونسی ہر کہ نقصان نہ ہوگی
 اخذ لان العدل الحقیقی قلما یتصور فان من لیستقصی فی اخذ حقہ بکمالہ یوشک ان یتضرر و لکن ان
 اسلئے کہ عدل حقیقی بہت ہی کم خیال میں آتا ہی بیشک جو شخص اپنا حق پورا پورا لیا جاہی تو غالب ہی کہ او سے تعدی کر نہ ہی اور اس ہی دقت
 کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سلوا اذا اشتري شیئا یقول للوقت ان غرت و ان یقول بعض السلف یقول
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کچھ مولدیتی تو قیمت ادا کر نہ لیتی تو فراموشی تو لے دیا اور کچھ زیادہ دی اور بعضی شتہم کہتی ہی
 لا تشتري الویل بحبۃ و کان اذا اخذ نقص حبة و اذا اعطی زاجحة ویقول ویل لمن یبیم بحبة حبة عرضا
 کہ ہر ایک لاشہ کی بدلہ عذاب نہیں لیتی اور اگر کچھ مول لیتی تو کچھ فائدہ لیتی اور اگر دیتی تو کچھ زائد زیادہ دیتی اور کہتی اس سے ہی جو داندہ کی بدلہ جنت دیتی جسکا پلاؤ
 السموات والارض والثانی ما یجب الاخذ عنہا ان لا یدر السلعة فانه ان وصفها بما لیس فیہا فان لم
 آسمان اور زمین ہی اور دوسرا امر جس سے احتراز جائی ہے کہ مال کی تعریف نکلیا کری کیونکہ اگر ایسی تعریف کی جو اس میں نہیں ہی ہر خریدار ہی اسکا قول کر
 یقبل قوله فهو کذب محض وان قبل فهو مع کونه کذباً لتلبیس وظلم وان وصفها بما فیہا فان علم بالمشتک
 انا تو یہ صرف جو کچھ ہی جو کچھ ہی اور اگر ان لیا تو جو کچھ کا جو کچھ اور دغا بازی اور ظلم ہی اور اگر سچی تعریف کی تو یہ اگر خریدار ہی جانتا ہی
 فهو هذیان وتکلم بما لا یعنیه فیما سب علیہ لان کل کلمۃ تصدر عن الانسان فانه یحاسب علیہ القول فتر
 تودہ بیہودہ ملک ہی اور گرام ہی فائدہ اس پر ہی حساب ہوگی کیونکہ انسان کی زبان ہی جو کچھ نکلتا ہی او ہی ہر حساب ہوگی بدلیل اس آیت کی
 ما یلفظ من قول الا لہ رقیب عتید وان لم یعرف المشتري ما فیہا مالہ یدکر فلا یاس بدن کر القدر للوجود فیہا من
 نہیں بولتا ایک بات جو نہیں اس پاس راہ نہ نکلتا تیار اور اگر خریدار نہیں جانتا جب تک بیان نہ کر دے تو یہ جتنا ہی اتنی ہی بیان کر نہیں
 غیر مبالغۃ و اطراب ولا یخلف البتہ لانہ ان کان کذباً لیکون یسینہ غموسا و هو من الکبائر التي تنذر الی
 سون مبالغہ اور تطویل کی کچھ مضائقہ نہیں اور قسم ہرگز نہ کہا دی اسلئے کہ اگر جو کچھ ہی تو یسین غموس ہوگی اور یہ قسم ایسی کبیرہ ہی کہ ملک کو اجازت دیتی ہی
 بلا فہم وان کان صادقا فقد جعل اسم اللہ تعالیٰ عرضۃ لایمانہ واساء فیہ لان الدنیا اختل من ان یقصد
 اور اگر سچی ہی تو بیشک اس کی نام کو اپنی قسم کا نشانہ بنایا اور اس میں برکتی اسلئے کہ دنیا اتنی درجہ کی نہیں ہی کہ او کو بلا ضرورت
 ترویجہا بدن کر اسم اللہ تعالیٰ من غیر ضرورة حتی قال الفقہاء بکفره للتباخران یدکر اسم اللہ تعالیٰ او یصلی علی النبی صلی
 اس کی نام ہی دین دیا دی وہی یہاں تک کہ فقہاء کہتی ہیں تاجر کو مکروہ ہی کہ اپنا مال کہتی ہوئی ترویج کی نیت ہی اسم اللہ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 اللہ علیہ وسلم عند فتح متاعہ علی قصد ترویجہ بان یقول اللہم صل علی محمد ما جود هذا والثالث ہما
 پڑا کری اسطورہ کہ کئی جگہ اسکا کیا مال ہی اللہ صلی علی محمد کیا خوب مال ہی اور یہی امر جس سے احتراز کرنا چاہی
 یجب الاحتراز عنہا ان یکتم شیئاً من عیوب السلعة بل یجب علیہ ان یظهر جمیع عیوبہا خفیہا و جلیہا لانہ
 بیہ ہی کہ مال کا کوئی عیب چھپا رکھی بلکہ بائع پر واجب ہی کہ او کی تمام عیوب ظاہر و باطن جسد دیوی کہہ کر کہ

اذا اخفى شيئا منها يكون غاشيا تاركاً للنص الواجب فمن اظهر احسن وجهي الثوب او عرضه في الوضع المظلم
 اگر کسی چپاں کی گاہ تو خانت پیشہ نصیح واجب کا تارک ہوگا پہر جس میں ہتھان کا اچھا پلہ دیکھا ذی یا اندھیری کی اندھ سامنی کیا
 او عرض احسن فردی الخف او النعل او نحوها يكون غاشيا والغش حرام في البيع والصنایع جميعا فلا ينبغي للصا
 بزمزہ یا جوتی کی اچھی پوائی دیکھا دی تو یہ شخص خائن ہی اور تمام بیوع اور کاروباروں میں خیانت کرنی حرام ہی سو گار کی کو بون نہیں
 ان يتهاون بعمله على وجه لمعاطلة به غيره لا يرتضيه بل ينبغي له ان يحسن الصنعة ويحكمها ثم يبتع عيها
 کہ اپنی کار میں ایسی سستہ کیا کرے کہ اگر اسکی ساتھ کوئی اور کری تو پسند نہ کرے بلکہ یوں چاہی کہ کہ خوب صورت اور مضبوط یا کرے پہر و کا عیب جان کر دی
 ان وقع فيها عيب فان قيل اذا وجب على التاجر ان يبيعه عيبا متناه لا يمتلئها المعاطلة فما الطريق فيها فاعلم ان
 اگر اتفاقاً عیب پڑ گیا ہو اور اگر کوئی یہ عرض کرے کہ جب تاجر پر مال کا عیب بیان کرنا واجب ہو تو اسکا معاملہ کہی پورا نہ ہو لگا پہر اسکا کونسا رہی تو سمجھ لی
 التاجر اذا شرط على نفسه ان لا يشتري البسيع الا الحيد وقنع بغيره ليس ببارك فيه ولا يحتج به الى تبليس فممن
 کہ تاجر جب اپنی اوپر یہ شرط کرے کہ یہ بچتی کی ہی سو مال صید کی کہی نہ لوگا اور تھوڑی سی نفع پر قناعت کری تو اس میں برکت ہوگی دغا بازی کی کچھ حاجت نہیں ہی
 تعنى هذا لا يشتري معيها فان وقع في يد تاجر ما يدين كعيبه ويقنع بغيره وانما يتعين هذا على التجار لانهم
 پہر جسکی ہر عادت پر عیب ہی تو عیب نہ مال نہیں لیتا پہر اگر اتفاقاً اسکی ہاتھ آجی جاوی تو اسکا عیب بیان کر دی اور اسکی اصل قیمت پر قناعت کرے اور تجارتوں پر تہائی
 لا يقنعون بغيره يسير بل يطلبون سرىا كثيرا ولا يحصل ذلك لا بتبليس والتبليس حرام فلا يجوز للتبايع ولا لشتر
 دشوار ہوتا ہی کہ تھوڑی سی نفع پر قناعت نہیں کرتی بلکہ بڑی فائدہ کی طالب ہوتی ہیں اور بڑا فائدہ بدون دغا بازی کی نہیں ہوتا اور دغا بازی حرام ہی ہو جائز نہیں ہی نہ
 ان يلبس احدها الاخر لان من يفعل هذا يكون ظالما تاركاً للنص على المسلمين وقد روى ان عليه السلام قال
 کہ ایک دوسری فریب کیا کرے اسکی کہ جو ایسا کرے گا وہ ظالم ہی اسکی مسلمانوں کی غیر خواہی ترک کی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا
 البيعان اذا صدقا ونصحا ابصر لهما في بيعهما واذ كان باوكتما نزع بركة بيعهما ومن لم يعرف الزيادة والنقصان
 بائع اور مشتری دونوں کو سچ بولیں اور سچ خواہی کریں تو انکی ہی بیع میں برکت ہوگی اور اگر جھوٹ بولیں اور عیب چپا لیں تو بیع کی بركت نکل جاوگی اور جو شخص بچتی
 الا بالملك والميزان لا يصدق هذا الحديث ولا يعرف ان الدرهم الواحد قد يارب فيه ويكون سببا للسعادة
 بدون پیمانہ اور ترازو کی نہیں جانتا تو اسکی بیعت کی تصدیق نہیں کرتا اور وہ یہ نہیں جانتا کہ ایک درہم میں کبھی ایسی بركت ہوتی ہی جس میں سعادت ہو دنیا کی حاصل ہو جائے
 في الدين والدنيا بان يصرفه فيما يجب عليه من امر دينه او دنياه وان الاكاف المألوفة قد يزرع عنها البركة وتكون
 اسطور کہ اسکو اپنی واجبات دینی اور دنیوی میں صرف کرے اور بیک ہزاروں جمع کی ہوئی میں سے کبھی بركت نکل جاتی ہی وہ ہی اسکو
 سببا لاله في الدنيا والاخرة اما في الدنيا فكما يشاهد في هذا الزمان من تسلط الظلمة عليه واخذ باله بالانواع
 دین اور دنیا میں ہی دغا بازی چنا چنا سون مانہ میں دیکھتی ہیں کہ ظالم لوگ غالب ہو کر اسکی تمام مال متاع طرح طرح کی ہذا بدی کر
 العقوبات فلما في الاخرة فبان يصرفها في المحرمات والمنكرات لاسيما في الرشوة التي يكون بها كل واحد من الراسخين
 جہیں لیتی ہیں اور رہا آخرت میں سو اس وضع سے کہ مال کو حرام اور ممنوعات میں خرچ کرتا ہی خاص کر رشوت میں جسکی باعث سے ہر ایک کشتوت دینی والا
 المرتضى والساعي بينهما ما طعنوا بلعن رسول الله صلى الله عليه وسلم فمن اراد ان يتيسر عليه التصرف للمسلمين فلا بد له
 اور رشوت یعنی دغا اور بچکا دل ملون ہو جاتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر لعنت پڑتی ہی اب جسکا یہ ارادہ ہو دی کہ اسکو نصیحت اہل اسلام کی
 من امرين احدهما ان يعلم ويعتقد ان تبليسه لا يزد في رزقه بل يحققه ويدهب بركته فان ما يجمعه من
 میسر ہو دی تو اسکو دو باتیں لازم ہیں ایک تو یہ سمجھے اور یقین کرے کہ فریب اور مکر سے روزی نہیں پڑتی بلکہ تلف ہو جاتی ہی اور بركت جاتی ہی ہی بیک جتنا
 متفرقات التبليسات قد يهلكه الله تعالى دفعة واحدة اما بالاغراق او بالا حراق او باخذ المصوب والظلمة
 طرح طرح کی فریب سے جمع کرتا ہی اسکو بعض دفعہ تو اسے تقالی ایک ہاسی تلف کر دیتا ہی یا بول کر یا جلا کر یا چور چرائی ہی یا ظالم

بائع اور مشتری

بائع اور مشتری کا تعلق بائع اور مشتری سے ہے

لیکون داخل فی شرم وجه الشیطان الیه فی معرض الخیر فالمرحبا بالزین من الدرهم والدنانیر والیس فی
 قوه اذن برائی من داخل ہی جسکو شیطان فی خوب صورت بنا کر دکھا یا ہی اور کہو ای درہم اور دیناری دہ راہی جملین نہ کہہ چاندی ہو
 ولا ذهب اصلا بل هو ہوہ واما ما فیہ فضة وذهب فالعبرة فیہ للغالب ان کان الغالب علی الدرهم
 اور نہ سونا بلکہ صرف طبع ہو اور جبین چاندی اور سونا ہو تو او میں اکثر کا اعتبار ہی اگر درہم میں چاندی زیادہ ہو دی
 الفضة فہی فضة وان کان الغالب علی الدنانیر للذهب فہی ذهب لان النقود لا تتخلو عن قلیل غش
 قودہ چاندی ہی اور نہ سونا بلکہ اگر سونا زیادہ ہو دی تو وہ سونا ہی
 اما خلقة کما فی الردی من الفضة والذهب او عاده بسبب انہا تنقشت ولا تنظف بدون الغش واستما
 اصل ہی ہوتی ہی جیسی زری چاندی اور کم در کاسونا یا عادت کی موافق اس سبب ہی کہ او کو کوئی بین اور بدون ملوثی کی گزرتا نہیں جاتا
 تنظف بخلط الغش ہا فعلی هذا یعتبر الغالب لان المغلوب فی مقابلة الغالب کالمعدوم فاذا کان الغالب
 اکثر واجب ہی جانا ہی کہ او میں اکثر کا اعتبار ہی کیونکہ غالب کی سلفی مغلوب کی کچھ سستی نہیں ہوتی پس اگر درہم میں چاندی
 علی الدرهم الفضة وعلی الدنانیر الذهب فہا فی حکم الفضة والذهب وان کان الغالب علیہما الغش فان کانت
 غالبہ اور دنانیر میں سونا پھر وہ دونو چاندی اور سونی میں داخل ہیں اور اگر انکی اندر ملوثی ہو تو پھر اگر او کا
 نقد البلد فمادامہ راجعہا باقیہا فہما لئن لا یتعلق العقد بعینہما بل انما یتعلق بجنسہما وان ارتفع راجعہا
 چلن جاری ہی تو جب تک کہ انکی باقی ہی کانت تک کہ شے یعنی نقد میں عقد او کی تعین ہی متعلق نہیں ہوتا بلکہ اوں سے کہی نہ ہو اور نانہ ہی متعلق ہو گا وہ ہو گا اور
 فہما سلعا یتعلق العقد بعینہما ان علم المتعاقدان حالہما وعلم کل واحد منہما ان صاحبہ یعلم حالہما وان لم یعلم
 تو پھر وہ رخت اور چیز بہت میں داخل ہیں عقد میں تعین ہر جائیگی اگر انکی حال باقی ہی ایست ہی کہ معلوم ہو اور دونو یہ ہی جاتی ہیں کہ ہر ایک کے ان درہم نانہ کی
 اولہم یعلم احدهما او علمہا لکن لم یعلم کل واحد منہما ان صاحبہ یعلم فہما لئن لا یتعلق العقد بعینہما بل انما یتعلق بجنسہما
 دونوں کو معلوم نہیں یا ایک کو معلوم نہیں یا دونوں کو معلوم تو ہی ہر دونوں کو یہ غیر نہیں کہ وہ دوسرے ہی جانتا ہی تو عقد ہی درہم و نانہ ہی متعلق نہیں کہتا بلکہ چلن بازار ہی
 فی البلد وان لم یرتفع راجعہا بالکلیۃ بل کانتا بحیث یتعلق بالعض من البعض فہما کانتا یوف یتعلق العقد
 علاقہ کہتا ہی اور اگر انکی راجع چلن سہ نہیں گیا بلکہ ایسی ہی کوئی توفیلتا ہی او انکی نہیں ہوتا تو اب وہ درہم و نانہ کی ہر ایک کے ان درہم نانہ کی
 بعینہما بل انما یتعلق بجنسہما من الزیوف ان کان البایع یعلم حالہما الثبوت الرضی منہما بجنس الزیوف وان کان
 متعین نہیں ہون کی بلکہ عقد ہی اوں سے کہی کہوئی درہم اور دنانیر دینی ہون گی اگر بائع کو کا حال معلوم نہ ہو کہ بائع اور کہہ کی کوٹوں پر راضی ہو چکا ہی اور اگر
 البایع لا یعلم حالہما لا یتعلق العقد بالجنسہما من الجید لعد مشیوت الرضی منہما بجنس الزیوف والثانی ہما
 بائع کو او کی حال ہی اطلاع نہیں ہی تو پھر عقد میں اوں سے کہی کہری دینی ہوگی کہی کہ بائع کی رضا اوں سے کہی کہوٹوں پر ثابت نہیں ہی اور دوسرا امر جس ہی
 یجب الاحتراز عنہ مدح السلعة فان من یصفہا بالیس فیہا ولہ یقبل قوله فہو کذاب وان قبل قوله فہو
 اگر اگر نا واجب ہی سبب کی تفریق کرنی جیسک جو شخص سبب کی ایسی تعریف کی جو او میں موجود نہیں ہی اور وہ ان ہی نہیں لیا تو وہ صرف جھوٹ ہی اور اگر او کا
 مع کونہ کذب تلبیس ظلم وان وصفہا بما فیہا فان کان المشتري یعلم بہ فہو ہذیان ولکم بما لا یعنیہ وجا
 کہا مان لیا تو وہ جھوٹ کا جھوٹ اور ظلم ہی اور اگر ایسی تعریف کی جو او میں ہی میں سچی پھر مرستی ہی کو وہ معلوم ہی تو مفت کی بسو سیفہ ہو گا ہی سپر عجب
 علیہ اذ ہما من کلمۃ تصدیر عن الانسان لا یجانب علیہ القولہ ذوالی ما یلفظ من قول لا لدیہ رقیب
 کیونکہ جرات انسان کی زبانی نکلتی ہی سو ہی محاسبہ طلب ہی بریل اس آیت کی نہیں ہوتا ایک بات جو نہیں اس واسطے کہ وہ دیکھتا
 عتید وان کان المشتري لا یعلم ما فیہا فہو ہذیان ولا یس بذکر القدر المذکور فیہا من غیر صالغۃ وافرط ویکون
 تیار اور اگر مشتری کو معلوم نہیں ہی تو اسکا مضائقہ نہیں ہی کہ بتتہ بات تو یہ دیکھو فی بیان ہی کہ وہی صحت ہدی امر نیت ہی

اور اگر انکی اندر ملوثی ہو تو پھر اگر او کا
 کاسونا

قصد منه ان يعرفه اخوه المسلمون ويرغبوه ويحصل مقصوده ولا يحلف البتة لانه ان كان كاذباً يكون
 كاذباً بهائى مسلمان كو چنانكه كه غيبه دى كه او كذا مقصود حاصل ہو جاوى اور قسم هرگز نيكه دى كه كذا اگر چو نى
 عيینه غمى سوا و همى من الكفاثر التي تذر الديار بلا قعر وان كان صادقاً فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لا يمانه
 توبه عین غمى سوا كه بهى كه ملكه اوجا ريتى
 واساء فيه لان الدنيا اخس من ان يقصد ترويحاً بدين كراسم الله تعالى من غير ضرورة حتى قال الفقهاء بكونه
 اور به كذا كه بهى كه ملكه اوجا ريتى
 للتاجر ان يذكر الله تعالى او يصلى على النبي عليه السلام عند فتح متاعه على قصد ترويحاً به بان يقول اللهم
 كرهه بهى كه بهى كه ملكه اوجا ريتى
 صل على محمد وآل محمد هذا والثالث مما يجب الاحتراز عنه كتم عيوب السلعة فان من يكتفم شيئاً منها يكون
 صل على محمد وآل محمد كذا خوب مالى
 ظالماتكم للنصم الواجب من تكبيل الغش الحرام فالواجب عليه ان يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها وهذا امر
 ظالم افشردى كه بهى كه ملكه اوجا ريتى
 يشق على اكثر الخلق فمن لا يقدم عليه فليترك التجارة او ليوطن نفسه على عذاب الناس والاربع مما يجب الاحتراز
 اكثر كرون بهى كه بهى كه ملكه اوجا ريتى
 عنه الخيانة فان من يخون لا يخلوها ان يكون خيانتة في المقدار او في السعر او في المراجعة والتولية فاما
 واجب بهى كه بهى كه ملكه اوجا ريتى
 من يكون خيانتة في المقدار فهو يدخل تحت قوله تعالى ويل للطففين الذين اذا التاوا على النكاح استوفوا
 جرحش مقدار من خيانت كرتا بهى كه بهى كه ملكه اوجا ريتى
 واذا كالتوا هم اوفوا هم يحسرون ولا يجوز من هذا الا من يزيد اذا اعطى وينقص اذا اخذ لان العدل التحقيق
 اور جب دين او كونا يا قول دين فوكها كرون اور اس ويا لى وه بهى كه بهى كه ملكه اوجا ريتى
 قلها يتصور فان من يستقصي في اخذ حقه بكما له يوشك ان يتجاوز به ولكن لك كان النبي عليه السلام اذا
 بهى كه بهى كه ملكه اوجا ريتى
 اشترى شيئاً يقول للذي يزن الثمن وزن واسم وكان بعض السلف يقول لا تشترى الويل بحبة وكان اذا اخذ
 كوى شى مول لى توشن دى والى سى فرما دى كه توشن قول دى اور كچه زياده دى اور بعضى متقدمين قول بهى كه بهى كه ملكه اوجا ريتى
 نقص حبة واذا اعطى زاد حبة وكان يقول ويل لمن يبيع بحبة حبة عرضها السموات والارض واما من يكون
 كه بهى كه بهى كه ملكه اوجا ريتى
 خيانتة في السعر فهو من الظلمين التاركين للنصم الواجب اذ ليس لاحد ان يلبس على البائع او المشتري سعر الوقت
 بهى كه بهى كه ملكه اوجا ريتى
 وينتقض الفرصة ويخفى من البائع غلاء السعر ومن المشتري اخطا طه فان من يفعل ذلك يكتسب من الذين لا يحب
 اور فرصت كو غيبت سببى بايع سى تو كرتا بهى كه بهى كه ملكه اوجا ريتى
 احدهم لا خيه المسلم ما يحب لنفسه وقد روى انه عليه السلام قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لا خيه ما يحب
 لى بهى كه بهى كه ملكه اوجا ريتى

او حرق ناز بخور له ان پايه امر اچھا و تولیہ بلا بیان حدوث العیب عندہ اذ قل ذکر ان الاوصاف تابعہ
 پاکہ مل گیا تو اسکا پچھا بطور اچھے ۛ تولیہ کی بغیر جلائی جائی رہی
 اسواری کا آگے کہہ چکی ہیں کہ اوصاف تابع ہوتی

لا یقابها شیء من الثمن وان تکسر بشره وطیره لا یجوز له ان یشبعه فرایة او تولیة بل بیان لانه صار
من او یک مقابلہ میں من کچھ نہیں ہوتا اگر کسی کو کئی پیگیا تو اب جائز نہیں کہ بطور ہجہ یا تولیہ کی بنا اظہار ہجہ کی اسکی کہ وصف تلف کرنی

مقصود بالانفاق ومن اشتری دارا وادایه و اصاب من غلتها شیخی این که از بیبیهام را بختا و تولیت بدین
سی مقصود ہو گیا او میں نے کوئی کہ یا جانور جو پایہ خرمیا اور او کی گراسی کہیہ نفع پیدا تو او کو جائیدی کردو کو بطور صاحبیہ نویسی کی بی

بیان لان الغلة ليست متولدة من العين بل هي استبقاء منفعة واستيفاء المنفعة لا يمنعه بيع المراجعة او التمسك
 اذ لا يجرى استبقاء اصل من يمين يميناً هو بل كراية منفعت كايور كراية او منفعت كايور كراية بيع ما يحسنه في يمين كراية

بجاء مال و الا شترى شاة واصاب من لبنها و صوفها فانه اذا باعها مراحجة او تولية يطرح من ماله المال فل
 يرد له اوس مودر شك. اگر بکری مول لیوی اورا دکا دوده پیوی اورا دن کتری و نیمه شخص اگر بکری کو بطور مراحجة یا تولیہ کی بیچی تو اصل قیمت پر ہی جتنا

ما اصابت منها ولو اشتري جارية او شاة او غنميا فلو دلت الجارية والشاة او اشترى الفخيل ببيع الاصل مع الزيادة فانه ليا به كم كرهى او اگر كونهى مولى يا بكرى يا ميه دار درخت پهروندى جن يا بكرى بياى يا درخت بهل يا يا تو بل كل كوش افزايش است

مراجعة اولولية ولواستهلاك الزيادة لا يبيع الاصل مراجعة اولولية حتى يبين ما استهلك منها ولواستقري

بشمن شمراد فی الثمن اوحط الہایم عنہ اوزاد فی البییم یلتحق کل من الزیادۃ والخط باصل العقد ویطرحہم الی الخ
شمن معین کر کرول لی پیر شمن پر مشتری کی کہہ بڑا دیا تو بیہ تمام کیش بری اصل عقدین مجاہوی کی اور حکم اس کی بنیادی کام کیجہ اور تو بیہ میں جا کر ظاہر ہوگا

في الرغبة والتولية حتى اذا اراد ان يديم ذلك الشيء من رغبة او تولية لا يدعيه الا لما بقي من الثمن بعد تحط في صوابها
بما نكح كذا لو اوس شي كذا بطور ما يحبه يا تولى له كي يجاچاي توكمي كي حورت مين اول غن بر پيجي جو كم كرني كي بعد باقي را باها

الحط او بھا زاد علی اصل الثمن او علی اصل المبیع فی صورة الزیادة ومن اشتری متاعا بالعدہ ثم سدد من ثمنه من
اور پرستی کی صورت۔ اس میں پر جو اصل میں پر بعد ہوائی کی ہو گیا ہی اور جس شخص نے کچھ مال خزانہ پر سیکو اور دارمحل لیا اور او کو صورت پر نفق

صاۃ ولم یبین المشتري ذلك فعلم المشتري فهو مخير ان شاء رده وان شاء قبله بالفرواقۃ لان للاجل من البيع
کیا رده مسکو چلی اور مشتري سی حال اور اکر بیان کیا پھر مشتري کو معلوم ہو گیا تو مشتري کو اختیار ہی چاہی وہ مال بشادی اور عیال کی باریک دیکھ کر اس کی اسٹیٹسٹم

بسم الله الرحمن الرحيم

وأنفاله لا سيما في بيعه وشرائه كما هو مقتضى صيغة المبالغة في الصدوق والأمين فان سرب الاسراب بمسلب
 اور افعال میں خاص کر بیع اور شرا میں جب کسی کے مطلب مبالغہ کی صیغہ کا ہی لفظ صدوق اور امین میں بیچک ہو اور دکان عالم اور سرب
 الاسراب جعل الآخرة دار الثواب والعقاب وجعل الدنيا دار التثمر والاكتساب لكن ليس التثمر في الدنيا مقصودا
 الاکتساب فی آخرت کو ثواب اور عذاب کا کہر بنا یا ہی اور دنیا کو محنت کشی اور تحصیل کا کہر مقرر کیا لیکن دنیا میں صرف آخرت کی ہی محنت کشی
 علی الآخرة بدون المعيشة قبل المعيشة ذریعۃ الی الآخرة ولا يكون المعيشة ذریعۃ الی الآخرة مالم يتادب التثمر في
 بدون معیشت کی نہیں ہی بلکہ معیشت آخرت کا وسیلہ ہی اور معیشت آخرت کا وسیلہ نہیں ہو سکتی جب تک دنیا کا طالب طریقہ شرعی
 طلبها باوالبشرع فان الشرع اعتبر في طلبها ركانا وشروطا يجب عليه مراعاتها عند مباشرته في طلبها حتى يكون
 اختیار کرے کیونکہ شرع فی دنیا کی طلب کیوں وسطی ارکان اور شرطیں ہیں جن کی طلب کرنا تو ان کی رعایت واجب ہوتی ہی تاکہ
 کسیہ صحیحہ اخلاص عن البطالان والفساد خالصا عن شائبة الحرمة والكراهة اذ لو ترك رعایتها لا يكون كسبه
 کی گئی درست بطور اور فساد ہی خالی اور حرمت اور کراہت کی طرف سے صاف ہو کیونکہ اگر ان قواعد شرعی کی رعایت نہ کرے گا تو اس کی کسب
 صحیبا بل بآلة يكون باطلا وتارة يكون فاسدا فلا يكون خالصا عن الحرمة والكراهة فعلى هذا لا بد له من معرفة
 درست نہ ہوگی بلکہ بعض دفعہ باطل اور بعض دفعہ فاسد ہوگی یہ حرمت اور کراہت سے کبھی پاک نہ ہوگی اس بیان کی موافق اس کو بیع اور شرا
 البیع والشراء وكيفية انعقادها حتى يميز عند الباطل من الفاسد والفساد من الصحيح ويتخلص من الحرمة والكراهة
 اور کیفیت انعقاد کی معرفت پیدا کرے ضروری ہے تاکہ باطل کو فاسد سے اور فاسد کو صحیح سے الگ کر سکے اور حرمت اور کراہت سے بیچ جاوی
 ويتيسر له الصدق والامانة فيهما فالبيع مبادلة المال بالمال فينعقد بالايجاب والقبول والمراد بالايجاب الكلام الضام
 اور بیع جو شرع میں صدق اور امانت میسر ہو سکی تو اب بیع بدلہ مال کا مال سے ہی اور ایجاب اور قبول سے پوری ہوتی ہی اور مراد بالايجاب ہی کلام اول کی ہی
 من احد العاقدین یا قلا بایعا کان او مشتریا والمراد بالقبول الكلام الصادر من الآخر ثانيا بایعا کان او مشتریا
 جو دونوں میں کسی ایک سے صادر ہو یا بیع ہو یا مشتری اور قبول سے مراد کلام دوسری کی ہی جو دوسری سے صادر ہو یا بیع ہو یا مشتری
 وانما ينعقد بهما اذا كانا بلفظ الماضي مثل ان يقول البائع للمشتري بعثت منك هذا بكذا فيقول المشتري اشتري
 اور بیع ایجاب اور قبول کی جب گہتی ہی کو وہ دونوں ماضی کی لفظ میں صیغہ یا بیع مشتری ہی کی یہ مال میں تیری ہذا اتنی کو بیچ چکا یہ مشتری ہی میں لی چکا
 او یقول المشتري للبائع اشتريت منك هذا بكذا فيقول البائع بعثت لان البيع انشاء وتصرف شرعي والانشاء اثبات ما
 یا بیعی مشتری یا بیع ہی میں یہ چیز اتنی کو مولی چکا یہ بیع ہی میں بیچ چکا اس کی کہ بیع انشاء یعنی نیا تصرف شرعی ہوتا ہی اور انشاء میں قائم کرنا
 لم یکن ثابتا وهو لا يعرف بالشرع لان واضع اللغة لم يضع له لفظا خاصا والشرع قد استعمل فيه اللفظ الموضوع
 معدوم کا ہوتا ہی اور کلام بدون شرع کی نہیں ہوتا واسطی کہ لغت میں نیا لفظ کسی کوئی خاص لفظ نہیں وضع کیا اور شرع فی اسمیں ایسا لفظ
 لاخبار المستعمل في الماضي الذي يدل على الوجود حتى يدل على ان هذا التصرف هما يراد وجوده فينعقد به البيع و
 ماضی میں خبر کی واسطی مستعمل ہوتا ہی استعمال کیا ہی جہاں وجود پر دلالت ہوتی ہی تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہی تصرف مقصود ہی ہے اور اس سے بیع منعقد ہوتا ہی
 لا ينعقد بلفظين احدهما اربل لا بد فيه من ثلثة الفاظ كما اذا قل المشتري للبائع بع مني هذا بكذا وقل البائع
 اور بیع افظوں سے منعقد نہیں ہوتی جو ایک لہر ہو بلکہ اسمیں تین لفظوں کی ضرورت پڑتی ہی جیسی اگر مشتری یا بیع ہی کی یہ مال میری ہذا اتنی کو بیچ دے اور یا بیع ہی
 بعثت فما لم يقل المشتري ثانيا انشاء ثبت لا ينعقد البيع ولكن اذا قل البائع للمشتري اشتريت هذا بكذا وقال المشتري
 یعنی بیچا یہ جب تک مشتری دوا رہے ہوں کہ یہ کچھ کہ میں خریدتا تو بیع منعقد نہ ہوگی اور ایسی ہی اگر یا بیع مشتری ہی کی یہ مال میری ہذا اتنی کو خرید لی اور مشتری ہی
 اشتريت فما لم يقل البائع ثانيا بعثت لا ينعقد البيع واما اذا كان احد اللفظين او كلاهما مضارعا فينعقد البيع اذا كان
 میں فی خبر یا یہ جب تک یا بیع دوا رہے ہوں کہ یہ کچھ کہ میں بیچتا تو بیع منعقد نہ ہوگی اور اگر دونوں میں سے ایک کلام یا دوا کلام مضارع ہوں تو بیع بیع منعقد ہوجاتی ہی

تقریر فی الصفقة فتضرب به احد العالین لان المبیع ان کان واحدا یلزمه ضرر الشریک وان کان متعددا فالعادة
صفقة بین عقدین وینما یردون من کسی یکا قصدا ہوگا کیونکہ منیع ان کا کئی ہی توقعان شرکت کا لازم آتا ہی اور اگر کئی میں تو عادت یوں ہوتی ہی
ضم الجید الی الردی ونقص ثمن الجید لردی الردی فلو ثبت له خيار القبول فی البعض یقبل الجید ویتز
کہ عموما کو ناقص کی ساتھ طاکر ناقص کی نکاحی کی قیمت کچھ کم کر دیتی ہیں اب اگر اس کو یہ اختیار ہو دی کہ جو کسی چاہی جہاں ہی تو وہ عمدہ کو لے لے گا اور
الردی فیقول الجید عن يد البایع باقل من ثمنه وفيه ضرر له الا اذا اکر العقد و بین ثمن کل واحد بان
ناقص کو نہ لے گا تو بائع کی اتھ سی عمدہ منیع کم قیمت کو جاتی رہی گی اور اس میں بائع کا بڑا ضرر ہی ان اگر دو بارہ عقد کری اور ہر ایک میں جدا جدا بیان کر دی
قال بعث هذا بكذا فخذنا بنبیض الضلع عنه فالتم یحصل القبول یبطل الا یجاب بقیام واحد
اسطرح کہ منیع یہ اتنی کو اور یہ اتنی کو بیجا اب ان کو کچھ ضرر نہیں ہی ہر جہت قبول نہ دی تو ایجاب

در وقت ملاقات

ایہما مکان ولا یبقی لواحد منهما ولاية القبول بعدة لان القیام دلیل الرجوع وكذا لو قال البایع للمشتري بعث
کوئی ہی کڑا ہو جاوی ہوگا تو میں کسی کو اختیار قبول کا باقی نہیں رہتا کیونکہ کڑا ہو جاوے تو رجوع کی دلیل ہی اور کسی ہی اگر بائع فی مشتری سی کہا میں فی تیری ہاں منیع
منك هذا بكذا ولم یقبل المشتري شیءا حق کلم البایع انسانا فی حاجة له یبطل الا یجاب واذا حصل الا یجاب
اتنی کو بیجا ابھی مشتری اتنی کچھ جواب نہیں دیا کہ بائع اور شخص ہی کچھ بات چیت کرنی لگا تو ایجاب باطل نہیں ہوگا اور جب ایجاب قبول دونوں کی

والقبول یم العقد ولا یكون لواحد منهما خيار اصد له فی المجلس ولا بعدة الا من عیب او صدم سراویدة
یہ تو عقد پر راہ ہو جا تا ہی اب دونوں ہی ہرگز کسی کو کچھ اختیار میری پیر نہیں کیا نہیں ہی نہ مجلس میں نہ بعد مجلس کی مگر عیب کی یا نہ دیکھنی کی
وفي العوض المشار الیه مبیعا کان او ثمننا یكفی الاشارة فی صحة البیع بلام یقلده ووصفه وفي غیر
اور عوض میں جو سامنی موجود ہو منیع ہوا ثمن واسطی صحت بیع کی بدون در یافت مقدار اور وصف کی اشارہ کفایت کرتا ہی اور جو سامنی نہ ہو

المشار الیه لا بد من علم بقدره ووصفه لان التسليم واجب بالعقد ومیتع حصوله بالجہالة المفضیة
تو اس کی مقدار اور وصف کا علم ضرور چاہی اسلی کہ بعد عقد کی تسلیم واجب ہو دیگی بلیب جہالت کی جس سی جگہ پیدا ہوتا ہی ہرگز نہیں ہو سکتی
الی النزاع ویصح البیع بقرن حال و ثمن مؤجل لا طلاق قوله تعالی واحل الله البیع ولم یأمر به انہ علیه السلام
اور بیع ثمن حالی یعنی نقد اور ثمن مؤجل یعنی اودار دونوں صحیح ہو جاتی ہی کیونکہ آیت میں کوئی قید نہیں ہی اور طاق کی اسلی بیع کو اور اسلی کہ روایت ہر

در وقت ملاقات

اقتتری من یهودی طعاما الی اجل مومن درهه نكس لا بد ان یكون الاجل معلوما اذ لو لم یكن معلوما بل
ایک یہودی سی ایک مدت پر اور دراز مل لیا اور زرہ گروی رکھ دی لیکن مدت کا معلوم ہونا ضرور چاہی اس واسطی کہ اگر مدت معلوم نہ ہوگی بلکہ
كان مجموعا كالبیع الی قدره الحلیج والی الحصاد والی الدیاس والی القطار والی الجزا لكانت جہالته مانعة من
مجبور ہوگی جیسی چنانچہ طاکر ثمن حاجیوں کی آنی پر یا کیتی کٹی پر یا پیر اوٹھی پر یا انکوڑ ٹوٹی پر یا اون کترتی پر تو یہ جہالت یہی کہ تسلیم ثمن سی

التسليم الواجب بالعقد لان هذه الاوقات تتقدم تارة وتتاخر اخرى فربما یطال به البایع فی قریب المدة و
مانع ہوگی جو عقد سی واجب ہوگی ہی اسلی کہ یہاں اوقات کہیں الگ ہی ہوتی ہیں اور کہیں پیچھے سوکھی بائع اول وقت میں مطالبہ کرے اور
المشتري یؤخره الی بعدھا ویقرب بینھا التنازع الموجب لفساد العقد ولو انهما تبایعا الی هذه الاجال ثم ترا ضیا
مشتري کی پیچھے دقت تک ٹکا لگا پیر اوٹ دونوں میں جگہ لڑائیگی جس سی عقد فاسد ہو جا تا ہی اور اگر دونوں ہی بیع انہی اوقات مذکورہ پر کی پیر دونوں ہی راضی ہو کر

باسقاط الاجل قبل قدوم الحلیج وشرع الناس فی الحصاد والدیاس وغیرھا ینقلب البیع صحیحا لامر بقاء العقد
حاجیوں کی آنی سی اور پیچھے کی کا منی سی اور پیر کی اور ہائی وغیرہ سی پہلی مدت موقوف کی تودہ ہی بیع صحیح ہو جا دیگی کیونکہ مقتضی پہلی
قبل تقرره ولو وقع بینھا البیع مطلقا ثم اجل الثمن الی هذه الاوقات یجوز لان هذا تاجل الدین والجہالة
چنانچہ اور اگر دونوں میں بیع بلا شرط واقع ہوئی پیر بعد اسکی ثمن کی یہاں ہی اوقات مقرر کر دی تو جائز ہی اسی کی یہاں کی مدت ہی اور ہر دو سی

فمن اشتراک کیل یا مجاز فانه یجوز له ان یبیعه او یاکله قبل ان یکیل له لان البیع یقع علی المشار الیه لا علی مقدار
اور جس فی کیل شیء کی دیر شیء کی مولیٰ تو کو کما یزید کی کیل کی یا باہوی اس واسطی کہ اس صورت میں بیع موجود کی ہو ہی مقدار میں کی نہیں ہو ہی
معین فیہ کیل لہ وان اشتراک بشروط کیل لا یبیعه ولا یاکله حتی یکیلہ لاحتمال ان یزید علی المشترط
وہ سب کاسب او سب کاسبی اور اگر دیر ہی بشرط کیل کی مولیٰ تو بغیر کیل کی نہ بیچی اور نہ کماوی اس واسطی کہ شاید مقدار بشرط کی کچھ بڑھ جاوی
وهو للبایع والتصرف فی مال الغیر حرام یجب الاخذ عندہ ویکفی کیل البایع بعد بیعه بحضور المشترط فی الصحیح لان
اور وہ بائع کا مال ہوگا اور غیر کی مال میں تصرف حرام ہی اس ہی بجا ضرورتاً ہی اور بیچی کی بعد مشتری کی سامنی یا بیج کا کیل کرنا صحیح نہ ہو بین کفایت کرنا ہی کیونکہ
المبیع یریدہ معلوماً ویحقق معنی التسليم ولا اعتبار بیکیلہ قبل البیع ولو بحضور المشترط لان الشرط کیل
مبیع اس ہی ہی معلوم ہو جائی ہی اور تسلیم ثابت ہو جائی ہی اور بیچی ہی پہلی بائع کی کیل کا کچھ اعتبار نہیں ہی اگر مشتری کی سامنی ہو اسنی کہ شرط کیل
البایع او المشترط وهو لیس بواجب عندہ ولا یکیل بعد البیع بغیر المشترط لان الکیل من یأبى التسليم اذ یرید یصیر
بائع کا ہی مشتری کا او قبل البیع وہ کوئی ہی نہیں ہی نہ بائع بائع ہی یا نہ مشتری مشتری اندہ بعد بیع کی کیل کا کچھ اعتبار مشتری کی بی غیت اہلی کیل قسم تسلیم
المبیع معلوماً ولا تسلیم الا بحضورہ وکذا الواشتری ما یوزن او یعد بشرط الوزن او العدة لا یبیعه ولا یاکله حتی
مبیع معلوم ہو جائی ہی اور تسلیم مشتری کی موجود ہو ہی بغیر نہیں ہوتی اور لیس ہی اگر قول کی شی یا گنتی کی شی بشرط وزن یا شمار کی مولیٰ تو بدون قول یا گنتی نہ بیچی اور نہ کماوی
یزیدہ او یریدہ الا ان البایع لو وزن واحد بعد البیع بحضور المشترط یریدہ وکذا المشترط ما یریدہ بشرط الذرع
جیسے کہ اگر گنتی یا گنتی بائع بیع کی بعد مشتری کی سامنی تولدی یا گنتی دی تو کما بیع کرنا ہی اور اگر گزگنت کی شی بشو گزگنت کی مولیٰ
یجوز لہ ان یبیعه قبل الذرع لان الذرع وصف لا یقابله شیء من الثمن فیکون الکمل لہ قال الزلیعی ہذا اذا لم یستمر
تو جائز ہی کہ بیچی ہی پہلی بیچی ہی اسنی کہ گزگنت ایسا وصف ہی کہ اسکی مقابلہ میں ثمن کچھ نہیں ہوتا وہ سب او سب کما ہی زلیعی کہتا ہی یہاں اس صورت میں ہی
البایع لکل ذراع ثمنا واما اذا سمي قال کل ذراع بكذا فلا یجوز المشترط ان یتصرف فیہ حتی یدر عہ ومن باع
کہ بائع فی ذرع ثمن نہ ہوا ہی اور اگر فی ذرع ثمن مبین کوئی مثلاً چار گز تو مشتری کو حلال نہیں ہی کہ گزگنت کی بیع اس میں تصرف کری اور اگر کسی
صبرة کل قفیز بكذا ولم یدر عدد قفیز انہا لا یجوز البیع عندا بحیثیۃ الا فی قفیز واحد لتعذر صرف العقد الی
انج کا دیر بیج ہر بیانہ انتی کو اور بیان نکلیا کنتی بیانہ ہی تو امام ابی حنیفہ کی نزدیک بیع جائز نہیں ہی بجز ایک بیانہ کی کیونکہ عقد تمام دیر پر نہیں ہوتا
الکمل لجمالة المبیع والثمن جمالة تفضی الی النزاع لان البایع یطلب الثمن او لا بموجب العقد والمشرط لا یرفعہ
اسنی کہ مبیع اور ثمن دونو ایسی مجہول ہیں جس میں جھگڑا ہو جاوی اس واسطی کہ بائع موافق تقاضا عقد کی ثمن پہلی طلب کرگی اور مشتری نہیں دیو گیا
لکنہ غیر معلوم لکن المبیع غیر معلوم واذ تعذر صرف الی الکمل یصرف الی الواحد وهو معلوم ولو تزلزلت
کیونکہ ثمن کی مقدار معلوم نہیں ہی اسنی کہ مبیع معلوم نہیں ہی اور جھگڑا کہ عقد کو تمام مبیع پر صرف نہیں کر سکتی تو ایک بیانہ پر لگاویگی اور ایک تو معلوم ہی اور اگر
الجمالة فی المجلس بالکیل او بد کوجمیع القفزان یجوز البیع فی جمیعہا لکن یرید المشترط یخیل وھذا حکم
مجلس کی اند جہالت دفع ہو جاوی کیل کر ہی یا تمام بیانہ بیان کر دینی سی تو بیع تمام دیر کی جائز ہو جاویگی لیکن مشتری کو بیعنی نہیں کا اختیار ہوگا اور تمام
فی جمیع الموزونات والمعدودات المتقاربة ولو باع قطیع غنم کل شاة بكذا ولم یدر عددہا لا یجوز البیع فی جمیعہا
موزونات اور معدودات میں جو ایک سی ہوں البیہا ہی حکم ہی اور اگر ریلو بکریوں کا اسطور بیج کہ ہر ایک سی انتی کو اور وکی گنتی بیان کی تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک
عند ابی حنیفہ کما ذکرنا العقد یصرف الی الواحد وهو متفاوت لکن افراد الشاة متفاوتة وتفاوت الافراد
بیع سراسر جائز نہیں ہی چنانچہ ذکر ہو چکا ہی کہ عقد ایک عدد پر معروف ہوتا ہی اور وہ متفاوت ہی اسنی کہ راس بکریوں کی ایک سی نہیں ہوتی اور تفاوت افراد کا
یقتضی الجمالة المفضیۃ الی النزاع وکذا الحکم فی کل معدود متفاوت اذا باع عدل ثوب بكذا ولم یدر
ایسی جہالت ہوتی ہی کہ جس میں جھگڑا ہو جاوی اور ہر ایک معدود متفاوت کا ایسا ہی حکم ہی اگر گزگنتی بیان کی اسطور بیج کہ ہر ایک تھان انتی کو اور گنتی بیان

حدها لا يجوز البيع في جميع الحالات الفضية الى النزاع وعند ما يجوز البيع في جميع ذلك وقد ذكر في
 كبرى تو بيع مزارع جازي نهج سبب جهالت في جرحه اكر اكر ديتي هي او صاحبين في نزديك بيع تمام في جازي هي
 فتاوى قاضيان ان الفتوى على قولها تيسير اعلی الناس وكذا ذكر حدوها وقال للمشتري بعثت منك هذا
 مذکور هي که لوگون پر آسانی کی واسطی صاحبین کی قول پر فتویٰ ہی اور اگر باع فی گنتی بیان کر مشتری ہی کہا میں فی تیری ہاتھ بہر روٹ
 القطع علی انه مائة مثاة وهذا العدل علی انه مائة ثوب بكذا یعلم المبيع لكون كل من المبيع والتمن معلوما
 کہ سو کران بین اور بہ گنہ کہ سو تھان بین اتی کو بیجا تو بیع صحیح ہی اس واسطی کہ بیع اور تمّن نام لیتی سی دو نو معلوم ہوگی انہیں
 بالتسوية تکران وجدة المشتري اقل او اکثر یفسد المبيع ما فساد اذا اوجده اكثر فلعدم دخول الزوائد
 لیکن اگر مشتری ہی کم یا زیادہ پائی تو بیع فاسد ہو جائیگی بہر فساد بیع کا زیادتی کی صورت میں اس واسطی ہی کہ فرد زائد عقد کی
 تحت العقد فیجبر مده وهو محمول لكون افراد المثاة او الثوب متفاوتة واما فساد ما اذا اوجده اقل فلو جوب
 تلی نہیں آتا تو وسکا ہوتا دینا واجب ہی اور وہ معلوم نہیں کو تسامی اسلی کہ اس بکریوں کی یا تھان کڑی کی ایک سی نہیں ہیں اور فساد بیع کا کمی کی تین ہی ہی کہ
 سقی حصبة الناقص من الثمن عن ذمته وهي مجهولة اذ لا يدري ان الناقص كان جيدا او وسطا او رديا ولو
 مقدار قیمت کتہ فزکی منجہ تمّن کی او کی ذمہ کی کہ فی چاہی اور وہ معلوم نہیں کیا معلوم ہی کہ کمی کا تھان یا اس عمدہ ہی یا درمیانی ہی کہ کٹیل ہی اور اگر
 باین لکل منها ثمننا وقال كل مثاة او كل ثوب بكذا یعلم المبيع في الاقل لكن يكون للمشتري تخير ان شاء اخذ المثل
 باع فی ہیک کا تمّن میان کر دیا کہ ہر یکس اور ہر یک تھان اتی کو تو بیع کمی کی صورت میں صحیح ہی لیکن مشتری کو اختیار ہی چاہی موجود کو حد بہر
 بحصة من الثمن لكونه معلوما وان شاء تركه ویفسد في الاكثر لجهالة المبيع ومن قال لغيرة بعثت منك كذا من
 ثمن من سی مول لیلی کیو کہ معلوم ہی اور چاہی نہ لیلی اور ہر یک ہی کی صورت میں فاسد ہی کیونکہ بیع مجمل ہی اور جس فی دوسری کہا میں تیری ہاتھ ہوتا نہ
 الخطة التي في هذا الانبار ومن هذا الكدس ثم اعطاه حنطة من موضع اخر لا يجوز لان ما سقى النقود يتعين
 کیوں کا اس ڈبیر میں سی یا اس خرمن میں سی بیجا بہر او سو کیوں اور جبکہ سی حوالہ کمی تو جاز نہیں ہی اسلی کہ سبب شی سوا نقد کی تین کرنی سی
 بالتعيين فلا يجوز استبداله واقامة الاخر مقامه الا بالفسخ وتكرار العقد ومن باع شيئا وقال للمشتري بعثت منك
 معین ہوتا ہی پس اسکا ہوتا اور اور کا اسکی ہر یک قائم کرنا جاز نہیں ہی ان وہ عقد تو کر دیا وہ عقد کی تو جاز ہی اور جس فی کوئی شی بیجا اور مشتری سی کہ تیری تیری
 بغیر تمّن ہی کہ بیع باطل لان الثمن اذا نفى يمتنع ركن البيع فلا يكون بيعا ولو باعه وسكت عن ثمنه لا يبطل البيع
 بغیر تمّن کی بیجی تو بیع باطل ہی کیونکہ جب تمّن نہیں ہوتا تو بیع کا رکن نہیں ہوتا تو بیع کب ہوگی اور کوئی شی بیجی اور تمّن ہی چپ کر دیا تو بیع باطل نہیں ہوتا
 بل یفسد لان مطلق البيع يقتضي المعاوضة واذا سكت عن الثمن يكون غرضه القيمة ويصير كانه باعه
 بلکہ فاسد ہوتا ہی اسلی کہ مطلق بیع معاوضہ کو چاہی ہی اور جب اتی تمّن بیان نکلیا تو اسکی غرض قیمت لینی ہی اسکا انجام یہ ہی کہ کو بیعت کو بیجا
 بقیته وبيع الشيء بقیته فاسد لا باطل والحاصل ان المبيع اذا لم يكن صحيحا فهو قد يكون باطلا وقد يكون
 اور شی کو قیمت سی بیجا فاسد ہوتا ہی باطل نہیں ہوتا اور حاصل یہ ہی کہ بیع اگر صحیح نہیں ہوتا تو یہ وہ بعض دفعہ باطل ہوتا ہی اور کہی
 فاسد فلا بد من بيان كل منها لیکن الا حذر انهما فالبيع الباطل ما لا يصح باصله ووصفه ولا يفيد المالك اصلا
 فاسد اب ہر یک کی بیان کرنا ضروری ہوتا تاکہ ان دونوں ہی سکین سو بیع باطل تو وہ ہی کہا میں اصل اور وصف میں صحیح ہوا اور ہرگز فائدہ ملک کا نہیں دیتی
 ولهذا قيل من خلب على ظنه ان اكثر معاملة اهل السوق على البطلان ليس له ان يشتري منهم شيئا ولا يخل له ما
 اسہی ہی کہی میں جسے کان غالب یوں ہو کہ اکثر معاملات ان بازار والوں کی باطل ہوتی ہیں تو انکو جاز نہیں ہی کہ انسی کوئی چیز مول لی اور جو مول اتی ہی
 اشتريه منهم والبيع الفاسد ما يصح باصله لا بوصفه ويفيد المالك في المبيع بعد قبض المشتري اياه لكن لا على
 مول نہوگا اور بیع فاسد ہی جو اصل میں صحیح ہو وصف میں غیر صحیح اور بیع بہر جب مشتری قبضہ کر لیتا ہی تو فائدہ ملک کا دیتی ہی لیکن باکیزگی کی

وجه الطیب بل علی وجه الخبیث و لهذا قیل لایجل له ان یتصرف فیہ بتملیک و انتفاع حتی لو کان طعاماً
راهی نہیں بلکہ غیانت کی راہی اسکی واسطی کوئی میں کہ اس میں تصرف یعنی کیوں کہ کھانا یا نفع دینا حلال نہیں ہی یہاں تک کہ اگر طعام ہو
لایجل له اكله ولو کان جائزاً لایجل له و طبعاً بل یجب علی کل واحد من البایع والمشتري فینه العقد فعدا للقسا
تو کھانا حلال نہیں ہی اور اگر کوئی ہی تو صحبت حلال نہیں ہی بلکہ ہر ایک با یع اور مشتری پر واسطی اور بیانی فساد کی عقد کا توڑنا واجب ہی
و ان لم یفسخ ابل باع المشتري ما قاضه بالشراء الفاسد یعقد صحیح یفقد بیعہ لانہ لما ملکہ ملکہ تملیکہ لغیرہ
اور اگر دونوں مکرر بیع نہ توڑی بلکہ مشتری ہی وہی بیع بیع فاسد کا قبضہ میں لیکر اور کی اہم عقد صحیح ہی بیچنے والا تو اسکی بیع قائم ہی کیونکہ جب بیع کا مالک ہو تو
بالبیع وغیرہ ولا یتصور راجعہ الفسخ لتعلق حق العبد به لان وجوب الفسخ سابقاً کان لحق الشرع و اذا جتمع
یہو بیع اور بیچنے والی کا ہی ملک اس اب بعد کی فسخ نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے بعد کا حق منقول ہو گیا اسکی کہ بی تو واسطی حق شرع کی فسخ واجب تھا اور جب حق عباد حق شرع
حق العبد مع حق الشرع یقدم حق العبد لخاصہ نعم کان الاولی المشتري ان یتنزه عن شرائه اذ قیل من ظن
جمع ہو جائی میں تو حق عباد کا مقدم رہتی ہیں کیونکہ جب حاجت مند ہی ان مشتری کو اولیہ ہوتا کہ اس کو کوئی دینا کیونکہ کہتی ہیں جسکو میں معلوم ہو
ان اکثر معاملات اهل السوق علی الفساد ینبغی له ان یتنزه عن شراء شئ منهم ومع هذا لو اشتری منهم شیئاً
کہ اکثر معاملات اس بازار والوں کی فاسد ہوتی ہیں تو بہتر یہ ہی کہ اسکی کوئی چیز مول نہ لیوی اور تو ہی اگر اسکی کوئی چیز مول لے لیگا
یجل له الانتفاع به اذا کان العقد الاخیر صحیحاً و ذلک لان البیع مرنکہ مبادلة المال بالمال فکل بیع یوجد خلل
تو اسکی نفع او ہانا حلال ہو گا اگر یہ عقد اخیر کا صحیح ہی اسکی کہ بیع کارکن بیہ ہی بدلنا مال کا بعض مال کی ہی بہر جس بیع کی رکن میں
فی مرنکہ فهو باطل و کل بیع لایوجد خلل فی مرنکہ بل فی غیرہ کالتسليم والتسليم الواجبین به والانتفاع المقصور
حق ہوتا ہی تو وہ باطل ہوتی ہی اور جس بیع کی رکن میں خلل نہیں ہوتا بلکہ نصف میں ہو وی جیسی تسلیم اور تسلیم جو عقد ہی واجب ہوتی ہیں اور انتفاع جو بیع ہی
وغیر ذلک فهو فاسد فینشد البیع بالدم والمیئة التي ماتت تحت انفقا ونحوها باطل لانہ لایصح باصله و وصفه
مقتضی ہوتا ہی اور سوا اسکی تو بیع فاسد ہوتی ہی پس اب بیع بعض لو ہو اور مراد یعنی خود بخود دہری ہو وی جانور کی اور مانند اسکی باطل ہی اسکی کہ اپنی اصل اور وصف دونوں
لعدم وجود مرنکہ الذی هو مبادلة المال بالمال لان صفة المایة للشیء انما تثبت بقول کل الناس وبعضهم
صحیح نہیں ہی کیونکہ اسکا رکن یعنی بدلنا مال کا مال ہی موجود نہیں ہی اسکی کہ شئی میں وصف یا بیع کا جائز ہوتا ہی کہ تمام لوگ یا بعض لوگ او کو مال سمجھیں
ایا ہ و ہذا الاشیاء لا تعد الا عند احد من له دین سماوی والبیع بالخمر والخمر یور نحوها یکون فاسداً لانہ یصح
اور یہ چیزیں یعنی لو ہو اور مراد کوئی شخص دین سماوی والہ مال نہیں سمجھتا اور بیع بعض شراب اور سود کی اور مانند اسکی فاسد ہوتی ہی اسکی کہ اصل میں
باصله لوجود مرنکہ الذی هو مبادلة المال بالمال لان ہذا الاشیاء تعد ما لا عند اهل الکفر ولا یصح بوصفه
صحیح ہی اسکا رکن موجود ہی یعنی مبادلہ مال کا مال ہی اسکی کہ یہ چیزیں بعضی کفار کی نزدیک مال ہوتی ہیں اور وصف میں صحیح نہیں ہی
لعدم تقومہا لان التقوم للشیء انما یتثبت باباحة الانتفاع به شرعاً والشرع قد ابطل الانتفاع بہا فی حق المسلمین
اسکی کہ یہ چیزیں قیمتی نہیں ہیں کیونکہ کوئی شئی صاحب قیمت جب ہوتی ہی کہ شرع میں اسکا برتنا مباح ہو وی اور شرع ان دونوں کا برتنا مسلمانوں کی حق میں باطل
ومن باع کر من الخنطة ولم یکن فی ملکہ خط فیطل البیع لعدم وجود مرنکہ الذی هو مبادلة المال بالمال
اور جس نے ایک پیمانہ گہیوں کا بیچا جسکا اسکی ملک میں گہیوں نہیں ہیں تو بیع باطل ہوگی کیونکہ اسکا رکن موجود نہیں ہی یعنی مبادلہ مال کا مال ہی
لان المال موجود یمیل الیہ الطبع ویجری فیہ البدل والمنع والمعدوم لیس مال ولو کانت فی ملکہ خطہ لکن کانت اقل
اسکی کہ مال موجود ہوتا ہی کہ اسکی طوطی یا مرغ یا اسکا چائی یا خرچ کر ہی چاہی روک سکی اور شئی معدوم مال نہیں ہوتی اور اگر ایک ملک میں کیونکہ تو ہوتی پر مقدار
ہما سماہ یبطل البیع فی المعدوم ویفسد فی الموجود ولا یجوز بیع زیت علی ان یوزن بظرفه ویطرح عنه بازاء الظرف
مقزی بیع ہی کہتی تو معدوم میں بیع باطل اور موجود میں بیع فاسد ہوتی اور جائز نہیں ہی بیچنا تیل کا یا بن شرط کہ برتن سمیت تول کر بعض وزن برتن کی

كنا شرطاً لانه شرط لا يقتضيه العقد وانما مقتضاه ان يطرأ عنه وزن الطرف واذا شرط ان يطرأ حثته
التي رطل تيل يشاوي اسلي كبريه شرط عقدي خارج اورا كك هـ عقد مقتضاه ان يطرأ حثته او جـ شرط عقدي خارج
كنا شرطاً لا يكون شرطاً مخالفاً لمقتضى العقد لاجل ان يكون وزن الطرف اقل من خلافه واكثر فيؤدي الى جملة
كثي كرين توييه شرط مقتضاه عقدى مخالفاً لمقتضى العقد لانه يترتب من مقتضى العقد ان يطرأ حثته او جـ
المبيع ووقوع بعض الزيت بغير شمس او بعض الثمن بمقابلته ماله يمكن موجوداً من الزيت وان شرط ان يطرأ حثته
دوسرى يا كجه تيل مخت جاتاي يا كجه شمس بول تيل كى مفت دينا جاتاي اورا كبريه شرط عقدي خارج
وزن الطرف يجوز لانه يوافق مقتضى العقد ووافق مقتضى العقد لا يفسد العقد بل يؤكده وكذا لا يجوز بيع
دنا كرين توييه شرط مقتضاه عقدى مخالفاً لمقتضى العقد لانه يترتب من مقتضى العقد ان يطرأ حثته او جـ
السلمك في الماء لانه قبل الاصطحاب به غير مملوك فيكون عدم الجواز بمعنى البطلان وبعد الاصطحاب به والقاته
تيرة يجل كى بيع جاتاي يمين كى كبريه شكاري بغير مملوك يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين
في الخطيرة ان كانت الخطيرة كبيرة لا يمكن اخذ منها الا بتكليف واحتمال فهو غير مقدور التسليم فيكون عدم
جواز يمين الكره حوض اتا يهودى كره يمين بدون تكليف او جـ يمين جال وغيره كى اتا يمين اتا يمين اتا يمين اتا يمين
الجواز بمعنى الفساد وان كانت الخطيرة صغيرة يمكن اخذ منها الا بتكليف واحتمال يجوز بيعه لانه مقدور التسليم
جواز يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين
لكن اذا سلم الى المشتري فله خيار الروية وان سراه قبل ذلك في الماء لان السلمك يتفاوت خارج الماء وكذا لا يجوز
ليكن جـ بشرى كوى چكا لومشتري كوخيار رويت حاصل كى كبريه يمين يمين كى كبريه يمين يمين كى كبريه يمين يمين
بيع الطير في الهواء لانه قبل اخذ به غير مملوك فيكون عدم الجواز بمعنى البطلان وبعد اخذ به وارساله
بيع او طى يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين
من يمينه ان كان لا يرجع اليه فهو غير مقدور التسليم فيكون عدم الجواز بمعنى الفساد وان كان يرجع اليه كالحمل
اگر اسكى يمين يمين اتا يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين
يجوز بيعه لانه مقدور التسليم وكذا لا يجوز بيع اللبن في الضرع لانه مشكوك الوجود لاحتمال كونه انتفاخاً فلا يمكن
تواك يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين
ما لا فعل هذا بطل البيع او كانه يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين
ده كبريه يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين
بغيره على وجه يتعدى ثمنه فعلى هذا يفسد البيع وكذا لا يجوز بيع الصوف على ظم الغنم لوجوب اتصال الحيوان
مين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين
فهو له وصف محض بخلاف ما هو متصل بالشجر فانه حين مال مقصود من وجهه فيجوز بيعه والوجه الثاني انه يمتنع
جـ يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين
اسفله فيختلط المبيع بغيره بخلاف القوام المتصلة بالشجر فانها تزداد من اصلاها فلا يختلط المبيع بغيره ويعلم ذلك
اون يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين
ان الصوف على ظم الغنم اذا خضب يمتنع من الضوب بعد ايام على اسفله في اصله واما القوافل فلو ربط خيط في اصلها
اسفله يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين يمين

بطلان

ينبغي ذلك الخيط بعد أيام اسفل ما هو راسها الآن والأعلى ملك للشرك وما يحدث من الزيادة في ثمن ملكه و
 بعد خبره في سرى جواب هي شجرة في طرفه ما تاجي ^{اورا وهره في جانب ملك شجره} اورا وهره في جانب ملك شجره ^{اورا وهره في جانب ملك شجره} اورا وهره في جانب ملك شجره
 كذا لا يجوز بيع جلد الميتة قبل ان يدبغ لكونه غير منتفع به لئلا يستعمله وقد قال النبي عليه السلام لا تقتنعوا من
 الميتة باهاب وهو اسم لغير الدبوغ وبعد الدبغ يجوز بيعه ولا انتفاع به لطهارته بالدبغ فان قيل نجاسته
 لا تذهب الا بغيره كغيره من جلود البهائم او بغيره من جلود البهائم او بغيره من جلود البهائم او بغيره من جلود البهائم
 باتصال الدسومات به وذلك لا يمنع جواز البيع كالشوب الخس والجواب ان الدسومات في الجلود خلقية فمالها من ابدان
 كذاست وحيوانها في كل حيوان من جلود البهائم او بغيره من جلود البهائم او بغيره من جلود البهائم او بغيره من جلود البهائم
 تكون كعين الجلود وهذا الاعتبار يكون المحرم العين بخلاف النجاسة في الشوب فانها ليست خلقية بل جاورته
 كغيره من جلود البهائم او بغيره من جلود البهائم او بغيره من جلود البهائم او بغيره من جلود البهائم
 بعد ان لم تكن متصلة به فلا يتغير حكمه من جواز بيعه ولا انتفاع به فكما يجوز بيع جلد الميتة ولا انتفاع به بعد
 الدبغ كذا لا يجوز بيع عظمها وقرنها وعصياها وصفها وشعرها وبرها ولا انتفاع بها اذ لم تكن عليها دسومة
 لانها طاهرة لا يخلها الموت لعدم الحيوية فيها بل فيها النوى والنيات واما اذا كانت عليها دسومة فهو نجسة لا يجوز بيعها
 ولا الانتفاع بها وكذا لا يجوز بيع الجند في السقف والذراع في الثوب اذا لم يمكن تسليطه الا بضره لا يوجب العقد
 اورا وهره في جانب ملك شجره ^{اورا وهره في جانب ملك شجره} اورا وهره في جانب ملك شجره ^{اورا وهره في جانب ملك شجره} اورا وهره في جانب ملك شجره
 لو قلنا البايع الجند او قطع الذراع قبل ان يفسد المشتري العقد يعود البيع صحيحا اذ لو لم يكن الثوب مما يضره التبعيض
 قبل تخرجه هذا اذا كان الجند معينا والثوب ما يضره التبعيض كلقميص وخوذة اذ لو لم يكن الثوب مما يضره التبعيض
 كالكلاس يجوز البيع ولو لم يكن الجند معينا لا يعود البيع صحيحا لئلا يخلو الجند عينا موثوقا كالجند
 في السقف وكذا الوباغ كرشها او كادعها ثم يجرها وسلمها باع منها فالجواب ان الجند وان كانت عينا موجودا لكنه
 في السقف وكذا الوباغ كرشها او كادعها ثم يجرها وسلمها باع منها فالجواب ان الجند وان كانت عينا موجودا لكنه
 جسد في ثوبه او جسد في ثوبه او جسد في ثوبه او جسد في ثوبه او جسد في ثوبه او جسد في ثوبه او جسد في ثوبه او جسد في ثوبه
 عين مال في نفسه وانما ثبت الاتصال بينه وبين غيره بعرض فعل العباد والجر عن التسليم حكمي
 بذات خود جدا كان مال هي اورا وهره في جانب ملك شجره ^{اورا وهره في جانب ملك شجره} اورا وهره في جانب ملك شجره ^{اورا وهره في جانب ملك شجره} اورا وهره في جانب ملك شجره

کذا من الخبز وجعل يأخذ كل يوم منه خمسة امعاء يدبرهم فالبيع جائز وفایا کله حلال وان کان نیتہ
ان یسیر وشیان سوا فی کما ودر روزا وای یوان سیر وشیان ایک ایک درهم کی نیتی مشروط باین قویج جائز ہی اور چو کما ہی حال ہی اگر چه درهم دیتی ہوئی
عند الدفع الشراذ لمجرد النية لا یفعل البیع وانما یفعل عند الاخذ وعند الاخذ کل من المبیع والمشتري معلوم
خبر الی کی نیت ہندی اسو اسطی کہ نری نیت سی بیج نہیں ہو جاتی بیج جب ہی ہوئی ہی تب لیوی اور لیتی وقت بیع اور غرض دونو معلوم ہیں
و یصح بیع الشرا علی الشرا ببدء صلاحه اولیید لان مال منتقوم لکونه منتفعا به فی الحال او فی المال و
اور بیع پہل درخت ہر گئی ہوئی کی جائز ہی برابر ہی کہ کام کی لائق ہو او یا نہیں ہستی کہ وہ مال قیمت داری او ای ب یا آگ کی کو فائدہ ہو کما ہی
حلی المشتري کقطعه فی الحال تقریغاً ملک المبیع وهذا اذا اشتتریه مطلقاً او بشرط القطع واما اذا اشتتریه بشرط
یکین مشتری کو نہ ہی کہ نیت تو کر با بیج کا درخت خالی کردی اور یہاں صورت میں ہی کہ مطلقا خرید کیا ہو یا تو لکینی شرط کر لیا ہو اور اگر درخت پر چھوڑی کی
ترکہ علی الشرا فیفسد البیع لان شرطه لا یقتضیه العقد فیہ نفع لاحد العاقدین اذ یحصل فیہ للمشتري زیادة
شرط کر لیا ہو تو بیع فاسد ہی اسطی کہ یہ شرط عقد سی خارج ہی اور اس میں مشتری کا فائدہ ہی اسو اسطی کہ مشتری کا پہل اب خوب تیار
جودة وطراوة وکذا اشتتریه مطلقاً وترکہ علی الشرا باذن المبیع یطیب لہ الفضل وان ترکہ غیر اذ نہ یتصدق
اور تروتازہ ہو ویکسا اور اگر پہل کو مطلق خرید کر کر با بیج کی اجازت سی درخت پر لگی رہی دیا تو فضل یعنی فائدہ حلال ہی اور اگر بی اجازت درخت پر رکھا
بما زاد فی ذات حصوله بجهة محظورة وهی حصوله بقوة الارض المعضوبة وهذا اذا ترکہ قبل ان یتناهی
تو جتنا فائدہ پہل کی اندر پیدا ہو ہی وہ غیر کڑی کیونکہ بطور ممنوع حاصل ہوا ہی یعنی زمین مخصوص کی روزی اور یہ اس صورت میں ہی پہل جتنا برشتا ہی او ای سی
عظمه واما اذا ترکہ بعد ان یتناهی عظمه فلا یتصدق بشئ منه لان هذا تغیر حال من النی الی النضج لا
پہل خرید کر درخت پر رکھی اور اگر جتنا برشتا تھا بڑھ لیا پھر بی اجازت درخت پر رکھا تو اس میں ہی کچھ خیرات کرنا لازم نہیں ہی کیونکہ اب صرف تغیر حال کا ہی کچھ تھا ہی
زیادة فی جسمه فان الشرا اذ بلغ ذلك المبلغ لا یتبدل فیہ شیء من ذلك المبیع بل یكون نضجه من الشمس وبقی
کچھ مادہ جسم کا نہیں بڑھتا کیونکہ پہل جب اپنی مقدار کچھ بیج جاتا ہی تو یہ اس میں با بیج کی ملک میں سی کچھ نہیں بڑھتا بلکہ آفتاب کی گرمی ہی بڑھتا ہی اور جانہ کی
من القمر وظهره من الکواکب فلا یوجد فیہ الا عمل الشمس والقمر والکواکب فذلك یقتدر الغرض من المحکم المجلس
تائید ہی رنگت بڑھتا ہی تارون کی اثر سی ہر وہ دار ہوتا ہی پھر اس میں بجز تاثیر سورج اور چاند اور تارون کی کچھ نہیں ہی یہ تقدیر غیر غریب حکیم کی ہی

الثالث والسبعون فی بیان حقیقة الربو واحکام غوائله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

عليه وسلم لياتين على الناس من اكل الربوا فان لم يأكله اصابه من غباره وفي رواية
قرميا ابنت لؤلؤن پر ایک ایسا زمانہ آوے گا کہ وہ کھاوے گی نہ کچھ اگر سود نہ کھاوے گی تو اس کو سود کا غبار ہی پہنچے گا اور ایک روایت میں
من بخارہ هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابوهريرة وقد بين فيه ان الناس لياتي عليهم من ان يكثر
اسکا بخار یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اس میں یہ بیان ہی کہ لوگوں پر ایسا وقت آوے گا جس میں سود کی بکثرت ہوگی
فیہ الربوا ولا یبقی فیہ منهم احد لا یأكله فان لم يأكله یصیبہ من غباره وای بخارہ وای رفع من الماء
اور وقت او میں سی کوئی سود کھا ہی نہ لے ہیگا اگر صاف نہ کھاوے گی تو اس کو سود کا غبار یا پھپھکی پہنچے گی اور بخارہ ہی جو پانی میں سی جوش کھاتی ہوئی
عند ظلیانہ كاللذخ والماء لا یغلی الا بالنار التي توقد تحتها والربوا لکونه یوم القیلة نامر بغلی منه دماغ آکله
دہر میں کی مثال او ہوتا ہی اور پانی کو بولان آگ کی چراوکی تلے دھکائی جاوی جوش نہیں آتا اور سود قیامت کی دن جو آگ میں جلویگا کہانی والی کا دماغ آکھی
ویخرج منه بخار ناسب ان ینسب البخار الیہ وکذا الغبار اذا مر فغیر یتنثر فی الجو فیصیب کل من کان لہ
جوش کرے گا اور تو میں سی پہل نکلیگی اس مناسبت سی سود کی طرف بخار کو نسبت دی اور ایسی ہی غبار اور دھواں آسما کی درمیان میں پھیلے گی پھر جو نزدیک ہوتا ہی بڑھتا ہی

ما یدخل تحت المعیار الشرعی وهو الکیل فی الکیلات والوزن فی الموزونات ویعبر عنها بالقدر فعلی هذا فضل
 ایسی ہون کہ مقدار شرعی کی تکی یا ض ہون کہ وہ کلیات میں کیل ہی اور موزونات میں وزن ہی اور ان دونوں کو قدر کہتی ہیں اب اس بیان کی موافق زیادت
 قفیر ششیر علی قفیر لہر لا یكون ربوا لعدم كونهما من جنس واحد وفضل من روع علی من روع كفضل ذراعی
 دوہیلہ جو کی ایک پیمانہ گہیوں پر سود نہ ہو لہذا کیونکہ دونوں ایک جنس نہیں ہیں اور زیادت گرگت کی گرگت پر جیسی زیادت دوگرگت کی جیسی
 ثوب علی ذراع منہ وفضل معدود كفضل بیضتین علی بیضة لا یكون ربوا لعدم كونهما من جنس لکیل
 ایک گرگت کی پر اور زیادت معدود کی جیسی زیادت دو اندرون کی ایک اندری پر سود نہیں ہی کیونکہ یہ دونوں جنس کیل میں ہیں
 او الموزون وفضل حفتی خطہ علی حفتہ منها لا یكون ربوا لعدم دخولها تحت المعیار الشرعی لان
 اندہ جنس موقن اور زیادت دو مٹی گہیوں کی ایک مٹی گہیوں پر سود نہیں ہی اسلی کہ یہ دونوں قدر شرعی کی تکی داخل نہیں ہی
 المعبر فی تقدیر الکیلات فی الشرع نصف الصمک لادونه وفضل کری بروکری شعیر علی کری وکر
 ہوا سطحی شرع میں تقدیر کیلہات میں معتبر آدھ صاع ہی اس کی کہتی نہیں اور زیادت دو پیمانہ گہیوں اور دو پیمانہ جو کی اور ایک پیمانہ گہیوں ایک
 لشعیر لا یكون ربوا لان الاول وان كان فاضلا علی الثاني الا انه غیر خال عن العوض بضر الجنس الی خلا
 جو کی سود نہیں ہی اسلی کہ اول اگرچہ دوسری سے بہتر ہی لیکن بدلہ ہی خالی نہیں ہی بسبب لگا دینی ایک جنس کی بدلہ خلاف جنس کی
 الجنس فان الجنس اذا قبل بالجنس یقابل کل جزء من احوالها بکل جزء من احوالها وفضل یصیر
 کیونکہ جب ایک جنس اپنی جنس کی ساتھ مقابل ہوتی ہی تو ہر جزو ایک کا دوسری کی ہر جزو کی مقابلہ ہوتا ہی ہر اگر ایک جنس میں زیادت ہوتی ہی تو وہ زیادت
 ذلك الفضل تاویا علی مالکہ فاصیانة اموال الناس عن التوی اوجب الشارح فیہا المماثلة بالقدر واذا قابل
 مالک سی مفت جاتی ہی سو گویا کمال تلف ہونی ہی بچا کی کو شارح فی او میں ممانعت قدر کی واجب کردی ہی اور جب ایک جنس خلاف
 الجنس یخیر الجنس لا یتصور مقابلة جزء بجزء حتی یتحقق التوی لان التوی انما یتحقق عند مقابلة الجنس
 جنس کی مقابلہ ہو ہی تو ہر مقابلہ جزو کا جزو سی متصور نہیں تاکہ مفت جاتا ثابت ہو ہی اسلی تحفت جانا جب ہی ثابت ہوتا ہی کہ جنس کا مقابلہ
 بالجنس مع وجود الفضل فی احوالها واما ربوا النسبة فشرطه ان یكون الجنس والقدر متحد فی العوضین
 جنس سی ہو اور ایک برہتی ہو اور آدھ سود آدھ سود کا سوا میں یہ شرط ہی کہ دونوں عوض میں جنس یا قدر ایک ہی ہو ہی
 لان حلة الربوا عند العلماء الخفية الکیل مع الجنس والوزن مع الجنس فاذا وجد الوصفان ای الجنس والمعنی
 اسلی کہ علت سود کی علما خفیه کی نزدیک کیل مع الجنس ہی یا وزن مع الجنس ہی پس جب دونوں وصف یعنی جنس اور مالک ساتھ ہی ہونی معنی یعنی کیل
 المضموم الیہ من الکیل والوزن یجرم الفضل والنساء لوجود العللة المحرمة لهما واذا احدهما یحل الفضل والنساء
 اور وزن موجود ہوں تو زیادت اور آدھ اور دونوں حرام ہوتی ہیں اسلی کہ علت دونوں کی حرام کرنا ہی موجود ہی اور جب ہر دونوں وصف نہیں تو زیادت اور آدھ
 لعدم العللة المحرمة لهما واذا وجد احدهما وعدم الآخر یحل الفضل ویجرم النساء لان جزء العللة قوت
 دونوں حلال ہیں کیونکہ علت دونوں کی حرام کرنا ہی نہیں ہی اور جب ایک وصف ہو اور دوسرا نہ ہو تو زیادت حلال ہی اور آدھ حرام اسلی کہ علت کا جزو اگرچہ
 كان لا یوجب الحكم لکنه یورث الشبهة وهي فی باب الربوا ملحقہ بالحقیقة وان كانت ادنی منها فلا بد من
 حکم کو یہ نہیں کہ حکم پر شبہ کو یہ کہتا ہی اور سود کی باب میں شبہ حقیقت کی ساتھ شمار ہوا ہی اگرچہ شبہ حقیقت سی کم رتبہ ہی ہیں
 اعتبار الطرفین ففی النسبة احد البدلین معدوم وبيع المعدوم لا یجوز فیصیر هذا المعنی مرجحا لتلك
 اعتبار دونوں طرف کا ضروری سوا دون میں احد البدلین معدوم ہوتا ہی اور بیع معدوم کی جائز نہیں ہی یہ یہ بات شبہ کو قوی کر دیتی ہی
 الشبهة وفی غیر النسبة هذه الشبهة لا تختبر لكونها ادنی من الحقیقة والحاصل ان حرمة الفضل بوجوب التوی
 ابدون اور مالکی اس شبہ کا کچھ اعتبار نہیں ہی کیونکہ شبہ حقیقت کی سامنی ہی حقیقت ہوتا ہی ظاہر یہ ہے کہ حرمت زیادت کی دونوں وصف کی ہونی ہی

وحقة النساء بوجدهما أوالقديرا والجنس فعلى هذا لزم بيان ما كان من جنس واحد ولا يمكن من جنس واحد
 اور حقت او دھار کی ایک نصف پر یا قدر ہو یا جنس ہو اسکی موافق لازم ہوا بیان کرنا ایک جنس کا اور جو ایک جنس نہیں ہے

فالغلب جنس واحد وان اختلفت الوان واسماؤه وكذا الذئب حتى لا يجوز بيع بعضها بال بعض المتساويا وكذا
 سوا نکور سب ایک جنس ہیں اگرچہ او کی رنگ اور نام جتنی ہو اور ایسی ہی موز پر بیان نکلتے ایک قسم کی بیج دوسری قسم سی جائز نہیں مگر برابر برابر اور ایسی ہی

ثم الخل كل ما جنس واحد وان اختلفت انواعها حتى لا يجوز بيع بعضها بال بعض المتساويا وكذا كل نوع من
 چوڑی تمام ایک جنس ہیں اگرچہ او کی قسمیں مختلف ہیں بیان ہم کہ ایک قسم کی بیج دوسری قسم سی سوار برابر کی جائز نہیں اور ایسی ہی ہل ہل ہل

الشجر كالكمثرى وغيره جنس واحد لا يجوز بيع نوع منه بنوعه الا متساويا وكذا البقر والجواميس جنس واحد لا يجوز
 درخت کا جیسی اردو وغیرہ ایک ہی جنس ہی ایک قسم کی بیج دوسری نوع سی کتنی بڑھتی جائز نہیں اور ایسی ہی گای اور پیس ایک جنس ہی ایک کا گوشت

بيع لحم واحد ما لم يلم الاخر المتساويا وكذا الابل عرابها ونحایتها جنس واحد لا يجوز بيع لحم واحد ما لم يلم الاخر المتساويا
 دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچ جائز نہیں اور ایسی ہی اونٹ عربی ہو یا نجی ایک جنس میں ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچ جائز نہیں

وكذا الغنم ضأنها ومعزها جنس واحد لا يجوز بيع لحم واحد ما لم يلم الاخر المتساويا ولحم الابل والبقر والغنم والباننا اجنا
 اور ایسی ہی گوسفند میں پیر اور بکری ایک جنس میں ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچ جائز نہیں اور اونٹ اور گامی اور بکری کا گوشت اور نکادودہ

مختلفة وكذا اليت واللحم وشحم البطن اجناس مختلفة وكذا الحديد والرصاص والنجاس الصفرا جناس مختلفة حتى
 مختلف جنسین ہیں اور ایسی ہی چکنی اور گوشت اور پیٹ کی چربی مختلف چیزیں ہیں اور ایسی ہی لود اور رنگ اور نانبا اور کاسی مختلف جنسین ہیں بیان ہم کہ

يجوز بيع بعض هذه الاجناس ببعض الاخر متساويا ومتفاضلا لانفسه لوجود احد جزئي العلة وهو الوزن في
 اور کتنی بڑھتی دونوں طرح جائز ہی اور انہیں جائز ہی کہ ان سب میں علت کا ایک جزو موجود ہی یعنی وزن

جميعها والاصل فيه قوله عليه السلام الذهب بالذهب الفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر
 اور اصل اس میں یہ حدیث ہی سونا بدلہ سونے کی اور چاندنی بدلہ چاندنی کی اور گہیوں بدلہ گہیوں کی اور جو بدلہ جو کی اور جو بدلہ جو کی

بالتمر والملم بالملم مثلا بمثل يدا بيد فمن نراد واستراد فقد ادبى الاخذ والعطي سواء وهو حديث مشهور تلقا
 بدلہ چھ ہاری کی اور ہمک بدلہ ہمک کی اگر ہر مرتبہ بہت اس ہتھ دی اس ہتھ لی پھر جسنی زیادہ دیا اور زیادہ بیا بیٹک سود لیا یعنی والا اور دینی والا اور نو برابر میں اور حدیث

بالمقبول واتفقوا على ان الحكم ليس مقصورا على هذه الاشياء المتساوية المتصاعول وعلته عند الحنفية في الذهب
 ہر کوئی کا قبول کر کر سپر منفق ہوئی ہیں کہ حکم انہی چیزوں اشیا پر حصرت نہیں ہی بلکہ یہ نص معلول ہی اور اسکی علت علماء حنفیہ کی نزدیک سونے

والفضة والوزن مع الجنس فيتعدى الى كل موزون كالحدید ونحوه وفي الاربعة الباقية الكيل مع الجنس فيتعدى
 اور چاندنی میں وزن مع الجنس ہی سوا اسکا اثر ہر ایک موزون میں پہنچتا ہی جیسی لود وغیرہ اور باقی کی چاروں میں کیل مع الجنس ہی اسکا اثر

الى كل مكيل كالبحر ونحوه لان المراد بالمثل المذكور في الحديث الكيل في الكيلات والوزن في الموزونات لما جاء
 ہر کیل میں پہنچتا ہی جیسی چوند وغیرہ اسکی کہ مراد لفظ مثل سی جو حدیث میں آیا ہی کیلات میں کیل اور موزونات میں وزن ہی چنانچہ

في رواية اخرى وزنا بوزن وكذا لا يكيل مكان قوله مثلا بمثل وروى الحديث بروايتين بالنصب والرفع اما النصب
 ایک اور روایت میں وزنا بوزن وکیلا بکیل آیا ہی یعنی وزن اور کیل میں برابر بجای مثلا بمثل کی اور اس حدیث کی دو روایت ہیں زبر اور پیش زبر کی صورت میں

فتقديره ببيع الذهب بالذهب فيكون الكلام امرا واما الرفع فتقديره ببيع الذهب بالذهب فيكون الكلام
 تقدیر کلام کی یہی ہے جو تم سونی کو سونی سی تو یہ امر ہوا اور پیش اس صورت میں تقدیر کلام یہی ہے بیجا جوی سونا سونی سی اب یہ

خبر وخبر الرسول امر فلما كان الامر للوجوب مع كون البيع مباحا صرف الوجوب الى رعاية المماثلة والمراد بالمماثلة
 خبر ہوا اور خبر رسول کی بجای امر کی ہوتی ہی اور چونکہ امر وجوب کی لئی ہوتا ہی اور بیج اصل میں مباح ہی تو اس وجوب کو علت مانتے پر لگا دیا اور لامانت سی

المثالة في القدر لا في الوصف لما روي عن عباد بن الصامت أنه عليه الصلوة والسلام قال جيبها
 قدر في ثلاثين سنة في وصفها ثلاثين سنة في عبادته بن الصامت في رواية أبي بصير عن علي بن ابي طالب
 وروي في السواء وكلام الرسول يفسر بعضه بعضا فكل ما ورد فيه النص من الشارح أنه يباع بالكيل كالبر والشعير
 أو ناقص بربيعين أو كذا حديث دوسري حديث في تفسيره كما روي في غير من شارب في طرف من نص أبي بصير في جيبها جيبها جيبها
 والتمز والمز هو كيل ابدان وان ترك الناس فيه الكيل وكل ما ورد فيه النص من الشارح أنه يباع بالوزن كالنار
 أو جوباري أو كذا حديث دوسري حديث في تفسيره كما روي في غير من شارب في طرف من نص أبي بصير في جيبها جيبها جيبها
 والفضة فهو وزن في ابدان وان ترك الناس فيه الوزن وكل ما ورد فيه النص من الشارح أنه يباع بالكيل
 أو جوباري أو كذا حديث دوسري حديث في تفسيره كما روي في غير من شارب في طرف من نص أبي بصير في جيبها جيبها جيبها
 والوزن فهو محمول على عرف الناس وعاداتهم فلو بيع الخنطة بجسمها متساويا في الوزن أو بيع الذهب بجسمه
 بالوزن من توازن كذا كذا في رسم أو عادت بر قياس كذا كذا في رسم أو عادت بر قياس كذا كذا في رسم أو عادت بر قياس كذا كذا في رسم
 متساويا في الكيل لا يجوز لتوهم الفضل على ما هو المعيار الشرعي في كل واحد منهما وهو الكيل في الخنطة والوزن
 في الجوباري أو كذا حديث دوسري حديث في تفسيره كما روي في غير من شارب في طرف من نص أبي بصير في جيبها جيبها جيبها
 في الذهب كذا الوسم الخنطة بجسمها أو الذهب بجسمه مجازة لا يجوز اذ لم يعرف العاقدان القدر في
 سوني من أو كذا حديث دوسري حديث في تفسيره كما روي في غير من شارب في طرف من نص أبي بصير في جيبها جيبها جيبها
 الخنطة والذهب ان كانت في الواقع الخنطة متساوية بجسمها في الكيل والذهب متساويا بجسمه في الوزن
 كذا حديث دوسري حديث في تفسيره كما روي في غير من شارب في طرف من نص أبي بصير في جيبها جيبها جيبها
 لان العلم بالتساوي وقت العقد شرط لصحة العقد حتى لو تباعا الخنطة بالخنطة والذهب بالذهب مجازة وتقابضا
 السوطي كذا حديث دوسري حديث في تفسيره كما روي في غير من شارب في طرف من نص أبي بصير في جيبها جيبها جيبها
 ثم علمنا التساوي بكيل الخنطة ووزن الذهب لا ينقلب العقد جائزا فليكون معنى الحديث اذ ابيع شيء من
 بركه كذا حديث دوسري حديث في تفسيره كما روي في غير من شارب في طرف من نص أبي بصير في جيبها جيبها جيبها
 الموزونات والمكيلات بجسمه يجب ان يباع وزنا بوزن وكذا بكيل فان بيع متفاضلا يكون حراما لانه
 وروى في كذا حديث دوسري حديث في تفسيره كما روي في غير من شارب في طرف من نص أبي بصير في جيبها جيبها جيبها
 عليه الصلوة والسلام اخبر في هذا الحديث ان من اعطى الزيادة او اخذها فانه يدخل في الربو والمعطى ولاخذ
 عليه الصلوة والسلام في اس حديث من فرما به كذا حديث دوسري حديث في تفسيره كما روي في غير من شارب في طرف من نص أبي بصير في جيبها جيبها جيبها
 سموا في كذا حديث دوسري حديث في تفسيره كما روي في غير من شارب في طرف من نص أبي بصير في جيبها جيبها جيبها
 ان يباع يدا بيد لكن المعترف في غير الصرف مما يجزى فيه الربو اتعيين البدلين في مجلس العقد لا تقابضا فيه حتى لو
 كذا حديث دوسري حديث في تفسيره كما روي في غير من شارب في طرف من نص أبي بصير في جيبها جيبها جيبها
 باع خنطة بخنطة بعينها وتفرقا قبل القبض يجوز البيع لان المراد من قوله عليه الصلوة والسلام يدا بيد بعينها بعين
 كذا حديث دوسري حديث في تفسيره كما روي في غير من شارب في طرف من نص أبي بصير في جيبها جيبها جيبها
 بدليل ان عباد بن الصامت مرآة هكذا بعينها بعين بخلاف ما في بعض النسخ من ان يباع من عروضه من
 اس دليل في عباد بن الصامت ان رواية كذا حديث دوسري حديث في تفسيره كما روي في غير من شارب في طرف من نص أبي بصير في جيبها جيبها جيبها

جنس الاثمان وهي النقود فاذا بيع منها الجنس بجنسه كذا في بيع الذهب بالذهب او الفضة بالفضة

جنس ثانی برقی یعنی نقود اسمین اگر ایک جنس کو اپنی جنس سی بچین جیسی سنا سوئی سی یا چاندی چاندیسی تو وزن میں برابر ہوتا

بشرط التساوي في الوزن والتقاطيع قبل الافتراق بالادران واذابيع منها الجنس غير جنسه كاذابيع الذهيب

شرطی اور افتراق جسمانی سے پہلی قبضہ بھی شرطی اور اگر ایک جنس دوسری جنس سے بڑھتی جیسی سونا

بالقصه والقصہ بالذهب لا بشرط التساوی فی الوتر بل یجوز المفاضل والمجازز وہ لکن یسارط المقابض

حاندی سی یا حاندی سوئی سی نوزن من برادرین ناشو منهن لکھ کر کے دے میں اور انکو سی ہی جا پڑی کیوں قبضہ حق کا

قَدْ أَقْبَلْنَا بِإِذْنِ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الْفَضْلَةَ هَاهُ وَهَاهُ فِي حَدِيثِ أَخِيهِ عَلَيْهِ

افتراق جسمانی سے پہلی شرط ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی چاندی بغوض چاندی کی ادھر لی اور ادھر دی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ

والسلام قال الذهب بالورق هاء وهاء وهو بالمد وفيه الخمرة صوت بمعنى خذ والمراد به التقابض قبل الافتراق

اور ادا دہ ہزہ کی گریسی آواز ہی بعضی اس سے مراد ہی دو لکھ قبضہ جسمانی افغان سی

بالأبدان لأن المعنى أن كل واحد من المتعاقدين يقول لصاحبه ها، فبقا بصدق قبل الافتراق بالأبدان وأن

پہلے کیونکہ معنی یہ ہیں کہ بائع اور مشتری ہر ایک دوسری ہی کہوی لی تاکہ دو کو قابضہ انفریق میں سے پہلی بر جادی اور اگر

گانا یستیان معانی چیه واحده حتی بوشیا فرنگی لم بقا صافیل افرای یسکه قنول بن سهری

ان وثقہ سبط فتم معہ ولبس الم ادم . هذا الكلام لام يالو شت الم ملكة بل المراد منه المبالغۃ فی تراش

اگر وہ چہیت سی کو پڑی تو یہ بھی اوسکی ساتھ کدی اور اس کا مسمی مراد کو پڑنی کا حکم نہیں ہی جو ہلاک کر دیتا ہی بلکہ مراد میانہ ہی کہ قبضہ سی پہا ساتھ ہرگز

لا تراق قبل القبض ولا يشترط وجود العوضين في ملكهما وقت العقد حتى لو باع أحدهما من الآخر دينارا

اور یہ شرط نہیں ہے کہ عقد کی وقت دونوں عووض طرفین کی ملک میں ہوں یہاں تک کہ اگر ایک فی دوسری کی ہفتہ ایک دینار

عشرة دراهم ولم يكن في ذلك ما شئ من العوضين واستقرض كل منهما ما وجب عليه اداؤه من الدين

دفعہ دس درہم کی بیجا اور نہ ایک پانس دیمار ہی اور نہ دوسرے کی پانس دیمار ہی پھر دو کوئی ایسا پادین واجب الادا درہم کی دیا اور دوسری درہم دفعہ الاصلہ قنا الا فتاویٰ محمد زفعار : ایک من مراد ما دفعہ کہتہ ص : الناس : فی ہذا الزمان

اس میان کی موافق جو اکثر لوگ اس نامین عمل کرتی ہیں سب سودین داخل ہی

هو ان احد هم ينهب الى واحد من اهل السوق فيعطيه دينارا او قرشا فيقول له اعطني به درهم فيعطيه

نی ایک شخص بازار میں دکھاندر پاس جا کر ایک دینار یا قرش اوکو دیکر کہتہای اسکی بچی دراہم دیدی پھر وہ اوکو

[illegible]

بعض قضیه در این باب داخل در این باب است و بعضی از این قضیه در این باب است و بعضی از این قضیه در این باب است

ن کسیر میں جس بھیع الدرہم وھذا باطل محل الترتیب ووجودہ فرار بین مبطل ووجوب التصاری علی

فقال لهم كما قبل الإفتة ابق بالعدة لا بالوزن وهو وان كان جائزاً في الدينار لعدم وجوب الوزن عند اختلاف

۱۰) اقراق قبضہ ہی کرتی ہیں تو گوئیگر قبضہ کرتی ہیں ورنہ اگر نہیں کرتی ایسا قبضہ اگرچہ میا زمین جائید ہی کیونکہ کب جنس بدل جاتی ہے تو وزن واجب نہیں۔

نس لكن لا يجوز في القرش لوجوب الوزن عند اتحاد الجنس حتى يعلم التساوى في الوزن والظاهر ان القرش

لیکن فرش میں جایز نہیں ہے اسلئے کہ جب جس شخص ہودی تو وزن واجب ہوتا ہے تاکہ برابری وزن میں معلوم ہو جوادی اور ظاہر بہت ہی کم فرش

أكثر من ثمانين الدرهم المعدودة فيكون ربوا وطريق الخلاص من الربوا إذا بيع بلا وزن الفضة الكثيرة بالفضة
 ووزن معدود من وزن من نأواه هو ثمانون درهم سودي هو دینگی اور جلد سودی بچنی کا اگر بنا وزن بڑھتی چاندی تھوڑی چاندی سی بچنی تو یہ ہی
 القليل ان يجعل في قلبها وثمانين من خلاف الجنس مما له قيمة اذ لو لم يكن له قيمة كحققة من التراب يصح البيع
 بوزن من تھوڑی چاندی کی ساتھ کچھ اور چیز قیمت دار خلاف جنس دین اسلی کہ اگر کی قیمت شی ہوگی جیسا ایک مٹی مٹی تو بیع جائز ہوگی
 وقل ما يكون قيمته مشروطة لغير البيع فلس ثم قيمة الخلاف ان كانت مثل قيمة الزيادة يجوز البيع ولا يكره
 اور کم سی کم قیمت دار شی جنسین بیع درست ہو جاوی پس ای پیر اگر قیمت اوس شی مخالف کی برابر اور ہر کی بڑھتی چاندی کی ہو تو بلا اراست بیع جائز ہی
 وان كانت شيئا قليلا لا يجوز البيع لكن يكره كذا روى عن محمد فقليل له كيف تجده في قلبك قال مثل الجبل ولو
 اور اگر وہ تھوڑی ہوئی تو بیع جائز ہی پر مکر وہ امام محمد سی یہ ہی روایت ہی کسی فی اوسنی پوچھا تھوڑی دین کیسی معلوم ہوتی ہی کہ جیسا پہاڑ اور اگر
 فبعض رجل الى ابيهم الرسول دينارا ليصرفه لا يصح لوجوب التقابض قبل الافتراق بالابدان وقبض الرسول وتسلمه
 کسی شخص صرف کی پاس سول کی اتہ دینار بیجا تاکہ پہنا لاوی تو جائز نہیں ہی کیونکہ قبضہ افتراق جسمانی پہلی واجب ہی اور رسول کی قبضہ اور تسلیم
 لا يعتبر فيمنع ان يوكفه لان الوكيل يقيم مقام الوكيل فيعتبر قبضه وتسليمه فيوجد التقابض قبل الافتراق
 کی اعتبار نہیں ہی اب یوں لازم ہی کہ او کو وکیل کر دی پہلی کہ وکیل ہوکل کی جگہ ہوتا ہی او کا دیا لیا سب معتبر ہی اب طرفین کا قبضہ افتراق جسمانی ہی پہلی
 بالابدان ولا يجوز التصرف في ثمن الصرف قبل قبضه فان من باع دينارا بعشرة دراهم ولم يقبض الدراهم بل
 ہو جاو گیا اور بیع صرف میں قبضہ سی پہلی ثمن میں تصرف جائز نہیں ہی بیشک اگر کسی ایک دینار دس درہم کو بیجا اور درہم پر اپنی قبضہ نہیں کیا کہ درہم کا
 اشتري بها ثوبا يفسد البيع في الثوب لفوات القبض الواجب بالعقد حقا لله تعالى والقياس كان يقتضي جواز
 جیک تھان مول لیلیا تو کڑی کی بیع فاسد ہی کیونکہ قبضہ واجب عقد کی حق اسہ واجب ہوتا ہوا فوت ہو گیا اور قیاس چاہتا ہی کہ جائز ہوئی
 لان الدراهم والدينارين لا تتعين فيصرف العقد الى مطلقها وانما لم يجر لان الصرف بيع ولا بد فيه من مبيع وليس
 بیع کہ درہم اور دینار تین متین نہیں ہوتی تو یہ عقد مطلق ثمن کی طرف لگاوی جو جائز اس واسطی نہیں کہ صرف بیع ہی اس میں مبیع کا ہونا ضروری اور
 فيه سوى الثمنين وليس احدهما اولى بكونه مبيعا من الآخر فيجعل كل واحد منهما مبيعا من وجه وثننا من
 ہمیں مجز و دون ثمن کی کچھ نہیں ہوتا اور ایک کو دوسری پر کچھ فوقیت نہیں ہی جو بیع ہلایا جاوی اب لاچار ہر ایک ایک وجہ سی بیع ہی اور ایک وجہ سی ثمن
 وجه وان كانا ثمنين خلقتهما في باب الصرف مبيع من وجه وبيع المبيع قبل القبض لا يجوز وليس من ضرورة
 ہی اگرچہ حقیقی یعنی اصل میں دون ثمن ہیں اور ثمن باب صرف میں ایک وجہ سی مبیع ہوتا ہی اور مبیع کی بیع قبضہ سی پہلی جائز نہیں ہی اور مبیع ہوتی سی بد ضرور
 كونه مبيعا ان يكون مصنعا فان المسلوب فيه ليس متعين مع كونه مبيعا في السلم بئرا الله تعالى عملا صوفيا
 نہیں ہی کہ متعین ہی ہو جاوی کیونکہ سلم میں مسلم فیہ یعنی بدہنی کی چیز مبیع ہو کہ متعین نہیں ہوتی اسی ہجرا اعمال موافق اپنی رضامندی کی
 مرضاه المجلس الرابع والسبعون في بيان حقيقة السلم واحكامها وغيرها من انواع
 آسان کری جو ہنوز میں مجلس حقیقت بیع سلم کی بیان میں اور او کی احکام اور سوا او کی اور اقسام
 العتق قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اسلف في شيء فليسلف في كيل معلوم ووزن معلوم
 عقد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جو شخص کسی شی میں بدہنی بدہنی ہو تو چاہی ہی کہ کیل معلوم ہوں اور وزن معلوم ہو
 الى اجل معلوم هذا الحديث من صحاح المصاير رواه ابن عباس مع ذكر سببه وهو انه عليه الصلوة والسلام
 اور نہ بت معلوم ہو یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابن عباس کی روایت سی اسکی ساتھ سبب ہی بیان کیا وہ یہ ہی کہ نبی علیہ السلام
 قدم المدينة وهم يسلفون في الثمار السنة والسنتين والثلاث اي يعطون الثمن في الحال ويشترون الثمار
 تہ من تشریف لای تو دیکھا کہ ثمر درخت میں بدہنی کیا کرتی تھی ایک سال کی اور دو سال کی اور تین سال کی یعنی ثمن اب بدہنی ہی اور پہل آتے سال کا یا زیادہ کا ثمن

الى سنة او اكثر فقال النبي صلى الله عليه وسلم من اسلف شي فليسلف في كيل معلوم ووزن معلوم
 ليقربني صلى الله عليه وسلم في قريته او شخص بهي شيء من كرى او جابني كبره في كيل معلوم ووزن معلوم من حيث معلوم تك
 الى اجل معلوم فانه عليه الصلوة والسلام امرهم ان يلبثوا قدر الكيل بالكيل وقدر الوزن بالوزن
 كرى ليس في عليا السلام في اذكو فواديا ككيل في مقدار كيل في كبره ليا كرى اوروزن في مقدار وزن في كبره ليا كرى
 اذا اشترى ثيابا منها بطريق السلف وهو يفتحون وان كان له معنيان احدهما القرض والاخر السلم
 جبان ووزن من شيء من بهي بهي اورسلف في معنى اولوزن في كبره دوين ايك قرض اوروزن في معنى اولوزن في كبره دوين
 الا ان المراد به ههنا السلم الذي هو نوع من البيع ويكون البيع فيه دين اقل البايع ويسمى البيع مسلفا فيه
 بريمان مراد سلم في كبره ايك قسم في بيع في اوراسمين بيع بايع في كبره دين هو كرا في اورمبيع كوسلم فيه كبره دين
 والبايع مسلفا اليه والتمس براس المال والمشتري ركب السلم ويجوز في كل ما يعلم قدره ووصفه كالمكيلات
 اوربايع كوسلم اليه اورتمس كوراس المال اورمشتري كورب السلم اورمبيع شي من جكي مقدار ووصف معلوم هو كبره جابني كبره ليا كرى
 والموزونات والمذروعات والمعدونات المتقاربة التي لا يتفاوت احادها تفاوتا فاحشا كالجنز والبيض فان
 اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى
 الكبار والصغير منها سواء الاصطلاح الناس على اهدر التفاوت فيها اذ لا يباع جوز بفلس واخر بفلسين و
 اثنين بواحد او جرحه برابر هو تاي اسلي كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى
 كذلك البيض بخلاف الجنز والرام فان احادها متفاوتة تفاوتا فاحشا وتفاوت احادها في المالبية
 ايسر في كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى
 يعرف كونها من العددي للتفاوت لا من العدد المتقارب لان الضابط في معرفتها تفاوت احادها في المالبية
 معلوم هو تاي كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى
 وهذا هو المراد عن ابي يوسف ويؤيده ما روي عن ابي حنيفة ان السلم لا يجوز في بيع النعام لتفاوت احادها
 به تقرير امام ابو يوسف في كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى
 في المالبية ثم انه في المعدونات المتقاربة كما يجوز عدد لا يجوز كبره لان المقدار يعرف بالعدد تامة وبالكيل اخرى
 مختلف هو في كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى
 ولا يجوز في كل ما لا يعلم قدره ووصفه كالحيوانات واطرافها ولحمها وجلودها وكذا لا يجوز فيما لا يوجد من
 اورجكي مقدار اوروصف معلوم هو تاي كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى
 حين العقد الى حلول الاجل بان ينقطع عند العقد او عند حلول الاجل او فيما بينهما وحده لا ينقطع ان لا يوجد
 آخره متفرقا في كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى
 في السوق الذي يباع فيه ولا عبرة بوجوده في البيوت لعدم امكن تحصيله بالاكتساب وتسليمه الى صاحبه وكذا
 شي بكتي في كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى
 لا يجوز في طعام قربة بعينها وثمره نخلة بعينها لاحتمال الانقطاع بعروض الاقوة فينتفي القدر على التسليم وكذا
 كس خاص في كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى
 لا يجوز بمكيل من رجل بعينه او ذراع رجل بعينه اذ المقدر له لان التسليم يتاخر فيه فيحتل ان يضيع ذلك
 ايك شخص خاص في كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى اوروزن اوركركت اوركركت كبره ليا كرى

الروية وأن لم يكن ذلك الشيء عاجز في التعامل كالشيل ونحوها لا يضر إلا إذا ذكر فيه أجل معلوم وبقيت
 رتبة أصله أي إذا ذكره شيء ليس من جنس ما كان عليه أو إذا كان من جنس ما كان عليه من غير أن يذكر فيه
 شرائط السلم فحينئذ يصح بطريق السلم لا بطريق الاستصناع ثم لما كان أحد معنى السلف القرض بأسبيلانه
 تبين أن يكون سوابب بطريق السلم كما يجوز بطريق الاستصناع في حينه بهر وجه كما كان معنى سلف القرض في حينه تبين أن يكون سوابب بطريق السلم
 ههنا وأن لم يكن مراد به لأن الشرع قد اذن فيه واجمع الأمة على جوازها وهو ما قطع غيرك من المال لتفضل
 اگرچه مراد نهین ہی کیونکہ شرع فی اس میں اجازت دی ہے اور اس کی جواز پر امت کا اجماع ہے اور قرض میں یہ کہ تو اپنا مال بخر کر دے یا تاکہ او کی چیز دے
 و یجری فی کل کیل و وزنی و عددی متقارب لا فیما کان متفاوتا کالحیوان و الثوب و الخشب لا أصل فیہ ان
 اور قرض میں یک کیل اور وزنی اور عددی متقارب میں جائز ہے عددی متقارب میں جائز نہیں ہے جیسی حیوان اور کچھ اور لکڑی اور قاعدہ کلیہ میں ہے
 کل ما کان من ذوات الامثال و یكون عند الاستهلاك مضمونا بالمثل لا بالقيمة یجوز استقرضه و کل ما لم یکن
 کہ جو شے ذوات الامثال سے ہے اور ہلاک ہونی پر اس کا ضمان بالمثل ہوتا ہی ضمان بالقیمت نہیں ہوتا تو اس کا قرض لینا جائز ہی اور جو شے
 من ذوات الامثال ولا یکن عند الاستهلاك مضمونا بالمثل بل بالقيمة لا یجوز استقرضه حتی لو استقرض
 ذوات الامثال سے نہیں ہے اور ہلاک ہونی پر ضمان بالمثل نہیں آتا بلکہ ضمان بالقیمت آتا ہی تو اس کا قرض لینا جائز نہیں ہے یہاں تک کہ اگر کسی شخص نے
 ساجل من اخر عبدا و حیوانا اخر فقصی به دینہ یضمن قیمته لان قرض حیوان فاسد و القرض الفاسد
 دوسری سی غلام یا اور حیوان اور ہار لیکر اپنا قرض ادا کیا تو اس کی قیمت کا ضمان ہوگا اس واسطے کہ حیوان کا قرض لینا فاسد ہی اور قرض فاسد قبضہ کی بعد
 یفید الملك بالقبض و یكون عند الاستهلاك مضمونا بالقيمة کالبیع الفاسد و من دفع الی غیر مال او
 ملک میں آجاتا ہی اور ہلاک ہونی پر اس کی قیمت ذمہ پر آجاتی ہی جیسی بیع فاسد میں اور اگر کسی دوسری کو مال دیکر
 قال له خذ هذا المال واصرفه الی حوائجک یكون ذلك المال قرضا لا هبة لان هذا القول وان کان
 کہا یہ مال لی اور اپنی کار بار میں لگالی تو یہ مال قرض ہو ویگا ہبہ نہیں ہو ویگا اسلی کہ اس قول میں اگرچہ
 یجتمعا ہا الا ان الثابت به لا یكون هبة بل یكون قرضا لکنہ ادناھا و لو دفع الیہ ثوبا وقال له ان کن
 دونہ اور جو کئی ہن پاس ہی ہبہ بالخصوص ثابت نہیں ہوتا بلکہ قرض ثابت ہوتا ہی کیونکہ قرض دون میں کمتری اور اگر کچھ دیکر کہا کہ لی اس سے کوڑا اور ہاتھیا کر
 لا یكون قرضا لکن قرض الثوب فاسد بل یكون هبة تصحیح التصرف و من اخذ من الفصا ب لهما
 تو قرض نہیں ہوگا کیونکہ کچھ لیکر اور فاسد ہی بلکہ ہبہ ہو ویگا تاکہ اس کا تصرف درست ہی اور اگر کسی نے فصا ب سے گوشت لیا
 ولم یکن کرانہ قرض او شرع یكون قرضا فاسدا یملکہ بالقبض ولا یجوز له اكله و ذکر فی المستفی ان اللحم
 اور پیر نہ کہا کہ او دار لیتا ہوں یا سلی تو یہ قرض فاسد ہوگا قبضہ کی بعد ملک ہو جاویگا اور کہا تا حلال ہو ویگا اور مستفی میں مذکور ہی کہ گوشت کا
 یجوز استقرضه و من باع عند اصحابنا و ذلك لانه علی ما ذکر فی نوادر ابن رستم کی امام محمدی مثلی ہی اس کا ضمان بالمثل
 قرض لینا و زنا ہمارا اصحاب کی نزدیک جائز ہی اسلی کہ گوشت موافق بیان نوادر ابن رستم کی امام محمدی مثلی ہی اس کا ضمان بالمثل ہی
 و ذکر فی الجملہ الکبیر انہ یضمن بالقیمہ و قال لا سیب جانی هذا المحمول علی ما اذا انقطع عن ایدی الناس
 اور جامع کبیر میں مذکور ہی کہ گوشت کا ضمان بالقیمت آتا ہی اور سیب جانی کتابی کہ ضمان بالقیمت اس صورت میں ہی کہ لوگوں کی قابو میں نہ ہی
 وفي شرح الطحاوی ان کل موزون مثلی وهذا یقتضی ان یكون اللحم مثلیا و کذا یقتضی ان یكون العنب الغزلہ
 اور شرح طحاوی میں ہی کہ وزنی چیزیں مثلی ہیں اس سے لازم آتا ہی کہ گوشت مثلی ہر وہی اور ایسی ہی لازم آتا ہی کہ انگور اور سنوت
 مثلیا و یجوز استقرض الکاخذ عدد لانه عددی متقارب و من تلف دبس غیرہ یضمن قیمته لان
 مثلی ہر وہی اور اوہا کرنا کاغذ کا گنکر جائز ہی اسلی کہ عددی متقارب ہی اور اگر کسی نے شیروغہ وغیرہ تلف کر دیا تو قیمت دیو ویگا اسلی

وقت يحل السؤال فقال بعضهم من وجد خدأ يومه وعشاء ليلته لا يحل له السؤال وقال بعضهم من قدر
 وقت حال هو تيمم بعض كسبي من حكي بأس ليك دن كالبنا موجودي او كسؤال كرا حال نيين ي ^{او بعض كسبي من جوشخص كاستنابا وسو}
 على الكسب ليس له ان السال الا اذا استغرق اوقاته لطلب العلم وقال بعضهم ليس لنا وضع المقادير بل نستدرك
 سوال كرا نه طاهي كوقت ك او كسار وقت علم ك محسب من مشول هو ^{او بعض كسبي من جوشخص كاستنابا وسو كرا نه طاهي كوقت ك او كسار وقت علم ك محسب من مشول هو}
 ذلك بالتوقيف وقد ورد في الحديث انه عليه السلام قال استغفروا بغناء الله تعالى قالوا واهوا يا رسول الله
 نقل بر موقوف ي اور كسك حد يشين آياي كنه عي اسلام في فرما عني بر هو اسك غنسي ^{صاحب كسبي من جوشخص كاستنابا وسو كرا نه طاهي كوقت ك او كسار وقت علم ك محسب من مشول هو}
 قال خدأ يومه وعشاء ليلته وفي حديث اخر انه عليه الصلاة والسلام قال من سئل وله خمسون درهما
 فرما كالبنا صبح كا او كالبنا نالت كا اور كيك حد يشين آياي كنه عي اسلام في فرما ^{جوشخص كاستنابا وسو كرا نه طاهي كوقت ك او كسار وقت علم ك محسب من مشول هو}
 او بعد لها من الذهب مثل الحافا وفي لفظ اخر ابعين درهما فمهما اختلفت المراتب في التقدير لم يلزم
 بالثنا او الال من ك هو قو كا سوال حاجت كا ي اور كيك حد يشين آياي كنه عي اسلام في فرما ^{جوشخص كاستنابا وسو كرا نه طاهي كوقت ك او كسار وقت علم ك محسب من مشول هو}
 ان نحل على احوال مختلفة فما يحتاج اليه السائل في الحال من طعام يومه وليلته ولباس يلبسه وده لوي يسكنه
 ك اختلاف احوال كسبي من جوشخص كاستنابا وسو كرا نه طاهي كوقت ك او كسار وقت علم ك محسب من مشول هو
 فلا شك فيه واما اسواله المستقبل فله فيه ثلث درجات احدها ما يحتاج اليه غدا والثانية ما يحتاج اليه
 قرا كسبي من جوشخص كاستنابا وسو كرا نه طاهي كوقت ك او كسار وقت علم ك محسب من مشول هو
 بعد ابعين يوم او خمسين يوما والثالثة ما يحتاج اليه في السنة فقط من معه ما يكفيه ولعلها سنة
 بعد جالس با جاس دن ك او كسك حد يشين آياي كنه عي اسلام في فرما ^{جوشخص كاستنابا وسو كرا نه طاهي كوقت ك او كسار وقت علم ك محسب من مشول هو}
 فسواله حرام لان ذلك غاية الغناء فان كان يحتاج اليه قبل السنة لكن يقدر على السؤال في ذلك الوقت ولا
 كفايت كرى او كسك حد يشين آياي كنه عي اسلام في فرما ^{جوشخص كاستنابا وسو كرا نه طاهي كوقت ك او كسار وقت علم ك محسب من مشول هو}
 يفوت فرصة السؤال لا يحل له السؤال لانه مستغن عن السؤال في الحال وربما لا يعيش الى الغد فيكون قد
 فرصت سوال كسبي من جوشخص كاستنابا وسو كرا نه طاهي كوقت ك او كسار وقت علم ك محسب من مشول هو
 سئل ما لا يحتاج اليه او وجد عنده ما يكفيه من خدأ يومه وليلته وان كان يفوته فرصة السؤال ولا
 قواس هو قو كا سوال حاجت كا ي اور كيك حد يشين آياي كنه عي اسلام في فرما ^{جوشخص كاستنابا وسو كرا نه طاهي كوقت ك او كسار وقت علم ك محسب من مشول هو}
 يجد من يعطيه لو اخرجت السؤال يبطل له السؤال لان البقاء الى السنة غير بعيد وهو باخير السؤال يحا فان
 كسبي من جوشخص كاستنابا وسو كرا نه طاهي كوقت ك او كسار وقت علم ك محسب من مشول هو
 يبقى مضطرا عاجزا اعنيه والمدة التي يحتاج فيها الى السؤال لا يقبل الضبط وهو منوط باجتهاده ونظرة
 كسبي من جوشخص كاستنابا وسو كرا نه طاهي كوقت ك او كسار وقت علم ك محسب من مشول هو
 له نفسه فيستفتي قلبه ويعمل به ولا يتغى الى تخويف الشيطان لانه يعد الفقر ويامر بالفحشاء القايح الضرورة
 اور بان كسبي من جوشخص كاستنابا وسو كرا نه طاهي كوقت ك او كسار وقت علم ك محسب من مشول هو
 فان من عجز عن الكسب واشتد جوعه وخاب على نفسه يلزمه السؤال لان السؤال نوع الكسب ياروي انه
 بيك جوشخص كسبي من جوشخص كاستنابا وسو كرا نه طاهي كوقت ك او كسار وقت علم ك محسب من مشول هو
 عليه الصلاة والسلام قال السؤال اخر الكسب فان تركه السؤال في تلك الحالة حتى فات يائمه لانه القى نفسه
 عليه السلام في فرما يي كسبي من جوشخص كاستنابا وسو كرا نه طاهي كوقت ك او كسار وقت علم ك محسب من مشول هو

السؤال الحرام والوعيدية

وغير حاجة ولو ظهر منه ما ينال الشرف يشفي المؤمن ان لا يردده
ياغني هي اور كوني حركت اوس نى خلاف شمع ظاهر نمودی

عروما اذا قدر على اعطائه شيئا لا حتم ان يكون محتاجا فلا يفطر من يردده
جانی دی اگر کچه دیدی مقدور بکشتی شاید عمنج هو

عروما اذا قدر على اعطائه شيئا وقد حكي عن بعض الفقهاء انه ضعف من الجوع فقيل له لا تسئل والسؤال
اگر کچه دیدی کی مقدور بکشتی اور کسی فقیر کی حکایت ہی کہ وہ ماری ہو کہ کی ناتوان ہو گیا کسی کہا تو مانگ کیوں نہیں لیتا تجھ کو

حلال عليك لان فقال اخاف ان اسئل الناس فيردوني عروما مع قدرتهم على الاعطاء فمهلكم الله تعالى
تو اس حالت میں سوال کرنا محال ہی اوستی کہا تجھ کو یہ ڈر ہی کہ میں لوگوں سے مانگوں یہ وہ تجھ کو باوجود مقدس کی عروم کہیں اور سپراؤ تو کو اللہ تعالیٰ ہلاک کر دے گی

تقریبی ان یعلم ان العلماء اذا سئلوا في مجلس علمهم شيئا عن الناس لا يحل لهم ذلك لكون ذلك اكسابا بالعلم
یہ سبھی کی بات ہی کہ اگر علماء و دین مدرس کی مجلس میں لوگوں سے کوئی شے طلب کریں تو یہ دیکھ کر حلال نہیں ہی کیونکہ علم اور طاعت ہی کا ہی ہے

والطاعة تساءلوا لانفسهم او لغيرهم ومن لسؤال المومنها ر قد لا خذ كثير كما يفعل في دعوة العرس
برابری کا ہی ہی طلب کریں یا غیر کی واپسی اور ایک دوسرے کا سوال یہ ہے کہ تہنیت و تحفہ دینا بہت سالیانہ چنانچہ عرس اور ختنہ کی دعوت

والختان واتخاذ الغنم لاجل النسل اذ قيل فيا نزل قوله تعالى ولا تمنن تستكثر ثم ينبغي ان يعا ايضا انه عليه
میں ہوتا ہی اور لی لینا غنم کا واسطے حصول نسل کی کیونکہ کہتی ہیں کہ یہ بیت ہی بایں نازل ہوئی ہی اور نہ کرا حسان کہ وہ زیادہ دی ہے یہ یہ یہ اور کشتیاں چاہی کہ

قال لاني بكر واني ذر واثوبان لا تسئلوا حل شيئا وان سفت سوطك وكان ابوك واثوبان يفران من سفتك
ابو بکر اور ابوذر اور ثوبان سے فرمایا کسی شے نہ مانگنا اگر تجھ کو ابو بکر ہی اور ابو بکر اور ثوبان کا یہ حل تھا اگر ان کا کڑا لوگوں کی

سوطهم اجمع ما يكون من الناس لا يقولون المشاة عندهما ناولونيه فدل هذا على ان حرمة لسؤال لا تقتصر
سوطہم اجمع سے کہہ رہا تھا تو ان کو اٹھائی کسی پاس کی پیادہ ہا ہی کہتی ذرا کڑا پکڑ دینا اس سے معلوم ہوا کہ سوال کی حرمت کچھ حال پر منحصر نہیں ہی

على سائر المان بل يقع الاستخدام وسؤال النفق فتمسك لاحتماله فيه خصصا ان كان صبيا او ملوكا لغير
بلکہ خدمت لینے کو ہی شامل ہی اور سوال نفقہ کر ہی ایسی شے ہی کہ او میں حقد نہیں خاص کر اگر بچہ نا بالغ ہو یا غیر کا غلام ہو

او اجبي نفسه فيجوز استخدام من سئل عليه وتاديبه وذلک يجوز ان لا يملكه واجيره ووزوجه في مصلحه
ان اجبی نفسہ ہی جواز استخدام من سئل علیہ و تادیبہ وذلک ہی جواز انہ نہ ہو اس کا مالک نہ ہو و اجیرہ و زو جہ فی مصلحہ

ان ان كان صبيا او ملوكا لغيره فان كان صبيا او ملوكا لغيره فان كان صبيا او ملوكا لغيره فان كان صبيا او ملوكا لغيره
ان اگر اپنا بچہ ہو تو اس سے خدمت لینے واپسی تہذیب اور تادیب کی درست ہی اور ایسی ہی اپنی غلام ہی اور زور دہی خدمت لینے یا جبری اور اپنی یا بی

المجلس السادس والسبعون في بيان حقوق المالك على المولى وغيره من
چہترین مجلس غلاموں کی حقوق میں مولى پر

الا حکام قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للمملوك طعامه وكسوته ولا يكلف من العمل الا ما يطوق
اور احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا و اسطی غلام کی ہی اس کا کھانا اور پہنا اور طاقت سے زیادہ کام کی تکلیف نہ دیا جائی

هذا الحديث من صحاح المصاير رواه ابوهريرة ومعناه ان المملوك عبدا كان او امة يجب على مولاه من
یہ حدیث صحیحہ صحاح میں ہی ابو ہریرہ کی روایت ہی اس کی معنی یہ ہے کہ غلام کی غلام ہو یا لونڈی خرچ بقدر کفایت

نفقة وجب عليه ونسوة قدر حاجته اليه وليس له ان يكلفه من العمل الا ما يطوقه في نفسه
نفقہ جس کی صحیحہ حدیث میں ہی ابو ہریرہ کی روایت ہی اس کی معنی یہ ہے کہ غلام کی غلام ہو یا لونڈی خرچ بقدر کفایت اور غلام کو نہیں چاہی کہ بار میں سے تکلیف دے چونکہ قوت نہ ہو اسطی کہ

او قدره موافق حاجت کی مولى پر واجب ہی

لان الله تعالى لم يكلف عباده الا ما يطيقون
استطاعت ان من قدر طاقت سے ہی نہ کہ تکلیف دے دی جائے کہ

وجع المسلمين وأطعمهم مما تاكلون والبسوهم مما تلبسون فان راوكم فيبعوهم وروى عن ابى مسعود

انتهى قال كنت اضرِبُ خلافاً لى فسمعت من خلفى صوتاً اقول يا مسعود الله اقدر عليك منك عليه
 انك لو كنت اضرِبُ خلافاً لى فسمعت من خلفى صوتاً اقول يا مسعود الله اقدر عليك منك عليه
 انك لو كنت اضرِبُ خلافاً لى فسمعت من خلفى صوتاً اقول يا مسعود الله اقدر عليك منك عليه

فالتفت فاذا هو رسول الله عليه السلام فقلت هو حُرُّ لوجه الله تعالى فقال عليه السلام لوليه تفعل للفتة

المنار والمستك النار وفي حديث اخر رواه ابن عمر انه عليه الصلوة والسلام قال من ضرب خلافاً له حد
 انك لو كنت اضرِبُ خلافاً لى فسمعت من خلفى صوتاً اقول يا مسعود الله اقدر عليك منك عليه

ثم ياتيه اولطه فان كفارتها ان يعتقه يعنى ان من ضرب خلافاً له على ذنب لم يفعل اولطه فانشر ذلك

الضرب لا يزول الا باعتاقه هذا الذي يصدر عنه ذنب وما اذا صدر عنه ذنب فقد خص النبي عليه
 السلام بدون ازاك من جنس ما

في تاديبه بقدر ذنبه فان العقوبة بالضرب على وجه التعزير ينبغي ان لا يبلغ حد اقل الحد اقله امر بعون

سوطا وهو حد العبد والاماء في القذف والشرب فينبغي ان يكون التعزير عند ابي حنيفة اقل من ذلك
 بان يكون اكثر من تسعة وثلاثون سوطا واقله ثلثة وانما كان اقله ثلثة اذ باقل منها لا يقع الزجر فيضربه

بجرم وخيانته ان يتفكر في معاصيه وجنائته على الله تعالى وتقصيره في طاعة الله تعالى ويرى تقصيره في

خدمته ناسيها من تقصيره في خدعة خالقه ويعفو عنه في اليوم والليل سبعين مرة لما روى عن عبد
 الله بن عمر ان رجلا جاء الى النبي عليه السلام فقال يا رسول الله كم نعفو عن الخادم فسكت ثم اعاد الكلام فصمت

بن عمر روى ان رجلا جاء الى النبي عليه السلام فقال يا رسول الله كم نعفو عن الخادم فسكت ثم اعاد الكلام فصمت

فلما كانت الثالثة قال اعفو في كل يوم سبعين مرة وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال اضرِبْ
 احداكم خادما فذكر الله تعالى فليستك اي ينبغي عنه بالعفو ويتبدل كقصاص يوم القيمة ولا يضربه على ذنبه

ابن عمر ان رجلا جاء الى النبي عليه السلام فقال يا رسول الله كم نعفو عن الخادم فسكت ثم اعاد الكلام فصمت

بن عمر روى ان رجلا جاء الى النبي عليه السلام فقال يا رسول الله كم نعفو عن الخادم فسكت ثم اعاد الكلام فصمت

بن عمر روى ان رجلا جاء الى النبي عليه السلام فقال يا رسول الله كم نعفو عن الخادم فسكت ثم اعاد الكلام فصمت

بن عمر روى ان رجلا جاء الى النبي عليه السلام فقال يا رسول الله كم نعفو عن الخادم فسكت ثم اعاد الكلام فصمت

بن عمر روى ان رجلا جاء الى النبي عليه السلام فقال يا رسول الله كم نعفو عن الخادم فسكت ثم اعاد الكلام فصمت

ونسيمان ولا حلق كسر لئلا يروى عن كعب بن عجرة انه عليه السلام قال لا تضربوا اماءكم على كسر ائلامكم
 اور سبیل پر نہ مارے اور نہ برتن ٹوٹنے پر مارے کیونکہ کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اپنی ٹونڈیوں کو برتن ٹوٹنے پر مت مارا کرو
 فان لها الجال الجال الناس في حديث اخر رواه الصعق انه عليه السلام قال لا تضربوا ولا تشخطوا في
 کیونکہ برتنوں کی بھی عمر ہوگی ہی جیسی آدمیوں کی اور ایک اور حدیث میں آیا ہے صوق کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا برتن ٹوٹنے پر غصہ مت کرو اور مت تشخط
 كسر لئانية فان لها الجال الجال الناس وقد حكى ابن ميمون بن مهران كان عنده ضيف فاستجمل على جاريتيه با
 بیشک برتنوں کی عمریت ہیں ان دنوں کی اور حکایت ہے کہ مہمون بن مهران کے پاس جہان آگیا اسی جلد ہی اسی ٹونڈی کی اتھہ شام کا کھانا منگایا
 فجاءت حصة وفي يدها قصعة مملوءة بطعام حار فحشرت ولا تقم على راس سيدتها قال سيدتها احرقتي بل جاز
 وہ پہاگی آئی اور اسکی اتھہ میں پیالہ گرم گرم کھانچا بھرا ہوا تھا سپرسل گر پڑی اور وہ کھانا مولی کی سر پر گر گیا مولی نے کہا اے ٹونڈی تو نے مجھ کو جلا دیا
 فقالت الجارية يا معلم الخير يا مؤدب الناس ارجع الى ما يقول الله تعالى قال لا يقول الله تعالى قالت يقول
 وہ ٹونڈی بولی اے معلم الخیر اور اے مؤدب الناس خیال تو کر اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے مولی نے کہا اللہ تعالیٰ کیا کہتا ہے بولی فرماتا ہے
 والكاظمين الغيظ قال كظميت غيظي قال نرد فان الله تعالى يقول والعافين عن الناس قال قد عفويت
 اور دبا لیتی ہوں غصہ مہمون کی کہا میں نے اپنا غصہ دبا لیا ٹونڈی بولی بنیاد دے کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور عافین عن الناس کہ میں نے کہا میں نے مجھ کو بخش دیا
 عنك قالت ان الله تعالى يقول والله يحب المحسنين قال انت حرة لوجه الله تعالى وقيل لا احنف
 ٹونڈی نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اللہ چاہتا ہے نیکی والوں کو مہمون نے کہا تو غلطی خدا کی آباد ہے اور خضف بن قیس نے
 بن قيس من تعلمت العلم قال من قيس بن حاصم انه كان في دارة جالسا اذا أتت جارية بسفود عليه شواء
 کسی نے پوچھا تو نے علم کس سے سیکھا ہے کہا قیس بن حاصم سے وہ اپنی کمر میں بیٹھا تھا چائیک اوکی ٹونڈی کی کباب کی جلی ہوئی سیخ لئی ہوئی آئی سو وہ سیخ اوکی آہستہ
 من يدها السفود على ابن له فغقرة فمات فدهشت الجارية فقال لا يستمكن من هذه الجارية الا العتق فقال
 چہوٹہ کر قیس کی بیٹی پر گر پڑی اسکو زخمی کر دیا پھر وہ مر گیا اس میں وہ ٹونڈی بہو چکارہ لگی پھر قیس نے کہا اس ٹونڈی کا خوف بدون ازاد ہوئی نہیں جاوے گی پھر کہا
 انت حرة لوجه الله تعالى يا جارية لا بأس عليك وروى عن ابى امامة انه عليه الصلوة والسلام ذهب لعل
 اے جاریہ تو دھڑکی خدا کی آزاد ہے ڈرنا مت اور ابو امامہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت علی کو ایک غلام دیا
 خلافا فقال له لا تضربه فاني نهيت عن ضرب اهل الصلوة وقد رايته يصلي فانه عليه السلام اشار في
 اور فرمایا اسکو مارنا مت کیونکہ مجھ کو ناک کی مار ڈالنے سے ممانعت ہوئی ہے اور میں نے اسکو نماز پڑھتی دیکھا ہے بیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں اشارہ
 هذا الحديث ان المصلي لا ياني غالبا بما يستحق الضرب لان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر وروى عن الحسن البصري
 فرمایا کہ نمازی اکثر ایسی خطائیں کرتا جہاں مار کھادی اسلی کہ نماز فحشاء اور منکرات سے بچا رہتی ہے اور حسن البصری سے روایت ہے
 انه سئل عن حملن لغيره مولا في حاجة وتحضر صلوة الجماعة او الجمعة بالي ذلك يبدأ قال بحاجة مولا
 کہ روئسی کسی نے حال غلام کا پوچھا کہ اسکو بولی کسی کو کوئی بھی اور اسکو جماعت کی یا جمعہ کی نماز پیش آجاوے تو اب کیا کری جواب دیا مولی کا کام
 قال الفقيه ابو الليث هذا اذا كان في الوقت ساعة ولا يخاف فوت الصلوة واما اذا خاف في نها فلا يجوز له
 فقیہ ابو اللیث کہتے ہیں یہ جب ہی کہ وقت میں گھمبیش ہو اور نماز کی فوت کا خوف ہو اور اگر فوت کا خوف ہو تو پھر نماز کی وقت سے تاخیر
 تاخيرها عن وقتها لما روى انه عليه السلام قال لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق وذكر في المظهر ان السيد
 جائز نہیں ہے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا خدا کی گناہ میں بندہ کی تابعداری نہیں ہے اور مظهر میں مذکور ہے کہ مولی کو
 لا يجوز له ان يمنعه عبده عن أداء فرائض الله تعالى لاجل خدمته واذا أدى العبد فرائض الله تعالى لا يجوز
 جائز نہیں ہے کہ غلام کو اپنی خدمت کی نظر سے فرائض الہی اور اگر چکی تو اسکو جائز نہیں ہے اور غلام جب فرائض الہی ادا کر چکی تو اسکو جائز نہیں ہے

وان كان الاصل فيه ان يطلق على القرابة لكن يطلق على الاتباع ايضا ولا يبعد ان يكون المراد منها هذا
 اگر چه اصل من قرابت واپر بر تعلق من
 لیکن اتباع کو بھی کہتی ہیں اور کیا العبد کا کہ بیان محرم کی جیت سی

فلعن لعمروہ فعلى هذا يجب على المؤمن ان يعلم عبده وماءه من احكام الاسلام قدرا يجب عليهم
 علم ہی معنی مراد ہون اس فقہ کی موافق مؤمن پر واجب ہی کہ اپنی غلام کو تہذیب کو
 احکام دینی جعفر اور غیر واجب ہیں سیکھا دے

ثم يامرهم بآداب الفرائض والواجبات وبينهم عن ارتكاب المعاصي والمحرمات بالرفق واللين فان ابوا
 پھر انہی سے فرما دیا اور واجباً اور مباح اور محرمات پر عمل کر دینا منع کر دی
 پہلی توڑی سی پھر اگر نہ مہین

يفلظ الكلام عليهم فان ابوا يضربهم فسن لم يبدخل منهم طريق الصلاح بعد ذلك بيعة لانه مادام
 توڑی بانی دہشکار پھر ہی اگر باز نہ آویں تو مار کر پھر ہی اگر کوئی دشمن سی طریقہ خوبی کا نہ لی تو اس کو بچھڑائی
 پہلی کہ جب تک اس کی ملک

في ملكه يجب عليه حفظه كما قال قاضيان في فتاويه رجل له عبد مريض لا يقدر على الموضوع عن
 میں رہی گا اس کی حفاظت کا ذمہ داری چنانچہ قاضیان اپنی فتاویٰ میں کہتی ہیں ایک شخص کی پاس غلام بیمار ہی وضو نہیں کر سکتا

محمد يجب على المولى ان يوضيه لانه مادام في ملكه كان عليه تعاهده لكن ينبغي ان يعلم ان المولى و
 نام محمد ہی کہ مولیٰ پر وضو کرنا واجب ہی اس کی وجہ سے کہ اس کی ملک میں ہی تب تک اس کا ذمہ داری لیکن سمجھنا چاہی کہ مولیٰ کو اگرچہ غلام کا مالک

ان جاز له ان يضرب عبده اذا التي بما لا يوجب الحد لكن اذا التي بما يوجب الحد فليس له ان يقيم عليه
 جائز ہی اگر وہ ایسی خطا کرے کہ جس میں حد نہ آتی ہو لیکن اگر ایسا کام کرے جس میں حد آتی ہو تو مولیٰ کو اختیار نہیں ہی کہ مقدمہ پیش کرے پر جس تک نام

الحد الا باذن الحاكم بعد المرافعة اليه وبثبوته عنده فاذا اقام عليه الحد ولم يذبح بيعة ولو بشئ بخس
 حد کا باذن حاکم بعد المرافعة الیہ واثبوتہ عنده فاذا اقام علیہ الحد ولم یذبح بیعہ ولو بشئ بخس
 بیعت کر کے نہ دی سپر حد جاری کرے

لما روى عن ابي هريرة رضي الله عنه قال اذن انت امة احركم فتبين زناها فليحدوا ولا يثرب عليها ثم ان
 اسو علی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب کسی لونڈی زنا کرے اور وہ ظاہر ہو جاوے تو اس کو حد دے لی جاوے اور اس کو کچھ سے زناش نہ کرے پھر اگر

زنت فليحدوا ولا يثرب عليها ثم ان زنت الثالثة فليبيعها ولو بجمل من شعرو في ذكر الامه على الاطلا
 دوبارہ نہ کرے تو پھر حد دے لی جاوے اور کچھ سے زناش نہ کرے پھر اگر تیسرے دفعہ نہ کرے تو اس کو بچھڑائی اگرچہ بدول کی سی کی اور مطلق لونڈی کی ذکر کر ہی میں

اشعار بان خطرهما من كونه كانت او غيرهما الجمل لان نصف جلد الحرائر لقوله تعالى فان اتين بفاحشة
 یہاں اشارت ہے کہ لونڈی کی حد منکوحہ یا غیر منکوحہ ہے۔ درہ میں اتنا ہی کہ ازاد عورت سی آو ہی دلیل اس بات کی پھر اگر کہیں بیچیا ہی کا نام

فعليم من نصف ما على المحصنت من العذاب والمراد بالفاحشة في الآية الزنا والمحصنت الحرائر وبالعدا
 تو انہی سے آو ہی ہمار جو بی بیوں پر مقرر ہی اور مراد لفظ فاحشہ سی اس آیت میں زنا ہی اور محصنت سی مراد ازاد عورتیں ہیں اور عدا

الجلد لا الرجم لانه لا ينصف واستدل الشافعي بهذا الحديث على ان للمولى اقامة الحد على مملوكه وقال
 درہ میں سنگ کر دینا ہی کیونکہ اس کا آؤ نہیں ہی اور امام شافعی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہی کہ مولیٰ کو اپنی غلام پر حد جاری کر نیکی اختیار ہی اور

لخفيف ليس له ذلك الا باذن الامام لقوله عليه السلام اربع الى الولاية وذكر منها الحدود والولاية جمع الى
 خفہ کہتی ہیں کہ بدون اذن امام کی مولیٰ کو اختیار نہیں ہی بدین حدیث کی کہ چار باتیں والیوں کی اختیار میں ہیں اور وہی ہیں حدود کو ذکر کیا اور ولایہ جمع والی کی

وهو اذا اطلق ينصرف الى من له ولاية عامة وهو السلطان او نائبه واما التصريح بالنهي عن التشريب
 اور اس کو بی قید و بستی میں تو وہ حاکم مراد ہوتا ہی جو حکومت عام ہو یعنی بادشاہ یا وکیل نائب اور صریح مانعت نہ زناش ہی اور نہ بے دلائی

عليها بعد الامر بحلها فلان عقوبة الزنا قبل ان يشرع الجمل كان التشريب وهو التوبيخ والتعبد
 بعد حکم دینی درہ زنی کی اس واسطی ہی کہ زنا کی عقوبت درہ مقرر ہو ہی سی پہلی تشریب تہی یعنی جھڑکا اور شتم دلائی

وهو ثمانون سوطا للحر ونصفه للعبد مع عدم قبول شهادتهما ولو بعد التوبة لقوله تعالى ولئن بين برهون
 يعني اسي وده ازيد كي ابي اوكي غلام كي ابي اوكي ابي مقبول اوكي
 كرمه توبه كرم
 بريل اس آيت كي نور جو رنگ عيب گاني
 المحصنت تشرلم ياتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا واولئك هم
 قبيد واليونك كوه پير لاني چار شاهد توبه وادكو اسي چوٹ قبي ك اورد ماواوكني كوني گواهي كهي
 اوردو هي رنگ بين
 الفسقين الا الذين تابوا من بعد ذلك واصلوا فانه تعالى قد بين في هذه الآية ان الذين يرمون المحصنة
 لي حكم مگر جنون في توبه كي اس چي اورد سوار پکڑي بيگن سني في اس آيت مين بيان فرماياي كجوتوگم شمت زان كي كرتي مين پاكه عورتون
 بالوناشم ياتوا باربعة شهداء يتوجه عليهم ثلثة احكام وحب جلدوهم ورسهادتهم وكونهم فاسقين الا
 پير نهين لاني چار گواه توبه پير تين حكم جاري هونكي بالظهور وده سني اورد سواي مردود اوردو فاسق بين پير تاني
 انهم ان تابوا وارقوا بالكذب وبراءة القذف واستحلوا امتهن واصلوا فاسدوا من كسر العرض وهدت الستر
 كره توبه كرم ادا بين چوٹ اورد مقنود كره بارت كي قائل هون اورد اس مي صاف كرمين اورد خواني كي قبي اوكو كرت كرمين يعني لاني اوردو دي
 پير تفع عنهم الفسق للاستثناء الواقع في الآية ولا يرفع عنهم الجلد ولا مرد الشهادة عند العلماء الخفية وتلك احوال
 توفيق دور هون چاينگه اگي كره آيت مين استثناء واقع اگي اوردو صاف بين چوٹ اوردو گواهي مقبول هونكي نزديك علماء خفيه كي اوردو حاصل پير
 ان في الآية تصرح بترتيب الاحكام الثلاثة عليهم بجر العجز عن اقامة البينة بلا اشتراط الكذب في الحقيقة
 كره آيت مين صاف بينون حكم او پير مرتب كرمي مين گواه كره زاني مي صاف هونكي لازم بين اورد پير شرط بينن كره حقيقت اوردو ضرر لار مين
 ونفس الامر ان القذف خبر يحتمل الصدق والكذب الا انهم يهدت ستر المعفة بلا فائدة بحيث عجزوا عن اقامتها
 جهوٹ هوندي اسني كقت خبر مي احتمال صدق اورد كذب واولو كاسي مي ليكن وده عقت كي پير ودي بلا فائده كره كره ثابت كرمي
 كانوا فاسقين مستحقين للعقوبة التي هي الجلد ومرد الشهادة وان كانوا صادقين في نفس الامر اذ قال الله تعالى
 فاسق هونكي اورد ستر اولو اس عذاب كي هونكي يعني وده اوردو وشهادت كرمه واقع مين چي مي هون
 لولا جاء واعليه باربعة شهداء فاذلم ياتوا بالشهداء فاولئك عند الله هم الكاذبون فعلق من هذا ان ما لا يحجة
 كيون نشاني وده اس بات پر چارٹ پير چار شاهد نه لاني شاهد توبه كي ان وده مي اوردو چوٹ
 عليه فهو في حكمه تعالى كذب ولذا كرت عليه الحد لعدم الفائدة في الاخبار به من المحسبة
 وده حكم ابي مين جهوٹ مي اسني ابي او پير حد قائم هونكي كيونكو اس خبر مين كوئي سافائده نهين مي
 والزجر والسياسة بل هو مجرد هتك الستر وكسر العرض وهذا اذا كانوا صادقين فكيف اذا كانوا
 اوردو نه جبر اوردو سياست بلكه پير صرف پير ودي اوردو لاني مي مي پير اس صورت مين مي اكر چي هون پير كيا هون اكر
 كذابين وهم يحسبون هيتنا وهو عند الله عظيم وهم في الآخرة عذاب اليم نعم من راي رجلا يزني
 جهوٹ مي هون هونك لوگ سبل چي مين اوردو انه كي ان بڑا مي اوردو كي ابي آخرت مين وده كي مادي ان جو شخص كيونك تارك ديكي
 يحل له ان يقتله وانما لا يقتله لانه لا يضر قاته قتله لانه سراه يزني المجلس السابع والستون
 توبه كرم اوكو كرت قتل كره ناطل مي اورد قتل ابي نهين كره ثابت كرمي كرمين في زنا كرتا مي كرم قتل كيا مي ستر ودين مجلس
 في بيان حرمة اللواط وعقوبتها وغيرها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اخف ما
 اعدام كي حرمت كي بيان مين اوردو كي ستر او غيره رسول الله صلى الله عليه وسلم في فرمايا جيكو بڑا مي بڑا خوف
 اخاف على امتي عمل قوم لوط هذا الحديث من حسان المصابيح سراه جابر وفيه تنبيه عظيم على كوني علمام
 ابي است پر عمل قوم لوط كيا مي پير حديث مصابيح كي حسن حديثون مين بي جابر كي روايت سي اوردو مين بڑا تنبيه كي اوردو كيا مي عمل

لا يخترعونها بل هم ولا يدركون من احوال الدنيا ما يؤدي الى معرفتها ولا يتفكرون فيها حتى يحصل لهم علم بها
 اسکا خیال دلیں نہیں لاتی اور دنیا کی حالات میں سے کسی کو سپر نظر نہیں دلتی جس سے آخرت کی سمجھ آوی اور شاہین فکر کرتی ہو تاکہ اونکو آخرت کا علم آوی
 فان العلم بامور الآخرة موقوف على العلم بوجود الباري تعالى وقد مرنا وامراده وعلمه وحجته وذلك العلم لا يحصل
 کیونکہ علم اخروی امور کا وجود باری تعالیٰ اور اس کی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہی اور یہ علم ہر ان نگاہ
 الا بالنظر الى المصنوعات والتفكر في احوالها المتغيرة وهم قصور النظر على الظاهر الخسيسة كالبهايم ولم يتفكر في
 کرکھی مصنوعات میں اور بغیر فکر کرکھی بدلتی حالات میں حاصل نہیں ہوکتا اور انہوں نے نہ تو فکر نہ کی طرح صرف ظاہر ہی حقیقت پر نگاہ کرکھی ہی
 عجائب صنعته تعالى ليستدوا بها على وجوده وصفاته التي يتوقف عليها وجود المكنات فيعلمون ان ما اخبر به من امور
 اور عجائب صناعت ہی میں فکر نہیں کرتے تاکہ اس کی کئی سی اوسکی وجود اور صفات پر استدلال کر سکیں جس پر وجود ممکنات کا موقوف ہی اور معلوم کریں کہ امور اخروی جنگی خبر
 الآخرة امور ممكنة يلزم ثبوتها وكون المكلفين فيها فريقين فريق في الجنة وفريق في السعير بحكم صدره الاعمال
 آتی ہی امور ممکنہ ہیں انکا ثبوت لازم ہی اور مکلف لوگ اس میں دو قسم پر ہیں اعمال کی خوبی اور بدی کی لحاظ سے ایک قسم جنت میں اور ایک قسم دوزخ میں پر مشتمل ہے
 وفسادها ثم ان سبب محبة العبد للمعاصي والفجر فساد العلم او فساد القصد او فسادها جميعا بل قد قيل فساد
 آدمی کی محبت کا معاصی اور فجور سی یا نرا علم کا فساد ہی یا نرا قصد کا فساد یا نرا فساد یا نرا فساد بلکہ بعضی کہتی ہیں
 القصد من فساد العلم فان من علم ما في المضار من المضرة حقيقة العلم لا يميل اليه الا ترى ان من علم
 قصد کا فساد ہی علم کی فساد میں سے ہی اس لیے کہ جو خوب معلوم ہووی کہ مضر چیز میں نقصان ہی تو اور ہر رغبت نہیں کرتا تو دیکھتا نہیں کہ جو کچھ یقینی معلوم ہو
 من طوام لذین انہ مسموم لا يقدم عليه فعلى هذا ان الايمان الحقيقي هو الذي يحمل صاحبه على فعل
 کہ قوی لذین کہاں میں دہر طاری اس میں اتھرت نہیں دلتا اس بیان کی موافق بیشک حقیقی ایمان وہ ہی ہے جس سے آدمی منفعت اخروی کو اختیار کری
 ما ينفعه في الآخرة وترك ما يضره فيها فاذا لم يفعل ما ينفعه في الآخرة ولم يترك ما يضره فيها لا يكون ايمانه حقيقيا
 اور منفعت اخروی کو چھوڑی چھوڑی چھوڑی تو منفعت اخروی پر عمل کری اور منفعت اخروی کو چھوڑی تو اسکا ایمان حقیقی نہیں ہی
 بل لسانيا لا قلبيا فان المؤمن بالنار حقيقة الايمان حتى كانه يراها لا يسلك طريقها الموصلة اليها فضلا
 بلکہ زبانی ہی دئی نہیں کیونکہ جو شخص دوزخ پر ایسا حقیقی ایمان لایا گویا اس کو دیکھ رہا ہی تو ایسا راہ نہیں چلیگا جو اوپر ہر لجاوی اور سی کرکے
 عن ان يسعى في دخولها والمؤمن بالجنة حقيقة الايمان حتى كانه يراها لا يسعى عن طلبها بل يسعى في دخولها
 داخل ہو چکا تو کہاں مرتبہ اور جو جنت پر ایسا حقیقی ایمان لایا ہی گویا کہ اس کی فکر کی سامنی ہی اس کی طلب میں مستی نہیں کرکے بلکہ کسی کرکے داخل ہوگا
 وهذا امر يجده الانسان في نفسه عند سعيه في امور الدنيا من دفع ما يضره وجلب ما ينفعه فعلى هذا كل من اعتاد
 اور یہ تو ایسی بات ہی کہ آدمی جب دنیاوی کام یا دین گفتاری تو اپنی دلیں سوچ ہی کہ نقصان سی حق المقدور پچھتا ہی اور منفعت کو حاصل کرنا ہی اس کی موافق
 ان يعمل عمل قوم لوط لا يكون ايمانه حقيقيا بل لسانيا لان جرمه لا يشبه سائر الجرائم وهذه الاختلاف العلماء
 جسکی عادت عمل قوم لوط کی پر جاری تو اسکا ایمان حقیقی نہیں ہی بلکہ زبانی ہی کیونکہ اس کی خطا اور خطائوں میں ملتی اس لیے اسکا حدیث علماء کو اختلاف ہی
 في حرة فذهب قوم الى ان الفاعل يحد حركته فانها ان كان محصنا يجرم وان لم يكن محصنا يجلد فانه جلد
 ایک گروہ کا یہ سبب نہیں کہ فاعل پر حد نہ لگی جاری ہو پر اگر فاعل محصن ہی تو سنگسار کریں اور اگر محصن نہیں تو سورتہ مارین
 وهو قول الشافعي وابي يوسف ومحمد بن الحسن والحسن البصري وعطاء الخضر وقتادة والاوزاعي وذهب قوم
 اور یہ ہی قول شافعی اور ابو یوسف اور محمد بن الحسن اور حسن البصری اور عطاء اور غنی اور قتادہ اور اوزاعی کا ہی اور ایک قوم کا یہ ہے
 الى انه يجرم محصنا كان او غير محصن وكذا المفعول به هو قول مالك واحمد واستدلوا على ذلك بان الله تعالى
 کہ سنگسار کریں محصن ہو یا غیر محصن اور ایسی ہی مفعول کو اور قول مالک اور احمد کا یہ ہی ہے اس پر انکا استدلال یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ

وروی ایضا از نه علی علیه السلام قال لو اغتسل الموطی بالبحر السبع لم یحی یوم القیمة الا جنبا و ذکر فی الفتاوی
 اور یہ بھی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا موطی اگرچہ ساتوں دریا میں نہاوی پر قیامت کون نہا پاک ہو آؤگا

الصفتان سفیان ان اللواتی لا تكون فی الجنة لان الله تعالى استعملها واستقيمها وقال فاسبقكم بها
صوفی من سفیان سی نقل سی کلمات جنت بن نہیں ہوگا کہ کلمہ تھا لیس کہتے تھے اور بدعت تھا

من احد من العالين وستمها خبيثة حيث قال ونجيه من القرية التي كانت تعمل الخبائث والجنة مازهة

یہ کہیں تھی جان میں اور اک نام حبیبہ نکلتا جہاں کہ بیان کیا ہی اور بچا ہی مہی اور کوں شہری جو کہ تھی کندہ کام اور جنت میں

عن الخبائث قبل قد یعلم من هذا ان الجنة لكونها طيبة لطيفة في غاية اللطافة اذا كانت لا تقبل الا طيبة

[illegible]

لكنهم اعدوا خبيثا يلزم ان لا يقبل من فعلها في الدنيا لكونه خبيثا خبيسا في غاية الخبثاة والخساست لان
 يبركون فعل خبيث هي قوله ثم آتايكم انما ايش نهوا وكي جودنيا مين لواطت كرتاي كيكونه خبيث و خبيس استي كه

متصف بالحنث خبیث الا ان یتذکره الله بالتوبة النصوح الماحية لجميع الذنوب المحلل الثامن

وَالسَّبْعُونَ فِي بَيَانِ حُرْمَةِ شَرْبِ الْخَمْرِ وَبَيَانِ عَقُوبَتِهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

اور اسکی حقیت کا اوتام سکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور ہمیشہ پیٹا اور توبہ کی توفیقات میں نہ کوئی کمی تھی یہ حدیث

من صحاح المصابير رواه ابن عمر ومعناه ان من داوم على شرب الخمر فبات ولم ينب منها لا يدخل الجنة
مصابع كصح حديث ابن عمر بن الخطاب رضي الله عنهما في رواية عن النبي صلى الله عليه وسلم ان من شرب الخمر لم ينجس له ثوبه ولا ينجس له ثوبه ولا ينجس له ثوبه ولا ينجس له ثوبه

لا يشرب من خمرها لأن نوعا من شراب الخمر لقوله تعالى وانهم من خمر لذة الشاربين يعني ان في

منه انهارا من خمر البزيلة ليس فيها كراهة الطعم والريح ولا غائلة السكر والخمار ولما هي تلذذ محض

تین مہرہ دارشہ ابون کی ہیرن ہیں شوکانہ اور بو مکروہ ہی
اور نہ رنج نشہ اور خوار کا وہ راغزہ ہی مزی

لذذہ الشاربون فیس یدخل الحنہ لاندان یشرب منها ولا یکن محوہ أعینا فیکون عدم شربه

والی مزہ اور ڈانسی بہر جو جنت میں ہونیکا وہ بالفرد ہونیکا اوتی محروم ہرگز ہونیکا اب نہ ملتا شہر کا

ما لذیذہ عن عدم دحوہ و فیہا بسبب شرب الخمر فی الدنیا لان حرم الدنیا حرام بحسب نجاسہ علیہ لا یحل
 ہر کدیناکی شراب بیسی جنت میں نہ جادو لگا کیونکہ دنیا کی شراب حرام ناپاک مغلط ہی اوسکا نہیں حلال نہیں

بها ومن شرب منها طاعنا ولو قطرة يقام عليه الحد وهو ثمانون جلدة للحر نصفها للعبد فان لم يضرب
 اور حشمتی طب خطا کہ اگر ایک قطرہ بھی اس سے مراد جاری کی جائے گی یعنی اس سے قتل اور اس سے غلام کی اگر دیکھا تو نہ لگے گا

اور جو شخص طبیب خاطر اگرچہ ایک قطرہ پوری اوس پرہ جادو کی بجائی یعنی سی ذرہ
انادوی اور کبیر رتہ غلام کی از دیامین کہ گیتی

دنیا یضرب فی الآخرة بسایط من النار علی رؤس الاشهاد ویکفر عستجلا و یحرم بیعها و شرأؤها و اکل

اور جو شخص حال بھی وہ کہہ دے اور اس کا بھی اور خریدنا اور اس کا قیمت

اور ہم ہی اور ذی لوگ بر ملا بیٹنی اور بیچنی نہ پاویں اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ کم ولک کرایہ دینا شہر وں میں اور ہادی قریوں میں شراب

من جميع فيه الخمر مسلما كان او كافرا لا يجوز لانه اعانة على المعصية وقد قال الله تعالى وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان وما نقل عن ابي حنيفة انه سجد في السواد فراده بالسواد على

فردن کو مسلم بود و کافر جایز نہیں ہی اس واسطی کہ معصیت کی اعادہ ہی اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہی اور انہیں ذکر و تنبیہ کا کام ہی اور

ما صرح به العلماء سواد الكوفة لان غالب اهلها كان اهل الذمة واما سواد بلادنا فاعلام الاسلام فيها موافق لتصریح علماء کی گروہ کو کہ کاپی اس کی کہ اکثر باشندہ و ان کی ذمی تھی اور وہ روایت جو ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ سواد میں بیچنا یا گرایہ دینا جایز ہی سواد کی مراد سواد ہی

ظاهرة فلا يمتنعون فيها كما لا يمتنعون في الامصار وهو الصحيح وقد ذكر في نصنا الاجتهاد ان الاحتساب احرق

ظاہرہ فلا یمتنعون فیہا کما لا یمتنعون فی الامصار وهو الصحیح وقد ذکر فی نصنا الاجتہاد ان الاحتساب احرق

الحق المسمور لا يضمن اذا علم انه لا يزرع بدنه لتعينه طريقا للحسبة نعم ان اصحابنا لم يرو عنهم في

الحق المسمور لا یضمن اذا علم انه لا یزرع بدنه لتعینه طریقا للحسبة نعم ان اصحابنا لم یرو عنهم فی

احراق البيت شي وانما روي عنهم هدم البيت وكسر الدنان لكن ذكر في الفصل الثامن من كتاب الصلوة من

احراق البيت شی وانما روی عنهم ہدم البيت وكسر الدنان لكن ذکر فی الفصل الثامن من کتاب الصلوة من

المحيط انه عليه السلام قال لقد هممت ان امر بجلاد يصلي بالناس فانظر الى قوم يتخلفون عن الجماعة فاحرق

المحیط انه علیہ السلام قال لقد هممت ان امر بجلاد یصلی بالناس فانظر الى قوم یتخلفون عن الجماعة فاحرق

بيوتهم وهذا الخبر يدل على جواز احراق بيت من يتخلف عن الجماعة لان اهلهم على المعصية لا يجوز من الرسول لانه

بیوتہم وهذا الخبر يدل علی جواز احراق بیت من یتخلف عن الجماعة لان اهلہم علی المعصیۃ لا یجوز من الرسول لانه

معصية فاذا علم جواز احراق البيت على ترك السنة المؤكدة فما ظنك في احراق البيت على ترك الواجب

معصیۃ فاذا علم جواز احراق البيت علی ترک السنۃ المؤکدۃ فما ظنک فی احراق البيت علی ترک الواجب

الفرض قد ذكر في الباب الثلثين من شرح ادب القاضى المختص ان عمر خطب الناس يوما فقال بلغني ان في بيت

الفرض قد ذکر فی الباب الثلثین من شرح ادب القاضی المختص ان عمر خطب الناس یوما فقال بلغنی ان فی بیت

فلان وفلان مسكر افاني ابي بيوتهما فان كان حقا احرق بيوتهما وهما رجلان رجل من قريش ورجل من

منه سکر اور نر قاحسنا والمراد من السكر الخمس فقال كبراء الصحابة لو كان فيه خمر لم يتميز من الخمر الحسن
 اوسى الله لاوروزى خاصى اور سكرى شرب مرادى بڑی بڑی فہم صحابہ قایل ہوئے لگا کر شرب میں کچھ جو ہر ہوتی تھیں حسن ہی الگ کہیں ہوتی
 فتركها وحقى على غيرهم ان توصيف المعطوف بالحسن لا يخلو عن الدلالة على ان في المعطوف عليه قبحا ولم يتركوا
 سوا من تركى اور لوگوں پر یہ امر پوشیدہ نہ کیا کہ معطوف کی موضوع ہوتی میں خمر ہی یہ ہے وراثت ہی کہ معطوف علیہ میں کچھ نہ کچھ رائج ہی سوا و نہوں لی جینی چھپی
 ثم ان عمرو معاذ و نفا من الصحابة قالوا يا رسول الله افتنا في الخمر والميسر فان احدهما من هبة للعقل والاخر
 پھر عمرو اور معاذ اور کئی اور صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو شراب اور جوئی کا حکم بتاؤ بیشک ایک تو عقل کو دیتی ہے اور دوسرا مال تلف
 متلف المال فنزل قوله تعالى يستلونك عن الخمر والميسر قل فيما اثم كبير ومتلف للناس واثمهما اكبر من نفعهما
 کرتا ہی تہ یہ آیت آئی تجبی پوچھتی ہیں حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ دین گناہ بڑا ہی اور فائدہ ہی ہین لوگوں کو اور انکا گناہ فائدہ سی بڑا ہی اس آیت میں
 فانه تعالى لم يحرهما بل ذمهما ونبه بذلك على ان اجتنابهما اولى من اقتراهما لان الحكمة في الامور للاظرف فاستنم كثير
 بیشک اللہ تعالیٰ نے شراب حرام تو نہیں کی بلکہ وہاں جوئی اور اس سے آگاہ کیا کہ شراب ہی گناہ کی نسبت بدتر ہے کہ اولیٰ ہی پہلی کہ ہر کار میں حکم غالب ہے ہر نامی ہر بہت لوگوں کو
 منهم عنها فقالوا لا حاجة لنا فيما فيه التوكيد وقال بعضهم نأخذ نفعها ونترك اثمها فلم يستوعبها ثم ان عبد
 دونی یار آئی ہاں جوئی کی کچھ حاجت نہیں جس میں گناہ ہوتا ہو اور بعض لوگ کہنے لگی ہم انکا فائدہ حاصل کرتے ہیں اور گناہ ترک کرتے ہیں سود و فوسلی باز نہ آئی ہر عید
 الرحمن بن عوف صنع طعاما فدعا جماعة من الصحابة وانا هم فشر بواو سكر و او حضرت صلوة المغرب ففقدوا
 ہن عوف نے ضیافت کا کہا ناں کیا کہ ایک جماعت صحابہ کو طلب کیا اور شراب پیش کی پھر سب نے بی اور مت ہو گئی اور وہ میں مغرب کا وقت ہو گیا تو انہوں نے ایک کو
 احدهم فقرأ قل يا ايها الكافرون اعبدوا تعبدون منكم الى اخر السورة بعد ففكفزل قوله تعالى يا ايها الذين امنوا
 امام کیا آؤی اسطور پڑھ کر قل يا ايها الكافرون اعبدوا تعبدون منكم الى اخر سورة تک یہی طرح لفظ لا کا شہرٹا پھر یہ آیت اور تری ای ایمان والو
 لا تقربوا الصلوة وانتم سكرى فهذه الآية اشد من الاولى لانه تعالى حرم فيها السكر في مواقيت الصلوة لان مرجع
 نزدیک ہونا نہ کی جب ٹکونٹہ ہو یہ آیت پہلی آیت سے تیز ہی اسلی کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اوقات نماز میں شرع حرام کر دیا اسلی کہ کمال
 النهي ليس هو المقيد مع بقاء القيد مرخصا بحاله بل مرجع التحي انما هو القيد مع بقاء المقيد لازما بحاله
 ہی کامقید نہیں ہی اگر قید جن کی قون رخص ہی بلکہ کال ہی کا وہ قید ہی مقید سمیت لازم بحال
 لان الصلوة كانت على المؤمنين كتبوا موقوتا فكانه تعالى قال يا ايها الذين امنوا لا تسكروا في اوقات الصلوة فنزل
 کیونکہ نماز مسلمانوں پر فرض وقت بند ہی ہوتی ہی تو گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ای ایمان والو نماز کی وقت نشہ مت کھاؤ
 اکثرهم شرها فشرها اقلهم في غير اوقات الصلوة فمنهم من كان يشربها بعد صلوة العشاء فيصبر وقد نزل عنه
 شراب پینا ترک کیا اور کچھ لوگ سوا ہی اوقات نماز کی پیتی رہی پھر بعضی ایسی ہی کہ نماز کے بعد پیتی صبح ہوئی تک نہ اور تر جاتا
 السكر ومنهم من كان يشربها بعد صلوة الصبح فيصبر عند مجيء وقت الظهر فخلا اكثر اوقاتهم عن الشرب فنه قل
 اور بعضی صبح کی نماز کی بعد پیتی تو وہ ظہر کی وقت تک بھوشیا ہو جاتی سوا و کلا اکثر وقت شراب ہی صاف جاتا تھا اس میں دشواری
 نقلهم الى التبريد المطلق ثم ان عتبان بن مالك دعا رجلا من المسلمين وبتوا لهم اس بعير فاكلوا وشرابوا الخمر
 حرمت مطلقہ کی ادبیر سہلی ہو گئی پھر عتبان بن مالک نے کئی شخص مسلمان بلا کر اونکی ہی اونٹ کی سری ہوتی پھر انہوں نے سہانا کھایا اور شراب پی
 فلما سكروا تفاخروا وتناشدوا الاشعار وكان فيهم سعد بن ابى وقاص فالتشد شعرا فيه هجاء الانصار فاخذ رجل
 جب مت ہوئی اپنی اپنی شیعہ کرتی گئی اور شراب میں مشرور ہوئی اس جماعت میں سعد بن ابی وقاص ہی تھی انہوں نے انصار کی ہجو کی شہرٹ میں مشرور ہوئی پھر ایک شخص
 منهم لحن البعير فضر به من اس سعد فشنه موضعه فانطلق سعد الى رسول الله عليه السلام فشكى اليه وكان
 اونچن ہی اونٹ کا بجز الیکر سعد کی سر پر چڑا کر سکرل گیا پھر سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آکر فریاد کی اور

حرام وكذلك ما هو مسكر من كل شراب سواء كان مما يتخذ من الحبوب كالخنة والشعير والذرة أو من الإبلان
سجلم ہی اور ایسی ہی ہر ایک شراب میں سی جو مسکر ہو یا ہر ایک کو نہ سی بنی ہو جیسی کہ بکیر اور جو اور جو اور دودہ

والعسل والبنین وعند أبي حنيفة وأبي يوسف يحل شربه ما لم يسكر وإذا سكر الشارب لا يحل شربه حتى قال أبو
اور شہد اور انجیر سے اولہ ام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی نزدیک جب تک نہ لای پیٹا حولی اور جب پیٹی وایکو مست کردی تو چنانچہ انہیں

الليث في التنبية الشارب المطبوخ اعظم ذنبا واشما من شارب الخمر لأن شارب الخمر مقربا له شرب الخمر الحرام فيصير
الليث تنبيه من كتبای کہ مطبوخ کا پیٹی والا بڑا گھبر ہی شراب پیٹی والی سی اسکی نہ شرب پیٹی والا قاتل ہے کہ سنی شراب حرام ہی اسودہ فاسق

فاسقا وشارب المطبوخ يشرب المسكر ویراه حلالا وقال جمع المسلمين على ان شرب المسكر حرام وإذا استحل ما هو
ہر تہی اور مطبوخ پیٹی والا مسکر پیٹی ہی اور حلال جانتا ہی اور مسلمان سہر سب متفق ہیں کہ مسکر کا پیٹا حرام ہی اور جب حرام والا جمع کو حلال سمجھتی تو

حرام بالإجماع يصير كافرا وشرب المطبوخ ما لم يسكر إنما يحل إذا لم يقصد به الهم وهو الطريق ما إذا قصد به الهم
کافر ہر تہی اور مطبوخ غیر مسکر کا پیٹا جیسی تک حلال ہی کہ اس سی ہو اور طرب مقصود نہ ہو اور اگر نیت ہو اور

الطرب فلا يحل شربه حتى سئل عنه أبو حفص الكبير فقال لا يحل شربه فقل له خلفت الشيخين فقال لا لها
طرب کی پیڑیں تو حلال نہیں ہیں یہ بیان تک ابو حفص کبیر سے پوچھا تو کہا اور مسکا پیٹا حلال نہیں ہی کہ سنی کیا شیخین کی خلاف کرتی ہو جواب دیا نہیں اسکی کوہ وہ

كانا نجد أنه لا سترع الطعام والناس في زماننا يشربونه للفجر والتأني فاعلم من هذا ان الخمر فيما قصد به التقوى
ہم طعام کی لٹی حلال کہتی تھی اور مسلمانہ کی لوگ مجھ اور ابو کی لٹی پیٹی ہیں اس سی معلوم ہوا کہ خلاف اس صورت میں ہی کہ مقصود عبادت کی قوت ہو

على العبادة وأما إذا قصد به التلذذ فلا يحل اتفاقا بل إذا شرب الماء وغيره من المباحات بل هو وطرب على هيئة
اور اگر صرف مقصود ہو تو اتفاقا حلال نہیں بلکہ اگر بانی وغیرہ مباحات ہو اور طرب سی فاسقون کی وضع پر پیڑی

الفسقة حرمة أيضا المجلس التاسع والسبعون في بيان حرمة الغلول ووجوب التقسيم بين
الغنائم كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إذا غلبتكم وأياكم والغلول فانه على
۳ یہ ہی حرام ہی اناسی مجلس میں بیان غنیمت کی چوری کی حرمت کا اور تقسیم واجب ہو چکا غنائم میں

الغنائم كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إذا غلبتكم وأياكم والغلول فانه على
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی تھی اگر دیکھو کہ دیکھو سوئی اور دیکھو اگر دیکھو غنیمت کی چوری قیامت کی دن

اهل يوم القيامة هذا الحديث من حسان المصابير رآه عبادة بن الصامت والمراد من الغلول الغنينة في
غلول کرنا اور یہ حدیث صحیح کی حدیث صحیح میں ہی عبادة بن صامت کی روایت سی اور اور غلول ہی غنیمت کی

الغنيمة فما أخذ من الكفار عنوة وهي لم تكن حلالا لا لهم المال فتلك لله تعالى تفضل هذه الأمانة فجعلها
غنیمت ہی اور غنیمت وہ مال ہی جو غالب ہو کر کفار سے چھین لیں اور غنیمت پہلی امتوں کو حلال نہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ فی اس امت پر اپنا فضل کر کے انکو غنیمت

حلالا لهم حيث قال فكلوا مما غنمت حلالا طيبا وحكمها بعد اخراجها الى دار الاسلام يجمع ما في أيك الفقرة
حلال کر دی ہی چنانچہ فرمایا ہی سو کہا اور غنیمت لاؤ حلال ستہری اور غنیمت کا حکم جب دار الاسلام میں لی آئیں تو یہ ہی کہ جو غزوات کی پاس ہو ہی سیکھ

حتى ما فضل من مأكلم ومعالقهم سوى النفل فسياتي بيان انه ثم يخرج منها الخس البقي والمسكين وابن السبيل ثم
جس کرین یہاں تک کہ جو کہا کہ اور وہ اب کی پاس سی ہی پھر ہی پھر تنفیض یعنی عطا کر دے کہ کس کا بلکہ اب انکی ہی ہر دو میں سی پانچون حصہ اور سنی تین اور سیکون اور

يقسم باقيها بين الغنائم فيعطى للراجل سهم وللغارس سهمان عند أبي حنيفة وعند غيره يعطى للغارس ثلثة
تک کہ چھ پانچ غنائم میں یعنی لشکر یا نٹ دین اب امام ابو حنیفہ کی نزدیک یہ حصہ ہر حصہ اور سوا کی اور سنی تین حصہ اور سیکون اور

اسهم وليس للإمام على ما ذكر في فتاوى قاضيه ان يقسم الغنائم في دار الحرب قبل اخراجها الى دار الاسلام الا
اور موافق مذکور فتویٰ قاضی خان کی امام کو یہ اختیار نہیں ہی کہ غنائم کو دار الحرب کی اندر دار الاسلام میں لانی سے پہلے تقسیم کر دی دن

تو چنانچہ انہیں

فرمائی

ان یقتل بلدة من بلاد اهل الحرب ویقسم الغنائم فیها ثم یجوز قسمته لان لما اقتحمنا صارت تلك البقعة من
 اکر کوئی شہر اہل حرب کی شہرہ میں سے فتح کر کر اوس میں غنائم تقسیم کر دی تو اب تقسیم جائز ہی کیونکہ جب امام فی شہر فتح کر لیا تو وہ جگہ دارالاسلام کی ہو گئی
 دارالاسلام فیجوز قسمه الغنائم فیها هذا حکم الشرع فی الغنیمۃ لکن فی هذا الزمان قد نزلت هذه الحکم
 پھر اوس میں قسمت غنائم کی جائز ہی غنیمت میں شرع کا تو یہ حکم ہی
 لیکن اس زمانہ میں یہ حکم چھوٹ چھوٹ کر ایسا ہو گیا ہی
 وجعل الشريعة المنسوخة حیث لا یقسم الغنائم بین الغامین ولا ینخرج حصہا لان العادة فی هذا الزمان
 جیسی دین منسوخ کیونکہ نہ تو غنائم لشکر پہ بنتی ہیں اور نہ اوس میں سے کسی شخص تک لایا ہی کیونکہ اس زمانہ میں یہ عادت ہی
 ان العسکر اذا دخلوا دار الحرب وغلبوا علی الکفار یتقربون اموالهم فیاخذ بعضهم شیئا کثیرا وبعضهم
 کہ جب لشکر دارالحرب میں جا کر کفار پر غالب آتا ہی اور ان کو کمال لوثتی ہیں تو کوئی تو بہت کچھ لیتا ہی او کوئی تو بھلا
 شیئا قلیلا وبعضهم لا یأخذ شیئا بل یبقی محروما ثم یتفرقون علی تلك الحالة بلا قسمة بینهم ولا اخراج الخمس
 اور کیونکہ کچھ نہیں ملتا بلکہ محروم رہ جاتا ہی پھر ایسی ہی اور اور ہر ہر جاتی ہیں اور ان میں قسمت نہیں ہوتی اور نہ خمس نکلتا ہی
 وهذا هو الغلول الذی ورد من الشارع وعبادات شديدة فی احادیث کثیرة منها ما روى عن ابی ہریرۃ ان
 اور یہ ہی غلول ہی جس میں شارع فی بہت حدیثوں میں سخت سخت وعبید فرمائی ہیں ایک یہ ہی جو ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ
 رجلا اهدى الرسول الله صلى الله علیه وسلم خلا ما یقال له ودمع فبینما هو یخطو دخلا الرسول الله صلى الله
 ایک شخص غلام واطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر یہ پہنچا اسکا نام دمع تھا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ او تار رہا تھا
 علیہ وسلم اذا صابه سهم من عدو فقتله فقال الناس هینا له الجنة فقال رسول الله علیه السلام کلا
 ناگاہ دشمن کی طرف سے اس کی تیر آگیا اور اس کو مار ڈالا سو لوگ بولی اس کو جنت مبارک ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا ہرگز نہیں
 والذی نفسی بیدک ان الشملۃ التي اخذها یوم خیبر من المغانم لم یصیبها القاسم لتشتعل علیہ نار فلما
 قسم ہی اوس ذات کی کہ میری جان اس کی قبضہ میں ہی وہ کلی جو خیبر کی دن تقسیم ہی پہلی غنیمت میں سے پہلی ہی آگ کا شعلہ ہو گا ہی جب
 سمع الناس فکفر عوا فجاء رجل بشرک او شرکین فقال اصبت هذا یوم خیبر فقال رسول الله صلى
 یہ لوگوں کی سننا تو کانپ اٹھی پھر ایک شخص ایک شعلہ پویش کا یا دوتھی یا عرض کیا یہ خیبر کی دن یعنی تھی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السلام
 الله علیه وسلم من نار شرک او شرکان من نار وھما ما روى عن زید بن خالد ان رجلا من صحاب النبی علیہ
 فرمایا آگ کا ایک شعلہ ہی یا دوتھی آگ کی ہیں اساطیر حدیثوں میں سے ایک یہ ہی جو زید بن خالد سے روایت ہی کہ ایک صحابی نے
 فزنی یوم خیبر فذكر ذلك لرسول الله صلى الله علیه وسلم فقال صلوا علی صاحبکم فتغیر وجہ الناس فقال ان
 خیبر کی روز وفات پائی سو یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی آپ فی فرمایا اپنی یا پر تم ہی غائب ہو یہ ستر لوگوں کی چیرہ ہل گئی پھر فرمایا
 صاحبکم قد غل فی سبیل الله ففلت شئنا متاعه فوجدنا خرا من خرب یہود لا یساوی درھمین وھما ما روى
 تمہارا یا رب فی غنیمت میں خیانت کی ہی سمجھنی اس کی اسباب میں ڈھونڈنا تو ایک مہرہ یہود کی مہروں میں سے پایا دو درم کا ہی نہیں تھا اور ایک یہودی
 عن عبد الله بن عمر وانه علیه السلام کان اذا اصاب غنیمۃ اھرب لئلا ینادی فی الناس فیجمعون بغنائمهم فنجسہ
 جو عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام بروقت حصول غنیمت کی بھلا کو فرما دیتی وہ لوگوں میں پکار دیتا وہ اپنی اپنی غنیمت لاکر جمع کر دیتی پھر آپ خمس نکال کر
 ویقسم ثم فجاء رجل بعد ذلك بزماد من شعر فقال هذا فیما اصابنا من الغنیمۃ فقال النبی علیہ السلام سمعت
 تقیم کر دیتی پھر ایک شخص نے تقسیم کی ایک روز بانوں کی رسی لیکر آیا اور عرض کیا غنیمت میں سے یہ تھی پس نبی علیہ السلام فی فرمایا کہ تو فی ہلال کو
 لئلا ینادی ثلثا قال نعم قال فما منعک ان تجئ بہ فاعندہ فقال کن انت الذی تجئ بہ یوم القیمۃ قلن اقبل
 اور تو دیتی سننا متاع عرض کیا ان فرمایا پھر تو کیوں نہ لایا اوشی کچھ عذر کیا پھر فرمایا تو ہی کہہ قیامت کی روز لیکر آنا میں تجھے نہیں لیتا

وانما استعمل النبي عليه السلام من اخذ الزمام لانه كان فيه لجميع الغنائم شركة وقد تفرقوا ولم يكن ايصال
 اور پي عليه السلام في ده رسي اسوا سطي شلي كراوين تمام لشكر كى شركت تهي وه سب اور اور هر هو گي تهي اور هر يك كى
 نصيب كل واحد منهم من ذلك الزمام الى صاحبه فتركه في يده ليكون اثمه عليه لانه هو الغاصب
 حصه او سى بن سى حصه داركو بهي ناسمك نين تها اور او سبي كى پاس اسلى رسي دي كرا و كرا نه او سى پر سى كيو نكه وه سى غاصب تها
 فعلى هذا ما اخذه غزاة زماننا من الغنائم بلا قسم ولا اخراج الخمس لا يهل لاحد منهم ان ياكل منها لان
 ان روايت كى موافق بارى نه لشكر كى غزى جو غنايم بلا قسم ليلى تهي اور خمس بهي نين نكالتى تو و كراوين سى كهان حلال نين سى كيو نكه
 اخذهم لم يكن على طريق الشرع ومع هذا قسم كثير منهم يقولون لقد حصلنا من اهل الحرب مال هو حلال
 او نكه قبضه شرع كى موافق نين سى شير سنى من آتاي كرا كرايون كيتي نين سنى كفار كا ايسا حلال مال حاصل كيا سى
 لنا من المال الموروث من ابائنا وامهاتنا ولا يعرف هؤلاء المغرورون انهم اخذوه على طريق الشرع فلا يكون حلالا
 كرويسا باب كى ميراث كا بهي نين تها اور ان مغرور لوكون كوي به خبر نين سى كهون في خلاف شرع ليلى سى هر حال كيو نكر هو كا
 ان فيه حق الفريقين من المستحقين احدهما اليتم والسكين وابن السبيل لان الخمس حقهم وهو باق فيه والثاني
 كيو نكه اسين حق دونو فريق مستحق كلهم كى يك فريق تو شيم او مسكين اور مسافر بهي اسلى كى خمس نين كا حق سى كروه او سى باقى سى اور دوسر فريق
 الغزاة الذين كانوا معهم لان الباقي بعد الخمس حقهم وهو باق فيه لم يقسم بينهم على طريق الشرع فكيف يكون حلالا
 وه غزى بهي جو ادى كى همراه تهي سلك كرا خمس نك كرا جو سى اسين او نكه بهي حق سى وه او سى باقى سى كه بطور شرع انين تقسيم نين هوا هر حال كيو نكر هو كا
 بل لو كان الماخوذ جارية لا يجزى للاخذ على هذا الوجه ان يتصرف فيها لكونها مشتركة مستحقة البعض ولو
 بكم سطر كى كى هو كى اكر لو تهي هو سى تو شين واليكو اصلا تصرف جاز نين هو كا كيو نكه وه مشترك سى كچه اسكا حق سى كچه
 بعد اخراج خمسها ببقاء حق باقى الغزاة فيها ولا خلاف ان الجارية المشتركة يحرم طمها على جميع الشركاء ولا فرق
 خمس نكل چكا هو كيو نكه حق لشكر كا اسين باقى ريتاي اور اسين كيو نكه خلاف نين سى كرا مشترك لو تهي سى تمام شكا كيو طى حرام سى اور حرمت نين
 في الحرمة بين من قل نصيبه او كثر وقد اتفقوا على ان احدا من الغنائم لا يجزى له ان يطء جارية من السبي قبل القسمة
 اسى كچه فرق نين تها كه حصه تها او سب تها اور سب سب متفق نين كرا كرا سى كيو جاز نين سى ك قيديون نين سى لو تهي كوست سى سبي طى كرى
 واختلفوا فيما يجب عليه اذا وطئها فقال مالك لا يجد لانه نراين وقال ابو حنيفة لا حد عليه بل عليه عقوبة
 اور سبن اختلاف سى كروا طى به كيا لازم آتاي اكر طى كرى سوا هم مالك كيتي نين حد آتاي كى كيو نكه نه سى اور ابو حنيفة كيتي نين او سب سبن سى بلكه او سب رها سى
 وان حصل منها ولد فهو مملوك يرد الى الغنمة فاذا كان لامر كذلك يخاف على من يقتل الكافر نكفرة
 اور اكر بهي جنى توه غلام سى غنمت من شاكل كيا جاوى جب حال بهي تو خوف نه سى او سب هر كا فر كو كرا سب نك كرا سى ايسا نهر
 ان يكفر هو بنفسه باستحلال الغنائم الغير المقسومة والمغروجه المشتركة شعير
 كروه آپ كا فر بر جاوى غنائم بلا تقسيم كروا فروج مشتركة كو حلال سمجه كروا فساد
 هذا الفساد الى كل من يملك منهم الجوارى وغيرها وهذا داء عضال عسير الزوال لان
 اگ كو چل كا جو شخص كروا يان وغيره او سى خبر يكا بهر بڑا سخت مرض سى اسكا جانا دشواري كيو نكه
 اكثر الاجناد في هذا الزمان نبذوا احكام الاسلام وراء ظهورهم كانه
 اس زمانه كى اكثر لشكر يون في احكام اسلامى پير پشت ژاندى نين گوياء كروا اولو
 لم يكلفوا بها فلا يبالون بما فعلوا فكيف يمكن العلاج بر جمع ما في ايديهم من الغنائم
 كچه حكم هوا سى نين سو جو كرا نين او كى كچه پروا نين سى بهر اسكا كيا علاج كه جو غنائم او كى قبضه نين سى كهان سى جمع كرين

ساقط بقي ثلثة اصناف وهم اليتمى والمساكين وابن السبيل لان فقراء ذوى القربى يندخلون فيهم
 اسبوعين من ابين قسم باقى سبوعين يتيمى من اور مساكين اور مسافر

ويقدمون عليهم ومن اغنياءهم والثلث ما يؤخذ من خراج الارض وجزية الرؤس وما هدى الى الامام
 اور او شهر مقدم من معنى لوگ داخل نہیں ہیں اور تيسر ابيت المال وہ ہى جو زمینوں کا محصول حاصل ہوتا ہى اور چوتھا ہى سربى کا اور امام کو چاہے حرباً
 من اهل الحرب ما يخذ العاشر من اهل الذمة والمستامن فيصرف الى مصالح المسلمين من سد الثغور
 ديون اور جو کہ عاشر ذى اور مستامن تاجروں ہى سربى سب مسلمانوں کی مصالح میں خرچ میں آویگا یعنی راہ آمد رفتی رکنا

وعامة الرباطات والجسور وحفرانها العامة وارفاق العلماء النافعين والقضاة العادلين والفرقة
 اور خاقانوں کی تیارى اور ہل بنائى اور عام نهرين کہدوانى اور علماء دفع صان اور عادل قاضیوں کی اور خازنوں

والمحتسبين والكرابىة المقتطة وتركه الميت الذى لا وارث له فيصرف الى معالجة المرضى وادويتهم واطعمتهم
 اور محتسبوں کی مشاہرہ اور چوتھا بیت المال پایا ہوا مال اور لا وارث میت کا ترکہ یہ خرچ ہوگا بیماروں کی علاج اور ادویات اور کھانے میں

واكفان الموقى ونفقة اللقيط ومن هو عاجز عن الكسب فعلى الامام ان ينظر في هذه الاموال ويضعها موضعها
 اور مردوں کی كفول میں اور لا وارث بچوں اور کما ہى عاجزوں کی نفقہ میں سوا امام کو لازم ہى کہ ان تمام مالوں کو غور کرے الگ الگ جگہیں سرکہ

فان الشارح قدس لها المصارف وجعل لكل مال قوماً فان تعدى فيه وصرفه الى غير واثقه ولذاته يكون من
 کیونکہ شارح انکا مصرف مقرر کر چکا ہى اور ہر یک مال کی لى حق دار ہر دو ہا ہى ہر جو کوئى امین تعدی کرے اپنی ہوا اور ہوس اور لذت میں صرف کر دے

الخاسر من لانه تعالى لم يوكله على المسلمين ليكون رئيسا اكلا لشار باعستريجا بل لينصر الدين ويرفع فساد الفلسف
 ہوہ ہر دو ٹوٹى والا ہى کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دالى مسلمانوں کو اسے نہیں کیا کہ سردار ہو کر کھاوے پیوے چین اور دوى بلکہ اسے کی دین کی مدد اور رفع فساد فلسفہ

وينظر الى العلماء والفقراء وسائر المستحقين وينظم منازلهم ويعطيهم كفايتهم من بيت المال الذى هو امانتنا
 اور صلہ اور فقراء اور تمام حق داروں پر شفقت رکھى اور انکی مراتب میں فرق کرے اور انکو بقدر کفايت بیت المال میں سے جو اسکی پاس مانت ہى عطا کرے

عنده ليس له فيه الا كواحد منهم اذ قد ذكر في التجنيس ان الواجب على الائمة والسلاطين والولاة ان يصرفوا هذه
 اور امام کا دین ہى انتہا ہى حق ہى جتنا کسی ایک کا دین ہى اسوا سطحی کہ تجنیس میں مذکور ہى کہ اماموں اور سلاطین اور والیوں پر یہ واجب ہى کہ یہ حقوق

الحقوق الى ابائهم ولا يحبسونها عنهم وان قصروا فيه فوباله عليهم يستلون عنه يوم القيمة وذكر في الجمع
 حق داروں کو کھینچ دین اور کسی نہ کہیں اور اگر اس میں کچھ قصور کرے تو اسکا وبال اسکی اوپر ہى قیامت کی دن آکے ہر جہہ ہوگی اور شرح جمع میں مذکور ہى

ان الواجب على الامراء ان يجعلوا لكل نوع من تلك الاموال بيتا على حدة ويصرفوا كل منها الى مصرفه ولو اخذوا منها لغيره
 کہ امام پر واجب ہى کہ ہر قسم کی بیت المال کی لى مکان جدا جدا بنائى اور ہر قسم کی خزانہ کو اسکی مصرف پر خرچ کرے اور اگر امام اس میں سے کچھ لے لى

اکثر مما يكفيهم او خلطوها او صرفوها الى غير المصارف ولم يراعوها يكونون من الظالمين وقال الزيلعي وعلى الامام ان
 قدر کفايت ہى زیادہ لیں یا او کو ملا جو کہ لى محل صرف کر دین اور رعایت نہ کریں تو وہ ظالم ہوں گے اور زیلعی کہتا ہى اور امام کو لازم ہى

يجعل لكل نوع من هذه الانواع بيتا يخصصه ولا يخلط بعضه ببعض لان لكل نوع حكما يختص به وان لم يكن في بعضها
 کہ ہر قسم کی خزانہ کی واسطی خاص خاص مکان تیار کرے اور ایک دوسرے میں نہ ملاوے کیونکہ ہر خزانہ کا جدا خاص حکم ہى اور اگر اتفاقا کسی ایک خزانہ میں

شئ فلا امام ان يستقرض عليه من النوع الاخر ويصرف على اهل ذلك النوع ثم اذا حصل من ذلك النوع شئ برده
 کچھ فی قری تمام کو اختیار نہ ہى کہ اس خزانہ پر دوسرے خزانہ سے قرض لیکر مقدروض خزانہ کی حق داروں پر صرف کر دے ہر جب اس خزانہ میں مال آجائے تو اس

في المستقرض منه الا ان يكون المصروف من الصدقات او من خمس الغنائم على اهل الخراج وهم فقراء فانه لا يرد فيه
 خزانہ مستقرض نہ ہى ہو اگر دى مگر اس صورت میں کہ مصرف صدقات سے یا خمس غنائم سے اہل خراج پر ہو دى اور وہ لوگ فقیر ہوں تو اب کچھ نہ ہر

مذکورہ

مذکورہ

شیئا لانهم يستحقون بالفقر حكمة في غيره اذا صرفه الى المستحق فيجب على الامام ان يثق بالله تعالى ويصرفه الى
 المستحق كما تفكر في حجة من حق دلتی وادبسی ہی اور خزانہ میں اگر حق دار پر خرچ ہو یا اور امام پر واجب ہی کہ اللہ ہی دہی اور ہر مستحق کو
 کل مستحق قدر حاجتہ من غیر زیادۃ وان قصر فی ذلك کان اللہ تعالیٰ علیہ حبیباً و ذکر فی الحیطان الامام ان
 بقدر حاجت دیدہ کی زیادہ نہ دے اور اگر امین قصور کر گیا تو اسے اس پر حساب لینی والا ہی اور حیطہ میں مذکور ہی کہ امام اگر بیت المال
 استقرض علی مال بیت الصدقات من بیت مال الخراج و صرف فی الفقراء لا یصیر قرضاً علیہم لان الخراج لہ حکم
 صدقات ہے بیت المال خراج ہی قرض لیکر فقراء پر صرف کردی تو قرض نہیں ہوتا اسلی کہ خراج کو حکم
 الفی والغنیمة والفقراء فیہ حظ وانما لا یعطی لهم لاستغنائهم بالصدقات فاذا احتاجوا الیہ یصرف الیہم قلی الاما
 فی اور غنیمت کا ہی اور فقراء کا اس میں حصہ ہوتا ہی اور ان کو دینی اسکا نہیں کہ صدقات کی حجت ہی مستغنی ہوتی ہیں جب ان کو اور ہر احتیاج ہی تو دنیا کا کام
 ان یتقی اللہ فی صرفہ هذه الاموال الى مصادفہا فی ایصال هذه الحقوق الى اربابہا علی ما یری من تفصیل ونسبویۃ
 لازم ہی کہ اللہ ہی شہد ان اموال کو اسکی حق داروں پر صرف کرے اور یہ حقوق حق داروں کو پہنچاوی جیسا نیک سمجھی کم دینا کہ یا برابر برابر
 من غیر ان یمیل فی ذلك الى الهوی ولا یحبسہا عنہم ولا یجعل لهم الا قدر ما لیکفیہم ویکفی عوانہم بالمعروف وان قصر
 اس میں ان کی طرف داری نہ کری اور ان کو حق داروں سے روک نہ کری اور ان کا اتنا ہی مقرر کرے جو ان کو اور انکی حد کاروں کو دستور کی موافق کفایت کرے اور اگر
 فی ذلك وقعد عنہم کان اللہ علیہ حبیباً فقد ظهر من هذا ان السلطان لیس فی یدہ من بیت المال ملک الہ بل
 امین قصور کر کی شہد ہی کہ اللہ تعالیٰ اس پر حساب لینی والا ہی اس ہی معلوم ہو کہ جو سلطان کی قبضہ میں ہوتا ہی خزانہ بیت المال کا اسکی ملک نہیں ہوتا بلکہ
 هومانة عندہ یجب علیہ ان یصرف الی مصادفہ لکن لما کان هو ایضاً من المصارف جازلہ ان یاخذ من مال الخراج
 اسکی پاس امانت ہوتا ہی اس پر واجب ہی کہ ان کو مصادف مقرر ہی پر خرچ کرے لیکن چونکہ سلطان ہی مصادف میں داخل ہی تو ان کو جائز ہی کہ خرچ کی مل میں سے فقط
 قدر کفایتہ فقط لا غیر ولو اخذ اکثر من قدر کفایتہ و صرفہ الی مالک اصطفیٰ ہا و زینہا با انواع الملابس المحرمة
 بقدر کفایت لیل زیادہ نہیں اور اگر قدر کفایت ہی تعداد لیگر اپنی محبوب غلاموں پر صرف کرے اور ان کو اچھی کپڑی چوہنی حرام میں پہنا اور اجاکر
 وافتر بقیام ما بین یدہ بہ یكون من الخاشین وقد روی انه علیہ السلام قال من سرہ ان یمثلہ الرجال قیاماً
 عزت کی واسطی سامنی کھڑا رہی تخت والوں میں ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جیکو پند آوی کہ اسکی آگے آدمی تصویر کی طرح کھڑی رہیں
 فلیتوا مقعداً من النار ثم ینبغی ان یعلم ان من له عطاء من بیت المال ان کان من المصارف یجوز لہ ان یصرف
 تو اپنا بھی نہ دوزخ میں کرے پہر جان رکھو کہ جسکی لئی بیت المال میں ہی روزینہ مقرر ہو اگر وہ شخص مصادف میں داخل ہی تو ان کو جائز ہی کہ اپنی کام میں لاوی
 الی مصالحہ وان لم یکن من المصارف لا یجوز لہ ان یصرف الی مصالحہ بل یلزمہ ان یتصدق بہ الی الفقراء و اذا
 اور اگر مصادف میں نہیں ہی تو ان کو جائز نہیں ہی کہ وہ روزینہ اپنی کام میں لگاوی بلکہ ان کو لازم ہی کہ فقراء کو خیرات دیدی اور اگر
 مات لا یرث عنہ بل یصیر محلولاً للسلطان او نائبہ ان یقر فیہ من کان من المصارف وان قور فیہ من
 چھوڑ کر لگا تو وہ ورثت میں نہیں آوے گا بلکہ فقراء کو محلول ہو گا سلطان یا اسکی نائب کو لازم ہی کہ اسکی جگہ لے لی کو مقرر کردی جو مصادف میں داخل ہو اور اگر اللہ تعالیٰ
 لیس من المصارف یجب علیہ ان یخرجه ویقر فیہ من هو من المصارف وان لم یفعل یكون اثماً بوجہ ان کما ذکر فی البرزانیۃ
 اسکی مقرر کردی جو مصادف میں نہیں ہی تو اس پر واجب ہی کہ ان کو موقوف کرے اور ادبسی کی قائم کرے مصادف میں اگر نہیں کر گیا تو دو وجہ سے گنہگار ہو گا چنانچہ بزرگزمین مذکور
 ان من له عطاء فی الدیوان ان مات عن ابنین فاصطحا ان یکتب فی الدیوان اسم احدهما ویلخص العطاء ولا یكون
 کہ جسکی لئی روزینہ کچھ میں مقرر ہو دی اگر وہ دو بیٹی چھوڑ کر مر جاوی تو وہ دونوں صلح کر لیں کہ دفتر میں ایک کی نام پر کھارے ہی وہ ہی روزینہ دیا کرے اور
 للآخر شئی من العطاء وبذلک لیس کان له العطاء مالم یعلموا فالصلح باطل ویر بدل الصلح والعطاء للذی جعل الامام
 اور سارا روزینہ ہی محرم اور وہ روزینہ لینی والا کچھ مال متعین اس کو دیدہ یا کرے تو یہ صلح باطل ہی اور بدل صلح کا یعنی وہ مال ہٹا دیا جاوے گا اور وہ روزینہ ہی

[illegible]

الرشاد والصلاح وهذه القرون قرون الفسق والفساد ليس الا بركة لاجراء الشرع في تلك القرون وشأن من احداث
اور صلاح کی تھی اور یہ زمانہ فسق اور فساد کا ہی تو یہ نہیں ہی مگر بسبب برکت اجرا شرع کی اوس عہد میں اور بسبب غوغاست پیدا کرنی

العرف الضعيف في هذه القرون اذ في هذه القرون كثرة اولاد الرزائل بسبب كراهة اهل العرف اهل كل بلدة واهل كل قرية
نکلی عرف کی اس عہد میں کیونکہ اس زمانہ میں حرام کی اولاد بہت ہو گئی ہی اسلیٰ کہ اہل عرف ہر ایک شہر پر اور ہر ایک کانو پر

في كل سنة بل في كل شهر من اهل الحلف بالطلاق في انواع القضاء فيلزم الحديث بالضرورة وهذا السبب كثر
سال سال بلکہ ماہ ماہ کی کئی بار دور اور ظلم ہی ہر ایک قضیہ میں طلاق کی قسمین دلاتی ہی ہر قسم کا ٹوٹنا بالضرورت لازم آجاتا ہی اس سبب ہی

اولاد الرزائل في هذه الزمان واشتغلوا بالزواني والتبليس وانواع الفساد اذ لا يصدر من الذوات الخبيثة
اس زمانہ میں حرام کی اولاد بہت ہو گئی اور کرا اور طریب اور طرح طرح کی فساد کرنی لگی کیونکہ بدذات آدمی ہی سوا بدذاتی کی

الاخلاق الخبيثة فان قيل العقوبة المتجاوزة عما عينه الشرع قد صدرت عن السلف وذكر في الكتب المتعبر
اور کیا ہوتی ہی یہ اگر کوئی کہی کہ ایسی عقوبت جو شرع کی حد میں ہی بڑھ جاویں بیشک سلف ہی ہی عمل میں آئی ہی اور معتبر کتابوں میں مذکور ہی

انها مخجلة على السياسة فلم لا يجوز ان يكون العرف المذکور مخجلا على السياسة ايضا فالجواب ان السياسة علو
کہ وہ عقوبت سیاست پر محمول ہی کیوں نہیں جائز کہ یہ عرف مذکور ہی سیاست پر محمول ہووی سوا کا جواب یہ ہی کہ سیاست

ما ذكر في معين الحكام نوعان احدهما ظلمة والاخرى عادلة اما الظلمة فالشرع يحرمها ويحكم بعدم جوازها
موافق مضمون معین الحکام کی دو قسم کی ہی ایک تو ظالم ہی اور دوسری عادلہ ظالم کو تو شرع ہی حرام اور مطلق نا جائز رکھا ہی

والعرف المذکور عتيها وبسببها ينفتح ابواب المظالم الشنيعة ويؤخذ بالاهوال ويسفك الدماء بغير الشريعة واما
اور یہ عرف مذکور عینہ وہ ہی ہی اور یہی کی سبب ہی ظلم شیع کی دروازہ کھل جاتی ہیں اور مال چھینتے ہیں اور غلام شرع خونیزی ہوتی ہی اور یہی

العدالة فالشرع يوجب المصير اليها والاعتماد عليها وهي ما ذكر في العناية تغليب جنابية لها حكم شرعي جسم المادة
عادلہ تو شرع ہی اوی طرف تو جہاد اور سپر اعتماد کرنا واجب ہی اور وہ ہی سیاست عادلہ وہ ہی جو کتاب عنایہ میں مذکور ہی خطایم شرعی سی فساد کی بڑ

الفساد وقيل هي الشريعة مغلفة وبسببها يخرج الحق من الظلم ويندفع كثير من المظالم ويرتدع اهل الفساد من
کاشفی کی واسطی تنگ پکڑنا اور کوئی کہتا ہی کہ وہ ہی شریعت بہاری ہی اور اوی سبب ہی حق ظالم کی قبضہ کا نکل آتا ہی اور اور بہت مظالم بند ہو جاتی ہیں اور مفسد لوگ

الفساد وبها لها اضرار يضيع الحق ويتعطل الحدود فلا بد من اعتبارها لكن بعد معرفة طريق اجراءها لا يتجوز
فساد کرنا چھڑ دیتی ہی بلکہ اگر کو چھڑ دیتی تو حقوق تلف ہوتی ہیں اور حدود بیکار سوا سا اعتبار ضروری نہیں پہلی اوی اجرا کو سمجھ لینا چاہی تاکہ اوس ہی بڑا کر

منها الى غيرها اذ لا يمكن رفع الفساد من وجه الارض الا بعقوبة المتهمين بالا جرام المشهورين بها بعقوبات الشرع
اور کچھ نہ کر پٹی اس واسطی کہ روٹی زمین ہی فساد ورتہ میں ہو سکتا جب تک مفسدون کو عقوبت شرعی نہ ہو جسکی نام پر جرم لگی ہوئی ہیں اور اوس باب میں

بقدر تهمةهم وشهرتهم بها اما بالحبس كما ذكر في حدود فتاوى قاضيان ان من يتهم بالقتل والسرقة وضرب الناس حبس
مشہور ہیں جس قدر او نہر تہمت اور جتنا او کا شہرہ ہوا تو قید کر چنانچہ حدود فتاویٰ قاضی خان میں کہ جسکی نام پر خون اور چوری اور ایذا رسانی لوگوں کی تہمت ہوگی

ويجوز في السجن الى ان يظهر توبته وذكر في باب الحبس من قضاء الخلافة والبرازية ان الدعاوهم الذين يقصدون اكل
او قید کر دین اور قید خانہ میں آتی پکڑ کر دین اور خلاص کی قضا کی باب الحبس میں اور برزائے میں مذکور ہی کہ دعاوی میں وہ لوگ جو لوگوں کا مال اور

اموال الناس وانفسهم يجب سون حتى يعرف توبتهم بظهور شعار الصالحين في سبيلهم وبالصبر كما ذكر في كراهة الزنا
جان تلف کیا یا حتی میں قید کنی جاوین جب تک کہ انکی توبہ معلوم ہو کہ انکی چہرہ پر الطوار صفا کی سی نما ہو جاوین یا دیکر کہ چنانچہ برازیہ کی اگرہ میں مذکور ہی

ان حسن بن زياد سئل عن المتهم بالسرقه ايجل ضرب حتى يقر قال ما لم يقطع اللحم ولم يظهر العظم يعني ان ضرب
کہ حسن بن زیاد سی پوچھا گیا چو کہ چوری کی تہمت میں مارنا جائز ہی تاکہ اقرار کری کہ جب تک کہ گوشت نہ کتریں اور ہڈی نہ نکل آوی مراد یہ ہی کہ ایسا نہیں

للمالك لا بد له من سبب في الاستصحاب كقوله ولا يمكن للقاضي ان يعين شيئا منها بدون الحجية اذ ليس بغيرها
 بربك كذا على كونه سبب جازي او سبب ثابت من احدى اقسامه كقوله لا يمكن للقاضي ان يعين شيئا منها بدون الحجية اذ ليس بغيرها
 اولى من البعض فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس له الحق في الاستصحاب
 احدى اقسامه كقوله لا يمكن للقاضي ان يعين شيئا منها بدون الحجية اذ ليس بغيرها
 والقاضي ليس ملوما بالقضاء بالمالك بل هو ملوم بالقضاء بقصر المدعى عليه عن المدعى فهذا هو الناقد منه
 والقاضي كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر
 ظاهر لا غير ببيان ان من اجل اذ ادعى على رجل بيعا او شرا في جارية او طعام واقام شاهدي الزور في قضى القاضي
 فقط اسكن فضيل يمينه في كذا شخص احدى شخصين او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر
 بينهما ما لا يبرر والشاهد ينفذ قضاؤه ظاهر او باطنا حتى يحل لمن حكم له بالجارية او الطعام ان يطأ الجارية بعد المتدبر
 اذن دون يمينه مع ما لا يبرر حكمه بذكرى بذكر او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر
 ويأكل الطعام لثبوت الملك له بالثمن الذي وقع الشهادته به واما اذا ادعى على رجل ملكا مطلقا في جارية او
 وطى كذا وكذا كذا يمينه في كذا شخص احدى شخصين او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر
 طعام من غير تعيين سبب من اسباب الملك واقام شاهدي الزور وقضى القاضي بينهما بالملك لا ينفذ قضاؤه الا
 متى ادعى سبب خاص كذا يمينه في كذا شخص احدى شخصين او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر
 ظاهر حتى لا يحل لمن حكم له بالجارية او الطعام ان يطأ الجارية ويأكل الطعام لعدم ثبوت الملك له فيما بينه وبين
 يمينه كذا كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر
 الله تعالى ومن امثلة العقود ان احدا من الرجال والنساء اذا ادعى على آخر نكاحا واقام شاهدي الزور وقضى
 يمينه في كذا شخص احدى شخصين او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر
 القاضي بينهما بالنكاح ينفذ قضاؤه ظاهر او باطنا حتى يحل للرجل الوطى للمرأة التمكن بهذا اذ لم يكن المرأة في
 اذ يمينه حكم نكاح كذا كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر
 نكاح الغير او عدته فاما اذا كان في نكاح الغير عدته فالتقضاء انما ينفذ ظاهرا فقط لا باطنا ومن امثلة الفسوخ
 اذ في نكاح من باعدت يمينه نكاحا او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر
 ان احدا للزوجين اذا ادعى على آخر فسخ النكاح واقام شاهدي الزور وقضى القاضي بينهما بالفرقة ينفذ قضاؤه ظاهر او
 كذا فانه جرم من كذا يمينه في كذا شخص احدى شخصين او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر
 باطنا حتى يحرم للرجل الوطى للمرأة التمكن ويحوز لها الزوج بزوج اخر ويجوز للزوج الاخر وطئها وان علم ان الزوج
 يمينه كذا كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر
 الاول لم يطلقها بان كان احد شاهدي الزور وهذا كله قد كان ظاهرا معلوما فاما ذكر لكن ينبغي ان يعلم ايضا ان
 خاض في اسطوانة يمينه في كذا شخص احدى شخصين او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر
 قضاء القاضي في العقود والفسوخ بشهادة الزور وان كان نافذا ظاهرا وباطنا وصفيدا للحل عند الحقيقة لكنه
 القاضي كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر
 انشاء بطريق الاقتضاء الا ان المدعى والشهود لا يجوز ان يتعرضوا لخط الله تعالى وعقابه حيث ارتكبوا ما نهى الله
 بطريق اقتضاء كذا يمينه في كذا شخص احدى شخصين او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر او كونه حكمه من ملك كالحكم بذكرى بذكر

ورسوله وسعوا في ابطال حق الغير وظلمه لاسيما اذا لم يكن الثمن الذي شهدوا به مساويا للقيمة اذا المدعى فانما يترك
او يترك في مثل هذه الامور غير الحق تلقى او تعلم من سعي في غرضه كما هو صريح في كونه في ثبوت الحق في توجيها بولا
الكد يدعي باليس له وقد روي له عليه السلام قال من ادعى اليك فليس منا فليتيوا هقعة من النار واما الشهود
او ليسا دعوى كذا جوامع كما حق فيهم اي اوراد واثبت اي كنه في حلية السلام في قرايا جسد دعوى كذا جوامع كما حق فيهم اي اوراد واثبت اي كنه في حلية السلام في قرايا جسد
فانهم ارتكبوا الكبيرة التي شابهت للشرك وهي شهادة الزور فكان المدعى حيث رضى بها وقد روي انه عليه السلام
اور في كراهه سوادهم في هذه الكراهه كبره اختار كذا كنه في حلية السلام في قرايا جسد دعوى كذا جوامع كما حق فيهم اي اوراد واثبت اي كنه في حلية السلام في قرايا جسد
قال في شهادة الزور بالشرع بالله تعالى ثلث مرات ثم قرأ قوله تعالى فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور فان
تقن بارفوا في جبهه كواي اشراك بالمدعي براسه
بين في هذا الحديث ان شهادة الزور كانت مساوية للشرك في حصول الاثم الموجب لدخول النار لان الشرع موجب للخلو
في اس حديث من بيان قرايا جبهه كواي كنه في حلية السلام في قرايا جسد دعوى كذا جوامع كما حق فيهم اي اوراد واثبت اي كنه في حلية السلام في قرايا جسد
فيها وشهادة الزور غير موجبة قتلها بل ينبغي ان يعلم ايضا ان قضاء القاضي بشهادة الزور في العقوبه والقسوخ انما ينقد في
اور جبهه كواي كنه في حلية السلام في قرايا جسد دعوى كذا جوامع كما حق فيهم اي اوراد واثبت اي كنه في حلية السلام في قرايا جسد
الحل اذا اخذ القاضي القضاء بغير رشوة واما اذا اخذ القضاء بالرشوة فلا يكون قاضيا ولا ينقد حكمه على ما ذكر في عامة
وقايم كقاضى كعهده قضا غير رشوت واهو اوراد كقض رشوت كبرى اي تو دوه قاضى اي اوراد كقض رشوت كبرى اي تو دوه قاضى اي اوراد كقض رشوت كبرى اي تو دوه قاضى
الكتب فعلى هذا لا يوجد في هذا الزمان قاض ينقد حكمه اذا قلما يوجد قاض باخذ القضاء بالرشوة وان القضاء في هذا
اس واثبت كواي كنه في حلية السلام في قرايا جسد دعوى كذا جوامع كما حق فيهم اي اوراد واثبت اي كنه في حلية السلام في قرايا جسد
الزمان يسعون في اخذ القضاء بالرشوة سعيا بليغا ويبدلون في تفصيله فالكثير اسموه باسماء غير الرشوة صرحت كل
رشوت دكر قضا ليني من هاتيت درجتي سعي كرتي من اور قضا كواي كنه في حلية السلام في قرايا جسد دعوى كذا جوامع كما حق فيهم اي اوراد واثبت اي كنه في حلية السلام في قرايا جسد
سر رشوة فكيف يوجب فيهم قاض ينقد حكمه فانهم باخذهم القضاء بالرشوة يكونون سببا لابطال كثير من الاحكام الشرعية
رشوت اي كنه في حلية السلام في قرايا جسد دعوى كذا جوامع كما حق فيهم اي اوراد واثبت اي كنه في حلية السلام في قرايا جسد
لان كثير من امور المسلمين مفوض اليهم وصرف على حكمهم وعلم ان اخذ القضاء بالرشوة لا ينقد حكمهم في شيء
سلي كنه في حلية السلام في قرايا جسد دعوى كذا جوامع كما حق فيهم اي اوراد واثبت اي كنه في حلية السلام في قرايا جسد
من المحكومات الشرعية فيلزم بطلان كثير من امور المسلمين لاسيما النكاح الذي يكون مفوض اليهم فان القاضي الذي اخذ
تو سمسماون كنه في حلية السلام في قرايا جسد دعوى كذا جوامع كما حق فيهم اي اوراد واثبت اي كنه في حلية السلام في قرايا جسد
القضاء بالرشوة اذا عقد النكاح الذي فوض اليه يكون ذلك النكاح باطلا لا يقبل من ان يكون الزوج والزوجة من اثنين مادام
قضا حاصل كنه في حلية السلام في قرايا جسد دعوى كذا جوامع كما حق فيهم اي اوراد واثبت اي كنه في حلية السلام في قرايا جسد
نحت ذلك النكاح وليس هذا الاكثر محبة لهم لدنيا وقلة مبالاة في الدين فانهم لغلبة غفلتهم عن الآخرة ياخذون القضاء
اوس نكاح من بين اور سمسماون كنه في حلية السلام في قرايا جسد دعوى كذا جوامع كما حق فيهم اي اوراد واثبت اي كنه في حلية السلام في قرايا جسد
بالرشوة ولا يبالون بكونهم ملعونين بلعن رسول الله عليه السلام بل يفتخرون به مع ان كثير من السلف امتنعوا عن قبول
حاصل كرتي من اور سمسماون كنه في حلية السلام في قرايا جسد دعوى كذا جوامع كما حق فيهم اي اوراد واثبت اي كنه في حلية السلام في قرايا جسد
حتى انهم اكرهاها بليغا على قبوله فلم يقبلوه فصلا عن هذا المار ان حجة الاريان ابا حنيفة دعي في القضاء لثبوت
قبول بين كيا اوراد كواي كنه في حلية السلام في قرايا جسد دعوى كذا جوامع كما حق فيهم اي اوراد واثبت اي كنه في حلية السلام في قرايا جسد

فاني حتى حبس ضرب في كل مرة ثلاثين سوطا فلما خاف على نفسه قال حتى اشاور اصحابي فشاوهم فقال ابو يوسف
 پرانکار ہی کیا آخر کو قید ہوئی اور ہر بار تیس تیس کوڑی کھائی پھر جب جان کا خوف ہوا تو کہا میں اپنی یادوں ہی مشورہ لیوں پھر مشورہ کیا تو ابو یوسف نے کہا
 لو تقدرت لا تشفعني الناس فطر اليه ابو حنيفة نظر الغضب وقال لو امرت ان اعد البحر سباحة لكنت اقل عليه
 اگر قصدا لیوں تو لوگوں کا برا فائدہ ہی پھر ابو حنیفہ نے او کی طرف غصہ ہی کھو کر کہا اگر مجھ کو یہ حکم ہوتا کہ دریا کو تیر کر اوتر جاؤں تو البتہ مجھ کو قدرت تھی
 فكان في ذلك قاضيا فاعرض ولم ينظر اليه بعد ذلك وكذا دعي مجد الى القضاء فاني حتى قيد وحبس نيفا وخسين
 میری جگہ تو ہی قاضی ہی پھر منہ پھیر لیا اور ادنیٰ طرفت نہ کیا اور اسی طور نام محمد کو قضا کی واسطی بلا یا سوا نکار کیا یہاں تک کہ قید ہوئی اور پچاس اور کئی دن مجھ کو
 واضطر فقله وانما امتنع هؤلاء الكرام عن تقدره لما رى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال من جعل قاضيا
 رہی اور لاچار ہو کر قضا لیلی اور اس حاجت بزرگ کی اس ہی نہ مانا کہ ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص لوگوں پر قاضی ہوا
 بين الناس فقد نجح بغير سكين فلما دعي من الدج في هذا الحديث القتل فان القتل بغير سكين كسقي السم مثلا لا يؤثر
 بیشک ہی چری فوج ہوا اور بیخ سہی مولد اس حدیث میں قتل ہی بیشک قتل بغير چری کی جیسی نہر بلا دینا مثلا ظاہر میں کچھ اثر نہیں کرتا
 في الظاهر وانما يؤثر في الباطن بانزهاق الروح كذا القضاء لا يؤثر في الظاهر لانه في الظاهر رفة وعظمة وانما يؤثر
 اور باطن میں ایسا اثر کرتا ہی کہ جان بکل جاتی ہی ایسی ہی قضا ظاہر میں کچھ اثر نہیں کرتی کیونکہ ظاہر میں ترفعت اور عظمت ہی باطن میں ایسا اثر کرتی ہی
 في الباطن باهلاك الدين لان القاضي قلمه يعدل بين الخصمين بلعنه ما يميل في الحكم الى الاصدقاء والاقرباء او الى من
 کو دین ہلاک کر دیتی ہی اس لیے کہ قاضی خصمیت بہت ہی کم عدل کرتی ہیں بلکہ اکثر حکم میں دوست کی اور اقربا کی طرف داری کرتا ہی یا کسی منصب والی کی
 له منصب يتوقع نواله او يخاف بلاءه وربما يوسوس له نفسه على قبول الرشوة فمن كان حاله كذلك فالموت خير
 جس ہی کچھ وصول کی توقع یا او کی بلاء کا خوف اور بعضی وقت دین رشوت لینے کا خطرہ گذرتا ہی پھر جس کا ایسا حال ہو دی تو ایسی قضا سی موت بہتر ہی
 من القضاء لان الموت يقطع عن المعاصي والقضاء يوقعه في المعاصي فان قيل القضاء بالحق من اقوى الفرائض
 کیونکہ موت تو معاصی ہی الگ کر دیتی ہی اور قضا معاصی میں مبتلا کر دیتی ہی پھر اگر کوئی کہی حکم حق پر دینا عمدہ فرما دیتا ہی
 واشرف العبادات لكونه امر بالمعروف ونهيا عن المنكر وقد امر الله به النبيين كما قال في كتابه انا انزلنا التوراة
 اور عبادت میں اشرف ہی اس لیے کہ امر بالمعروف اور نہ کرنا بدی سی ہی اور امرہ فی انبیاء کو یہ حکم کیا ہی چنانچہ قرآن میں فرماتا ہی ہمنی اور اتاری تورت
 فيها هدي ونور يحكم بها النبيون وقال لنبينا عليه السلام انا انزلنا اليك الكتب بالحق لتحكم بين الناس فهاوجه
 اس میں ہدایت اور روشنی دوسرے حکم کرتی پیغمبر اور ہماری نبی علیہ السلام کو فرمایا ہمنی اور اتاری تجھ کو کتاب سچی کہ تو انصاف کری لوگوں میں پھر اس ہی
 الاستماع عنه فالجواب انه وان كان من اقوى الفرائض واشرف العبادات لكن ذكر في كتب الفقه ان من كان
 لکئی کی کیا وجہ ہی جواب یہ ہی کہ قضا اگرچہ بڑا فریضہ اور عبادات میں اشرف ہی پر فقہ کی کتابوں میں مذکور ہی کہ جو شخص
 صالحا له ينبغي له ان لا يطليه بقلبه ولا يسله بلسانه فان دعي اليه بلا طليه فال بعض العلماء يكره له الدخول فيه
 قضا کی لائق ہوا و سکولائزم ہی کہ دل ہی اوس کا طالب نہ ہو دی اور نہ زبان ہی اوس کا سوال کری پھر اگر بلا طلب او کی لئی مقرر کریں تو بعضی علماء کہتی ہیں کہ اختیار دینی قضا میں
 محتار لما رى عن ابنه عليه السلام قال من ابتغى القضاء وسئله وكل الى نفسه ومن اكره عليه انزل الله تعالى
 پہنسا کر وہ ہی اس لیے کہ اس سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس نے قضا تلاش کی اور سوال کیا تو اپنی ذات پر حوالہ کیا جاتا ہی اور جو پڑ قاضی کیا گیا تو اللہ تعالیٰ
 عليه مكاليسده فانه عليه السلام اشار في هذا الحديث الى ان من يطلب القضاء بقلبه ويسئله بلسانه يفرض
 او سپر فرشتہ تعین کر دیتا ہی وہ او کو راستی پر کہتا ہی سو نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں یہاں اشارہ کیا کہ جو شخص قضا کو بدل تلاش اور زبانی سوال کرتا ہی تو وہ اوس کی
 الى نفسه ومن يفرض امره الى نفسه لا يهدى الى الصواب لان النفس امارة بالسوء تجر صاحبها الى المخالفة وسوء المظالم
 ذات پر حوالہ ہی اور جس کا امر او کی ذات پر حوالہ را صواب کا راہ نہیں پاتا اس لیے کہ نفس برا ہی بتاتا ہی اپنی بار کو مخالفت اور بری مطاع کی طرف کھینچتی

ولا علی ظهرها الأسقام ومرض القلوب اکثر من مرض الأبدان وإنما صار كذلك لثلاث علل أحدها أن مریضاً
 اور جو اس کی بیماری ہو بیماری اور دیکھی کہ جسمانی بیماری زیادہ ہیں اور یہ حال میں سبب ہی ہو گیا ہی ایک تو یہ کہ جو
 مرض القلب یدری کونه مریضاً والثانية أن عاقبة مرض القلب لا يشاهد قبل الموت بخلاف مرض البدن
 دیکھا کہ بیماری وہ اپنی قوتوں وکھپا نہیں سمجھتا اور دوسرا سبب یہ ہی کہ دیکھی بیماری انجام موت ہی پہلی ظاہر نظر نہیں آتا
 فان عاقبته موت مشاهد تنفر عنه الأطباء وتكون ما بعد الموت غير مشاهد قلت التنفر عن الذنوب
 کہ اسکا انجام موت نظر آتی ہی سوئی طبیعتیں اوس ہی نفرت کرتی ہیں اور موت کی بعد کمال جو ظاہر نہیں نظر آتا اسلی گناہوں ہی نفرت کم ہو گئی ہی
 ويكمل مرتبها علی فضل الله تعالى ولا يشتغل بعلاج مرض قلبه بل يشتغل بعلاج مرض بدنه من غير انكسار
 اور گناہ اسے تعالیٰ کی فضل پر تکبر کرتا ہی اور اپنی دیکھی علاج نہیں کرتا بلکہ بدنی مرض کا علاج فضل الہی پر ہی تکبر ہی کرتا ہی
 علی فضل الله تعالى مع كون فضل الله تعالى عاماً في الدنيا والاخرة والثالثة وهي الداء العضال فقد الطبيب
 باوجودیکہ اسے تعالیٰ کی فضل دنیا اور آخرت دونوں میں برابر ہی اور تیسرا سبب یہ ہی اور یہ بڑا سخت دیکھی ہی یعنی طیب کا ہونا
 فان الأطباء هم العلماء وهم في هذا الزمان قد مرضوا مرضاً شديداً حتى عجزوا عن علاج انفسهم فضلاً عن
 کیونکہ اسکی طبیعت علماء کہیں سواس نہ آتے ہیں وہ خود ہی سخت بیمار ہیں یہاں تک کہ اپنی ہی علاج نہیں کر سکتی غیر کی تو کیا گنتی ہی اس سبب ہی کہ وہ
 علاج غیرہم وبهذا السبب عم الداء وانقطع الدواعي وهلك الخلق بل اشتغل الأطباء بفنون الاغواء فليست
 اور یہ زیادہ بہرہیل گیا اور علاج ہاتھ نہ آ رہا اور خلق مر گئی بلکہ طیب طرح طرح کی اغوا میں مشغول ہیں کا شکی وہ طیب
 اذ لم يصلحوا الى دفعه ولو انهم سكتوا ولم ينطقوا فاتهم اذ انكم لو لا يقصدون في مواضعهم الاستمالة قلوب العوام
 اگر علاج نہ کرتے تو دیکھی ہی نہ بڑا ہی اسکا شکی وہ خاموش رہتی کہ یہ بلوئی بیٹک جب وہ بلوئی ہیں تو اس وعظی سوا یہی ہی قلوب عوام کی کچھ اور غرض نہیں
 ولا يتوصلون اليها الا بنكر الرجاء والرحمة تكون ذلك لان في الكرماء واخذ على الأطباء فيصروا الخلق عن مجلس
 ہوقا اور کھامیل یہ ہی امید اور رحمت کا ذکر بڑا کہتا ہی کیونکہ یہ ہی کا لون میں لذیذ اور طبیعتوں پر ہلکی ہی بہر خفت مجلس وعظی جب اوٹتی ہی
 وعظهم وقد استفادوا من جرأة على المعاصي وفيها كان الطبيب كذلك يهلك المريض بالدواعي حيث يضعه
 تو دیکھو گناہوں پر اور یہی جرات پیدا ہوتی ہی اور جب طبیعت ایسا ہوتی تو دیکھی دوا ہی ہی مر گیا کیونکہ طیب ہی عمل دوا
 في غير موضعه فان الخوف والرجاء دواعيان لكن لشخصين متضادين العلة فالذي غلب عليه الخوف حتى هجر
 دنیا ہی بیشک خوف اور بجا دوا تو دوا تو ہیں یہ ایسے شخص کی جو ایک ہی بنا رہنوں بہر جس پر خوف استغالب آیا کہ دنیا باکل ترک کی
 الدنيا بالكلية وكلف نفسه ما لا يطيق وضيق عليه العيش يكسر سورة خوفه بدن كراسباب الرجاء وسعة رحمة
 اور اپنی جان طاقت سے زیادہ تکلیف میں ڈالی اور عیش تنگ کر لیا تو اسکی خوف کی شدت کو اسباب رجائی اور فراخی رحمت الہی کا ذکر کر کے
 الله تعالى ليعود الى الاعتدال وكان المصير على الذنوب المشتهى للتوبة المستعنة عنها بحكم القنوط والياس استغظا
 کہتا ہی تاکہ وہ اعتدال پر آجائی اور ایسی ہی جو گناہ پر اڑا ہوا توبہ کا آرزو مشد کہ سبب تا امید ہی اور یاس کی اپنی گناہوں کو سخت سخت سمجھ کر
 لذنوب التي سبقت يعالج ايضا بدن كراسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالى حتى يطعم في قبول توبته فينتوب
 جو اس ہی عمل میں آئی ہیں توبہ نہ کرتا ہو ایسی ہی علاج ہی یہی ہی ذکر کرتا اسباب رجائی اور فراخی رحمت الہی کا ہی اسکو توقع قبول توبہ کی پیدا ہو یہ وہ توبہ کی
 فاما معالجة المعزور المسترسل في المعاصي بدن كراسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالى فيضاهي معالجة المحموم
 اور یہ وہی ہی بڑا ہوا معاصی میں ہی قید اسکا علاج ذکر اسباب رجائی اور بیان فراخی رحمت الہی ہی ایسا ہی جیسی تپ چڑھی کو
 بالعسل وذكر في موضع اخر من الاحياء ان هذا الزمان زمان لا ينبغي ان يدرك فيه الخلق اسباب الرجاء وسعة
 شہد ہوا دنیا اور احیاء کی ایک طرح کے میں نہ کہ یہی کہ یہ ایسا زمانہ ہی کہ اس میں خلقت کی سامنی ذکر اسباب رجائی اور بیان فراخی

رحمة الله تعالى لان ذكرها يهدكم بالكلية لكم المالكات الخفت على النفوس والذنوب في القلوب ولم يكن غرض
 رحمت الله كما جاهدتم كيونكم به دون ذكر خلقكم كسر اسر كسرى دیتی بین لیکن یہ نہ کر لوگوں پر جو بکراہی اور دل کی دلالت میں اللہ تعالیٰ کا نام یاد کروا عظمن کی
 الوعظ الا استماله القلوب واستنطاق الخلق بالثناء عليهم كيونكم بالكلية لكم المالكات الخفت على النفوس والذنوب في القلوب ولم يكن غرض
 غرض یہی دلوں کی پہلانی اور خلقت سے اپنی تعریف کرانی کی سوا کچھ اور نہیں یہی خلق کا حال کچھ ہی ہو کہ وہ عظم خواہ مخواہ رجائی طرف متوجہ نہ ہوں یہی ان کی فساد میں
 والمنهم كون في طغيانهم تناديوا ذكر في موضع اخر الخلق الموحدين في هذا الزمان كان لاصحابهم غلبة الخوف وشغل
 اور یہی فساد پر گویا اور طغیان میں ہم سے ہری لوگ ادب سے ڈوب گئے ہاں کہ اور حکمران من مذکور کی کہ اس زمانہ کی خلقت کا ہی اصل یہ ہے کہ وہ خیر غرض کی کیا جادوی برائتا
 ان لا يخرجهم الى الياس فترك العمل وقطع الطمع من المغفرة فيكون ذلك سببا للتكاسل عن العمل وداعيا الى الاهمال
 کہ وہ ناسمید ہو کر عمل ترک کر دیں اور مغفرت کی طمع نہ جاتی ہری کیونکہ اب عمل میں سست اور لاچار معاصی میں کہیں جادو کی سوسہ درجہ یاس کا ہی
 في المعاصي فان ذلك قنوط وليس يخوف بل الخوف هو الذي يثبت على العمل ويكسر جميع الشهوات وينزع القلب
 خوف کا نہیں ہری بلکہ خوف یہ ہوتا ہی کہ عمل کی رغبت ہو اور تمام شہوات بی مزہ ہو جادویں اور دل دنیا کی رغبت سے ہیزا ہو کر
 عن الركون الى دار الغرور ويدعو الى الميل الى دار السرور وهذا هو الخوف الجميد لا الياس الموجب للقنوط فاذا كان
 او کٹر جادوی اور آخرت کی رغبت ہوئی لگی اور ہمہ حالت اچھی خوف کی ہی یاس کا درجہ نہیں جبین ناسمید ہو جادوی جب حال ایسا ہی
 الا هو كذلك فالطريق الذي ينبغي ان يسلكه الواعظ في وعظه مع الخلق في هذا الزمان اذا كان مأمورا من
 تودعه جودا عظمن کو وعظمن اس زمانہ کی خلقت کی ساتھ جدا چاہی جب کہ وعظلم کی طرف سے مامور ہو تو یہ ہی کہ
 سببه الامام ان يدرك في القرآن من الايات المحق للمذنبين وما ورد في الاخبار والاثر في فهم المجرمين وصلاح التائبين
 کہ قرآن میں سی وہ آیات بیان کری جنہیں گنہگاروں کی واسطی خوف ہی اور وہ احادیث اور آثار جنہیں گنہگاروں کی جود اور توبہ کر کا طاعت کر نیا دل کی مع ہی
 للطيبين وليست تكثر منها ان كان وارث رسول رب العالمين فانه عليه السلام ما خلف دينارا ولا درهما او اظفا
 اور اس ہی قسم کی کثرت نہ کی اگر رسول رب العالمین کا وارث ہی بیٹھ نہی علیہ السلام فی شہینار چوڑا ہی اور نہ درہم یہ ہی
 خلف العلم والحكمة وورث كل ما لو يقدر ما اصابه ثم ينبغي له ان يقرر عندهم ان تعجيل العقوبة على الذنب منفع
 علم اور حکمت چوڑا ہی میں اور ہر عالم اور سکا وارث ہوا جتنا اسکی نصیب میں تھا پھر یوں چاہی کہ اسکی سامتی تقریر کری کہ گناہ کی وبال سی دنیا میں یہ عقوبت ہوتی
 في الدنيا ويبين لهم ان كل ما يصيب الانسان من المصائب في الدنيا فهو بسبب ذنبه كما قال الله تعالى وما اصابكم
 ممکن ہی اور بیان کری کہ انسان بہ دنیا میں جو مصیبت پہنچاتی ہی سوسہ سبب گناہوں کی وبال سی ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور جو بڑی تمبر
 من مصيبة فما كسبت ايديكم فينبغي له ان يخوفهم بذلك لان بعض الناس يخافون العقوبة في الدنيا ويتساهلون
 کوئی سختی سوسہ لہ او کھا جو کھا یا تمہاری ہاتھوں فی اسب لازم ہی کہ او کو یہ ہی خوف نہ لادای اسکی کہ بعضی کو ہی دنیا ہی کی عقوبت سی ڈر تی ہیں اور آخرت کی
 في امر الآخرة لفرط جماله فيلزمه ان يبين له ان الذنوب كلها يتعجل في الدنيا شومها في غالب الامر ويضيق عليه رزقه
 بات میں جہالت ماری سہولت برتنی ہیں تو اب وعظ کو لازم ہی کہ اسکی سامتی یہ ہی بیان کری کہ گناہوں کی شامت اکثر دنیا میں جلد آجاتی ہی اور اسکی سبب روزی تنگ
 بسببها لما روى انه عليه السلام قال ان العبد ليجرم الرزق بسبب ذنب يصيبه ثم ينبغي له ان يفهم امر الوعظ ويرفع
 ہو جاتی ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرما کہ آدمی گناہ کی سبب رزق سی محروم ہو جاتا ہی پھر او کو چاہی کہ وعظ عظمت سی اور بکا کر کہی
 صوته ويكون منه في وعظه ما يشعر بالحال الذي هو فيه من الترغيب والترهيب لما روى عن جابر انه عليه السلام
 اور وعظمن جو بیان کرتا ہو ویسا ہی حال بنائی کہ صورت سی ترغیب اور خوف معلوم ہو کیونکہ جابر سی روایت سی کہ نبی علیہ السلام کا
 كان اذا خطب احمر عيناه وعلا صوته كأنه منذ رجيش وكذا ينبغي له اذا تكلم بكلام ان يكره ثلث مرات
 یہ حال تھا کہ جب وعظ فرماتی تو اکبیں سرخ اور آواز بلند ہو جاتی گویا فوج سی ڈرائی میں اور ایسی ہی لازم ہی کہ جب کوئی بات کہی تو تین بار کہی

واجلها بالنسبة الى غيره من احاد المؤمنين لكن لما كان خروجه من بينهم بلا اذن من الله تعالى وكان عليه
شمارين آتاي پر حضرت پوتس کا اولین سی چلا جاتا ہو مطلق حکم اللہ تعالیٰ کی پست انداز کو وہم پر نہ تھا

ان یصبر وینظر الاذن من الله تعالى عوتب وخیس فی بطن الحوت مقدار ما شاء الله تعالى والحاصل
 کہ صبر ہی کھاتی اور اللہ تعالیٰ کی حکم کی منتظر رہتی تو عتاب ہوا اور جیل کا بیٹھ بین بمقدار نصیبت الیٰ فی قیوم رہی

ان الانبياء في زمان نبوتهم معصومون عن الكبائر مطلقا وعن الصغائر عدا لكن يجوز صدور الصغائر عنهم
كما انبياء ونبوت کی زمان میں نبوت کے وقت میں معصوم ہوتے ہیں اور عدا سے بڑی کی لیکن اوتسی صغیر کا سر جاننا

سہوا اور علی سبیل النسیان اور علی سبیل الخفاء فی التاویل وتسمی ذلک ذلہ وہی الصغیرۃ الی یفعل من غیر قصد
از روی سہو یا بھول کر یا تاویل میں چوک کر جائز نہی اور اسکو ذلکہ کہتے ہیں یعنی صغیرہ جو بی ارادہ ہو جاوے

اليها كما قال الامام السرخسي والزلة فلا يوجد فيها القصد الى عينها وانما يوجد فيها القصد الى اصل الفعل
 چنانچه امام سرخسي كهتاي كه زله من وه فعل خاص مقصور بين يوتا اوسين وه اصل فعل مراد يوتا

لأنها مأخوذة من قولهم نزل الرجل في الطين إذ لم يوجد منه القصد إلى الوقوع ولا إلى الثبات بعد الوقوع
 ليكن لفظه ذلك كما أنكى اس محاذرة سي لياي آدمي كيوت مين بيسل برشا جب اوسكا اراده كر شيكا نين بوتنا اور نشات كاهد كر كير

ان وجد منه القصد الى المشي في الطريق وانما يؤخذ ان الانبياء عليهم السلام لا تخلو عن نوع تقصير يمكن المكلف

اور یہی معصیت حقیقہ سہوہ فعلیہ حرامیہ کہ او کی حرمت جان کر اس کا طرف قصد کرے سو ایسی بات انبیاء و پیغمبروں کی حالت میں

وَأَيُّهُمْ صَدْرُ الدِّينِ عَنَّمْ فِي زَمَانِ نَبِيِّنَا مِنْ قَصَصِهِمُ الْوَاقِعَةُ فِي الْقُرْآنِ وَالْأَحَادِيثِ وَالْأَثَرِ الْجَوَّالِ

من تلك القصص اجالا ان كان منها منقول بالاحاد يجب رد لان نسبة الخطأ الى الرواة اهن من نسبة

عاصی الی الانبیاء واما كان منها منقولا بالتواتر فناداه له محل اخر یحل علیه و یصرف عن ظاهره لدلائل العصمة

اور جو قصی بالتواتر منقولہ بین پہر جب تک اویکی اور مئی ان سکین تو ظاہر سہا پیر کر اسیر حل کرین کیونکہ دلائل عصمتی اور جہد
 الایوجد له فی حیص یحمل علی انه کان من قبیل ترک الاولی او من الصغائر الصادقة عنهم یہ ہوا و نسبیان
 مسند کے مخصوص نہیں ہے تاہم ایک یہ قاسم کہ ترک اولی ہوا صاف ہے کہ اس میں سہا
 باہر کہ سگاہا ترک اولی ہوتا

یہاں لکھو کہ پہلی ہوا یا صغیر ہی کہ اسی سہوا
فی شمیمتہ ذنبا کیا فی قولہ تعالیٰ لیغفرلک اللہ ماتقدّم من ذنبک وما تاخرو لا الاستغفار عنہم کہا فی قصۃ

وود النبي ﷺ ولا الاعترا بكونه ظلها كما في قصة آدم النبي ﷺ لأنه وإن كان حسنة بالنسبة إلى غيرهم لكن

درجہ علیہ السلام کی قصہ میں اور نہ اقرار اس کی ظلم ہو چکا جیسا کہ آدم بنی علیہ السلام کی قصہ میں کیونکہ وہ اگرچہ اور ان کی حق میں حسن بنی لیکن نسبت ایمانی کی نگاہ میں نسبت الیہم یعد ذنبا و یستغفر من عنده و یعترفون بکونه ظالم الکون حسنات لا لبر سیات المقربین و لهذا

اولیٰ ہی استغفار اور اس کا حکم یہ تھا اقرار کرتے ہیں کیونکہ حسنات ابراہیم کی مقربوں کی حق میں ہنزلہ سیات کی ہوتی ہیں اور اس سبب کی

اہل العرفان من کان فی مقام القرب مع اللہ تعالیٰ و تحریک ہمتہ یا التضرع فی نہالہ لتدبر ما یفطر فی لیلۃ

عرفان کہتی ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے قریب رہتا ہے اور دین اور دنیا کی ہمت صرف جو تاکہ آئنا پیدا آری کرات کو روزہ افطار کرتی

المائة الثانية فتنة المأمون الذي خالطه المعتزلة فحسبوا له القول بخلق القرآن وغير ذلك
 اور دوسری صدی پر مامون کا فتنہ ہوا کہ معتزلوں نے خالطت ہم پہنچا کر اوسکو جدوت قرآن کا اور سوای اسکی
 من البدع الاعتقادية حتى امتحن العلماء بذلك امتحانا ما في الاقطار ومن لم يجتنب فنعصم
 اور بڑھات اعتقادی کا قایل کر دیا بیان ہم کہ اوسکی اس مسئلہ میں عام علماء دیوبند کا امتحان لیا اور جس نے ٹھانا پھر بعضوں کو
 ضرب وبعضهم قيد وبعضهم قتل وهذه من اعظم الفتن في هذه الامة ولم يدع خليفة قبله الى
 مار اور کسی کو قید اور کسی کو جان سی مارا اور امت میں آئی برادر کوئی فتنہ نہیں ہوا اور اس کی پہلی کسی خلیفہ نے بدعت کو اتنا رواج
 شئ من البدع فقيض الله تعالى عند هذه المائة الشافعي فطبق الارض بعلوه وهو اول من افق
 نہیں دیا سو اسی فتنے میں اس صدی پر شافعی کو پیدا کیا پس اوسکی اپنی علم سی زمین کو پر کر دیا اور انہوں نے سب سے پہلی
 بقتل من قال بخلق القرآن وتكفيره وكان عند المائة الثالثة فتنة القرامطة في كثير من البلاد
 واسطی قتل اور کفر ایسی شخص کی جو حدوث قرآن کا قائل ہو فتوی دیا الخیر صدی پر قرامطہ کا فتنہ اکثر شہروں میں پھیلا
 حتى خلوا مكة وقتلوا الحجاج في المسجد الحرام قتلاد برجاو طر حوال القتل في بدير فزرم وضربوا الحجاج اسود
 یہاں تک کہ مکہ میں جا کر حجاجوں کو مسجد حرام میں بہت قتل کیا اور لاشیں چاہ زفرم میں ڈال دیں اور حجر اسود کو
 بالديوس فكسره ثم قلعه وحمله الى بلادهم ولقي عندهم اكثر من عشرين سنة ثم اشترى منهم
 گز مار کر توڑ ڈالا پھر اوکھا کر اپنی ملک کو لے گئی اور بیس برس سے زیادہ اونکی پاس رہا پھر اوسکی تیس ہزار دینار کو خرید کر
 بثلاثين الف دينار واعيد الى مكة في محله وكان عند المائة الرابعة فتنة الحاكم بامر الله وناهيك ما فعل
 کہ میں آئی اور اوسی حکم پر کرکھا اور چوتھی صدی پر فتنہ حاکم بامر اللہ کا ہوا اور کچھ حد نہیں جو فساد
 من الفساد بل هو اعظم شر من كان قبله بكثير فانه امر الناس بالسجود له اذا ذكر اسمه في الخطبة و
 کہ اوسکی کیا بلکہ یہاں فساد پہلی کی نسبت کئی درجہ بدتر تھا کیونکہ اسکی لوگوں کو یہ حکم دیا کہ جب خطبہ میں میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور
 من كان قبله لم يامر احدا بالسجود له اذا ذكر اسمه في الخطبة وكان عند المائة الخامسة استيلاء
 جو فساد اسکا پہلی تھی کسی اپنی ہی سجدہ کا حکم نہیں دیا تھا کہ جب خطبہ میں میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور پانچویں صدی پر اکثر شام کی شہروں پر
 الفراعنة على كثير من البلاد الشامية حتى دخلوا بيت المقدس وقتلوا فيه وحده اكثر من سبعين الفا
 فرنگیوں کا غلبہ ہو گیا یہاں تک کہ انہوں نے بیت المقدس میں جا کر صرف دواں ستر ہزار آدمیوں کی زیادہ قتل کر ڈالی
 وذهب الناس هاربين من الشام الى العراق مستعينين على الفرنج وبقي بيت المقدس في ايديهم احد
 اور غلبت فرنگیوں کی فرادی شام سے عراق کو بہاگ گئی اور بیت المقدس تین مہینی ایک روز انکی قبضہ میں رہا
 وتسعين يوما الى ان خلصه الله تعالى عنهم بيد السلطان صلاح الدين بن ايوب وكان عند المائة
 سلطان صلاح الدين بن ايوب کی ہاتھ پر چھوڑا اور چھٹی صدی پر
 السادسة خرج التتار وعمم الفساد حتى ان العلماء حكموا بكفرهم واختلفوا في البلاد التي استولوا عليها
 قوم تار فی غلبہ کرکے فساد علم کر دیا یہاں تک کہ علماء نے اونکی کفر کا فتوی دیا اور ان شہروں میں جن پر غالب ہو گئی تھی اختلاف ہی تھا
 هي من بلاد الاسلام او لا قالوا البلاد التي في ايديهم اليوم لا شك انها من بلاد الاسلام لعدم انصاف
 آیا وہ شہر ولا اسلام میں یا نہیں اور کہتے ہیں کہ جو شہر آج اونکی قبضہ میں ہیں بیشک وہ دارالاسلام ہیں کیونکہ دارالحرب سے متصل نہیں ہیں
 بلاد الحرب ولم يظهم وفيها احكام الكفر بل البلاد التي عليها وال مسلم من جهتهم يجوز فيها اقامة الحج
 اور نہ انہیں احکام کفر کی جاری کئی ہیں بلکہ جس نہ میں اونکی طرف سے مسلمان حاکم ہی اوسیں نمازین جمعہ اور

الاعیاد واخذ الخراج وتقليد القضاة وتزويج الیتیمی لاستیلاء المسلم علیها وطلعت له الكفرة اما موادعة
 عیبه کی پیشانی اور خراج کا لینا اور قاضیوں کا منصوبہ ہونا اور قیدیوں کا لٹک کر دینا جائز ہی کیونکہ ان شیعوں پر مسلم کا غلبہ ہی اور وہ کفار کا جو مطیع ہی یا تو بیعت کرتے
 او فحار دعت واما البلاد التي علیها ولا کفار فیحون فیها ایضا اقامة الجمعة والعیدین والقاضی قاضی بقر
 یا قرع کی ہی اور جن شہروں پر کفار کا حکم ہوتا ہے سو ان میں بھی جمعہ اور عیدین کا قلم کرنا جائز ہی
 المسلمین اذ قد تقر بان بقاء شئی من العلة یدقی الحكم وقد حکمتنا بلا خلاف بان هذه الدیاس قبل استیلاء
 سی اسلمی کہ یہ بات شری ہوئی ہی کہ جب تک کہ عت باقی ہی حکم باقی رہتا ہی اور بیشک بلا خلاف یہ یقین کہ حکم میں کہ یہ شہر قوم تناسک غلبہ سی
 التنازع من دیار الاسلام وبعد استیلائهم اعلان الاذان والجمعة والجماعة والحکم بمقتضی الشرع والفتویٰ ثانی
 پہلی دیار اسلام ہی اور ان کی غلبہ کی بعد برطانیوں اذان اور جمعہ اور جماعات کا اور حکم مطابق شرع اور فتویٰ کی جاری ہی
 بلانکیر من ملوکهم فالحکم بانها من بلاد الحرب لا جہت له واعلان بیع الخمر واخذ الضرائب والمکوس برسم التنازع
 ان کی بادشاہ کو اس میں کچھ تنکار نہیں ہر حکم کرنا کہ دارالطرب ہی اس کی کوئی وجہ نہیں ہی اور ظاہر شراب کا لینا اور چٹا اور خراج کا لینا موافق ہر قسم تناسک کی سیاسی
 کا اعلان ہی قریظہ فی المینة بالجموع وطلب الحكم من الطاعة فی مقابلہ رسول اللہ علیہ السلام ومع ذلك کما انک
 جب ہی قریظہ مینہ میں یہودیت ظاہر کرتی ہی اور ہون ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقابلہ میں حکم یعنی ہی
 بلکہ الاسلام بلا سبب ثبات من قال منهم انما مسلم وشهدا بکلمتی الشهادة یحکم بالاسلام لکن فی الخلاصة سئلہ عن التنبیہ
 دار الاسلام تھا پہر بیشک جو شخص ان میں سے کسی میں مسلم ہوں اور دونوں کلین شہادت کی گواہی دی تو اس کی اسلام کا حکم ہو گیا لیکن حکامین ایک مسلم ہی کا ہی
 علیہا وهي ان اهل بلدة اذا كانوا یحکون الاسلام ویصلون ویصومون ویقرءون القرآن ومع ذلك یعبدون الاوثان
 اطلع دینی جا ہی یعنی اگر ایک شہر والی دعوی اسلام کا کرتی ہوں اور نماز پڑھتی ہوں اور روزہ رکھتی ہوں اور قرآن کی تلاوت کرتی ہوں اور شہریت پرستی کرتی ہوں
 فاذا راعیہم المسلمون وسبوا منهم وامر انسان ان یشتری من قتلک السبا یا ان کانوا یقرءون بالعبودیة لملککم جاز الشراء
 پہر مسلمان اور غیر غارت کر کر گرفتار کر لائیں اور کوئی شخص ان قیدیوں میں سے کسی کی خریداری کا ارادہ کری تو اب اگر اپنی بادشاہ کی عبودیت کا اقرار کرتی ہیں تو خریدنا
 وان لم یکنوا مقربین بالعبودیة لملکهم جاز شراء النساء والصبیان دون الکبار قال قاضیان فی فتاواه
 اور اگر اقرار اپنی بادشاہ کی عبودیت کا نہیں کرتی تو خریدنا عورتوں اور بچوں کا جائز ہی ہی بڑی مردوں کا جائز نہیں قاضی خان اپنی فتاویٰ میں کہتا ہی
 لانہم لما اقرؤا بالاسلام ثم عبدوا الاوثان کانوا امر تدین فیجوز استرقاق نسباہم وصغارہم ولا یجوز استرقاق کبار
 سنی کہ جب انہوں نے اسلام کا اقرار کیا اور یہ بیت پرستی کی تو وہ مرتد ہوئی تو ان کے عورتوں اور بچوں کا غلام کر لینا جائز ہی اور بالغ مردوں کا غلام کر لینا جائز نہیں
 الا ان یکنوا مقربین بالعبودیة لملکهم فیرجوز استرقاقہم فاذا ملککم السبا یجوز لہ بیعہم وکان عند المائتہ
 ان اگر اپنی بادشاہ کی عبودیت کی قائل ہوں تو اب ان کا بھی غلام کر لینا جائز ہی جب قید کر لیا اور ان کا ایک ہوا تو ان کی بیع ہی جائز ہی اور ساتویں
 السبا عدا و قناء عظیمان فی دیار مصر والشام بحیث اکت الح والبقال والکلاب کان عند المائتہ النامنتہ قنتہ
 صدی پر خط گرائی اور دیا دیار مصر اور شام میں اس قدر ہوئی کہ گدھی اور شجر اور کئی کہانی اور آٹھویں صدی پر فتنہ
 قتلک واما المائتہ التاسعة فقد قال العلامة الناصر لا اشک ولا امر تائب ان قنتہ المائتہ التاسعة ہی فتنہ السلطان
 تیمور لنگ کا ہوا اور نویں صدی پر علامہ ناصری کہتا ہی کہ اس میں مجھ کو کچھ شک اور شبہ نہیں ہی کہ فتنہ نویں صدی کا وہ فتنہ سلطان سلیم خان کا ہی
 سلیم خان و حربہ مع اخوتہ و قتلہ ایاہ و اولادہ ثم حربہ مع صاحب الشرف وکسرہ و قتلہ واخذ بلادہ ثم اجما
 اور ان کی طوائف بانیوں سی اور ان کی اولاد کا قتل کرنا پہر ان کی جنگ و جدال صاحب الشرف سی اور اس کا قتل اور مار ڈالنا اور ملک چھین لینا پہر
 بعسکر مصر قتل سلطانہا واکارامہا ثم دخوله مصر وقلعہ فیہا ثم اهلہا ما فعل و فی المائتہ العاشرة ظهرت فتن
 مصر کی لشکر کے ساتھ جمع ہونا اور ان کی سلطان کو اور بڑی بڑی امیروں کو قتل کرنا پہر مصر میں جا کر وہ ان کی باشندوں کی ساتھ جو چکیا اور سو نویں صدی میں بہت

مرغ وساجها لا فستلوا فافتراب غیر علم فضلوا واضلوا فانه عليه السلام بین فی هذا الحديث ان الله تعالی لا یقبض
 حباً وشیء یورث من کتبه فی جہان من یشکی بربہ ہونگی اوراد کو گراہ کرینگے شیک بنی علیہ السلام فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم کو
 العلم من بین الناس علی طریق صحیح من صدر العلماء ورفیع من بینہم الی السماء فان ذلك وان کان جائزاً فی قدرة
 لوگون میں ہی یوں نہیں قبض کرینگے کہ علماء کی زمین سے پہلے دیوی اور اونکی اندر سی آسمان پر لیجاوی کیونکہ اس طرح ہی اگرچہ باعتبار قدرت الہی کی ہوسکتا ہی
 الله تعالی الا ان هذا الحديث يدل علی عدم وقوعہ قبل الواقع انہ تعالیٰ یقبض العلم بقبض ارواح العلماء فانه تعالیٰ
 پر یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ چون نہوگا بلکہ یوں قبض ہوگا کہ اللہ تعالیٰ علماء کی روحیں قبض کرکے علم کو اوٹھا لیگا اور جب اللہ تعالیٰ
 اذا قبض ارواح العلماء ولم یترك عالماً یبقی الجہال فیتخذہم الناس لکونہم فی زی العلماء قضاء ومفتین فیقضو قاضیہم
 علماء کی روح قبض کرینگے اور عالم چھوڑے گا تو جاہل باقی رہ جاوینگے سرگراہی سند بکرینگے کیونکہ وہ جاہل علماء اور قاضی اور مفتین کی صورت ہونگی پہلے ہی
 بغير علم ویفتی مفتیہم بغير علم فیکون ضالین ومضلین قال الذمیر هذا الحديث یمین ان المراد بقبض العلم والاعمال
 کا حقیقی بدل علم کی حکم جاتا کہ لیکھا اور مفتی بدو علم کی فتویٰ دینگے اسلوب ہی گراہ ہونگی اوراد کو گراہ کرینگے زمیری کہتا ہی یہ حدیث بیان کرتی ہی کہ علم کی اوٹھ جانی ہی اوراد کا حدیث
 المطلقة لیس محوہ من صدر وحفاظہ بل معناه انہ یموت حکتہ ویبتخ الناس رءوساً جہلاً لا یحکمون بجمہالہم ویفتون بجمہالہم
 مطلقہ میں یہ نہیں کہ حافظوں کی سینہ میں ہی محو ہو جاوینگے بلکہ یہ مراد ہی کہ حافظ سب جہاں ہونگی ہر لوگ جہاں کو سردار بنالین کی وہ اپنی جہالت سے کم دینگے اور اپنی جہالت سے
 فیضلون ویصلون قال القرطبی معنی الحديث ان الله تعالی یقبض العلماء ویبقی الجہال الذین یتعاطون مناصب العلماء
 فتویٰ ہی گراہ ہونگی اوراد کو گراہ کرینگے قرطبی کہتا ہی حدیث کی یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ علماء کو اوٹھا لیگا اور ایسی جہال باقی رہ جاوینگے کہ علماء کی مناصب فتویٰ
 فی الفتی والتعلیم فیفتون بغير علم ویعلمون من غیر علم ویبشرو الجہل وقد ظہر الذی وجہ ما أخبر النبی علیہ السلام فکا
 اور تعلیم آپ لینگے پہلے ہی علم کی فتویٰ دینگے اور بغير علم کی سکھاوینگے اور جہل ہوسل جاوینگے اور شیک ظاہر ہو چکا ہی اور بنی علیہ السلام فی جو خبر دی ہی سہاٹی گئی
 دلیل من ادلة نبوتہ خصوصاً فی هذه الاذمنة عثرنا فی الترمذی عن ابی الدرداء ما یدل علی ان الذی یرفعہ هو العمل
 سو یہ ہی دلیل نبوت میں ہی ایک دلیل ہی خاص کہ اس زمانہ میں اتنا ہی کہ ترمذی میں ابو الدرداء ہی روایت ہی اوس میں معلوم ہوتا ہی کہ عمل اوٹھ جاوینگے
 حیث قال کنا مرسول الله علیہ السلام فتشخص بصرہ الی السماء ثم قال هذا وان یختلس فی العلم من الناس حتی لا یقدر رءوا
 چنانچہ کہتا ہی کہ ہم رسول اللہ علیہ السلام کی ساتھ ہی اور آپ فی آسمان کی طرف دیکھا پہر فرمایا یہ وقت ہی کہ اس میں لوگون سے علی اوچک لینگے اتنا کہ چہ قدرت باقی رہے
 فیہ علی شئ فقال زید بن اسید الانصاری کیف یختلس العلم منا وقد قرأنا القرآن ولنقرائتہ نساءنا وابناؤنا وفقاً للنہی
 زید بن اسید انصاری فی عرض کیا ہم سے علم کیونکر اوچک لینگے اور ہم قرآن پڑھتے ہی اور انصاری اپنی عورتوں کو اور بچوں کو پڑھانے کی ہی علیہ السلام فی فرمایا
 کولک انک یأمر باذیادہ التورۃ ولا یحسب علیہم یود والنصارى فماذا تغنی عنہم وظاہر هذا الحديث یدل علی ان الذی
 ای ہادیہ کو تیری ماری یہ توریٹ اور انجیل یہود اور نصاریٰ کی پاس ہی ہوا کو کیا فائدہ ہوتا ہی اور ظاہر معنی اس حدیث کی یوں دلالت کرتی ہیں
 یرفعہ هو العمل لانفس العلم بخلاف ما ظہر من الحديث السابق فانه صریح فی رفع العلم وقیل لا یتباعہ بینہما فان العلم اذا
 کہ عمل اوٹھ جاوینگے خود علم نہیں جاوینگے بر خلاف اول معنوی جو پہلے حدیث میں معلوم ہوا ہی ہیں بیشک اس میں علم کا اوٹھنا صریح معلوم ہوتا ہی اور بعضی کہتے ہیں ان دونوں میں کہ
 ذهب بہم العلماء یخلفہم الجہال ویفتون بالجہل ویعل بہ فیدہب العلم والعمل وان کانت المصاحف والکتب بالیدرک
 مر فی ہی علم جاتا رہا اونکی بعد جہال رہینگے اور جہالت ہی فتویٰ دینگے اسی پر عمل ہووینگا پر علم اور عمل دونوں کی اگرچہ قرآن اور کتابیں لوگون کی سامنے دہری رہیں
 الناس کما کان کذلک اهل الکتابین وکذلک قال النبی علیہ السلام لزیاد ککلتک امک یا زیادہ هذه التورۃ والانجیل
 جیسی حال دونوں کتابوں والوں کا ہی اور اسی ہی نبی علیہ السلام فی زیادہ کو فرمایا مجھ کو تیری ماری یہ توریٹ اور انجیل یہود اور
 عندا لیمود والنصارى فماذا تغنی عنہم فان علماءہم لما انقضوا خلفہم جہالہم وخالفوا الکتاب حرفة فہو لمعناہ
 نصاریٰ کی پاس ہیں پہر کیا فائدہ ہی کیونکہ اونکی علماء جب گزر گئی تو اونکی پیچھے جہال رہ گئی اور کتاب کی برخلاف رہی گئی اور کتاب کے بعد والا پہر ہی

فعلوا بالجهل واقتوا بغير علم فان رفع العلم والعمل وبقيت الشجاعة عندكم لا تغني عنكم شيئا سئل
اور جب اس پر عمل کیا اور بغير علم کی فتویٰ دیں پھر علم اور عمل دونوں کا ہی اور کتنا میں اور کتنا میں پھر علم اور عمل دونوں کا ہی اور کتنا میں اور کتنا میں

الله تعالى عملا موافقا لرضائه المجلس الرابع والثمانون في بيان كيفية السلام وافضلية من
عمل موافق اپنی رضا کی سہل کر مجلس چوراسی طرز سلام کی بیان میں اور افضلیت سلام

بداية قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اولي الناس بالله تعالى من بدأ بالسلام هذا الحديث من
پہلی کریمانی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک لوگوں میں سے اولیٰ نزدیک اللہ تعالیٰ کی وہ ہی جو سلام پہلی کریں یہ حدیث

حسان المصابير واه ابو امامة ومعناه ان احق الناس ببرحة الله تعالى واقربهم اليها من بدأ بالسلام
مصابیر کی حسن حدیثوں میں ہی ابو امامہ کی روایت سے اسکی معنی یہ ہیں کہ لوگوں میں سے پہلا مستحق رحمت الہی کا اور رحمت سے بہت نزدیک وہ ہی جو سلام پہلی کریں

وظاهرة يدل على كون السلام افضل من الرد وقد ذهب اليه بعض العلماء وقال بعضهم الرد افضل منه فرض
ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور بیشک بعضی علماء کا یہ ہے ہی مذہب ہی اور بعضی کہتے ہیں کہ سلام افضل ہی کیونکہ جواب

والسلام سنة فاجر الفرض اكثر من السنة ودليل فرضيته قوله تعالى واذا لحيتهم بتحية فحيوا باحسن
سلام کا فرض ہی اور سلام سنت ہی سوائے فرض کا سنت سے زیادہ ہوتا ہے اور دلیل فرضیت کی یہ آیت ہی اور جب ٹکڑے اور بوی کوئی تم ہی دعا دو اور اس ہی بہتر

منها او ردوها فان كل واحد من قوله تعالى فحيوا او ردوا والمروظاهرة الوجوب فيكون رد السلام واجبا لكن
یا وہ ہی کہوا اولیٰ کر اس آیت میں دونوں لفظ فحیوا اور ردوا امر ہیں اور ظاہر امر کا وجوب ہوتا ہے پھر رسول اللہ واجب ہو دیکھا

على وجه التحير الزيادة على السلام بدكر الرحمة والبركات وبين تركها فان من سلم على الغير فقال السلام
سلام پر زیادہ بڑا فی میں اختیار ہی ذکر رحمت اور برکت کا زیادہ کری یا نہ کری پھر جس نے دوسرے کو سلام کرتی ہوئی کہا السلام علیک

يكون ذلك الغير تحملا في الرد بين ان يقول وعليك السلام ورحمة الله بزيادة الرحمة والبركات معا او يقول
تو دوسرا سلام میں اختیار ہی اختیار ہی علیک السلام ورحمۃ اللہ دونوں کو جواب دی یا انتہائی ہی

وعليك السلام بغير زيادة شيء منها وهذا القدر فرض والزيادة فضل وليس المراد من الرد ان يقول رد
وعلیک السلام دون میں سے کچھ نہ بھانے بڑا ہی انتہا تو فرض ہی اور زیادہ کرنا افضل ہی اور رسول اللہ سے یہ مرواہین ہی کہ رد ورت

عليك سلامك بل المراد به كون الجواب قد السلام فان اقل ما يتادي به سنة السلام اذا سلم على واحد ان
علیک سلام کہی بلکہ مرواہین ہی کہ جواب برابر سلام کی ہو بیشک کم سے کم حسن سے سلام کی سنت ادا ہو جاوی جب کسی کو سلام کری تو یہ ہی

يقول السلام عليك بحرف التعريف ولو قال سلم عليك بغير حرف التعريف بالتونين ليصح لان احدهما يقوم
کہ السلام علیک کہی حرف تعریف یعنی الف لام ہی اور اگر یوں کہی سلام علیک بدون الف لام کی بلکہ میم کی تونین کی ساتھ تو یہی درست ہی کیونکہ ایک ہی سہی

مقام الاخر وبدونها لا يصح ولا يكون سلاما والا ترى ان يقول في السلام على الواحد السلام عليك بحرف التعريف
جگہ ہو جائی اور دونوں تونین اول لام کی درست نہیں ہی اور سلام نہیں ہوتا اور بہتر تونین ہی کہ ایک شخص پر سلام کرتی ہوئی کہی السلام علیک ساتھ تعریف کی

او سلام عليك بغير حرف التعريف بل بالتونين مع ضمير الجمع فيكون سلاما عليه وعلى ملثته لان المسلم لا يكون
یا سلام علیک بدون حرف تعریف کی بلکہ میم کی تونین ہی دونوں صورت میں ضمیر جمع کی تاکہ اوپر اور اسکی فرشتوں پر سلام ہو جاوی اسی کیسے انسان اکیلا کہی نہیں

وحده بل يكون معه على اقل اقل خمس من المثلثة واحد عن يمينه يكتب الحسنات وواحد عن يساره
ہوتا بلکہ اسکی ساتھ موافق اصح قول کی پانچ فرشتے ہوتی ہیں ایک تو اپنی طرف جو نیکیاں کہتا ہی اور ایک بائیں طرف

يكتب السيئات وواحد امامه يلقنه الخيرات وواحد وراءه يدفع عنه المكروه وواحد عند ناصيته يكتب ما
جو برائیاں کہتا ہی اور ایک سامنے جو خیرات کی ہدایت کرتا ہی اور ایک پیچھے جو مکروہات ہی بچاتا ہی اور ایک پیشانی کی پاس جو درد کو

یصلی علیہ السلام ویبلغہ ایاہ فیدبغی فیہ الخ فی السلام ومن یدخل بیتہ یمسح بیده ان یسلم علی اہل کاف
 کہتا ہے جو نبی علیہ السلام پر جتنی بار پڑے اور کوئی شخص یا نبی یا رسول اللہ کی خدمت میں شامل کرے اور جو شخص اپنی کمر میں جاوی تو مستحب ہے کہ اپنی اہل بیت کو
 احق بالسلام من غیرہم وقد روی عن انس بن مالک علیہ السلام قال یا بنی اذا دخلت علی اہلک فسلم علیہم یقول
 کیونکہ وہ اور ان کی نسبت سلام کی زیادہ مستحب ہے اور انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اے بنی جب تو اپنی اہل بیت پر سلام کرے تو اپنے ہاتھ سے سلام کر اور
 بركة علیک وعلی اہل بیتک و ذکر فی فتاوی قاضیان ان من اتی باب دار انسان یحب علیہ ان یمسک ان قبل
 تجھ پر اور تیری اہل بیت پر بركت ہو وہی کی اور فتاوی قاضیان میں مذکور ہے جب کوئی کسی شخص کی دروازہ پر آوی تو اوپر واجب ہے کہ پہلی سلام کر کر اجازت
 السلام ثم اذا دخل یسلم اولاً ثم یتکلم وان کان فی الفضا یسلم اولاً ثم یتکلم و یحکم عن بعض الصالحین علی ما ذکر
 ملک بنی ہر چنانچہ جاوی تو پہلی سلام کر کر پیرایہات جیت کر اور اگر میدان میں ہو تو پہلی سلام کر کر پیرایہات کر اور بعضی صلحا کی حکایت ہے چنانچہ
 فی یستان العارفین ان واحداً من اصداقہ استقبلہ وقال کیف اصبغت فقال له الرجل الصالح و یجاء ہذا
 بہتان العارفین میں مذکور ہے کہ ایک دوست سامی ہی آگیا کہی لگا مزاج اچھا ہی اوس مرد صالح نے کہا افسوس مجھ کو یہ کیا کہا
 فہلا قلت السلام علیکم فیکون لک عشر حسنات و امر علیک فیکون لی عشر حسنات فاذا اجتمع عشرون
 اول سے کہیں نہ کہا السلام علیکم کہ تیری بیوی دس نیکیاں ہوتیں ہر میں جواب دیتا تو میری بیوی دس نیکیاں ہوتیں اور جب بیس نیکیاں جمع ہوتیں
 حسنة یرجی عند ذلک نزول الرحمۃ و حصول المغفرة و اما الانحاء فمکرہ فی کل حال لکل حد لما روی عن انس ان
 تو بہر نزول رحمت اور حصول مغفرت کی امید ہوتی اور رہا جبکہ اسو بہر حال ہر ایک کو مکروہ ہے کیونکہ انس ہی روایت ہے
 مر جلا قال یا رسول اللہ الرجل من ایتقی اخاہ یتقی الخ قال النبی ﷺ ہذا الحدیث صحیح لم یات لہ معارض
 کہ ایک شخص عرض کیا یا رسول اللہ کوئی شخص ہم میں سے جیسا بنی بیانی سے ملتا ہے تو او کوئی جیسی غریبا نہیں نودی کہتا ہے یہ حدیث صحیح ہے اسکی معارض کوئی
 ولا مصیر الی الخ الفتنہ ولا یتبغی ان یتغیر بکثرة من یفعلہ من یتنسب الی علم و صلاح فان لا قدر لا یکن الا
 حدیث نہیں ہے اور نہ ہذا کی مخالفت کا اور نہ ہوا نہیں ہے کہ بہت سے علم اور صلاح والوں کو جبکہ دیکھ کر دہو کا کہا جاوین کیونکہ یہ روایت نبی علیہ السلام ہی کی ہے
 بالنبی علیہ السلام لانه تعالی قال و ما اتکم الرسول فخذوہ و ما نہضکم عنہ فانہم اوقال فی آیتہ اخری فلیحذر الذل
 اسکی کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اور جو رسول تم کو سکھو سکھو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو اور ایک اور آیت میں فرمایا سو ڈرتے رہیں جو کتب
 یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنة او یصیبہم عذاب الیم وقد قال الفضیل بن عیاض کلاما معنہ اتبع طر
 خوف کرتے ہیں وہی حکم کا کہ پڑی اوپر کچھ خرابی یا مہنجی او کو دیکھ کر کی بار اور فضیل بن عیاض نے ایک بات کہی ہے اوسکی یہ معنی میں ہدایت کا ہے
 الہدی ولا یضرب قلة السالکین وایاک وطرق الضلالة ولا تغتر بکثرة المالکین و اما المصافحة فہستہ عند التلا
 اختیار کر اور کہ چلتی والشی کچھ ضرر نہیں ہے اور اگر کسی کی رشتہ سے بچتا رہے اور مالکین کی کثرت سے دہو کہ میں نہ آ اور مصافحہ سولمتی وقت سنت ہے
 لما روی عن البراء انہ علیہ السلام قال ما من مسلمین یتلقین فی تصافحان الا غفر لہما قبل ان یفترقا و یستحب
 کیونکہ براء ہی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں کوئی دو مسلمان کہ ملین اور مصافحہ کریں مگر جدا ہونے سے پہلے بخشش جاتی ہیں اور مستحب ہے
 ان یکن معہا بشاشة بالوجه و دعاء بالمغفرة لما روی عن البراء انہ علیہ السلام قال ان المسلمین اذا التقیا
 کہ مصافحہ کی ساتھ چہرے پر خوشی کی آثار ہوں اور مغفرت کی دعا کیونکہ براء ہی یہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک دو مسلمان جب ملکر
 فمصافحاً و تحابراً و نصیحة تناسرت خطایہا بینہما و فی رواية انہ علیہ السلام قال اذا التقی مسلمان فمصافحاً و
 مصافحہ کرتے ہیں اور محبت اور خیر خواہی جمع ہوتی ہیں تو او کی گناہ دونوں کی بیچ میں چڑھتی ہیں اور وہ آیت میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب دو مسلمان ملکر مصافحہ اور
 حمد للہ تعالی واستغفرہ غفر اللہ لہما و فی حدیث اخر رواہ انس انہ علیہ السلام قال ما من عبد بن متحابین
 اللہ کی حمد کرتے ہیں اور مغفرت مانگتے ہیں تو اللہ دونوں کو بخش دیتا ہے اور ایک اور حدیث میں انس ہی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں کوئی دو شخص رشتہ ہی دوست

فی الله یستقبل احدهما الاخر فیصافیه فیصلیان علی الاصل یفتقر قاضی یغفر الله من ذنوبهما ما تقدم
 که در نماز می سامی هر کس مصافحه کون ^{هم در دو مرتبه من مجرب} مگر اتقی خدا همین بودی که الله تعالی او غنی گناه جو بود چنانچه ^{مگر اتقی خدا همین بودی که الله تعالی او غنی گناه جو بود چنانچه}
 منهما وما تاخر وهذه المصافحة یكون من تمام السلام بینهما لما روی انه علیه السلام قال اتقیا تکم بینكما المصافحة
 اور جو ہو گی سب بخشد بتا ہی اور یہ مصافحه او نہیں سلام کی گامی ہوئی ہی اسکی کہدات ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا تا ہی تمہاری آپس کی سلام کی مصافحه کی نشو
 و المراد من التحية السلام والا صل فی السلام قوله تعالی یا ایہا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتنا غیر مبعوثکم حتی تستأذ
 اور تحیہ کی مراد ہی اور اصل دلیل سلام کی یہ آیت ہی ای ایمان والوں مت جا کر کسی کی گھر میں ^{اپنی گھر میں کی موعظت کی}
 وتسلوا علی اهلها ذلکم خیر لکم ان الاستئذان والتسلیم خیر لکم من ان تدخلوا بغتة وتحية الجاهلیة کان
 کو اور سلام دیلو اول گھر والوں پر یہ بہتر ہی تمہاری حق میں یعنی اجازت یعنی اور سلام کرنا تمہاری حق میں اس سے یہ تو ہی کہ چاہی کہ جس جاؤ اور جاہلیت کا سلام یوں تھا
 الرجل منهم اذ دخل بیتا غیر بیتہ قال حیبتکم صباحا وحیبتکم مساء ودخل فرما اصاب الرجل مع امراته فی لجا
 جب کوئی شخص سوای اپنی گھر کی اور کی گھر جاتا تو کہتا میں فی تحیہ کیا تمہر صبح کو اور تحیہ کیا شام کو ^{رکھس جاتا سو اکثر گھر والیکو جو رو کی ساتھ لیتا تھا}
 وروی ان رجلا قال للنبی علیہ السلام استاذن علی فی قال نعم قال انہا لا خادم لہا غیر استاذن کما دخلت
 اور روایت ہی کہ ایک شخص نبی علیہ السلام سے پوچھا کیا ماسی ہی اجازت لیا کروں فرمایا ان عرض کیا او کی پاس کوئی خدمتکار نہ ہو میری نہیں ہی پھر کیا جیم
 قال تحبان ترہا عریانة قال لا قال فاستاذن لعلکم تذکرون متعلق بحدوف ای انزل علیکم او قیل لکم ہد
 جیسا کروں اجازت لیا کروں فرمایا کیا تمہر کو پسند آتا ہی کہ او کو تنگی دیکھ کر عرض کیا نہیں فرمایا تو اس اجازت لیا کر لعلکم تذکرون یہ کلمہ عبارت محذوف یعنی انزل علیکم ہی
 المراد ان تذکروا ولو تعلموا اما احتیالکم فان لم تجدوا فیہا احدا یاذن لکم فلا تدخلوها حتی یؤذن لکم حتی یاتی من
 یعنی تم ہی بیان کیا اس غرض سے کہ پندہ پندہ ہو اگر چہ جائز وہ چیز کہ محتاج ہو او کی پھر اگر او میں کوئی نہ ہو کہ تم کو اجازت دیوی تو مت کہو میں جب تک تم کو اجازت نہ دیو تاکہ
 یاذن لکم فان المانم من الدخول لیس الا طمطم علی العوف قط بل وعلی ما یخفیہ الناس عادة من ان التصرف فی ملک الغیر بغیر
 اجازت ربی والا آجادی کیونکہ رک اندک جاتی ہی کچھ یہ ہی نہیں ہی اطلاع عورت پر فقط بلک اطلاع او کی جو لوگ عادت کی موافق چہا تی میں یعنی تصرف کرنا غیر کہ چیز میں بغیر
 اذہ حرام واستثنی ما عرض من حرق وغرقا وکان فیہ منکر وشخوها فان قیل لکم ارجعوا فارجعوا هو
 اجازت کی حرام ہی اور استثنای گئی ہی ضرورت جو پیش آوی قسم جہنم دینی سید او میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو مانند نکلی اور اگر تم کو کسی گھر جاؤ تو پھر جاؤ
 انکی لکم ای الرجوع اظہر لکم وانفع لدینکم فان من یدخل بیتا ینبغی ان یسلم علی من کان فیہ فان لم یکن
 اس میں خوب تمہاری ہی تمہاری یعنی ہٹ جانا تمہاری ہی طہارت اور دین میں مفید ہی بیشک جو شخص کسی گھر میں جاوی تو او کو لایق ہی کہ گھر والوں پر سلام بھیجے اور اگر او
 فیہ احد یسلم علی نفسه بان یقول السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین لانه تعالی فاذا دخلتم بیوتنا فسلموا
 کوئی نہ ہو تو اپنی اور پر سلام بھیجی اسطور بھی سلام بھیجے اور خدا کی صالح بندوں پر کیونکہ الله تعالی فرماتا ہی پھر جب جاتی لو گئی گھر میں تو
 علی انفسکم فالایة تقتضی ہذین الامرین جمیعاً واما التسلیم علی الہل عند وجودہم وعلی نفسه عند عدم
 سلام گھر اپنی اور پر آپس ہی دو تو امر لازم ہیں یعنی سلام کرنا اپنی نہ پر اگر وہ ان موجود ہوں اور اپنی او پر اگر وہ ان کوئی نہ ہو
 وجوب احد منہم وادی ما یتادی بہ الرد ان یقال وعلیک السلام بواو العطف حتی لو ترک الواو لا یصیر رد
 اور کسی کی جمیع سلام کا جواب ادا ہو جاوی اتنا ہی وعلیک السلام ساتھ ولو عطفہ کی بیان تک کہ لگرو او کو ترک کرے گا تو جواب نہ ہو دیکھا
 لان الوارد فی الشرع الرد مع الواو فاذا ترک لا یعتد بہ ولا یسقط الفرض بدو نہ وکمال السلام ان یقال السلام
 اسکی کہ شرع میں جواب داد کی ساتھ آیا ہی جب او کو ترک کیا تو عبارت کا کچھ اعتبار نہیں ہی اور نہ بدون او کی فرض ادا ہوتا ہی اور کمال سلام کا یہ ہی کہ لو گئی
 علیکم ورحمة الله وبرکاتہ لما روی انه علیه السلام قال من قال السلام علیکم کتب الله عشر حسنات وصدق
 السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتہ کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جو شخص کسی سلام علیکم کہی دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جتنی کہا

وایا السلام

السلام علیکم ورحمة الله کتبه عشرون حسنة ووصی قال السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته کتبه ثلثون
السلام علیکم ورحمة الله کتبه بیس نیکیان کبی جاتی بین اور حسین فی السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته کتبه اونی بی بیس نیکیان کبی جاتی بین
حسنة فانه علیه السلام قد بین فی هذا الحديث ان فی السلام عشر حسنة وفي ضم الرحمة اليه عشرون حسنة
اس نیکیان کبی علیه السلام فی اس حدیث بین فردا دی ای کہ سلام بین دس نیکیان بین اور اوپر رحمة کی ملا فی بین بین نیکیان بین
وفي ضم البرکات اليها ثلثين حسنة وهي النهاية لا نظام بالجميع فنون المطالب التي هي السلام عن المضار ونيل المنا
اور اوپر برکات ملا فی بین بین نیکیان بین اور برکتها کا درجہ ہی اس میں تمام اقسام کے مطالب آگئی یعنی سلامی اسباب ضرری اور حصول منفعت کا
ودوامها وغاؤها ولا ينبغي ان يتراد على ذلك كما روى عن ابن عباس انه قل لكل شيء منتهى وصتهى السلام البرکات
ہمیشہ کو اور انکی افزائش اور زیادہ نہیں ہی کہ اس ہی زیادہ بڑا دی آئی کہ روایت ہی کہ ابن عباس فی کہای ہرشی کا انتہا ہوتا ہی اور سلام کا انتہا برکات ہی
ثم ينبغي ان يعلم ان من يسلم على احدنا يصير مؤديا حق السنة اذا رفع صوته مقدرا فيحصل به الاسماء
پھر سمجھا جائی کہ جو شخص کسی پر سلام پہنچاتا ہی اوس ہی حق سنت جب ادا ہوتا ہی کہ اتنی بلند آواز سی کہی کہ وہ سن لی
فان لم يحصل به الاسماء لا يصير مؤديا حق السلام فلا يجب الرد لان الشرط في ثبوت الحكم الشيء العلم به فاذا
اور اگر وہ نہ سنی تو اوس ہی حق سلام کا ادا نہیں ہوتا اور جواب ہی واجب نہیں ہوتا اس واسطے کہ کسی شی کی حکم ثابت ہوں میں اوس کی علم شرط ہے
لم يحصل العلم بالسلام لا يكون الرد فضا وكذا من يرد السلام انما يكون مؤديا فرض الرد اذا رفع صوته مقدرا
سلام کی خبر ہو ہی تو جواب ہی فرض نہیں ہوتا ایسی جو سلام کا جواب دیتا ہی اوس ہی فرضیت جواب کی جب ادا ہو ہی کہ اواز اتنی بلند نہ کری
ما يحصل به الاسماء فان لم يحصل به الاسماء لا يسقط فرض الرد فان من يسلم على واحد يكون الرد فرضا عليه
کہ وہ سن لی اگر وہ جواب مسجع نہوا تو فرضیت جواب کی ساقط نہو گی پس جو شخص کسی کو سلام کرتا ہی تو اوپر جواب فرض ہوتا ہی
حتى ولو لم يرد يكون انشا ومن يسلم على جماعة يكون الرد فرضا عليهم حتى لو تركه كلهم يكونون ائمة وان تركه
بیان ہن کہ اگر جواب نہ دیکھا تو گنہگار ہو گا اور اگر کسی نے ایک جماعت کو سلام کیا تو جواب ہون سب پر فرض ہوتا ہی بیان ہن کہ اگر کوئی ہی جواب نہ دیکھا تو سب گنہگار
بعضهم يسقط الفرض عن الباقيين لكن لا فضل ان يرد كلهم ولو كان فيهم صبي ولم يرد الا الصبي لا يسقط
اور اگر کسی ایک ہی ہی جواب دیا تو سب کی ذمہ ہی فرض ساقط ہوتا ہی پرا فضل ہن ہی کہ سب جواب دیوں اور اگر اوس جماعت میں کچھ نابالغ ہو اور ان میں ہی اوس ہی
عنهم الفرض لان الصبي ليس من اهل الفرض ويشترط في الرد ان يكون على الفور حتى لو اخر لا يعد رد او يسقط
کوئی جواب نہ دیو تو اوس کی ذمہ ہی فرض ساقط نہیں ہوتا اسلی کہ بچہ کی ذمہ پر کچھ فرض نہیں ہوتا اور جواب کی یہ شرط ہی کہ ترت جواب دیو اگر دیر کی ہو جواب دیکھا تو جواب نہیں
لمن يسلم على واحد واسمعه سلامه وتوجه عليه الرد بشرطه فلو يرد ان يجعله في حل منه فيقول ابرأته من حق
گنا جاتا اور جو شخص کسی کو سلام سنای اور جواب اونی ذمہ پر سلام کی شرط سی لازم آجادی پھر وہ جواب نہ دیو تو مستحب ہن کہ سلام کرنا اپنی طرف سے ہی
في رد سلامي وجعلته في حل منه او نحو ذلك فاذا قال هذا يسقط به حقه واذا دخل جماعة على قوم يسلمون
کری یہ کہدی کہ میں اپنا حق سلام کی جواب کا معاف کیا یعنی اپنی طرف سے او کو معاف کیا یا مانند اکی جب اس کا کہہ کہ تو اس کا حق ساقط ہو جائیگا اور اگر ایک جماعت میں ہوں
ان يسلموا ويكره لم ترك السلام فان سلم بعضهم يسقط الكراهة عن الباقيين لان السلام سنة على الكفاية
ایک قسم کی پاس آوی تو سب کو مستحب ہی کہ سلام علیک کریں اور سلام کا ترک کرنا او کو مکروہ ہی پھر اگر بعضوں فی سلام علیک کریں تو کراہت سب کی ذمہ ہی اور اگر کسی کو سلام سنت ہی
كما ان الرد فرض على الكفاية على ما روى عن زيد بن وهب انه عليه السلام قال اذا مر قوم بقوم فسلموا
جیسی سلام کا جواب فرض کفاہ ہی چنانچہ زید بن وهب ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جب ایک جماعت ایک جماعت پر گذرے گا اور ایک شخص
منهم اجزاهم واذا رد واحد منهم اجزا عنهم واذا دخل واحد على جماعة قليلة يعهم سلام واحد يكفي سلام
اور میں سی سلام علیک کریں تو سب کو کافی ہی اور اگر ایک شخص جواب دے دی تو اوس کی طرف سے کافی ہی اور اگر ایک شخص چھوٹی جماعت کی پاس آوی تو سب کو ایک سلام کر ہی سب پر

صیغہ فلا یحسن ان یوضع ما وضع للرد موضع السلام وکما الاموات فلا یرد علیہم فیسئل فی حقہم السلام
اور عبارت سواچہا نہیں ہے کہ جو عبارت جواب کی نی ہی وہ سلام کہ اشتغال کریں اور مردوں پر تو جواب نہیں ہوتا یہاں کی حق میں سلام
علیہم بالصیغتين لما روی انہ علیہ السلام کان یسلم علی اهل القبور یقولہ السلام علیکم ود یا رقوم مؤمنین
علیکم ودو عبارت ہی برابر ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اہل قبور پر سلام علیکم اس عبارت ہی کرتی تھی السلام علیکم ملک قوم مؤمنین کی
ومن یسلم علی اہم یتعجب لہ ان یتکلم السلام بلسانہ لقد رتہ علیہ ویشیر بیدہ حتی یحصل الالفام فیسئل
اور جو شخص پہری کو سلام کری تو تعجب ہی کہ سلام زبان ہی کیونکہ اگر قدرت ہی اور ہاتھ ہی اشارہ کر دی تاکہ وہ مجھے جاوی اور یہ محقق جواب کا ہو
الرد ولولہ یجمع بینہما لا یتحقق الرد لیسئل علیہ اہم وازدان یرد علیہ یلزمہ ان یتکلم الرد بلسانہ لقد رتہ
اور اگر دونوں بات کو یکجا تو تحقق جواب کا نہیں ہی اور اگر پہرہ کو سلام کری اور یہ جواب دیا چاہی تو لازم ہی کہ جواب بانی ہی کیونکہ اس پر قادری

عليه ويشير بيده ليحصل الاقرباء ويسقط عنه الرد ولو سلم على اخرس فاشارة الاخرس بيده يسقط عنه الرد
 ودرم تپسی اشاره کردی تا کرده سمجھ جاوی اور اکی ذمہ سی جواب ارا ہو جاوی اور اگر کھلی کو سلام کیا اور
 لان اشارتہ قائم مقام العبارۃ ولو سلم عليه الاخرس بالاشارة يستحق الرد والنساء بعضهن مع بعض فی
 کیونکہ انکا اشارہ قائم مقام الہدی کی ہی اور اگر کھلی نے اشارہ ہی انکو سلام کیا تو وہ مستحق جواب کا ہی اور عورتیں عورتیں آپس میں سلام علیک کی باب میں

حکم السلام کا الرجال واما الرجل اذا سلم على امرأة فان كانت زوجته او جارية او كانت من محارمه فعليه بالرد
مانند مرد کی ہیں اگر مرد و عورت کو سلام کری اگر وہ عورت او کی بی بی ہی یا لڑکی ہی یا او کی کوئی محرم ہی تو اس کو جواب دینا لازم ہی
وان كانت اجنبية شابة لا يجوز لها الرد ويكون الرجل مفرطاً في السلام عليها ولكن المرأة ان سلمت على رجل فاذا
اگر لڑکی غیر جوان ہی تو اس کو جواب دینا جائز نہیں اور وہ مرد اس سلام میں بجا رہی اور ایسی ہی عورت اگر مرد کو سلام کری بہر اگر

كانت زوجته اوجاريت او كانت من محاربه او كانت عجزوا لا يخاف منها الفتنة فعليه الرد وان كانت مشابة بميل
وه او كى جور و يا نوذى يا اوسكى كوى محرم ي يا لى بى بى كه او سپر كچه غوث فتنه كا نهين تو مرد كى ذمه جواب لازم ي اور اگر ايسى جوان ي كه
ليها النفس بكرة له الرد وتكون المرأة مفردة فى السلام عليه واما الصبيان فالسنة ان يعلم عليهم لما روى عن
نفس كواوسكى طرف رجعت هوئى تو جواب دينا كرده ي اور عورت اس دم مين بجا ي ي اور نا بالغ بچون كو سلام كرنا مسنون ي اسنى كه نفس ي روت ي

فمن انہ مر علی صبیان فسلم علیہم وقال کان النبی علیہ السلام یفعلہ وفي سرایانہ علیہ السلام مر علی خدام
لہ وہ لوگون پر گدڑی توڑا کو سلام کیا اور کہا نبی علیہ السلام ہی کیا کرتی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام لوگون کی پاس آگئی
فسلم علیہم وکوسلم صبی علی بالغ فالصحب وجوبہم سلام لقولہ تعالیٰ واذا حییتم بتحية فحيوا باحسن منها واما
لوگون کو سلام کیا اور اگر نابالغ کا بالغ کو سلام کری تو صحیح یوں ہی کہ جواب دینا واجب ہی برائیں اس آیت کی اور جب شکوہ عادی کی کوئی تہمت ہی دعاوہی

ابتداء سے ومن اقتراف ذنب اعظم اولو یتب منه فیمنی ان لا یسلم علیہم ولا یرد سلامہم قال البرازی یسلم علی لاعب
 ریدہ صحتی لوگ اور جو بڑی گناہ کرتی ہیں اور اس گناہ سے توبہ نہیں کرتی تو سزاوار ہی کہ انکو سلام نہ کری اور نہ انکی سلام کا جواب دی بڑا کھتا ہی کلام کی
 شرط ہے عند الکامل لیشغله عن ساعۃ الرمد لا عندہما لان المجاہد بالفسق فی معتقدہ ولو محترہ لا یستحق الا کلام
 دیک شرط ہے باز کو سلام کرنی تاکہ دم بہر جواب دیتا ہو اس شرط سے باز رہی صاحبین کی نزدیک سلام نہ کری اسی کہ فاسق علی الاعمال اپنی معتقد میں اگر چہ جہاد

قال النووي فمن اضطرب الى السلام على الظلمة اذا دخل عليهم وخاف ان يترتب عليه في دينه ودينه ضرر ان لم يسلم
وسواء اعترفت كانهين هي اورنودى كستاي جو شخص ظلمون كوسلام كرتين لاجاسو جب اونكى پاس جاوى اور پيه در هر كذا كذا كوسلام نهين كرتا تو دين كا كيا دنيا كا
عليهم يسلم عليهم وينبى ان السلام اسم من اسماء الله تعالى ليكون المعنى ان الله عليك مرقب فيجازيكو بما
اونكو سلام كرتى اور پيه نيت كرتى كه سلام الله كا نام هي تاكه پيه معنى هو جاوين كه الله تمبارى او پر تمبارى اي سو كمو تمبارى لايح سزاو پيه

تستحقون وأما أهل الذمة فیکرم المسلم ان یسلم علیهم ابتداء لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام
 اور یہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ لوگ پہلی سلام کریں گے تو انہیں پہلی سلام کرنا چاہیے اور اگر پہلی سلام کرے تو انہیں پہلی سلام کرنا چاہیے
 قال لا تبدءوا لليهود والنصارى بالسلام قال قاضيان في فتاواه هذا اذا لم يكن للمسلم حاجة اليه وأما
 کہ یہود اور نصاریٰ کو پہلی سلام مت کرو قاضیان اپنی فتاویٰ میں کہتا ہیں یہہ اوس صورت میں ہی کہ مسلمان کی کوئی غرض نہ اٹلی ہو
 اذا كانت فلا بد ان یسلم علیہ ومن سلم علی من لم یعرفه فبان انه ذمی یستحب له ان یسترد سلامه فيقول
 اور اگر کوئی غرض ہی تو سلام کرین کہیں کچھ نہیں ہی اور اگر کسی کسی ناواقف کو سلام کیا ہو معلوم ہو کہ وہ ذمی ہی تو اس کو مستحب ہی کہ اپنا سلام واپس لے لے
 ثم علی سبیل انی ان عبد الله بن عمر سلم علی رجل فقيل له ان یهودی فنبعه فقال له ثم علی سلام
 پھر وہی میرا سلام کیونکہ روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے ایک شخص کو سلام کیا پھر کسی نے کہا یہ تو یہودی ہی پھر عبد اللہ نے اویسی بھی جا کر کہا میرا سلام واپس لے
 وأذا سلم ذمی علی مسلم ینبغی للمسلم ان لا یرید فی الرد علیہ علی قوله عليك ثم روی عن انس انه علیه السلام
 اور اگر ذمی مسلمان کو سلام کرے تو مسلمان کو چاہی کہ جواب میں اس میں کچھ زیادہ نہ کرے اتنا ہی کہ علیک کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
 قال اذا سلم علیکم اهل الكتاب فقولوا وعليکم قال الخطابی هكذا رویه عامة المحدثین وعليکم بالواو وكان
 جب اہل کتاب تنگو سلام کریں تو کہو وعلیکم خطابی کہتا ہی کہ عام محدث یہہ ہی روایت کرتی ہیں وعلیکم داویمیت اور
 سفیان بن عیینہ یرویہ علیکم بغیر الواو وهو الصواب إذ بغیر الواو یدر ما قالوه بعینه مرد ودا علیہم وبالواو
 سفیان بن عیینہ علیکم روایت کرتا ہی بدولن واو کی اور حق یہہ ہی ہی اسوٹی کہ بدولن واو کی جواب اہل کتاب کہتی ہیں بعینہ وہی اوپر مرد و ہوا اور
 یقول لا تشترک معهم والدخول فیما قالوه لان الواو حرف عطف یجمع بین الشیئین وقال الموطأ تفقوا علی لزوم الرد
 سی او کی ساتھ شرکت اور جوادہنر نے کہا ہی اس میں شامل ہونا ہو لیکن اس کی کہ واو حرف عطف ہی دو شئی کو جمع کر دیتا ہی اور نووی کہتا ہی سب علماء متفق ہیں
 علی اهل الكتاب لیکن لا ینکر السلام بل بدو نہ بان یقال وعلیکم بالواو وعلیکم بدو نہ بان اذ قد جاءت لا حادیت
 کہ اہل کتاب کا جواب دینا لازم ہی لیکن سلام کو ذکر نہ کری بلکہ بدو سلام کی اسطوریہ وعلیکم واوی اور علیکم بدولن واو کی اسطوریہ کہ حدیث میں واو کی ساتھ ہی
 باثبات الواو وحذفها واثباتها اکثر فعلى هذا ینکون فی معناها وجهان احدهما كونها للعطف والتشلیل لانهم
 تہی ہوا بدولن واو کی ہی اور واو کی ساتھ زیادہ ہیں اس کی معنی دو طرح ہیں ایک تو یہہ کہ واو سا طعہ ہو اور شرکت کی لہی کیونکہ
 کا نوایقولون للمسلمین السلام علیکم وقد فسر السلام بالموت فیکون المعنی نحن وانتم متساوون کلنا نموت والثانی کونها
 وہ کہ مسلمانوں کو یہہ کہا کرتی تھی السلام علیکم اور سلام کی معنی موت ہی اب یہہ مراد ہو ہی ہم اور تم موت میں برابر ہیں یہہ مراد ہو گی اور دوسری یہہ
 لا استیثنا للعطف والتشلیل فیکون المعنی ونحن نقول علیکم ما قلتم ولتستحقونه او ما تریدون بنا وقیل اذا
 کہ واو استیثنا کا ہوا اور شرکت کا ہوا اب یہہ مراد ہو گی اور ہم ہی کہتی ہیں تمہی جو تم کہتی ہو یہ جسکی تم لا بت ہو یا جو تم ہماری ہمت ارادہ کرتی ہو اور کوئی
 لم یکن منهم تعریض بالدعاء علینا ینکون اثبات الواو فی الرد علیہم دعاہم بالاسلام لکونه مدار السلام فی الدارین
 کہتا ہی اگر وہ نہایت میں ہم پر دعا کرتی ہوں تو جواب میں واو کی ہونی ہی او کی لہی اسلام کی دعا ہو گی کیونکہ دارین میں یہہ ہی سبب سلامتی کا ہی
 المجلس الخامس والثمانون فی بیان هجران اخیه المسلم فوق ثلثة ايام قال رسول الله صلى الله عليه
 پہلی سی مجلس بیان میں برادر مسلمان کو چھوڑ دینے میں زیادہ تین روز سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 وسلم لا یجل لرجل ان یهجراخاه فوق ثلث لیل یلتقیان فیعرض هذا ویعرض هذا وخیرهما الذی یبذل بالسلام
 حال نہیں ہی کسی کو اپنی ہمتی کو زیادہ تین رات سی چھوڑ دی کہی جب میں تو یہہ اوہ کو ہو جاوی اور وہ اوہ کو اور انہیں ایجاہ وہی جو پہلی سلام کری
 هذا الخریث من صلی المصابیہ مرآة سعد بن ابی وقاص وهو بمنطوقه یبدل علی حرفة هجران المسلم اکثر من
 یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی سعد بن ابی وقاص کی روایت سی اسکا منطوق دلالت کرتا ہی کہ چھوڑ دینا مسلم کا زیادہ

لثلاثة ايام واما حوزة هجرته فثلاثة ايام فاما يدل عليه بمفهومه لا ينطبقه فمن التزم بحجة المفهوم جازله
 تین روزی زیادہ حرام ہی اور تین دن تک چھوڑنا اجازت اسکی مفہوم ہی معلوم ہوتا ہی منطوق کا نہیں معلوم ہوتا ہی جو شخص مفہوم کو تحت انتہائی ہو کر
 ان يقول ان الادبی عجول علی الغضب وسوء الخلق فرخص له في الثلث لقلته ما حتى يذهب عنه ذلك الغضب
 جائز ہی کہ کسی بیشک آدمی کو غضب خطہ عادت ہی سو آپ فی تین دن کی اجازت دی کیونکہ مدت قلیل ہی تاکہ اسکا قصہ اوثر جاوی
 ولم یرخص له فیما فوق ذلك لکثرة فقوله علی السلام یلتقیان فمعرض هذا ویرخص هذا بیان کیفیت ہر انہما
 اور اس ہی زیادہ کی اجازت نہیں دی پیر مدت زیادہ ہی بہت جلد حدیث کا کہ طے ہیں پیر یہاں ہوا جاتا ہی اور وہ اوپر یہ چھوڑ دینی کی کیفیت کا بیان ہی
 وقوله وخیر الذی یبدأ بالسلام حیث علی ترک الہجران فانہ یزول بالسلام علی ما ذهب الیہ الجہول ولخصیص
 اور یہ جملہ اور انہی اچھا وہ ہی جو پہلی سلام کری رغبت ہی جدلی کی ترک پر کیونکہ موافق مذہب جمہور کی جہانی سلام ہی جاتی رہتی ہی اور خاص
 الاخر بالذکر یشرع بالغلبة والمراد به الاخر فی الدین دون القرابة بدلیل قوله علیہ السلام فی حدیث اخر لا یحل
 ان یزکوا ذکرا تغلیبا معلوم ہوتا ہی اور اس ہی ارادہ ہی برادر ہی قرابت کا مراد نہیں بدلیل ارشاد نبی علیہ السلام کی ایک اور حدیث میں کہ مسلم کو
 لمسلم ان یھجر مسلما فوق ثلاث لیل فافھما انک ان عن الحق ما دام علی صراطھا واطھا فیا یكون سبقتہ بالغی کفارۃ لہ
 حلال نہیں ہی کہ مسلم کو زیادہ تین رات سی چھوڑی رکھی بیشک یہ دونوں جب تک لڑتی رہیں حق سی مجروح ہیں اور انہی سی پہلی بازائی والی کو اسکی بقت ہی کافی
 وروی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال تعذر ابن ابی جحظۃ یوم الاثنين ویوم الخميس فغفر لکل عبد لا یشرب لیلۃ
 اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا پیر کو اور جمعرات کو جنت کی دو رازی کہلتی ہیں پیر ایک بندہ کہ اسکی ساتھی کچھ شریک نہ رہتا ہو بخشا
 شیئا الا رجل کان تبینہ و بین اخیه شعناء فیقال انظر اھذین حتی یصلحا و فی رواية انہ علیہ السلام قال یغفر
 جاتا ہی سوای اس شخص کی کہ او میں اور اسکی بھائی میں کینہ ہو پیر حکم ہوتا ہی ان دونوں کو کہ میں دو جب تک کہ صلح کریں اور ایک روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
 اعمال الناس فی کل جمعة مرتین یوم الاثنين ویوم الخميس فغفر لکل عبد مؤمن الا عبد ابینہ و بین اخیه شعناء
 کہ ہر ہفتہ میں لوگوں کی اعمال کا پیش ہوتی ہیں پیر کی دن اور جمعرات کی دن سو ہر ایک بندہ مؤمن بخشا جاتا ہی مگر وہ بندہ کہ او میں اور اسکی بھائی میں کینہ ہو
 فیقال اترکواھذین حتی یفیا والمراد بالجمعة ايام الاسبوع بدلیل انہ علیہ السلام یثبہ بقوله یوم الاثنين
 حکم ہوتا ہی انکو کہ میں دو جب تک طاقات کریں اور ہر جمعہ سی ہفتہ کی ايام میں اس میں سے کہ نبی علیہ السلام فی اسکو پیر کی دن اور
 ویوم الخميس علی طریق التعبد عن الشئ باخر جزئہ والشعناء العداوة والمعنی اترکوا مغفر لھما حتی یرجعا من
 جمعرات کی دن تقبیہ کیا جسطوریک شئی کا اخیر جز بیان کرتی ہیں اور شعناء کی معنی دشمنی کی ہیں اور میں پیر پیر اور اسکی شریک شریک
 العداوة الی الصداقة لان الاخوة الدینیة تقتضی الصداقة وتنافی العداوة فان "وعنین اخوة من حیث نفھم
 دونو دشمنی ہی دونو سیطیف او بن اسطی کہ دینی برادری و دوی کا تقاضا کرتی ہی اور عداوت کی برخلافہ ہی کیونکہ عام مؤمن بھائی ہوتی ہیں اسطی کہ
 ینسب الی اصل واحد هو لا یمان الموجب للحیوة الباقیۃ کما ان الاخوة من انہ منسب ینسب الی اصل واحد هو
 سببیک اصل شئی نسبت رکھتی ہیں یعنی ایمان ہی جس سی دائمی زندگی ہوتی ہی جیسی نسبی برادر ایک اصل سی منسوب ہوتی ہیں یعنی
 الاب الموجب للحیوة الغانیۃ فالاخوة الدینیۃ اقوی من الاخوة النسبیۃ لان الاخوة النسبیۃ اذا خلعت
 باب ہی جس سی حیات فانیہ ہوتی ہی سودی نسبی برادری ہی بہت قوی ہوتی ہی اسکی کہ نسبی برادری جب دینی برادری سے
 الدینیۃ لا تعتبر الا ترى ان المسلم اذا مات وكان له اخ کافر یكون ماله للمسلمین لا لایہ الکافر فعلی هذا یجب
 ہی تو اسکا کچھ اعتبار نہیں ہوتا دیکھتا نہیں کہ مسلمان اگر مر جاوی اور اسکا بھائی کافر موجود ہو تو اس مسلم کا مال مسلمانوں کو ملیگا کافر بھائی کو نہیں ملیگا
 علی المسلم ان یرک ما ینافی الاخوة الدینیۃ الموجبۃ للصداقة والمرایۃ للعداوة لما روی عن ابی ہریرۃ علیہ السلام
 کی موافق مسلمان ہر جا جب کہ مخالفت دینی برادری کو ترک کری جو دوی کو واجب اور دشمنی دور کرتی ہی کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

فقد احدث قدسك الطين من شارب المسلمين فلا تصلي لتعلم العلم و هجر ابن عمنا له الى ان طارقه اصل
 طوفى لبيبي بن سوتوفى برادر دل گامی کی ملازمت کی شایع عام میں سے لید آتوہ ابن عم سکاہانی کی نہیں ہی اور ابن عمر بنی ابی بنی کو عربی دوم تک چھوڑی رکھا اور
 ذلك ان من وقف على منكر ولم يستطع ان ينكره بيده ولسانه واعلم ان يظن هذا كل الانكار يلزمه ذلك
 اصل کی بیہمی کہ جسکو کوئی امر یہ معلوم ہوا اور انتہ اور ذہانتی منع نہیں کر سکتا اور یہہ ہو سکتا ہی کہ بیزار کی علامت ظاہر کری تو اوکو بیہمی لازم ہی
 اذ لا ينبغي للمؤمن ان يترك احدا على منكر لقربته او لصداقته ومودته فان صداقته ومودته يوجب له ان
 اسکی کہ مومن کو یہ چاہا نہیں ہی کہ کسیکو امر منکر پر بسبب لگا کہ قربت یا صداقت اور مودت کی سبب دی کیونکہ صداقت اور مودت کا تو حق یہ ہی کہ کوکو
 ينظر اليه بنظر الرحمة ويرى اقداره على المنكر مصيبة على نفسه ويكون مفتاح حزينا من تعرض لعقاب
 نظر رحمت سی دیکھی اور اسکی منکر میں مبتلا ہونی کو اپنی حال پر مصیبت سمجھی اور عجیب اور حزن ہونی کہ یہ اب خطاب الہی میں
 الله تعالى ويقصد تخليصه منه بالانكار عليه اذ ليس من مقتضى الرحمة له ترك الانكار عليه وعدم التعرض
 گرفتار ہوا اور بیزار ہو کر اسکی بچائی کا قصد کرے رحمت کا یہ نہیں ہی کہ اس کا دل سے بیزار ہو اور اسکو منع نہ کرے
 له بل من كمال الرحمة له الانكار عليه ومنه الى المنهج القوي والصراط المستقيم والانتقال صداقته
 بلکہ یہ بیزار ہی اور طریق درست اور راہ راست پر لانا اسکی حق میں کمال رحمت ہی اور نہیں تو قیامت کی دن یہ ہی دوستی
 عداوة يوم القيمة كما اخبر الله تعالى عن ذلك وقال الاخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين فان كل
 دشمنی ہو جاوے گی چہ خیر اللہ تعالیٰ اسکی خبر دیتا ہی فرماتا ہی جتنی دوست میں اوسدن دشمن ہو گئی مگر جو میں دروادی بیٹھ
 واحد من الاخلاء الغير المتقين يقول في ذلك اليوم يولتي ليتني لم اتخذ فلانا خليا لليت بيني وبينه بعد
 یک دوست ناہر ہیز گار اوس روز کی کا خرابی میری کا شکی میں فتویٰ کو دوست نہ کرتا کا شکی میری اور اسکی بچھین مسافت مشرقین کی
 فصدق الانسان من يسعي في عمارة اسرته وان كان فيه ضرر الدنيا وعده من يسعي في خسارة اخرته وان
 ہوتی پس آدمی کا دوست وہ ہی ہی جو آخرت کی رستی میں کوشش کری اگر چہ اس میں دنیا کا نقصان ہو وی اور دشمن وہ ہی جو آخرت کو خراب کر دی اگر چہ
 كان فيه نفع لدنياه وقد قال الله تعالى وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان ولا تشكوا
 اوس میں دنیا کا فائدہ ہو اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی مدد کرو نیک کام پر اور ہر ہیز گاری پر اور بد و نیکو گناہ پر اور بلائی پر اور بیشک جسنی
 رأى اخاه المسلم على منكر ولم ينهه عنه فقد اعانته عليه بالتعليق بدنه وبين ذلك المنكر وعدم الاعتراض عليه
 کسی برادر مسلمان کو بری کار پر متوجہ دیکھا اور منع نہ کیا تو بیشک اسکی امداد کی کہ اوکو منکر پر قائم نہ کیا اور اعتراض نہ کیا
 وروى عن ابی هريرة ان رجلا يتعلق برجل يوم القيمة وهو لا يعرف فيقول له مالک تتعلق بي وماريتك قط فيقول
 اور ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ ایک شخص ایک شخص کا قیامت کی روز دامنگیر ہو گا اور وہ اسکو بچاتا ہو گا وہ کہی گا تو کون ہی جھکو برائی میں ہی جھکو
 بل قد رأيتني يوما على منكر فلم تغيره وروى عن ابن عمر رجلا يومئذ به الى الناس وروى عن رجلين
 کہی نہیں دیکھا وہ کہی گا تو ہی بیشک جھکو ایک روز منکر پر دیکھا اور منع نہ کیا اور ابن عمر سے روایت ہی کہ ایک روز خدا حکم ہو گا اور اسکی جہنم میں کو ہی ہو وہ عرض کری
 صالنا فيقال لهم انتم تمارون انتم تمون فيقولون لا فيقال اذهبوا به الى النار وهذا امر خطر قلما يقع السلامة
 ہائی کیا خطا ہی جواب ہو گا کہ تم اوسکو امر کرتی ہی کہ تم اوسکو منع کرتی ہی وہ کہی گا یہاں پر حکم ہو گا کہ اوکی ساتھ ہیشیہ دن کو اور میں یجاوے ہر ہر شکری
 عنه لان كثير من المنكرات تظهر في كل زمان فلا تغير بل يقيم السكوت عنها لا يستيناس النفس بها ولا ذلك قال النبي
 اس کی کہ بچا جاتا ہی الہی کہ ہر زمانہ میں منکرات کی کثرت ہی اور مانعت نہیں ہوتی بلکہ چپ ہو رہی ہیں کیونکہ نفس کو منکرات کی محبت ہی الہی ہی نہیں
 في حديث رواه ابو سعيد لا تصاحب الا مؤمنا ولا يأكل طعامك الا تقي فانه عليه السلام حذر المؤمن في هذا الحديث
 فی قرآن ایک حدیث میں کہ ابو سعید کی روایت سی ہی پاس مت بیٹھ سوا مؤمن کی اور کھا نا مت دی سوا ہر گاہ کی بیشک علیہ السلام اس حدیث میں مؤمن کو

التي يجب تجنبها عما عداها ان كل ظن لم يظهر له علامة صحيحة ولم يعرف له سبب ظاهر فانه حرام
 ودوسري قسم سي انك بوجاهة من جهة ان كل ظن لم يظهر له علامة صحيحة فانه حرام وهو ايضا حرام
 واجبا لاجتنابه ذلك اذا كان المظنون به ممن يشهد منه الخير والصلاح في الظاهر فظن الشر والفساد به
 واجب الاجتناب به اي اور يده جب اي كه جسكى حق مين گان بديا هي ده ايسا شخص هو كه
 حرام بخلاف من اشتهر بين الناس بتعاطي الريبة والمجاهرة بالمعاصي فان حسن الظن به لا يجوز اذ للظن جازما
 كان شر او فسادا او كسب من حرام اي بخلاف ايسا شخصي جو دكون مين فريب بار مشهور اور گن هول مين ظاهر ميثل هو ايسكي حق مين نيگ گنا جايزه مين اي كه
 الاولى ان يقع في القلب شيء ويعرف ويقوى بوجه من وجوه الامارات فيجب الحكم به لان اكثر احكام الشرع مثبتة
 كان كي دوحا مين يهي بهر كر دليين كچه خيال آوى اور معلوم هو اور كسي طرح كي فشا مي توي هو حاوي توي او سپر كچه گنا جايزه مي داسلي كه اكثر شرعي احكام غلبه ظن پر
 على غلبة الظن كالقياس وخبر الواحد وغير ذلك من قيم المتلفات وامر بش الجنايا والحوالة الثانية ان يقع في النفس
 ميني مين جيسي قياس اور خبر واحد اور سوار اسكي جيسي قيمت تلف كي هو مي چيزون كي اور خطا دل كا تاوان اور دوسري حالت مين هي كه نفس كي اندر
 شيء من غير دلالة على كون ذلك الشيء اولي من ضده فلا يجوز الحكم به بل هو مخفي عنه لقوله تعالى يا ايها الذين آمنوا
 كوني من غيره آوى بدون ايسا دلالت كي كه اسكي بهر اي جانب ضده مي اولي چيو كه او سپر حكم جايزه مين اي بلكه بهر ممنوع مي اس آيت مي ايمان والو
 اجتنبو اكثر من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا يغتب بعضكم بعضا فانه تعالى قد نهي في هذه الآية عن
 بچي رهو بهت تهمتين كرتي مي مقرر بعضي تهمت گناه مي اور بهر نه طولو كسيكا اور بدنگهوي بهر بهر اكر بهر سكو بديك الله تعالى في اس آيت مين بدنگا
 الظن السيئ ثم عن التجسس ثم عن الغيبة لان اول ما يقع في قلب الانسان الظن السيئ ثم يجتلب الى التجسس ثم يشرع
 مي مانعت كي بهر تجسس مي بهر غيبت مي منع كيا كيوكه بهر جواسنان كي دليين آتا هي توبه گاني بهر او سكو تالاش كي حاجت پڑي هي بهر غيبت
 في الغيبة وسبب تجريم ظن السيئ ان اسرا الانسان لا يعلمها الا الله تعالى وليس لاحد ان يعتقد في غيره سوء الا اذا
 كرتي شروع كرتا هي اور بدنگا كي حرمت كا بهر سبب هي كه آدمي كي دل كي بات خدای جانناي اور سكو جايزه مين هي كه اور سكي حق مين اعتقاد بدنگا كرتا
 انكشف له حاله بوجه لا يحتمل التأويل فعند ذلك لا يمكن ان لا يعتقد فيه ما علمه منه باامرة ومشاهدة بعينه
 او سكا حال ايسا وجيبي ظاهر هو حاوي كه تاويل كي گنجائش نه مي اس مين مين بهر سكا كه او سكا اعتقاد نه كرتي جو كه علامت مي معلوم كيا اور انكهنسي ديكا
 ولهمع باذنه واماما لم يعلمه باامرة ولم يشاهده بعينه ولم يسمعه باذنه بل وقع في قلبه من غير سبب ظاهر فهو مشو
 او سكا لوس مي سنا اور جيك نشان مي معلوم مين هو اور نه انكهنسي ديكا اور نه كا لوس مي سنا بلكه بي سبب ظاهر خود بخود دليين خيال آليا توبه ايسا خظه مي
 القاه الشيطان في قلبه فينبغي له ان يكتف به لانه افسق الفاسقين وقد قال الله تعالى يا ايها الذين آمنوا ان جاءكم
 كه شيطان في دليين والظن تو چا مي كه اسكو جو بهر ماني كيوكه شيطان بڑا مي فاسق هي اور الله تعالى فرماتا هي اي ايمان والو اگر آدمي تم پاس
 فاسق بينيا فتبينوا ان تصيبوا قولا بجهالة فتصبوا على ما فعلتم لئلا من تروى في سبب نزول هذه الآية انه عليه الصلوة
 ايك گنهگار خبر ليكر تو تحقيق كر دكهن جان نه پڑو كسي قوم پر ناداني مي بهر كل كو گواهي كي پر چچا تي شان نزول اس آيت كي يون مروى هي كه نبى عليه السلام في
 والسلام بعث وليد بن عتبة مصدقا لى بنى المصطلق فلما سمعوا به استقبلوه فحسب انهم مقاتلوه اذ كانت
 وليد بن عتبة كو صدقات كي او كهاسي كو بنى المصطلق پاس بهر چا جاب نهو في بهر سنا تو اسكي پيشوا مي كو نهي اوسى جانا لرتي آتي مين كيوكه
 بينه وبينهم عداوة فرجع وقال رسول الله عليه السلام انهم امرتوا فامنعوا الزكاة فها هو رسول الله عليه السلام
 اوسين اور اوسين دشمني چلي آتي بهي سوا سي اگر رسول الله صلى الله عليه وسلم مي عرض كيا كه ده توبه مرتد بوگي اور نكوه ندي بهر رسول الله صلى الله عليه وسلم مي
 بقتالهم فنزلت هذه الآية لبيان وجوب الاحتراز عن الاعتماد على قول الفاسق لان من لا يخاف الفسق لا يخاف الله
 او بهر جهاد كا اهتمام كبات بهر آيت اور تري اس بيان كي لمي كه فاسق كي بات بهر بهر دسه كرتي مي احتراز واجب هي كيوكه جو فاسق مي بهر مين كرتا جو فاسق

الذي نوع منه بل يربط القلاء الفتنة بين الناس وفيها فلاة على ان يفعل شيئا بجماله من غير ان يتعمق حقيقة
 كونه في كبره قسم كاشق في بكرة لكون من قسمة جملته يا جاشق اي اوراسمين بينه دلالت على كونه شخص كوي عمل جهالت سي بدون سمج حقيقت حال في
 الحال يصير نادما البتة ولو بعد زمان والندم هم ذاتهم على ما وقع مع ثني انه لم يقم وقال بعض العلماء المراد بالظن
 كونه شيا في بالظن ووه شر سار هو تاي اگر چه كچه بدت كي بعد اور شر ساري ايك دائمي غم اي كدرى هو تاي بات پر اسر اسيد مين كه كاشق سيستاهوتى اور بعضى علماء كوي
 الواقع في الآية والحديث التهمة كمن يتهم بالفاحشة او بشر الخمر او نحو ذلك ولم يظهر عليه ما يقتضى ذلك فان
 من ملو ظن سي حقيقت اور حديث مين هي تهمة ليني هي جيسي كوي فاحشة كي يا شراب خوري كي يا مثل اكي بدون ظهور علة مثبت كي تهمة ككاري ميشك
 من حكم بالظن على غير ما بشر ببعثه الشيطان على ان يطول فيه اللسان بالغيبة والبهتان او يقتصر في القيام
 جو شخص كان سي غير برياني كايقين كجاي تو او كوشيا او بهد تاي كه او كي خيبت اور بهتان مين زبان درازي او كي بداه حقوق مين قصور اور عرت مين فتور كوي
 بحقوقه او يتوفى في الكرامان ينظر اليه بعين الاحترار ويرى نفسه خيرا من وكل ذلك من المملكات ولذلك منع
 كه حقات كي انكبه سي ويكي اور اينى آب كويون سي بهتر سمجي به تمام اطوار مملكت مين اور اسى نبي نبى عليه السلام في تهمة كي جكه جاني سي منع كيا هي
 النبي عليه السلام من التعرض لموضع التهم فقالوا اتقوا مواضع التهم حتى انه عليه السلام احتراز من ذلك آذره
 فرماي هي بختي بهر تهمة كي جكه سي بيان شك كه نبي عليه السلام في اس سي خود احتراز فرماي هي
 عن علي بن الحسين ان صفية بنت يحيى قالت ان النبي عليه السلام كان معتكفا فاتيته فتحدثت عنده فلما انصرفت
 علي بن الحسين را روايت هي كه صفيه بنت يحيى كهي هي كه نبي عليه السلام مستكف تقي مين او كي پاس اگر باتين كرتي كي جبين ولسي جلي توبه غير عليه السلام
 قائم ومشى معي فخر جلان من الانصار فسلما ثم مضيا قد عاهل النبي عليه السلام فقال انها صفية بنت يحيى فقال
 ميرى ساهت جلي امين و شخص انصاري انكي اور سلام ككر چلي پر نبي عليه السلام في او كولو ككر فرماي به صفيه بنت يحيى تهي ان دروون في عرض كيا
 يا رسول الله ما ظن بك الاخير قال ان الشيطان يجري من ابن ادم مجرى الدم والى خشيت ان يدخل عليك ما فانظر
 يا رسول الله ككواي پر سوي خيمه كي چكره كان بهين هي آپ في فرماي شيطان آدمي كي اندر ايسا پير تاي جيسي لو بهر اور بگو خوف آيا مباد انهم دخل كر جاوي اب ويكيه
 انه عليه السلام كيف اشفق عليه ما بل على جميع الامة وعلمهم طريق الاجتناب عن التهمة حتى لا يتساهل العالم للعرف
 كه نبي عليه السلام في او پير كيا شفقت فرماي بلكه تمام امت پر اور او كوتيهت سي پياو كا طريقه سكدا ديا تاكه كوي عالم جوصالح مشهور بهر
 بالصدقة في حاله ويقول لا يظن بمثل الاخير عجا بالبنفسه فان من كان من المؤمنين اور مع الناس واقفهم واعلمهم
 اپي احوال مين سهل ككاري كرتي كه اپي عجب مين بهر كهي نكي كه مجرسي شخص مين سوي خيمه كي كب بدگاني هو كهي هي اهل كوي كيا هي مؤمن سبي براه بهر
 لا ينظر اليه الناس كلهم بعين واحد بل ينظر اليه بعضهم بعين الرضى وبعضهم بعين السخط فعلى هذا يجب على المؤمن
 اور پراستق اور پرا عالم هو توي هي تمام خلقت او كوايكه لظري نسين ويكيه بلكه بعضى او كوايكه اعتقاد كي نگاه سي ويكيه مين اور بعضى غصه سي اس بلان كي موافق مؤمن پر
 الاحتراز عن مواضع التهم لئلا يتهم الناس بالمنكرات ودليل كون الظن بمعنى التهمة في الآية والحديث وورد النهي
 واجب كي تهمة كي مقام سي احتراز كرتي تاكه لو ككر منكرات سي بدنام ككرين اور اكي دليل كه ظن جو آيت اور حديث مين هي تهمة كي معنول مير هي دارد هو تاي هي
 بعدا عن التجسس فان الانسان قد يقع له خاطر التهمة ابتداء فميريد ان يتجسس ليتحقق ما وقع له من خاطر
 بعدا وكي تجسس كي كوي كوي كي لين بعضى وقت پيلي تهمة كا خطر آتاي پر وكي تلاش پرتي هي تاكه جو خطر تهمة كا واقع هو اي ثابت هو جاوي
 تلك التهمة لان التجسس من شرت سوء الظن فان من وقع في قلبه خاطر لا يقنع بالظن بل يطلب التحقيق
 كي كوي تجسس بگاني كا پيل بهر تاي ميشك جكي دليين كچه خطر آتاي تو او سپر اكفا نهين كيا كرتا بلكه تحقيق كي لني
 فيشتغل بالتجسس فنهى الله تعالى ورسوله عن التجسس وهو البحث عن عيوب الناس وطلب الامار المعقولة لها
 تجسس مين لك جاتا هي سوا الله تعالى اور او كي رسول في تجسس كا مانعت كي باو تجسس لوكون عيوب بيان كرتي اور ايسى نشانيان تلاش كرتي جسي يقين كا

في صداقة الجبان لانه يترك قصره ترك واثامك عند الشدة ويجوفك بل يحتفي ويغيب عنك والسادس ان الوفاء اذ
 دوستي من كچه فانه نهين هي كيو كچه غوف او سختي كي وقت تيري نصرت اور اعانت سي ميشه هي كا اور چكو ردا وكجا بكه چي كچه ثاب هو جا چي چي وفا سوسطي
 لاخري صداقة من لا وفاء له ومعنى الوفاء الثبات على المحبة والدوام عليها والمحبة الدائمة هي التي تكون في الله لان
 يوفائي دوستي من كچه فانه نهين هي اور معني وفا كي محبت پر قائم اور داييم رهنا اور دايي محبت وه هي هوي في جو خدا كي واسطي هو اسلي
 ما يكون لغرض من لا غرض يزول بذكر الغرض فلا يتحقق الوفاء لان ما ينافي الوفاء لا يكون من الوفاء فمن الوفاء في
 كچه محبت كسي غرض كي واسطي هوي في تو جب غرض نكجائي هي محبت هي هوي يني هي پير وفا كهان كيو كچه جو وفا كي برخلاف هوده وفا من داخل هوي پير اي وفا
 حق صدق بقره مراعاة جميع اصدقائه واقارب به والمتعلقين به لان مراعاتهم اوقعه في قلبه من مراعاة نفسه فيكون
 واري دوست كي بهر هي هي كا او كي تمام دوستون اور سكي سودهرون اور علاقه دارون كي رعایت كرى كيو كچه ان لوكون كي رعایت او كي دين بهت جكه كرتي هي بنيت
 فرجه بتفقد من يتعلق به اكثر لانه على تقدير الحسنة الى من يتعلق به حتى قالوا ان الكلب الذي يكون في باب طر صدق
 اپني رعایت كي پير او كي خوشي او كي متعلقون پر رعایت كرتي سي زياده تر هو كي كيو كچه اسكي معلوم هوتا هي كا او كي محبت بڑه كيو كچه چي چي هي سايه كچه كرتي هي كيو كچه دوست
 ينبغي ان يتخير في قلبه عن سائر الكلاب فمن الوفاء ان لا يصادق احد صدقة اذ قال الامام الشافعي اذا اطاع صدقك عدوك
 دروازي پر هو چا چي كي دين وه هي بنيت اور كتون كي تميز هو پير وفا داري بهر هي كا دوست كي دشمن سي دوستي كرى كيو كچه امام شافعي كرتي هي بنيت اور دوست تيري دشمن
 فقد شاك في عدوك ومن الوفاء ان لا يتغير حاله في التواضع مع صدق يقيم وان ارتفع شأنه واتسعت ولايته وعظم جاني
 فرمان بر دار هو تو دوست تيري دشمن من شريك بن اور ليك وفاداري بهر هي كا دوستي تواضع كر تيمم حل نه بدل جاوي اگر چي شان بلند اور ولايت فراخ اور مرتبة عظيم
 ومن الوفاء ان يتوسع عما يوجب الفرقه بينهما اذ من تمام الوفاء ان يكون شديد الجزع من المفارقة وتلك قال بعض السلف
 اور ايته وفاداري بهر هي كا اسباب فرقت سي خوف كا بهر اسلي كچه پير وفا دوستي بهر هي هي كا مفارقت سي بهت دوتا هو اور اسهي لي بعضي متقدمين في كهاري
 وجعل جميع مصيبات الزمان هبة سوا مفارقة الاحباب قال ابن المبارك ان الاشياء محال الستة الاحباب ومن الوفاء الموافقة
 من زانه كي تمام مصيبتون كو سهل يا تا بهن بجزه اسوي دوستون كي لوا بن مبارك كرتي هي بن بڑي مزه دار چيز دوستون كي دشمني هي اور ليك وفاداري بهر هي كا
 فيما لا يخالف الحق واما فيما يخالف الحق في ما يتعلق بالدين فليس من الوفاء الموافقة فيه بل من الوفاء المخالفة فيه والتبعية صلى الله عليه وسلم كما
 جو حق كي برخلاف هوي او من باهري او درهي وبات جو دينيات من حق كي برخلاف هو تو دوستون رفقت كرتي وفا در كنهين هي بلكه اب مخالفت من اور حق كي جتنو في بن وفا
 حكى عن الامام الشافعي انه يواخي محمد بن الحكم وكان يعمر به ويقبل عليه ويقول ما يقيم عجز غيره فلما ارى الناس صدق
 واري هي چي چي امام شافعي سي حكايه كرتي هي بن كده محمد بن الحكم سي الفت برادرانه ركعتي هي اور او سكو پاس بيها في اور او كي پاس جايا كرتي اور كرتي هي كچه بجز مصر من اسكي سوكو هي بن
 مود قفا ظن انه يغوص اليه امر مجلسه بعد وفاته فقالوا له في مرضه الذي توفي فيه الى من تفوض امر مجلسك بعد ذلك
 جابون في صدق موت اسقدر وكها تو خيال كيا كيا اي وفات كي بعد اچي مجلس خليفه اسهي كوكري سوكوكون في اول سي عرض الموت بن پوچيا اي بعد وفات مجلس كي كچه تقريظ سوكو
 وكان محمد بن الحكم عندئذ له واستشعر اليه اليه فقال الشافعي سبحان الله يجلس مجلسه ابو يعقوب البوطي وقال اصحابه
 اور او وقت محمد بن الحكم هي سرائي كهي هي سوامني هوي تاكه او كي طرف اشاره كردن تب امام شافعي في كهاريك هي اندميري جكه ابو يعقوب البوطي يني اور شافعي كي تمام شكارو
 الى البوطي فانكر له محمد بن الحكم مع انه كان حمل عنه من هبة كله الا ان البوطي كان افضل واقرب الى الزهد والورع فان بعض
 بوطي كي طرف توجه هو سوكو محمد بن الحكم كچه بات برى لگي با وجو كذا انسي تمام نه سوكو كها تا مگر بوطي افضل اور بڑا زاهد اور متورع تبا بيشك بعضا شخص
 من يشتهر بالعلم والفضل بين الخلق قد يكون غيه افضل منه اياه طلقا او بخصوصية فيه لكن لا ينطق ذلك كثيرا من الناس
 جو ظن كي الله علم افضل من مشهور هو چي ناي بختي وقت امر شخص اسهي افضل بر كا تا ي يا هر باب من ياكسي خاص امر من بكن سبات كا كثر لوگ سمجها نهين كرتي
 فيعرفون عن غير مشهوره ويشتهرون به المشهوره عند هم فيفوزهم اخصيل فضيلة من ليس مشهوره عند هم فتصلح الامام الشافعي
 توابع مشهور كچه چو نهين مشهوره تو تا ي اور متورع هوي تا ي من سوامني او سوكو فضيلت متورع تا ي سوامن شافعي في واسطي اسكي اور سوامن او سوكو

الله تعالى والمسلمين واختاروا الفضل وتوكلوا الله ولم يؤثروا على رضا الله تعالى فلهذا اولا
 منعت كل شيء غير خدای کی اور افضل کو پسند اور غلطی کو ترک کیا اور خلقت کی رضا مندی اس کی رضا مندی پر اختیار کی پر جب امام شافعی نے وفات کی
 الشافعی انقلب محمد بن الحکم عن مذہبہ ورجع الی مذہب ابیہ ودرس کتب مالک واما ابو یوسفی فانہ الزہدی
 ترجمہ بن الحکم او کسی مذہب سے پہر کر اپنی باب کی مذہب پہر گیا اولام مالک کی کتابوں کا درس شروع کیا اور ابو یوسفی زہد اور غوث لیکر عبادت میں
 الخوی و انتغل بالعبادة وله یحبه الجمع والجلوس فی الحلقة فظهر من هذا کلامه ان الصالح للصدقة من یجتمع فیہ
 مشغول ہوا اور او کو جماعت کا ہونا اور طبقہ میں بیٹھنا پسند آیا اس نام بیان ہی ظاہر ہوا کہ دوستی کی لائق وہ ہی ہیں جن میں یہ فصلتیں جمع ہوں
 هذه الخصال فان لم یجتمع فیہ هذه الخصال فعلیک باستئصال الناس جملة ولا مزنة بیعتک اذ لیس للعاقل فی
 پہر اگر آدمین یہہ خصال جمع نہ ہوں تو پہر تمام خلقت سے الگ ہو کر اپنی قوم کے اندر بیٹھا رہ اسلی کہ عاقل کو
 هذا الزمان الا التخصن بالسکوت ولا مزنة الی بیت وقد قال ابو سلیمان الخطابی رحمہ اللہ غلبت عنہم اغتصابک من لیس
 سوائی خاموشی کی اور کھرمین بیٹھ رہے کی کوئی پناہ نہیں ہی اور ابو سلیمان خطابی کہہ چکی ہیں جو اپنی ہنشینوں اور شاگردوں کو
 فلیس لکم صدیق ولا رفیق الا ان العالین واعداء السیخ الفکر مدحک واذ غلبت عنہم اغتصابک من لیس
 کہ انہیں نہ تیرا کوئی دوست ہی اور نہ رفیق ظاہر کی ہوائی ہیں باطن میں دشمن جب میں تعریف کریں اور جب تو اوسے غائب ہووی تو غیبت کریں برا کہیں
 منهم کان علیک رفیقیا واذ اخرج من عندک کان علیک خطیبا فلا تغتر بالجة عہم لمدیک ومملقہم یدیک
 او نہیں ہی جو تیری پاس آتا ہی تو تیرا رفیق ہوتا ہی اور جب تیری پاس ہی چلا جاتا ہی تو تیری بدگوئی کرتا ہی سو یہہ فریب نگہا نا کہ تیری پاس جمع ہوتی ہیں اور تیری سائی
 فاغرضہم العلم بل غرضہم ان یقننک سئل الی او طارہم وحامرا فی حاجاتہم وان قصرت فی غرض من اغراضہم
 غرضہم کہتی ہیں سو او کی غرض علم نہیں ہی بلکہ او کی غرض یہہ ہی کہ تجھ کو اپنی حاجات کا لینہ اور اپنی بوجہ کا گدہا بار بار دہرائیں اور اگر تو نے او کی کسی غرض میں ذرہ قصور کیا
 یكونن اشد اعداءک وبعثن تردہم الیک مئة علیک ویرونہ حقا واجبالدیک ویرضون علیک ان تبذل
 تو پہر وہ تیری بڑی ہی دشمن ہیں اور اپنی آمد رفت کو تیری اوپر احسان جتلا دین اور او کو تیری اوپر حق واجب سمجھیں اور خواہش کریں کہ تو اپنی
 لہم عرضک و دینک وتكون لهم تابعا خسیسا بعد ان کنت متبوعا ثقیلا وقد مری عن ابن عمر انه علیہ السلام
 کہو اور دین او کی ہی کہو دی اور او کا اولی فرماں بردار بن کر رہی بعد اکی کہ تو حاکم اور سر دار تھا اور ابن عمر ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا
 الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ واقبا یكون الشیخ فی قومہ کذلک لانه یعلم دینہم کما علم کل نبی امتہ دینہم وصرح فی
 کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہی کہ نبی اپنی امت میں اور شیخ اپنی قوم میں اس رتبہ پر اسلی ہوتا ہی کہ او کو دین سکھاتا ہی جیسی نبی اپنی امت کو دین سکھاتی ہی اور شاگرد پر استاد
 المتعلم فی حق من علمه خیرا ولو حرقوا واحد ان یحترقہ ظاہر وبالہا لکونہ مثل ابیہ بل هو ولی لما روی عن ابی ہریرۃ انه
 کہ خیر سکھاتا ہی ہوا کہ جب ایک حرف بتایا ہو یہی کہ ظاہر و باطن ہی اوسکی عزت کری کیونکہ بجای باپ کی ہی بلکہ بہتر اسلی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی
 علیہ السلام قال انما انالکم مثل الولد لولدہ وفی حدیث اخر انه علیہ السلام قال خیر الالباء من علمک وسبب ذلك
 علیہ السلام فی فرمایا میں تمہاری لئی ایسا ہوں جیسی کہ بیٹی کی لئی باپ اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا اچھا باپ وہ جو تجھ کو علم سکھادی وجہ اکی یہہ ہی
 ان المعلم یقصد الانقاذ من النار لاخرة وهو اہم من انقاذ الابوين لولدہما من نار الدنیا وکذلک کان حق المعلم اعظم
 کہ استاد آخرت کی اگ سی بچاتا ہی اور یہہ مقصود تری اس کی کہ استاد اپنی اولاد کو دنیا کی اگ سی بچاتی ہیں اور ایسی ہی استاد کا حق ہی باپ کی حق سی
 من حق الوالدین فانہما وان کانا سببین للوجود والحیوة القانیة لکن لولا المعلم واقادۃ ما هو سبب للحیوة لاخرة
 بڑا ہی کیونکہ باپ اگر چہ سبب وجود اور حیات فانی کی ہیں لیکن اگر استاد اور اوسکی فائدہ دینا ہی تو ان کی حیات اخروی دائمی حاصل ہوتی ہی
 لثمة لساق ما حصل من جهة الی الهلاک الدائم انہ لما کان مثل الاب یلزمہ ان یجری المعلم ہجرک ابنہ ویشتق
 تو یہہ نیک جو باپ کی جیت سی حاصل ہوا ہی فردم کہ ہلاک کر دیتا پہر جب استاد بجای باپ کی ہوا تو او کو لازم ہی کہ شاگرد کو بجای بیٹی کی سمجھی اور سپر شفقت کری

عليه ومنعاه عن تجاوز مرتبته الى مرتبة لم يستحقها ولم يحجها وانما ويبين له ان المقصود من العلم بتحصيل سعادة
 اور ایسا مرتبہ یعنی سی جساوہ اپنی مستحق نہیں ہے اور اسکا اپنی وقت نہیں آیا مشعر کی اور اس کی بیان کر دی کہ علم سی سعادت اخروی مطلوب ہوتی ہے
 الاخرة لا غلب الرياسة والمفاخرة كما حكي ان ابا يوسف لما عقد مجلسا للتدريس من غير اعلان ابى حنيفة ارسل
 ریاست اور عزت مطلوب نہیں ہوتی چنانچہ حکایت ہے کہ ابویوسف نے جب مدرسہ بدولہ اطلوع امام ابو حنیفہ کی تخریر کیا تو امام فی اونی پاس آدمی بھیجا
 اليه ابو حنيفة رجلا ليشله عن حدة مسائل من جملتها ان له سالة عن قصار جمل الثوب ثم جاء به مقصور اهل يستحق
 تاکا وئی چند مسئلہ پر چہ آدمی اور میں ایک یہ مسئلہ پر چہ ایک دہوئی ہی کچھ کا منکر ہو گیا پھر دہو کر لی آیا تو آیا وہ اجرت کا مستحق ہی
 الاجرام لا فقال ابو يوسف يستحق فقال الرجل خطأت فقال لا يستحق فقال خطأت فتعجب ابو يوسف فقال الرجل ان كانت
 یا نہیں ابو یوسف فی کہا مستحق ہی اوس شخص کا غلط پھر کہا مستحق نہیں پھر اوس شخص کا غلط پھر ابو یوسف حیران ہوئی تو اوس شخص فی کہا
 القصارة قبل المحذور يستحق ولا فلا وهكذا الخطاه في كل ما جاب من سائر المسائل فعلم ابو يوسف قصورة فعاد الى
 اگر انکار کر فی سی پہلی دہو چکا ہی تو اجرت کا حق ہی اور نہیں تو میں اس طرح تمام مسائل کی جواب میں غلطی پکڑی اب ابو یوسف اپنا قصور یا گئی پھر امام پاس
 ابی حنيفة وحين جاء قال له ابو حنيفة ما جاء بك الا مسألة القصار فانك مزببت قبل ان تحضر مجلسا لله
 حاضر ہوئی اور جب وہ آئی تو ابو حنیفہ فی کہا مجھ کو صرف دہوئی کا مسئلہ لایا ہی بیشک تو فی انکو بھیجی سی پہلی توڑا سبحان الله
 من رجل يعقد مجلسا ويتكلم في دين الله ولا يحسن مسألة في الاجارة ثم قال من نحن انما استغنى عن التعلم فليباك
 ایک شخص مجلس بنا کر اسے کی دین میں گفتگو کری اور اجارہ کا مسئلہ بھی نہیں کہیں آتا پھر فرمایا جکو یہ خیال ہو کہ علم سیکھنے کی جکو حاجت نہیں تو وہ
 على نفسه وكان سلبا ففرداه على ما ذكر في مناقب الكندي انه مرض مرضا شديدا فعاد الى اقامه فقال لقد كنت
 اپنی جان کو دہوئی اور سبب ابو یوسف کی جدا ہو گیا موافق مذکور مناقب کر دی کی یہم ہی کہ وہ سخت بیمار ہوئی امام اوکی عبادت کو گئی اور فرمایا مجھ کو تجھ سی اسیم ہی
 اوطاك بعدك للمسلمين ولين اصبحت ليموتن علم كثير فلما ابرأ اعجب نفسه وعقد مجلسا لامي ولم يتفطن ان في قول
 کہ میری بعد مسلمانوں کا رئیس اور پیشوا ہوتا اور اگر تو مر گیا تو بہت علم جاوے گی کی پھر جب وہ ابھی ہو گئی تو اپنی دلیں خوش ہوئی اور مدرسہ تیار کیا اور یہی سبھی کا امام کا
 الامام لقد كنت اوطاك بعدك للمسلمين اشارة الى ان المتعلم لا ينبغي له ان يستبد بنفسه في من استاذ به فلا
 جکو ایچہ کہ میری بعد مسلمانوں کا بیشک نہیں اور پیشوا ہوتا اشارہ ہی کہ شاگرد کو نہیں چاہی کہ اپنی آپ استاد کی سامنے ہی اذن مستقل ہو جاوی
 مناه ثم لما علم قصورة ترك مجلسا وعاد الى ابى حنيفة واشتغل بالتعلم منه قال ابن المبارك لا يزال المرء عالما
 پھر او کو جواب اپنا قصور ثابت ہوا تو وہ مجلس تیار چھوڑی اور امام ابو حنیفہ کی پاس آکر پھر ہنسا شروع کیا ابن المبارک کہتی ہیں کہ آدمی ہمیشہ عالم رہتا ہی
 طلب العلم فاذا ظن انه علم فقد جهل قال الامام الغزالي في الاحياء كل متعلم استبق لنفسه رأيا واختيارا وراة لخبه
 جب تک علم طلب کرتا ہی پھر جب یہ خیال بند کہ میں سیکھ چکا تو اب جاہل ہو اور امام غزالی احیاء کہتی ہیں جو شاگرد اپنی کوئی ہی تجویز کرے علامہ فی بیان
 المعلم فاحكم عليه بالخسران المجلس الثامن والثمانون في بيان افضل الاعمال المحب في الله والبنصر
 استاد کی راہ کی پسند کری تو اسکو خاسر سمجھو اور اسی مجلس افضل اعمال کی بیان میں کہ محبت برائی خدا اور بغض برائی خدا ہی
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الاعمال المحب في الله والبغض في الله هذا الحديث من حسان
 رسول الله صلى الله عليه وسلم فی فرمایا اچھی سی اچھا عمل سہر سستی اور نہ دشمنی ہی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں
 رواه ابو ذر وفيه اشارة الى ان المؤمن لا بد له ان يكون له اصدقاء يحبهم في الله تعالى واعداء يبغضهم في الله
 ابو ذر کی روایت سی اور اس میں یہ اشارہ ہی کہ مؤمن کی ہی با ضرور بعض دوست ہوا کریں کہ برائی خدا او کو محبوب رکھا کری اور بعض دشمن کہ برائی خدا
 فانه اذا احب الكون مطعما لله تعالى فلا بد له ان يبغضه عند كونه عاصيا لله تعالى لان من يكون محبا بالسيد
 او کو منووس کہا کری بیشک اگر کسی کو اللہ کا فرمان بردار دیکھ کر محبوب رکھیں تو پھر با ضرور او کو منووس کہیں جیسے اللہ کی نافرمانی کر لیا اسلی کہ جو شخص کسی سبب سے

بالاستطاعة وأما قوله تعالى فأتقوا الله حقا فأتقوا الله حق تقاته ولا تصمدوا للصواب الذي جزم به المحققون أن قوله تعالى فأتقوا الله

لگذا دی بی اور یہ آیت در قرآن مجید چاہی تو صلیح صواب جو مختار محقق لوگوں کا ہی یہ ہے کہ یہ آیت موثر و اسدی

ما استطيع بمقتله ومبين للمراد به لانه تعالى لم يكلف عباده الا بالمستطاعة حتى قال لا يكلف الله نفسا الا وسعها

جہاں تک سکو اسکی تغییر ہی اور اس کی جو راہی کہہ لیتی ہی اسکی کہ اللہ تعالیٰ اپنی بندوں کو طاقت کی زیادہ کی تکلیف نہیں دی ہی یہاں تک فرما

وقال في آية أخرى ولا تجعل عليكم في الدين من حرج ثم إن النهي في قوله عليه السلام ما خفيتكم عنه واجتنبوا

مگر جو اسکی گنجائش پر یہ آیت میں فرمایا ہی اور میں یہی نہیں کہ یہ مشکل پہنچی جو اس حدیث میں ہی کہ جو میں محسوس کروں تو اس کی پرہیز کرو

يقتضي ترك جميع ما خفي عنه مطلقا اذ لا يحصل الامتثال الا بذلك بخلاف الامر في قوله عليه السلام وما امرتكم

یہ ہی تقاضا کرتی ہی کہ تمام منہیات مطاع میں نہ آویں کیونکہ بدون اسکی اطاعت نہیں ہوتی برخلاف امری اس حدیث میں اور جو میں محسوس کروں

به فاقبلوا ما استطعتم فإنه لا يقتضي الامتنان لما يقدر عليه ثم إن من كان مريضا أو لم يقدر على القيام في الصلاة

تو جس قدر شئی ہو سکی وہ کرو اس کی عمل کرنا بقدر استطاعت ہی کی لازم آتا ہی جیسی کوئی بیمار ہو اگر نماز میں کھڑا نہیں ہو سکتا تو بیٹھ کر پڑھ لی

يصلى تاحدا بركوع وسجود وان لم يقدر على الركوع والسجود يصل بالأيما قاعدا ويجعل سجودا خفض من ركوعه

سکوع اور سجود ادا کری اور اگر رکوع اور سجود ہی نہیں ادا کر سکتا تو بیٹھ کر اشارہ سہا پڑھ لی اور سجدہ کو بہ نسبت رکوع کی زیادہ پست کری

ليحقق الفرق بينهما وان لم يقدر على القعود يصل بالأيما مضطجعا أو مستلقيا وكذا اذا كان سركبا على الدابة

تاکہ دونوں میں فرق ہی اور اگر بیٹھ ہی نہیں سکتا تو اشارہ ہی ادا کری کر وٹ پر پڑا ہوا یا چٹ اور ایسی ہی اگر چوبیس پر سوار ہو

وخاف عند النزول على نفسه أو دابته من سبعة أولى أو كان في مشرب شديد أو ظن يغيب وجهه فيه ولا يجزى مكانا

اور اترتی میں اپنی جان کا یا اس ہوار کا خوف کرتا ہو درندہ سی یا چورسی یا مینہ کی رو پڑتی ہو یا ایسا کچھ گارا ہو کہ جس میں چہرہ دھماوے اور کوئی

جافا أو كان حرجا عن النزول والركوب لكبر سنه أو ضعفه أو حرجا أو كان دابته جمودا لا يمكن الركوب بلامعین

خشک جگہ یا یا سوارسی اوتر میں عاجز ہو ماری بڑی کی یا ناتوانی مزاج سی یا اسکا بھڑا بدکتا ہو کہ بدون مدد گاری نہیں چڑھ سکتا

أو كانت القافلة في البادية تسير ويخاف على نفسه ودياربه لو نزل فإنه يصل على الدابة بالأيما كيف يمكنه وكذا المرة

یا قافہ جنگل میں چلا جاتا ہو اور اگر اترتی تو خوف ہی جان کا یا بھڑوں کا تو یہ ہی ہوار کی اور اشارہ سی جس طرح بن آوی پڑھ لی اور ایسی ہی عورت

إذا لم يكن لها حرم ولم تستطع النزول والركوب بنفسها يصل على الدابة بالأيما فذلك يحصل الامتثال في

جب اسکی ساتھ حرم نہ ہو اور وہ اپنی آپ اوتر چڑھ نہ سکتی ہو تو دابہ کی اور اشارہ سی پڑھ لی ان تمام صورتوں میں اتنی ہی میں امتثال

وہی

الزينة والبدع لسوء الفهم وضعف البصيرة ومن اجل ذلك ضل من كان قبلهم من الامة السالفة واستوجبوا اللعن
بسبب ناهي اور ضعف بصيرت کی کمی اور بدعتوں میں جا پھرتا ہی اور اسے سبب سی مسمی پہلی امتیں گمراہ ہو کر ملعون ہو گئیں اور ان کی
والسنة وغير ذلك من البلياء والحق وقوله عليه السلام واختلفوا في معطوف على الكثرة لا على السؤل لان الاختلا
صور تین ہیں کثرت اور سواد کی اور بہت بلاتین اور محضین ہیکلین اور حدیث کا لفظ واختلفا فہم کثرت پر معطوف ہی ہوال پر معطوف نہیں اسلئے کہ انبیاء
على الانبياء غير جائز قليلا كان وكثير لانه تعالى لم يجعل احدا منهم مستعدا للنسوة واصينا الوحيه الا وقد تكفل
کی مخالفت اصلا جائز نہیں ہی تھوڑی نہ بہت اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فی انکو لایق نبوت کی اور میں اپنی وحی کا تب کیا ہی کہ آپ ان کی صواب اندیشی کا ذریعہ
له بالاصابة وايداه بالامانة الى الاصل ولا رشدا فعلى كل واحد من امته ان يلقي سمعه اليه ويشهد بقلبه بين
ہو گیا ہی اور موصل اور ارشد میں ہدایت کی تائید کی ہی اب امت کی ہر ہر شخص کو لازم ہی کہ ان کی بات کان لگا کر سنی اور دلسی ان کی سامنی گواہی دی
يديه ويغتنم كلاما زاد النكاح وسكوت ما زاد اسكت ويسد عنده باب الاختلاف ولا يفتيم عليه باب الاعتراض بل يتبعه
اور ان کی حکم کو جبہ کچھ فراموش اور ان کی غاموشی کو جب چپ میں غنیمت سمجھی اور دروازہ اختلاف کا تیغہ کری اور اعتراض کا باب کبھی نہ کھولی بکلام
اذ في معنى نبينا محمد عليه السلام غيره من الانبياء وقد قال الله تعالى في حقهم واتبعوه لعلكم تهتدون وعلم من دين
کیونکہ اور سب انبیاء اہل اعت میں بمنزلہ ہماری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ فی ان کی حق میں فرمایا ہی اور ان کی تابع رہو شاید تم راہ پاؤ اور
الصواب ضرورة انهم كانوا يتبعونه في جميع افعاله واقواله من غير توقف ولا تردد اصلا الا ما قام فيه دليل على
صوابی معاملت دینی سی یقینی معلوم ہی کہ صواب تمام افعال اور اقوال میں ان کی اطاعت کرنی تھی اصلا توقف اور تردد نہیں ہوتا تھا ان اگر کوئی دلیل
اختصاصه به قائم قد خلوا ناعلم حين خلع نعله ونزعوا خواتمهم حين نزع خاتمه وكانوا يجشون بجثا عظيما
کسی کار کی کہ ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی پیدا ہو جاتی بیٹھ کر صوابہ شکی بانوہر بیانی تھی جب ہی جوئی نکلتی اور اگر شہان نکالتے تھے جب ہی نکلتی
عن هيئة جلوسه ونومه وكيفية اكله وشربه وغير ذلك ليقدر اليه وانهم حين ارادوا التبتل والا نقطاع
اور آپ کی طرز نشست اور خواب اور طریقہ کھانی اور پینی وغیرہ کی ایسی بہت بخت اور پرہیزا باچہ کہ پتہ نہ ہو کہ کسی پیروی کریں اور سب صحابی ہی بہت رحم کیا
للعباد ليلادونها ما قال لهم انا فاكل بالشراب انا فاكل بالشراب وانا فاكل بالشراب فكل من شرب مني فادب اليه
رات دن مرد عبادت ہی کی ہو میں تو آپ فی فرمایا میں کہتا ہی ہوں اور بتاتا ہی ہوں اور عقاب ہر دور تیری طاعت ہی کرتا ہی ہوں میری نسبت ہی ہر جاوی وہ میرا نہیں ہے
ماتم بفعلهم عما تصدقتموه قبل المتاع لي انهم من اكبر الطاعات وافضل العبادات ولذلك قال ابو بكر الصديق
اب دیکھ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ کو اول آدمی ایسا کام تھا کہ گویا کہ ہاں ہی باجوہر کہ اول آدمی ہی پلا رہا ہوں معلوم ہوتا ہی کہ بڑی ہی طاعت اور افضل عبادت ہی اور ان کی
ديننا صحتي على المنقول لا على مناسبات العقول وقال الامام الغزالي في اصول الدين اياك ان تتصرف بعقلك
صدیق کہتی ہیں ہماری دین کی بنیاد منقول پر ہی مناسبات عقلی پر نہیں ہی اور امام غزالی اصول الدین میں کہتی ہیں بچتاہ عقلی تصرف نہ کی کہ
وتقول ما كان خيرا ونافعما فهو كما كان اكثر كان اذفع فان عقلك لا يهتدي الى اسرار الامور الالهية والاسماء
تو یہ کہتی ہیں گویا بات بہتر اور مفید ہی تو جتنی دیاہ ہوگی مفید تر ہوگی کیونکہ امور الہی کی اسرار کو تیری عقل کہاں پاسکتی ہی اور اسرار کو
يتلقمها قوة النبي عليه السلام فعليك بالاتباع فان خاص الامور لا تدرك بالقياس بل هو اقوى كيف نوذيت الى
قوت نبوی ہی اور پاسکتی ہی سوچو کہ صرف اتباع ہی لازم ہی کیونکہ بعضی خاص امور قیاس ہی معلوم نہیں ہوتی کیا تو نہیں جانتا کیونکہ تجھ کو وحی نماز کی بلایا
الصلاة ونهيت عنها جمير النهار وامرت بتركها بعد الصبح وبعد العصر وعند الطلوع والغروب والزال وذلك ليت هي الى
اور تین ہی ہر وقت پڑھنی کی طاعت کی اور بعد صبح کی اور بعد عصر کی اور عین طلوع اور غروب اور زوال پر چکر نہ لگا کا ہوا اور ہر وقت تمام زمانہ
قد رثلت النهار واثر الفساد ظاهر في قياسك هذا فانه كقولك اذاع نافع للمريض فكما كان كان نفع ومن المعلوم
بقدر تباہی دن کی ہوتا ہی کیونکہ تیری ہر قیاس میں تو فساد ظاہر معلوم ہوتا ہی یہ قیاس تو ایسا ہی جیسی دوا بیمار کو سود مند ہوتی ہی ہر جتنی زیادہ ہوگی تباہی

اور ان کی طاعت کی اور بعد صبح کی اور بعد عصر کی اور عین طلوع اور غروب اور زوال پر چکر نہ لگا کا ہوا اور ہر وقت تمام زمانہ

اکثر الداء سها يقتل وقال فی الاحیاء اعلم ان الطبیع الحاذق كما یطلم فی المعالجات علی اسرار یستنبطها
 کدواکی کثرت بعضی وقت مارڈ الٹی ہی اور احیاء میں کہا ہی سمجھو تو طبیع حاذق جیسی معالجات میں ایسی ہی اسرار پاتا ہی کہ نا واقف لوگ حیران ہوتی ہیں
 من لا یعرفها فکذلک الانبیاء اطباء القلوب والعلماء باسباب الخلق والآخریة فلا تتعکم علی سنتهم بحقائق
 ایسی انبیاء و اولوں کی طبیعت میں اور اخروی زندگی کی اسباب میں واقف ہیں سو تو انکی وضع پر عقلی عملی مت لگا۔
 فتم هلك فکم من شخص یصدیه عارض فی اصبوعه فیقتضی عقله ان یطلیه حتی یتبین له طبیع حاذق ان فلا
 تزلزلک ہر ہی گاہیت شخص ہوتی ہیں کہ اوکی اوکلگی کوئی لگتی ہی اوکی عقل میں اتنا ہی کہ اسپر لیب کرنا چاہیے یہاں تک کہ طبیع حاذق تجھ پر کرتا ہی کہ اسکا علاج
 ان یطی الکشف من الجانب الآخر من البدن فیستبعد ذلک من حیث انه لا یعلم کیفیة انشعاب الاعصاب فذلک
 بدن کی دوسری طرف کی موند ہی پر لیب کرنا چاہیے پھر اس میں وہ حیران ہوتا ہی اسکی کہ بیٹوں کی راہ اور کیفیت سی واقف نہیں ہی ایسی ہی
 الامر فی طریق الآخر و ذائق سنتهم لیس فی وسع العقل الاحاطة بها کما ان فی خواص الاحجار امور اذ بعنا
 حال آخرت کی راہ کا ہی اسکی دقیق عقل کی احاطہ میں نہیں ساسکتی جیسی بیٹروں میں بعضی ایسی خواص ہیں کہ ہم نہیں جانتی
 علمنا حتی لا نعرف السبب الذی به یجذب المقناطیس الحديد والعجائب فی العقائد والاعمال اکثر ما فی الادیة
 یہاں تک کہ بکھرا سکا سبب معلوم نہیں کہ مقناطیس او ہی کو یوں کھینچ لیا ہی اور عقائد اور اعمال کی عجایب تو دوا دار ہی بہت زیادہ ہیں
 فکما ان العقل تقصر عن ادراک ما فاعادیه صعر ان التجربہ تسبیل الیها فکذلک العقل تقصر عن ادراک
 حسی غفلتیں وادار کی تاثیرات سی واقف نہیں ہیں باوجودیکہ تجربہ کو ہی اور ہر راہ ہی ایسی ہی عقلیں حیات اخروی کی مصیرت کی سمجھ سی قاصر ہیں
 حایض فی الخیرة الاخریة مع ان التجربہ غیر مستطرفة الیها وانما یكون ذلک لورجع الیها بعض الاموات فاخبرونا
 باوجودیکہ تجربہ کو ہی اور کوئی راہ نہیں یہ حال جب معلوم ہوتا اگر کوئی مردہ ہماری پاس چلا آتا ہیہ ہو کہ بتا دیتا
 عن الاعمال المقربة الی الله تعالی والمبعد عنه وکذلک العقائد وذلک ما لا یطعم فیہ فیکفیک من منفعة العقل
 کو کسی اعمال اللہ تعالیٰ ہی نزدیک کر دیتی ہیں اور کو کسی دور و الدی میں ہیں اور ایسی ہی عقائد اور اسکی کوئی امر یہ نہیں ہی اب عقل کا اتنا فائدہ ہی بہت ہی
 ان کم هدی الی صدق النبی علیہ السلام ویفهمک مورد اشارته ثم اعزله عن التصرف ولازم الاتباع فانه
 کہ تجھ کو واسطی نصیحتی نبی علیہ السلام کی ہدایت کرتی ہی اور موارد اشارت سمجھا دیتی ہی پھر عقل کو تصرف سی بیچارہ کہہ کر اتباع لازم کرنی تیری
 لا تسلم الا به قال بعض العلماء العقل یوصلک الی صدق النبی علیہ السلام ثم تترکه وتقتدی بالنبی علیہ السلام
 سلامتی اسہی میں ہی بعضی علماء کہتی ہیں عقل تجھ کو نبی علیہ السلام کی نصیحت تک پہنچا دیتی ہی پھر تو اسکو چھوڑ دوا فعال اور ترک افعال میں نبی کی
 فی افعاله وترکه کالفرس فی سفرك الظاهر فان یوصلک الی البحر ثم تترکه وترک فی السفینة وتقتدی بالمدار فی
 پیروی کی جیسی کہ ظاہر ہی سفر میں دریا تک پہنچا دیتا ہی پھر تو اسکو چھوڑ کر شقی میں سوار ہو جتا اور اسکی جلا فی اور پھرانی میں علاج کی پیروی کر
 هجرها و فرسها وقال الشیخ الکلابادی ان الله تعالی لم یبن امور الدین علی عقل العباد ولم یعد ولم یؤید
 اور شیخ کلابادی کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نبی و امور دینی کی بنیاد بندوں کی عقلوں پر نہیں رکھی ہی اور نہ وعدہ کیا ہی اور نہ وعید
 علی ما یحتمل عقولهم ویدرکونه بافهامهم او یقیسونه بارائهم بل وعدوا وعدا جمشیته وامرأته وامرؤھی
 موافق عقل احتمالات کی کہ اوکو وہ اپنی فہم اور ایسی ہی سمجھ میں اور جانچ لیں بکر وعدہ اور وعید اپنی شیت اور ارادہ کی موافق اور امر اور نہی
 بحکمته و علمه ولو کان کل ما یدرک العقل مردودا لکان اکثر الشرائع مستحیلا علی موضوع عقل العباد و
 اپنی حکمت و علم کی مطابق کیا ہی اور اگر جو امر عقل سی دریافت نہیں ہوتا ہو مردود ہوتا تو اکثر احکام شرعی موافق موضوع عقل عباد کی حال ہو جاتی اور
 ذلک ان الله تعالی اوجب الغسل بخروج المني الذی طاهر عند بعض الصحابة وکثیر من فقهاء الامة و اوجب غسل
 وہ بہ امور ہیں کہ اللہ تعالیٰ کھلی کھلی سی جو کہ نزدیک بعضی صحابہ کی اور اکثر فقہار امت کی پاک ہی ہوتا نا واجب کیا ہی

النعم المقيم لأهل الهداية والعل الصالح في الآخرة وبوقد المحبة لاهل الضلالة والعل السيئ فيها وذلك مما
اورده عيسى پری کہ آخرت میں ہدایت اور نیک اعمال والوں کی نئی عیش و عشرت ہی اور گمراہوں اور بدکاروں کی واسطی دوزخ ہی اور اسی مقول پر
اتفق علیہ الرسل من اولهم الى اخرهم وأما المصائب التي تصيبهم في الدنيا فان لم يكن ذنب تكون تلك
تمام رسل اول سی آخرتک متفق ہیں اور سی وہ مصیبتیں جو دنیا میں پہنچاتی ہیں اگر وہ خطا کی ہیں تو ان مصائب سی عقبی
المصائب لرفع الدرجات في العقبی علی ما جاء في الحديث ان الرجل لتكون له عند الله منزلة فما يبلغها بعمله
میں رفع درجات ہو دیکھا پہنچے حدیث میں آیا ہے کہ بعضی شخص کا اللہ کی طرف ہوتا ہے اور وہ بذریعہ عمل کی حاصل نہیں کر سکتا
فما يزال الله تعالى يبتلي به بما يكفه حتى يبلغه اياها والاحاديث في هذا المعنى كثيرة وان كان لهم ذنب تكون
پر اللہ تعالیٰ ہمیشہ اسکو کمزور و کمزور رہتا ہے آخر وہ درجہ بیلٹی ہے اور اس مضمون کی حدیثیں بہت ہیں اور اگر وہ لوگ خطا دار ہیں تو وہ
تلك المصائب بسبب ذنوبهم كما قال الله تعالى وما اصابكم من مصيبة فمما كسبت ايديكم فتكون تلك
مصیبتیں اور انکی گناہوں کا وبال ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور جو بڑی مہر کوئی سختی سوبلا اسکا جو کما یا تمہاری اہلک فی پہرہ مصیبتیں
المصائب كفارة لذنوبهم على ما روى عن ام المؤمنين عائشة انه عليه السلام قال اذا كثرت ذنوب العبد
اور انکی گناہ صاف کر دیتی ہیں موافق روایت ام المؤمنین عائشہ کی کہ نبی علیہ السلام فرمایا جب آدمی کی گناہ بڑھ جاتی ہیں
ولم يكن له ما يكفرها ابتلاه الله تعالى بالخرن ليكفرها وفي حديث اخر رواه ابو هريرة انه عليه السلام قال
اور کفارہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ غم میں مبتلا کر دیتا ہے تاکہ گناہوں کو صاف کر دی اور ایک اور حدیث میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام فرمایا
لا يزال البلاء بالمؤمن والمؤمنة في نفسه وواله وولده حتى يلقي الله تعالى واما عليها من خبطة الا ان البعض
ہمیشہ تو من مرد اور مؤمن عورت پر بلا نازل رہتی ہی جان پر اور مال پر اور اولاد پر بیان تاکہ اللہ تعالیٰ کی ہاں صاف ہو کر چلا جاتا ہے اور انکی ذمہ کوئی گناہ
منهم مع كونه متلون بالانام يظن انه قائم على الدين الحق بالتمام ويتم مرتبه لجهله ولا يعلم احسانه اليه
نہیں ہوتا لیکن بعضی لوگ باوجودیکہ گناہوں میں اللہ ہوتی ہیں پھر گناہ پکڑتی ہیں کہ ہم دین حق پر خوب قائم ہیں اور اپنی جہالت سی رب بختیم لیتی ہیں یہ نہیں جانتے
ويقول اذا اصابه نوع من البلاء يأسر بما ذنبى حتى فعلت بي هذا ويعتقد ان السلامة والراحة في الدنيا للمصائب
کہ اسکا گناہ احسان ہی اور جب اس پر کس طرح کی بلا آتی ہے تو کہتا ہے ابی میری کیا خطا ہے جو تو فی میری سائتہ ایسا کیا اور یوں سمجھتا ہے کہ دنیا میں سلامتی اور آرام
والجنة والمشقة فيها للطالحين ويعتمد على ذلك الاعتقاد وذلك الاعتقاد فتنة عظيمة صدمت كثير من الخلق
صلی اللہ علیہ وسلم اور محنت مشقت بدکاروں کو اور اسی پر بہرہ رسی ہوئی ہے اور ایسا اعتقاد بڑا ہی فتنہ ہی اس فتنہ کی بہت ظفقت کو دین حق پر قائم رہنے
عن القيام على الدين الحق وأصله الجهل بحقيقة الدين الحق ومن هذا الجمل ما يتولد الاعراض عن القيام على
بند کر دیا ہے اور اصل میں یہ جہالت ہی کہ دین حق کی حقیقت نہیں جانتا اور اس جہالت سی بہت ایسی غفلتیں پیدا ہوتی ہیں جسکی ماری دین حق پر
الدين الحق حتى فسد بذلك الاعتقاد كثير من عابدين جاهل لا بصيرة له في امور الدين وناسك من تنسب الي
قائم نہیں رہتا بیان تاکہ اس اعتقاد سی بہت جہال عابد بگڑ گئی جسکو امور دین میں کچھ سمجھ نہ تھی اور بہت پرہیزگار نام کی عالم جگہ
العلم لا معرفة له بحقائق الدين اذ من المعلوم قطعا ان العبد وان كان مؤمنا بما جاء النبي عليه السلام
حقائق دین سی کچھ معرفت نہ تھی اسواسطی کہ اتنی بات یقینا معلوم ہی کہ آدمی اگرچہ احکام شرعی نبی کی لائے ہوئی پر ایمان لایا ہو
الا انه محتاج الى ما لا بد له من جلب النفع ودفع الضرر اذا اعتقد ان القيام على الدين الحق ينفي ذلك ومن ينسك
مگر وہ اپنی ضروریات کا محتاج ہوتا ہے نفع او ٹھکانا اور نقصان دفع کرنا اور جب یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ دین حق پر قائم ہونا اسکی برخلاف ہی اور جسکی دین حق کا
به يتعرض لا يفدر عليه من البلاء ويفوته حظوظه ومنافعه العاجلة ويلزم من ذلك اعراضه عن حال
تمسک کیا تو نشانہ ایسی بلا کا ہوگا جسکی طاقت نہ ہو اور اسکو منفعت حالی سی کچھ بہرہ ہوگا تو اس سی لازم آتا ہے کہ وہ مقرب لوگ گذری ہوں کی حال پر

اللہ تعالیٰ ووعیدہ وواعظہ من الدین الحق فانہ تعالیٰ قد ضمن فی کتابہ نصر دینہ الحق ولقائمتہ بہ علما
اور وعید کا اور اپنی دین حق کا علم نہیں ہی بیشک اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں دین حق کی اور جو دین پر باعتبار علم اور عمل کی قائم ہیں انکی امداد کا ضمان
وعملہ ولہم یضمن نصر الباطل ولو اعتقد صاحبہ انہ علی الحق وکان کل من الغزاة والرفعة انما یكون لاهل
ہو یہاں ہی اور باطل کا مددگار نہیں ہی اگرچہ باطل والہ اپنی تمکین حق پر جاناکری اور ایسی ہی تمام عزت اور رفعت واسطی دینداروں کی ہی
الذین الذی بہ بعث اللہ رسلہ وانزل کتبہ کما قال اللہ تعالیٰ وللہ الغزاة وللمؤمنین وکان
جسکی واسطی اللہ تعالیٰ فی رسول بھیجی اور کتاب میں اور تارین چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہی اور رسول کا اور ایمان والوں کا اور فرمایا
اللہ تعالیٰ وانتم الاصلون ان کنتم مؤمنین فللعبد من الغزاة والرفعة بحسب مامعہ من الايمان حقائقہ
اللہ تعالیٰ فی اور تم ہی غالب رہو گی اگر ایمان رکھتی ہو سو آدمی کی لئی عزت اور رفعت دینی ہوتی ہی جتنا باعتبار علم اور عمل کی اور سکا ایمان
علما وعملہ فاذا فاتہ حظ من الغزاة والرفعة ففي مقابلة ما فاتہ من حقائق الايمان علما وعملہ او کذا النص
اور ایمانی حقائق ہوتی ہیں پر اگر آدمی عزت اور رفعت کچھ کسٹ جاتی ہی سو دینی ہی جو اسکی ایمان میں باعتبار علم اور عمل کی فرق آتا ہی اور ایسی ہی پوری ہی
التام والتايد الكامل انما یكون لاهل الايمان الكامل وقد يقع الغلط فی كثير من الناس ویتقد انہ تعالیٰ
امداد اور کامل تائید اور بھی کی ہی کہ جسکا ایمان کامل ہی اور بیشک اکثر لوگوں کو غلطی ہو جاتی ہی کہ یہ اعتقاد کرتا ہی کہ اللہ تعالیٰ
لا یؤید صاحب الدین الحق ولا یصرہ ولا یجعل له العافیة فی الدنیا بوجه من الوجوه بل یعیش فیما طول
دین حق والی کی نہ تائید کرتا ہی اور نہ نصرت اور نہ اونکو کسی طرح کا دنیا میں آرام دیتا ہی بلکہ دنیا میں تمام عمر
عمرہ مظلوما مقهورا مع امتثالہ بما امر بہ ظاہرا وباطنا وانتم تہاتر عافیہ عنہ ظاہرا وباطنا ویظن ان
مظلوم اور مغلوب رہتا ہی باوجودیکہ امور کی ظاہر و باطن میں اور انکشت کرتا ہی اور منہیات سی ظاہر اور باطن میں بچتا ہی اور یہ خیال کرتا ہی
اہل الدین الحق یکنون فی الدنیا اذلاء مقہورین فاذا ذکرتم ما وعدہ فی القرآن یقول هذا فی الاخرة فقط ولا یتنبأ
کہ دین حق والی دنیا میں خوار اور مغلوب ہی ہوتی ہیں اور جب اسکی مانتی قرآن کا وعدہ بیان کرو تو کہنی لگی یہ صرف آخرت ہی میں ہی اور اسکی وعدہ
یوعد اللہ تعالیٰ بنصر دینہ واهلہ فی الدنیا والاخرة وهذا من سوء الفہم لانه تعالیٰ بین فی کتابہ انہ ینصر
پر یقین نہیں کرتا کہ اپنی دین اور دینداروں کا دنیا اور آخرت دونوں میں مددگار ہی اور یہ اسکی نافرمانی ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ فی اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہی لی
المؤمنین فی الدنیا والاخرة قال ان النصر لسلطان والذین امنوا فی الحیوة الدنیا ویوم یقوم الا لشہاد وقال تعالیٰ
کہ مؤمنوں کی دنیا اور آخرت میں مدد دیکر بھی فرمایا ہم مدد کرتی ہیں اپنی رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی جیتی اور جب کہی ہی گواہ اور فرمایا اللہ تعالیٰ
ولوقاتکم الذین کفروا ولولوا الادبار لشر لا یجدون ولیا ولا نصیر سنة اللہ التي قد اخلت من قبل ولن تجد
اور اگر تم کسی کسی کافر تو پہرے ہی پیٹھے پہر نہ پاؤ گیکی حمایت نہ مددگار رسم پڑی اللہ کی جو چلی آتی ہی پہلی ہی اور نہ توڑ دیکر بھیگا
لسنة اللہ تبدیلا وهذا خطاب للمؤمنین القائمين بحقائق الايمان ظاہرا وباطنا وقال اللہ تعالیٰ
رسم اللہ کی بدلتی اور یہ خطاب ان مؤمنوں کو ہی جو حقائق ایمان پر ظاہر و باطن میں قائم ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ فی نہ
والعاقبة للمتقين والمراد بالعاقبة العافیة فی الدنیا قبل الاخرة لانه تعالیٰ وعدہ فی سورة الاعراف حکایۃ عما
اور آخر پہاں ہی در والوں کا اور مراد عاقبت سی دنیا کا انجام ہی آخرت سی پہلی اسکی کہ اللہ تعالیٰ فی اسکو سورة اعراف میں موسیٰ بنی عدیہ اسلام کی
قال موسیٰ النبی علیہ السلام لقمہ استعینوا باللہ واصبروا ان الارض للہ یوسرہا من یشاء من عبادة
زبانسی قوم کی ہی بیان فرمایا ہی مدد مانگو اللہ ہی اور ثابت ہو زمین ہی اللہ کی اور سکا وارث کری جسکو چاہی اپنی بندوں میں سی
والعاقبة للمتقين بل ذکرتمش ذلك فی سورة هود عقبہ قصۃ نوح النبی علیہ السلام ونصرہ علی قومه
اور آخر پہاں ہی در والوں کا بلکہ ایسا ہی سورة ہود میں بعد قصہ نوح علیہ السلام کی اوکی قوم پر نصرت کر کر فرمایا ہی

فقال تلك من انباء الغيب نوحيها اليك ما كنت تعلمها انت ولا قومك من قبل هذا فاصبر ان العاقبة
 به بعض چیزین ہیں غیب کی کہ ہم پہنچتی ہیں تیری طرف انکو جاننا تھا تو اور نہ تیری قوم اسی پہلی سورت میں لکھ دیا ہے
 للمتقين فيكون المعنى ان عاقبة البصير تكون لك ولين تبعل كما كانت لنوح النبي عليه السلام ولين تبعل
 در بنو النون کا سوا بمعنی یہ ہو گئی کہ آخر کو نصرت تیری اور تیری ساتھیوں کی تھی جیسی نوح علیہ السلام کی اور اسکی ساتھیوں کی ہوئی تھی اور
 قال تعالى وكان حطاطينا نصر المؤمنين وقال تعالى قايدين الذين امنوا على عدوهم فاصبحوا ظاهرين فمن نقص
 فرمایا اللہ تعالیٰ فی اور حق ہی چہر مدد ایمان والوں کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ فی ہم زور دیا ہمیں اور انکو جو یقین لائی تھی انکی دشمنوں پر پہر ہوئی غالب ہو گئی
 عمله بمقتضى الايمان ينقص نصيبه من النصر والتأييد ولهذا قيل ما اصاب العبد من مصيبة في نفسه او
 اعمال مقتضای ایمان سے کمتر ہوتی ہیں اسکا حصہ ہی نصرا اور تائید کا کتنی ہو جاتا ہے اسکی کما گیا ہے کہ آدمی پر جو مصیبت آتی ہے جان پر یا
 ماله او بغلبة العدو عليه فانها هو بذنوبه اما بترك واجب او بفعل محرم ثم ان ههنا امور الابد من معرفتها
 مال پر یا دشمن کی غلبہ سے تو یہ سب گناہوں کا وبال ہی یا تو واجب ترک ہوتا ہے یا حرام عمل میں آتا ہے یہ بیان کئی بات ہیں سمجھیں چاہئیں
 الاول ان ما يصيب الانسان في بعض الامور من غلبة العدو عليه ولين انه له فامر لازم للطبيعة البشرية
 اولی یہ کہ آدمی پر بعضی وقت جو مصیبت آتی ہے دشمن کا غلبہ اور اسکی ایذا ہی سبب بات موافق ارادۃ الہی اور حکمت ربانی کی
 والنشأة الانسانية بالارادة الالهية والحكمة الربانية كالحل الشديد والبرد القوي والامراض والمصوم و
 طبیعت بشری اور عادات انسانی کی لوازم سی ہی جیسی گرمی کی شدت اور جاڑی کی ٹھہر اور بیا ریان اور غم و عصہ
 الغيوم اللاحقة له حق الاطفال والبهائم فلو تجرد الخمر عن الشر والنفع عن الضرر والذلة عن الالم لكان هذا
 جو آدمی پر گذرنا ہی بیان تک کہ بچوں اور جانوروں پر پہر اگر خیر شرعی اور نفع ضرری اور لذت الم سے خالی اور صاف ہو کر ہی
 العالم عالم اخر غير هذا العالم ونشأة اخرى غير هذا النشأة والثاني ان الانسان مدني بالطبع لا يمكنه ان
 تو یہ عالم اور ہی عالم ہو جاوی یہ عالم شرعی اور پیدایش کے سوا اس پیدایش کی اور دوسری بات یہ ہے کہ آدمی ملن سناہوتا ہی کہیں
 يعيش وحده بل لا بد له ان يعيش مع الناس وللناس امردات واعتبارات يطلبون منه ان يوافقهم عليها
 زندگی نہیں کر سکتا بلکہ اسکو ضرور ہی کہ آدمیوں کی ساتھ رہ کر ہی اور ان لوگوں کی کچھ کچھ ارادی اور اعتبارات ہوتی ہیں کہ انہیں دوسری کو اپنی موافق
 وان لم يوافقهم يؤذونه ويعذبونه وان وافقهم وكان موافقتهم اياهم على باطل يحصل له العذاب والالم من
 کیا کرتی ہیں اور اگر موافق نہ ہو تو ایذا دیتی ہیں اور ستاتی ہیں اور اگر اسی موافق ہو اور وہ موافقت باطل پر ہوئی تو اسکو اور طرح کا عذاب اور الم ہو دینا
 وجهه اخر ولا ريب ان الم المخالفه ظم في باطلهم اسهل من الالم المرتب على موافقتهم فالم تيسير يعقبه لذة
 اور آمین کچھ شک نہیں ہی کہ باطل میں مخالفت کا الم اس الم سے بہت سہل ہی کہ اسکی موافقت ہی ہو دینا اس الم کہ اسکی پیچھی بڑی لذت
 عظيمة دائمة اولى بالاحتمال من لذة يسيرة يعقبها الم عظيم دائم والثالث ان البلاء الذي يصيب
 دائمی ہو وی اور بھانا اولیٰ ہی بہ نسبت ایسی ہوئی ہی لذت کی کہ اسکی بعد بڑا الم دائمی ہو وی تیسری بات جو بلا کہ آدمی پر حق کی راہ میں گذر رہی ہی
 الانسان في طريق الحق لا يخلوا ان يكون في نفسه او عاله او عرضه او اهله واشد هذه الاقسام ما كان
 اس حال سے خالی نہیں ہی کہ اسکی جان پر ہو وی یا اسکی مال پر یا آبرو پر یا اہل پر ان قسموں میں سے بڑی سخت وہ ہی
 في نفسه وذايته ان يقتل ويكفر شهيدا ويكون شرفا الموت سبب موت من اشرف هي اور سب سے سہل اسکی کہ شہید کو شہادتی الم ہو وی
 جو جان پر ہو وی اور اسکا انجام یہ ہے کہ مارا جاوی اور شہید ہو جاوی اور یہ موت سبب موت من اشرف ہی اور سب سے سہل اسکی کہ شہید کو شہادتی الم ہو وی
 مثل القرصة وليس في قتل الشهيد الم من ان على ما هو المعتاد لبني آدم عند موتهم على فرشتهم ولا موت مقدم على
 کہ جیسی پتہ کاٹی یا چکی لود اور شہید کی قتل میں کوئی الم نہ پڑے اسی نہیں ہوتا جو ہی آدم کی بی بیستر فرمائی ہوئی دے۔ تو ہی اور کوئی موت حاکم مقرر پختہ نہیں

اجله لان المسطور في الكتب الكلامية ان الميت مقتول يا حله فمن قر من الموت او من القتل ووطن انه
 اهل كنعان يدرك كتابون من يهيه بکها هو ی که مقتول اپنی اصل پر ماری پھر جو شخص موت سی یا قتل سی بہاگی اس خیال پر کہ بہاگنی سی عمرو راز
 بفراده بطول عمره وبقمتع بالعیش الكثير فقد كان به الله تعالى في هذا الظن وقال قل ان ينفعكم القرآن فوتم
 ہوگی اور خوب عیش اور آون گا تو اسے تعالیٰ اور کو اس خیال میں جھٹلاتا ہی تو کہ ہرگز نہ فائدہ دیکھا ہوگا بہاگنا اگر بہاگونی
 من الموت والقتل واذا لا تمتعون الا قليلا قاتله تعالیٰ باین فی هذه الاية ان الفرار من الموت والقتل لا ينفع
 مرتی سی یا ماری جانی سی اور پھر سی پہل نہ پاؤگی مگر تھوڑی دیر تک پس اسے تعالیٰ فی اس آیت میں بیان کر دیا کہ موت یا قتل سی بہاگنا کچھ فائدہ نہیں دیتا
 الا قليلا اذ لا خلاص لاحد من الموت بل لا بد له منه فيقوته هذا الفرار ما هو خيره منه من الحياة الابدية
 مگر کچھ تھوڑا کیونکہ موت سی کسیکو کچھ نہیں ہی بلکہ موت ضرور ہی سواس بہاگنی میں جو موت بہتر ہی اہم سی جانی رہتی ہی یعنی ہمیشہ کی زندگی
 التي تحصل للشهيد عند ربه فان من اختار في الدنيا الراحة على التعب في سبيل الله اتعبه الله تعالى ضعفا
 کہ رب کی یہاں شہید کو ملتی ہی بیشک جو شخص دنیا کا آرام پسند کرتا ہی اللہ کی رستہ کی محنت پر تو اسے تعالیٰ اور کو کئی گونہ زیادہ محنت دیتا ہی
 ما ناله في غير سبيل الله تعالى الا ترى ان ابليس لما استنعم من السجود لادم النبي عليه السلام فراراً من الخضوع
 جو اور ستہ میں اور ٹھاننا ہی کیا نہیں دیکھتا کہ ابلیس نے جو آدم نبی علیہ السلام کی سجدہ سی ذلت سی کچنی کو باز نہ تو اسے تعالیٰ فی اور کو
 جعله الله تعالى اذ لا ذلین وصيروه خادما لفساق ذريته وفجارهم الى يوم الدين وكذلك كل من يمتنع
 سب سی زیادہ خوار کر کر قیامت تک آدم کی ذریت میں سی فساق اور فجار کا خادم بنادیا
 ان يذل نفسه لله تعالى ويتعب بدنه في طاعته ومرضاته لا بد ان يذل لمن كان اظلم خلق الله تعالى
 دلیل کر لی سی واسطی اللہ کی اور بدن کو اللہ کی طاعت اور مرضی کی محنت اور ٹھانی ہی پچاوی تو ضرور ہی کہ وہ شخص ایسی کی سامنی ذلیل ہو کہ تمام خلق اللہ
 وأفسد هم ويتعب نفسه ويدنه في طاعته ومرضاته عقوبة له من الله تعالى ولذلك قال بعض العارفين
 ظالم اور مفسد ہو اور بسبب عقوبت الہی کی اوکی جان اور بدن او سی کی طاعت اور مرضی کی محنت میں مبتلا ہی اور اس ہی لئی بعضی عارف کہتی ہیں جو شخص
 من لم يعبد الحق اختياراً يعبد الخلق اضطراراً فينزع عن خدعة الخالق الى خدعة المخلوق فعلى هذا كان
 ایسی اختیار سی حق کی بندگی نہیں کرتا تو وہ لاچار ہو کر خلق کی بندگی کرتا ہی پس خالق کی خدمت سی معزول ہو کر مخلوق کی خدمت کر لی لگتا ہی اس بیان کی موافق
 الواجب على العبد ان يشتغل بعبادة الله تعالى وطاعته ويترك الاعتراض عليه ويرضى بقضائه في كل ما
 آدمی پر واجب ہی کہ اللہ تعالیٰ کی حیات اور طاعت کیا کری اور سیطرہ کا اعتراض نہ کری اور اس حکم پر راضی رہی اوکی یہاں سی جو
 جاء من عنده من النعم والضرو والصحة والمرض والمنع والعطاء والام والاذى وبلا حظ قوله تعالى عسى ان تکر
 آدمی نفع یا نقصان صحت یا مرض روک یا بخشش الم یا تکلیف اور اس آیت کا مضمون کو لحاظ کر لی شاید ہو
 شيئا وهو خير لكم وعسى ان تحبوا شيئا وهو شر لكم والله يعلم وانتم لا تعلم وبتيقن ان الله تعالى ارحم بعباده
 بری لگی ایک چیز اور وہ بہتر ہوگا اور شاید ہوگا خیر لگی ایک چیز اور وہ بری ہوگا اور اسے جانتا ہی اور تم میں جانتی اور یقین کر جانی کہ اللہ تعالیٰ اپنی بندوں پر اس شے کا
 الوالدة بولدها وانه تعالى اعلم بمصلحته من نفسه ثم اذا ظهر عطاء يشكر الله تعالى واذا وقع بلاء يحاسب نفسه
 رحمت والا ہی کہ اپنی اولاد پر اور اسے تعالیٰ اور کی مصلحت کہ اس میں زیادہ جانتا ہی پھر اگر عطا ظاہر ہوئی تو اسے کا شکر بجالاوی اور اگر بلا آوی تو اسے حساب لیتی
 فيها صدر منها حتى استحق ذلك اذ قال الله تعالى وما اصابكم من مصيبة فما كسبت ايديكم ويعفو عن كثير
 کہ ایسی کیا خطا ہوئی کہ جس میں اس بلا کا سزاوار ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی جو چڑھی تم پر کوئی سختی سو بدلا او سکا جو کلام تمہارا ہوتا ہی اور تمہارا کیا ہی
 فانه تعالى باین فی هذه الاية ان طاصب العبد من مصيبة اى مصيبة كانت اذ هي بسبب ذنوبه التي اكتسبها
 بیشک اللہ تعالیٰ فی اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ آدمی پر جو مصیبت آتی ہی کوئی مصیبت ہر سو وہ گناہوں کا وبال ہی جو آپ کا ہی ہیں

بفلسفہ واللہ تعالیٰ یعفو عن کثیر منہا فلا یعاقب علیہا فی الدنیا واما فی العقبیٰ فهو فی مشیئة اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ بہت بڑی گناہ معاف کر دیتا ہے سوا پندرہ دینا میں عذاب نہیں کرتا اور عقبیٰ میں اگر توبہ نہیں کی تو مشیت الہی میں ہی ان کو عذاب ہے فانہ تعالیٰ ان شاء یعفو عنہ ویدخلہ الجنة بلا عذاب وان بشاء یعذبہ فی جہنمہ بیشک اللہ تعالیٰ چاہی معاف کر کے بلا عذاب جنت میں داخل کر دی اور چاہی گناہوں کی موافق دوزخ میں عذاب دے

بقدر ذنوبہ ثم یخرجہ منہا ویدخلہ الجنة قال علی المؤمن عند اللہ تعالیٰ خمس نعمات قالوا المرءہ پر دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کرے حضرت علی کہتے ہیں مؤمن کی حق میں اللہ تعالیٰ کی ان پانچ عقیقت ہیں پہلی توبہ کہ

ثم للمصائب فان كانت ذنوبہ اکثر من ذلك یعذب فی قبرہ فان كانت اکثر من ذلك یحبس علی الصراط وان پہر مصیبتیں پہر اگر اس کی گناہ اس سے زیادہ ہوئی تو گور میں عذاب ہوگا پہر اگر اس سے ہی زیادہ ہیں تو بلصراط پر رکھیں اور اگر

کان اکثر من ذلك یعذب فی جہنم علی قدر ذنوبہ ثم یخرجہ منہا بالترجید المجلس الحاد والتسعوں اس سے ہی زیادہ ہیں تو گناہوں کی موافق دوزخ میں رہے کہ پہر تو حید کی برکت سے نکلیں

کیا ان میں مجلس

لهم امره قلبا اراد واصليه امره بالسجود له لينجيه فلما سجد له فترمته وتركه وفيه نزل قوله تعالى
 اورا تو کس حال کبول ویا جبره کوک او کو صولی دینی کی تو اپنی تیلن سجدہ کر یا کہ بخدا دون کا جلیب سنی سجدہ کیا تو اوکو چھوڑ کر پہاگ کیا اسہی قصہ میں یہہ آیت اور
 کہ مثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی برئ منک انی خاف الله رب العلمین ولا
 جیسی کہوت شیطان کی جیسی انسان کو تو منکر ہو پہر جبہ منکر ہو اکی من الگ ہون تجہی میں ڈرتا ہوں اسہی جوب ساری جہان کا اور
 یختص هذا بالذی اذکرت هذه الفضاة عنه بل هو عام فی کل من یطعم الشیطان فی امره بالکفر والفساد
 شیطان کا یہہ مکر کچھ اوس کی خاص نہیں ہی جسکا یہہ قصہ مذکور ہو بلکہ علی العموم ہر ایک سی جو شیطان کا کفر اور مصیبت میں مطیع سی
 لینصره ویقفو حاجته ثم یتبرأ منه ویسله کما یتبرأ من جملة اولیائه یوم القیمة ویقتول
 تاکہ وہ حضرت کری اور حاجت روا کری پہر اوکو اوس ہی پر ڈال کر الگ ہو جاتا ہی جیسی اپنی تمام دوستوں سی قیامت کو الگ ہو جاوے گی یہہ کہ
 لهم انی کفرت بما الشکرتمون من قبل فانه یؤثم المومنین فی الدنیا ثم یتبرأ منه یوم القیمة فعلی هذا ینبغی للعالم
 میں نہیں قبول رکھتا جو تمہی بچو شریک بنیایا تھا پہل بیشک یہہ شیطان اپنی دوستوں کو دنیا میں ایک کہاٹ پر لگا دیتا ہی پہر اوسی قیامت کو الگ ہو جاوے گی اس بار
 ان یجترأ فی دفر وسوسته عن نفسه اذ لیس تسلطه علی الانسان بالقهر والالجاء بل تسلط علیه بالزور
 حاکم کو لازم ہی کہ اپنی دلیں سی اسکا دوسرے جسطرح بنی دور کری اسنی کہ انسان پر شیطان کا غلبہ بقتہ اور زور سی نہیں ہی بلکہ ماحوسی کی نیت دینی اور
 والاعواء لما روی انه علیه السلام قال خلق ابلیس فریقا ولیس الیه من الاضلال شی فانه علیه السلام
 بچائی سی ہی کیو کہ وہ اپنے ہی کہی علیہ السلام کی فرمایا ابلیس فریقہ دیتی کو پیدا ہو ہی اور گمراہ کرنی کی کوئی بات اوکی اختیار میں نہیں ہی بیشک نبی علیہ السلام
 یمن فی هذه الحدیث ان الشیطان لیس بمسلط علی بنی آدم بحیث یأمرهم بالمعصیة ویلجمهم علیها اذ لو کان
 اس حدیث میں فرمایا کہ شیطان ہی آدم پر اسطور غالب نہیں ہی کہ مصیبت کا حکم کر گناہ پر لا چا کر دسی اگر یہہ حال ہوتا
 الا امرک لک لما انجا من شره احد بل شانه ان یوسوس فی صدورهم ویزین المعصیة الیهم ولیس بیده اکثر
 تو اسکی برسی کو ہی ہی نہ بچتا بلکہ اسکا یہہ طریق ہی کہ ہی آدم کی دلوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہی اور مصیبت کو اونکی نظروں میں خوبصورت بنا دیتا ہی
 من ذلك كما اخبر الله تعالى عنه انه یقول لاهل النار یوم القیمة وما کان لی علیکم من سلطان الا انکم
 اس کی زیادہ کچھ مقدور نہیں ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ اسکی خبر دیتا ہی کہ قیامت کی دن دوزخیوں سی یوں کہیگا اور تم پر مجھ کو حکومت نہ ہی مگر میں فی تمکو بلا یا
 فاستجبتم لی فلا تلومونی ولوموا انفسکم یعنی ان دعوتی یا کم الی الباطل لم یکن بطریق القهر والالجاء ولا
 پہر تم کو مان لیا سو مجھ کو موت الزام دو اور الزام دو اپنی تیلن مراد یہہ ہی کہ میرے ملا نا تمکو باطل پر کچھ بطور قہر اور لا چا کر کہ نہیں تھا اور نہ
 بحجة وبرهان یدل علی صدق بل بلعجہ تیرے دین کے تسویریل فاستجبتم لی موافقة دعوتی اھواء کم واعزاکم
 کسی حجت اور دلیل سی تھا کہ میری صدق پر دلالت کرنی ہو بلکہ صرف زینت اور ارایش سی تھا سو تمہی میرا کہا اپنی ہوا ہوس اور غرضوں کی موافق دیکھ کر مان لیا
 ولم تستجبوا ربکم الذی دعاکم الی الحق دعوة مفرونة بالھجر والمبہنت لعدم موافقة دعوتہ اھواء کم
 اور اپنی رب کا کہا نہ مانا جسنی حق پر دلائل اور بیانات کی ساتھ بلا یا تھا کیونکہ اسہ کی طلب تمہاری ہوا ہوس اور غرض کی رہ
 واعزاکم فان عدو الله تعالیٰ لما امتنع عن السجود لادم النبی علیہ السلام واخرجہ من ذمرة اللسنة المقربین
 مطابق نہ ہی بیشک شیطان کی جب آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور مقرب ملائک کی ذمہ سی یا جنت میں سی نکالا گیا
 او من الجنة وسال ان ینظر الی یوم یمبعث فیہ ادم النبی علیہ السلام وذریئہ للجزء فانظر الی یوم الوقت
 اور اسی سوال کیا کہ اوس دن تک کہ آدم نبی خدا او اوسلی اولاد جرائکی ہی اوٹھائی جاوین مہلت علی پہر اوکو اوس وقت
 المعلوم الذی ہو وقت النفاة اذ ولی التی علم الله تعالیٰ ان من فی السموات ومن فی الارض یصعق عندها
 معلوم تک مہلت ہی جو کہ وقت پہلی نفاہ ہے اللہ جانتا ہی کہ جو اسمان اور زمین میں ہیں اوس وقت سب بیہوش ہو جاوے گی

فی قوله فبعض تلك لا غوبنهم اجمعين وتمثيل لوسوسته اليهم وتحويله عليهم ما امكنه وقد مر عليه اذا ما من
 جواس عبادت من ی تم تیرى عزت کی میں سکو گمراہ کر دینگا اور تمثیل لوسوستی اور آرائش کی ہی جو اوپر آویں اور جہیز قارہ ہوگا کیونکہ جو
 طریق خیار والشیطان قادر علیہ یقطعہ علی السالکین فیہ بانواع مکائدہ وغرورہ فانہ یشتمل نفس الانسان
 خیرکاستہی سو اوپر شیطان بیٹھا ہوا چنی والوں پر طرح طرح کی مکر اور فریب سی راہ مارتا ہی کیونکہ شیطان انسان کی نفس پر غور کر
 لیعلم ای القوتین غالب علیہا هل ہی قوۃ الاقدام ام ہی قوۃ الاجام فان رای ان الغالب علیہا قوۃ الاجام یاخذ
 معلوم کرتا ہی کہ دو قوت میں سے کس پر کونسی غالب ہی آیا قوت عمل کی یا قوت باز رہی کی پہر اگر دیکھتا ہی کہ اوپر قوت باز رہی کی غالب ہی تو اوپر ہی
 فی شیططه واضعاف همتہ وامرادتہ عن المأمور به وبثقله علیہ وبثقله علیہ حتی یترکہ جملة
 ہمت ہی سستی کا بڑا ناوا موریہ سی ارادہ کا پہرے ترا شروع کرتا ہی اور اوپر عمل دشوار اور ترک کرنا آسان کر دیتا ہی آخر وہ اوکو سرسہر ترک کرتا ہی
 او یقتصر فیہم ویہمون بہ وان رای ان الغالب علیہا قوۃ الاقدام یاخذ فی تقلیل المأمور به عندہ ویوہم انہ
 یاومن قصورکرتا ہی یاومن سستی کرتا ہی اور اگر دیکھتا ہی کہ اوپر قوت عمل کی غالب ہی تو مامور بہ کو اوکی نظر میں کھٹا تا شروع کرتا ہی اور ہم میں ڈالتا ہی
 لا یکنیہ بل یحتاج الی مبالغۃ وزیادۃ ویقصر بالاولیٰ یجوز والثانی قد قال بعض السلفۃ امر الله بامر الله
 کہ مجھ کو کافی ہوگا بلکہ حاجت مبالغہ اور زیادت کی ہی اور اول میں تقصیر ہوتی ہی اور دوسری میں بڑھ جاتا ہی اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ اللہ تعالیٰ جو
 وللشیطان فیہ نزغتان اما الی تفريط وتقصیر والی فرط وضلوع لا یبالی بایہما ظفر قد قطع کثیرا من
 حکم ہی سوا میں شیطان کی دو جھٹکی ہیں یا بطرف کوتاہی اور تقصیر کی یا بطرف زیادتی اور افراط کی اور یہ پہر واپس کرتا کہ پہر فحیاب ہو اور اکثر
 الناس فی ہذین الوادین وادی التفريط والتقصیر وادی الافراط والتجاوز والثابت منہم علی الطريق
 لوگون پر شیطان فی اون دونو میدان میں رہتی ہی ایک میدان تفريط اور تقصیر کا اور ایک میدان افراط اور تجاوز کا اور ان لوگوں میں سے اوس
 الذی کان علیہ رسول الله علیہ السلام واصحابہ قلیل جدا اذ منہم الذین یبنون المساجد والمدارس
 رہتہ پر قائم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی اصحاب کا ہی بہت ہی کتر ہیں اسکی کہ بعضی ایسی شخص ہیں کہ مسجدیں اور مدرسے
 والتقناط والرباط من اموال جمعوها من الظلم بالغصب والنهب والرشوة والجهات المحظورة ویظنون انہم
 اور پل اور خانقاہ ایسی مال ہی بناتی ہیں کہ جو ظلم سی اور جہیں جہیٹ اور رشوت اور سبھا طریق سی جمع کیا ہی اور خیال باندہ رکھا ہی کہ ہم
 استحقوا بذلك مغفرة من الله تعالى وثوابا کثیرا ولا یعرفون انہم تعرضوا للخطیئة من الله تعالى فی جمعها وانفاقها
 اسکی بدل میں اللہ کی طرف سے سوا اور مغفرت کی اور بڑی ثواب کی ہیں اور یہ نہیں سمجھتی کہ وہ قابل غضب الہی ہی ہیں اسمال کی جمع کرنی میں ہی اور خرچ کرنی میں
 اذ کان الواجب علیہم الامتناع عن جمعها علی هذا الوجه فلما عصوا الله تعالى یجمعها علی هذا الوجه کان الواجب
 ہی اسو اسکی کہ اوپر یہ واجب تھا کہ اس وجہ سے مال جمع نہ کری پہر اگر اونہوں فی اس وجہ سے جمع کرنی میں نافوا فی کی ثواب اوپر یہ واجب تھا
 علیہم التوبة والرجوع الی الله تعالى ورجوعا الی اصحابہا ان امكن ولا فالی وشر ثمنان وجدوا والا کان الواجب
 کہ توبہ اور خدا کی طرف رجوع کرنی اور مال مالکون کو ہٹا دیتی اگر ہو سکتا اور نہیں تو اوکی وار لٹوں کو اگر پاتی اور نہیں تو یہ واجب تھا
 علیہم تفريقها علی الفقراء بنیۃ ان تكون ودیعة عند الله تعالى یوصلها الی اصحابہا یوم القيمة وهم لعدم
 کہ فقرا پر اس نیت سے تقسیم کرنی کہ اللہ تعالیٰ ان امت رہی قیامت کی روز مالکون کو پہنچا دیوی اور وہ مال جو فقرا پر
 تفريقها علی الفقراء بقیۃ علیہم وتوخذ من اعمالہم یوم القيمة ومنہم من یستغفر الله تعالى ویسئہ ویملأ
 تقسیم نہوی تو اوکی ذمہ باقی رہی قیامت کی روز اوکی اعمال میں سے نیچے جاوینگی اور بعضی لوگ خدا سے مغفرت مانگی ہیں اور بانی ہر روز سبھا
 بلسانہ فی الیوم مائة مرة لا یزال یغتاب الناس ویشتہم ویبزی اعراضہم ویشتکم بما لا یرضاه الله تعالى
 سو سو مرتبہ پڑھتی ہیں پہر متصل لوگوں کی غیبت کرتی ہیں گالیان سناتی ہیں اور اوکی بی آبروی کئی جاتی ہیں اور خلاف رضامندی خدا تعالیٰ کی

۱۵

طول نهاره من غير حصر ولا عد ويطئن ان حسنة اكثر من سيئة لعدم محاسبة نفسه وعدم تفقدها عاصبه
تمام دن بی انتہا اور بی شمار باتیں کہی جاتی ہیں اور گناہ بہرے کہتی ہیں کہ ہماری حسنت گناہوں سے زیادہ ہیں کیونکہ اپنی نفس کا عاصبہ اور گناہوں کی تلاش نہیں کرتی
ویکون نظره الى عدد تسبیحہ وتہلیلہ ویغفل عن ہدیائہ الذی لو کتب لکان مثل تسبیحہ وتہلیلہ مائۃ
اب اپنی تسبیح اور تہلیل کی گنتی ہر گنگاہ ہی اور بیہودہ باتوں کا اگر کہی جاوے تو تسبیح اور تہلیل کی برابر سو بار بلکہ ہزار بار ہو جاوے
مرة بل الف مرة وقد کتبہ کرام الکاتبین ووصلہ تعالیٰ علی کل حکماء عاقلین قال ما یلفظ من قول الادیب
کچھ خیال نہیں اور بیشک کرام الکاتبین اور اسکولہ کی اپنی اور اسد تعالیٰ ہر ہر کلمہ پر عقاب کا وعدہ کر چکا ہے چنانچہ فرمایا نہیں ہر وقت ایک بات جو نہیں کہیں تو پس
مرقوب عتیدہم وابدایا تامل فی فضائل التبیعات والتہلیلات ولا یلتفت الی ما ورد فی عقوبۃ المغتابین النما
نیک راہ ویکتا طیار سو وہ شخص ہر دم تسبیحات اور تہلیلات کی فضائل تو سوچتا رہتا ہے اور وہ خیال نہیں کرتا کہ غیبت کرنے والوں اور سخن چیتوں
والکذابین وغیر ذلک من لا یحترز من افات اللسان ولعمر اللہ لو کان الکرامون الکاتبین یطابق منہ اجرة لما
اور جو لوگوں کی لمی کیا عقاب تجویز ہو ہی تو رسول اسکی اور ذی فی آفات جہنمی اور حشر نہیں ہی اور قسم ہی اگر کرام کاتبین اسی اجرت لیا کرتی کہ جو
یکتبونہ من ہدیائہ الذی نراد علی تسبیحہ وتہلیلہ الف مرة لکان یکف لسانہ حتی عذۃ جملة من ہماتہ وکایعد
اوپنی بیہودہ باتیں کہ تسبیح اور تہلیل ہی ہزار گونہ زیادہ ہوتی ہیں اور وہ کہتی ہیں تو بیشک اپنی زبان بند رکھتا اور اسکو اپنا ضرور کا کہ سمجھتا اور بلخی کو
ما نطق بہ فی فرائدہ ویحسبہ ویو امریہ بنسبہ حیاتہ حتی لا یفضل علیہ اجرة الكتابة فبا عجباً لمن یحاسب نفسه
اپنی لغزش میں گنتا حساب کرتا اور تسبیحات کی برابر رکھتا ایسا نہ کہ کتابت کی مزدوری زیادہ دینی آجادی ہر بڑا تعجب ہی کہ اپنی نفس کا حساب
ویحتاط خوفا من ذهاب قیراط فی الاجرة ولا یحتاط خوفا من فوات فردوس الاعلیٰ جنة الماویٰ فی الآخرة ولیس ہذہ
اور احتیاط اس خوف کا مارا تو کوی کہ کوی کوئی اہل بیت میں نہ جاتی رہی اور اس خوف کی احتیاط کوی کہ فردوس اعلیٰ اور جنت الماویٰ آخرت میں نہ نہ نہ اور یہ
الغفلة الا مصیبة عظيمة لمن یتفکر فیہا وقد وقعنا فی امر ان شککنا فیہ نکتون من الکفرة الجاحدين وان صدقنا
خفت تو بڑی مصیبت ہی اس میں کوئی فکر کری اور ہم ایسی باتیں کہی ہیں کہ اگر اس میں شک کریں تو منکر کا فر ہوتی ہیں اور اسکی تصدیق کریں
بہ نکتون من الجہلۃ المغمورین ولیس ہذا عمل من صدق بما جاء بہ القرآن ورسول رب العالمین المجلس الثاني و
تو جاہل مغرور ہیں اور یہ کام اسکا نہیں ہی جو احکام قرآن اور رسول رب العالمین کی تصدیق کرتا ہی بائین مجلس
التسعون فی بیان عدم المواخذة بالوسوسة ما لم تعمل بہا وتکلم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اس بیان میں کہ وسوسہ پر کچھ مواخذہ نہیں ہی جب تک عمل میں نہ آوی اور یا زبان نہ لگے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قرآن
ان اللہ تعالیٰ تجاوز عن امتی ما توسوست بہ صدمہا ما لم تعمل بہ او تکلم ہذا الحدیث من صحیح المصابیہ مرویہ
بیشک اللہ تعالیٰ فی میری امت کو معاف کیا ہی جو انکی دلون میں خیالات آویں جب تک عمل نہ کریں یا زبان نہ لادیں یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں
ابوہریرۃ وفیہ دلیل علی ان المرفوع عن ہذہ الامۃ لم یکن مرفوعاً من الامم السالفة لان التخصیص الذکر لا بد لہ
اور ہر ایک حدیث میں اور میں یہ دلیل ہی کہ جو اس امت کو معاف ہی پہلی امتوں کو معاف نہ تھا اسلی کہ اس امت کی خاص مذکور ہوئی کہ کوی فائدہ چاہی
من فائدة والمعنی انہ تعالیٰ عفی عن ہذہ الامۃ ما یخطر فی قلوبہم من الخواطر المذمومة واحادیث النفس فان ما یقع فی
اور معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فی اس امت کو خیالات بد اور نفسانی دہم جو انکی دلون میں گذرتی ہیں معاف کر دیں یہ دین کی جو خیالات کئی
القلب من الخواطر الدنیۃ المذمومة یسمی وسوسة وما یقع فیہم من الخواطر المرضیۃ الحسنۃ یسمی الہام اثر الوسوسة
اور گذرتی ہیں وسوسہ کہلاتی ہیں اور دین جو خیال پسندیدہ نیک آتی ہیں الہام کہلاتی ہیں یہ کہ
اما ضروریۃ او اختیاریۃ فالضروریۃ ہی الخواطر التي تدخل فی القلب من غیر اختیار وھذا معفو عن جمیع الامم لکن
یا تو ضروری ہو ہی یا اختیار ہر ضروری تو وہ خیالات ہیں جو دین کی اختیار آجاتی ہیں اور یہ تو تمام امتوں کو معاف ہوتی ہیں اس واسطی

جميع جوانبه ولد لك قال النبي عليه السلام من الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم فضيقوا مجاريه
 اسی ہی بنی علیہ السلام فی فرمایا کہ شیطان ابن آدم میں مثلاً خون کی پیر تہی ایتہ اوکی آمد کارستہ ہوکتی بند کر
 بالجوع وإنما أمر النبي عليه السلام بتضييق مجارى الشيطان بالجوع لأن تسلط الشيطان على الإنسان ليس
 اور نبی علیہ السلام فی شیطان کا رستہ بہر کسی بند کر لی کہ اسنی فرمایا ہی کہ شیطان کا غلبہ انسان پر بدون وسیلہ شہوت کی
 الا بواسطة الشهوة والشهوة تنكسر بالجوع فمن يريد ان يسلم من تسلط الشيطان عليه فعليه ان يكثر بالصوم
 نہیں ہوکتا اور شہوت بہر کسی ٹوٹ جاتی ہی پہر جو شخص چاہی کہ میں شیطان کی غلبہ سے بہت رہوں تو او کو روزی رکھنی چاہی
 من تسلط الشيطان عليه فان من يتيم مقتضى الشهوة المنشعبة عن الهوى يظهر تسلط الشيطان عليه بوا
 تا کہ شیطان کا غلبہ سے سلامت رہی بیشک جو شخص شہوت کی پیچی پڑا رہتا ہی جو ہو کہ شاخ ہی تو او سر ہو سید ہو کی شیطان کا غلبہ ہو جاتا ہی
 الهوى لان الهوى مرمى الشيطان ومرتعه ولما لم يكن احد خاليا عن الشهوة المنشعبة عن الهوى لم يوجد احد
 کیونکہ ہو او سر شیطان کی بیڑ اور چرگاہ ہی اور چکر کوئی شخص شہوت کی جوشاخ ہو او سر کی ہی خالی نہیں ہی تو ایسا ہی کوئی نہیں ہی
 خاليا عن ان يكون للشيطان فيه تسلط ولد لك قال النبي عليه السلام في حديث رواه ابن مسعود ما منكم من
 کہ او سر شیطان کا کچھ ہی غلبہ نہو اور اسی ہی بنی علیہ السلام فی فرمایا ہی حدیث میں جواب میں مسعودی روایت ہی تم میں سے ایسا کوئی نہیں کہ
 احد الا وله شيطان قالوا انت يا رسول الله قال عليه السلام وانا الا بالله تعالى اعاني عليه فاسلم فلا يامرني
 او کا شیطان نہو عرض کیا اور تم یا رسول اللہ فرمایا اور میں ہی پراتا ہی کہ اللہ تعالیٰ فی او سر میری مدد کی سورہ مسلمان ہو گیا اب وہ سوار
 الا بخير تيانه علي ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان الشيطان لا يتصرف في الانسان الا بواسطة الشهوة فمن
 خیر کی نہیں کہتا اسکی تفصیل ہوائی بیان امام غزالی کی احیاء میں یہ ہی کہ شیطان انسان میں بدون وسیلہ شہوت کی تصرف نہیں کرکتا پہر جسکی
 احانه الله تعالى على كسر شهوته حتى يصير لا يتسلط الا حيث ينبغي والى الحد الذي ينبغي فشمونه لا تدعو
 اللہ تعالیٰ فی شہوت توڑتی پر احاد کی بیان تک کہ ایسا بن جادی کہ او سر متوجہ ہو کہ جہان چاہی او اس جہنگ جو سر او سر ہی سوار کی شہوت شریک نہیں بلاتی
 الى الشر والشيطان المتدن دعها لا يامر الا بالخير فكم من هذا الحديث ان بلغ اجم لا يتصور ان يتفك الشيطان عنهم
 اور شیطان جو شہوت کا لباس پہنی ہوئی ہی سوار خیر کی نہیں کہتا احدی شہوتی سلام ہو کہ خیال میں نہیں آتا کہ کوئی تو ہی شیطان ہی جاد ہو
 وإنما يميز بعضهم عن بعض بموافقتهم اياه ومخالفتهم اياه فمن يغلب عليه مقتضى الشهوة يجد الشيطان
 اور ایسے ایک کو دوسری ہی اتا ہی فرق ہی کہ شیطان کتنا موافق ہی یا او کی کتنا مخالف ہی پہر جسیر مقتضیات شہوتی طالب ہیں او سر شیطان
 فيه فجاء لا يتسلط عليه ولا كتناف الشهوة لان الانسان من جوانبه قال ابليس على ما اخبر الله تعالى عنه لا قعد
 چہی قدرت پاتا ہی اور او سر تسلط کر لیتا ہی اور انسان کو جو شہوتی ہر طرف کی کبیر کہا ہی تو ابیس کا یہ قول ہی جیا کہ اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہی میں یہ ہوں گا
 لهم صراط المستقيم ثم لا ينهم من بين ايديهم ومن خلفهم وعن ايمانهم وعن شمائلهم ولا يجد اكثرهم
 او کی تاک میں تیری سید ہی راہ پر پہر او سر آؤنگا آگی سی او پیچی ہی اور امانی سی اور یا میں سی اور یہ او گیکو تو او میں سی اکثر
 شاكرون فانه ياتي الانسان من جميع جهاته بانواع مكائده ويحجب اليه الفعل الذي يضره حتى يخيل اليه
 شکرتا رہر شیطان انسان کی ہر یک طرف سی طرح کی کراتا ہی اور وہ کام او کو پسند کر دیتا ہی جو مضر ہی تک کہ وہ خیال کرتا ہی
 انه من انفع الاشياء اليه ويكره اليه فعل الذي ينفعه حتى يخيل اليه انه من اضر الاشياء اليه ومن هذا الطريق
 کہ یہ کام سب ہی زیادہ مفید ہی اور وہ کام نا پسند کر دیتا ہی جو نفع ہو بیان تک کہ خیال کرتا ہی کہ یہ کام سب ہی زیادہ مضر ہی اور اس طریق سی
 كما د كثير من الناس حتى القاهم في المموات المختلفة والاراء المتنوعة واصلهم الى الكفر والضلال وقهم في الكثر
 بہت لوگوں کو فریب دیا ہی بیان تک کہ او کو مختلف ہو میں نور انگ انگ راستی میں نگار دیا ہی اور کفر اور کراہی میں پہنچا دیا ہی اور گاہ اور دال میں

والويل ومن هذا يعد لهم الفوز بالجنان مع الكفر والفسوق والعصيان ويخوف المؤمنين من جنة وأوليائه
 بنسأ وليام رتيراس كرافس اور عصيان به دخول جنة كا وعدة كرتاي اور عز منون كو اپني لكر اور رفقار سي اتنا راتا هي

پس از آنکه رسید پس از نماز صبح و در میان آنکه در آن وقت که وعده کرده ای
حتی که بیاورد از منم و لا یامر منم بالمعروف ولا ینہی منم عن المنکر و هذا من عظیم کید لاهل الایمان وقد اخبر الله
کیه او دشمن جبار منین کرتی اور شاہد بالمعروف اور تنہی عن المنکر کرتی ہیں
اور اہل ایمان کو یہ بڑی دہم دی رکھا ہے اور اسد نقالی

المفسر انہ یخوفکم باولیائہ فلا تخافوہم قال قتادۃ یعظمہم فی صدورکم وطمعنا قال فلا تخافوہم وخافون انکم تنزک منہم من کہ شطان تمکون ای رقیقین سی وڈا تہی ہوتے ہو ای مسرت ووقار کہتے ہیں او کبر اور عداوت کو کہتا ہے ای اسے وہم کہتا ہے اور اسے مسرت ووقار کہتے ہیں

المفسر انہ یخوفکم باولیائہ فلا تخافوہم قال قتادۃ یعظمہم فی صدورکم وطمعنا قال فلا تخافوہم وخافون انکم تنزک منہم من کہ شطان تمکون ای رقیقین سی وڈا تہی ہوتے ہو ای مسرت ووقار کہتے ہیں او کبر اور عداوت کو کہتا ہے ای اسے وہم کہتا ہے اور اسے مسرت ووقار کہتے ہیں

مؤمنين فان ايمان المؤمنين كلما كان قويا يزول عنه خوف اولياء الشيطان فياخر بالمعروف وينهي عن المنكر

وَمَا كَانَ ضَعِيفًا يُقْرَى فِيهِ خَوْفٌ أَوْ لِيَاءُ الشَّيْطَانِ فَلَا يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا يَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَمَنْ كَبِدَهُ أَيْضًا أَنَّهُ يَجِدُ

الذين احكموا العلوم الشرعية العلمية والعملية حتى انهم كانوا يشغلون بها ويتعمقون فيها لكنهم يهلون تفقد

المجوس ولا يحفظونها عن المعاصي ولا يستعملونها في الطاعات ويظنون انهم بلغوا عند الله تعالى من العلم مرتبة

لا يعذبون ولا يطالبون بذنوبهم بل يقبل في الخلق شفاعتهم فانهم لو تأملوا العلم بالان العلم حيان علم المعاصلة

وَيَعْلَمُ الْإِنْسَانُ أَنَّهُ مُخَلَّاقٌ فَهُوَ مُعْرِفٌ لِلْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَمَعْرِفَةُ الْأَخْلَاقِ الْحَسَنَةِ وَالْمَنَعَةِ وَهِيَ عِلْمٌ لَا تَرْتَدُّ

لا يلزم ولا الحاجة الى العمل لم تكن هذه العلوم قيمة فكل علم يراد العمل لا يكون له قيمة بدون العمل فمن احكم

تلم اطاعت و لم يفرغ بها واحكام علم النعاص لم يجتنبها و استكم علم الاخلاق المحمودة و لم يزين نفسه بها و احكم علم

أَخْلَقَ الْمَرْمُومَةَ وَلَمْ يَظْهَرْ نَفْسُهُ عَنْهَا فَنُومَغِرَ وَرَبِّكَدِ الشَّيْطَانُ أَذَى يَقُولُ لَهُ الشَّيْطَانُ مَطْلَبُ إِذِ الْقَرَبِ

من الله تعالى ونبل ثوابه والعام يقربك من الله ويوصلك الى ثوابه ويقلو عليه الايات والاخبار الواردة

فَوَيْلٌ لِلْعَالَمِينَ مَنْ كَانَ مِنْ عَمَلِ الْهُوَى يَرْيَبُ ذَلِكَ مَوَاقِعَهُاءَ فَيُضْمَرُ إِلَيْهِ قَلْبُهُ وَيَهْمِلُ الْعَمَلُ وَمَنْ كَانَ

من اهل البيت يقول بالنسب هناك تذكرني ما ورد في فضائل العلم وانه تذكرني ما ورد في العلم اء ان اذكر في العلم

فان الذي اخبر بفضيلة العلم هو الذي اخبر بعقوبة العلماء السوء فانه تعالى قال مثل الذين حملوا التوراة
 ثم لم يحملوها كمثل الجوارح حمل الاسفار وقال الله تعالى في اية اخرى فمثل الكلب فاني اخبري اعظم
 بهرنا وهاهي اذهون في جيسي كبدوت كدي كي بيت پر پختا هي كتابين اور ايك اور آيت ميں فرمايا هي تو اس كا حال جيسي كتا كدي اور كتي كي مشابہت سي
 من التمثيل بالكل والكلب وقال النبي عليه السلام اشد الناس عدايا يوم القيمة طلم لم ينفعه الله بعمله وقال
 كوني رسواي زياده هي اور بني عليه السلام في فرمايا سي نيازه عذاب ميں قياست كي دن وه عالم هو كا جكي علم سي الله في اوكو تقى تعيل اور بني
 عليه السلام في حديث اخر من انزل دعلما ولويز ددهد كي لم يزد من الله الا بعدا وبعد ورد امثال تلك
 عليه السلام في اكله حديث ميں فرمايا جو شخص علم ميں بڑا اور دہایت ميں نہ بڑا تو اسے تعالیٰ كي ان سواي دوری كي نہیں بڑھيگا اور بعد وارو ہوني
 التشديدات ما لا يحصى في حق العالم التارك للعلم كيف يعتقد انه على خير مع تارك حجة الله تعالى عليه
 ايسی ایسی شدايد سہما كي عالم تارك العلم كي حق ميں كيونكر اعتقاد كر تا هي كوه نيك راہ پر هي باوجوديكه اوس پر حجت انهي خب قايم هي

واما علم المكاشفة فهو العلم بالله تعالى وصفاته واسماؤه فمن احكم هذا العلم ثم اهل العمل وضيع امر
 او علم مكاشفة كا يعني باطني سو وه علم معرفت انبي اور اوكي صفات اور اسماء كا هي سو جسي يہ علم خوب حاصل كيا پھر عمل كيا اور انهي كوضايع كيا
 الله تعالى في موضوعه فمرا ايضا فخر ويزد على انه لم يحصل من معرفته الله الا الاسامي دون المعاني كانه لو
 تود بهي شيطان كي قريب ميں هي بس اوكي شوريد كي دلالت كرتي هي كد اوكو معرفت انبي سي سوا اسم كي كچھ حاصل نہیں ہوا اس في تنگ نرس پھنچا كيونكه اگر
 عرف الله تعالى حق معرفته لخشيته وتقاه كما قال الله تعالى انما يخشى الله من عباده العلماء نسال الله تعالى
 عازر باسمه بتا جو حق هي تو اوسي ڈرنا اور تقوى كرتا چنانچہ اسے تعالیٰ فرماتا هي اسے ڈرتي وه هي ميں اوكي بندون ميں جسكو سمجھي هي ہم سوال كرتي ميں
 ان يجعلنا من يخشى الله تعالى المجلس الثالث والتسعون في بيان ان للشيطان لغة باين ادم و
 كہ ہو اسے سي ڈرنا اور تقوى كرتا تراويں مجلس اس باين ميں كاس ادم سي شيطان كو ايك قرب ہونا هي اور

للملكية قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان للشيطان لغة باين ادم والملاك لغة فاما لغة الشيطان فاما لغة
 فرشتي كوايك قرب ہوتا هي رسول الله صلى الله عليه وسلم فرمايا بيتك ايم ادم سي شيطان كو ايك قرب ہوتا هي اور فرشتي كوايك قرب ہوتا هي بہر قرب شيطان كا تو
 بالشيطان تكذب بالحق واما لغة الملاك فاما لغة بالحق فمن جند ذلك فليعلم ان من الله تعالى
 براي كا خيال اور حق كا كذب اور فرشتہ كا قرب خیر كا اہام اور حق كي تصديق پھر فرشتہ دليں يہ هي پاوي تو جان كي كہ اسے تعالیٰ كي طرف سي
 فليعلم الله تعالى ومن وجد الاخرى فليتعجب بالله تعالى من الشيطان الرحيم هذا الحديث من جسدان المصابين
 اب اسے كي حد كرتي اور جسي دوسرا پايان تو شيطان مانده سي اسے كي ہونا هي
 يفرح ابن مسعود واللمة المذكورة فيه من اللامع وهو القرب فانه كل واحد من الملاك والشيطان يقرب
 بہر سو كي رويت سي اور فقط جس حديث ميں آيا هي الام سي مشتق هي بلقي قرب يرك ہريك فرشتہ اور شيطان انہيں دونو كام كي

من الانسان هذين الامرين وهما الايجاد بالخير والابناء بالشدة المراد بهما اللذان يقع في القلب احدهما
 لي الانسان كي سادہ ہوتا هي ايمن ايجاد بالخير اور ايجاد بالشدة اور ان دولسي مراد هي دوہام ميں جو كي دليں آتي ميں ايك
 بواسطة الملك والاخر بواسطة الشيطان وتايقم بواسطة الملك ليدلي لها او ما يقع فيه بواسطة الشيطان
 فرشتہ كي واسطی سي اور دسرا شيطان كي جہت سي دو جو فرشتہ كي واسطی سي ہونا هي اہم ہونا هي اور شيطان كي جہت سي جو ہونا هي
 يجمع في صود لغة وانما ثبت بتجاسر يمينه انه ناسب اصل خبر بتا يديك عليه لوتقوله اشهر الملكا فاما الشيطان فليكن
 دسوسہ كہلاتا هي اور ان دون ميں جاي كا رزار ہوتا هي اسے كي باعتماد اصل يہ ايشن كا فرتو رگا اشرقي كي كتا هي اور شيطان كا اشرقي

صلاحتساویلا یتزج احدهما علی الآخر لا باتباع الهوی ولا کتاب علی الشهوات او یخالفه الهوی ولا اعراض
 برادر برادر کسب جانب کو دوسری پر غلبہ نہیں ہوتا مگر باعتبار پیروی ہوا کی اور شہوت پر اور اگر گنہ کی یا باعتبار مخالفت ہوا کی اور شہوت سے
 عن الشهوات فان الانسان اذا اتبع مقتضى الشهوة والغضب يظفر تسلط الشيطان على قلبه بواسطة الهوی یصد
 منہ پیروی کی بیشک انسان جب شہوت اور غضب کی پیروی کرتا ہی تو اس کی دل پر شیطان کا غلبہ ہو سیکر ہوا کی ظاہر ہو کر تباہی اور کساد
 قلبه عن الشيطان ومقره لكون الهوی مرغی الشيطان ومرتعہ واذ لاجاهد نفسه ولم یقبح مقتضى الشهوة و
 شیطان کا صحتی اور مقام ہو جاتا ہی کہ کوئکہ ہوا ہوس شیطان کی چو گاہ اور بیڑی اور اگر اس کی نفس کو مارا اور کو اتر شہوت اور
 الغضب یكون قلبه مستقر المثلثة ومربطهم لکن لما لم یکن قلب من القلب خالیاً عن الشهوة والغضب والحرص
 غضب کی پیروی نہ کی تو اس کا دل نہ لگا کہ مقام اور گدہ گاہ ہو جاتا ہی لیکن چونکہ کوئی دل کیسا ہی شہوت اور غضب اور حرص
 والطمع غیر ذلک من الصفات البشرية المنشعبة عن الهوی لم یقتض ان یوجد قلب خال من ان یكون قلبه
 اور طمع وغیرہ صفات بشری ہی جو ہوا کی شاخیں ہیں ظالی نہیں ہوتا تو خیال میں نہیں آتا کہ کوئی ایسا ہو کہ جہاں شیطان کی وسوسہ
 للشیطان جولان بالوسوسه ولا یزول وسوسته الا بد کر شیء سوى وسوس به فیه اذ عند حصول ذکر شیء
 کا گدہ نہ ہوتا ہو اور اس کا وسوسہ کہی نہیں جاتا بدول ذکر کسی اور بات بجز اس کی وسوسہ کی اس واسطی کہ جب کسی اور چیز کا ذکر آتا ہی
 فیه ینعدم ما کان فیه من قبیل الا ان کل شیء سوى ذکر الله تعالى وما یتعلق به یحیوان یكون فجاء للشیطان
 تو پہلی بات جاتی رہتی ہی اتنا ہی کہ ہر ایک بات سواء ذکر الہی کی اور جراتی متعلق ہی گدہ گاہ شیطان کا ہو سکتا ہی
 فذلک الله تعالى هو الذی یؤمن جانبہ ویعلم انه لیس بجاء للشیطان فان القلب مثال حصن لہ ابواب
 سوہیا تو ذکر الہی کی کہ جس کی طرف سے خاطر جمع ہی اور معلوم ہی کہ گدہ گاہ شیطان کا نہیں ہی بیشک دل کی مثال ایسی ہی جیسی ایک قلعہ کئی دروازہ والا
 کثیرۃ والشیطان یرید ان یدخل فیه من کل باب ویلکد ویستولی علیہ فلا بد للعبد من حفظہ ولا
 اور شیطان چاہتا ہی کہ اس میں ہر ایک دروازہ ہی اگر ایک اور استولی ہو جاوی
 یقدر علی حفظہ الا بحراصة ابوابہ وسد مدخلہ وهو اضع ثلثہ وابوابہ ومدخلۃ الصفات المذمومة
 اس کی حفاظت بدون نگہبانی دروازوں کی اور روکنی آمد کی راہ اور کہیں کی رخصت کی نہیں ہوتی اور قلعہ کی دروازہ اور آمد کی راہ صفات مذمومہ میں
 فلیس للادنی صفة من صفات المذمومة الا وهی قوت من اقوات الشیطان وسلاطین اسلحتہ وباب من
 سواری کی کوئی صفت صفات مذمومہ میں ہی ایسی نہیں ہی کہ وہ شیطان کا کوئی قوت اور اس کی ہتیاروں میں کا ایک ہتیار اور اس کی دروازوں
 ابوابہ ومدخل من مدخلہ وهذه الابواب والمدخل کثیرۃ بعضها ظاهرة وبعضها خامضة وكلها
 میں ہی ایک دروازہ اور اس کی آمد کا راہ نہ ہو اور یہ دروازہ اور آمد کی راہ بہت ہیں بعضی ظاہر ہیں اور بعضی پوشیدہ اور شیطان کی لمی سب
 مفتوحة للشیطان ولیس للملک فیه الا باب واحد وقد یلتبس ذلک الواحد بہذا الکثیر فالعبد فیه مثاله
 کہی ہوئی ہیں اور ان میں ہی فرشتہ کی لمی ایک ہی دروازہ ہی اور کہی وہ ایک ہی ہے ان سب میں عجائبات ہی اصورت میں آدمی کی کہاوت ایسی ہی
 مثال المسافر الذی بقى فی بادية کثیرۃ الطرق غامضة السالك فی لیلۃ مظلمة فلا یکاد یعلم الا بعین بصیرۃ وظلوع
 جیسی مسافر تنہا جنگل میں جہاں چاروں طرف تاریک سنی مافی ہوں اندھیری رات میں سو یہ مسافر بدون عین بصیرت اور روشنی چمکتی
 شمس مشرق والمعاد بعین البصیرۃ ہما ہا القلب المصفی بالتقوی والمراد بالشمس المشرقۃ هو العلم المستفاد من
 سورج کی نہیں سنبھل سکتا اور عین بصیرت ہی یہاں تقویٰ کی صفات کیا ہوا دل مراد ہی اور آفتاب روشن سی وہ علم مراد ہی جو
 کتاب اللہ تعالیٰ وسنة رسوله ادبہا یعلم غوامض طرقہ وابوابہ والی یدخل فیہا فی القلب الامراض
 کتاب اللہ اور سنت رسول ہی حاصل ہو اہر کہ کوئکہ انہی دو فوسنی تاریک سنی اور اس کی دروازہ اور دل کا راستہ جی بیماری علاج کی

الحاجة الى العلاج ولا يكون الا بصدقه وصد جميع الوسوس الشيطانية ذكر الله بالاستعاذة
 محتاج دل بين انكسرتي هني ادر بر مرضي كما علاج اوتكي خدسي هزاي ادر تمام وسوسه شيطاني كخدا الله كاذر هي سانه اعوذ بالله
 والتبري من الحول والقوة بان يقال اعوذ بالله من الشيطان الرجيم لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم
 اور بری ہونا حول اور قوت سی اسطوری ہر ہی پناہ لیتا ہوں اللہ کی شیطاں مردوسی اور نہ پھر ناگنا ہی اور نہ قوت طاقت کی مگر اللہ بزرگ برتر سی
 فان قيل هل يكفي في دفع مجرد ذكر الله تعالى ام لا بد فيه من العلاج فالجواب فيه ان العلاج فيه سد
 اگر کوئی پوچھی آیا دفع کی ہی صرف ذکر اللہ کافی ہی یا اس میں کچھ علاج ہی چاہی پھر اس میں علاج کی کیا ہی سو جواب یہ ہے کہ اس میں علاج یہ ہے ہی
 من اخله بتطهير القلب من الصفات المذمومة وتعميره بالتقوى حتى يتمكن الذكرفيه ولا يفذر على ذلك
 کہ اوتکی آسکی نہ دیکھو صفات مذمومہ سی پاک اور تقویٰ سی آباد کر کہ بند کر دی تاکہ دل کی اندر ذکر قائم ہی اور پھر سواہ متقیوں کی
 الا المتقون الذين طهروا قلوبهم من الصفات المذمومة وعمرها بالتقوى وغلب عليهم ذكر الله تعالى فان
 کیسے قدر متقین جنہوں نے اپنی دل صفات مذمومہ سی پاک اور تقویٰ سی آباد کر رکھی ہیں اور انہیں یاد الہی غالب ہو گئی ہی بیشک ذکر الہی
 الذکر لا يتمكن في القلب الا بعد عمارة بالتقوى وتطهيره من الصفات المذمومة فلا بد من تطهيره ليتتمكن الذکر
 دل میں جب ہی قائم رہتا ہی کہ تقویٰ سی آباد اور صفات مذمومہ سی پاک ہو چکی اب اس کا پاک کرنا ضرور ہوا تاکہ اوس میں ذکر قائم ہی
 فيه لان الذکر لو لم يتمكن فيه يصير حديث النفس فلا يدفع وسوسة الشيطان ولذلك قال الله تعالى ان الذين
 اسکی کہ اگر ذکر دل میں قائم نہ ہو تو وہ حدیث النفس ہوگا پھر اس سی شیطانی وسوسہ دفع نہیں ہو سکیگا اور اس ہی ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی جو لوگ
 اتقوا اذا صمم خفف من الشيطان تذكروا فاذا هم مبصرون فانه تعالى قد خص ذلك بالمتقين فان القلب اذا
 در کرتی ہیں جہاں پر گیا اور پھر شیطاں کا گذر چونکہ کئی پھر تقویٰ اور کو موجد آگئی بیشک اللہ تعالیٰ فی اس بات کو پھر ہر گز دینی خاص کامی کیے نہ کہ دل اگر
 تظهر من الصفات المذمومة فلا يكون للشيطان فيه استقرار بل لما يكون فيه احتيازا وينعوه من الاحتيازا
 صفات مذمومہ سی پاک ہو جاتا ہی تو اوس میں شیطاں کا قیام نہیں ہوتا بلکہ یہ ہی اللہ رفت ہوئی ہی اور اس قدر تقویٰ ہی اوس کو ذکر الہی بند کر دیتا ہی
 ذكر الله تعالى فمثاله مثال كلب يقر بصدقه فان لم يكن بين يديك شيء من الطعام ينزجر بقولك اخسا فخرج
 سوا کی مثال ایسی ہی جیسی ہوگا کتا تیرے پاس چلا آوی پھر اگر تیرے سامنے کچھ کھانا ہو تو اتنا ہی کہتی چلا جاتا ہی ادب پس صرف
 الصوت يدفعه وان كان بين يديك شيء من الطعام لم يجر عليه ولا يندفع بمجرد الكلام فالقلب الخالي عن الهوى
 دہنکار و سکون دفع کر دیتی ہی اور اگر تیرے سامنے کوئی کھانا موجود ہو تو جھک کر تا ہی اور صرف دہنکار سی نہیں جاتا سو جودل ہوا سی خالی ہو
 ينزجر الشيطان عنه بمجرد الذکر اذا لا يطر فيه الشيطان الا عند غفلته وخلوه عن ذكر الله تعالى فاذا اصاب الى الذکر
 تو شیطاں دہشتی صرف ذکر سی چلا جاتا ہی کیونکہ شیطاں غفلت ہی وقت دلین جب ذکر الہی سی خالی پائی تو جاسکتا ہی پھر جب وہ ذکر کرتا ہی تو
 ينجس الشيطان فاما القلب المعلق بالهوى فلكون الهوى قوى الشيطان يستقر فيه الشيطان ولا يندفع بالذکر
 پچھلی پائو بہا گتا ہی اور جودل ہوا میں لگا ہوا ہی تو ہوا ہوس جوشیطاں کی قوت بازوی تو وہاں شیطاں جگہ پر لیتا ہی اور ذکر سی نہیں ملتا
 والحاصل ان القلب معلق به مقتضيات الهوى يجر الشيطان مجالا فيوسوس فيه وهما اشتغل بالذکر كونه متحل
 خلاصہ یہ ہے کہ دل پر اگر لوازیم ہوا کی غالب ہو جاتی ہیں تو شیطاں کا گذر ہو جاتا ہی پھر اوس میں وسوسہ پیدا کرتا ہی اور جب ذکر میں مشغول ہوتا ہی تو شیطاں
 عنه الشيطان ويقبل انبه الملك فيه ويلهم فيه والتظارم بين جندي الملك والشيطان في معركة القلب
 دہشتی چل دیتا ہی اور فرشتہ وہاں اگر اہام کرتا ہی اور قلب کی معرکہ میں درمیان دونوں فرشتہ اور شیطاں کی ہمیشہ جنگ دہنکار پیل رہتی ہی
 دائم الى ان ينغم القلب احدها فاكثر القلوب قد فتحها الشيطان وملكها فامتلات بالوسوس وس الداعية الى اثار
 آخر کو کسی ایک کی فتح ہو جاتی ہی سو اکثر دل تو شیطاں فتح کر کر مالک ہو گیا ہی پھر وہ ایسی وسوسوں ہی پر ہو گئی ہیں جو کہ طرف اختیار کرتی دنیا

الدنيا واطراح الآخرة ومبدأ امتلاءها اتباع الهوى ولا يمكن فتحها بعد ذلك الا بتخليتها عن الهوى وتخليتها بذكر
 اوراك كرتي آفرت كي بلاقين اور سبب وسوسه هونيكا هو كي پيروى هي اب اويكا فتح هونا ممكن هين هي بدون اسكي كهواسي خالي كو ذكر الهوى كا رونق پائي
 الله تعالى وذلك لا يتيسر الا بمعرفة الخواطر الداخلة فيها فان الخواطر الداخلة فيها تنقسم الى ما يعلم قطعا انه داع
 اور به حالت سمع هين هوني بدون دريافت خطرات كي جود لون
 الى الخير فلا يخفى في كونه الها ما والى ما يعلم قطعا انه داع الى الشر فلا يخفى في كونه وسوسة والى ما يتردد فيه فلا
 اب وه بلا شبه الهام هي دورى كيه كه يقيني معلوم هي كه برى كي طرف بلاقى هي پوره بلا شبه وسوسه هي
 يدري انه من لمة الملك او من لمة الشيطان اذ من مكائدا الشيطان ان يعرض الشر في معرض الخير وبقية ذلك
 معلوم كه ده فرشته كي اترسى ياشيطان كي اترسى كيونكه شيطان كا كرم بهم بهم هوتا هي كه به كا خوي كا لباس مين پيش كوي اسكي تميز بهت
 خامض وبه يهلك كثير من العباد والزهاد والعلماء والصالحاء والفقراء والاغنياء وسائر اصناف الخلق من يكرهون
 دشواري اور اس كمرسى بهت لوگ عابد اور زاهد اور عالم اور صالح اور فقير اور غني اور تمام قسم كي خلقت هلاك هونكي هي جوهر لوگ
 ظاهر الدنيا لا يرونه لانقسام الخوض في المعاصي الصريحة فان الشيطان لا يقدر ان يدعوه الى الشر الصريح
 كه ظاهر گناه كو ناپسند كرتي هين اور ديني لي صريح گناه مين خوض كرتي پراعتي هين هوني تر شيطان كي طاقت هين هي كه اوكو صريح گناه پر لاي اب اوس گناه كو
 في صورته بصورة الخبيث وتليساته من هذا الجنس لا نهاية ومكائده فيما يتعلق بالعقائد والاعمال لا حصر فان
 خير كي صورت وديتاري اور اس طرح كي تليسات كي كوي نهايت هين هي اور شيطان كي كرم جو عقايد اور اعمال هي علاقه ركعتي هين ميشمار مين
 تليساته في الاعتقادات والعبادات قد انتشر في البلاد وشاع بين العباد فينبغي للعبد ان يقف عند كل هم يحظر
 شيطان كي كمر اعتقادات اور عبادات كي تمام شهر دن مين منتشر اور تمام خلقت مين مشهور مين اب انسان كو چاهي كه هر هم جو اسكي دل مين گذر تاري
 بالله ليعلم انه من لمة الملك او من لمة الشيطان ويؤمن النظر فيه بنور البصيرة لا بهوى الطبع لان الوسوسه يجاذ
 حامل كر سوجي تاكه معلوم هوي كه فرشته كا اتر هي ياشيطان كا اتر اور بصيرت كي نور مين اوسين خوب غور كوي هواسي طبيعي هي نه هوني اسكي كه وسوسه دلوگي هونكي
 القلب وينازجه ويلهيه عن ذكر الله تعالى فلا يد من المجاهدة وهذه المجاهدة لا اخرها الى الموت ولا يتخلص
 جيكه تاري اور اسه كي ذكرسى بهت كر سونين والديتاري سوا وسونين مجاهده ضرور چاهي اور بهم مجاهده موت نك پورا هين هوتا اور زندگي بهر شيطان هي كوي
 احد من الشيطان مادام حيا فانه مادام حيا فابواب القلب للشيطان مفتوحة غير متغلقة ومهما كان الباب
 نهين چوشتا كيونكه ادي جيكه زند رهن تاري توشيطان كي واسطي دروازي دلي كيلي رهن مين بنهين هوني اور جب دروازا
 مفتوحا والعدو غير غافل لا يدفعه الا بالحراسة والمجاهدة ولذلك لما قال رجل للحسن با اسعيد انيام ابليس تبسم
 چوشت اور دشمن جو كس هوا تو بدون نكها في اور مجاهده كي دفع هين هوگا اسهي لي جب كسي شخص في حسن هي چو چا كه اي ابو سعيد كيا ابليس توجا هي تو تبسم كر
 وقال لو كان بينام لوجدنا راحة فان قيل هل يواخذ العبد بجميع وساوس القلوب وخواطرها او لا يؤخذ بجميعها
 كه اكر ابليس هوا كر تا تو هم تمام هي هي نهني اكر كوي پوچي كيا انسان هي تمام وسوسون دلي اور خواطر كا مواخذه هويگا يا سبكا مواخذه هين هي
 بل بعضها فالجواب ان ذلك خامض لا يوقف عليه مالم يعلم تفصيل وساوس القلوب وخواطرها من مبدء وقوعها
 بلكه كسي كاي تو جواب بهم هي كه بهم ام بهت مشكل هي معلوم نهين هونكا جيكه تفصيل دلي وسوسون اور خطرات كي ابتدا پيدا هوني هي معلوم نهوي
 الى ان يظهر في الجوارح اثارها فان ما يقع في قلب الانسان كما ذكره الامام الغزالي في الاحياء على ربيع مراتب الاول
 بهان نكك اعضا پر كيا اتر ظاهر هوا اسكي كه انسان كي دلي خطرات موافق ذكر امام غزالي كي احياء مين چار مرتبه بهم مين پهلوا مرتبه بهم هي
 ان يرد على قلبه ابتداء من غير قصد وهو الخاطر ويسمى حديث النفس كما لو خطر على قلبه النظر الى امرأة كانت
 كراو كي دل پر چوشتي هي في قصد حياي آوي اور اسكو حديث النفس كهي مين جيسي اسكي دليين بهم خيال آوي كه عورت كو جويس پشت

التقى المسلمان بسيفهما فالقاتل بالمقتول في الناس قيل يا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال لانه لم يرد
 دو مسلمان تنوادر ليكر مقابل هرق بين تو قاتل مقتول دولو جيني بين سيني عرض كيا يا رسول الله سمع تو قاتل تو مقتول كي كيا خطاي فرمايا اسلي كرده هي
 ان يقتل صاحبه وهذا نص في كون المقتول من اهل الناس بمجرد الامراة مع انه قتل مظلوما فكيف لا يؤخذ
 تو ياركو قتل كيا چا هتا هتا اور به صاف بيان هي كه مر فزاده هي مقتول هي دوش هي باوجوديكه مظلوم مارا گيا هي اب بنده سي نيت اور عزم پر كيو نكر مواخذه نهين
 العبد بالنية والعزم وكل ما يدخل تحت اختياره فهو مواخذه الا ان يكفره بحسنة ونقض العزم بالندم حسنة
 هو كا اور جوبات اختيار هي سوا تو مين مواخذه هي يا اوسكا عرض كي حسنة كي كوي اور عزم كا ندامت سي تو زنا هي حسنة هوتا هي
 فذلك يكت بحسنة واما قوت المراد بعائني فليس بحسنة فلذلك يكت بحسنة فيواخذ بها العبد فكيف لا يؤخذ
 اسهيني ثواب كها جاتا هي اور ركا كام قوت هوتا كسي مانع سي هو به حسنة نهين هي اهي لي گناه كها جاتا هي اور او سپر او كي سي مواخذه هي اب او كي سي
 العبد بل اعمال القلوب والكبر والعجز والرياء والحسد والنفاق وحلة الخباثت من اعمال القلوب وقد قال الله تعالى
 ان قال غريب ليحي كبر اور خود بيني اور رياء اور كينه اور نفاق پر كيو نكر مواخذه هو اور خباثت تمام اعمال قلوب سي مين اور الله تعالى فرماتا هي
 ان السمع والبصر الفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا فانه تعالى اخبر في هذه الآية ان العبد بكل واحد نقص
 بيشك كان اور انكبه اور دل ان سبكي اوسي پو چه هو كي بيشك الله تعالى في اس آيت مين به خبر دي هي كه او كي سي بوض هر هر عضو كي
 تلك الاعضاء بكون مسئولا عنه فيما يدخل تحت اختياره مثلا لو وقع بصره على محرمة بغير اختياره لا يؤخذ به
 جوباتين اختياري مين پو چه هو كي مثل اكي نگاه كسي حرام پر لي اختيار جاري هي تو اس نظر كا كچه مواخذه نهين هي بهر اكر اكي بعد دوباره
 النظر فان اتبعها نظره ثانية يكون مواخذة بهذه النظر الثانية لكونه مختارا في ما وكن لك خواطر القلوب تجري
 نگاه كي تو اس نگاه ثاني كا مواخذه هو دوليكا كيو نكر اس مين اختيارها اور اسي هي دلي خطرات كا به هي
 هذا الجري بل القلب اولى بالمواخذة لانه الاصل فان من حكم قلبه بشئ وكان مخطا فيه يصدر من رايه ان خيرا
 راهي بلكه دل پر مواخذه اولي هي كيو نكر سبكي صل هي بيشك جسكي دل لي كسي بجات پر عزم كيا تو اوسكا عرض هوتا هي اكر نيك سي تو نيك
 فخير وان شرا فشر كمن ظن انه متطهر وحضر الجمعة وصلاتها ثم تذكر انه كان غير متطهر يكون مثابا بفعله وان
 اور اكر بهي تو به جيسي كوي خيال كوي كه مين پاك هو اور جاكر نماز جمعه وادي بهر ياد ايا كه مين پاك هتا تو اس نماز كا ثواب هو كا اور اكر نماز
 تذكرها ثم تذكر يكون معافا بتركه ومن وجد على فرشته امرأة فظن انها امراته فوطئها بهذا الظن لا يكون حاصيا بوطئها
 بون هي ترك كي بهر ياد ايا تو نماز چو رنيكا عقاب هو كا اور اكر كسي اپني بستر پر عورت ويكي گان كيا كيو ميري لي لي بهر اسي خيال پر تو جماع كيا تو اس جماع كي گناه
 وان كانت اجنبية وان ظن انها اجنبية فوطئها بهذا الظن يكون حاصيا بوطئها وان كانت زوجه كل ذلك بالنظر
 اكر بهر عورت هو اور اكر اسكو اجنبی خيال كيا بهر اسي خيال پر جماع كيا تو اس جماع پر گناه هو كا اكر بهر او كي لي لي هي هوي بهر تمام باعتباره عزم
 الى القلب ون الجواهر فان الوستواء تكون مرفوعة من هذه الامة اذ المبلغ مرتبة العزم فاما اذا بلغت تلك المرتبة
 دل كي هي جوارح پر نهين هي كيو نكر وسيله اسامت كو جبك عزم كي درجه كو نه بيني معاف هي اور اكر اوس درجه كو جابني
 فلا تكون مرفوعة بل يؤخذ بها العبد فيجب عليه ان ينقضها بالندم ولا يستغفار حتى تنقذ حسنة والا يكون
 تو بهر متا نهين هي بلكه او كي سي اسهين مواخذه هي سوا كوه هي كه عزم كو ندامت سي تو دي اور تخفار كوي تاكه ثواب لي اور نهين تو
 الشيطان مستوليا على ملكة القلب ويخر اللعين وعد الذي احكاه الله تعالى عنه حيث قال لئن اخرتن الى
 شيطان دلي ملكت پر غالب هو جا ويكا اور لعين اپنا وعده پورا كرنيكا جسكي الله تعالى حكايه كرتا هي چنانچه فرمايا اكر تو مجبور هيل دي
 يوم القيمة لا تحتكن ذمته الا قليلا والمعنى انك ان اخرتني حيا الى يوم القيمة لا قود ثم حيث ما شئت و
 قياست كي دن تك تو او كي اولاد كو دنا نهي ديون مكر تو رنيكا اور معني بهر مين كه اكر تو مجبور قياست تك زنده باقي رني ديكي تو البته مين او كو جيا چا هو كا كچه جيا ونگا

لاستولین علیهم استیلاء عقول الاقلیة منهم وهم المخلصون من عبادة الصلحین وهذا کقول اللعین کلا ین
 اور یہ خوب قابو کر لو گئے مگر کچھ تھوڑے ہی جو تیری بندی مخلص صغار ہو گئے اور یہ ایسا ہی ہی جیسی یمن کا یہ قول ہی البتہ
 لهم فی الارض ولا غویبهم اجمعین وانما عرف اللعین حصول هذا للطلب له مع انہ لا یعلم الغیب استدلالا باراد
 او نہ کہ بہا بن دکر ہاؤن کاترین میں اور اہی ہوو گئے سبکو اور شیطان مردود اسل مطلب کا یا جو دیکھ غیب دان نہیں ہی اس میں ہی جان گیا
 فہم من کون مبدء الشر متعدد او مبدء الخیر واحد الذی نفس الانسان قوة بصمیة شہوانیة وقوة سبعیة
 کہ اوغین آثار بدی کی بہت پائی اور مبدء الخیر کا ایک کیونکہ انسان کی نفس میں قوت بھی شہوانی ہوتی ہی اور قوت سببی غضبی
 غضبیة وقوة وهمیة شیطانیة وهذه الثلاثة مستویة طیہ من اول الخلق داعیة له الى الشر وبعده
 اور یہ تینوں قوتیں تو آدمی پر ابتداء پیدائش ہی غالب ہوتی ہیں شرکیہ بلاتی ہیں اور ان
 الثلاثة فیہ قوة عقلیة ملکیة وھن ان كانت طعیة الى الخیر لکن انما تکمل بعد استیلاء الثلاثة اولی علی القلب
 تین کی بعد قوت عقلیہ ملکی ہوتی ہی اور یہ قوت اگرچہ خیر کی راہ بتاتی ہی پر کامل جب ہوتی ہی کہ یہ تینوں پہلی قوتیں دل پر غالب ہو سکیں
 فلما رای العین ذلك علم ان ما یریدہ یکن حصولہ فان الشهوة والغضب قد ینقادان للانسان اقتیادا تاما
 پھر جب لعین نے یہ حال دیکھا تو جان گیا کہ میرا ارادہ ہو جانا ممکن ہی کیونکہ شہوت اور غضب بعضی دفعہ انسان کی خوب مطیع ہو کر
 فیعبثانہ علی طریقہ الذی یسلکہ ویجسنان مرافقتہ فی سفرہ الذی ہو بصدہ وقد یستحیون علیہ استقصا
 جس راستہ وہ چلتا ہی وہی ادا کرتی ہیں اور وہ جس سفر کی رہتی ہوتا ہی اوس میں رفاقت خوب کرتی ہیں اور کبھی اوپر نہایت سرکش بنات
 وتندرج حتی یملکانہ ویستعبدانہ ففیہ ہلاکہ وانقطاعہ عن سفرہ الذی بہ وصولہ الى سعادة الابد فینبغی لہ
 اور تندی کرتی ہیں یہاں تک کہ اوسکی ہر کو مطیع کر لیتی ہیں اور اس میں انسان ہلاک ہو جاتا ہی اسی میں جس میں سعادت ابدی وصول ہوتی رہتا ہی
 ان لیستعین علیہما بالعقل وان ترک الاستعانة به وسلطما علی نفسه یہلاک ہلاکا بئرا یخسر خیرا عظیما و
 انسان کو یوں تدبیر کرنی چاہی کہ اونپر عقل میں مدد نہ لی اور اپنی اوپر اوکو تسلط دیدیا تو ظلم ہو گیا اور شر ہی تو ہوا اور
 ذلك حال اکثر الخلق فان عقولہم صارت مسخرة لشہواتہم فی استنباط الخیل لقضاء الشهوة وكان من حقہم ان یكون
 اکثر خلق کا یہ ہی حال ہی کیونکہ انکی عقلیں قضاء شہوت کی ہی جملہ حوالی نکالنی کو شہوت کی مطیع ہو گئی ہیں اور اوکو یوں چاہی تھا کہ
 شہواتہم مسخرة لعقولہم فیا یفتقر الیہ العقل فان المؤمن قد یقع فی قلبہ خاطر الھوی فیدعوہ الى الشر فلیحقہ
 اوکی شہوت عقول کی مطیع ہوتی ہیں شہوت کے ایک مؤمن کی دین کے خطرہ ہوا کہ اگر بدی کی طرف بلاتا ہی تو پھر اوکو
 خاطر الا یان فیمنعہ عن الشر ویدعوہ الى الخیر فینبعث الشیطان الى نصرہ خاطر الشر فیقوی داعی الھوی ویحسن القمع
 خطرہ ایسا ہی بدیسی روک کر خیر کی طرف بلاتا ہی اب شیطان بد خطرہ کی قوت کو اوہارتا ہی سو وہاں ہر اسی اور دنیا کی لذتوں ہی
 والیہ تنعم بلاد الدنیا فیمیل النفس الیہا فینبعث العقل الى نصرہ خاطر الخیر ویبوجہ النفس ویقیم فعلہا ونیہا الى الخیر
 عیش اور جی کو پسند کرتا ہی اب نفس کو اوہر رغبت ہوتی ہی پھر عقل اوسکی مدد کو اوہے کر نیکی دین ڈالتی ہی اور نفس کو جبر کرتی ہی اور اوسکی ہر گز کہ اور جبر کی
 یسبہا الیہا یم فی هجومہا علی الشر وعدم اکثر انہا بالعواقب فیمیل النفس الى نصرہ العقل فیمیل الشیطان علی النفس حملت و
 نسبت دیکر دنگو دین مانی ہی کہ جبکہ برائی کی کثرت اور انجام سی بی ہر دلی ہی نفس کو عقل کی نصیحت پر رغبت ہوتی ہی پھر شیطان نفس پر کیا حملہ کر کر سمجھاتا ہی
 یقول لہا مالک تستعین عن ہواک وهل یوجد احد من اهل عصرک یمخالف ہواک ما ترین ان اکثر علماء زمانک لا
 تجھو کیا ہوا کہ بنی عیش سی الگ ہوتا ہی تیری زمانہ میں کوئی ایسا ہی جو عیش سی الگ رہتا ہو دیکھتا نہیں کہ تیری زمانہ کی اکثر علماء
 یجتنون عن الھوی ولو کان شر لا صمدنوعا عنہ افتترک لہم ملاذ الدنیا یمتنعون بہا وتبقى محروما من مقیما یضاد علیہا
 عیش رانی سی پھر یہ نہیں کرتی اگر عیش و آرام برا ہوتا تو وہ ہی باز رہتی کیا عیش اور لذت دنیا کی اوکو دیتا ہی اور تو مشقت میں محروم ہی تھو تیری ہر

اهل وقتك فيميل النفس الى سوسة الشيطان فيجعل العقل على النفس حملة ويقول اهل هلاك الا من اتبع هواه ونفسه
اب نفس كود سوسة شيطاني پر رغبت آتی گشتی ہی ہر عقل نفس پر حاکی کر سچھا کی رہی کہ وہ ہی خراب ہوا جو ہوا کی پیروی نکلا اور

الآخرة واداء آتقنمين بلذة يسيرة وتتركين الذلجنة التي لايتناهي نعيمها ابد الا بادلن تستحقين الم النار وتغترين
آخرت کی سچا کی ہو گی کہ تو اس تہوڑی لذت پر قمار کرتی کہ جنت کی بی انتہا لذت جو کہی تمام نہ ہو گی چھوڑ دیتا ہی کیا سزاوار دوزخ کا عذاب کا ہوا چاہتا ہی

بغفلة الناس اتباعهم هو اعظم مع ان عذاب النار لا يخف عنك بمعصية غيرك افترى ان الناس كلهم لو وقفوا في الشمس
اور لوگوں کی غفلت ہی کہانی ہوا ہوس کی پیروی میں دھوکہ دین آتا ہی باوجودیکہ تجھ ہی دوزخ کا عذاب اور کی معصیت کی سبب کیا نہیں ہو گا دیکھ تو اگر تمام

يوم الصيف وكان لك بيت بارك كنت تساعدهم على القيام في الشمس ثم تذهب من الشمس الى ظل بيتك
دھوپ میں ہیں اور تیری ہی سرد خانہ ہو تو کیا تو او کی ساتھ دھوپ میں کھڑا ہی گا یا او کی برخلاف تو دھوپ میں ہی کھڑی سایہ میں چلا جا دیکھا

فانك اذا كنت تتخالفهم فارد من حر الشمس فكيف لا تتخالفهم فارد من حر النار فعندك فيميل النفس الى راي العقل وهي لا تتردد
پھر تو جب او کی برخلاف کرتا ہی سہاکتا ہی پھر کیونکہ او کی برزخوں الگ کی گزیر ہی نہیں سہاکتا پھر اس نہایت عقلی ہی نفس عقل کی مشوہ پر متوجہ ہوتا ہی

تترو د متجادبة بين هذين الجدالين الى ان يغلب على قلب الانسان ما هو اولى به فان كان الغالب عليه الصفات الشيطانية
اسی دوزخ میں بھی اور کبھی اور ہر دو کوئی جاتا ہی آخر انسان کی دل پر وہ ہی غالب آجاتا ہی جو اسکی حال کی مناسب ہو اگر او سپر صفات شیطانی غالب ہوں

يميل الى الشر ويهجر على جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب لبعده من الله تعالى وان كان الغالب عليه الصفات الملكية
تو شر کی طرف متوجہ ہوا اور او کی احضار ہی سبب سابقہ تقدیر کی وہ ہی ہوتا ہی جو اسہ تعالیٰ ہی دور ڈال دی اور اگر او سپر صفات ملکی غالب ہوں

يميل الى الخير يظهر على جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب لقربه من الله تعالى وهذه الطاعة والمعاصي اذا ظهرت تكون
تو خیر کی طرف جھکتا ہی اور او کی جوارح ہی سبب سابقہ تقدیر کی وہ ہی عمل میں آتا ہی جس ہی قرب الہی حاصل ہو اور یہ طاعات اور معاصی جب ظاہر ہوتی ہیں

علامات يعرف بها سابق القضاء والقدر وهي انما تظهر من خزان الغيب بواسطة خزائن القلب فانه خزان الملكوت
تو یہ نشانیاں ہیں کہ انہی قضائے قدر کا حکم معلوم ہو جاتا ہی اور طاعات اور معاصی خزانہ غیب ہی بواسطہ خزانہ دل کی ظاہر ہوا کرتی ہیں کیونکہ دل خزانہ

فمن خلق الجنة يستر له الطاعات والسبب بها ومن خلق النار يستر لها المعاصي واسبابها فانه تعالى خلق الجنة وخلق
! ظنی ہی پس جو شخص جنتی پیدا ہوا ہی اسکو طاعات اور اسباب طاعات مسیر ہوتا ہی ہیں اور جو شخص دوزخی پیدا ہوا ہی اسکو معاصی اور اسباب معاصی سہل ہو جاتی ہیں

لها اهلا فاستعملهم الطاعات وخلق النار وخلق لها اهلا فاستعملهم بالمعاصي ثم عرف الخلق علامه اهل الجنة واهل النار
بیٹھک اسد تعالیٰ فی جنت پیدا کیا اور جنتی پیدا کر کے طاعات میں لگا دی ہیں اور دوزخ پیدا کیا اور دوزخی پیدا کر کے معاصی میں لگا دی ہیں پھر خلقت کوشت فی جنتی اور

فقال ان الابرار في نعيم وان الفجار في عذاب ثم قال ان يعجلنا من اهل الجنة ولا يعجلنا من اهل النار المجلس
دوزخ کی بتا دی ہی فرمایا بیٹھک لوگ آرام میں ہیں اور بیٹھک گنہگار دوزخ میں ہیں الہی ہو جنتی کرنا اور نہ گردان ہو اہل نار

الرابع والتسعون في بيان ظهير الاسلام غريبا وسيعود غريبا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بدأ
چورانوین اس بیان میں کہہ اسلام غریب ہے اور یہ ہو جاوے گا جیسا ظاہر ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ظہر اسلام ابتدا میں

الاسلام غريبا وسيعود غريبا انما بدأ فطوبى للغرباء هذا الحديث من صحيح المصاير مراده ابوهريرة ومعه ان
غریب شروع ہوا ابتدا پھر غریب ہوتا دیکھا جیسا شروع ہوا تھا ابوہریرہ بن کوفہ کی ہودی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت ہی

الاسلام في ابتدائه ظهر في احاد من الناس قلة منهم ثم انتشر ومشاع وصار قويا وبعد ذلك سيلحقه النقص والاختلا
اسکی معنی یہ ہیں کہ اسلام ابتدا میں کسی کسی آدمی ہی ظاہر ہوا اور بہت تہوڑا پھر پھیل گیا اور مشہور ہوا اور قوی ہو گیا اور بعد اسکی پھر اوپر نقصان اور خلل آوے گا

حتى لا يبقى الا في احاد من الناس قلة منهم وهم الغرباء وقد جاء تفسير الغرباء في حديث اخر انهم النزاع من القبائل يعني
یہ ممکنہ ہی نہیں ہی گا مگر کسی کسی میں بہت تہوڑا یعنی غریبا میں اور غریبا کی تفسیر ایک اور حدیث میں یوں آئی ہی کہ وہ تہوڑی میں قبول میں ہی یعنی

یہ ممکنہ ہی نہیں ہی گا مگر کسی کسی میں بہت تہوڑا یعنی غریبا میں اور غریبا کی تفسیر ایک اور حدیث میں یوں آئی ہی کہ وہ تہوڑی میں قبول میں ہی یعنی

انهم الذين كانوا قبل فلا يوجد في كل قبيلة منهم الا الواحد او الاثنان بل لا يوجد واحد منهم في القبائل والبلدان

يهرده لوگ ہیں جو تہذیبی سہوہ قبیلہ میں انہیں ہی سوا ایک یا دو کی نہیں ہوتی بلکہ ایک ہی انہیں کا قبیلون نور شہہ نہیں ہیں ہونگا

کما كان كذلك في اول الاسلام وفي حديث اخر انهم الذين يصلحون اذا فسد الناس يعني انهم قوم صالحون عاملون بالسنة

جیسے اسلام میں نہیں تھی اور ایک اور حدیث میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو بھلائی مگر نہیں جی لوگ بگڑ جاتی ہیں مراد یہ ہے کہ وہ اصلاح پر ہیں سنت پر عمل کرتے ہیں

في تر من فساد الناس في حديث اخر انهم الذين يصلحون ما فسد الناس بعد ما من سنتي فمؤداهم الغباء المذمومون

جن نامہ میں لوگ فساد کرتے ہیں اور ایک اور حدیث میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو درست کر لگے جو کہ لوگ میری بعد میری سنت کو بگاڑ دینے کی سہوہ جماعت غلو کی ہی

المغبوطون ولقد تم في الناس جدا سموا غرباء وهم قسما من احداهما من يصلح نفسه عند فساد الناس والثاني من يصلح

جسکی مع ہوئی اور انکی ہی مرتبہ کی آرزو ہوگی اور یہ کہ یہ لوگ بہت کتر ہیں تو انکا نام غر با ہو اٹلی دو قسم ہیں ایک تو وہ جو اپنا حال درست کر لی جب تک بگڑا دین دو شرف قائم

ما فسد الناس من السنة وهو اهل القسامين و هم القاسمون بوظيفة الامر بالمعروف والنهي عن المنكر فمؤداهم الغباء

جو اور لوگوں کی بگاڑی ہوئی سنت کو درست کریں اور یہ دونوں اعلیٰ درجہ کی ہیں یہ ہی لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وظیفہ برقرار ہو گئی ہو انکی

في اخر الزمان ولذلك وصفوا بالعرفه لقلتهم كما جاء في بعض الروايات انهم قوم صالحون قليل في قوم سوء كثير من

آخر زمانہ میں بہت کتر ہونگی اور اسی ہی غربت کا وصف ہوا ہے کیونکہ قلیل ہیں چنانچہ بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ لوگ صالح ہیں اور کتر بری قوم کی اندر

يبغضهم اكثر من يبغضهم في هذا الشارة الى قلتهم وقلة المستجيبين لهم وكثرة المخالفين لهم والعاصين لامرهم وهذا

جو بہت ہوں انکی بدخواہ بد نسبت اطاعت کرنے والوں کی بہت زیادہ اور اس میں انکی اور انکی تواضع کی نکتہ کا اور دشمنوں کی اور نافرمانوں کی کثرت کا اشارہ ہے اور اس

الفصل العظيم الموعود لاهل الغربتنا ما هو لغير بنهم بين الناس وتسمكهم بالسنة بين ظلم الاواء فان اصرى المؤمن من

فضل بکر کا جو اہل غربت کی لٹی وعدہ ہوا ہے تو اسی لٹی کہ وہ لوگ سب لوگوں میں غریب ہیں اور ہوا ہوں کی تاریکی میں وہ سنت کو بکڑی ہیں یہاں جب کوئی مؤمن اس زمانہ کی

عليه الناس في هذا الزمان من البدع والضلالات وعد لهم عن الصراط المستقيم الذي كان عليه رسول الله عليه السلام

حال دیکھی یعنی بدعتیں اور بنی راجحان اور سید ہی راہ سی انگ چلنا جسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

واصحابه ودعاهم اليه وقد حرم فيهم عليه من المنكرات فمما لا تقوم قياصتهم او ينصبون له المحابيل ومجبولون

اور انکی اصحاب تہی اور انکو اس لہ مستقیم پر بلائی اور انکی عمل منکرات کو توڑی پس پشت او میں قیامت پر پا ہوگی اور اس مؤمن کی لٹی جال بھاڑیگی اور اس کو

عليهم بجبلهم ورجلهم فهو غريب في دينه لفساد ادبا انهم غريب في تسكهم بالسنة لتسكهم بالبدع غريب في اعتقاده

ایں سوار اور پہاڑی چڑھا دیگی اسہ شخص اپنی دین میں غریب ہی کیونکہ وہ انکی دین سب فاسد ہیں اور یہ شخص سنت کی تسک کر لیں غریب ہی کیونکہ وہ بد لوگ چڑھ

لفساد عقائدهم غريب في طريقه لفساد طرقهم غريب في معاشرته معهم لانه لا يعاشرهم في اتمه نفيهم وبالحجة

تسک کی ہیں اپنی اعتقاد میں غریب ہی کیونکہ وہ انکی عقائد فاسد ہیں اپنی طریق میں غریب ہی کیونکہ انکی سب طریق فاسد ہیں اور انکی ساتھ گذران میں غریب ہی کیونکہ انکی ساتھ نہیں

فمؤ غريب في امور دنياه واخرته لايج مساعدا ولا معين وقد قال الله تعالى تعاونا على البر والنقي ولا تعاونا

کہ وہ تمام امور دنیا میں اور آخری میں غریب ہی نہ اسکا کوئی مددگار ہی اور نہ کوئی معین اور بنی شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور

على الاثم والعدوان فمؤ عالم بدینه بين قوم جاهلين بدینهم صاحب سنة بين اهل بدع داع الى الله تعالى ورسوله

گناہ پر اور زیادتی پر پس وہ ہی ایک اس قوم میں جو نادین نہیں جانتی اپنی دین کا عالم ہی بدعتوں میں صاحب سنت ہی اسد اور انکی رسول کی طرف

بين دعاة الى البدع والضلالات امر بالمعروف ناه عن المنكر بين قوم المعروف عندهم منكر والمنكر معروف وهذا قال النبي عليه

بلا تہی اس قوم میں جو بدعتوں اور گمراہیوں پر بلا تہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہایت اور ان لوگوں میں کہ معروف انکی عند یہ ہیں اور بداعت انکی عند یہ ہیں

ياتي على الناس زمان الصابر فيهم على دينه كالقايض على الجمر فانه عليه السلام بين في هذا الحديث الذي ياخذ الناس

لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ انہیں دین پر صبر کرنے والا ایسا ہی جیسی آتہ میں پتنگا لٹی ہوئی بیشک نبی علیہ السلام ہی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص تہہ میں اٹھ بیوی

لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ انہیں دین پر صبر کرنے والا ایسا ہی جیسی آتہ میں پتنگا لٹی ہوئی بیشک نبی علیہ السلام ہی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص تہہ میں اٹھ بیوی

لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ انہیں دین پر صبر کرنے والا ایسا ہی جیسی آتہ میں پتنگا لٹی ہوئی بیشک نبی علیہ السلام ہی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص تہہ میں اٹھ بیوی

لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ انہیں دین پر صبر کرنے والا ایسا ہی جیسی آتہ میں پتنگا لٹی ہوئی بیشک نبی علیہ السلام ہی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص تہہ میں اٹھ بیوی

لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ انہیں دین پر صبر کرنے والا ایسا ہی جیسی آتہ میں پتنگا لٹی ہوئی بیشک نبی علیہ السلام ہی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص تہہ میں اٹھ بیوی

لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ انہیں دین پر صبر کرنے والا ایسا ہی جیسی آتہ میں پتنگا لٹی ہوئی بیشک نبی علیہ السلام ہی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص تہہ میں اٹھ بیوی

لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ انہیں دین پر صبر کرنے والا ایسا ہی جیسی آتہ میں پتنگا لٹی ہوئی بیشک نبی علیہ السلام ہی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص تہہ میں اٹھ بیوی

لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ انہیں دین پر صبر کرنے والا ایسا ہی جیسی آتہ میں پتنگا لٹی ہوئی بیشک نبی علیہ السلام ہی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص تہہ میں اٹھ بیوی

لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ انہیں دین پر صبر کرنے والا ایسا ہی جیسی آتہ میں پتنگا لٹی ہوئی بیشک نبی علیہ السلام ہی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص تہہ میں اٹھ بیوی

لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ انہیں دین پر صبر کرنے والا ایسا ہی جیسی آتہ میں پتنگا لٹی ہوئی بیشک نبی علیہ السلام ہی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص تہہ میں اٹھ بیوی

والتسعون في بيان نعمة الصحة والفراغ وبيان مغيبات صاحبها قال رسول الله صلى الله عليه

وسلم نعمتان مغيبون فيها كثير من الناس الصحة والفراغ هذا الحديث من صحيح المصايف رواه ابن عباس

ومعناه ان الصحة والفراغ نعمتان عظيمتان لكن لا يعرف كثير من الناس قدرهما ماداموا في حاجات لا يعلمون

الصالحات ولا يتفكرون ليوم الممات فان الانسان في حال صحته يقدر على كسب الخيرات ببذنه وماله

واذا مرض يضعف بذنه عن العمل ويقصر يده عن ماله فيمأزده على الثلث فلا يقدر على الطاعة ببذنه ولا على

التصبر في ماله الامقدار ثلثة فينبغي له ان يغتنم صحته ويجهتد في اكتساب الخيرات ببذنه وماله وكذا في

حال فراغ يقدر على الطاعة بلا مانع فاذا بدل الفراغ بالاشتغال يظهر الموانع فلا يقدر على الطاعة فان

الانسان قد يكون صحيحا لكن لا يكون متفرغا بل يكون مشغولا بامر المعاش وقد يكون مستغنيا لكن لا يكون

صحيحا فاذا اجتمع فيه الصحة والفراغ فغلب عليه الكسل عن الطاعة فهو مغبون ببيان ذلك ان الدنيا فر

الاخرة وفيها التجارة التي يظهر بها في الاخرة فمن استعمل فراغه وصحته في طاعة الله تعالى فهو المضبوط لان

الفراغ يعقبه الشغل والصحة يعقبها السقم ومن سترسل في الصحة مع نفسه الامارة بالسوء المخالدة الى الراحة

فترك المحافظة على الجود والمواظبة على الطاعات يكون مغبونا ولكن اذا كان فارغا فان المشغول قد يكون

له معذرة بخلاف الفاسر اذا برقع عنه المعدرة ويقوم عليه الحجة فينبغي له ان يغتنم فراغه وليسعى في

تحصيل الاعمال الصالحة ولا يضيع عمره فيما لا يعنيه فان كل نفس من انفس العبر جوهرة نفيسة لا قيمة لها الا

بصالح لان توصله الى سعادة الابد وتنقذه من شقاوة السوء فاني جوهرة انفس من هذه الجوهرة فاذا ضيعها

في الغفلة قد خسرنا عظيما واذا صرنا الى المعصية فقد هلك هلاكاً مبيهاً فان عمر الانسان ميدان الاعمال

تورث اهل ثوابا او ثيابا

عنه من المصايف في مصنفه الله تعالى في المصنفين

الصالحۃ المقربۃ من الله تعالى والموجبة له جزيل الثواب فی يوم الحساب وهذه هی السعادة التي ليس
جواند تعالیٰ سئزدیک اور قیامت کی دن بڑا ہی ثواب ورجب کردی اور یہی وہ سعادت کہ انسان کی کئی

للانسان منها الا ما سعى كما قال الله تعالى وان ليس للانسان الا ما سعى فكل يفتن من عمره خائيا من عمل جدا
اسیر ہی دستای ہوتا ہی ہو کر کچل چٹا ہے تعالیٰ فرماتا ہی اور یہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی ہو کہ یا پھر جرم زندگانی کا عمل صالح ہی خالی گذرتا ہی

يكون حسرة وندامة عليه يوم القيمة على ما جاء في الخبر من ساعة يأتي على العبد لا ينكر الله تعالى فيها الا كان له
اوپر قیامت کی روز افسوس اور ندامت ہوگی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ جب آدمی پر ایسی ساعت گزرتی ہی کہ وہ مین اس کی یاد نہیں کرتا وہی اوسپر

عليه حسرة وقسوة عن ان يرى ان الله عليه السلام قال ما من احد يموت الا ندم قالوا وما ندامته يا رسول
حشر ہوگی اور ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا جو آدمی مرتا ہی سو نادم ہو دیکھا عرض کیا یا رسول اللہ ندامت کیا ہوگی

الله قال ان كان محسنا ندم ان لا يكون انزاد وان كان مسيئا ندم ان يكون ترفع وقسوة عن ابن عباس انه قال
فرمایا اگر وہ نیکو کار ہی تو یوں نادم ہوگا کہ زیادہ کیوں نکمیا اور اگر بر کار ہی تو یہ ندامت ہوگی کہ کچھ مین باڈاتا اور ابن عباس سے یہاں ہی

في تفسير النفس اللوامة ما من احد الا ويلوم نفسه يوم القيمة يلوم المحسن نفسه ان لا يكون انزاد احسانا و
کہ نفس اللوامة کی تفسیر میں کہا ہی جو کوئی ہی سو قیامت کی دن اپنی انکو ملا مشرک کچھ محسن قلبی آپ کو بہ ملا مت کہ نیکو کجاستات زیادہ کیوں نکمیا اور بر کار

الذمى نفسه ان لا يكون مرجع عن اساءاته في آخرة الا فقل لا تضيق عرك الغفلة فاجتهد في تحصيل امتعة الاخرة ف
اپنی کچھ بہ ملا مت کہ نیکو کہ یہی ہی باز کیوں نہ آیا سوای عاقل اپنی عمر غفلت مین ملت کہو اور آخرت کا سامان کر نہیں کو شش کر او وقت کی پہلی

ان تجي يوم لا تقدر على تحصيلها في ذلك اليوم فانك عن قريب تعان ذلك اليوم فتندم على ما قام عرك في غير
کہ ایسا دن آجادی کہ تو اس روز کچھ حاصل نہ کر سکیگا اور اب تو جلد ہی ان کو دیکھ لیگا اور گدگدہ ہوئی عمر پر جو یہ کہ سعادت ہی خالی گئی ہی

ربك ولا ينفعك الندم فان العبد اذا كان في شغل من اشغال الدنيا وكان يتنعم من العمل وحال ذلك العمل على فراغه
ندامت اور بانی نیکو اور ندامت ہی کچھ فائدہ نہ ہوگا بیشک جی آدمی دنیا کی کسی ہنر مین لگا رہتا ہی اور وہ مشغول ہی روک ہی اور اس عمل کو فراغت کی وقت برکت ہی

وقال اذا فرغت عملك فذلك من انما فتنه من وجهين احدهما ابتداء الدنيا على الاخرة وليس هذا من شأن العقلاء وقد
کہہ کہی فرصت ہوگی تو کو دیکھا سو بہرہ کی حاققت ہی دو وجہ سے ایک دنیا کا بہ نہ کرنا آخرت پر بہ عقلاء کی شان ہی نہیں ہی

قال الله تعالى بل تؤثرون الخيرات الدنيا الاخرة قد لا تدرى وثانيها تسويق العمل الى اوان فراغه فانه قد لا يجد مهلة
اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ تو ہی نہیں تم انکی کہی ہو دنیا کا جہاں یہ کچھ بہنری اور یہی والا اور دوسری وجہ کی فراغت کی وقت تک مہلت مین کہتا کیوں نہ بعضی وقت

بل تجد ان الموت قبل فراغه او بعد اذ شغله لان انشغال الدنيا يستلزم بعضها بعضا فيبقى بلائها من يوم المعاد
فصلت مین مٹی کہ موت فرصت ہی پہلے آجکتا یا بعد اوندہ بڑہ سانا ہی کہو کہ دنیا کی کار و بار آپس مین ہی مسلسل ہوتی مین پھر یہ شخص معاد کی کئی خالی تو نہ رہ جاتا

فالواجب على العبد ان يبادر الى الاعمال الصالحة على ما حال كان قبل وصول الموت وحصول الموت لئلا
پہر آدمی یہ واجب ہی کہ اعمال صالحہ مین جلدی کرے کیسا ہی وقت ہو دی موت ہی پہلی اور فوت ہوئی ہی اگلی کہہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

وساير عوالم مغفرة من ربك وجنة عرضها السموات والارض اعدت للمتقين فان من تعلق قلبه بالدنيا و
اور دور و بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پہلاوی آسمان اور زمین تیار ہوئی ہی واسطی پر پیر کارون کی بیشک جسکا دل دنیا مین الجھتا ہی

اخذ منها القدم فتراها على حاجته من الطعام والشراب واللباس يكون مضرة عليه الا ان يستعين به على
دنیا مین ہی حاجت ہی نہا وہ کہاں پینا لباس حاصل کر چکا ہی تو اسکی حق مین مضرت ہی ان اگر آدمی طاعت الہی کی استدالی

طاعة الله تعالى لان كل ما حبه الانسان وظفر به لا بد ان يفارقه فان كان حبه لغير الله تعالى حبه
تو مضرت مین کیونکہ جو چیز آدمی کو محبوب ہوتی ہی اور حاصل کر لیتا ہی تو بالضرورت ہی جدا ہو دیکھا اگر آدمی محبت سوا اللہ کی اور وہی ہی تو اسکا فوت ہونا

موتہ من الالم فضلا عما احده الله تعالى من عذاب النار الذین استحبوا الحیوة الدنیا ومضوا بها والخاص
 علوہ اسی جو اللہ تعالیٰ فی دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہے اُنکی کئی جو دنیا کی زندگی دوست رکھتی ہیں اور پسند کرتی ہیں جو صبر سے
 ان من شیء اسوی الله تعالیٰ ولم یکن محبته له الله تعالیٰ ولا لکونہ معینا له علی طاعة الله تعالیٰ یحصل
 کہ سو اسی اللہ کی جو کسی شے کو محبوب رکھتا ہے اور اُسکی محبت واسطی اللہ کی نحو اور نہ اسکی کدوہ طاعت الہی پر ادا کرتی ہی تو اسی ضرر حاصل ہوتا ہے
 له به الضر سواء ظفر به او لم یظفر فانہ ان لم یظفر به یعیش یفصته ولا یستخرج من التعب ظفر به
 بڑھتی ہے کہ وہ شے حاصل ہو جاوے یا نہ حاصل ہو کیونکہ اگر نہ ہوتا ہی تو غصہ میں رہتا ہی اور قوی آرام نہیں پاتا اور اگر قویہ
 یکن ما حصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة علیہ بعد وفاته ما ضاعا ما حصل له من اللذة والونال
 قویہ نہیں پہلی کا الم جو ہر چکا اور بعد اُنکی گم ہونے کی حسرت جو لذت سی چند در چند ہوگی اور اگر اُنکی کو
 العبد کل حظ من حظ الدنیا وکل لذة من لذاتها ومضى عمره علیہا ولم یسقم فی تحصیل سعادة الآخرة یصیر
 دنیا کی تمام عیش اور دنیا کی ساری لذتیں میسر آئیں اور عراہی میں تمام کردی اور سعادت اخرویہ کی تحصیل میں سعی کی تو مرقی ہی
 عند الموت کانه لم یظفر بشیء من حظوظها ولذاتها وتعود تلك الحظوظ واللذات عنابا له ویصیر معذبا
 گویا کچھ نہ رہتا نہ کوئی عیش تھا اور نہ کچھ لذت تھی اور وہ ہی عیش اور چین عذاب ہو جاوے گی اور وہ جبری عذاب
 بنفسه کان منعابہ من جہتین من جهة قوته مع شدة تعلق قلبہ بہ ومن جهة عدم حصول ما هو انفع له
 پہنچنے کا جبکہ آرام پاتا تھا اس جہت سی کہ وہ قوت ہوئی اور نہ لکوا اسی بڑا لگاؤ تھا اور اس جہت سی کہ جو بہت نافع
 وادوم فالمحبوب بالحاصل یفوت عنه والمحبوب الاعظم لا یحصل له فهذا اول ما یلحقه عقیب موتہ من
 اور دوام کی لٹی تھا حاصل نہ ہوا سو محبوب اتنا آیا سوا جاتا رہیگا اور بڑا محبوب حاصل ہوگا یہ قوت وہ عذاب ہی جو مرقی ہی دوزخ کی عذاب سی پہلی
 العذاب قبل عذاب النار لان الموت لیس بعدم محض وفناء بشر بل هو مفارقة الدنیا ووقوعہ علی اللہ تعالیٰ و
 پہنچتی گاہ اسکی کہ موت عدم محض اور صرف فنا نہیں ہی بلکہ موت دنیا کی مفارقت ہی اور اللہ کی سامنے ہونا اور
 لا یبقى مع العبد عند الموت الاشیاء العلم والعمل وهما للعبد من المنجیات والباقیات الصالحات ویوصلانہ
 اُنکی کی ساتھ مرقی دوم وہی چیزیں رہتی ہیں علم اور عمل اور یہی ہر آدمی کو نجات دیتی ہیں اور نیک پس ماندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی
 الی اللہ تعالیٰ والی لذة لقائه وهذه هي السعادة التي تتجلی له عقیب الموت ویصیر قبرہ روضة من ریاض
 دیدار کی لذت تک پہنچا رہی ہیں اور یہی سعادت ہی کہ مرقی کی بعد جلدی سی حاصل ہوتی ہی اور اُنکی گوار ایک جہنم بہشت کا بن جاتی ہی
 الجنة الی ان یدخل وان الرتبة فی الجنة والمراد بالعلم العلم باللہ تعالیٰ وصفاته وافعالہ وعلوہ وکتابہ ووسائلہ
 یہاں تک کہ وقت جنت میں کی دیدار کا آجاتا ہی اور علم سی مراد علم معرفت الہی کا ہی اور صفات کا اور افعال کا اور فرشتوں کا اور کتبوں کا اور دوزخ کی
 ما یجب العلم بہ من الاعتقادات والعلیات والمراد بالعمل العبادة الخالصة لوجه اللہ تعالیٰ الموافقة لکتاب
 اور اور جو جو علم واجب ہیں اعتقادات اور علیات کا اور عمل سی مراد عبادت ہی جو خالص اللہ اور کتاب اللہ
 اللہ تعالیٰ وسنة رسوله تم کل من العلم والعمل لا یحصل لا بقاء البدن وصحته وبقائه وصحته لا یتسر لا
 اور سنت رسول کی موافق ہو یہ کوئی علم اور عمل حاصل نہیں ہو سکتا بقاء یعنی باقی رہتی بدن اور تندرستی کی اور بدن کی بقا اور تندرستی نہیں میسر ہوتی
 بالقوت واللباس والمسکن وكل منها یحتاج الی اسباب فالقدر الذی لا بد منہ من هذه الثلاثة ان اخذہ
 بدین کہانی ہی یعنی اور گہر کی اور ان سبکی لئی اسباب چاہی بہر وہ مقدار جو ان تینوں کی لئی کافی ہو اگر آدمی فی دنیا میں ہی
 العبد من الدنیا الآخرة لا یكون من ابناء الدنیا بل یكون الدنیا فی حقہ فرعة الآخرة فان الدنیا والآخرة
 آخرت کی لئی جہد الکی تو یہ شخص دنیا داروں میں نہیں ہی بلکہ دنیا اسکی حق میں آخرت کی کہیتی ہی کیونکہ دنیا اور آخرت

عبارت ان عن حالتین من احوال الانسان فالتقريب الدافی یسمى دنیاً وهو کل ما ینقض فی الذلۃ قبل الموت والمترشح
 انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ سواول حالت نزدیک کی دنیا کہتی ہیں یعنی جسکی لذت موت سے پہلے ہی
 اور بچاں حالت

الماتخریسی آخره وهو كل ما لا ينقص لذته بعد الموت فعلى هذا ان جميع ما يكون للانسان اليه ميل ويكون له
درنگ کی آخرت کمالاتی ہی یعنی جسکی لذت بعد موت کی تمام نہو دی اس بیان کی موافق جو جو چیزیں کادوی کو اولاد پر رغبت ہوتی ہی اور اونکا

حظ اجل نسیب من مومنین کل ما کان له فیہ حظ اجل قبل الموت ولا یبقی له ثمر بعد الموت فهو من الدنیا فی حقہ
 حظ ایسی ہی سببند مومنین میں بلکہ جس میں کوئی حظ ہو وی موت ہی پہلے
 ادا و کاثرہ موت کی بعد نہ رہی وہ ایسی ہی حق میں دنیا ہی

وکل یا کون لہ فیہ حظا جل قبل الموت ویبقی ثمرتہ بعد الموت کالطعام والعبادۃ واما ینکون لہ اعانتہ علیہا فہو اور جسکا حظ ابھی موت سے پہلے ہو اور اسکا ثمرہ موت کے بعد بھی باقی رہی جیسی طاعات اور عبادات اور جو بہاب عبادت کی مددگار بن سوردہ

ليس من الدنيا في حقه بل هو من الآخرة اذ يرى انه عليه السلام قال حبيب الى من دنياكم ثلث الطيب والنساء

ورق عینی فی الصلوة فانه عليه السلام جعل الصلوة من جملة ملاذ الدنيا ولکن اذا ضارفا اليها لان التلذذ بتحرک
رجله وید مری انگیزه که از این بدن است پس در آنجا که دست را بردارد و تکیه بر پای او نماید

لنحو ارجح في الركوع والعكس انما يكون في الدنيا وكل ما يدخل في الحصر للمشاهدة فهو من عالم الشهادة فيكون من الدنيا

مکن لا یعد منها بل یعد من الآخرۃ لیمقاء ثم تیسرنا اللہ تعالیٰ المجلس الساردس التسعون فی بیان ضمن اکی

ایفہ راجتہ کریمتہ من دخول المسجد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اكل من هذه الشجرة المنتمة فلا بد

سجده نماز میں ایسی حالت میں کہ جس میں سر و ہاتھ زمین پر نہ ہوں اور نہ ہی سجدہ کی نیت ہو بلکہ صرف یہ کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ میری دعا قبول ہو اور میری حاجت پوری ہو۔

راقة فيلشارة الى جنس طاله راشحة كريمة والمعنى ان من كل شئ طاله راشحة كريمة فلا يقرب من صبيحنا والظاهر من

اور مرد اس کی بہن کی نام جو شخص نے دانا پیر ملاوی کوہر میں تھانوی مسجد کی مرثیت بنا دی اور صاحب

مضافہ ان يكون المراد من المسجد مسجد النبي عليه السلام لكن الجيم هو قالوا هو عام لكل مسجد لقوله عليه السلام

ليكون علة ان كل مسجد هو مسجد النبي عليه السلام

خبر من ان لا يقرب من المسجد بغير اذن من الله تعالى
 حديث اخر فلا يقرب من المسجد بل الحقوا به كل مجمع الخير كجلس العلم ومصلى العيد والجماعة وغيرها الوجود العادة

من هي تاذي المشكة والناس في اثمن هذا ليس ليأ عن دخول المسجد وحضور الجماعة لان الجماعة سنة مؤكدة تشبه

جب فلا یبغی ترکها باستعمال طایع من حضورها بل هو نہی عن تناول طایع من دخول المسیر و حضور الجماعة

میری کہ انہ علیہ السلام کان اذا وجد من رجل فی المسجد من یحیی البصل والثوم افر به فاخرج الی البقیع وهذا

الفقهاء كل من وجد فيه من تحت كرهه ميتا ذی به الانسان يلزم اخراجه من المسجد ولو بجره سيدة اورجله
 جسمين سى اسى براتی ہو کہ او مسجد کو تکلیف ہوتی ہو او کا مسجد میں سى نکال دینا لازم ہى اگرچہ آیتہ یا پاؤں کے
 دون اللحية وشعر راسه فعلى هذا يلزم ان يمنع من قربان المسجد من يتناول الدخان الذى ظهر في هذا الزمان
 پر ڈاڑھی اور سر کی بال نہ پہنچے سوا س بیان کی موافق لازم ہى کہ مسجد میں آتی سى جو لوگ دھواں کھینچتے ہى یعنی حد نوش منع کئی جاوے کہ اس زمانہ میں
 من قبل الكفرة العدة لاهل الايمان وابتلى به كافة الانام من الخاص والعوام لكرهته مراعاته لشد من كرهته
 کہ ان کی طرف سے جو اہل ایمان کی دشمن ہى پیدا ہوا ہى اور تمام خلقت خاص اور عام اوسمیں مبتلا ہو گئے ہى کیونکہ اکل اور پیاز اور ہسن کی بوسى بہتر ہى
 مراعاة البصل والشوم بل يلزم اخراجه من المسجد ولو بجره من يده اورجله كما هو رأى الفقهاء في كل من يوجد
 بلکہ او کا مسجد میں سى نکال دینا لازم ہى اگرچہ آیتہ یا پاؤں سى کہیں کہ
 فيه من تحت كرهه ميتا ذی الخلق ولما عند دم اتيان المسجد فربما يحل استعماله كما يحل اكل البصل والثوم ام لا
 کہ خلقت کو ایذا ہوئی اور جس صورت میں کہ مسجد میں نہ آوی تو آیا او کا استعمال حلال ہى یا نہیں جیسى پیاز ہسن کہا نا حلال ہى

لا شك انه ليس بالبصل والثوم لانهما من مصلحات الطعام وما يكون للفقراء الغذاء ولا دام وهذه الدخان
 اس میں کچھ حکم نہیں کہ حقہ مثل پیاز اور ہسن کی نہیں ہى کیونکہ پیاز ہسن سى تو کہا نا سنورتا ہى اور فقراء کی لى غذا اور سالن ہى اور حقہ میں ہرگز
 لا يصلح لشي من ذلك صلا وقد كثر فيه الاقاويل والحق الذى عليه التعويل ان الفعل الاختيارى الصادر عن المكلف
 کچھ ہى نہیں ہو سکتا اور اس میں گفتگو بہت ہى اور حق بات جہہ اعتاد ہى یہ ہى کہ اختیارى کام جو آدمى عاقل بالغ سى عمل میں آوے
 ان لم يترتب عليه فائدة دينية او دنيوية فهو اذنين العيب واللعب واللغو في كتاب اللغة لم يفرق بين هذه الثلاثة
 اگر اوسمیں کوئى فائدہ دینى یا دنیوی نہیں ہوتا تو وہ یا عیب ہى یا لعب ہى یا لغو ہى اور لغت کی کتابوں میں ان تینوں میں کچھ فرق نہیں
 لكن لا بد من الفرق لعطف بعضها على بعض في القرآن وهو على ما ذكره بعض المحققين وكان حقيقا بالقبول ان العيب
 بیان کیا لیکن فرق ضرور چاہی کیونکہ قرآن میں ایک کو ایک پر عطف کیا ہى اور وہ فرق موافق ذکر بعضی علماء کی کہ قابل قبول کی ہى یہ ہى کہ عیب وہ کام ہوتا ہى
 الفعل الذى ليس فيه لذة ولا فائدة وأما الذى فيه لذة بلا فائدة فهو لعب وقتله الله هو الا ان فيه زيادة حظ
 جسمين نہ لذت ہوتی ہى اور نہ فائدہ اور جس کام میں لذت ہو بلا فائدہ وہ لعب کہلاتا ہى اور ایسا ہى ہو ہوتا ہى پر اس میں حظ نفس
 النفس بحيث تشتغل به عاينها وكل حرام لانها لم تذكر في القرآن الا على طريق الذم فلما علم حرمة اللعب واللغو
 زیادہ ہوتا ہى ایسا کہ اس میں ضرورى کام رہ جاتی ہى اور یہ سب حرام میں اس واسطے کہ جہاں قرآن میں آئى ہیں سو بطریق بھوکى آئى ہیں پر جہاں لعب اور لغو
 واللغو علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما في اللعب والعيب او في اللهو بل هو بالعبث انساب الخلو
 اور لعب کی حرمت معلوم ہوئی تو حقہ کی ہى حرمت معلوم ہوئی اسلئے کہ حقہ یا لعب ہى یا عیب ہى یا لغو ہى بلکہ وہ عیب سى زیادہ مناسب ہى کیونکہ اس میں
 عن اللذة التي في اللعب والله هو الله لا ان يستلذه نفوس بعض المستعملين له بتسويل شيطان فيخيل ان يدخل في
 لذت نہیں ہى یا آئى شاید کہ کسی حقہ ہى والى کو بہ سبب تسويل شيطاني کی کچھ لذت آتی ہو اب لعب میں داخل ہوگا

اللغو في اللهو مكره كونه عاريا عن الفائدة الدينية وهو ظاهر وعن الفائدة الدنيوية ايضا لانه لا يصلح لشي من
 یاہو میں باوجودیکہ فائدہ دینى سى خالى ہى یہ تو ظاہر ہى اور فائدہ دنیاوی سى بھی کیونکہ ہر کچھ نہیں ہى سکتا
 الغذاء والدواء اصلا بل هو مضر لا اتفاق الا لجهل على ان مطلق الدخان مضر قال ابن سينا لو كان الدخان وانقمام
 نہ غذا اور نہ دوا بلکہ مضر ہى اس واسطے کہ تمام طبیب متفق ہى کہ مطلق دھواں یعنی سب ضرر میں شیخ ابن سینا کہتا ہى اگر دھواں اور گرد غبار نہ ہوتا
 لعاش ابن ادم الفعام وقال اجتنبوا ثلثة وعليكم باربعة ولا حجة لكم الى الطبيب اجتنبوا الدخان والغبار والذئب
 تو آدمی ہزار برس تک جیتا اور چالیس کستا ہى کہ تین چیز سى بچو اور چار چیز سى اجتناب کر لو اب حکو طبیب کی حاجت نہوگی دھواں اور غبار اور بدبو بچو

وعليكم بالدم والحوى الطيب والحماء وذكر في القول ان جميع اصناف الدخان محففة بجوهر الابر حتى فيه
 اور كنهائي اور مشائي اور خوشبو اور حرام لازم كرهو اور قالون من المذكور هي تمام قسم كي دهون اجزاء راضى كي تاثير سى خشكى كرتي زين اور اسين
 نامرئيسيرة قال بعض الفضلاء فاذا كان جميع اصناف الدخان محففا يكون هذا الدخان محففا للرطوبات البدنية
 كجبهه تهرى ناريتى يعنى حرارته هونى هي بعضى فضلا ركهت من جب تمام قسم كا دهوان محففة يعنى خشكى تاهو تو حقه رطوبات بدرشه كو خشك كرتا هو كا
 فيكون موديا لحصول امراض كثيرة فلا يجوز استعماله لوجوب صيانة النفس عن حقوق الضرر وقد ذكر في نص الاحتيا
 يهر تواسى بهت هي امراض پيدا هوگي بس تو اسكا پينا جايز نهين هي اسلى كرهى رضى جان كا بچا نا واجب هي اور ضابطا لحساب مين مذكور هي
 ان استعمال المضرحام فان قيل بعض اطباء قد يعالجون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ويشاهد نفعه
 كدمر شى كا برتن حرام هي پهر اكو كوى اعراض كرى كه بعضى طبيب كهي كهي بعضى مرضون كا كسى قسم كي دهون سى علاج كيا كرتي زين اور اسكا فائده ظاهر كرتي
 فكيف يصح المنع عن استعمال جميع اصنافه فالجواب انهم يعالجون لحظت يسيرة لا على الدوام حتى يحصل ما ذكر من التخييف فان
 پهر ما نعت تمام قسم كي دهون سى كيونكر درست هي سوجاب پهر هي كه وه دم پهر كي لئى علاج كرتي زين هميشه كي لئى نهين كرتي تاكه وسين خشكى پيدا هوگي پهر
 قيل ما ذكر من التخييف لا يضر في البلغم لكثرة رطوباته وانتفاعه بتخفيفها فضا وجه المنع عن هذا الدخان فالجواب
 كوى كهي كه خشكى بلغم مزاج والى كو ضرر نهين كرتي كيونكر رطوبت بهت هوگي سى اور خشكى سى نفع هو تاهي اب حقه كي مخالفت كي كيا وجه هي تو جواب پهر هي
 ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد من معرفة ذلك من طبيب حاذق عارف بالا مزجة والقدر الذى يتنفع به والا فالاقدام
 كه استفاع كي حد معلوم نهين هي سوا اسكا معلوم كرنا اسيسى طبيب حاذق سى جو مزا جو سى واقف هو اور اول مقدار كا معلوم كرنا جس مين نفع هو ضرر هوگي اور نهين نوينا
 عليه حرام مطلقا لوقوع التردد بين السلامة وعدمها فالعدل من كان يستعمله قد اختلفوا فيه فمنهم من يقول بضره
 مطلق حرام هي كيونكه سلامتى اور عدم سلامتى مين تردد هي بيشك عدول اشخاص جو حقه پي مين اختلاف كرتي زين بعضا ضرر كا قائل هي
 ومنهم من يقول بعدم ضرره ومنهم من يثبت فيه لكن الفريق الاغلب الذى غالب الذى جانب الحق اليه اقرب لمزيد ديانتم يقول
 اور كوى كنهائي ضرر نهين كرتا اور كسيكو اسين شك هي ليكن فريق اغلب جنكى طرف باعتبار افزو في ديانته كي حق پايا جاتا هي كهتاي
 انه يجزئ في ابتداء قوة في الجسم وحدة في البصر ونشاط في الاعضاء وهضم في الطعام فاذا حصلت المداومة يورث
 كه ابتداء مين قوت اور بينايى مين تيزى اور اعضا مين نشاط اور طعام مين اضمينيد كرتاي اور جب عادت پڑجاتي هي تو بينايى پهر
 غشاوة في البصر وثقل في الاعضاء وامساك في الهاضمة وضعف في البدن لانه كما قال الاطباء يحفف مع نوع حرارة
 پره سا اور اعضا مين بوجه اور اضمينيد امساك اور بدن مين سستى آجاتي هي اسلى كه موافق قول طبيبون كي حرارت كي سانه خشكى كرتاي هي
 فيفعل في ابتداء ما ذكره والا وفي انتمائه ما ذكره اخرا على انه لو تحقق نفعه فعلا لنفع ينعم من استعماله لانه حينئذ
 سوا دل تو دهي تاثير هوگي هي جواول بيان كيا اور انجام كوه هي هو تاهي جهر بيان كيا علا وه بهه هي اگ نفع ثابت هي هو تو بعد نفع كي پينا منع هي اسلى كه اب
 يكون دواء ولا يجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا لم يجزى من جنس ايزيل ياخذ من البدن الا ترى ان المخمر المحرقة بالنفس
 واهو كا اور و كا استعمال كرنا بعد زوال مرض كي جايز نهين هي اسلى كه تجب مرض نهين هو كجسى دور كي تو بدن مين اثر كرتي هي ديكه تو شراب قطعى حرام هي اور نهين
 قد اخرج القرآن بنفعها كما قال الله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيها اثم كبير ومنافع للناس واشهد انهم من نفعها
 سى اسكا نفع ثابت هي چنانچه الله تعالى فرماتا هي چهي بوجيتي مين حكم شراب اور جوسى كا تو كبه انين گناه پڑاي اور فائده پي كوگون كو اور انكا گناه فائده
 لكن جانب النفع اذا قابل به جانب الضرر يصح جانب الضرر حتى قال الفقهاء لو كان في شيء وجه كثيرة توجب الحلي والجواز و
 سى بڑي سى يكين نفع كي جانب جب ضرر كي مقابل پراتي هي تو ضرر كا لحاظ كيا كرتي زين جان تنك فقها ركهت مين اكر ايك شى مين كهي وجه حلت اور جواز كي هول اور ايك
 ركهت نهين وجه المحرقة و عدم الجواز يروح جانب المحرقة احتياطاً ثم في مصروق حرمة الاشياء و بااحتياط وجه حسن يرجع الى
 هي در جواز حرمت انهم تاهو احتياط كي لئى حرمت كي حساب كوه تو پهر كيونگي هر بشارة كه مست اور اباحت دريافت كرتي كي اهي وجه پهر

لهم حتى تتولد من تكاثفه الادواء في عاقبة امره لان تكراره يؤدي ما يقابله فيتولد منه الحرارة فيكون في عاقبة امره داء
 تكرر الاخر او حتى كثافت سي يتايدان پیدا ہو جائیں کیونکہ اسکا تکرار اپنی مقابل کو ایذا دیتا ہے پہر ای حرارت پیدا ہو جاتی ہے آخر کو مرض پیدا ہو جاتا ہے
 الادواء ثم يلزم على قولهم ان يكون الناس كلهم مرضى وان يكون مرضهم في جميع الفصول الاربعة من نوع واحد ان يكن
 دواہیں ہوتا ہے اور ہر ایک قول کی موافقت لازم آتا ہے کہ تمام لوگ بیمار ہوں اور او کا مرض بھی تمام چاروں فصول میں ایک ہی طرح کا ہو وی اور او کا
 معالجہ میں فیہا بشیء واحد علی جهة واحدة ونظرا لانه غیر نفی علی احد من العقلاء ثبوتہ اصناعۃ المال لانه یشترى
 علاج ہی تمام فصول میں ایک ہی شے کسی ایک ہی طرح پر ہو وی اور اسکا بطور کسی قائل پر پوشیدہ نہیں ہے پہر اس میں مال چاہے ہوتا ہے کیونکہ خوب مہنگا
 بٹمن غالی فیدخل فی الاسراف المحرم وقد کتب بعض المالکۃ فی الدیاسرا الحجازیۃ جوابا عن سوال یتعلق بالدرخان وهون
 ضرریتا ہی اب اسراف ہوتا ہے جو حرام ہی اور کسی مالکی مذہب والی فی دیار حجاز میں ایک سوال کا جواب لکھا ہے جو وہ لوگ کی باب میں ہی یعنی
 استعمال الدرخان حرام کاصلا لان اصله الخشب والنار لکن اجزاء من الخشب بمنزلة اجزاء من النار وهون حیث اجزائه
 درخان کا استعمال کرنا حرام ہی جیسی او کی اصل پہلی کہ او کی اصل کڑی ہی اور آگ کیونکہ کڑی ہی کی اجزاء آگ کی اجزاء میں ہی ہوتی ہیں اور وہ باعتبار اجزاء آگ کی
 النارۃ التي فیہ یحرم استعماله لقوله تعالى ان الدين ياكلون اموال اليتيم ظل انما ياكلون في بطونهم ناراً فذلك النص
 استعمال کرنا حرام ہی بدلیل اس آیت کی جو لوگ کہا کرتے ہیں یتیموں کی مال ناحق وہ یہہ ہی کہا کرتے ہیں اپنی پیٹ میں آگ اب اس نص سے
 علی حرمة النار فیحرم الدخان الحاصل منها وايضا انه تعالى جعله لما يعذب به حيث قال في حق قوم يؤمنون بآيات الله
 حرمت آگ کی معلوم ہوئی سو وہ ان ہی حرام ہوا جو آگ ہی نکلتا ہے اور یہہ ہی کہ اسد تعالیٰ وہ لوگ کو عذاب کی سبب میں مقرر کیا ہے چنانچہ یوحنا علیہ السلام کی
 لما امنوا وكشفنا عنهم عذاب الخزي في الحيوة الدنيا فان العذاب المكشوف عنهم كان دخانا وقال في آية اخرى فلما تقب
 قوم کی حق میں فرماتا ہے جب یقین لاسی کہو لیا ہنی اور پھر ہی ذلت کا عذاب دنیا کی جی کیونکہ جو عذاب اور پھر ہی دفع ہوا تھا وہ لوگ ہی تھا اور ایک اور آیت میں فرمایا ہے
 يوم نأقي السماء بدخان مبين يغشي الناس هذا عذاب اليم والكراد بالدخان المذكور في هذه الآية معناه الحقيقي على قول
 سقورا وہ یکہ جبرک کراد ہی اسمان دھوان صریح جو گہر کی لوگوں کو بہس ہی کہہ کی مار اور درخان ہی اس آیت میں جو مذکور ہے ایک قول کی موافقت حقیقی معنی ہوا ہیں
 وعلى هذا القول يكون النظم الكريم صريحا في كون الدخان عذابا اليها واثابه التعذيب يحرم استعماله فان الفقهاء
 اور اس قول کی مطابق مضمون آیت صریح ہی کہ درخان سخت عذاب ہوتا ہے اور جس شے میں تعذیب واقع ہوئی ہی اسکا استعمال حرام ہی کیونکہ تمام فقہاء
 قد انفقوا على وجوب الفرار من محل العذاب كبطن محسرة فانه على لفظ اسم الفاعل من التحسیر اسم وادوا اهل ذلك المصطفى
 متفق ہیں کہ محل عذاب ہی بہانگ چاہی جیسی بطن محسرة محسرة فاعل کی وزن پر غصہ میں ہی ایک جگہ کا نام ہی جہاں اسد تعالیٰ فی اصحاب فیل کو
 فیہ اصحاب الفیل فاذا وجب الفرار من محل العذاب فوجب الفرار منه العذاب ولی ثمان المستعملین له تربہ انہ یخرج
 ہاگ کیا ہے اور جب محل عذاب ہی بہانگ واجب ہوا تو جس شے کا عذاب ہوا وہی تربہانگ واجب ہی پہر حق تعالیٰ والوں کو توڑ دیتا ہے کہ او کی خلق
 من جلد قہم وانوفہم وفيه تشبيه باهل النار وبالذي يهدلون في اخر الزمان من الاشياء كما جاء في الخبر انه يكون في اخر
 اور ناگ سی دہن ٹھکتا ہی اور اس میں دوزخیوں کی مشابہت ہی اور او کی مشابہت ہی جو آخر زمانہ میں شریر لوگ ہاگ ہوگی چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں
 الزمان دخان يملأ الارض يقيم على الناس البعثين اما المؤمن فيصيبه منه كهيئة الزكام واما الكافر فيخرج من انفه واذنيه
 وہ لوگ پیدا ہو کر تمام زمین کو بہر دیکھا لوگوں پر چالیں دن تک بیگنا ٹوس کو توڑ اسکا اتنا اثر ہوگا جیسی زکام اور اس کا فرسوا کی ناک میں سی اندکانوں میں
 وعينيه حتى يصير من اس احدہم كالراس الحنيد ای المشوی فلا یبغی المؤمن ان یتشر بہ باهل العذاب ولا ان یتعمل
 اور آگ میں ہی دھوان ٹھیک بیان ہوگا کہ ایک ایک کاہہ جہاں بلسا ہوگا اب ٹوس کو لایق نہیں ہے کہ عذاب والوں کی مثل ہی اور نہ یہہ چاہی کہ کسی چیز برتی
 ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من ملابسات اهل العذاب وقال کر جمع من العلماء التخم بالحدید والنحاس لما ثبت فی
 جو عذاب کی ہو اور نہ وہ جو اہل عذاب کی مناسب ہو اور اکثر علماء لوی اور تابی کی انگوٹھ یا کمرہ کہتی ہیں کیونکہ حدیث میں ثابت ہے کہ

بعض الفحول لو كان حقيقاً بالقبول ان العيب الفعل الذي ليس فيه لذة ولا فائدة وأما الذي فيه لذة بلا فائدة
بعض علماء الديني جرت ابل قبوليت كى بي يهيمى كه عشفه فعل هو تاي جسين نكجه فائده هو اورنه لذت اور جس كام من لذت هو دى بلا فائده
فهو لعب ومثله الله هو الا ان فيه زيادة حفظ النفس بحيث تشتغل به عما يهملها والكل حرام لانها لم تكن كرى القرآن
تو لعب هو تاي اور اليها ي هو اتاي كه اسين نفس كوزياده حظ هو تاي ايها كه هو من ضرورى كار بهى ره جاتي بين اور به سب حرام بين اي كا كا كوزيدين
الا على طريق الذم فلما علم حرمة هذه الثلاثة علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما في اللعب او في الله هو او في
جهان آياى سوبور هجو كى اي بهر جاب ان تينون كى حرمت معلوم هوى وحقه كى حرمت معلوم هوى اصل كى حقه اللعب بي يا هوى
العيب بل هو بالعبث انساب لخلوه عن اللذة التي في اللعب والله هو الداهية ان ليستلذه نفوس بعض المستعملين له
عبثى بلكه عبث سى زياده ترنا سبب كى كبريكه حقد من وطعت تين ي جوعب اور لم يين هو تى ي الي شايكه بعضى يعنى والون كوشيطا في تسويل نجا ديكه سى
بتسويل شيطاني فحينئذ يدخل في اللعب والله هو على رجة كان فهو عار عن الفائدة الدينية وهو ظاهر وعنه الفائدة
لذت حاصل هو تى يو بهر اب لعب يا هو هو كا اور بهر صورت فائده دينى سى تو خالى بي يهيات تو ظاهر بي اور شيكا كى فائده كى بهى
الدينية ايضا لانه لا يصلح شىء من الغذاء والدواء اصل بل هو مضر لا تفاق لا طباء على ان صطلق الدخان مضر
خالى بي كيونكه هر كسى كام كى نين بي نه خدائى اور نه دواى بلكه مضر بي كيونكه تمام طبيب اسير شفق بين كه مطلق دهبان مضر هو تاي
قال ابن سينا لولا الدخان والقتام لعاش ابن ادم الف عام وقال جاسينوس اجتنبوا ثلثة وعليككم باربعة ولا حاجة
شيخ ابن سينا كه تاي اگر دهبان اور كرو وعبار نهو تاي فالبسته آدمي هزار برس جيتا اور جاي نوس كه تاي تين جيزى بجيت رهو اور چار جيز كوزام كرو بهر تكو طبيب
لكم الى الطبيب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن وعليكم بالدهم والحلى والطيب والحمام وذكر في القانون ان جميع
كى كچه حاجت نين بى دهبان اور عبار اور ديد بوسى بجيت رهو اور چكناى اور مشاي اور وشو اور عام لازم كرو اور قانون بين مذكور بى
اصناف الدخان محقق بحوضه الامرضى وفيه نارية يسيرة قال بعض الفضلاء فاذا كان جميع الدخان محققا كيون
كه دهبان كى سب قسمين جوهر ارمنى كى تاثير سى خشكى كرى بين اور اسين كچه نارت يعنى حرارت هو تى بيا بعضى فضلاء كه تى بين جسوت مين كه دهبان كچه نارت خشكى كرى بين
هذا الدخان محققا للرطوبات البدنية فيكون موديا الى حصول امراض كثيرة فلا يجوز استعماله لوجوب صيانة
به فى رطوبات كوشك كرتاي اب اسين هست امراض پيدا هو ويكى سوا سكا پيدا جايه نين بي كيونكه مضر سى نفس كا بيا نا واجب بي
النفس عن حقوق الضرر وقد ذكر في نصاب الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قيل بعض الاطباء قد يعالجون بعض
اور نصاب الاحتساب مين مذكور بى كه مضر كا استعمال كرنا حرام بي اگر كوى كى كه بعضى طبيب كى بهى بعضى
الامراض ببعض اصناف الدخان ويشاهدون نفعه فكيف يصح المنع عن استعمال جميع اصنافه فالجواب انهم يعالجون
بما يرونه كاحلاج كس قسم كى دهبان سى كيا كرى بين اور اسكا نفع ظاهر هو تاي اب مانعت تمام قسم كى دخان كى كيونكه درست بي سو جواب يهيمى كروه دم بهى
به نكظة يسيرة لا على الدوام حتى يحصل ما ذكر من التجفيف فان قيل ما ذكر من التجفيف لا يضر فى البلغم لكثرة رطوباته
لئى علاج كرى بين عاومت كى نين كرى سكاوس سى خشكى پيدا هو دى اگر كوى كى خشكى بلغمي مزاج والى كوفه نين كرى كيونكه رطوبات هست هو تى بين
وانتفاعله بتجفيفها فما وجه المنع عن هذا الدخان فالجواب ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد من معرفة ذلك من طبيب
اور خشكى سى فائده هو تاي اب حقه سى وجه مانعت كى كيا بى سو جواب يهيمى كه حد انتفاع كى معلوم نين بي اب اكى معرفت كسى طبيب حاوى سى
حاذق عارف بالامرضة والقدر الذى يتنفع به والا فلا قدام عليه حرام مطلقا لوقوع التردد بين السلامة وعدمها فان
جوز اجون كوجانما هو اور اس مقدار كى جسين فائده هو ضرر جاسينى اور نين تو او دم كوقدم كهنا مطلق حرام بي كيونكه صحت اور مرض مين تردى كيونكه
العدل من مستعمليه قد اختلفوا فيه فمنهم من قال بضرره ومنهم من قال بدم ضرره ومنهم من شك فيه لكن
عادل لو ك حقه بينى ذلى اسين اختلاف كرى بين بعضى ترا سكى شركى قائل بين اور بعضى كى بين ضرر نين كرتا اور بعضون كاسمين شك بي نين

الفرق اہل قلب الذی جانب الحق الیہ اقرب قال انه یحدث فی ابتداء قوة فی الجسم وحدة فی البصر نشاطا فی
فرق اغلب جنک جانب قریب بحق ہی کہتی ہیں کہ حق پہلی پہلی جس میں قوت اور نظر میں تیزی اور بعض میں نشاط
الأعضاء وهضم فی الطعام فاذا حصلت المدة یورث ضعفا فی البدن وثقلا فی الاعضاء وغشاوة فی البصر
وہ طعام میں ہضم پیدا کرتا ہی ہے وجب ماومت ہو جاتی ہی تو بدن میں ناتوانی اور اعضا میں بوجہ اور نظر پر پردہ
وامساك فی الهاضمة وذلك لانہ كما قال الأطباء یجفف مع نوع حرارة فی فعل فی ابتداء ما ذکر قولا فی انتہائہ
اور اضمہ من امساك پیدا کرتا ہی اور یہ ثابت ہی اہل کہ طیب ہو کچھ حرارت کی سائتہ بجفت کہتی ہیں سوال میں تو وہ ہی پیدا کرتا ہی جو اول بیان کیا اور انجام کہ
ما ذکر اخر علی انہ لو تحقق نفعہ فبعد النفع یمنع من استعمالہ لانہ حیث یمنع یکن دواء ولا یجوز استعمال الدواء بعد
جو یہ بیان کیا علاوہ یہ کہ اگر نفع ثابت ہی ہوگا تو بعد نفع کی پینا منع ہی اہل کہ اب دوا ہو گی اور صحت میں دوا کا استعمال کرنا جائز نہیں ہی
نزل المرض لانہ اذا لم یجد مرضا یزلیہ یاخذ من البدن فیودی الی الضرر وما یؤالی الضرر یمنع من استعمالہ الا ترى ان
اہل کہ دوا جب بیماری کو نہیں پاتی کہ جسی دور کری تو بدن میں اثر کرتی کہ یہ ضرر ہو جاتا ہی اور جو چیز نقصان کرتی ہو اس کا استعمال جائز نہیں ہی دیکھ تو
الخمر الحرة بالنص قد اخرج القرآن بنفعها كما قال الله تعالى یستلونک عن الخمر والميسر قل فیما انشکبک ومناقم للناس
شراب صریح حرام ہی اور اہل کہ نفع کی نفع کی قرآن خبر دیتا ہی چنانچہ انشکرتا ہی تجسی پر جیسی میں حکم شراب اور جو نیکو تو کہہ انہیں گناہ ہی اور فائدہ ہی ہی اولیٰ
لکن جانب النفع اذا قابلہ جانب الضرر یحیی جانب الضرر حتی قال الفقهاء لو کان فی شیء وجہ كثيرة توجب الخلل الجوان
یکون نفع کی جانب اگر نقصان کی مقابل پڑتی ہی تو نقصان کا لحاظ کرتی ہیں یہاں تک کہ فقہاء کہتی ہیں اگر ایک شئی کی صحت اور جود کی وجہ سے لازم آتا ہو
ووجه واحد یوجب الحرمة وعدم الجواز یرجح جانب الحرمة احتیاطا فان قيل ان المستعملین لہ یترعون انہم یجدون
اور ایک وجہ سے حرمت اور عدم جواز تو حرمت کی جانب کو احتیاطا غلبہ دیگی اگر کوئی کہی کہ حقہ ہی دلی کہتی ہیں کہ ہم حقہ ہی کر
عقوب استعمالہ خفة فی البدن فكیف یصم القول بعدم النفع فیہ فالجواب علی ما ذکرہ بعض المتأولین لہ لتجربہ نفعہ
بدن میں خفت پاتی ہیں اب بی فائدہ کہنا کہ نفع صحیح ہی تو جہاں بوقت بیان حقہ پینی واللہ کی طرف نفع ضرر کا تجربہ کر چکی ہیں یہاں
وضرہ ان المستعملین لہ یحصل لهم حال استعمالہ المرشدین وعند فرأغهم غایہ یخون من ذلك الالم ویحصل لهم
کہ حقہ پینی واللہ کو حقہ پینی ہوئی سخت الم ہوتا ہی اور جب ہی چکتی ہیں تو دوس الم ہی نہایت اور راحت ہوتی ہی
راحہ فیظن هؤلاء المساکین ان تلك الراحة حصلت من استعمالہ ولا یدرون انہا انما حصلت من خلاصہم عن استعمالہ
سو یہ بجا ہی ہیں سمجھتی ہیں کہ یہ راحت حقہ پینی ہی ہوئی یہ نہیں سمجھتی کہ حقہ بندہ کرتی ہی ہوئی ہی
ثم فی معرفۃ حرمة الاشیاء واباحتہا وحسن رجوع الی الاصل وهو الحق فی الاشیاء قبل البعثۃ ان لا ینک فیما حکم بعد
پہر اشیا کی حرمت اور اباحت دریافت کرتی کی خوب وجہ حکماء جی صاحب ہی یہ ہی کہ حق یوں ہی کہ نبوت سے پہلی اشیا میں کوئی حکم نہ ہو ۔ اور نبوت سے بعد
البعثۃ اختلف العلماء فیہا علی ثلاثہ اقوال الاول انها متصفۃ بالحرمة الا ما دلیل الشرع علی اباحتہ والثانی فیہا منصفۃ
عما کی مختلف ہیں قول میں قول اول یہ کہ اشیا سب حرام ہیں بخلاف کہ دلیل شرعی ہی مباح معلوم ہو جادی اور دوسرا قول یہ ہی
بالاباحتہ الا ما دلیل الشرع علی حرمتہ والثالث هو الصحیح ان ینک فیہ تفصیل وهو ان المضار متصفۃ بالحرمة بمعنی ان
کہ سب اشیا مباح ہیں بخلاف کہ دلیل شرعی ہی حرام معلوم ہوئی ثانیہ قول یہ ہی اور یہ ہی صحیح ہی کہ اشیا میں تفصیل ہو کہ نقصان کی چیزیں سب حرام یعنی
الاصل فی الحرمة وان المذموم متصفۃ بالاباحتہ بمعنی ان الاصل فیہا الاباحتہ لقوله تعالیٰ هو الذی خلقکم ما فی الاصل
اصول میں ریت ہی اور نفع کی چیزیں مباح یعنی اصل میں اباحت ہی بلیں اس آیت کی وہ ہی جس نے بنایا تمہاری ذاتی پر کچھ نہیں ہی
جميعا اذ انہ تعالیٰ ذکرہ فی معرض الامتنان ولا ینک الامتنان الا بالنافع المباح فكانہ تعالیٰ قال هو الذی خلقکم لاجل انہ
سب یہ نہ اندہ ہی فی اباحت اصل اور اصل میں فہم ان جہ ہی سوا ہی کہ نافع اور مباح ہو تو اس کو گناہ نہ ہاں فائدہ ہاں نہ ہاں ہر چیز خیر مادہ

وافتتہا لکشاف الذین لا یتعلمونہ وقد جاء فی الحدیث کل من فی النار وقال المکناسی الراشحة المنتنة
حقہ شیعہ وعلیٰ ذلک فی دماغ کو تکلیف دیتی ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ ایذا دینا والا ہونے کی
تخزق الخیاشیم وتصل الی الدماغ وتؤذی الانسان ولکن قال النبی علیہ السلام من اکل من هذه الشجرة
یہ کہ دماغ میں کس جاتی ہے اور آدمی کو ایذا دیتی ہے اور اس کی بی بی علیہ السلام فی فرمایا
فلا یقر بن مسجدنا لانه یؤذینا بریحہ والمراحم هذه الشجرة جنس مالہ مراحمہ کریحہ یتاذی بہ الانسان
تو ہماری مسجد کی گرد نہ آدمی کہ ہو کہ اپنی بڑی ستانہ ہے اور مراد ہرہ الشجرہ ہی جنس ہی جبین ایسی ہر ہر آدمی کہ آدمی ایذا پادین
بدلیل تعلیل علیہ السلام والمعنی ان من اکل شیئا مالہ مراحمہ کریحہ یتاذی بہ الانسان فلا یقر بن مسجدنا
اس دلیل سے کہ نبی علیہ السلام فی ہر ہر حالت ہر ایذا ہر ہر آدمی کہ جنس کبھی کہ ایسی ہر ہر آدمی کہ آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہو تو ہماری مسجد کی گرد نہ آدمی
لانہ یؤذینا بریحہ الکریحہ توقد ثبت فی صحیح مسلم انہ علیہ السلام کان اذا وجد من رجل فی المسجد یریح البصل او
اسی کہ ہو کہ جلوس ستا ہے اور صحیح مسلم میں ثابت ہے کہ کبھی کہ ایسی علیہ السلام کو اگر مسجد کی اندر کسی شخص میں ہی ہر ہر آدمی کہ آدمی
الثوم امر بہ فاخرجہ الی البقیع ولهذا قال الفقہاء کل من وجد فیہ مراحمہ کریحہ یتاذی بہ الانسان یلزم اخراجه من
تو اس کو بقیع کی طرف نکال دیتی اور اس سے فقہاء فی کہا ہے کہ جبین ایسی ہر ہر آدمی کہ آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہو تو اسکا مسجد میں ہی نکال دینا لازم ہے
المسجد ولو بجرہ من یدہ اور جلہ دون الحیتہ وشعرہ لیسہ فعلی هذا یلزم اخراجه کثیر من الاممہ وللؤذین من المسجد
اگرچہ اتہ بانوسا کیچکہ دہری اور سر کی اس سے کہ جبین اس سے دہشت کی موافق ہر ہر آدمی کہ آدمیوں کا مسجد
والمجامع فی هذا الزمان لوجود الراشحة الکریحہ قیرہم بسبب ما وصتہم علی استعمال الدخان الکریحہ الراشحة بل اھم قد
اور جامع مسجد میں ہی اس زمانہ میں نکال دینا لازم آتا ہے کیونکہ انہیں بسبب عادت ہر ہر آدمی کہ آدمیوں کو موجود ہوتی ہے بلکہ ہر ہر آدمی کہ
یستعملونہ فی داخل المسجد والمجامع فیکون الکراہۃ فی حقہم اشد والکثر قد کتب بعض المالکیۃ فی الدیار المجازیۃ
کبھی کہ مسجد اور جامع کی اندر ہی میں سلو کی حق میں کراہت سخت تر اور زیادہ قریبی اور کسی مالکی مذہب فی مجازی دیر میں
جواب عن سوال یتعلق بالدخان وهو ان استعمال الدخان حرام کاصلا لان اصلہ الخشب والنار لکونہ اجزاء
ایک سوال کا جواب لکھا ہے جو حقہ میں متعلق ہی اور وہ یہ ہے کہ استعمال دخان کا حرام ہی جیسے ادنی اصل کیونکہ ادنی اصل کو ہی اور آگ ہی کیونکہ ادنی اجزاء
من الخشب من رجتہ بالجزء من النار فمن حیث اجزائہ الناریۃ القویۃ یحرم استعمالہ لقولہ تعالیٰ ان الذین یحرقون
کوئی ہی اجزاء نار ہی ہی سورہ باعتبار اجزاء نار کی جو دھواں ہی ہی استعمال کرنا حرام ہی بدلیل اس آیت کی جو لو کہ کہا ہے
اصوال الیتمی ظلم انما یاکلون فی بطونہم النار قل النص علی حرمة النار فیحرم الدخان الحاصل منها وایضا انہ تعالیٰ
یبتون فی کل ناحت وہ یہ ہی کہا ہے کہ ایسی ہی میں آگ کی ہر مستحکم ہوتی ہی سورہ ہر ان ہی جو آگ ہی ہی ہر ہر آدمی کہ حرام ہی اور انہ تعالیٰ ہی
جعلہ مما یدون بہ حیث یقال فی حق قوم یؤنس النبی علیہ السلام لما امنوا کشفنا عنهم عذاب الخمر فی الحسین قال دنیا
اسکو عذاب کی سبب میں ہی ہر ایسی ہی چنانچہ یؤنس ہی علیہ السلام کو قوم کی حق میں کہتا ہے جبین لانی کہو لیا ہی او ہر ہی ذلت کا عذاب دنیا کی ہی
فان العذاب الکشفی عنہم کان دخانا وقال فی ایتہ الترحک فان تقب یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس هذا
شک جو عذاب کہ اون پر ہی موقوف ہو رہا ہر ان ہی تھا اور ایک اور آیت میں فرمایا ہی سورہ راہ دیکھ جسدن کر آدمی آسمان دہون صریح گہیر ہی لوگوں کو
عذاب الیم والمراہ بالدخان المذکور فی هذه الایۃ حقیقۃ الدخان علی قولہ وحلی هذا القول یكون النظم الکریحہ
یہ ہی کہہ کی مار اور مراد دخان ہی اس آیت میں حقیقی دخان کی میں ایک قول پر اور اس قول پر مضمون آیت کریمہ سورہ میں کج ہی
فی کون الدخان عذابا لیم او ما بہ التعذیب یحرم استعمالہ فان الفقہاء قد اتفقوا علی وجوب الطہار من محل العذاب کطہر
کہ دخان عذاب الیم ہی اور جس شی سے تعذیب واقع ہوتی ہی اسکا استعمال کرنا حرام ہی کیونکہ فقہاء متفق ہیں کہ محل عذاب ہی ہر ہر آدمی کہ جب ہی جبین

صالح المصالح مراده جابر فکانه علیه السلام قال اتقوا الله فی امر النساء فلا تؤذوهن بالباطل بل عاشر وهن
 مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی ایس گویا علیہ السلام فی فرمایا درو اسدی عورتوں کی باب میں سو تم او کو ناحی نہ ستاؤ بکلمہ او کی ساتھ
 بالمعروف كما قال الله تعالى عاشر وهن في انك اخذتقهن بعهد الله الذي عهد اليكوهن من الرفق بهن والشفقة
 گزراں کرو جیسی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور گزراں کرو عورتوں کی متعلق کیونکہ تھی او کو اللہ کی عہد پر لیا ہی جو او کی حق میں تہاری ساتھ عہد ہو ہی یعنی او کی ساتھ
 جلیهن واستعملتم فروجهن بامر الله تعالى وحكمه فان نقصتم عهد الذي عهد اليكم وخنقتم في امانته ينتقم
 تم ہی اور او شہر شفت بر تو اور تم ہی او کی فروج امر ہی اور او کی حکم سی حال کرین میں اگر تم ہی او کا عہد توڑ ڈالا جو تہاری ساتھ ہو چکا ہی اور تم ہی او کی امانت میں
 منكم هن وذلك لانهم اماء الله تعالى فاذا تزوجتمهن بامر الله تعالى وحكمه يكن عندكم امانته ووديعه
 خیانت کی تو او کی ہی تم ہی اتقام لیگا اور یہ سہی کہ عورتیں اللہ تعالیٰ کی لونڈیاں ہیں جب عقی او کو اللہ کی امر اور حکم سی اپنا جوڑا بنایا تو وہ تہاری پاس امانت میں اور
 الله تعالى فاذا ذيقوهن بالباطل طمعاشر وهن بالمعروف فكانكم نقصتم عهد الله تعالى وخنقتم في امانته فينتقم منكم
 اللہ کی طرف سی سپرد میں پھر اگر تم ہی او کو ناحی ستایا اور دستور کی موافق گزراں نہ کی تو گویا تم ہی اللہ تعالیٰ کا عہد توڑ ڈالا اور او کی امانت میں خیانت کی سو او کی ہی تم ہی
 هن ولكم عليهن من الحوان لا ياذن احد ان يدخل بيوتكم بغير ادنكم فان فعلن ذلك فاضربوهن ضربا غير مبرح
 لیونگی اور تہارا حق او کی او پر یہی کہ کسیکو بہہ اجازت نہ دین کہ تہاری گھر میں تہاری بی بی آسکی اور اگر وہ آئی دین تو او کو اتنا مارو کہ ہڈی نہ ٹوٹی
 بحیث یومئهن ولا یکسر عظمهن ولا ید فی جسمهن وهن علیکم من الحوان فمن کسوتهن بالمعروف فلعن من هذا
 دستور کہ کہہ نہ بیجی اور ہڈی نہ ٹوٹی اور او نکا بدل ہو وہاں نہ جو جادی اور شہر او کا حق لیگا نا اور یہی دستور کی موافق اسی معلوم ہوا
 ان یمن الزوجین حقوقا یجب لهما اما ما کان علی الرجل من حقوق النساء فلا تنفق علیهن بالمعروف اذ قد قال الفقهاء
 کہ زوج زوجہ میں ایسی حقوق ہیں کہ او کی رعایت واجب ہی اور عورتوں کی حق جو مرد پر ہیں تو او کا خرچ چہ دستور کی موافق ایسی کہ فقہاء کہتے ہی
 یجب علی الرجل نفقة تزوجته سواء دخل بالاولی یدخل بها وسواء كانت مسلمة او ذمیة او فقیرة او غنیة لان غناها
 کہ مرد پر نفقہ بی بی کا واجب ہی ہر ہی کہ او ای صحت کی لیا نہ کی ہر ہر ہر ہی کہ بی بی مسلمہ ہو یا ذمیہ یا نکال ہو یا غنیہ یا فقیرہ او کی نفقہ کا
 لا یبطل حقها فی النفقة علی زوجها سواء كانت کبیرة او صغیرة قابلة للوطی وان لم تکن قابلة للوطی لا یجب علیها نفقة
 جو خاوند پر ہی باطل نہیں کر دیتی ہر ہر ہی کہ کبیرہ ہو یا نا امانہ قابل و طہ کی ہو اور اگر قابل و طہ کی ہوگی تو او کا نفقہ واجب نہیں ہی
 والنفقة الواجبة علی امرأه شام عن عجز الطعام والكسوة والسكنی الطعام فالذیق والماء والکحل والذهب فان
 اور نفقہ واجب موافق روایت ہشام کی امام محمد سی کہا تا ہی اور کبر اور مکان رہی کا کہا تا تو آٹھ اور پانی اور آئینہ اور کحل اور زین اور ہر ہر ہر
 قالت المرأة لا اظن ولا اخبز قال قاضیان فی فتاواه لا تجبر علی الطبخ والخبز علی الرجل ان یاتیهما الطعام المهيأ ویاتهما
 عورت کہی میں سالن نہیں پکا تی اور نہ روٹی پکاؤں قاضی خان فی اپنی فتاویٰ میں کہا ہی کہ روٹی اور سالن پکانا پر زبردستی نہیں چلتی مرد پر لازم ہی کہ او کو تیار کرے نا
 بمن یکفیهما عمل الطبخ والخبز هذا فی القضاء واما فی الدیانة فیجب علیهما ان تفعل کل خدمه فی داخل الدار من الطبخ والخبز
 لادی یا ایسا آدی کہ سالن روٹی پکا دے اگر ہی یہ حکم تو قضا کا ہی اور دیانت میں عورت پر واجب ہی کہ جو کار بار گھر کی اندر ہو دی جیسی سالن روٹی پکانا
 وغسل الثیاب وغیرها حق لولم تفعل شئاً منها تكون اثمه وان لم یجبر علیها وان کان لها خادم یجب علی زوجها نفقة
 کہہ ہی دیوئی اور سوا اسکی تمام کیا کری بیان تک کہ اگر کچھ ہی نہ کری تو گنہگار ہوگی اگر چہ او سپر زور نہیں ہی اور اگر عورت کا کوئی خادم ہو دی تو خاوند پر او کی
 خادمها ان کان لها خادم یطبخ ویخبز وان کان لا یطبخ ولا یخبز لا یجب علیها نفقة لان نفقة فی مقابلة خایمته فاذا
 خادم کا ہی خرچ واجب ہی جبہ خادم سالن روٹی پکا دے اگر وہ سالن پکانا نہ روٹی تو او کا خرچ واجب نہیں ہی اسکی کہ خادم کا خرچہ شہر کی بلکہ
 لم یطبخ ولم یخبز لا یجب علیها نفقة بخلاف المرأة فان نفقةها لیست فی مقابلة الخدمه بل فی مقابلة الاحتیاس
 اور اگر وہ سالن روٹی نہیں پکا تا تو او کا خرچ ہی واجب نہیں ہی برخلاف بی بی کی کیونکہ اسکا خرچ خدمت کی بدلہ میں نہیں ہی بلکہ اسکی کہہ ہی

فقد جلست نفسها الحق في حيا فكانت تفقه ما على زوجها وتبغى له ان يوسع عليها في النفقة اذا وسع الله عليه
 سووها بغيره. انما خاوندی کو حوالہ کر چکی اب اسکا خرچ خاوند پر لازم ہو ویگا اور خاوند کو چاہی کہ خرچ میں بی بی پر فراخی کر دی جائے اور زیادہ عنت
 ویجتدل فیہا من غیرا نفقت پر ولا اسراف کہا قال الله تعالیٰ کلووا واشربوا ولا تسرفوا واهم ما یجب علیہ ان یطعمہا
 کرے اور او میں اعتدال کرے بدون کمی زیادتی کی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کھاؤ اور پیو اور مت اسرافو اور خاوند پر بظور بیعت نہ کرے کہ اسکو مال
 من الحلال ولا یدخل لاجلہا مدخل السوء فان ذلك خیانة علیہا لحرایة لحقها ویبغی لہ ان یامرہا بالتصدق
 کھانا اور پاک کرے اور اسکی خاطر برطر بقید چوری وغیرہ کا نہ اختیار کرے کیونکہ یہ بی بی کی حق تلفی ہے حق کی رعایت نہیں ہے اور خاوند کو چاہی کہ اسکو بہ اجازت
 ببقایا الطعام وما یفسد لو ترک واما الکسوة فقد رها عنہ بدرعین وخمارین وطحفة فی کل سنة وامرہا بالدرعین
 دی کہ بچیتا کھانا اور جو چیز زینتی سی کپڑ چاہی خیرات کر دیا کرے اور کپڑا کا اندازہ امام محمد نے یہ کیا ہے دودھ اور دھوڑنی اور ایک لحاف ہر سال میں اور درعین
 والخمارین صیفیا وشتویا فالصیف ما یتوقد بقیما یصل الزمان الحار والشتوی ما یتوقد بقیما یصل الزمان البارد
 اور خمارین سی ہر اد گرمی چاہی کی میں سو گرمی کا دھون کا باریک ہو جو گرمی کی لائے ہے اور چاڈیکا کا ہرہ جو سردی کو دفع کرے
 لدفع البرد ولہم ینکر الخف والكعبان ذلك انما یتاجر الیہ للخریج وليس علی الزوج تہیئة اسباب الخروج
 اور موسمی اور جو بی بی بچکر نہیں کیا کیونکہ انکی حاجت باہر نکلتی ہے بی بی جو بچتی ہے اور خاوند کا ذمہ باہر نہیں نکلی سامان کا نہیں ہے
 ولہم ینکر السراويل ايضا ولا یصنع فی الشتاء حتی قال قاضیخان فی فتاواہ ہذا فی عرفہم وکافی دیارنا فوجب السراويل
 اور پانجامہ کا بھی نہ کر نہیں کیا اور چاڈون میں اسکی ضرورت ہوتی ہے یہاں تک کہ قاضیخان نے اپنی فتاویٰ میں کہا ہے کہ سر اوں کی چین کا ہی اور ہاں تک کہ سر اوں کی
 وشیا باخر کالجبة والفراش الذی ینام علیہ والحقاف وما یدفع الحر والبرد ویجب لہا خدم ما قیصن لزار وکساء وخفلا
 اور اور کپڑی جیسی کرتہ اور بستر جیسے سوئی میں اور حقاف اور جو چیز گرمی اور چاڈی کو دفع کرے واجب ہے اور عورت کی خادم کی بھی قیصن لزار اور چادر اور بوزہ
 تحتاج الخروج للصالح الخارجة من الرسالة الی الابوين ونحو ذلك ولا یجب لہا الخمار لان شعرہا لیس بعلیة واما السکف فحقها
 واجب ہے کیونکہ خادم کو کھانا بار کی بھی باہر جانا ضرور ہے کہ بی بی اپنی ماہاب کی پاس اور کسی کام کو پہنچے اور خادم کی بھی اور بی بی کی حاجت نہیں ملتی کہ اسکی مال عورت نہیں میں اور
 فی الدار بیت علی حدة تاصن علی متاعہا ولا تستحق عن غیرہا فی معاشرۃ زوجها فان کان للزوج احماء من والدۃ او اخت
 سکا سکونت میں اور اسکا حق احاطہ کی اندر علوہ کو شہری چاہی جبین اسکا اسباب محفوظ رہے اور خاوند کی سات معاملہ میں غیر سی پرہ ہی اور اگر خاوند کا کوئی بی بی یا بی بی
 وولد من غیرہا فقالت اجعلنی فی بیت علی حدة کان لہا ذلك لانہا لا تاصن علی متاعہا وتستحق عن المعاشرة مع زوجہا
 یاہن اور دوسری بی بی اولاد اب بی بی کی کہ مجھ کو کچھ علوہ تجویز کر دی تو بی بی کا یہ حق ہے اسی کہ اسباب کی کم ہونیکا خوف ہی اور خاوند کی ساتہ معاشرت میں شرم
 ان کان البیت فی الدار واحدا وان کان متعدد فاعطاها بیتا یقل ویفقر لم تکن لہا ان تطلب بیتا اخر ان لم یکن
 کو بی بی اگر احاطہ کی اندر ایک ہی کو بی بی اور اگر کئی کو بی بی ہوں اور خاوند بی بی کو بی بی کہ جب چاہی بند کرے اور جب چاہی کھولی تو اب اسکا یہ حق نہیں کہ اور
 فی الدار من احماء الزوج من بی بیہا الا ان یكون الزوج یضربہا ویؤذیہا فاشکت الی القاضی فاستثنت ان یسکنہا بیدن قوم
 کہ بی بی اگر احاطہ کی اندر جیسے دیور یعنی خاوند کی بی بی بندستانی والی ہوں مگر اس صورت میں کہ خاوند اسکو مارتا ہو اور ستا ہوا اور وہ قاضی کی سامنی تاشکرے اور کسی
 صالحین یعرفون احسانہ واساوتہ والقاضی ان علم ان لہا کم قال یتجزع عن ذلك ویمنعہ عن التعدی وان لم
 کہ مجھ کو بی بی صلحا قوم میں مکان دیوی کہ اسکی بی بی کو دیکھتی ہیں سو قاضی کو اگر تعین ہو کہ عورت بی بی تو خاوند کو کہہ کر دیوی اور تعدی سی منع کر دی اور اگر
 یعلم ان لہا کم قالت یتظر فی جبر البذل ان کانوا قوما صالحین یستلمہا لہا کم قالت فان قالوا ان لہا کم قالت
 تعین ہو کہ عورت بی بی تو اب اس کی ہاں کو بی بی اگر وہ صلحا ہوں تو انسی دریافت کرے کہ آیا یہ عورت بی بی اگر وہ گواہی دین کہ عورت بی بی
 یجزعہ عن ذلك ویمنعہ عن التعدی وان قالوا لیس لہا کم قالت یتظر فی تلك الدار وان لم یکنوا قوما صالحین
 تو اسکو کہہ کر دی اور تعدی سی منع کر دی اور اگر وہ بکین کہ عورت غلط کہتی ہے تو اسکو اسی کہہ کر من رہتی دی اور اگر وہ بی بی صلحا ہوں

او كانوا يعملون اليه يامره ان يستعملين قوم صالحين كي يعرفوا احواله في حقها ويخبروا عن ذلك عند الحاكم اذ لا
 يا خاوندك طرف دار هفت تو خاوندك بيه حكم دي كه بي بي كي لمي صلواتي قوم بلين كهر تجر كزي تا كه خاوندك اساطير بي بي كي حق مين ديكيتي مين اور حاكم كو خبر ديكيتي
 يجوز للرجل ان يتعدى في حق النساء بل يلزمه حسن الخلق معهم واحتمال الاذي منهم وعدم الاعتناء الى
 اسو اسلي كه مر دكو جائز نهين كي حق مين تعدي كزي بلكه مر دكو عورتون كي سائته خوش خلقي بر تني چاهي اور او كي ايد كي برداشت كزي اور او كي بعضي عورتون
 بعض معاليم من عالم يكن اثبات رجاء عليهم بقصور عقولهم بل ينبغي له ان يزيد على احتمال الاذي الملاعبة فيلزم
 جيتك عيبه نگاه كي نهون او غير رحمت كي لمي توجه كزي كه عورتون بي وقوف نهون بلكه مر دكو چاهي كه ايد كي برداشت پر ملاعبه بر ملاعبه بر ملاعبه كي عيبه نگاه كزي
 بما لا تخفيه فان ملاعبة الرجل مع نسائه ليست من الامور الباطل الذي هي عنه في الدين بل هي الامور الجائز
 جيتك مر دكو ملاعبه كي بي كي سائته هو باطل كي قسم نهين هي جودين كي اندمغوع هي بلكه بيه هو جائز هي دين مين كي اجازت هي
 فيه في الدين فانه عليه السلام كان يمزج مع نسائه وينزل الي دمرجات عقولهم حتى روى انه عليه السلام كان
 كيونكه نبي عليه السلام ابي ازداج كي سائته نهسا كزي تقي اور او نهون كي وضع پر كام كزي لگي بيهان نككه روايت هي كه نبي عليه السلام عايشه كي
 يسابق مع عائشة في العرد ووجاء في الخبر انه عليه السلام كان من افك الناس مع نسائه اي من اطيبهم وامنهم معهم
 سائته مشرطه كدر ورتي اور حديث مين آيا هي كه نبي عليه السلام سبي زياده ازدواج كي سائته ظرافت اور چيل كرتي بيهي بهت خوش مزاج انسي ملي جلي رهي
 وروى انه عليه السلام قال اكمل المؤمنين ايمانا احسنهم خلقا والظفرم باهله وفي حديث اخر انه عليه السلام
 اور روايت هي كه نبي عليه السلام في فرمايا كه ايمان مين بركا كل مؤمن وده هي چاهي ايل سي خوش خلق اور لطف پر هو اور ايك اور حديث مين هي كه نبي عليه السلام في
 قال خيركم خيركم لاهل طعن ينبغي له ان لا يلبس معهم في حسن الخلق والملاعبة الى حد يقصد خلق من يسقط
 فرمايت مين اچياده هي چاهي ايل سي اچي مو ميكن مر دكو لون چاهي كه خوش خلقي مين اثنا انبساط اور ملاعبه تهي كزي كه عورتون كي حادوت بگر جاري اور او نهين كي
 بالكلية هيبتة عندهن بل يراعي الاعتدال في ذلك فلا بدع الهيبة ولا تقباض مهماري منكرا ولا يفتخر بالمساعدة
 هيبت سر اسر جاني تهي بلكه اس باب مين اعتدال كا لحاظ كزي سو هيبت اور ديك كي او نهاندي جيب بر ي بات ديكوي اور بر ي باتون مين اور او كا در وازه
 في المنكرات البتة بل مهماري منهم ما يباح للشرع بقدر ويغضبان الله تعالى جعله قواها عليهم من حيث قال
 هرگز نه كهودي بلكه انسي جيب كچه شرح كي خلاف ديكوي تو منع كزي اور غصه كزي اسلي كه مر دكو الله تعالى في عورتون پر حاكم بناياهي چنانچه فرمايادي
 الرجال قوامون على النساء فيلزمه ان يقوم عليهم بالامر والنهي ولا يتغافل عن مبادئ الامور التي يختص غوائلها
 مر دكو ايل سي عورتون سو مر دكو لازم هي كه بي برون پر امر اور نهين كرتا هي اور ايل سي كامون مين غفلت نكر كي چكي انجام كا خرف نه هو دي
 بل ينبغي له ان يكون صاحب غيرة لكن لا يبالغ في التعتت واساءة الظن ويختسب المواطن اذ روى انه عليه السلام نحو
 بلكه برون چاهي كه سائب غيرت هي ليكن كال رجب كي عيب جوي اور بركا في اور باطن نگاه هي نكر كي اسلي كه روايت هي كه نبي عليه السلام في
 ان يبتع عورت النساء وفي لفظ اخر ان يتعتت النساء فان غيرة الرجل على اهله من غير يبة يغضها الله تعالى
 عورتون كي عيبه نهون نهين نسي منع كزي اور دوسري عبارت مين كه عورتون كي عيب كي تلاش سي منع كزي كونه مر دكي غيرت ايل سي پر بدون شك كي ايد تعالى كو
 كما جاء في الحديث انه عليه السلام قال غيرة يغضها الله تعالى وهي غيرة الرجل على اهله من غير يبة لان ذلك من
 ناپسند هي چنانچه حديث مين آيا هي كه نبي عليه السلام في فرمايا ايك ايل سي غيرت هي كه الله تعالى كو ناپسند هي يعني مر دكي غيرت ايل سي پر بدون شك كي كونه بيه السلام
 سوء الظن الذي وقع النهي عنه فان بعض الظن اثم واما الغيرة في محملها فلا بد منها وهي محمودة لما روى انه عليه السلام
 پر باطن هي چكي مانعت اي هي اسلي كه بعضي گناه نهين اور بيه ده غيرت جو نهيك سو هو ده حضور چاهي اور بيه هي اسلي كه روايت هي كه نبي عليه السلام في
 قال ان الله يغار وان المؤمن يغار وغيرة الله ان يأتي المؤمن ما حرم الله عليه وفي حديث اخر انه عليه السلام
 الله في فرمايا ييك الله غيرت كرتا هي اور بيشك مؤمن غيرت كرتا هي اور اسه كي غيرت بيه هي كه مؤمن وده عمل كزي جواسني او سپر حرام كي ايتا اور ايك اور حديث مين هي كه نبي عليه السلام

في بيان الوصية في حق النساء

انی انعم علیہا امر لا یغیر الامتکس القلب والطریق المعنی عن الغیرۃ ان لا یدخل علیہا من رجل ولا یمزجین الی
 یمزجین غیرت وہو من امرئین ہی کوئی جو غیرت نگری کر لے نہی وہ عیادت میں نہی ہی کہہ دے گی اس کوئی مرد نہ آویں اور وہ رستوں پر نہ بہرین
 الطرقات لان خروجہن بعد من عدم الغیرۃ فیلزم للرجل ان یمتنع من وجتہ عن الخروج من البیت ولا یأذن لها
 کیونکہ او کا نکاح ہی غیرتی ہی سو مرد کو لازم ہی کہ اپنی بی بی کو کہہ میں ہی نکلتی نہی اور سو ہی کئی خاص جگہ کی نکلتی کی اجازت نہی
 بالخروج الا فی مواضع مخصوصہ وہی ما قال صاحب الخلاصۃ نقلا عن مجموع النوازل یمزجین للزوج ان یأذن لها
 وہ جگہ جو خلاصہ والا مجموع النوازل سی نقل کرتا ہی اور خاوند کو طایز ہی کہ اپنی بی بی کو
 بالخروج الی سبعة مواضع من زیارۃ الابویں وعیادتہما وتقریۃہما واحداً ویزیارۃ المحارم وبعد بیان هذه
 سات جگہ جانی کی اجازت دیوی ما باپ کی ملاقات اور دونوں کی بیمار پرسی اور دونوں کی یا ایک کی تعزیت اور محرموں کی ملاقات اور یہ سات جگہ بیان
 السبعة قال فان كانت قابلة او غسالۃ او كانت لها حق علی اخر او اخر علیہا حق تخرج بالاذن وبغیر الاذن
 کر کہہ ہی یہ وہ عورت اگر دائمی یا مردہ شو ہوئی یا او کا کسی پر حق آتا ہو یا اور کسی کا حق اسپر آتا ہو تو جا یا کر اجازت ہی اور بی اجازت
 وقبلاً اذ ان تقع من زیارۃ الاجانب وعیادتہم والولیمۃ لا یأذن لها ولو اذن وخرجت کانا عاصیین والاذن
 اور انکی سوا کی غیروں کی ملاقات کی گئی یا غیر کی عیادت کو یا ولیمہ میں جانی کی اجازت نہی اور اگر کسی اجازت ہی اور وہ کئی تو وہ نہ گنہگار ہوگی اور اجازت
 قد یكون بالسکوت وهو کالقول لان النہی عن المنکر فرض وان ارادت ان تخرج الی مجلس العلم بغیر رضی الزوج لیس
 کہی چپ سہی ہی ہوئی ہی اور سکوت مانڈ بولنی کی ہوتا ہی اسکی کہ مانع بری بات کی فرض ہی اور اگر عورت علم کی مجلس میں بغیر خوشی خاوند کی جانا چاہی
 لها فذلک لان تقع لها نازلۃ وامتنع الزوج من السؤال لها فحیث یسعی الخروج من غیر رضی الزوج لان طلب العلم
 قریبہ اختیار نہیں ہی ان اگر عورت پر کوئی واقعہ گذری اور خاوند اسکو نہ بوجہ دیوی تو اب مضائقہ نہیں ہی کہ بی مرضی خاوند کی چلی جاویں اسکی کہ علم کی تلاش
 فیما یحتاج الیہ فرض علی کل مسلم ومسلمۃ فقیل علی حق الزوج وان سئل الزوج من العالم واخبرها بذلک لیسر
 حاجت کی وقت ہر مسلم مرد اور عورت پر فرض ہی سو یہ تلاش خاوند کی حق پر مقدم ہی اور اگر خاوند ہی کسی عالم سی بوجہ کہ بتا دیا تو اب نکلتی کا اختیار نہیں ہی
 الخروج وان لم یقع لها نازلۃ لکن ارادت ان تخرج الی مجلس العلم لتعلم مسئلۃ من مسائل الوضوء والصلوۃ ان
 اور اگر عورت کو کوئی واقعہ تو نہیں ہی بلکہ ہر مجلس علم میں سہی جا یا چاہتی ہی کہ کچھ مسئلہ وضوء اور نماز کی سیکھ لی اگر
 کان الزوج یحفظ المسائل وینکرھا عندھا فله ان یمنعھا وان کان لا یحفظ فالاولی ان یأذن لها حیث
 اسکا خاوند مسائل یاد رکھتا ہی اور اسکو بتا دیتا ہی تو خاوند کو اختیار ہی کہ نجانی دی اور اگر اسکو مسائل نہیں آتی تو بہتر ہی کہ کہی کہی جانی دیکری
 وان لم یأذن لاشی علیہ ولا یسعی الخروج مالم یقع علیہا نازلۃ وان خرجت من بیت زوجها بغیر اذنه یلعنھا
 اور اگر نہ جانی ہوئی تو اسکو کچھ گناہ نہیں ہی اور نہ اسکو جائیکا اختیار ہی جب تک کوئی واقعہ پیش نہ آویں اور اگر وہ خاوند کی کہہ میں ہی اسکی فی اجازت چلی جاویں
 کل البیت فی السماء وكل شیء تشر علیہ الا الانسان والجن فخرجہا من بیتہ بغیر اذنه حرام علیہا قال ابن الہمام فحیث
 تو انسان وزمین کی فرشتی اور ہر شئی جس پر گزرتی ہی وہ لعنت کرتی ہیں سوئی انسان اور جن کی سو عورت کا نکاح خاوند کی کہہ میں ہی بی اجازت حرام ہی ابن ہمام کہتا ہی
 ایمہا الخروج فانما یباح بشرط عدم الرینۃ وتغییر الہیئۃ الی ما لا یكون داعی الی نظر الرجال واستقامۃ الخواص
 اور عورت کو جہاں جانا چاہی ہی تو بشرط نہی فی زیب زینت کی ہی اور بدون ایسی صورت کی جس سی مردوں کو اور ہر دیکھنی کی رغبت اور چاہو ہو اسکی کہ اللہ تعالیٰ
 ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولی والتبرج علی ما ذکرہ فی الصحاح اظہار المرأة زینتہا ومحاسنہا للرجال فالمرأة کلیاً
 اور کہتا ہی نہ بہر وجسی دیکھنا نہ دستور تھا پہلی وقت ماوی کی اور تبرج موافق بیان صحاح کی عورت کا ظاہر کرنا اپنی زینت اور خوبی کو سامنے مردوں کی سو عورت تبرج
 كانت مخفیۃ من الرجال کان دینہا اسلام لاروی انہ علیہ السلام قال لابنتہ فاطمۃ امی شیء خیم للمرأة قالت بان
 مردوں سی پوشیدہ ہی تو اسکا دین سلامت ہی اسکی کہ بی علیہ السلام کی اپنی بیٹی فاطمہ سی بوجہ عورت کی لئی کیا بات بہتر ہی عرض کیا

ويطوب قبلها بان يعطيها شيئا زائدا على مهرها على سبيل المتعة وهي درهم وخمسة وطلعة عوضا عن ايجاشها
اورا وسكاند فوش كردى اسطور كه مهرى زياده كچه جورده وغيره بطور متعه كى يعنى كرتا اور در پنج اور چارده وحشت اور غم كى بدلين ویدی
والترابع ان كايفشى سرها ثم انه ان طلقها على مال وهو خلع يكره له ان ياخذ ذلك المال ان كان للتشوي من
اور چتهى يهه كه او كا بهيد نه ظاهر كرى پهر اگر هنى مال كى بدله طلاق دى جسي خلع كسى بين تو خاوند كو كرده هى كه اوس مال كويسلى اگر به خودى ناساز كارى
جانبه لانه او حشها بالاسمهال فلايزيد في ايجاشها ياخذ المال وقد قال الله تعالى وان اردتم استبدال زوجكم
خاوند كى طرف سى هى اهنى كه او كو چورده نى سى ايك تو رنج ديا پهر او سكا مال ليكر وحشت نه بزرگوي اور الله تعالى فرماتا هى اولكر بدلا چاهو ايك عورت كى جگه
زوجهم وابقتم احداهن قطرا فلا تاخذوا منه شيئا فان ه تعالى نهى عن شئ يسير من القطر الذى هو المال
دوسرى عورت اور دى چكى هو ايكته پير مال تو پير نه لواوسمين سى كچه بيشك الله تعالى فى قطارين سى جو بهت مال هوتا هى تهو ساسا بهى لينى سى منع كيا هى
الكثير فضلا عن الكثير وان كان للتشوي من جانبها يكره له ان ياخذ الزائد على ما دفع اليه من المهر ثم انه ان
بهت لينى كا تو كيا بالهش اور اگر ناساز كارى عورت كى جانب سى هى تو اوس سى زياده لينيا جو مهر او كوى چكا هى كرده هى پهر اگر دى
اكرها على الخلع والتمت ان تعطيها مالا لخاص منها واسقطت ما عليه من المهر ونحوه يقع الطلاق بلا لزوم
اوسر خلع كى زبردستى كى اور عورت نى اها پله چورده كومان ليا كه مال دونگى يا جو خاوند كى ذمه مهر وغيره تهسا قاطر كرديته دن لازم هوتى
ما التزمته من المال وبلا سقوط ما عليه من المهر ونحوه كان الرضا شرط في لزوم المال وسقوطه والا كراهه يعين
مال مانى هوتى كى اور دون ساقط هوتى مهر وغيره كى جو خاوند كى ذمه تهسا طلاق پر جاوى كى اهنى كه مال لازم هوتا هى مين اور ساقط هوتى مين رضامنه كشته هى اور
الرضا على ما بين في موضعه هذا الذى ذكر الى هنا ما كان على الزوج من حقوق الزوجة وأما ما كان على الزوجة
زبردستى مين رضامندى اهنى هوتى حنجه اهنى حكه مين بيان هو چكا هى هان نكه ده حقوق بيان هوتى جوبى كى جو خاوند كى ذمه مين اور سى خاوند كى حقوق
من حقوق الزوج فالقول الشافى فيه ان النكاح نوع مرق والزوجة مرفقة الزوج كما قال النبي عليه السلام
جوبى كى ذمه مين سو قول شافى اوسمين يهه هى نه نكاح غلامى كى قسم هى اور زوجه خاوند كى لوند هى هوتى اهنى نكه نبى عليه السلام نى فرمايا
النكاح مرق فليظروا احكامه اين يضع كى مته فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الاحتياط في حقها اهم
كه نكاح غلامى هى سوتم ايكه لو كه اهنى يمارى كى كو كمان دى هو بيشك نبى عليه السلام نى اسهديث مين بيان فرمايا كه عورت كى حق مين احتياط ضرور هى
لكنها رقيقة بالنكاح لا لخاصها بوجه من الوجوه لا بتطبيق الزوج وأما الزوج فهو قادم على الخاص منها
كىنو كده نكاح كى سبب هى لوند هى اوجا نى هى بدون خاوند كى چورده كى سيطر نه مين جهو سقلى اور پهر خاوند سو طلاق ديك عورت سى آپ جهو سقلى
بتطبيقها فاذا كانت المرأة رقيقة الزوج يلزمها ان تصبر على غيرته وترجو على ذلك من الله الثواب فان ذلك
پهر جب عورت خاوند كى لوند هى هوتى تو لازم هى كه خاوند كى غيرت پر صبر كرى اور پهر الله تعالى سى ثواب كى اميد وار هى اور بيشك او سكا بهى
جهادها لما ورد في الحديث ان جهاد المرأة حسن التعل وهو حسن المعاشرة مع زوجها فعليه ان تطيعه في كل
جهاد هى اسطى كه حديث مين آيا هى كه عورت كا جهاد حسن التعل هى يعنى خاوند كى سانه نيك گذران پس عورت كى ذمه هى كه خاوند كى اطاعت كرى
ما يامرهاى الامعية فيه فذلك مرد في عظيم حقه عليها اخبار كثيرة من جملتها ما روى انه عليه السلام قال
جوكى جسين گناه نهو دى اسطى كه حديث مين بهت وارد هوتى مين كه خاوند كى نى پره ارضى نى ازان جلد ده كه روايت هى كنى عليه السلام نى فرمايا
لو كنت امرا حادان يسجد لاحد لامرأة ان تسجد لزوجها من عظم حقه عليها وقالت عائشة انت فتا
اكر مين كيكو سبه كا حكم ديا كيكى لى تو البته عورت كو حك ديكه خاوند كو سبه كيا كرى كيكو كه خاوند كى نى پره ارضى هى اور عائشه بهت مين ايك جوان عورت
الى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا نبي الله انى فتاة اخطب فاحق الزوج على الزوجة فقال النبي صلى الله عليه وسلم
نبى عليه السلام كى پاس آسى عرض كيا كا سى الله كى مين جوان عورت هون نكاح كيا جابته هوتى سو خاوند كى نى پره ارضى هى پاس نبى عليه السلام فرمايا

كان من قرينه الى قوله صديقاً فحسنته ما دلت شكره وقال ابن عباس انت امرأة النبي صلى الله عليه وسلم
 اگر خواند کسی سستی یا تو شکست پیوسته بود بهر بی بی چاشت بی تو بهی او سکا هکذا و این کلام را ابن عباس سستی بنی علیه السلام کی باس آن
 وقالت يا نبي الله اني امرأة اثم واني لم يرد ان تزوج فاحي الزوج على المرأة فقال النبي عليه السلام من حق الزوج
 عرض کیا یا نبی خدا کی من عورت بی خواند چون میرا زاده نکاح کا ہی سوا خواند کا بی بی پر کیا حق ہی . نبی علیه السلام بی فرمایا ایک حق خواند کا
 على المرأة ان ترضعها وهي على ظهر البعير ان لا تنعوه ومن حقه ان لا تقط شيئا من بدنته الا باذنه
 بی بی پر یہ ہے کہ اگر خواند او کی طرف رغبت کری اور وہ عورت اونٹ کی کمر ہو تو انکار کری اور خواند کا ایک یہ ہے کہ او کی گریہ میں او کی بی بی چاشت
 فان فعلت كان الوزر عليها والاجرة ومن حقه ان لا تصوم تطوعا الا باذنه فان فعلت جاعت عطشت
 کچھ نہ ہی اگر دیکھی تو وہ کچھ نہ ہوگی اور ثواب خواند کو ہوگا اور او سکا حق یہ ہے کہ نفل روزہ او کی بی اجازت دے ہی اگر روزہ دے گی تو ہر کی پیاسی ہوگی
 ولم يقبل منها ومن حقه ان لا يخرج من بدنته الا باذنه فان فعلت لعنتها الملائكة حتى ترجع الى بيتها وروى
 اور قبول نہ ہوگا اور او سکا حق یہ ہے کہ او کی گریہ میں بی اجازت باہر نہ جاتی اگر جاوے گی تو جہنم ہوگی اور کو فرشتے لعنت کی جائے گی اور روایت ہی
 انه عليه السلام قال اني سريت ليلة اسري في امرأة معلقة بلسانها فقلت يا جبريل ما شانها فقال لها
 کہ نبی علیہ السلام بی فرمایا کہ مہرچ کی شب کو میں نے ایک عورت دیکھی کہ زبان کو مڑھ رہی تھی میں نے پوچھا یا جبریل اسکی کیا خطا ہی عرض کیا یہ عورت
 كانت تؤذي زوجها وجيرانها بلسانها وسريت امرأة اخرى معلقة بثديها وهي التي ترضع بغير اخذ زوجها و
 زبان ہی خواند اور ہمایون کو ستانی تھی اور ایک اور عورت دیکھی کہ اپنی پستان کھسوتی تھی وہ ایسی ہی کہ خواند کی بی اجازت دودھ پلا تھی اور
 سريت اخرى معلقة برجلها وهي التي تخرج بغير اذن زوجها وامرأت اخرى معلقة ببديها وهي التي تقصد الى زوجها
 ایک اور عورت دیکھی کہ اپنی بائیں ٹیٹھی سے وہ خواند کی بی اجازت کھڑی چلی جاتی تھی اور ایک اور دیکھی کہ اپنی آہٹیں کھسوتی تھی وہ وہی کہ خواند کا مال خر سبک کرتی تھی
 وروى عن اب هريرة انه عليه السلام قال اذا دعا الرجل امراته الى فراشه فابت فابت غضبان لعنتها الملائكة
 اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام بی فرمایا جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنی بستر پر بلا دے اور وہ مانی ہو رہے ہو کہ وہ عورت کو فرشتے تک لعنت
 حتى تصبح وفي رواية انه عليه السلام قال ولذي نفسي بيده ما من رجل يدعوا امراته الى فراشه فتأبى الا
 کرتی ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام بی فرمایا قسم ہی اپنی مالک کی کہ جو مرد اپنی بی بی کو اپنی بستر پر بلا دے اور وہ نہ مانی تو
 كان الذي في السماء سلخا طيلما حتى يرضع عنها والحاصل ان اللازم لها ان تطلب رضاه ولا تنع نفسها عنه
 جو کہ آسمان میں ہی اوس ہی بزار ہوگا جب تک خواند مانتا ہو وہی خواصہ یہ ہے کہ بی بی کو لازم ہے کہ خواند کی رضا طلب کرتی ہے اور اگر کوئی احوال دے
 ولا تغفل بالحیض ولا تؤخر الاجابة بل تطيعه فور طلبه ان كانت طاهرة عن الحيض واما في حال الحيض فتجبر
 اور حیض کا ہانہ نہ کری او کی حکم نہیں پر نہ کہی بلکہ ترت کہتی ہی اطاعت کری اگر حیض سی پاک ہو دی اور حیض کی حالت میں ایسا حال
 عن حالها وتلبس ثيابا تغلبها ثيابا لميل الزوج اليها وليستحب لها اذا دخل وقت الصلوة ان تتوضأ وتجلس في
 جتاوی اور ہرانی کیر کے پہن لی تاکہ خواند کا دل اور ہر نہ ہو ہادی اور جائزہ کو مستحب ہے کہ جب نماز کا وقت آد کا تو وضو کر کر کہ میں
 مسجد بيتها وتسبم وتهلل قدام الصلوة كيلا يزول عنها عادة العبادة وقد روي انه عليه السلام قال اذا استغفر
 نماز کی جیونری پر جتنی دیر نماز کو گنتی ہی سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ پڑا کری تاکہ عبادت کی عادت نہ جاتی ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام بی فرمایا جب طاف عورت
 الخاض في وقت كل صلوة سبعين مرة كتب له الفسكة وغفر لها سبعون ذنبا ورفعهما درجة واعطى لها كل
 ہر نماز کی وقت ستر بار استغفار پڑھتی ہی تو او کو ہزار رکعت کا ثواب ہوتا ہی اور ستر گناہ معاف ہو جاتی ہیں اور او سکا درجہ بڑھ جاتا ہی اور استغفار کی
 حرف من استغفارها نول وكتب بكل حرف في جسدها حج وعمرة وفي غير حال الحيض تلبس ثيابا نظيفة
 ہر حرف کی بدلہ نور پڑھتا ہی اور ہر کی رکوع کی شمار حج اور عمرہ کا ہوتا ہی اور اگر پاک ہو تو اسے ابلیس پہن کر ہی اور جہان تک ہوگی

سنة
یا زانیہ سستی یا زانیہ
سنة
یا زانیہ سستی یا زانیہ
سنة
یا زانیہ سستی یا زانیہ
سنة
یا زانیہ سستی یا زانیہ

المودة الى زوجها ما استطاعت وتكون مقطوعة مستنظفة في نفسها ومستعدة في الاحوال كلها لاستمتاع الزوج

خاوند سی پیار خاطر کیا کری اور شوخ اندک بکیرہ اور ہر وقت خاوند کی تمتع کی لمی چوب و حدیث سے کری تیار رہ کر ی
بہا متی شاء وتكون قاعدة في قعر بيتها ملازمة لعزها من حين دقت اليه الى ان تزف الى القبر ولا تخرج من بيتها

اور گھر کی اندر تنہا بیٹھی کری اوسدن سے کہ خاوند کی اس گئی یہی چاہی تک کہ قبر میں جاوی اور کہ میں ہی خاوند کی بی اجازت
الا باذن زوجها واذا خرجت باذنه تخرج مخفية في هيئة رثة وتطلب المواضع الخالية دون الشوارع والاسواق

نہ جایا کری اور اگر با اجازت جاوی تو چپ کر بری صورت بنا کر اور خالی اوجاڑ رستی کو جاوی بیڑک اور بازاروں میں کو
ولا تخرج عطره متبرجة ولا تتحدث مع رجل في الطريق لما روى ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه خرج مع رجل في الطريق

اور خوشبو لگا کر زیب دیت سی نہ جاوی اور رستہ میں کسی مرد سی بات نہ کری کیونکہ روایت ہی کہ عمر رضی فی ایک عورت کو مردی رستہ میں بات کرتی ہوئی دیکھا
فصر بها بالديرة فقال له عمر لو كانت امرأتك فلم لم تدخلها في بيتك

سودو نو کو قبر بردی اوس مردنی عرض کیا یا امیر المؤمنین یہ میری بی بی ہی عمرنی جواب دیا اگر تیری بی بی تو اپنی گھر میں کیوں نہیں بیٹھتا
حتى لا يتهم احد في الطريق ولا تخرج الى الحمام وان اذن لها من زوجها لما روى عن عائشة انه عليه السلام قال للحمام

تاکہ رستہ میں تجھے پر کوئی تہمت نہ لی اور حمام میں نہ جاوی اگرچہ خاوند اجازت دیدی کیونکہ عائشہ رضی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا حمام
حرام على نساء امتي فان اقتضت الضرورة الى دخولها في الحمام لعذر المرض والنفاس بشرط ان تدخل بغير رثا تكون

میری امت کی عورتوں پر حرام ہی اور اگر بسبب مرض یا نفاس کی حمام میں جائیں ضرورت آگئی تو شرط یہ ہے کہ از اس میں نہ جاوی اور حمام میں کوئی
فيه احد من النساء مكشوفة العورة ولا تخرج بزيينة فاذا لم يوجد واحد من هذه الشروط لا يحل لها الخروج الى الحمام

عورت ننگی نہو دی اور سنگار کر نہ لکھی اور ان شرطوں میں سے ایک بھی فوت ہووگی تو حمام میں جانا حلال نہیں ہی
وكن لا يحل لها الخروج الى المقابر اذا ذكر في نصاب الاحساب ان القاضي سئل عن جواد خرج المرأة الى المقابر فقال لا

اور ایسی ہی عورت کو گورستان میں جانا حلال نہیں کیونکہ نصاب الاحساب میں مذکور ہی کہ قاضی سی سببی پوچھا کیا عورت کو گورستان میں جانا جائز ہی جواب دیا
تسل عن الجوارح في مثل هذا وانما سئل عن مقدار ما يلحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج كانت في لعنة الله تعالى

اس باب میں جواد کو کیا پوچھتا ہی یہ پوچھہ اکبر کتنی لعنت پڑتی ہی کیونکہ عورت جب جائیکہ ارادہ کرتی ہی تو خدا کی اور فرشتوں کی
وملكته واذا خرجت تحفها الشياطين من كل جانب واذا لقت القبر يلعنها روح الميت واذا رجعت كانت في

لعنت میں ہوتی ہی اور جب چلی تو ہر طرف سی شیطان اسکی ساتھ ہوتی ہیں اور جب قبر پر پہنچی تو مردہ کی روح لعنت کرتی ہی اور جب واپس ہی تو
لعنة الله تعالى وملكته حتى تعود الى منزلها وفي الخبر ايما امرأة خرجت الى مقبرة يلعنها ملكة السموات

اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہی جب تک اپنی گھر میں آئی اور حدیث میں ہی کہ جو عورت گورستان میں جاتی ہی تو اسکو فرشتہ ساتون آسمان
والا برضين السبع وتمشي في لعنة الله تعالى وايما امرأة دعت الميت بخير ولو تخرج من بيتها يعطيها الله تعالى

اور زمین کی لعنت کرتی ہیں اور خدا کی لعنت میں جاتی ہی اور جو عورت گھر میں بیٹھی ہو یا مردی کی حق میں دعاء خیر کرتی ہی تو اسکو اللہ تعالیٰ ثواب حج
ثواب حجة وعمره وعن سلمان وابي هريرة انه عليه السلام ذات يوم خرج من المسجد فوقف على باب داره فالت

اور عمرہ کا ریتا ہی اور سلمان اور ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک روز مسجد سے نکل کر اپنی گھر کی دروازہ پر پہنچ گئی پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
فاطمة فقال لها من اين جئت قالت خرجت من منزلة فلانة التي فالت فقال عليه السلام هل ذهبت

تپنی فرمایا تو کہاں سی آئی عرف کیا تھا فی عورت جو گھر کی ہی تو گئی گھر سی آئی ہوں پھر نبی علیہ السلام فی پوچھا کیا وہی قبر ہی گئی تھی
قبرها قالت معاذ الله افعل بعد اسمعت منك اسمعت فقال عليه السلام لو زرت قبرها لم ترحي الحمد للجنات

عرض کیا خدا کی پناہ کیا آپ سے گھر جسناب ہی اساکرتی پھر نبی علیہ السلام فی فرمایا اگر تو اسکی قبر پر جاتی تو جنت کی بو نہ سونگتی

ویرسی الله علیه السلام لما قدم المدينة خرج إلى جنازة فرأى النساء يتبعن الجنازة فقال لمن اتبعن معن
 اور روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام مدینہ میں آئے تو ایک جنازہ کی ساتھی تھیں پھر عورتوں کو دیکھا کہ جنازہ کی پیروی کرتی ہیں آپ نے فرمایا کہ تم سب کی ساتھی
 یکل فقلن لا فقال علیه السلام اتصلین معن یصلی فقلن لا فقال علیه السلام انصرفن ما زورنات
 جنازہ اور ہٹاؤ گی عرض کیا کہ میں پیروی علیہ السلام کی فرمایا کیا تم سب کی ساتھی بنو گی عورتوں کی ساتھی بن کر اپنی قراباں گنہگار ہو کر لی ثواب جاؤ
 غیر ما جورتن قل ذلك علی ان المرأة لا یباح لها الخروج إلى المقبرة ولا تشیع الجنازة بل یلزمها ان یکون من همتها
 اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو گرسٹان میں جانا جائز نہیں ہے اور نہ جنازہ کی ہجرت جائز ہے بلکہ عورت کو لازم ہے کہ تمام ہمت
 اصلاح شأنها و تدبیر منزلها ولا تدخل فی بیت زوجها من یکره دخوله فیہ من الرجال والنساء و تقدم حقہ علی
 اپنا حال درست اور گھر کا کار بار کیا کری اور خاوند کی گھر میں کسی مرد یا عورت کو جسکا آنا خاوند پسند نہ کرنا ہو نہ آئی دی اور اپنی اور تمام سکی سود ہو سکی
 حق نفسها و سائر اقاربها ولا ترفع صوتها فوق صوتہ ولا تجهر له بالقول ولا تكون منفعتها عن کسبه اذا
 حق پر خاوند کا حق مقدم رکھی اور اپنی آواز خاوند کی آواز پر بلند نہ کری اور خاوند کی پیروی چھچھ کر نہ لگی اور اپنا خرچ خاوند کی حرام کائی میں سے نہ کری
 کان حراما اذ قل كانت النساء فی السلف اذا خرج الرجل من منزله تقبل له امراته و یبنته ایامه و کسب الحرام فانما
 کیونکہ سلف کی عورتیں ایسی تھیں کہ جب مرد گھر میں سے باہر جاتا تو اسکی جمعہ بیٹی کہہ دیتیاں حرام کائی سے باز رہتیاں ہوتی تھیں جو کسب الحرام ہی اچھے پر
 نصبر علی الجوع ولا نصبر علی النار تكون قاعة من زوجهما یزرقه الله تعالى ولا تکلفه ما لا یطيقه ولا تدخل
 صبر نہیں ہو سکتا اور جو خدا تعالیٰ کا خاوند کو رزق دے گی اور جو خاوند کو طاقت سے زیادہ تکلیف دے گی اپنی خرچ کا خرچ نہ دے گی
 عما فی امر النفقة بل تكون صابرة متوکلة كما حکى ان رجلا من السلف هم بالسفر فکثر جیئہ سفره فقالوا لزوجہ
 بلکہ میری توکل پر ہی چانچے حکایت ہے کہ ایک شخص سلف میں سفر کا ارادہ کیا اس میں کو اس سفر پسند نہ آیا سمجھیں تو اسکی بی بی نے کہا
 لم تر ضیبن بسفره ولم یبدع لک نفقة فقالت زوجہ اگا لا و ما عرفتہ من اقاوی رزاق بین ہذا کمال و یبقی
 تو اسکی سفر پر کیوں راضی ہو گئی اور کچھ تیری لمی خرچ نہیں دے گی جاتا اسکی جواب دیا میں ہو کبھی فی والا جاننی سون رزاق نہیں جانتی اور میری لمی رزاق اور ہی حوالہ کا جائز ہے
 الرزاق ولا تشقاخری بالہا بل تكون کما روی عن الاصمعیانیہ قال دخلت البادية فرأیت امرأة من احسن الناس وجهها
 اور رزاق باقی ہی اور اپنی چال پر تازہ کیا کری بلکہ ایسی ہی جیسی صحیحی روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں جنگل میں گیا تو میں ایک عورت نہایت خوبصورت پاس
 تحت رجل قییم الوجه فی الغایة فقلت یا عجبا مثلک تحت مثلہ فقالت یا هذا قد اخطات فی قولک لعلہ احسن
 ایک مرد نہایت بد صورت کی دیکھی میں نے کہا کیا عجب ہی تجھسی پر ایسی عجیب کی وہ بولی امی شخص تو نے بیجا کہا شاید کہ اسنی اپنی خالق کی
 فیما بینہ و بین خالقه فجعلنی ثوابہ و لعلی اسأت فیما بینی و بین خالقی فجعلہ عقوبتی افلا مرضی الله لی و مما
 کوئی عبادت کی ہی سوچو کہ کسی ایسی عبادت کا ثواب نہ لایا ہی اور شاید مجھسی اپنی خالق کی کوئی خطا ہو گئی ہی سو اسکو میری لمی عذاب مقرر کیا ہی پھر اسے ہی
 یجب من حقہ علیہا دیانہ ان تفعل کل خدعة فی داخل الدار من الطبخ و الخبز و غسل الثیاب و غیرہا حتی لو لم تفعل
 کیون نہ پسند کروں اور جو حق خاوند کا لی ہی پر از روی دیا نہ کی واجب ہی ہے کہ گھر میں تمام کاروبار جیسی سالن روٹی پکانا کپڑے دھوئی وغیرہ کیا کری یہاں تک کہ اگر کچھ
 شیانہا تكون اثمة وان لم تجبر علیہا وتری تقصیرہا فی خدمتہ ولا تسأل طلاق ضرتها لان لها ما قدر لها ولا
 ہی نہ کری گی تو گنہگار نہ ہو گی اگرچہ اس میں کچھ اوپر تر نہیں ہی اور خاوند کی خدمت میں اپنی آپکو مقصر سمجھتی ہی اور اپنی مسکن کی طلاق خواہش نہ کری کیونکہ جو اسکی قسمت
 تمنعہ عن نکاح ثلث مساوہا لانه تعالی جعل له ذلك حلا لا بشرط العدل حیث قال فانکحوا ما طاب لکم من النساء
 سوطیک اور خاوند کو اور تین محل سے منع نہ کری کیونکہ تعالیٰ اسکو یہ اختیار دیا ہی بشرط عدالت حلال ہی چنانچہ فرمایا ہی تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتیں
 متفی و ثلث و ربم فان خفتم الا تعدوا فواحدة و تصبر علی غیره افضل ثم راجیة من الله تعالی الثواب کما ضربت
 دو دو تین تین چار چار پیر اگر دو کہ برابر نہ ہو گی تو ایک ہی اور سو کروں کی شک پر صبر کر کہ اسے تعالیٰ ہی اسید دار ثواب کی ہی جیسی نبی علیہ السلام کی

واما الزينة الباطنة فهي القرط والقلادة والدخيل والخمائل واختلف في السور قروى عن عائشة رضي الله عنها من
 اورد في زينة باطنى باني اور اور اور بازنند اور بازيب اور كنكن من اختلاف في سوعات رضي رويته هي كنكن
 الزينة الباطنة وهو الاشبه لجوازها الكف وهذه الزينة الباطنة يحرم ان ينظر اليها الاجانب لا المحارم
 باطنى زينة بين هي اور يهي راي حق معلوم هو في السور التي كنكن في دور يوتا هي اور اس زينة باطنى هي اجنبى مرد يي نظر كرنا حرام يي محرم كوحرام نين
 لا نه تعالى قد سوا في ذلك بين الزوج ومن ذكر معه فاقضي في ذلك ابا حنة النظر الى مواضع الزينة هو كذا المذكورين
 اور سفي كذا مقله في من باب من خاوند كو اور جو او سفي سابت آيت من مكر من سبكو ورا بر كر ديا هي يعني ان لوكون كو موضع زينة يي نظر كرني مباح يي
 كما هو للزوج والمراد من نسائهم المؤمنات قال ابن عباس رضي الله عنهما ان يتجسس بين نساء اهل الذمة ولا يندى
 جيسي خاوند كو جائز يي اور مراد نسا هي مؤمنات يي ابن عباس رضي الله عنهما يي مسلم كو جائز نين يي كرا بل ذمه كي عورتون بين كبري اوتادي اور كافر عورت كي
 للكافة الا ما ندرى للاجانب لان تكون امتهن ان نظروا زينة الباطنة للاجانب فانها ان اظهروا هلم لا يكون لها
 ساني و ساني ظاهر كر يي اجنبى مرد كي لها جائز يي ان لوكون يي هو تو او كو جائز يي كما ان باطنى زينة اجنبى مرد يي ظاهر كر ديا لوكون يي اجنبى مرد كو كها وكي تو حرام
 حرمة كها يي عن ابى بكر اعش انه خرج الى بعض الرستاق وكانت النساء على شط النهر كسفا الرعوى والذرا
 نين يي چنانچه ابو بكر اعش سفي رويته هي كده كسي نين يي كيا و ان عورتين نين يي كنه بر سر ننگي اور باطن كبري سفي نين
 وهو جعل يخالطن ولا يتخاف من النظر اليهن ففعل له كيف فعلت هذا فقال لا حرمة لهن انما الشك في ايمانهم
 اور يهي او سفي سابت بل رابها اور انكي ديكسي سفي يي نين نين كرا تا كسي اوس يي كها تو يي يهي كيا جواب ديا انكي حرمت نين يي محكم انكي ايمان من شك يي
 كلهن حرمت قروى عن عمر انه هم في المدينة على نائحة وضرب بالدر حتى سقط خامرها ففعل له يا ابا حنة
 يي تمام حر في عورتين بين اور رضي سفي مقله يي كده كسي نين يي كها و ان عورتين نين يي كنه بر سر ننگي اور باطن كبري سفي نين
 قس سقط خامرها فقال لا حرمة لها في الشريعة فقوله لا حرمة لها في الشريعة قيل معناه انها لما اشتغلت بما لا يحل
 اسفي و سفي اور نين يي جواب ديا اسفي شريعت بين كج حرمت بين يي اس عبادت سفي كهي يي راد يهي كيب هي عورت كي بسا كام كيا جو
 في الشريعة استقضت نفسها والتحقت بالاعاء فلا يلزم لا حرمة عن النظر اليها المجلس التاسع والتسعون والمائة
 شريعت بين حلال نين يي تو اسفي اي حرمت آي كجودي لوكون بين يي سفي ديكسي سفي احترام ضروري نين يي سنا نين مجلس اسعد يي بيان بين
 في بيان قوله عليه السلام استوصوا بالنساء قال رسول الله صلى الله عليه وسلم استوصوا بالنساء خيرا
 اجنبى وصيت كرو عورتون كي حق بين آخر ك رسول الله صلى الله عليه وسلم في فرمايا عورتون كي باب بين اجنبى وصيت كرو
 فان المرأة خلقت من ضلع فان اعوج شيء في الصلع اعلاه فان ذهبت تقيمة كسرت وان تركته لم يزل اعوج
 كيونكه عورت پسلي سفي يهي اهو يي بيشك سفي يي شير يي كجده اور يي كهي اگر تو او كو سبي كرا يي تو تو وكيكا اور اگر او سبي حال يي كها تو يهي رهي كهي
 هذا الحديث منه رواه ابو هريرة وصعق الاستيضاء قبول الوصية فكانه عليه السلام قال اني اوصيكم بالنساء
 يي حديث بقية سفي كاي ابو هريرة كي رويته سفي اور سفي استيضاء كي وصيت قبول كرني سو كيا نبي عليه السلام في سبه فرمايا بين عورتون كي باب بين
 خيرا واوصيتي فيهن وفعلاه لمن خيرا ولا تغضبوا عليهن اذا فعلت فعلا غير مرضي عنكم فانه لم تكن فيه
 اجنبى وصيت كرا يي اولي حق بين ميري وصيت بورا اور او نكي سابت بهلا يي كرو اور اگر كها يي شير يي كوي كام كر يي نين نوا و نير غصه مت كرو جبك او كام بين
 اني في انهن خلقت من شيء اعوج وهو الضلع ما ثبت في الاخبار ان النساء وضي الحوا خلقت من ضلع آدم النبي
 كها في الله تعالى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها فيكون في هذا الحديث اشارة الى المرأة خلقت خلقا
 چنانچه سنا نين فرما يي بنا انكو كيك جالس سفي اور اوس يي بنايا او سكا جورا سوا سفي نين يي سنا نين يي كهي عورت كي بسا يي يهي

فيه اعوجاج لا يستطیع احد ان یقیمها او یغیرها عما خلقت علیہ فاما منکر اعوجاجها لانها من ابتداء خلقها
 که جمیع کجی ہی کسی سے طاقت نہیں ہے کہ او کو سید ہی کر دی یا او کی عادت بدل دی حوا کی کجی برکات نہیں ہی
 واصل فطرتهما ركب فیہا الاعوجاج فلا یمكن الاستقامہ بہا الا بعد ان تها والصبر علی اعوجاجہا اذ لو شریعت ان تقیمہا
 اور اصل فطرت ہی عورت کی ذات میں کجی داخل ہی سو عورت سے شفقت حاصل کرنی بدول مدارات کی اور او کی کجی پر صبر کرنی نہیں ہو سکتی اسلئے کہ تو او کو درست
 وتجعلها مستقيمة فی افعالها واقوالها لا یمكنك الانتقال بہا بل یؤدی الی کسرہا وهو طلاقا فلما علم من ہذا
 درست کیا چاہی اور تمام افعال اور اقوال میں سید ہی بنادی تو ممکن نہیں کہ تو اس سے نفع لی سکی بلکہ آخر کو ٹوٹ جاوے گی یعنی طلاق ہوگی بہر جیس جس سے عورتوں کو
 الحديث حال النساء فی ابتداء خلقہن ازم للرجل حسن المعاملة معہن وسرعاية حقرقهن والافتاق علیہن بالمعروف
 کی ابتداء پر پیش کا حال معلوم ہوا تو مرد کو لازم ہی کہ انکی ساتھ معاملہ نیک اور حقوق کی رعایت کیا کری اور انکا خیر ہی طرح اور ہمدردی
 اذ قال الفقہاء یجب علی الرجل نفقة نزوجته سواء دخل بها او لم یدخل بها وسواء مسلمة او ذمیة او فقیرة او غنیة
 اسو علی کہ فقہاء کہتے ہیں کہ خاوند پر بی بی کا خرچ واجب ہی حواہ و علی کی ہویا نہ کی ہو اور برابر ہی کہ وہ مسلمہ ہو یا ذمیہ ہر ایک حال میں تو نکر
 لان غنائہا لا یبطل حقہا فی النفقة سواء كانت کبیرة او صغیرة قابلة للوطی وان کم تکن قابلة للوطی لایجب علیہ
 اسلئے کہ تو اگر کسی سے اسکا حق نفقہ کا باطل نہیں ہوتا حواہ بالغہ ہوا یا بالغہ قابل و علی کی ہو اور اگر قابل و علی کی نہ ہو تو خرچ واجب نہیں
 نفقةہا والنفقة الواجبة الطعام والكسوة والسكنی علی ہاروی عن ہشام انہ قال سالت محمد بن اعین النفقة فقال ہی الطعام
 ہی اور نفقہ واجب کہنا ہی اور کپڑا اور رہی کا گھر موافق روایت ہشام کی کہ وہ کہتا ہی میں فی محمدی مقدار نفقہ کی پوچھی جواب دیا کہنا
 والكسوة والسكنی أما الطعام فالدقیق والماء والحطب والماء والذہن فان قالت المرأة لا یطبخ ولا اخبز قال قاضیخان فی
 اور کپڑا اور رہنسا کہ کہنا میں تو اتم اور ہانی اور ہند میں اورنگ اور دھن پیر اگر بی بی کہی کہ میں سالن روٹی میں نکاتی تو قاضیخان اپنی
 فتاواہ لا تجبر علی الطبخ والخبز بل علی الرجل ان یتیمہا بطعام مہیا او یتیمہا بعلی الطبخ والخبز ہذا فی القضاء و
 حق وی ہر کہتی میں سالن روٹی نکاتی پر زبردستی میں ہی طہرانہ کا زمہ ہی کہ لپکا کپایا گیا کہہنا حاضر بخاں ایسا آدمی ہی کہ وہ کسی کو سالن روٹی بن ردیا کری
 اذانی ندیدہ فیجب علیہا ان تغفل بل خذت فی دخل الدار من الطبخ والخبز وغسل الذیاد وغیرہا حتی لو لم تغفل شیئا
 اور بری روایت سو عورت کو واجب ہی کہ کہی اندر کی تمام کسبار سالن روٹی لپکانا پڑی دہونی وغیرہ سب کیا کری اگر کچھ ہی نہ کیا کری
 منها تلون اثنتان وان لم تجبر علیہا وان کان لہا خادم یجب علی زوجہا نفقة خادمہا ان کان الخادم یطبخ ویخبر لان نفقة
 تو لڑکا ہوگی اگرچہ اس پر کچھ زور نہیں ہی اور اگر بی بی کی پاس کوئی خادم کو تو خاوند پر اس خادم کا خرچ ہی واجب کہ اگر وہ خادم سالن روٹی لپکاتا ہو انکی کہ
 فی مقابلة خدمتہ واذ لم یطبخ ولم یخبر لایجب علیہ نفقة لہ بمنزلة المرأة فان نفقةہا لیسہ فی مقابلة الخدم بل فی
 اسامین ہر دم حرم کی ہی اور اگر سالن روٹی نہ دیکھا ویک تو او ستر خرچ میں ہر دم حرم کی ہی کہ کہہ لے یا یا خرچ بکر خدمت کی ملہ نہیں ہی
 حقاً بل لا احتساب فقد حبست نفسہا الحق زوجہا ان كانت نفقةہا علی زوجہا ویبغی ان یوسم علیہا فی النفقة اذا وسم اللہ
 کہ رہتی ہی بدلہ ہی سو وہ اپنے تین خاوند کو دی جلی اب اسکا خرچ خاوند کی ذمہ ہی اور لایق ہی کہ جب اللہ تعالیٰ خاوند کو وصت دی تو عورت کا خرچ
 تعالیٰ علیہ ویعتدل فیہا بلا تفتیر ولا سرف اذ قال اللہ تعالیٰ کما وادشرہا ولا تسرفوا علیہ ان یطعمہا من
 نہیں ہادی اور ہر کی زیادتی کی غتہ ال پر کجی ہی کہ اللہ تعالیٰ غرانا ہی کہہ دے اور سیر اور ست اور او اور خور دے خاوند پر ہر ہی کہ کہو
 الحلال ولا یدخل مداخل السوء لاجل نفقةہا فان ذلك ضیانة علیہا لارعاية لحقہا ویبغی لہ ان یطعمہا بالانہ رقی
 حلال کہنا کہلاوی اور او کی خرچ کی ہی ہر طریقہ یعنی چوری بیکاری سے اختیار کری کیونکہ یہ اسکا حق نفی ہی ہو کی حق کی رعایت نہیں ہے اور نہ وہ اسکی اجازت ہی
 ببقایا الطعام وما یفسد لو ترک واما الکسوة فقد رها محمد بن عیین وخواتین وحفنة فی کل سنة وطراد بالذہن
 کہ بچتا کہنا اور سب چیز جو کہی کہی بگر جاوی خیرات کر دیا کری اور کپڑا کا اندازہ امام محمد کی یہ کیا ہی کہ دو کڑی اور دو روٹنی اور ایک خور و ہر سال اور مرد لپکنا

درم خاوند کی

والخارج صیغاً وشئتوا والصیغی ما یکون رقیقاً یصل فی زمان الحرف الشئ ما یکون تخمیناً یصل لدفع البدن وینم یدلک
 اور دو اور بی سی گری جار ہی کی ہیں گری کا بار یک ہو جو گرمیوں میں کام آوی اور جاری کا وہ جو گناہ ہو جسین سدی دور ہو اور جوی
 الخف والکعبان فذلک انما یحتاج الیه للخروج ولبس علی الزوج تفتیحة اسباب الخروج ولم ینکر السراویل ولا بد منه فی الشاء
 اور جوی کا ذکر نہیں کیا اسلی کہ گناہ جت باہر جانکی ہی ہوتی ہی اور خاوند کی ذمہ نہیں ہی کہ باہر پھر ٹیکا سامان تیار کیا کری اور از انکس ہی ذکر نہیں کیا اور از جار ہی میں
 حتی قال فاضحان فی فتاواہ ہذا فی عرفہم واما فی دیارنا فیجب السراویل وثیاب اخر کالجبة والفراس الذی تبنام علیہ
 ضرور چاہی بیان تک کہ قاضی خان فی اپنی فتاوی میں کہا ہی یہہہ اونکا چلن ہی اور ہا ہا ملک سوازا ہی واجب ہی اور از کپڑی جیسی جہا و زچہ و جسیہ ہوی
 والمخا و ما یدفع الحر الدرد و یجب لہا ما یتقصر من الزاد و کسلہ و خف لا یحتاج الی الخروج للمصالح الخارجة من الرسالة
 اور خلاف اور از جس ہی گری جار دفع ہو اور خادم کی و اسلی قمیص اور از اور جوی واجب ہی کیونکہ خادم کو باہر کی کار باری و اسلی باہر جانی کی حاجت ہی
 الی الابون ونحو ذلک ولا یجب لہا الخ لآن شعورہا لیس بعبوة واما السکنی فحقہا فی الدار بیت علی حدة تاص علی متاعہا
 جیسی ہی بل یکس پاس ہی اور از اندکی اور از ہی اور ہی واجب نہیں ہی کیونکہ اونکی سر کی بل عورت نہیں ہیں اور ہی کا گر سوا و سکا حق اساطہ کی اندک لک شای ہی ہی
 ولا تستغنی عن غیرہا فی معاشرۃ زوجها فان کان للزوج احماء من ولدہ و غیرہا فقالت اجعلنی فی بیت
 کا گر ہی اور خاوند کی ساتہ رہی میں غیر سی حیائہ آوی پھر اگر خاوند کی اخیانی بہائی ہوں یا میں ہو یا اور ہی بی ہی مجھ کو اور گر مجھ کو ہی
 کان لها ذلک لانہا تاص علی متاعہا وتستغنی عن المعاشرة مع زوجها ان کان البیت فی الدار واحدا وان کان متعدد
 تو ہی بی کا حق ہی اسلی کہ چیز بہت کا در رہتا ہی اور خاوند کی ساتہ رہی میں حیائی ہی اگر وہ کو ہا حاطہ میں ایک ہی ہو وی اور اگر کئی کو ہی ہوں
 فاعطایا بیتا یغتنق ویفقر لم یکن لہا ان تطلب بیتا اخر ان لم یکن فی الدار من احماء الزوج من یؤذیہا الا ان یکون
 اور کو ایسا کو ہا حالہ کیا جسین کہوئی بند کر ٹیکا بل شرت اختیار ہو تو اب اسکا حق نہیں کہ اور گر مانگی اگر کوں حاطہ میں خاوند کی بہائی بند ستانیولی ہوں مگر اس صورت میں
 الزوج یضربها ویؤذیہا فاشکت الی القاضی ومثلت ان یسکتمہا بین قوم صالحین یعرفون احسانہ واساعۃه والقاضی
 کہ خاوند کو کو مارتا اور ستاتا ہو اور وہ قاضی کی ان فریاد کر کر یہ کہی کہ مجھ کو ایسی صالح قوم میں مکان دی کہ اسکی بہلا ہی برائی دیکھتی رہیں پھر قاضی کو
 ان سئل ان الامر کما قالت یزجر عن ذلک ویمنعہ عن التعدی وان قالوا ان الامر کما قالت یزجر عن ذلک ویمنعہ عن التعدی وان قالوا
 اگر یقین ہو کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو دھمکاوی اور تعدی ہی منع کردی اور اگر یقین ہو کہ عورت سچی ہی تو اسکی گہری ہس یوں کو دیکھی اگر وہ
 قوما صالحین یسئلہم هذا الامر کما قالت فان قالوا ان الامر کما قالت یزجر عن ذلک ویمنعہ عن التعدی وان قالوا
 قوم صالحی ہوں تو اسنی یہہہ حال جو عورت بیان کرتی ہی دریافت کری پھر اگر وہ گواہی دیں کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو دھمکاوی اور تعدی ہی منع کردی اگر وہ
 لیس الامر کما قالت یزجر عن ذلک ویمنعہ عن التعدی وان قالوا ان الامر کما قالت یزجر عن ذلک ویمنعہ عن التعدی وان قالوا
 ہس کہیں کہ عورت سچی نہیں ہی تو اسنی گہر میں رہی دی اور اگر وہ ہسایہ صلہ نہیں ہیں یا خاوند کی طرف دار ہوں تو اسکو حکم دی کہ اس عورت کو صلی وین
 صالحین یخبرونہ باحسانہ واساعۃه اذا یخرج للرجل یتعدی فی حق النساء کما روی انہ علیہ السلام قال اللہ
 مکان بنلوی کہ وہ سہلی ہی کی بڑی کارین اسلی کہ مرد کو جائز ہی کہ عورتوں کی حق میں تعدی کری اسلی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا عورتوں کی بابت میں
 اللہ فی النساء فانہن عون عندکم اخذتموهن بعہد اللہ واستحلتم فرجہن بکلمۃ اللہ فانہ علیہ السلام حد
 اسدی ڈرو اسدی سدی و بیشک عورتیں تمہاری مددگار میں تھنی اونکو اسدی عہدی لیا ہی اور اسدی کلمہ سی اوکی فروج کین میں بیشک نبی علیہ السلام فی اسحد میں
 اہتہ فی ہذا الحدیث عن سوا العشرۃ مع نسائہم لان قوله علیہ السلام اللہ فی النساء بمنزلۃ ان یقال اتقوا اللہ فی
 انہی امت کو عورتوں کی ساتہ برعالتی ہی فرمایا ہی اسلی کہ قول علیہ السلام اللہ فی النساء بمنزلۃ اس قول ہی عورتوں کی بابت میں اسدی ڈرو
 امر النساء فلا تؤذوهن بالباطل لکن یمن فی ایدیہم کالاساری بل عاشقون ہن باشر فکما قال اللہ تعالی عاشقون ہن
 سوا کو مارتا ہی نہ ستاؤ کیونکہ دی تمہاری قابو میں قید ہوں کی مثال میں بلکہ اونکی ساتہ نہ ہی سی گذر لں کرو چنانچہ مدد تعالی فرماتا ہی اور گذر لں کرو عورتوں

بالمعروف فانكم اخذتموهن بعهد الله الذي عهد اليكم من الرقوب بآمن والشفقة عليهن واستحللتم فروجهن
معقول كغيره من عهود الله التي هي حكمة الله تعالى في امره ما يتبين من كماله
بأمر الله تعالى وحكمه فان نقضتم عهده الذي عهد اليكم في حقهن وختم في امانته ينتقم منكم الله
حكم سي حاله كما هي بهر اگر حق الله کا عہد توڑا جو تمہاری ساتھ ہو اؤ کی حق میں کیا ہی اور اؤ کی امانت میں خیانت کی تو اللہ سے اؤ کا بدلہ لے گا
وذلك لان الله تعالى فمن تزوجهن بأمر الله تعالى وحكمه تكن عنده امانة ووديعة من الله تعالى
اور یہ اس لیے کہ عورتیں اللہ کی اور ان میں ہیں یہ جس سے اؤ کو اللہ تعالیٰ حکم سے اپنا جوڑا بنایا تو وہ اؤ کا پاس اللہ تعالیٰ کی امانت اور سپردگی میں ہیں
فاذا اذلهن بالباطل ولم يعاشرهن بالمعروف بصيركانه نقض عهده تعالى وخان في امانته فينتقم منه الله
یہ جس سے اؤ کو ناحق ستایا اور نحو ہی سے گذران کی تو گویا اؤ سے اللہ کا عہد توڑ دیا اور اؤ کی امانت میں خیانت کی سو اللہ اس سے اؤ کا بدلہ لے گا
فعل هذا يلزم للرجل حسن الخلق معهم واحتمال الاذى منهم وعدم الالتفات الى بعض معايبهم فلو لم يكن اشياء
اس بیان کی موافق ہو کر لازم ہے کہ اؤ کی ساتھ نیک چلن برقی اور اؤ کی ایذا کی برداشت کری اور بعضی عیبوں پر رحم کی راہ ہی جب تک گناہوں اور بکری
ترحموا عليهن لقصود فقولهن فقد كان بعض العلماء يقول الاحتمال على اذى واحد من الرأة فهو في الحقيقة حتما
کیونکہ ہم عقل ہوتے ہیں اور بعضی عمار کا قول ہے کہ عورت کی ایک ایذا برداشت کرنی حقیقت میں بہت سی ایذاؤں کی برداشت ہے
على اذية كثيرة اذ في ذلك الاحتمال الواحد نجاه الولد من الطمة والقدر من الكسر والشوب من الخرق بل ينبغي له ان
کیونکہ ایک برداشت کرنی میں فرزند کی نجات ملے گی کہانی
يزيد على احتمال الاذى الملاعبة معهم فيلاعبهم كالا نفعه فان ملاعبة الرجل مع نسائه ليست من اللغو
کہ ایک کی برداشت پر اؤ کی ساتھ ملاعبت زیادہ کری سو اؤ کی ساتھ وہ کھیل کرے جس میں گناہ ہو بیشک ملاعبت خاوند کا بی بی کی ساتھ ہو باطل میں داخل
الباطل الذي نهى عنه في الدين بل هي من اللغو الجائر الذي اخص فيه في الدين فانه عليه السلام كان يمزح مع
نہیں ہے جسکی دین میں نہانفت ہے بلکہ یہ ہو جائز ہے جسکی دین میں اجازت ہے بیشک نبی علیہ السلام ازدواج کی ساتھ خوش طبعی کیا کرتے تھے
نساءه ويؤزل الى بمرجة يقولون حتى روى انه عليه السلام كان يسابق مع عائشة في العدو وجاء في الخبر انهم
اور اؤ کی ہی موافق بخجائی تھی یہاں تک کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام حضرت عائشہ کی ساتھ شرط کر کے دوڑتی اور حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام
كان من افكاه الناس مع نسائه اي من اطههم وامرحهم معهن وروى انه عليه السلام قال خيركم خيركم لا هله
ازواج کی ساتھ زیادہ ملاعبت کرتے یعنی اؤ کی ساتھ بہت خوش خلقی اور بہت مزاح فرماتی اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا تم میں اچھا وہ ہے جو بی بی کی
وفي حديث اخر انه عليه السلام قال كل المؤمنين ايماننا احسنهم خلقا والطهين باهله لكن لا ينبغي لسان ينسب
اچھا ہوا اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا سب مومنوں میں کامل ایمان والا وہ ہے جو اپنی اہل کی ساتھ نیک خلق اور لطیف برقی لیکن ایسا ہی نہ ہو
معرف في حسن الخلق والملاعبة الى حد يفسد خلقهم ويسقط بالكلية هيبة عندهن بل يراعي الاعتدال
کہ اؤ کی ساتھ اس درجہ کا حسن خلق اور ملاعبت برقی کہ اؤ کی خلوت بگڑ جاوی اور اؤ سے ہر اس مرتبہ جاتی ہے بلکہ اس باب میں اعتدال کا لحاظ رکھی
ذلك فلا بد من الهيبة والانقباض مما راى منهن منكر او لا يفهم بام المساعدة البتة بل مما راى منهن ما يخالف الشرع
سو وہی اور زیادہ موقوف ہو کر اگر اؤ سے کچھ بری بات دیکھی تو وہ دوازدہ بار دعا کا باکل نہ کہو بلکہ اؤ سے کبھی امر خلاف شرع نہ کہی
يفترض ان الله تعالى جعله قواما عليهن حيث قال الرجال قوامون على النساء فيلزمه ان يقوم عليهن بالامر والنهي
تو فرض کری کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورتوں پر حاکم بنایا ہے چنانچہ فرمایا ہے مرد حاکم ہیں عورتوں پر سو وہ کو لازم ہے کہ اؤ پر حکومت کی ساتھ قائم رہے
ولا يتعاطل عن مبادئ الامر التي يخشى غوائلها بل ينبغي له ان يكون صاحب غيرة لكن لا يبالغ في التعنت والساعة
اور ایسی کام کی مبادی سے غفلت نہ کری جسکی بد انجامی کا خوف ہو بلکہ یوں چاہی کہ خیرت کی ساتھ رہے لیکن غایت درجہ کی عیب جرمی اور بے گامی

هذا في القسم الرابع من كتابه

الظن وتجنب من النواطن أو من كان له عليه السلام حتى أن تتبع عورات النساء وفي لفظ أن تشعنت النساء فان حيرة
اور باطن کی تلاش نہ کری اسلئے کہ نہایت ہی نبی علیہ السلام سے کہ عورتوں کی چھپی باتیں تلاش نہ کریں اور ایک روایت میں ہے کہ عورتوں کی عیب جوئی کرکے

الرجل على اهل من غير بيت يعضها الله تعالى كما جاء في الحديث انه عليه السلام قال غيرة يعضها الله تعالى
کیونکہ مرد کی غیرت بی بی پر بدون شعبہ کی اسے تعالیٰ کو ناپسند ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا ایک غیرت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے

وهي غيرة الرجل على اهل من غير بيت لان ذلك من سوء الظن الذي وقع الذم عليه فان بعض الظن انحرافا عما الغيرة
یعنی مرد کی غیرت بی بی پر بدون شعبہ کی کیونکہ یہ صرف بیگانی ہی جسکی ممانعت واقع ہوتی ہے بیشک بعضی گمان گناہ ہیں اور وہ غیرت

في محالها فلا بد منها وهي محمودة لما روي انه عليه السلام قال ان الله يغار وان المؤمن يغار وغيرة الله ان يأتي
جو شیک سرسودہ تو ضرور چاہی اور محمود ہی اسلئے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا بیشک اللہ غیرت کرتا ہے اور مؤمن غیرت کرتا ہے اور اللہ کو غیرت اس پر آتی ہے

المؤمن فاحرمه الله عليه وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اني لغيب وما امره لا يغار الا منكوس القلب الطوي
کہ مؤمن ہو کہ حرام کام میں لادی اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا میں بڑا غیرت والا ہوں اور کون شخص ہے کہ غیرت نہ کرے مگر اندھ ہی دل اور وہ طریق

المغنى عن الغيرة ان لا يدخل عليه من رجل ولا يخرج من الى الطرقات بعد من عدم الغيرة فيلزم للرجل ان يمنع من وجته
کہ غیرت سے قس بچا دی یہ ہے کہ کوئی مرد انکی پاس نہ آئے یا وہی اور عورتیں باہر رستہ پر نہ جائیں کہ کیونکہ عورتوں کا رستہ پر جانا یہ ہے بغیرت ہی ہو کہ لازم ہے کہ

عن الخروج من البيت ولا ياذن لها بالخروج الا في مواضع مخصوصة وهي ما قال صاحب الخلاصة نقلا عن مجموع النوازل
بی کی کو کہ میں سے نہ نکلتی دی اور سوا کئی جگہ کی نکلتی کی اجازت نہ دی وہ جگہ ہیں جو خاصہ ولی فی مجموع النوازل میں سے نقل کی ہیں

يجوز للزوج ان ياذن لها بالخروج الى سبعة مواضع من اذلة الابوين وعبادتهما وتعزيتهما واحداهما وزيارة المحاسن
خاوند کو جائز ہے کہ بی بی کو سات جگہ حائی کی اجازت دی جاوے کہ باپ کی ملاقات کی بیارہی کو اور دوتی کی یا ایک کی تعزیت کو اور محرمین کی ملاقات کو

وبعد بيان هذه السبعة قال فان كانت قابلة او غفلة او كان لها حق على اخوها خيرا فحق تحريمها بالاذن وبغيره
اور یہ سات جگہ بیان کر کے پھر اگر وہ عورت دائمی ہو یا مردہ شو یا دسکا حق کسی پر یا کسی کا حق اسپر آتا ہو تو یا اجازت اور بلا اجازت چلی جائے کہی

وفيما عدا ذلك من زيارة الاجانب وعبادتهم والوليمة لا ياذن لها ولو اذن وخرجت كانا عاصيين والاذن قد
اور ایسی موقع کی سوا جنہوں کی ملاقات اور پیارہی کو اور ولیمہ میں اجازت نہ دی اور اگر خاوند فی اجازت دی اور وہ چلی گئی تو دونوں گنہگار ہونگی اور اجازت بعضی

يكون بالسكوت وهو القول لان النهي عن المنكر فرض وان ارادت ان تخرج الى مجلس العلم بغيب ضي الزوج ليس لها
وقت خاموشی سے ہی ہو جاتی ہے اور یہ خاموشی مانع بولنے کی ہوتی ہے اسلئے کہ ممانعت بری بات سے فرض ہے اور اگر عورت چاہی کہ علم کی مجلس میں بدون مرضی خاوند کی جاوے

ذلك الا ان يقع لها نازلة وامتنع الزوج من السؤال لها فحينئذ يسعها الخروج من غير اذن الزوج لان طلب العلم فيما
وہ نہ کو اختیار نہیں ہے ان اوس صورت میں کہ کوئی واقعہ پیش آوے اور خاوند پوچھ کر نہ بتاوی پس اب بی مرضی خاوند کی حائی کی گنجائش ہی اسکی کہ علم کی تلاش حاجت

يجتنب اليه فرض على كل مسلم وصلة فيقدم على حق الزوج وان سئل الزوج من العالم واخبر بذلك لا يسعها الخروج جان
کی وقت ہر مسلم مرد اور مسلمہ عورت پر فرض ہے سو فرض خاوند کی حق پر مقدم ہے اور اگر خاوند فی عالم سے پوچھ کر نہ بتا دیا تو پھر باہر جانی کی گنجائش نہیں ہے اور اگر

لم يقع لها نازلة لكن ارادت ان تخرج الى مجلس العلم لتعلم مسألة من مسائل الوضوء والصلوة ان كان الزوج يحفظ المسائل
اوس کو کوئی واقعہ نہیں پیش آیا پر دل چاہتا ہے کہ مجلس علم میں جاوے تاکہ مسائل وضو اور نماز کی سیکھے بی اب اگر خاوند کو مسائل یاد ہیں

ويتركها عند رها فله ان يمنعها وان كان لا يحفظ فلاولى ان ياذن لها احياها وان لم ياذن لاشي عليه ولا يسعها
اور اوس کو نہ بتا رہتا ہے تو اوس کو منع کر سکیا احتیاط ہے اور اگر خاوند کو مسائل نہیں آتی تو اولیٰ یہی کہی کہی اجازت دیا کرے اور اگر اجازت نہ دی تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے اور نہ وہ

الخروج طلب العلم لها نازلة وان خرجت من بيت زوجها بغير اذنه يلعبها كل ملك في السماء وكل شيء تنزع عليه الا الاشر والخن
جاسکتی ہے جسک کوئی واقعہ پیش نہ آوے اور اگر بی بی خاوند کی گھر میں سے بی اجازت چلی جاوے تو اس پر تمام فرشتہ آسمان کی اور تمام شی جو رستہ میں آتی ہیں لعنت کرتی

والحاصل ان خروجها من بيت من وجها بغير اذنه حرام عليها واذا خرجت باذنه يخرج معها من بيتها ما يشاء من ثيابها وادواتها
 خلاصة بهر هي که عورت کا خاندن کی کمرین سی یا اجازت باہر نکلتا تو پھر وہم ہی اور اگر اجازت نہ تھی تو پردہ پسی نہ نکلتا نہ نکلتی اور اجازت
 الموضوع الخالية دون المشي معهم ولا سواق ولا يخرج عطرة متزينة ولا تخرج مع رجل في الطريق لما روى ان عمر بن الخطاب
 رستم سی جادی شکر بعد از اذان میں کہ نہ جاوی اور خوشبو لگا کر ہن چن کر کجاوی اور رستم میں کسی مرد میں نہ بولی
 امرأه مع رجل مستدرثان في الطريق فضرها بالدف فقال الرجل هي امرأتى يا امير المؤمنين فقال له عمر انو كانت امرأتك
 عورت کو مرد سی رستم میں بات کرتی دیکھا تو دونوں کی کوئی ماری اوس مرد کی کہا یا امیر المؤمنین یہ عورت میری بی بی ہی عمرؓ فی جواب دیا اگر تیری بی بی ہی تو
 فلم لم تدخلها في بيتك حتى لا يتمك احد في الطريق ولا تخرج الى الحمام وان اذن لها زوجها لما روى عن عائشة انه عليه
 کہ میں کیوں نہ دیکھا ہی تاکہ رستم میں کوئی جگہ نہ پہنچت نہ لیتا اور عورت حمام میں کجاوی اگر پھر خاندن اجازت دیوی سہمی کہ عائشہؓ رستم میں روایت ہی کہ نبی علیہ
 السلام قال الحمام حرام على نساء امتي فان اقتضت الضرورة الى دخولها في الحمام لعذر او النفاس يشترط ان تدخل
 السلام فی فرمایا میری امت کی عورتوں پر حمام حرام ہی پیرا حمام میں چلیگی کوئی ضرورت آگئی کسی مرض یا نفاس کی عذر سی تو یہ شرط ہی کہ نکلی
 بغيره ولا يكون فيه احد من النساء مكشوف العورة ولا يخرج بزينة فاذا لم يوجد احد من هذه الشروط لا يحل لها
 نہ جاوی اور وہاں کوئی عورت نہ نکلی پیرا اگر ایکہ سی شرط فوت ہو دگی تو حمام میں جانا
 الخروج الى الحمام وكذا لا يحل لها الخروج الى المقابر لما ذكر في نصاب الاحساب من ذكره في كسبي قاضي سی پوچھا کہ عورت کو قبرستان میں جانا
 حال نہیں ہی اور ایسی ہی عورت کو قبرستان میں جانا حلال نہیں ہی اسی کہ نصاب الاحساب میں مذکور ہی کہ کسبی قاضی سی پوچھا کہ عورت کو قبرستان میں جانا
 المقابر فقال لا تسئل عن الجواز في مثل هذا وانما تسئل عن مقدار ما يحجبها من اللعن فانها لما نوت الخروج كانت في
 جائز ہی یا نہیں جو اس بدیہی ایسی مقام پر جواز کو کیا پوچھا ہی یہ پوچھ کہ کون سی لعنت برسی ہی کیونکہ وہ عورت جب سی جائیگا ارادہ کرتی ہی نواسہ تعالیٰ
 لعنة الله تعالى وملئكته واذا خرجت تحجبها الشياطين من كل جانب واذا انت القبر يلعبن اروس المبيت اذا رجعت
 اور اوس کی فرشتہ ہیں کی لعنت میں رہتی ہی اور جب نکلتی ہی تو ہر طرف سی شیاطین کہہ رہی ہیں اور جب پیر آتی ہی تو مردہ کی روح لعنت کرتی ہی اور جب پہنچی ہی
 يكون في لعنة الله تعالى وملئكته حتى تعود الى منزلها وفي الخبر ايها امرأة خرجت الى مقبرة يلعبن اروس ملئكة السموات
 تو اسد تعالیٰ اور اوس کی فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہی جبکہ اپنی کہہ پہنچی اور ایک روز حدیث میں ہی جو عورت کو قبرستان میں جاوی اوپر ساتوں آسمان
 السبع والارضين السبع وتمشي في لعنة الله تعالى وايها امرأة دعت الميث بخير ما تخرج من بيتها يعطيها الله تعالى
 اور ساتوں زمین کی فرشتہ لعنت کرتی ہیں اور اس کی لعنت میں جانی ہی اور جو عورت گھر میں بیٹھی ہوئی مردہ کی لاش دیکھ کر نکلتی ہی تو اس کو اسد تعالیٰ
 ثواب حجة وعمره وعن سلمان والي هريرة انه عليه السلام ذات يوم خرج من المسجد فوقف على باب داره فانت فاطمة
 حج اسد عمرہ کا ثواب دیتا ہی اور سلمان اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک روز مسجد میں سے نکل کر اپنی گھر کی دروازہ پر پہنچی وہیں فاطمہ اکلیں
 فقال لها من اين جئت قالت خرجت الى منزلة فلانة التي جئت فقال هل ذهبت قبرا قالت معاذ الله ان افعل
 آپ نے پوچھا تو کہاں سی آئی عرض کیا میں فلاں عورت کی گھر گئی ہی وہ جو مر گئی ہی پھر آئی پوچھا کیا اوس کی قبر گئی ہی عرض کیا خدا کی پناہ میں ایسا کرتی
 مشايخنا سمعت منك ما سمعت فقال لو نزلت قبرها لم ترسحن ائحة الجنة وروى انه عليه السلام لما قدم المدينة
 بعد اکی کہ آپ سی من جکی ہوں جو سنا پھر فرمایا اگر تو اوس کی قبر پر جاتی تو جنت کا بو نہ سونکہ سکتی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام جب مدینہ میں تشریف لائے
 خرج الى جنازة فرائى النساء يتبعن فقال لهن التحلين مع من يحل فقال لا فقال عليه السلام اتصلين مع من يصل
 تو ایک جنازہ کی ساتھ جلی دیکھا کہ عورتیں پیچھی چلی آتی ہیں آپ نے فرمایا کیا تم سب کی ساتھ جنازہ اوٹھاؤ گی عرض کیا نہیں پیرا تو فرمایا کہا سب کی ساتھ
 فقلن لا فقال انصرفن حاورت غيرا جورت فذل ذلك على ان المرأة لا يباح لها تشييع الجنازة ولا الخروج الى
 پھر مر گئی عرض کیا نہیں پھر آئی فرمایا کہا ہٹو کی گھنٹکا۔ وکر کی ثواب اس میں معطوم ہوا کہ عورت کو جنازہ کی ساتھ جانا مباح نہیں ہی اور نہ قبرستان میں جانا

والثالثة ترك الاجابة اذا المراد الزوج الجماع وهي طاهرة والاربعة ترك الصلوة وبمنزلة ترك الصلوة ترك الغسل
 بعد تيممها كما تسمى بوجوبها في جماع كرى اورده عورت ہا کہ ہی ہوا اور چرتی نماز نہ پڑھتی ہر اور جنابت اور حیض ہی غسل نہ کرنا ہی نہیں
 عن الجناية والحیض تشرانہ ان امرأتان یتزوجا خیر وعلم انہ یعدل بینہما یجوز لہ ذلک لکن ان لم یفعل فہو جوی
 مقام ترک صلوة کی ہی بہرہ اگر خلعت دوسرا نکاح کیا جائے اور یقین کرتا ہی کہ وہ دونوں عدالت کریگا تو جائز ہی لیکن اگر نکاح نہ کریگا تو ثوب ہوگا
 لتركه ادخال الغم علیہا لاسیما عند کونہا امراة صالحة فان صلاحہا نفعہ عظیمہ لا یکافئها شکروا ان خاف ان لا یعود
 کیونکہ بی بی کو غم ہی بجا یا خاص اس صورت میں کہ بی بی صالحہ ہو کیونکہ اسکا تقری بڑی نعمت ہی اسکا شکرا دہنیں ہو سکتا اور اگر یہ خوف ہو کہ عدالت
 بینہما لا یجوز ان یفعل ذلک لان الله تعالى فان جعل له ذلک فلا یقولہ فانکما اطاب لکم من النساء مثنی ثلث
 نہ کر سکو لگا تو جائز نہیں کہ دوسرا نکاح کرے اسلی کہ اللہ تعالیٰ نے اگر چہ اسکو حلال تو کیا ہی اس آیت میں سو نکاح کرو جو تمکو خوش آویں عورتیں دو دو اور تین تین
 وشرایع الا انہ تعالیٰ عقیب ذلک قال فان خفتما لاتعدوا فواحدا فان من کانت لہ امرأتان او اکثر یشجب علیہ
 اور چار چار پر اسہ نقلی فی اوکی بعد فرمایا ہی بہرہ اگر تمکو ڈر ہو کہ عدالت نہ کرو تو بس ایک ہی بیشک جسکی پاس دو عورتیں ہوں یا زیادہ تو اسپر واجب ہی
 ان یقسم ویعدل بینہن سواء کان صحیحا او مرضیا فیکون عند کل واحدة منہن یوما وليلة او ثلثة ايام وليلة
 کہ دونوں برابر قسم اور عدالت کرے برابر ہی کہ سہلی چکی ہو یا بیمار بہرہ میں سے ہر ایک کی پاس ایک دن رات یا تین دن تیس رات رہے گی
 ولا یقیم عند احدیہن اکثر من ذلک الا باذنہن والتیب والبکرو والمراہقة والبالغة والعاقلة والمجنونة والمسلما
 اور کسیک پاس اس سے زیادہ نہ بڑھ کرے ان اوکی اجازت ہی مضائقہ نہیں اور انڈ اور کور کی اور قریبہ بلوغ اور بالغہ اور بہرہ اور باولی اور مسلمہ
 والکتابیة والصحیحة والمریضة سواء کانت الجدیة بکرا وثیبا فانہ ان قام عند الجدیة ثلثة ايام او سبعة
 اور کتابیہ اور تندرست اور بیمار سب برابر ہیں اگر چہ نئی یا پرہ ہو یا باندہ بیشک اگر خاوند نئی کی پاس تین دن یا سات دن رہے
 ايام یقیم عند الصیحة مثل ذلک ولا یمیل فی بعضہن ما روی انہ علیہ السلام قال من کانت لہ امرأتان فمال
 تو قریبی کی پاس ہی دیتا ہی ہی اور بعضی کی طرف زیادہ میلان نہ کرے اسلی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہی جسکی پاس دو عورتیں ہوں یہر ایک کی طرف
 احدیہما جاء یوم القیمة واحد شقیہ ساقطہ یعنی ان احد جندیہ یلکون حجر وحاسا قاطبا حیث ہر اہل العرصہ
 رغبت کرے تو فیماست کی دن ایسی حالت میں آوے گا کہ اوکو ایک جانب گری ہوئی ہوگی یعنی اوکی گردن ایسی خمی گری ہوئی ہوگی کہ اہل عرصہ دیکھیں گی
 لیكون لہ ہذا زیادة فی التعذیب فان الاقتصار لشد العذاب لکن ینبغی ان یعلم ان القسم والعدل انما یشجب
 تاکہ یہ رسوائی اور زیادہ عذاب ہووی کیونکہ رسوائی میں سخت تر عذاب ہوتا ہی لیکن یاد رکھنی کی بات ہی کہ قسم اور عدالت یہہی خراج دینی میں رہے
 فی العطاء والمبیت دون الحب والوقاع لان الحب لا یدخل تحت الاختیار والوقاع یستنی علی النشاط فلا یقدر علی التستوی
 اور رسوائی میں واجب ہی محبت میں اور جماع میں واجب نہیں اسلی کہ محبت اختیاری نہیں ہوتی اور جماع نشاط دلی پر موقوف ہی انہیں برابر ہی کی قدرت نہیں
 فیہما لایر وی انہ علیہ السلام کان یقسم بین نسائہ ویعدل ثم یقول اللهم هذا قسمی فیما املك فلا تلمنی فیما امتلك
 ہی اسوا چلی کہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج میں قسم اور عدالت کیا کرتی ہر کہتی بالآئی مجھسی یہ ہو سکتا ہی جسکے مجھے اختیار ہی موجود ہوگا موت کرنا
 ولا املك قیل لمراد بہ الحب لان عائشہ کانت احب نسائہ الیہ وکانت سائر نسائہ یعرفن ذلک الا انہ علیہ السلام
 جسہن مختار ہی اور میں مختار نہیں کہتی ہن کہ اس سے محبت مرادی اسلی کہ عائشہ انکو سب ازواج سے زیادہ ترجیح دیتیں اور تمام ازواج کہ یہہ حال معلوم تھا لیکن نبی علیہ السلام
 کان یقسم ویعدل فی العطاء والمبیت حق فی مرض الذی توفي فیہ انہ روی انہ علیہ السلام کان یطاف بہ
 دینی میں اور سنت کی رہے اس قسم و عدالت کیا کرتی ہتی یہاں کہ مرض الموت میں ہی اسلی کہ وہ آیت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مرض کی آمد بہرہ روز او پٹائی بہرہ کر لی
 محمول فی مرضہ کل یوم وليلة فیبیت عند کل واحدة منہن وکان یقول ان انا غدا ین انا غدا ففعلت ازواجہ انہ یرید
 تہی بہرہ سب کو ہر ایک کی ان سا کرتی اور بوجہا کرتی کل کہان کی باری ہی کل کہان کی باری ہی اس سے ہی ازواج سمجھ گھٹن کہ عائشہ کی باری

يوم عائشة فاذا لم يكن حيث شاء فقال هل رضيتم بذلك فقال نعم قال عليه السلام حوّلوني الى بيت عائشة
 بوجع بين يديها في اجازت ديري كآب جهان چاين برين پير تني پو چايم سب اسير راضی ہو عرض کیا ان اعلیہ السلام نے فرمایا عمارت کی کمر بچو
 فكان في بيتهما حتى مات عندها وحملايها علي الزوج من حقها ان يؤدى اليها مهرها كما لان كان قادرا على ادائه وان لم
 يهر حاشه كما هر يه بهان نكته او نكي پاس وفات کی صلی اللہ علیہ وسلم اور بی بی کا چھوٹا خاندن پر واجب ہی ہے کہ اسکا پورا مہر ادا کر دی اگر قدرت اولی رکھتا ہو اور
 یکن قادر علی ادائہ یتوی ان یعودیہ اذا قدرہ اذا قال اللہ تعالیٰ تو اللہ صدمہ قہن نخلۃ ای فیضہ من اللہ تعالیٰ فان
 ادا کی قدرت نہیں ہے تو ادا کی نیت رکھ کر قدرت ہادی الہی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ دی و الوعوتون کو مہر ادا کی خوشی سی یعنی اللہ تعالیٰ کا فرض کیا ہوا بیشک
 اعطاء النساء مہورھن مافرض اللہ تعالیٰ فی الملة والدین فمن نوى ان لا يؤدى اليها مهرها بجمعی عیوم القیامۃ زانیما
 حورقن کو مہر دیدینا دین و ملت میں اللہ ہی کا فرض کیا ہوا ہی بہر جسکی یہ نیت ہو کہ بی بی کو ادا کرے تو قیامت کی دن زانی ہو کہ اوکیگا اسلمی
 روى انه عليه السلام قال لیس رجل تزوج امرأة على ما قل من المهر اكثر ليس في نفسه ان يؤدى اليها حصة ما لقي الله
 کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کسی عورت سے نکاح کیا مقدار مہر سے کم تر یہ یا اتنی زیادہ کر کہ اوکی ادا کرے کی نیت نہیں تو اسے کی پس
 وهو ان لا يطلب منها المهره لاداء مهرها الا ان يكون فقير ان توجه المرأة طوعا لا کرها ولا یكلفها ان تصبل مهرها
 زانی ہو کہ اوکیگا اور مہر و اگر نیکی واسطی بی بی سے مہلت نہ مانگی ان اگر کشمال ہو تو بی بی اپنی خوشی سے مہلت دیدی پھر نہ وہ نہیں ہی اور یہ دیا و نہ دلی کہ
 لانه تعالی بعد قال ان اللہ صدمہ قہن نخلۃ قال فان طبن لکم عن شئ منه نفسا فكلوه هنيئا مریئا فغناه
 مہر بخشدی اسلمی کہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی بعد اور دی و الوعوتون کو ادا کی مہر فرما ہی ہے وہ اگر اسکی کچھ چھوڑ دین ٹکڑی خوشی سے تو وہ کیا و چھا بچھا سو اس
 علی فی التفسیر وانما التزیر بل انهن ان وهبن لکم بعضا من الصدق عن غایة الرضاء وطیب القلب بلا کراه ولا اقتداء
 آیت کی معنی تعزیر نادر التزیر بل یہ ہیں بیشک اگر عورتیں ٹکڑی مہر میں سے بخشدین عین رضا اور دلی خوشی سے بی دیا و اور نہ معاملی کر نیسی
 من سوء العشرة فتتفقوا به بلا تبعه فعلم من هذا ان لا تستکثروا فی حقها ما کروہ لانه تعالیٰ کہا جعل عقد النکاح بید الزوج ان شاء
 سو وہ بقاء و پیوند بجمعی رہے اس آیت سے معلوم ہو کہ زیادہ خواہش کرتی ہر خوشی کی کردہ ہی اسلمی اللہ تعالیٰ بی جسکی عقد نکاح خاوند کی اختیار
 میسکہ او ان شاء یوسلها بلا اختیار منها کذلک جعل حلقة سلسلة المهر فی بقیتہ و ذمتہ فعقد النکاح بجمعی ہا الیہ و سلسلة
 میں یکساں ہی اگر چاہی بی بی تو رکھ سکتی اور اگر چاہی او کو چھوڑ دی عورت کو کچھ اختیار نہیں ہی بیسی ہی مہر کی زنجیر خاوند کی گردن میں ڈال دی ہے اور اسکا بڑا بڑا عقد نکاح عورت کو خاوند کی
 المهر تجرہ الیہا فاستغما بکل المهر ابطال لحقها و ابقاء لحقہ و قیہ تزک العادله و نوع من الظلم ولا یطعن باغیر ضرورة
 خاوند کو عورت کی طرف کیسیتی ہی سو کل مہر بخشنا عورت کی حق تلفی ہی و اپنا حق باقی رکھنا ہی اور اسین بی انصاف اور ایک طرح کا ظلم ہی اور بی بی کو بی ضرورت
 الا ان تكون سببہ الخلق فاسدة الدین تارکة الصلوة لان الطلاق وان کان مباحا لکن من ابغض المباحا عند اللہ
 طلاق مذہبی ہاں اگر بہ خوب مزاج بی دین بی نماز ہو وی تو خیر ہی کہ طلاق اگر چہ مباح ہی پر مباحات میں سے اللہ تعالیٰ کی نزدیک بہت پسند
 لما فیہا من الایذاء ولا یباح ایذاء الغیر من غیر ضرورة الا بجمایہ من طرفھا فاذا عزم علی تطلیقھا بسبب الضرورة یتبغی لہ ان
 ہی کیونکہ اسین ایذا دی ہی اور بلا ضرورت کیونکہ ایذا دینی مباح نہیں ہی مگر عورت کی خطا پر مہر جب کسی ضرورت میں طلاق دینا کا ارادہ کرے تو چاہی ہی
 یواسی علة امور احدثها ان یطلقها فی طهر لم یجامعها فیہ لان الطلاق فی حیض و الطهر الذی جامعها فیہ حرام ثالثا
 کہ کئی بات کا بی ذکر ہے ایک تو یہ کہ ایسی طہر میں طلاق دی جس میں جماع کیا ہو اسکی طلاق حیض میں اور ایسی طہر میں کہ جماع کر چکا ہو حرام ہی دوسری بات
 ان یقتصر علی طلقة واحدة ولا یجمع بین الثلث لانه یدعی قیوم و الطلقة الواحدة بعد انقضاء العدة تقیل المقصود مع
 کہ ایک ہی طلاق ہی کفایت کرتی طلاق اکہل نہ کی کیونکہ پیر کا فیج ہی اور ایک طلاق سی ہی بچہ گذر جانی عدت کی وہ ہی مقصود حاصل ہوتا ہی و
 البعد من المدة لم تکن من التدریج بالرجعة فی العدة و یجوز النکاح بعد العدة و اما اذا طلقها ثلثا فرما یندم و لا یکن التدریج
 بابہ بجمایہ مست سے بہت آگے ہی کیونکہ کما تدرک کہ سکتی ہی عدت میں تو رجعت سی اور بعد عدت کی نئی نکاح سی اور اگر اسکی تین طلاق دین تو بعضی فتوا و

بجمعی ہا الیہ و سلسلة

اور مہر یا ہی طہر طہر

[illegible]

